www.KitaboSunnat.com

حجاج بن یوسفؒ

تاریخ وحقائق

تالیف: ڈاکٹر محمود زیادۃ

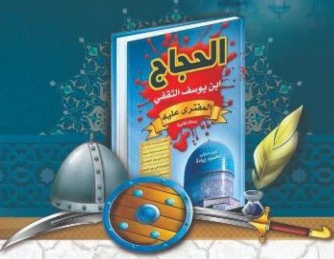

ترجمہ
حافظ قمر حسن

نظر ثانی وحواشی
محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حجاج بن یوسف

تاریخ وحقائق

تالیف:
ڈاکٹر محمود زیادۃ

ترجمہ:
حافظ قمر حسن حفظہ اللہ

نظر ثانی وحواشی:
محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حارث پبلی کیشنز

جملہ حقوق اشاعت برائے حارث پبلی کیشنز محفوظ ہیں

حجاج بن یوسف

تاریخ و حقائق

تالیف: .... ڈاکٹر محمود زیادۃ

ترجمہ: .... حافظ قمر حسن ﷾

نظر ثانی و حواشی: .... محمد فہد حارث

اشاعت اوّل: .... مئی ۲۰۲۱ء

تعداد کتاب: 1100

کمپوزنگ: .... مسز محمد عمران

قیمت: ....

پبلشر: حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین		نمبر شمار
10	از: حافظ قمر حسن	عرض مترجم	1
12	از: محمد فہد حارث	پیش لفظ	2
20	از: ڈاکٹر محمود زیادۃ	مقدمہ	3
24		کتاب کے طرزِ تحقیق اور سلوب کے متعلق کچھ گزارشات	4
26		پہلا باب: حجاج، ولادت سے ولایتِ حجاز تک	5
27		فصل ۱: حجاج بن یوسف اور اس کے والدین	6
36		حجاج بن یوسف کا قبیلہ ثقیف	7
37		قبیلہ ثقیف کے نسب کی بحث	8
37		۱۔کیا ثقیف آلِ ثمود سے تھے؟	9
42		۲۔کیا ثقیف ایاد بن نزار بن معد بن عدنان کی نسل سے تھے؟	10
44		۳۔کیا ثقیف کا تعلق ہوازن سے تھا؟	11
49		سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ	12
50		حارث بن کلدہ ثقفی	13
51		ابوعمرو عیسیٰ بن عمر ثقفی نحوی بصری	14
51		شاعر ابومحجن ثقفی	15
53		غیلان بن سلمہ بن شرحبیل ثقفی رضی اللہ عنہ	16
53		سیدنا مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ	17

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

18	ابو عبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ	55
19	مختار بن ابی عبید ثقفی	55
20	محمد بن قاسم ثقفی رحمہ اللہ	56
21	یوسف بن عمر ثقفی رحمہ اللہ	58
22	فصل ۲: حجاج کی ولادت، پرورش اور تعلیم و تربیت	59
23	فصل ۳: خلفاء اور حکومتی عہدیداران سے وابستگی	64
24	فصل ۴: حجاج اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما	70
25	حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف فتح کیوں پائی؟	89
26	۱۔ حجاج کے ہاں اشیائے ضرورت کی فراوانی جبکہ عبداللہ بن زبیر کے ہاں قلت	89
27	۲۔ حجاج کی دریادلی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بخیلی	89
28	۳۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا لازمی طور پر حرم کعبہ میں بیٹھ رہنا	91
29	۴۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سیاسی غلطیاں	91
30	حرم کعبہ پر حملے اور کعبہ پر منجنیق سے پتھراؤ کی ذمہ داری	93
31	دوسرا باب: حجاج والی کی حیثیت سے	97
32	فصل ۱: ولایتِ حجاز	98
33	فصل ۲: حجاج اور ولایتِ عراق	116
34	کوفہ روانگی اور اہل کوفہ سے خطاب	121
35	حجاج کی پولیس پر عبدالرحمٰن تیمی کی سربراہی	134
36	فصل ۳: امیر حجاج بن یوسف کی معاشرتی اصلاحات	140
37	قرآن کریم کے لیے حجاج بن یوسف کی خدمات	140
38	عربی سکوں کے اجرا کے لیے ٹکسال کا قیام	145
39	سرکاری دفاتر و دواوین کا عربی ترجمہ (تعریب)	151

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

40	زرعی اصلاحات	153
41	شہروں کی تعمیر	161
42	واسط کے آثارِ قدیمہ	170
43	بحری بیڑے پر توجہ	172
44	**فصل ۴:** اموی خلفاء وامراء سے حجاج کے تعلقات	173
45	**تیسرا باب:** عہد حجاج کی بغاوتی تحریکیں	202
46	**فصل ۱:** ابن جارود کی بغاوت	203
47	زنگیوں کی بغاوت	226
48	**فصل ۲:** تحریکِ ازارقہ (خوارج)	229
49	ازارقہ کا باہمی اختلاف	239
50	مہلب کے پیغام رساں حجاج کی طرف	247
51	امیر حجاج کا مہلب کی عسکری صلاحیتوں کا اعتراف کرنا اور انعامات دینا	249
52	**فصل ۳:** خوارج صفریہ (صالحیہ وشبیبیہ) کی بغاوت	255
53	شبیب ٹھنڈے مقام پر	273
54	لشکر کوفہ کے اشراف	275
55	معرکہ سوق حکمت	278
56	حجاج اور شبیب آمنے سامنے	281
57	امیر حجاج کے حکم پر سفیان بن ابرد شبیب کے مقابلے میں روانہ	285
58	**فصل ۴:** مطرف بن مغیرہ کی بغاوت	289
59	**فصل ۵:** حروبِ خوارج کے بعد حجاج کے اثر ونفوذ میں اضافہ	298
60	خراسان میں مہلب کا اور سجستان میں ابن ابی بکرہ کا تقرر	299
61	عبدالرحمان بن محمد بن اشعث کندی	312

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

62	فصل ٦: حجاج بمقابلہ ابن اشعث	318
63	معرکۂ زاویہ	326
64	مطر بن ناجیہ ریاحی کی بغاوت	329
65	عبدالرحمان بن عباس اور حجاج	331
66	معرکہ دیر جماجم (سوروزہ جنگ)	334
67	معرکۂ مسکن	348
68	ابن اشعث کا انجام	349
69	عمرو بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر	356
70	بلقام بن نعیم	356
71	عمرو بن قرہ کندی	356
72	محمد بن سعد بن ابی وقاص	356
73	عبداللہ بن عامر	357
74	فیروز حصین	358
75	اعشیٰ ہمدان	360
76	امام شعبی رحمہ اللہ سے حجاج کا عفوودرگزر	362
77	سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قتل	364
78	ابن اشعث کا انجام	373
79	خلیفہ عبدالملک کے ہاں حاضری	377
80	ابن اشعث کی باغیانہ تحریک اور مؤالی (غلام)	378
81	ابن اشعث کی بغاوت اور نجران کے یہود ونصاریٰ	382
82	کُردوں اور دیلمیوں کے خلاف حجاج کی یلغار	384
83	باب چہارم: عہد حجاج کی فتوحات	387

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

84	فصل ۱: خراسان میں آلِ مہلب اور اس کی فتوحات	388
85	مہلب کا انتقال	389
86	موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل	395
87	خلیفہ عبدالملک بن مروان کی بیماری اور وفات	398
88	فصل ۲: قتیبہ بن مسلم خراسان میں، فتوحات اور انجام	404
89	قتیبہ کے خلاف پہلا اتحاد	407
90	قتیبہ کے خلاف دوسرا اتحاد	409
91	قتیبہ بن مسلم کا انجام	426
92	فصل ۳: محمد بن قاسم سندھ میں، فتوحات اور انجام	430
93	محمد بن قاسم کی یلغار	434
94	امیر محمد بن قاسم کا انجام	439
95	پانچواں باب: امیر حجاج کی نجی زندگی	442
96	فصل ۱: حجاج کا ادبی ذوق، حجاج کا شعری ذوق، حجاج بحیثیتِ خطیب ولکھاری	443
97	حجاج، خطیب اور لکھاری کی حیثیت سے	463
98	فصل ۲: حجاج کے اخلاق واوصاف اور دین داری	476
99	شجاعت	476
100	غیر معمولی عقل وخرد	477
101	سخاوت ودریادلی	479
102	حق پرستی وراست گوئی	480
103	سیدھی بات اور ماہرانہ نکتہ آفرینی کی پذیرائی	483
104	جھوٹ اور خیانت سے نفرت	485
105	غیرت وحمیت	485

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

106	عفوودرگزر	486
107	خلافت اسلامیہ سے غیر مشروط ومخلص وفاداری	488
108	دین داری	489
109	قرآن سے شغف	490
110	علم اوراہل علم کی قدردانی	491
111	منکرات سے اجتناب	492
112	متکبروں اورسرکشوں کے لیے ناپسندیدگی	493
113	اہل بیت سے تعلق خاطر	493
114	دعاؤں پراعتقاد	494
115	ذاتی اوصاف، چہرہ مہرہ، ڈیل ڈول	496
116	**فصل ۳:** حجاج کا خاندان ، بنو امیہ سے رشتے داری، بیویاں، اولاد کی تعلیم وتربیت، بیماری، وفات	497
117	بیویاں اوربچے	499
118	اولاد	502
119	بیماری اوروفات	503
120	حجاج کے خاندان کاانجام	507
121	**اختتامیہ:** حجاج کے طرزحکومت پرایک نظر	510
122	حجاج بن یوسف، ایک بہترین منتظم	524
123	**ضمیمے:** ضمیمہ اول: اہم واقعات مع ہجری وعیسوی تواریخ	528
124	**ضمیمہ دوم:** حروب خوارج میں مذکور اہم مقامات ، عہد حجاج میں فتح ہونے والے اہم مقامات	531

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرض مترجم

حجاج بن یوسف تاریخ بنوامیہ کا ایک لازوال کردار ہے جس نے اپنی مدبرانہ قیادت، دلیرانہ سپہ سالاری اور اپنے شجاعانہ اقدامات کے باعث غیر معمولی شہرت پائی۔

ہوا یوں کہ کچھ خاص سیاسی مقاصد کے پیش نظر بنوامیہ کی تاریخ مسخ کر دی گئی جس کا شکار بنو امیہ کا یہ ہونہار وزیر بھی ہوا یہاں تک کہ بنوامیہ اور حجاج بن یوسف کی سخت گیری اور دیدہ دلیری تاریخی نظریے کے طور پر متعارف ہوگئی۔

اقوام کی تاریخ چونکہ ان کے مستقبل کے رویوں اور نقطہ ہائے نظر کا تعین کرتی ہے، اس لیے تاریخ اسلام اور بالخصوص اس کے اموی حصے کی تطہیر چند صاحب فکر مؤرخین کی نظر میں ضروری سمجھی گئی۔ یہ اس سلسلے کا ایک اہم فریضہ تھا جسے قدیم اور معاصر مؤرخین کی خاصی تعداد نے اپنی شاہراہ عمل کا ایک سنگ میل قرار دیا۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی کے طور پر سامنے آتی ہے جس میں فاضل مصنف نے حجاج بن یوسف کے سوانح حیات اور عمل و کردار کو موضوع بحث بنا کر یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ محض ایک منفی کردار نہیں تھا بلکہ وہ اس کے برعکس بہت سے مثبت رویوں کا حامل ایک صاحب کردار وزیر مملکت تھا۔ یوں بدرجہ غایت فصیح و بلیغ عربی میں تحریر کردہ ڈاکٹر محمود زیادہ کا یہ تفصیلی مقالہ نہایت کامیابی سے تصویر کا دوسرا رخ پیش کرتا ہے جو اب تک نگاہوں سے اوجھل تھا۔

حارث پبلی کیشنز کے روحِ رواں جناب محمد فہد حارث جو خود بھی تاریخ بنوامیہ کے شناور ہیں، ان کی یہ دیرینہ آرزو تھی کہ اس اہم تاریخی تصنیف کا اردو قالب اردو دان قارئین کی خدمت میں خوش اسلوبی سے پیش کیا جائے جس کے لیے انھوں نے مجھ سے کہا۔ میں نے اس اہم کتاب کو اردو کے سانچے میں ڈھال دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ مصنف کا مدعا ہو بہو قارئین تک پہنچ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہد صاحب نے ترجمے کی مراجعت کے بعد اس پر توضیحی حواشی بھی رقم کر دیئے ہیں جو کتاب کی قدر و قیمت میں ان شاء اللہ یقینی اضافے کا باعث ہیں۔

میں اس کتاب کے انتخاب، پھر ترجمے کے لیے میرے انتخاب اور کتاب کی دلآویز اشاعت پر فہد صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں اور باری تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ یہ کاوش تاریخ کے شائقین کے لیے نفع بخش اور اردو کے تاریخی ادب میں ایک مفید اضافہ ثابت ہو۔

حافظ قمر حسن

مریدکے۔شیخوپورہ۔پاکستان

۲۷ شعبان ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۲۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

غالباً نومبر ۲۰۱۴ء کی بات رہی ہوگی کہ محدث فورم پر عربی زبان میں تالیف کردہ ایک کتاب کے چند صفحات کی عکسی تصاویر دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں مولفِ کتاب نے دورِ اموی کے مشہور عامل و گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے متعلق عام روش کے برخلاف ،اس کے ظلم وستم کا ذکر کرنے کے بجائے ،اس کی کچھ معاشرتی اصلاحات کی طرف توجہ مبذول کروائی تھی۔کتاب کے مذکورہ صفحات کے مطالعے نے کتاب میں دلچسپی پیدا کردی۔پس کتاب سے متعلق معلومات حاصل کی تو علم ہوا کہ کتاب کا نام ''الحجاج بن یوسف الثقفی۔ المفتری علیه '' ہے جو ماضی قریب میں گزرے عرب مورخ ڈاکٹر محمود زیادۃ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے جس کی کامیاب تکمیل پر جامع ازہر قاہرہ کے کلیۃ اللغۃ العربیۃ نے ۱۹۴۶ء میں انھیں ڈاکٹریٹ کی سند تفویض کی تھی۔بعد از مطالعہ یہ مترشح ہوا کہ مذکورہ مقالہ اپنے موضوع پر کافی کچھ وقیع ومستند مواد کا حامل ہے اور صرف حجاج بن یوسف ہی نہیں بلکہ اس دور کی سیاسی تاریخ پر بھی شافی معلومات فراہم کرتا ہے۔مقالے کی خوبی یہ ہے کہ اس میں نہ حجاج کو ابلیس مجسم ثابت کیا گیا اور نہ فرشتہ بلکہ اس کو ایک عام انسان دکھایا گیا ہے جس کی خامیاں ہیں تو خوبیاں بھی ہیں۔جیسا کہ خود مصنفِ مقالہ نے مقالے کے آخری صفحات میں تصریح کی ہے:

> ''بہر کیف حجاج آسمان سے اترا کوئی فرشتہ نہیں تھا۔وہ بھی انسان ہی تھا جس سے غلطیاں بھی ہوجاتی تھیں اور جو صحیح فیصلے بھی کرتا تھا۔منصفانہ طرزِ عمل یہ ہے کہ جس طرح کسی آدمی کی غلطیاں بیان کی جائیں اسی طرح اس کی درستیاں اور اس کے صحیح فیصلے بھی بیان کیے جائیں۔''

پس اسی روش وفکر کے تحت ڈاکٹر محمود زیادۃ نے اپنے اس مقالے کی تالیف کی جو بہر حال نہ صرف ان کی فصیح وبلیغ عربی سے قاری کو محظوظ کرتا ہے بلکہ پڑھنے والے پر یہ بھی عیاں کرتا ہے کہ مولف مذکور تاریخ اسلامی کے بنیادی مصادر وماخذ پر کامل عبور اور بھر پور دسترس رکھتے تھے۔ساتھ ہی وہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالغ النظر مورخ بھی تھے جو تاریخی واقعات کو انہی حالات و تناظر میں دیکھنے کے عادی تھے جن میں وہ وقوع پذیر ہو رہے تھے۔ اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر زیادۃ نے مورخین کے منہج کی پیروی کرتے ہوئے تاریخی واقعات کو ہر ناحیہ سے پرکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ ہر وقوعہ کے سلسلے میں یہ دیکھا جائے کہ مورخین کی اکثریت اس سلسلے میں کیا بیان کرتی ہے اور جن حالات میں کوئی وقوعہ پیش آیا اُن حالات میں اس کے پیش آنے کے نتیجے میں معاشرے پر جو اثرات مرتب ہو سکتے تھے یا جو ردعمل ظاہر ہونا چاہیے تھا، وہ اثرات مرتب ہوئے یا وہ ردعمل ظاہر ہوا یا نہیں۔ گویا ڈاکٹر محمود زیادۃ نے حجاج کے دور میں پیش آئے ہر واقعہ کو درایت اور قرائن کی کسوٹی پر پرکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اسی سبب وہ عام مورخین کے برخلاف حجاج بن یوسف کے سخت اقدامات پر اس کے متعلق جلد بازی پر مبنی کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے ان حالات و واقعات کا جائزہ لینا ضروری سمجھتے ہیں، جن حالات میں اور جن واقعات کے تحت حجاج کو ان اقدامات کی تنفیذ کرنا پڑی تھی۔ ڈاکٹر زیادۃ نے اپنی اس تصنیف و مقالے کا علمی مزاج کافی حد تک غیر جانبدارانہ رکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ کسی بھی معاملے میں وہ حجاج بن یوسف یا اس عہد کے کسی شخص کی نہ بے جا حمایت و طرفداری کے مرتکب ہوں اور نہ اس کی طرف سے کسی طور کے سوءظن کا شکار ہوں۔ ڈاکٹر زیادۃ کا یہ مقالہ پڑھتے ہوئے مجھے بارہا شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کے یہ الفاظ یاد آئے:

> ''محققین کو واقعات کی زبان کھلوا کر نتائج اخذ کرنے، غلطیوں کی اصلاح کرنے اور محض دعوؤں کی تکذیب و تردید کے لیے پیہم کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ پھر مورخین بھی دقتِ نظر، رسوخِ بصیرت، قوتِ استنتاج اور علمی دیانت کا لحاظ رکھنے میں ایک سے نہیں ہوتے، بلکہ بسا اوقات کئی تاریخ دان غلط کو درست کے ساتھ ملا دیتے ہیں، واقعات سے اُس چیز کی دلیل لیتے ہیں جس پر وہ دلالت ہی نہیں کرتے، جو من کو نہ بھائے، خواہ وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو، اس سے تغافل برتتے ہیں اور جو دل کو لگے، خواہ انتہائی بودہ ہو، اس کی تعریف کے شادیانے بجاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ کے خدوخال بگڑ جاتے ہیں اور تحریف اس میں اپنی راہ نکال لیتی ہے۔

یہاں علمی اخلاص سے مالا مال اور حقائق کی تہہ تک پہنچنے کے لیے شخصی رجحانات سے ماوراء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیانتدارانہ مورخین کا کردار شروع ہوتا ہے کہ وہ افراط و تفریط سے بچ کر درست بنیادوں پر تاریخ کی تدوین، غلطیوں کی اصلاح، حق کو کارگاہِ شیشہ گری میں محفوظ رکھنے اور ہر اہم اور قابلِ ذکر چیز کو ذکر کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔''①

درحقیقت اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر محمود زیادۃ اُن ''محققین'' اور ''دیانتدارانہ مورخین'' کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں جن کا ذکر مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ بالا اقتباس میں کیا ہے جبکہ تاریخ اسلامی پر لکھنے والے بیشتر مورخین کا حال وہی رہا جس کو مولانا رحمانی رحمہ اللہ نے ''من کو نہ بھائے۔۔اور۔۔۔دل کو لگے'' جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور اسی بات کا شکوہ مولفِ مقالہ جابجا اپنے مقالے میں بھی کرتے نظر آتے ہیں جہاں حجاج کے صائب اقدامات کو مورخین کی اکثریت نے کلیتاً نظرانداز کر دیا جبکہ اس کی معمولی غلطیوں کو بھی نہایت بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

الغرض عربی زبان میں لکھے اس مقالے کی انہیں خصوصیات کے سبب عرصۂ دراز سے خواہش تھی کہ اردوداں طبقے کے لیے اس کا اردو ترجمہ کروا کر شائع کیا جائے۔ یہ میری خوش قسمتی رہی کہ اس سلسلے میں حافظ قمر حسن جیسے منجھے ہوئے تجربہ کار مترجم کی خدمات مجھے میسر آسکیں۔ قمر حسن صاحب نہ صرف عربی و اردو زبان اور ان کے محاورات پر بھرپور عبور و دسترس رکھتے ہیں بلکہ ساتھ ہی وہ علوم الدینیہ اور تاریخ اسلامی کے بھی شناور ہیں۔ یہی وجہ رہی کہ ان کے قلم نے جب ڈاکٹر محمود زیادۃ جیسے فصیح و بلیغ عرب مورخ کے مقالے کو اردو قالب میں ڈھالا تو نہایت سلیس و بامحاورہ زبان میں تاریخ اسلامی کے اس پُرآشوب دور سے متعلق ایک دلفریب تالیف وجود میں آگئی۔ اصل عربی مقالہ پڑھنے میں اگر کسی قدر دلآویز ہے تو قمر حسن صاحب کے قلم سے کیا گیا اس کا یہ اردو ترجمہ بھی کچھ کم دلنشین نہیں۔ ترجمہ کی اصل خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ مولف کا مدعا ہو بہو قاری تک اس خوبصورتی سے پہنچ جائے کہ اس کو احساس ہی نہ ہو کہ وہ اصل کتاب نہیں بلکہ ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ میرے ذوق کی حد تک قمر حسن صاحب اس کسوٹی پر کھرے اترے ہیں اور ان کا یہ ترجمہ بہرحال اس صفت سے معمور نظر آتا ہے کہ پڑھتے ہوئے قاری کو احساس نہیں ہوتا کہ وہ کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ بلکہ یہی محسوس ہوتا ہے کہ حجاج بن یوسف کے موضوع پر اردو زبان میں لکھی کوئی مستقل تالیف مطالعہ کر رہا ہے۔ خیر! یہ تو اس ترجمہ سے متعلق میرا تاثر ہے، اصل

① تقریظ بر کتاب ''تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی'' از مولانا اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ صفحہ ۱۷، ۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کرنے والے تو اس کتاب کے قاری ہی ہوں گے۔

اس کتاب کی تیاری میں تقریباً دوسوا دوسال کا عرصہ صَرف ہوا۔تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ قمر حسن صاحب کے کئے گئے ترجمے کا پہلا پروف پڑھ کر مناسب تہذیب ونظر ثانی کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر میں نے حواشی کا اضافہ کیا۔ساتھ ہی سطر بہ سطر عربی متن سے ترجمہ کی مراجعت بھی کرتا رہا۔اس مراجعت کی وجہ محض یہ موکد کرنا تھا کہ دورانِ کتابت کہیں کمپوزر سے نادانستگی میں کسی عبارت یا اقتباس کا ترجمہ نسخ کرنا نہ رہ گیا ہو۔اس احتیاطی عمل نے کافی کچھ وقت لے لیا۔بعدازاں کتاب کا دوسرا پروف قمر حسن صاحب نے پڑھا اور مزید مناسب و ناگزیر تصحیحات کیں۔قمر حسن صاحب کی کی گئیں تصحیحات و ترمیمات کے بعد آخری نظر ثانی اور پروف کے لیے کتاب میرے پاس دوبارہ آئی۔اور پریس میں بھیجنے سے قبل ایک دفعہ پھر پوری کتاب کو لفظ بہ لفظ پڑھا اور کمپوزر کو سیٹنگ اور فارمیٹنگ سے متعلق مناسب ہدایات کیں۔اور یوں اس تھکا دینے والے وقت طلب عمل کے بعد کتاب پریس کے لیے روانہ ہوئی اور اب آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے۔

عربی مقالے کے اِس اردو ترجمہ کا نام بعد از مشاورت ''حجاج بن یوسف: تاریخ و حقائق'' تجویز کیا گیا ہے۔ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر محمود زیادۃ کے مقالے میں موجود ہر معلومات ہر سطر پوری دیانتداری سے ترجمہ کردی جائے اور اس سلسلے میں مصنف کی کسی بھی عبارت کی قطع و برید سے مکمل اجتناب کیا ہے۔تاہم بعض اشعار کے مجموعے جو کئی کئی ابیات پر مشتمل تھے،غیر ضروری طوالت سے بچنے کے لیے،ہم نے ان کے تراجم میں اجمال سے کام لیا ہے۔ایسے مقامات پر یا تو صرف ضروری اشعار کا ترجمہ کیا گیا ہے یا پھر بعض جگہ اشعار کے مفاہیم کو مختصراً نثر میں بیان کردیا گیا ہے۔اسی طرح عربی کتاب کے آخر میں جو مراجع یعنی کتابیات کی فہرست تھی وہ بھی ہم نے اپنے اس ترجمہ میں شامل نہیں کی ہے۔بعض مقامات پر جہاں ہمیں مصنف سے اختلاف ہوا یا جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں تنقیدی یا توضیحی حواشی لگا دیئے گئے ہیں۔البتہ یہ بات یاد رہے کہ کئی موقعوں پر مولف کی تحقیق سے اختلاف رکھنے کے باوجود ہم نے تنقیدی حواشی کا اہتمام نہیں کیا۔اس کی اصل وجہ کتاب کی ضخامت میں غیر ضروری اضافے کا خوف رہا۔کتاب میں مولف کے قلم سے جابجا کئی حواشی موجود ہیں جن کے ترجمے کا بھی ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کیا ہے۔تاہم مولف کے حاشیے کو اپنے حاشیوں سے ممیز کرنے کے لیے اپنے حواشی کے آخر میں بین القوسین (محمد فھد حارث) لکھ دیا ہے جبکہ مولف کے حاشیوں کے آخر میں ایسی کوئی تمیز قائم نہیں کی۔ پس جن حواشی کے آخر میں بین القوسین حاشیہ نگار کا نام درج نہ ہو، ان کو مولف کے حاشیے سمجھا جائے۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ زیرِ نظر کتاب میں لکھا ہر لفظ یا پیش کردہ ہر تحقیق صد فیصد درست ہے یا میں اس سے متفق ہوں، تاہم کتاب کے بیشتر مندرجات ایسے ضرور ہیں جو ایک غیر جانبدار قاری کو حجاج بن یوسف سے متعلق بہت کچھ سوچنے اور سمجھنے پر ضرور مجبور کریں گے۔عوام اس کتاب سے متعلق کیا ردعمل دے گی تو اس ضمن میں، میں وہی کچھ عرض کروں گا جو شیخ اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ نے اپنے بعض مضامین، جو بعد میں ''تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے تھے، کی اشاعت کے بعد فرمایا تھا:

> ''یہ مضامین جو بعض حلقوں میں بہت پسند کیے گئے۔بعض حلقوں میں کافی ناراضی اور ناپسندیدی کا اظہار فرمایا گیا۔کسی چیز کے موثر ہونے کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ وہ اپنے لیے مختلف حلقے پیدا کرلے اور نقد و نظر کا تختۂ مشق بنے۔''①

پس اس کتاب سے متعلق جہاں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بعض حلقوں کی جانب سے شاید اس کو نقد و نظر کی سان سے گزرنا پڑے تو امید ہے کہ کئی حلقوں میں یہ پذیرائی بھی پائے گی اور یہی طرز عمل و ردعمل اس کے موثر ہونے کی دلیل بنے گا۔ان شاء اللہ۔

حارث پبلی کیشنز کی طرف سے شائع ہونے والا یہ کسی بھی عربی کتاب کا پہلا اردو ترجمہ ہے جو اکتوبر ۲۰۱۸ء میں قائم ہونے والے اس نوآموز ادارے کے لیے کسی سنگِ میل سے کم حیثیت نہیں رکھتا۔اس سلسلے میں سب سے اول اللہ عزوجل کے حضور شکرگزار ہوں کہ اس مالک نے اس احقر کو اس قابل بنایا کہ وہ یہ کام کرسکے۔اگر اس کی مدد شاملِ حال نہ ہوتو کوئی کام ممکن نہیں۔اسی کے کرم سے یہ کام ہوسکا ہے اور اس کام کی ہر اچھائی صرف اسی ذاتِ باری تعالیٰ کے سبب سے ہے۔اس مالک کُل کے شکریہ کے بعد اپنے عزیز دوستوں محمد صہیب نذیر، راشد جمال اور بلال احمد راؤ کا شکریہ ادا کرونگا کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچنا ناممکن تھا۔ان کی ہمت اور ساتھ رہا کہ یہ کام ہوسکا۔اللہ

① تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی، صفحہ ۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دوستی اور ساتھ کو ہمیشہ بنائے رکھے۔

ساتھ ہی حافظ قمر حسن ﷾ کا بھی نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس احقر کی درخواست پر اس علمی کتاب کے ترجمہ کا بیڑہ اٹھا کر نہ صرف پوری جانفشانی سے اپنی ذمہ داری نبھائی بلکہ ہر لحظہ ہر لمحہ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں اس احقر سے ہر طور کا علمی تعاون کرتے رہے۔ان کا ساتھ نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ یہ کتاب منصۂ شہود پر آ سکتی۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں محترمہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جب جب ان سے کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں کسی قسم کا مشورہ درکار رہا یا رہنمائی حاصل کرنی چاہی تو انہوں نے نہایت خوشدلی و خندہ پیشانی سے اپنے مصروف اوقات میں سے وقت نکال کر مفید مشوروں سے نوازا اور ساتھ ہی کتاب سے متعلق ایک مختصر لیکن نہایت جامع تحریر بھی پسِ ورق (بیک ٹائٹل) کی زینت بنانے کے لیے ہدیہ کی۔یہ اثیم ان کے اس تعاون کے لیے سدا ان کا ممنون رہے گا۔

اس کے علاوہ ہم اپنے نہایت فاضل، محترم اور علم دوست انسان جناب حافظ عمران ﷾ کے بھی نہایت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے مصروف اوقات میں سے اس کتاب کے لئے وقت نکالا اور نہایت دقّتِ نظری سے کتاب کی نہ صرف کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کی بلکہ بار بار کی جانے والی تصحیحات و ترمیمات کو پوری جانفشانی کے ساتھ درست فرمایا۔اللہ اس تھکا دینے والے کام کے لئے ان کو جزائے خیر سے نوازے۔یہ احقر ہمیشہ ان کا ممنون رہے گا کہ جب بھی اس کو اُن سے کسی طور کی مدد و تعاون درکار ہوا، حافظ عمران صاحب ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ موجود رہے۔اللہ ان کو دین و دنیا میں بہتیرا ترقیاں نصیب کرے اور ان کے لئے دونوں جہانوں میں آرام و سکون کا بندوبست کرے۔

اسی طرح اس کتاب کی اشاعت میں اور بھی چند احباب کی خصوصی مدد شاملِ حال رہی لیکن کیا کروں ان کی درویشانہ صفت کا کہ انہوں نے اپنے ناموں کا تذکرہ کرنے سے سختی سے منع کر رکھا ہے، اسی لئے ان کا نام لئے بغیر ہی ان کی جناب میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔

کسی بھی کام میں کمال صرف اس ذاتِ بے ہمتا کو ہی سزاوار ہے، مخلوق کا کام تو غلطیوں سے پُر ہوتا ہے۔پھر بھی اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی کوئی کمی نہ رہ جائے، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی کمی یا غلطی رہ جائے تو قارئین سے التماس ہے کہ اس بابت مطلع فرمائیں، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاء اللہ ایجابی طریق سے آئی ہر تنقید کو سر آنکھوں پر رکھا جائے گا۔

محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

دبئی، متحدہ عرب امارات

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ اپریل ۲۰۲۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ کے نام

جو لاریب فی زمانہ اسلامی تاریخ پر موسوعہ کا درجہ رکھتی ہیں اور تاریخ اسلامی سے متعلق جن کی غیر جانبدارانہ تحقیقی مساعی علمی دنیا میں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔ ان کا باقاعدہ شاگرد ہونے کا شرف تو اس احقر کو بدقسمتی سے نصیب نہ ہوسکا تاہم ان سے علمی رابطہ قائم ہونے کے بعد محض چند سالوں میں فنِ تاریخ و اصولِ تاریخ کا جو فہم و درک باذن اللہ تعالیٰ نصیب ہوا ہے، وہ اس سے قبل کئی سالوں کے مطالعہ سے نہ ہوسکا تھا۔ اللہ ان کا سایہ تا زیست ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُقدّمۃ

اسلامی تاریخ کے مطالعے کے دوران ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ اموی دور کے ساتھ بالعموم اور حجاج بن یوسف ثقفی کے ساتھ بالخصوص اس انصاف سے کام نہیں لیا گیا جن کے یہ مستحق تھے۔ خاص کر حجاج کے معاملے میں وہ کونسی برائی و بدی ہے جس کا ناتا حجاج سے نہیں جوڑا گیا اور وہ کون سی خوبی اور اچھائی ہے جس سے اسے عاری قرار نہیں دیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے ادب و تاریخ کے ان مخطوطہ ومطبوعہ مآخذ سے جن میں صحیح اور موضوع روایات بری طرح خلط ملط ہوگئی ہیں، حجاج سے متعلقہ روایات وآثار کی تلاش وجستجو اور تحقیق وتنقیح کا آغاز کیا ہے۔ اس تھکا دینے والے جاں گسل کام کے دوران جوں جوں ہم حجاج بن یوسف کے تاریخی کردار کی گہرائی میں اترتے گئے، ہم پر اس کی خوبیاں آشکار ہوتی گئیں اور اس کی شخصیت سے ایک انس سا پیدا ہونے لگا جو بالآخر ہمارے دل میں اس کے محبت واحترام کے جاگزیں ہونے کا سبب بنا۔

تاریخ وادب کے محققانہ مطالعے کے دوران میں جب ہم حجاج بن یوسف کے طرز سیاست پر نظر کرتے ہیں تو وہ ہمیں ایک سچا اور ایمان دار سیاستدان نظر آتا ہے جو دھوکا دہی اور فریب کاری سے ناآشنا تھا۔ وہ ایک ایسا زورآور سورما تھا جس کا سامنا کرنا نہایت مشکل رہتا تھا۔ وہ ایک ایسا عظیم حریف تھا جس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے پر اس کے دشمن بھی مجبور ہو گئے۔ وہ اسلامی تاریخ کے ایک نہایت عظیم اور اہم دور کا نمائندہ عامل تھا جس نے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے نہ صرف جہادی مساعی کو منظم کیا بلکہ اس کے صائب نتائج کو بھی یقینی بنایا۔

دورانِ مطالعہ میں جب ہم نے حجاج بن یوسف کی انتظامی صلاحیتوں کا جائزہ لیا تو یہ منکشف ہوا کہ وہ ایک نہایت پختہ کار منتظم تھا۔ جب ہم نے اس کی دینداری کا مشاہدہ کیا تو دیکھا کہ وہ ایک متقی اور دنیا سے بے رغبت شخص تھا۔ جب ہم نے اس سے علم کا مطالبہ کیا تو اسے قرآن وحدیث اور اسلامی احکام کا جید عالم پایا جس کے ہاتھ میں علم شرعی کی زمامِ کار تھی۔ جب ہم نے اس کی زبان وبیان کی صلاحیتوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانچا تو فصاحت و بلاغت کا ایک بحر بیکراں اپنے سامنے ٹھاٹھیں مارتا محسوس کیا۔ جب ہم نے اس کی جاری کردہ اصلاحات کا باب وا کیا تو اسے اپنے وقت کا عظیم مصلح پایا۔ جب ہم نے اس کے ایفائے عہد، اس کے کرم و اخلاق اور اخلاص کی جانب توجہ کی تو اسے اخلاق و کردار کے اعلیٰ مرتبے پر فائز پایا جو ہر دور کے مجددین و مصلحین کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حجاج کی ان تمام خوبیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد مؤرخین نے اس کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اور جس طرح لکھا ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہمیں تو وہ بہت عجیب محسوس ہوا۔ چنانچہ ہم نے تہیہ کیا کہ حجاج بن یوسف کے متعلق درست حقائق تک رسائی ہمارے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا عنوان ہوگا جس میں ہمارا وظیفہ یہ ہوگا کہ ہم حجاج بن یوسف کے متعلق پھیلائی گئی تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کریں گے اور قدیم وجدید مؤرخین نے اس عبقری و مجاہد شخصیت کے ساتھ ناانصافی روا رکھتے ہوئے اس کو اس کا جو جائز مقام نہیں دیا، وہ اسے دلوائیں گے۔ البتہ حقائق تاریخ کی پیشکش کے سلسلے میں ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہمارا کردار نہ صرف غیر جانبدار و منصفانہ رہے بلکہ اس ضمن میں ہم ہر حال میں حق و انصاف کو اپنا رہبر و رہنما قرار دیتے ہوئے تنقیح تاریخ کا فریضہ انجام دیں۔

حجاج بن یوسف کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا ہمارے لیے ناگزیر ہے۔ وہ تاریخ اسلام کی ایک نمایاں شخصیت ہے۔ سلطنت بنوامیہ کے جس دور میں زمامِ امارت حجاج کے ہاتھ میں آئی، وہ بلاشبہ ایک نازک دور تھا۔ وہ دور صاحب اقتدار سے پختہ کاری اور عزم مصمم کا تقاضا کرتا تھا۔ ہر سو بغاوتوں اور انقلابوں کا دور دورہ تھا۔ حجاج نے بغاوتوں کی سرکوبی کے بعد سلطنت کا سیاسی استحکام بحال کیا۔ فتنۂ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بعد جو شاید اموی خلافت کا خاتمہ ہی کر ڈالتا، عراق کی عنان اقتدار حجاج کے ہاتھ میں آئی۔ ان دنوں عراقی عوام پوری طرح بغاوت پر آمادہ تھے۔ وہ خوارج کے خلاف مہلب بن ابی صفرہ کا ساتھ دینے سے انکاری تھے۔ خوارج سلطنت بنوامیہ کے لیے بہت بڑا خطرہ بن کر عراق میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ ہر ممکن طریقے سے خلافت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ یوں حجاج کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اہل عراق سے سختی برتے اور انھیں شیر کی نگاہ سے دیکھے۔ اہل عراق کے ساتھ اس کے سختی پر مبنی اس ناگزیر رویے کو اس کی قساوتِ قلبی پر محمول کیا گیا جبکہ ہر وہ شخص جو کسی حد تک امور جہانبانی سے واقفیت رکھتا ہو اور ساتھ ہی انصاف پسند ہو، وہ حجاج کی طرف کسی بھی قسم کے ظلم اور قساوتِ قلبی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الزام کو درست نہیں جانے گا کیونکہ حجاج بن یوسف نے اپنے زیر اقتدار لوگوں سے جو بھی سختی برتی، اس کا مقصد محض باغیوں اور سرکشوں کو سبق سکھانا تھا تا کہ امور سلطنت کو استحکام دے کر ملک میں امن وامان قائم کیا جا سکے۔ اصل سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حجاج نے باغیوں اور سرکشوں کے خلاف جو کچھ بھی کیا، کیا ان اقدامات کے بغیر کوئی حکومت کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر حجاج پر ظلم وشقاوت کا الزام کیونکر درست قرار دیا جا سکتا ہے۔

عراق میں اپنے دور گورنری میں حجاج نے متعدد تعمیراتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور کئی بیش بہا انتظامی وسیاسی اصلاحات کیں۔ اس نے ایسے ایسے علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرایا جہاں نہ حجاج سے پہلے اور نہ اس کے بعد فتوحات ہو سکی تھیں۔ اپنے انھی کارہائے نمایاں کی بدولت وہ دنیا کے صف اول کے قائدین و مصلحین میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ان تمام کارہائے نمایاں کے باوجود حجاج پر ایسے سنگدلانہ الزامات کیوں لگائے گئے جن میں بے ایمانی سے لے کر وحشی پن اور درندگی تک کے تمام الزامات شامل ہیں۔ گویا حجاج انسان ہی نہیں تھا!!

بہت سی وجوہات میں سے اس کی ایک وجہ تو ہماری نظر میں یہ ہے کہ حجاج کا اندازِ فکر وطریق حکمرانی نہایت غیر معمولی نوعیت کا تھا۔ عربوں کو اس سے قبل ایسے غیر معمولی وعبقری گورنر سے واسطہ نہیں پڑا تھا جس نے اپنے دور حکمرانی میں ایسے وسائل وذرائع بھی حکومت کے استحکام اور عوام کی بہبود کے لیے استعمال کیے جو اس سے قبل عربوں کے ہاں معروف نہیں تھے اور ان کی نظروں میں وہ جناتی و غیر حقیقی وسائل وذرائع تھے۔ حکومت کرنے اور مسائل سے نپٹنے کے اسی غیر معمولی طریق کار کے سبب عربوں نے اسے ابلیس اور جادوگر کے القابات تک سے یاد کیا ہے۔

حجاج کی شخصیت کے متعلق ظلم وشقاوت کی کہانیاں عام ہونے کی دوسری وجہ اس کے وہ تنبیہی وسرزنشی خطابات بھی تھے جو اس نے عوام کے سامنے انھیں بغاوتوں سے باز رکھنے کے لیے دھمکی اور وعید کے طور پر کیے تھے، جن کو مؤرخین وادباء نے فصاحت وبلاغت کے باب میں نقل کیا اور لوگوں نے ان کو کثرت سے سنا اور پڑھا۔ ان خطابات نے لوگوں کے سامنے حجاج کی شخصیت کو ایک نہایت سخت اور ظالم منتظم کے طور پر پیش کیا۔

حجاج کی بدنامی کی ایک اور وجہ یہ بھی رہی کہ اس کے حالات مرتب کرنے والے رُوات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل تھی جو ان لوگوں کے حامی و طرفدار تھے جو حجاج کے سیاسی مخالف اور اس کے خلاف برسر پیکار رہے۔ سو اِن رُوات و مؤرخین نے جب حجاج کے حالات مرتب کیے تو یہ جانبداری و طرفداری سے اپنا دامن نہ بچا سکے۔ جیسا کہ ہر دور کے لوگوں کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنے دشمن کو کمزور کرنے اور رائے عامہ کو اپنے حق میں استوار کرنے کے لیے اپنے حریفوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں، سو ایسا ہی کچھ حجاج کے ساتھ بھی کیا گیا اور کئی بے سرو پا روایات اور کہانیاں گھڑ کے اس کے ذمے لگا دی گئیں۔ جب اس پر بھی حجاج مخالفین کو سکون نہ ملا تو اس کے قبیلے اور خاندان کی مذمت میں باقاعدہ احادیث تک گھڑ لی گئیں۔

ان معترضین و مخالفین میں ہمیں بعض ایسے افراد بھی نظر آتے ہیں جو ایک وقت تک حجاج کی سیاسی پالیسیوں پر نکتہ چینی کرتے رہے اور اس کو ان اقدامات پر سخت سست کہتے رہے لیکن جب خود انھیں کو حکومت کی کوئی ذمہ داری سونپی گئی تو لامحالہ ان کو بھی وہی طریق کار اختیار کرنا پڑا جس کے لیے وہ حجاج کو مطعون کرتے آئے تھے۔

الغرض حجاج ان جانبدار مؤرخین کی افترا پردازیوں کا شکار ہوا جنھوں نے اس کے بارے میں اپنے دور اور حلیفوں کے رجحانات کے مطابق لکھا۔ حجاج کے زمانے سے جس قدر دور آتے جائیں، ان افترا پردازیوں کی کثرت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ انصاف کا تقاضا جبکہ یہ ہے کہ ایک مؤرخ جب کسی شخص کی تاریخ اور اس کے حالات تحریر کرے تو جہاں وہ اس کی خطائیں گنوائے وہیں وہ اس کے مثبت کارہائے نمایاں کا بھی پوری ایمانداری اور دیانتداری سے ذکر کرے۔ اس میں شک نہیں کہ حجاج ایک مخلص اور باصلاحیت مسلمان تھا۔ اگر فکر و نظر کے جدید زاویوں سے اس کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو اس کے عمل و کردار اور اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اس نے عراق پر بیس برس حکومت کی۔ اس دور میں وہ اسلام کی تلوار بن کر دشمنان اسلام پر برسا اور اموی سلطنت کا ایک مضبوط پایہ ثابت ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے طرزِ تحقیق اور اسلوب کے متعلق کچھ گزارشات

ہم نے اس کتاب میں صرف ہجری تاریخ کے ذکر پر اکتفا کیا ہے کیونکہ کتاب جس نوعیت کی ہے، ہم نہیں چاہتے تھے کہ قاری کو عیسوی تاریخیں پڑھنے کی مشقت میں ڈالیں۔ کتاب کے آخر میں البتہ اہم واقعات کی فہرست ہجری اور عیسوی دونوں تاریخوں کے ساتھ دے دی گئی ہے۔

محققین کا یہ دستور ہے کہ وہ کتاب کے آخر میں کتاب کے ماخذوں کی اہمیت اور ان سے استفادے کی مقدار و نوعیت بھی بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی البتہ اتنا ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ماخذوں کی اہمیت اور ان سے ہمارے استفادے کی مقدار و نوعیت کتاب کے اندر جا بجا دکھائی دے گی۔ ہم نے ایسی جو بھی رائے اپنی کتاب میں پیش کی ہے جس کے متعلق ماخذ کا اختلاف تھا، اس کے سلسلے میں ہم نے واقعے کے حالات کے پیشِ نظر ہی ایک ماخذ کو دوسرے ماخذ پر ترجیح دی ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ کسی مؤرخ کی ایک غلطی کو لے کر اس کی تمام کتاب کو مسترد کر دینا درست رویہ نہیں۔ حجاج کے اقدامات کے بارے میں چونکہ مختلف و متضاد آراء ملتی ہیں، اس لیے مؤرخین اس سے ناراض ہوئے لیکن بعد کے ایام نے یہ ثابت کیا کہ اس ناراضگی کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہ بھی مؤرخ کا عیب نہیں کہ اس نے تاریخ نویسی کے سلسلے میں عصری رجحانات کی پیروی کی۔ البتہ ہم اگر اس کے بیان کردہ واقعات کا جائزہ فکر و نظر کے جدید زاویوں سے نہیں لیتے تو یہ ہمارا قصور ہے۔

ہم نے اس سلسلے میں الحمد للہ اپنا فریضہ انجام دیا اور یہ ثابت کیا ہے کہ حجاج تنقید کے بجائے تعریف کا مستحق ہے۔ یوں ہم نے تاریخ کے ایک اہم گوشے سے پردہ اٹھایا اور دورِ جدید کی علمی تحریک میں معتد بہ حصہ لیا ہے۔

یہاں ہم اپنے محترم اساتذہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جن کا تعاون ہمیں تحریر کتاب کے ہر مرحلے میں حاصل رہا۔ ان میں میرے سب سے بڑے استاذ جناب محمد حبیب احمد سرفہرست ہیں جنھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تحقیق کے اس پورے سلسلے میں میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔تاریخی حقائق کے درست اظہار کی دشوار گزار وادیاں انھوں نے میرے ساتھ عبور کیں۔میں نے جن یورپی ماخذوں سے استفادہ کیا ہے، ان سے ماخوذ اقتباسات کے ترجمے کے سلسلے میں بھی مجھے ان کا تعاون حاصل رہا۔میرے دیگر اساتذہ میں ڈاکٹر محمد عبداللہ ماضی، ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر، جناب عبدالعزیز عبدالحق، جناب عبدالفتاح سرنجاوی اور جناب مبروک نافع نمایاں ہیں۔چند مستشرقین کی کتابوں سے ماخوذ اقتباسات کے ترجمے کے سلسلے میں مجھے ان اساتذہ کی مدد حاصل رہی۔ڈاکٹر محمد عبداللہ ماضی نے مفید ہدایات سے بھی نوازا۔اللہ تعالیٰ میرے اساتذہ کو جزائے خیر عطا کرے اور ہمیں بھلائی اور اس ملک کی خدمت کی توفیق دے۔

ڈاکٹر محمود زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

حجاج رحمہ اللہ، ولادت سے ولایتِ حجاز تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱ حجاج بن یوسف اور اس کے والدین

حجاج کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے: ابو محمد حجاج بن یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قسی (ثقیف۔) قبیلہ ثقیف کا انتساب اسی قسی (ثقیف) کی طرف ہے۔

حجاج کا والد یوسف بن حکم بن ابی عقیل طائف میں بچوں کا معلم تھا۔اس دور میں بچوں کی معلّمی کا پیشہ عربوں کے ہاں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔اگر کسی کو بے وقوف، احمق اور بیکار گردانا ہوتا تھا تو یہ کہنا کافی تھا کہ وہ بچوں کو پڑھاتا ہے۔معلّم کی حماقت ان کے ہاں ضرب المثل تھی۔ چنانچہ جاحظ نے لکھا ہے:

''ایسے شخص کے پاس دانش مندی اور حسن رائے کی امید کیسے ہوسکتی ہے جو صبح کے وقت بچے کو پڑھانے جاتا ہے اور شام کے وقت لڑکی کو''۔①

عرب معلّمی کے پیشے کو اس لیے بھی حقیر سمجھتے تھے کہ وہ ہنر مندی کو حقیر جانتے تھے۔چونکہ تعلیم بھی ایک ہنر تھا جس کو ان کے نزدیک صرف وہی شخص اپناتا تھا جسے کسی قبیلے کی حمایت اور پشت پناہی حاصل نہیں ہوتی تھی۔اسی غلط فہمی کے پیش نظر ان کے شعراء معلّمین کی ہجو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حجاج نے کیا پیشہ اختیار کیا تھا، اس بارے میں ادباء کسی ایک رائے پر متفق نظر نہیں آتے۔ چند ایک نے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ طائف میں بچوں کو پڑھاتا تھا۔②

چند دیگر ادباء کے بقول وہ چمڑا رنگنے کا کام کرتا تھا۔چنانچہ کعب اشقری نے کہا۔

---

① البیان والتبیین: ۱/۲۰۸.

② جیسا کہ مالک بن زیب نے کہا تھا۔

فَلَوْلَا بَنُو مَرْوَانَ كَانَ ابْنُ يُوسُفَ كَمَا كَانَ عَبْدًا مِنْ عَبِيدِ إِيَادِ
زَمَانَ هُوَ الْعَبْدُ الْمُقِرُّ بِذِلَّةٍ يُرَاوِحُ غِلْمَانَ الْقُرَى وَيُغَادِي

ترجمہ:''اگر بنو مروان نہ ہوتے تو ابن یوسف (حجاج) ایاد کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوتا۔ایک زمانے میں ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ ابْنَ یُوسُفَ غَرَّہُ مِنْ غَزْوِکُمْ خَفْضُ الْجَنَاحِ بِجَانِبِ الْاَمْصَارِ
وَرَأٰی مُعَاوَدَۃَ الدِّبَاغِ غَنِیْمَۃً اَیَّامَ کَانَ مُحَالِفَ الْاِقْتَارِ ①

ترجمہ: ''ابن یوسف (حجاج) کو شہروں کے اندر تمھاری نرم خوئی نے تم سے جنگ کا لالچ دلایا۔ جن دنوں وہ تنگدستی کا حلیف تھا، وہ دباغت (چمڑا رنگنے) کو ہی غنیمت سمجھتا تھا''۔

تیسرے فریق کا خیال یہ ہے کہ حجاج منقا فروش تھا۔②

جہاں تک چمڑے کی رنگائی اور منقا فروشی کا تعلق ہے تو یہ امر خارج از امکان معلوم ہوتا ہے کہ حجاج نے یہ پیشے اختیار کیے ہوں گے کیونکہ اس کا والد معلّم تھا اور اس دور کے اہل علم اپنی اولاد کو ہنر نہیں سکھاتے تھے۔ اس دور میں بیٹے عموماً اپنے والد کا پیشہ اختیار کرتے تھے۔ یوں قرین قیاس یہی ہے کہ حجاج نے بھی اپنے والد کی طرح معلّمی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔

دراصل حجاج جب مختلف حکومتی عہدوں پر فائز ہوا اور اسے دربارِ خلافت میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا تو اس کے مخالفین نے اس کی پیشہ وری کی باتیں خود سے گھڑ لیں اور شاعروں نے، جیسے کہ ہر دور کے شاعروں کا دستور ہے، یہ گھڑی ہوئی باتیں شعروں میں باندھ دیں۔ حجاج کی طرف اس قدر مختلف النوع پیشوں کا انتساب بھی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ سب پیشے لوگوں نے محض اپنے جی سے گھڑ کر حجاج کی طرف منسوب کر دیے تھے جن کا حجاج کے سلسلے میں حقیقت سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

جہاں تک حجاج اور اس کے والد کے حوالے سے معلّمی کے پیشے کا تعلق ہے تو اسے بیشتر ادباء ومؤرخین نے تسلیم کیا ہے۔ اس امر کے متعلق البتہ انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ حجاج کے ہاں اس پیشے کی نوعیت کیا تھی۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ صدر اسلام میں تعلیم محض ایک پیشہ نہیں تھا۔ اس کا دارومدار شارع علیہ السلام سے منسوب روایات کے نقل وسماع اور از راہِ تبلیغ دین کی تعلیم پر تھا۔ تعلیم کا یہ کام اہل انساب اور قبائلی طرفدار انجام دیتے تھے۔ حجاج کا والد اپنے قبیلے ثقیف کے سرداروں اور اشراف میں سے تھا۔ ثقیف کا عربی تعصب اور قریش کے ساتھ ان کی رقابت ومسابقت ایک معروف امر تھا۔ بعدازاں جب

==> وہ اپنی ذلت کا اعتراف کرنے والا غلام تھا جو صبح وشام بستی کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا''۔ (المعارف لابن قتیبہ: ص ۲۳۸، والعقد الفرید: ۳/۵)

①الاغانی للأصفھانی: ۳/۵۸، وسرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۰۳ .

②البیان والتبیین: ۱/۳۰۳ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی بنیادیں مضبوط و مستحکم ہوگئیں اور اہل تعصب نے امورِ سلطنت میں مشغول ہو کر تعلیم کو ترک کر دیا تو معاشرے کے نچلے طبقے نے تعلیم کو پیشے کے طور پر اپنا لیا۔①

حجاج ایک طرف مخالفین کی طعن و تشنیع اور شعراء کی ہجو کا ہدف تھا جبکہ دوسری طرف وہ خود کو فخریہ طور پر ثقیف کے اشراف اور قریش کی بیگمات کا بیٹا بتاتا تھا۔② ایسے نجیب الطرفین شخص کا چمڑے کی رنگائی یا منقا فروشی کا پیشہ اپنانا بعید از امکان تھا۔ تعلیم کا پیشہ البتہ وہ اختیار کر سکتا تھا۔

خیر امر واقعہ جو بھی رہا ہو، یہ بات طے ہے کہ حجاج کا والد یوسف اپنی قوم کے سرداروں اور اشراف میں سے تھا جو اپنے قبیلے کا ایک محبوب و محترم شخص تھا۔ یوسف ایک دفعہ مصر میں تھا تو اس کی ملاقات قاضی مصر سلیم بن عمرو تجیبی سے ہوئی۔ یوسف نے آگے بڑھ کر قاضی کو سلام کیا اور کہا:

''میں امیر المومنین کے ہاں جا رہا ہوں۔ اگر آپ کی کوئی ضرورت ہے تو مجھے آگاہ کیجیے۔''

قاضی نے کہا:

''میری ضرورت یہ ہے کہ آپ امیر المومنین سے کہیں، وہ مجھے عہدۂ قضا سے فارغ کر دیں۔''

یوسف نے کہا:

''واللہ! میری تو آرزو ہے کہ مسلمانوں کے سارے قاضی آپ جیسے ہوں۔ میں امیر المومنین سے یہ درخواست کیسے کر سکتا ہوں۔''

قاضی صاحب چلے گئے تو حجاج نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون تھا جسے آپ نے اٹھ کر سلام کیا۔ یوسف نے جواب دیا:

''یہ اہل مصر کے قاضی اور واعظ سلیم بن عمرو تھے۔''

اس پر حجاج نے برجستہ کہا:

''اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، ابا! آپ ثقفی ہو کر تجیب کے ایک شخص کو اٹھ اٹھ کر ملتے ہیں۔''

---

① دیکھیے تاریخ ابن خلدون، المقدمة: ص ۲۳، ۲۲۔

② العقد الفريد لابن عبد ربه: ۷/۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوسف نے کہا:

’’میرے بیٹے! بخدا، لوگوں پر اسی طرزِ عمل کے باعث رحمت کی جاتی ہے۔‘‘

حجاج نے کہا:

’’دربارِ خلافت کے معاملات ایسے ہی لوگ خراب کرتے ہیں ۔ یہ واعظ کمسن وناسمجھ نوجوانوں کو پاس بٹھا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے قصے چھیڑ دیتے ہیں جن کو سن کر ناسمجھ نوجوان جوش میں آ جاتے ہیں اور مسلم امراء کے خلاف بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر معاملاتِ حکومت میرے ہاتھ میں آئے تو میں امیر المومنین سے کہوں گا کہ وہ مجھے ایسے قصہ گو واعظوں کے قتل کی اجازت دیں۔‘‘

اس پر یوسف نے حجاج سے کہا: ’’واللہ! مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں شقی (گمراہ، بدبخت) بنا کر پیدا کیا ہے۔‘‘ ①

ملاحظہ کیجیے کہ حجاج کا والد یوسف اس مرتبے کا آدمی تھا کہ خلیفہ کے دربار میں اس کا آنا جانا تھا اور سلطنت اسلامیہ کے قاضی اس کو سفارش کا اہل سمجھتے تھے۔ خود حجاج کی نظروں میں اپنے والد کی یہ عظمت تھی کہ وہ ان کو قاضی مصر کی آؤ بھگت سے منع کرتا تھا کہ اس کے خیال میں اس کے والد کا مقام و مرتبہ قاضی مصر سے اونچا تھا۔

اگر یہ واقعہ صحیح و ثابت ہے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حجاج کے عزائم نہایت بلند تھے اور وہ زندگی میں آگے بڑھنے کی جستجو رکھنے والا شخص تھا۔ ساتھ ہی وہ علم الانساب پر بھی گہری نگاہ رکھتا تھا۔

یوم ربذہ ② کے معرکے میں مروانی لشکر کا ایک علم حجاج کے والد یوسف کے پاس بھی تھا۔ مروان بن حکم ③ رحمہ اللہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی کے لیے حبیش بن دلجہ قینی کو ربذہ بھیجا

---

① البداية والنهاية لابن كثير : ١١٨/٩، وسرح العيون لابن نباته : ص ١٠٤، ١٠٣، وتاريخ الاسلام للذهبي: ٨١١/٤.

② ربذہ مدینہ کی ایک بستی تھی جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ معجم البلدان: ٢٢٢/٤ .

③ مؤلف محمود زیادہ نے سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے نام کے آگے اپنی کتاب میں رحمہ اللہ کا لاحقہ لگایا ہے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے مؤلف کے نزدیک سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا قول راجح ہے۔ اگرچہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی صحابیت مختلف فیہ ہے تاہم ہمارے نزدیک ان کی صحابیت کا قول راجح ہے۔ جس کے دلائل کچھ یوں ہیں:

<==

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> نبی ﷺ کے انتقال کے وقت بعض علماء کے نزدیک سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ سال اور بعض کے نزدیک آٹھ نو سال تھی۔لیکن آٹھ اور نو سال والا قول ہی راجح ہے کیونکہ الاصابہ، البدایۃ والنہایۃ اور الجمع بین رجال الصحیحین وغیرہ میں تصریح ہے کہ مات فی شهر رمضان سنة خمس وستين بدمشق یعنی مروان نے ماہ رمضان المبارک ۶۵ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔تو اس حساب سے نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۹ سال بنتی ہے۔یوں یہ صغار صحابہ میں شمار کیے جائیں گے جن میں حسن رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ وغیرہ کا نام آتا ہے۔کچھ لوگوں نے مروان کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے۔تقریب التہذیب میں ہے: لایثبت له صحبة یعنی ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔البتہ ابن حجر کے اس قول کی درست توجیہ یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی کی اپنی تصریح کے مطابق کہ اپنی کتاب ''الاصابه فی تمییز الصحابه ''میں انھوں نے ابن اثیر کی مخالفت کی ہے جنھوں نے بہت سے ایسے لوگوں کو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل کر دیا ہے جو صحابی نہیں تھے۔گویا اپنی اس کتاب میں ابن حجر نے صرف انھی لوگوں کو صحابی قرار دیا ہے جو ان کے نزدیک اس رتبے کے حامل ہیں۔اس کے بعد ابن حجر نے اپنی کتاب میں مذکور اشخاص کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے جس میں قسم اول و قسم ثانی والوں کو صحابی بتایا۔قسم ثانی والوں کی بابت ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> ''القسم الثانی کے تحت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا گیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد تھے اور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات کے وقت صغیرسن تھے۔انھیں گمان غالب کی بنا پر بایں احتمال صحابہ میں شامل کیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے انھیں دیکھا ہوگا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اپنے بچوں کو ولادت کے وقت آپ کی خدمت میں لانے کے بے شمار اسباب ہیں لیکن محققین اہل علم جنھیں حدیث کا علم ہے، ان کے نزدیک ان لوگوں کی احادیث مراسیل میں شمار ہوتی ہیں۔اسی بنا پر میں نے انھیں قسم اول کے لوگوں سے علیحدہ کیا ہے۔(الاصابه فی تمییز الصحابه: مقدمه / ۵۵)

اب دیکھیے مقدمہ میں اسی تمہید کے بعد جلد پنجم میں سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے حالات میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> ''یہ حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔اموی تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ان کا ذکر القسم الثانی میں آئے گا۔''

یہی وجہ ہوئی کہ ابن حجر کا یہ کہنا کہ لاتثبت له صحبة اس سے مراد ان کی نبی کریم ﷺ سے براہ راست روایت کی نفی ہے البتہ ابن حجر رویت کے تحت سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو صحابی ہی مانتے تھے جیسا کہ انھوں نے الاصابہ کے مقدمہ میں تصریح کر دی تھی۔یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر ہدی الساری میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں له رؤية یعنی انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔(فتح الباری: ۱۴ / ۴۴۳)

یہ تو ہوگئی ابن حجر عسقلانی کے قول کی صحیح توضیح کہ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک سیدنا مروان رضی اللہ عنہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں آتے ہیں جن میں وہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بھی شامل کرتے ہیں۔

اب ذرا ان اقوال کو دیکھ لیتے ہیں جن میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی صحابیت کی تصریح ملتی ہے:

تاریخ خمیس (ج ۲ ص ۳۰۶) میں ہے: وكان مروان قد لحق النبی ﷺ یعنی سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے ملاقات کی تھی، اسی لیے اہل شام کے نزدیک ان کا صحابی ہونا متفق علیہ ہے۔

ابن تیمیہ منہاج السنۃ (ج ۳ / ۱۸۹) میں فرماتے ہیں: واختلف فی صحبته یعنی ان کے صحابی ہونے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ ① یوسف اس لشکر کا ایک علمبردار تھا۔ اس سے پہلے وہ مصر پر حملہ آور ہونے والے مروانی لشکر میں بھی شامل تھا۔ یہ مروانی لشکر مصر کو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے عامل عبدالرحمن بن جحدم فہری کے ہاتھوں سے بازیاب کرانا چاہتا تھا۔ ②

یوسف کی مکہ میں کئی زمینیں بھی تھیں ③۔ اس کی شادی ثقیف کی ایک شریف زادی فارعہ سے ہوئی تھی جس کے بارے میں تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ وہ اس قدر مالدار تھی کہ ہر وقت زیورات سے لدی پھندی رہتی تھی یہاں تک کہ اس کے پاس ثقیف کی تمام شریف زادیوں سے زیادہ زیورات تھے۔ ④ یوسف رحمہ اللہ نے جب وفات پائی، حجاج ان دنوں مدینہ کا والی تھا۔ اس نے منبر پر لوگوں کو اپنے والد کی وفات کے بارے میں بتایا۔ ⑤ حجاج کی والدہ فارعہ ہمام بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھی۔ یوسف رحمہ اللہ سے پہلے وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی۔ ⑥ روایت ہے کہ فارعہ کو جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے طلاق ہوئی تھی۔ وہ ایک مرتبہ بوقت سحر اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ دانتوں کا خلال کر رہی ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں واپس آئے اور اسے طلاق بھیج دی۔ فارعہ نے طلاق کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ وہ

==> میں اختلاف ہے۔ پھر فرماتے ہیں: ومروان من أقران ابن الزبیر
یعنی اور مروان تو ابن زبیر کے طبقہ کے ہیں، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔
ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:
هو صحابي عند طائفة کثیرة لأنه ولد في حیاة النبي صلی اللہ علیہ وسلم۔ (البدایه والنهایه: ۸ / ۲۵۷) یعنی کثیر جماعت کے نزدیک سیدنا مروان رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور وہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔
البتہ روایت کے اعتبار سے وہ تابعی ہیں لیکن اس شان کے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کی ہے۔ گویا ایک جم غفیر نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو رویت کے اعتبار سے صحابی مانا ہے جیسا کہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ، اور طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔ اور روایت کے اعتبار سے ان کو تابعی مانا ہے اور ان کی مرویات کو مرسل کا درجہ دیا ہے۔
سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی سب سے صائب اور تحقیقی رائے بن سکتی ہے۔ (محمد فہد حارث)

① تاریخ الیعقوبی: ۳/۳، والمعارف: ص ۱۷۳، وأنساب الاشراف: ۵/۱۵۵، وتاریخ الطبری: ۴/۴۷۵، وتاریخ ابن الأثیر: ۳/۳۴۷.
② تاریخ الاسلام للذهبی: ۴/۸۱۱.
③ اخبار مکه: ۲/۲۴۱.
④ تاریخ ابن الأثیر: ۲/۱۸۱، والبدایه والنهایه: ۴/۴۳۵.
⑤ المعارف: ص ۱۷۳.
⑥ العقد الفرید: ۳/۵، والمحاسن والاضداد للجاحظ: ص ۱۸۲، والاغانی: ۶/۲۳، وغرر الخصائص الواضحة: ص ۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بوقت سحر اس کے پاس گئے تھے اور دیکھا کہ وہ دانتوں کا خلال کر رہی تھی ۔مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم نے ناشتا اس وقت کر لیا تھا تو تم ندیدی ہو۔اور اگر رات بھر کھانا تمھارے دانتوں میں رہا تھا تو تم گندی ہو۔ فارعہ نے کہا کہ یہ دونوں باتیں نہیں تھیں ۔میں تو دانتوں سے مسواک کے ریشے نکال رہی تھی ۔

اس نے اس موقع پر کہا:

''بخدا، جب ہم یہاں آئے تو اترائے نہیں تھے ۔اور اب جبکہ ہم علیحدہ ہو گئے ہیں تو نادم نہیں ہیں ۔''

جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ البتہ اپنے فیصلے پر پچھتائے اور پریشانی کے عالم میں گھر سے نکل گئے ۔راستے میں حجاج کے والد یوسف بن حکم رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی ۔مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یوسف رحمہ اللہ سے کہا: کیا تم میری ایک بات مانو گے ۔یوسف نے پوچھا: وہ کیا؟ کہنے لگے: میں نے ابھی ثقیف کی ایک سردار بیگم کو چھوڑا ہے ۔تم اس سے شادی کر لو۔وہ تمھیں شریف اولاد دے گی ۔چنانچہ یوسف رحمہ اللہ نے فارعہ سے شادی کر لی جس سے فارعہ کے ہاں حجاج متولد ہوا ۔①

یہاں یہ بات لائق توجہ ہے کہ فارعہ اس درجہ کی خاتون تھی کہ جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ جنھوں نے اپنی زندگی میں کثرت سے شادیاں کیں، وہ اپنی تمام منکوحہ و مطلقہ بیویوں میں سے محض فارعہ کے فراق پر غمگین ہوتے ہیں ۔② وہ فارعہ کے فراق پر غمگین ہوتے ہیں اور حجاج کے والد کو بتاتے ہیں کہ وہ عورت اس قابل ہے کہ ایسا شریف بچہ پیدا کرے جو بڑا ہو کر حکمران بنے گا ۔③

یہ واقعہ جہاں فارعہؒ کی عظمت کا پتہ دیتا ہے وہیں یہ حجاج کے والد یوسف کی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے ۔

فارعہؒ نے جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکی کو جنم دیا تھا جس کی وراثت کے متعلق حجاج اور عروہ

---

① العقد الفرید: ۳/۵، والبدایہ والنہایہ: ۹/۱۱۸ .

② روایت ہے کہ انھوں نے تین سو یا ایک اور روایت کے مطابق ہزار عورتوں سے شادیاں کیں، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۱/۲۵۹، واسد الغابہ: ۴/۴۰۷ .

③ البدایۃ والنہایۃ: ۹/۱۱۸، عینی کی روایت ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ عورت اس قابل ہے کہ اولاد نرینہ پیدا کرے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ فارعہ (مغیرہ بن شعبہ کے بجائے) طبیب عرب حارث بن کلدہ ثقفی کی زوجیت میں تھی۔ حارث نے اسے مذکورہ وجہ سے طلاق دی تھی۔ (مروج الذہب للمسعودی: ۲/۹۴، ووفیات الاعیان لابن خلکان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن مغیرہ کا تنازع ہوا تھا اور حجاج نے یہ قضیہ ابن زیاد کو پیش کیا تھا۔ ①

جب ہم تاریخی روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ حجاج کے حاسدین اسے بے عزت کرنے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔

ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز مدینہ میں گشت کر رہے تھے کہ انھوں نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

هَلْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلَى خَمْرٍ فَاَشْرَبُهَا   اَمْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلَى نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ
اِلَى فَتًى مَاجِدِ الْاَعْرَاقِ مُقْتَبَلٍ   سَهْلِ الْمُحَيَّا كَرِيْمٍ غَيْرِ مِلْجَاجٍ

ترجمہ: ''کیا شراب ملنے کی کوئی سبیل ہے کہ میں اسے پی لوں یا نصر بن حجاج کے ملنے کی کوئی راہ ہے؟ وہ نوجوان جو بلند نسب، کم سن، نرم رُو اور خوش اخلاق ہے، جو جھگڑالو نہیں ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر سن کر کہا کہ میں ایسے شخص کو مدینہ میں اپنے ساتھ نہیں دیکھوں گا جسے جوان عورتیں پردوں میں پکارتی ہیں۔ انھوں نے نصر بن حجاج کو بصرہ بھیج دیا۔

ابن الجوزی کی رائے یہ ہے کہ یہ شعر کہنے والی عورت حجاج کی ماں تھی۔ ②

ابن کثیر کو البتہ اتنا تردد ہے کہ وہ یا تو حجاج کی ماں تھی یا اس کی دادی تھی۔ ③

اس روایت سے مقصود حجاج کی تنقیص کے علاوہ اور کچھ نہیں ورنہ ایک عالی نسب و بلند مرتبت خاندان کی شادی شدہ شریف زادی کے متعلق یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ ایسی گھٹیا آرزو کرے گی۔ جبکہ حجاج کی والدہ فارعہ کے دادا سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی ④ رضی اللہ عنہ وہ طائف کے ایک معزز و ذی وقار شخص

---

① الأغاني: ٦/٢٣.
② تنقیح فهوم اهل الأثر: ص ٣٥٣.
③ البداية والنهاية: ٩/١١٨.
④ یہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے۔ صلح حدیبیہ میں کفار کی جانب سے صلح کے معاملات طے کرنے آئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ۹ ہجری میں ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود ثقفی کے بہت مشابہ تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ نے جب اپنے قبیلے میں واپس جا کر اپنے اسلام کا اعلان کیا تو آپ کی قوم نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کی خبر سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عروہ کا معاملہ صاحب یٰسین جیسا تھا کہ انھوں نے اپنی قوم کو ایک رب کی بندگی کی طرف بلایا تو ان کی قوم نے ان کو شہید کر دیا۔ (الاصابہ لابن حجر عسقلانی) (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔① حجاج کی والدہ فارعہ ثقیف کی ایک معزز و محترم خاتون تھی۔عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجہ خولہ بنت حکیم سلمیہ نے طائف کے محاصرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا:

''اے اللہ کے رسول! اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے طائف فتح کیا تو آپ مجھے بادیہ بنت غیلان یا فارعہ کے زیورات عطا کیجیے گا۔''

ثقیف کی عورتوں میں ان دونوں کے زیورات سب سے زیادہ تھے۔②

یہ امر کہ فارعہؓ کو طلاق ہوئی تھی، نہ تو فارعہ کو معیوب بناتا ہے نہ حجاج کو۔فارعہ اپنی قوم کے سردار سے بیاہی گئی تھی۔اسے بھی اپنی قوم میں وہی قدر و منزلت حاصل تھی جو اس کے شوہر کو حاصل تھی۔

① جن کا ذکر قرآن میں عظیم القریتین کے طور پر کیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ...... ترجمہ: ''اور انھوں نے کہا یہ قرآن دونوں قریوں کے کسی عظیم شخص پر کیوں نہ اتارا گیا؟'' (الزخرف ۴۳: ۳۰)
دونوں قریوں سے مراد مکہ اور طائف ہیں۔دوسرا شخص ولید بن مغیرہ مخزومی تھا۔

② الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۸۱، والبدایة والنهایة: ۴/۳۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج بن یوسف کا قبیلہ ثقیف

چونکہ حجاج بن یوسف کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا سو اس قبیلے کو بھی حجاج دشمنی میں تاریخی صفحات میں مطعون و مبغوض کیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قبائل کے درمیان ثقیف کو بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا اور ثقیف کے لوگوں نے یہ مقام و مرتبہ اپنے کارہائے نمایاں، اعلیٰ اخلاق اور ان عظیم شخصیات کی بدولت حاصل کیا تھا جنھوں نے اموی دور میں اسلامی مملکت کے لیے بڑی بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ لیکن تعصب کے پیش نظر یہ باور کروایا گیا کہ ثقیف عالی مرتبہ و عالی نسب نہیں تھے۔ اس سلسلے میں جن وجوہات کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک وجہ تو یہ تھی کہ ثقیف نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر سے کام لیا تھا۔ دوسرے وہ طائف میں رہتے تھے جو قدیم دور میں ثمود کا وطن تھا۔ ①

تیسری وجہ یہ تھی کہ ثقیف کے کثیر رجال کار اموی سلطنت کے بہی خواہ و ہمدرد تھے۔ یوں ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے گئے اور ان کی مذمت میں حدیثیں گھڑی گئیں۔ یہاں ہم اختصار سے ان روایات کا ذکر کرتے ہیں جو ثقیف کے نسب سے متعلق ہیں اور آخر میں اس موقف کا اظہار کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک زیادہ قرین قیاس اور راجح ہے۔

---

① ابن خلدون ۳۳۸/۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ ثقیف کے نسب کی بحث

ا۔کیا ثقیف آلِ ثمود میں سے تھے؟

ایک روایت کے مطابق ثقیف کا نسب قبیلہ ثمود سے ملتا ہے جو صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے۔ثقیف کا جدامجد ابورغال کہلاتا تھا۔

اس سلسلے میں مختلف روایات ملتی ہیں کہ ابورغال کیا کام کرتا تھا اور وہ ہلاک کیسے ہوا تھا۔کوئی کہتا ہے کہ وہ طائف کا ایک ظالم وجابر بادشاہ تھا۔وہ ایک روز ایک عورت کے پاس سے گزرا جو ایک یتیم بچے کو بکری کا دودھ پلا رہی تھی۔ابورغال نے وہ بکری اس سے چھین لی۔بچے کو جب دودھ نہ ملا تو وہ مر گیا۔تب اللہ تعالیٰ نے ابورغال پر ایک جان لیوا مصیبت ڈال دی جس نے اس کا خاتمہ کر ڈالا۔عربوں نے اس کی قبر پر سنگباری کی۔①

کسی کا کہنا ہے کہ ابرہہ نے جب بلادِ عربیہ کی طرف پیش قدمی کی تو ثقیف کو ڈر ہوا کہ وہ کہیں ان کے تعظیمی بت لات کی طرف نہ آئے۔انھوں نے مسعود بن معتب کو جو ابورغال تھا، ابرہہ کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سیدھا کعبہ کی طرف لے جائے اور لات کی طرف نہ آنے دے۔جب اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کی فوج کو پرندوں سے مارا تو ابورغال بھی ان کے ساتھ ہلاک ہوا۔اسے مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام مغمس میں دفنایا گیا۔② نبی کریم ﷺ جب اس کی قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس پر سنگباری کا حکم دیا۔یوں یہ لوگوں کا دستور بن گیا کہ وہ جب وہاں سے گزرتے، ابورغال کی قبر پر سنگباری کرتے۔③

جریر نے فرزدق کی ہجو میں کہا تھا۔

①الأغاني: ۴/ ۷۴.

②مغمس مکہ کے قریب طائف کے راستے پر واقع تھا۔معجم البلدان: ۸/ ۱۰۴.

③مروج الذهب ۲۱/ ۷، والأغاني: ۴/ ۷۴، الارزقي: ص۸۷، والبداية والنهاية: ۲/ ۱۷۱، وتاريخ ابن خلدون: ۲/ ۶۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذَا مَاتَ الْفَرَزْدَقُ فَارْجُمُوْهُ كَمَا تَرْمُوْنَ قَبْرَ اَبِیْ رِغَالٍ

ترجمہ:''جب فرزدق مرجائے تو تم اس پر سنگباری کرنا جس طرح تم ابورغال کی قبر پر پتھر پھینکتے ہو۔''①②

کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ کے نبی سیدنا صالح علیہ السلام نے ابورغال کو زکات کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا لیکن اس نے سیدنا صالح علیہ السلام کے احکامات کی خلاف ورزی کی اور اپنی سیرت کو گناہوں سے آلودہ کرلیا چنانچہ ثقیف نے جو قسی بن منبہ تھا، ابورغال پر حملہ کیا اور اسے عبرتناک موت سے دوچار کیا۔③

کسی کا کہنا یہ ہے کہ ثقیف ابورغال کا ایک غلام تھا۔ اس کا تعلق ثمود کے ان لوگوں سے تھا جو زندہ بچے تھے۔ بعد ازاں اس نے قیس کی طرف انتساب کرلیا۔④

نسب کی ان تمام تفصیلات سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ ثقیف کا تعلق ثمود سے تھا، اب چاہے ابو رغال ثقیف کا باپ ہو یا پھر ثقیف ابورغال کا غلام۔

حجاج دشمنی میں راویوں نے ثقیف کو بدنام کرنے کو مختلف احادیث و آثار کا ذکر کیا ہے جن کے موضوع اور من گھڑت ہونے کے بارے میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ایک حدیث یہ ہے:

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ثقیف سے محبت نہ کرے۔ وہ ثمود

---

① مروج الذهب: ۲/۷.

② غیلان بن سلمہ نے ابورغال سے اپنے باپ کی ناراضگی اور اس کے بارے میں اپنے باپ کی قساوتِ قلبی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔

نَحْنُ قَسِیٌّ وَقَسِیٌّ اَبُوْنَا

ترجمہ:''ہم سنگدل ہیں اور ہمارا باپ بھی سنگدل تھا۔''

اور امیہ بن ابی صلت ثقفی نے کہا تھا۔

نَفَوْا عَنْ اَرْضِهِمْ عَدْنَانَ طُرًّا وَكَانُوْا لِلْقَبَائِلِ قَاهِرِیْنَا

وَهُمْ قَتَلُوْا الرَّئِیْسَ اَبَا رِغَالٍ بِمَكَّةَ اِذْ یَسُوْقُ بِهَا الْوَضِیْنَا

ترجمہ:''انھوں نے اپنی سرزمین سے تمام عدنانیوں کو نکال دیا اور وہ قبائل پر غالب تھے۔ انھی نے مکہ میں سردار ابورغال کو اس وقت قتل کیا جب وہ وہاں سریع الحرکت لوگوں کی رہنمائی کررہا تھا۔''

③ المعارف لابن قتيبة: ص ۴۱، ومروج الذهب للمسعودی: ۷/۲ .

④ الأغانی: ۴/ ۷۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے ہے۔وہ حرم میں تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے حرم میں جانے سے روک دیا۔''

ایک اور حدیث یہ ہے:

''بنو ہاشم اور انصار ایک دوسرے کے حلیف (اتحادی) ہیں۔ثقیف اور بنو امیہ ایک دوسرے کے حلیف (اتحادی) ہیں۔''

ایک روایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ ثقیف کے کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے تو انھوں نے ان کے بارے میں ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کیے۔ علی رضی اللہ عنہ واپس آئے اور ان سے کہا:

''او ابو رغال کے غلامو! تمھارا جد امجد ابو رغال کا غلام ہی تو تھا۔وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو رغال نے اسے ڈھونڈ نکالا۔بعد ازاں وہ قیس کی طرف منسوب ہو گیا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر کہا تھا:

''میں نے ارادہ کیا تھا کہ بنو ثقیف پر جزیہ عائد کر دوں کیونکہ ثقیف صالح علیہ السلام کا غلام تھا جس کو انھوں نے اپنے ایک عامل کے پاس زکات کا مال لینے بھیجا تھا۔عامل نے زکات کا مال اس کے حوالے کر دیا۔وہ مال لے کر بھاگ گیا اور حرم میں جا بسا۔لوگوں میں صالح علیہ السلام کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی کہا تھا۔

إِذَا الثَّقَفِيُّ فَاخَرَكُمْ فَقُولُوا هَلُمَّ نَعُدُّ شَأْنَ أَبِيْ رِغَالِ
أَبُوْكُمْ أَخْبَثُ الْآبَاءِ قِدْمًا وَأَنْتُمْ مُشْبِهُوْهُ عَلَى مِثَالِ

ترجمہ: ''جب ثقفی تمھیں اپنی برتری جتائے تو تم کہو، آؤ ہم ابو رغال کا قصہ دہراتے ہیں۔ تمھارا باپ (جد امجد) قدیم زمانے کا خبیث ترین باپ تھا۔تم بھی ہو بہو اسی جیسے ہو۔''①

اسی طرح ایک روز سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ منیٰ میں بیٹھے تھے۔تب ان کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔انھوں نے یہ شعر کہے۔

وَكَأَنَّ حَافِرَهَا بِكُلِّ جَمِيلَةٍ صَاعٌ يَكِيلُ بِهِ شَحِيحٌ مُعْدِمُ

① شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/۳۹۷، والأغانی: ۴/۷۴-۷۶ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَارِی الْاَشَاجِع مِنْ ثَقِیفٍ اَصْلُهٗ عَبْدٌ وَیَزْعُمُ اَنَّهٗ مِنْ یَقْدُمُ

ترجمہ:''گویا اس (اونٹنی یا گھوڑی) کا کُھر ہر خوبصورتی کے باوصف ایک صاع ہے جس سے ایک کنجوس اور غریب ناپ کرتا ہے۔ وہ کُھر بالوں سے عاری ہے۔ گویا وہ ثقیف سے ہے جس کی اصل تو یہ تھی کہ وہ ایک غلام تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ اس کا تعلق یقدم سے ہے۔''

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو ثقفی تھے، یہ کلام سن رہے تھے۔ انھوں نے جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار درہم بھیجے تاکہ ان کی رائے ثقیف کے حق میں ہموار کریں اور وہ ثقیف کے لیے کچھ رعایت برتیں۔ ①

علاوہ ازیں اور بھی روایات آتی ہیں جو ثقیف کا تعلق ثمود سے جوڑتی ہیں۔ ثقیف کا طائف میں آباد ہونا بظاہر اس تصور کے رواج پانے کا ایک سبب تھا۔ یہ اس سبب کے علاوہ ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا کہ بنو ثقیف تاخیر سے اسلام لائے تھے۔ لیکن یہ کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ زیادہ تر عرب قبائل تاخیر ہی سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام پہلے کے اعمال کو مٹا ڈالتا ہے۔ اگر یہ وجہ ہے کہ ثقیف کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں شدت پائی جاتی تھی تو خود قریش بھی اسی طرح آپ کے شدید مخالف تھے اور آخر میں مجبور ہو کر ہی اسلام لائے تھے۔ البتہ اسلام کے لیے ان دونوں قبائل کی شدید مخالفت اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد والہانہ وابستگی میں بدل گئی تھی اور یہی وجہ رہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے قریش اور ثقیف کے تمام قبائل عرب نے ارتداد کی راہ اختیار کر لی تھی۔ ②

ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ بنو امیہ کے دورِ حکومت میں بنو ثقیف کا خاصا اثر و رسوخ رہا۔ سسرالی رشتے داریوں کے باعث دونوں قبائل کا تال میل بھی ہوا۔ اس تال میل اور اس تعلق کی وجہ سے بھی کئی حدیثیں ان دونوں قبائل کے بارے میں گھڑی گئیں۔ مثال کے طور پر یہ حدیث گھڑی گئی کہ

''بنو امیہ اور ثقیف آپس میں حلیف (اتحادی) ہیں۔''

بعض اہل علم و ادباء نے ثمود کی طرف ثقیف کی نسبت کو غیر درست قرار دیا جن میں جاحظ نمایاں ہے۔ جاحظ لکھتا ہے:

① الأغانی: ۱۴/ ۱۳۶.
② تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۶۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جہاں تک ثمود کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ ثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰی﴾ ①

ترجمہ:''اور (اس نے) ثمود کو (ہلاک کیا) تو باقی نہ رہنے دیا (ان میں سے کسی کو)۔''

اور فرمایا:

﴿فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ﴾ ②

ترجمہ:''تو کیا تم دیکھ رہے ہو ان کے لیے کچھ باقی رہنے والا۔''

مجھے تعجب ہوتا ہے ایسے مسلمان پر جو قرآن کو سچا مانتا ہے اور پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قبائل عرب میں ثمود کے باقی ماندہ افراد پائے جاتے ہیں۔'' ③

اسی طرح حجاج بن یوسف کی بابت بھی ایک طویل روایت میں آتا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان نے اپنے ایک خطبہ میں بطور تحقیر ثقیف کی نسبت ثمود کی طرف کی تو حجاج نے جواباً کہا:

''لوگوں نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ ثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰی﴾ ④

ایک اور موقع پر اس نے کہا:

''اگر ہم ثمود کے زندہ بچ جانے والے لوگوں کی نسل سے بھی ہیں تو بھی صالح علیہ السلام کے ساتھ ثمود کے اچھے لوگوں نے ہی نجات پائی تھی۔''

گویا حجاج اس امر میں بھی اپنے آباء و اجداد کے لیے فخر اور عزت کا پہلو دیکھتا تھا کہ اگر ثمود باقی رہ گئے تھے تو یقیناً وہی آل ثمود باقی رہے ہوں گے جو اللہ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اس طرح اہل طائف انھی اہل ایمان کی نسل ہیں رضی اللہ عنہم۔

پس **العقد الفرید** میں موجود عبدالملک بن مروان کے خطاب کی اس روایت کو اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو پوری روایت کا مقارنہ کرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حجاج نے اس نسبت کو بھی اپنے مفاد میں

① النجم ۵۳: ۵۱۔
② الحاقۃ ۶۹: ۸۔
③ البیان والتبیین: ۱/۱۶۴۔
④ النجم ۵۳: ۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرتے ہوئے عبدالملک کو یہ ثابت کر دکھایا کہ دورِ جاہلیت میں ثقیف کا قبیلہ قریش کا ہم پلہ تھا۔ حجاج بتاتا ہے کہ قریش وثقیف دونوں قبائل نے جب تفاخر کا ارادہ کیا اور شیطان نے ان کے نتھنوں کو پھلا دیا تو وہ کہنے لگے:

﴿ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾①

ترجمہ: ''یہ قرآن دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔''

ان کی نظر انتخاب اس سلسلے میں ولید بن مغیرہ اور ابومسعود ثقفی پر پڑی۔ یہ دونوں خود پر فخر کیے جانے کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مماثل ہوئے۔ وحی قرآنی کی روایت میں ان کی اس یکسانیت کا انکار امت میں سے کسی نے نہیں کیا۔②

یوں حجاج کے بیان اور جاحظ کے استدلال سے یہی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ثمود کی طرف ثقیف کی نسبت ایک لغو بات اور غیر حقیقی امر ہے جس کا ادراک ابن خلدون③ اور مستشرق لیمنس④ کو بھی ہوا۔

چنانچہ لیمنس لکھتا ہے:

''علم انساب اور علم تاریخ سے اس کو اور اس جیسے دیگر قصے کہانیوں کو تائید نہیں ملتی۔ یہ ایک لغو اور وہمی بات ہے جسے عباسی تحریک کے مبلغین نے عام کیا تھا۔ ان مبلغین کا تو کام ہی یہ تھا کہ وہ اموی خاندان کو بے توقیر کریں اور اموی حکومت کے مخلص وزراء کو بے قیمت کر کے دکھائیں۔''

۲۔ کیا ثقیف ایاد بن نزار بن معد بن عدنان کی نسل سے تھے؟

ایک اور روایت کی رو سے بنوثقیف ایاد بن نزار بن معد بن عدنان کی نسل سے تھے۔ اس سلسلے میں قسی کا جو نسب بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

قسی بن مُنَبِّہ بن نبیت بن منصور بن یقدم بن دعمی بن ایاد بن نزار۔ اس روایت کے مطابق نخع

①الزخرف: ۴۳:۳۱۔
②العقد الفرید: ۸/۳۔۱۰۔
③تاریخ ابن خلدون: ۲/۲۴۔
④الطائف: ص ۱۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ثقیف ایاد کی نسل سے تھے۔ ① یہ دونوں ایک مرتبہ سفر پر روانہ ہوئے۔ ان کے پاس ایک بکری تھی جس کا وہ دودھ پیتے تھے۔ راستے میں مڈبھیڑ شاہ یمن کے عامل صدقہ یعنی ٹیکس کلکٹر سے ہوگئی۔ اس نے وہ بکری ان سے لے لینی چاہی۔ انھوں نے انکار کر دیا جس پر جھگڑا بڑھا اور ان میں سے ایک نے عامل کو تیر کھینچ کر مارا جس سے وہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے نے اس سے کہا کہ اب ہمارا ایک جگہ اکٹھے رہنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ نخع بثیہ کی طرف نکل گیا جو یمن کی ایک گنجان آباد وادی میں واقع سرسبز و شاداب بستی تھی۔ وہ وہاں مذحج میں شامل ہو کر رہنے لگا جبکہ قَسی طائف کے قریب ایک موضع میں آ کر آباد ہوگیا۔ یہاں آباد ہونے کے بعد اس نے کوشش کر کے ابو عامر بن ظرب بن قیس بن عیلان عدوانی کو اس امر پر آمادہ کر لیا کہ وہ کسی سے مشورہ کیے بغیر اپنی بیٹی اس کو بیاہ دے۔ ابو عامر کے بیٹے عامر کو اس نکاح کی خبر ہوئی تو اس نے تعجب سے کہا:

''حیرت ہے اس کا کام تو سیدھا (ثقیف) ہوگیا۔''

بس اسی روز سے قَسی کو ثقیف کہا جانے لگا۔

بعد میں لوگوں نے عدوانی کو عار دلائی کہ تم نے اپنی بیٹی ایک غلام کو بیاہ دی۔ یہ سن کر عدوانی کاہنوں کے پاس گیا اور ان سے قسی کے متعلق پوچھا۔ ایک کاہن نے کہا کہ وہ قَسی ہے۔ قَسی ایاد کا غلام ہے۔ دوسرے کاہن نے کہا کہ یہ وہ قَسی ہے جو ثمود کی نسل سے ہے۔ ②

اشتر مالک بن حارث نخعی کی بہن نے اشتر کے لیے ایک مرثیہ کہا تھا۔ ثقیف کو ایاد بن نزار کی نسل سے ماننے والے اس مرثیے کے ان شعروں سے بھی تائید لیتے ہیں:

اَبَعْدَ الْاَشْتَرِ النَّخعِيِّ نَرْجُوْ مُكَاثَرَةً وَنَقْطَعُ بَطْنَ وَادِي

وَنَصْحَبُ مَذْحِجًا بِإِخَاءِ صِدْقٍ وَاِنْ نَنْسُبْ فَنَحْنُ ذُرَا اِيَادِي

ثَقِيفٌ عَمُّنَا وَبَنُو اَبِيْنَا وَاِخْوَتُنَا نِزَارُ اُوْلُو السَّدَادِ

ترجمہ: ''کیا اشتر نخعی کے بعد ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم کثرت تعداد میں کسی سے مقابلہ کر

---

① الأغانی: ۴/۷۵، روایت ہے کہ یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ الاغانی: ۲/۲۶۷، وشرح ابن ابی الحدید، ۲/۳۹۲، ومعجم البلدان: ۷/۱۲۔

② الأغانی: ۴/۷۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سکیں گے اور ہم کوئی وادی پار کر سکیں گے اور ہم مذحج سے سچی اخوت کی بنیاد پر دوستی کر سکیں گے؟ اگر ہم اپنا نسب بیان کریں تو ہم ایاد کی اولاد ہیں۔ثقیف ہمارے چچا اور ہمارے باپ کے بیٹے ہیں۔اور ہمارے بھائی راست رونزار ہیں۔''①

شبیب بن یزید شیبانی نے کوفہ میں داخل ہونے کے بارے میں کہا تھا۔

عَبْدٌ دَعِیٌّ مِنْ ثَمُوْدِ اَصْلُهٗ بَلْ یُقَالُ اَبُوْ اَبِیْهِمْ یَقْدَمُ

ترجمہ:''ایک مشکوک النسب غلام جس کی اصل ثمود سے ہے۔کہا بلکہ یہ جاتا ہے کہ ان کے باپ کا باپ (جدامجد) یقدم ہے۔''②

البتہ یہ نسب یعنی ثقیف کا ایاد بن نزار کی اولاد میں سے ہونا، درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس سلسلے میں اصفہانی کی روایت مضطرب ہے جہاں ایک کاہن ثقیف کو ایاد میں سے بتاتا ہے جبکہ دوسرا اس کو ثمود کی اولاد سے منتھی کرتا ہے۔اشتر کی بہن کے اشعار سے بھی صرف یہ مترشح ہوتا ہے کہ قبیلہ مذحج نے چونکہ ان کی مدد نہیں کی تھی، چنانچہ اس نے چاہا تھا کہ وہ ثقیف کی ہمدردی حاصل کرے تاکہ وہ اس بحران میں ان کی مدد کریں۔جہاں تک شبیب کے شعر کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسے حریف کا کلام ہے جو اپنے دشمن کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔یہی وجہ رہی کہ بعض مؤرخین نے اس سلسلۂ نسب کی تغلیط و نفی کی ہے۔③

۳۔کیا ثقیف کا تعلق ہوازن سے تھا؟

ایک تیسری روایت کی رو سے ثقیف کا تعلق ہوازن سے ہے۔یوں وہ قَسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن ہے۔بیشتر ماہرین انساب اور مؤرخین نے اسی نسب کی صراحت کی ہے۔④

خود بنو ثقیف نے بھی اپنے لیے یہی نسب پسند کیا اور ان کے اسی نسب نے شہرت پائی۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب ہند بنت نعمان کے باپ سے اس کا ہاتھ مانگنے گئے تو انھوں نے ہند سے پوچھا کہ آپ کے والد ثقیف کے متعلق کیا فرماتے تھے۔ہند کہنے لگی کہ مجھے یاد ہے، دو لوگ

①الأغانی:۲/۲۶۷.
②تاریخ الطبری:۵/۷۱،وتاریخ ابن الأثیر:۴/۴۹.
③تاریخ ابن خلدون:۲/۲۴.
④المقتضب من جمهرة انساب العرب:۲/۶۲،والکامل للمبرد:ص۲۶۶،ابن شاکر:۵/۲۵۵،وتاریخ ابن خلدون:۲/۱۶۶،والتنبیه والاشراف:ص۲۲۱،ووفیات الاعیان:۱/۱۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئے تھے۔ان میں سے ایک ایاد سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا ہوازن سے۔ والد نے ایادی کے حق میں فیصلہ کیا تھا، انھوں نے کہا تھا۔

اِنَّ ثَقِيفًا لَمْ يَكُنْ هَوَازِنًا وَلَمْ يُنَاسِبْ عَامِرًا وَمَازِنًا
اِلاَّ قَرِيبًا فَانْشُرُوا الْمَحَاسِنَا

ترجمہ: ''ثقیف ہوازن نہیں ہیں نہ وہ عامر اور مازن کے ہم نسب ہیں۔ ہاں مگر وہ قریبی ہیں۔سوتم ان کے محاسن پھیلاؤ۔''

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''آپ کے والد جو چاہے، کہتے رہیں، ہمارا تعلق تو ہوازن سے ہے۔''①

بنوثقیف کے نسب کے متعلق ہماری رائے یہی ہے کہ اس بارے میں جو روایات آتی ہیں ان میں اضطراب پایا جاتا ہے جو ایک دوسرے کے خلاف پڑتی ہیں۔ان روایات میں نہ صرف اس قبیلے کی اصل کو معیوب قرار دیا گیا ہے بلکہ قبیلے کے جد امجد اور خود حجاج کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

دورِ جاہلیت میں طائف عمالیق کا وطن تھا۔ان کے بعد یہاں ثمود آباد ہوئے۔ثمود کے بعد بنو عدوان یہاں آئے۔ان پر بنو عامر بن صعصعہ نے غلبہ پالیا۔ان کے بعد بنوثقیف نے اپنی چالاکی اور ہوشیاری کی بدولت طائف پر قبضہ کرلیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بنو عامر بن صعصعہ بن بکر بن ہوازن موسم گرما طائف میں اور سردیاں اپنے علاقے نجد میں گزارتے تھے۔بنوثقیف طائف کے اردگرد آکر آباد ہوئے تھے۔② انھیں طائف کی شادابی اور پھل داری اچھی لگی تو انھوں نے طائف پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انھوں نے بنو عامر کو تجویز دی کہ طائف میں اگر کنویں کھود لیے جائیں تو طائف کی ساری زمین کو کاشتکاری کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے بنو عامر کو

---

① مروج الذهب: ۲/۴۹، والأغانی: ۱۴/۱۳۶، والکامل للمبرد: ص۲۶۷، والمستطرف فی کل فن مستظرف للابشیھی: ۲/۲۲۱۔ عامر سے مراد یہاں عامر بن صعصعہ بن بکر بن ہوازن اور مازن سے مراد مازن بن منصور ہے۔ابن شاکر کی روایت ہے کہ حجاج کا دادا معتب مدینہ کے ایک یہودی کا رومی غلام تھا جو گدھوں کا بیوپاری تھا۔معتب کا نام فیروز تھا۔

② المعارف لابن قتیبة: ص ۳۹، وتاریخ ابن خلدون: ۲/۳۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشکش کی کہ اگر وہ انھیں طائف میں ہر طرح کی کاشتکاری کا اختیار دے دیں اور مویشی بھی فراہم کر دیں تو وہ آدھی پیداوار کے بدلے یہ کام کرنے کو تیار ہیں۔

بنو عامر نے اس منصوبے کو خوش آمدید کہا اور طائف کی زمین بنو ثقیف کے سپرد کر دی۔ اس طرح بنو ثقیف کو طائف میں پھیلنے اور اپنے قدم جمانے کا موقع مل گیا۔ انھوں نے وہاں انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغات لگائے اور ایک عرصے تک طے شدہ شرائط کی تعمیل کی۔

اس دوران میں بنو ثقیف کی تعداد روز افزوں رہی۔ انھوں نے طائف کے ارد گرد ایک مضبوط فصیل قائم کی ① اور علاقے کے کرتا دھرتا بن گئے۔ اب انھوں نے بنو عامر کو ان کا حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ بنو عامر نے طائف کو بزور شمشیر بازیاب کروانا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے اور ثقیف کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ یوں وہ طائف کے مالک بن گئے۔ ②

قبیلہ ثقیف ابتدا میں دیگر عرب قبائل کی طرح اسلام کا شدید مخالف تھا۔ ابوطالب کی وفات کے بعد جب قریش کے ظلم و جور میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے کسی ایسے قبیلے کے متعلق سوچنا شروع کیا جو عز و شرف میں قریش کے برابر اور عربیت کے مختلف پہلوؤں میں اس کا مدمقابل و ہمسر ہو۔ آپ کی نظر انتخاب ثقیف پر ٹھہری۔ آپ طائف تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے سرداروں سے مدد و نصرت اور اپنی قوم کے مقابلے میں دفاع کا مطالبہ کریں۔ ③ لیکن بنو ثقیف اپنے مذہب پر سختی سے کاربند رہے اور نبی ﷺ کی پیشکش ماننے سے انکار کر دیا۔ یوں گمراہی پر قائم رہے۔ جب مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا تب بھی بنو ثقیف ٹس سے مس نہ ہوئے وہ اپنے کفر پر جمے رہے اور مسلمانوں کے خلاف جمع ہو کر جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان کے ارادوں کا علم ہوا تو آپ نے حقیقت حال کا پتہ کرنے کے لیے عبداللہ بن حدرد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ بارہ ہزار کا لشکر جرار لے کر روانہ ہوئے جس میں دس ہزار مہاجرین کے علاوہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والے دو ہزار افراد بھی شامل تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں

① فصیل کی تعمیر سے پہلے طائف بوج اور بواج کہلاتا تھا۔ ② تاریخ ابن الأثیر: ۱/ ۴۱۸، ۴۱۹۔
③ تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۱۵، والبدایة والنهایة: ۳/ ۱۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش قدمی کرنے والا اب تک کا سب سے بڑا لشکر تھا۔ یہ لشکر پیش قدمی کرتا ہوا یکم شوال ۸ ھ کو وادی حنین میں پہنچا۔ ہوازن کے لوگ وادی کے اطراف میں چھپے بیٹھے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں پر یکبارگی دھاوا بول دیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور جس کا جدھر رخ ہوا، بھاگ کھڑا ہوا۔ ① نبی کریم ﷺ صحابہ کی ایک قلیل تعداد کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہے۔ جناب عباس رضی اللہ عنہ جن کی آواز بلند تھی، انھوں نے مسلمانوں کو پکارا تو نبی کریم ﷺ کے گرد تقریباً سو صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے۔ اب گھمسان کا رن پڑا۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور انھوں نے آگے بڑھ کر طائف کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طائف مسلمانوں پر تیر برساتے تھے اور مسلمان ان پر منجنیق سے پتھر۔ اس محاصرے میں مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید ہو گئی اور جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ یہ محاصرہ مزید طول پکڑے گا اور مسلمانوں کا مزید نقصان ہو گا تو آپ نے محاصرہ اٹھانے کا حکم دے دیا۔ ②

ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول! ثقیف کے لیے بددعا کیجیے۔ نبی کریم ﷺ ثقیف اور ان کے مسلمان ہونے کی اہمیت سے آگاہ تھے۔ آپ نے یہ دعا فرمائی:

”یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انھیں لے آ۔“

عیینہ بن حصن فزاری نے کہا: ”ہاں، واللہ! اسی میں عزت اور عظمت ہے۔“

ایک مسلمان نے اس پر کہا:

”عیینہ! تجھے اللہ مارے! وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آتے تو تم ان کی تعریف کرتے ہو؟۔“

وہ بولا: ”واللہ! میں تمھارے ساتھ مل کر ثقیف سے لڑنے نہیں آیا تھا۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ محمد طائف کو فتح کر لیں اور مجھے ثقیف کی کوئی لڑکی مل جائے جس سے میں مباشرت کروں۔ شاید وہ میرے لیے ایک ہوشیار بچے کو جنم دے کیونکہ ثقیف عجائبات والی قوم ہے۔“ ③

رسول اللہ ﷺ نے طائف سے روانہ ہو کر مکہ اور طائف کے درمیان جعرانہ میں پڑاؤ کیا۔ اموال غنیمت یہاں رکھے گئے تھے۔ یہیں ہوازن کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اسلام

① تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۲۳۸، وتاریخ الامم الاسلامیة للخضری بک: ۱/ ۱۹۷.
② حوالہ مذکورہ: ۲/ ۲۴۰، ۲۴۱، وتاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۸۱، والبدایة والنهایة: ۴/ ۳۴۸.
③ تاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۸۱ والبدایة والنهایة: ۴/ ۳۵۰.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لے آئے۔انھوں نے کہا:

''اے اللہ کے رسول! ہم ایک اصل سے تعلق رکھنے والے قریبی قبائل ہیں۔ہم پر جو آزمائش اور جو مصیبت اتری ہے وہ آپ سے مخفی نہیں۔آپ ہم پر احسان کیجیے۔''

ایک اور آدمی نے عرض کی:

''ان گھروں میں آپ کی خالائیں، پھوپھیاں، اور آپ کی دایائیں ہی ہیں جنھوں نے آپ کی پرورش کی تھی۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن میں سے اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔مسلمانوں نے بھی آپ کی پیروی میں ہوازن کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔اس کے بعد ایک سردار مالک بن عوف نضری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔آپ نے اس کے اہل خانہ اور اس کا مال اسے لوٹا دیا اور سو اونٹ مزید عطا کیے۔آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور عطایا سے متاثر ہو کر وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام بڑی خوبی والا رہا۔آپ نے اسے اس کی قوم اور طائف کے اردگرد آباد قبائل میں سے مسلمان ہونے والوں کا ذمہ دار بنا دیا۔اس نے اپنی طرف کے کافروں کا خوب ناطقہ بند کیا۔کبھی وہ ان کے علاقے پر قبضہ کر لیتا اور کبھی ان کے تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتا۔①

ثقیف نے دیکھا کہ ان کے ہمسایہ عرب اسلام لے آئے ہیں اور اب وہ ان کے مقابلے میں آ گئے ہیں۔ان کا جو مال باہر جاتا ہے، لوٹ لیا جاتا ہے۔جو آدمی باہر جاتا ہے، پکڑ لیا جاتا ہے۔اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ ایک لشکر لے کر تبوک② کی طرف روانہ ہوئے جہاں انھوں نے کافروں کو مرعوب کیا اور اہل ایلہ و اہل جربا③ اور دیگر لوگوں سے معاہدے کیے۔ثقیف کے لوگوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ مشاورت کے لیے اکٹھے ہوئے اور یہ طے کیا کہ انھیں مسلمان ہو جانا چاہیے، قبل اس کے کہ انھیں جنگ کر کے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے۔

چنانچہ انھوں نے رمضان ۹ھ میں اپنے سرداروں کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ

① تاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۸۲، ۱۸۳، وتاریخ ابن خلدون: ۲/ ۲۴۶.

② وادی القری اور شام کے درمیان ایک مقام۔

③ ایلہ ایک شہر ہے جو شام کی طرف بحیرۂ قلزم کے ساحل پر واقع ہے۔جربا شام کا ایک شہر تھا جو یہود نے آباد کیا تھا۔معجم البلدان: ۱/ ۳۹۱، و ۳/ ۷۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ آپ سے اس سلسلے میں مذاکرات کریں کہ آپ تین سال تک لات کو منہدم نہیں کریں گے اور انھیں نماز نہ پڑھنے کی رخصت دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر واضح کر دیا کہ ان کا اسلام تبھی قابل قبول ہو گا جب وہ بت پرستی اور اس کے ہر پہلو کا خاتمہ کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے غیر مشروط طور پر اسلام قبول کر لیا۔ ① قریش اور ثقیف کے مسلمان ہوتے ہی عرب قبائل کے وفود ہر طرف سے امڈ آئے اور جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہوتے گئے۔

بنو ثقیف جس طرح جاہلیت میں اپنے عقائد سے خوب وابستہ تھے اسی طرح وہ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے ساتھ خوب وابستہ رہے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سوائے قریش اور ثقیف کے تمام عرب قبائل مرتد ہو گئے تھے۔ ②

رسولِ اکرم ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی اسلام اور مسلمانوں کے لیے بنو ثقیف کے اخلاص میں کوئی کمی نہ آئی۔ انھوں نے اسلام کی بھرپور خدمت کی اور ہر طرح سے اسلامی خلافت اور خلفاء کے وفادار رہے۔ ان میں حدیث کے راوی، طب، لسانیات اور حرب وضرب کے ماہرین اور بڑے سیاستدان پیدا ہوئے۔ ذیل میں ہم ثقیف سے تعلق رکھنے والی چند نمایاں شخصیات کا تعارف پیش کرتے ہیں:

سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ

جناب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا شمار طائف کی جلیل القدر شخصیات میں ہوتا ہے۔ وہ جزیرہ نمائے عرب کی چند نمایاں شخصیات میں شامل ہیں۔ وہ ان دو اشخاص میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں عربوں نے کہا تھا:

﴿ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾

کہ یہ قرآن دونوں قریوں کے کسی عظیم آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ہمراہ جب طائف کا محاصرہ کیا تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دنوں طائف میں نہیں تھے۔ وہ یمن کے ایک شہر جرش میں قیام پذیر تھے جہاں وہ جنگی ہتھیار دبابہ اور منجنیق بنانا

① تاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۸۳، ۱۹۳، ۱۹۴، وتاریخ ابن خلدون: ۲/ ۲۴۸.
② حوالہ مذکور: ۲/ ۳۳۱، وحوالہ مذکور: ۲/ ۲۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیکھ رہے تھے۔①

مسلمانوں کے محاصرہ اٹھانے کے بعد عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طائف واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ انھیں اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ چنانچہ وہ ربیع الاول ۹ ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ آپ ان کے مسلمان ہونے پر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس جائیں اور انھیں اسلام کی طرف بلائیں۔

آپ نے ان سے فرمایا:

''وہ آپ کو مار ڈالیں گے۔''

عروہ نے کہا:

''وہ اگر مجھے سوتا ہوا دیکھیں تو نہ جگائیں۔''②

خیر، جناب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ہاں واپس آئے اور مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ ثقیف کے لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شہادت پانے سے پہلے اپنا خون معاف کر دیا، ورنہ ثقیف کے مختلف ذیلی قبائل کے درمیان زبردست جنگ چھڑ جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا:

''عروہ صاحبِ یٰسین جیسے تھے جس نے اپنی قوم کے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔''③

حارث بن کلدہ ثقفی

حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج ثقفی اپنے زمانے کا طبیب عرب تھا۔ وہ جاہلیت میں فارس گیا تھا جہاں اس نے علم طب پر دسترس حاصل کی، پھر وہیں علاج معالجہ شروع کیا۔ وہیں اس نے ایک فارسی سردار کا علاج کیا جس نے اسے انعام میں بہت سا روپیہ اور ایک باندی سمیہ دی۔ حارث بن کلدہ

① الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۵/ ۳۶۹، و تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۲۴۱، جرش ۱۰ ھ میں ازراہِ صلح فتح ہوا تھا۔
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۶۹، ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف کے محاصرے سے لوٹ رہے تھے تو راستے میں عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ سے ملے تھے۔ (تاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۹۳)
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۶۹، و تاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۱۹۳، و اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ۳/ ۴۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فارس میں عطاری (خوشبوسازی) بھی سیکھی۔ وہ نحو میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ ①

ایک مرتبہ جب جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور انھیں وصیت کی کہ وہ حارث بن کلدہ کو دکھائیں۔ دیگر بیماروں کو بھی آپ نے ہدایت کی کہ وہ حارث بن کلدہ کو دکھائیں۔ یہ امر طب میں ابن کلدہ کی پختہ کاری اور مہارت کا ثبوت ہے۔ ②

ابو عمرو عیسیٰ بن عمر ثقفی نحوی بصری

عیسیٰ بن عمر نحوی ثقفی ابو عمرو بن علا کا رفیق تھا۔ ابو عمرو بن علا کے ساتھ اس کی مجلس جمتی جس میں مختلف نحوی ولغوی مسائل زیر بحث لائے جاتے۔ سیبویہ نے عیسیٰ بن عمر سے نحو حاصل کی تھی۔ عیسیٰ بن عمر نے نحو میں ایک کتاب بھی لکھی تھی جسے اس نے **الجامع فی النحو** کا نام دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ سیبویہ نے یہ کتاب لی، اس کی شرح کی اور خلیل بن احمد کی تصریحات میں سے اس پر اضافے کر کے اسے اپنے نام کر لیا۔ یہ وہی کتاب ہے جو کتاب سیبویہ کے نام سے مشہور ہے۔ عیسیٰ بن عمر نے ستر سے زائد کتابیں لکھی تھیں جو سب کی سب ضائع ہو گئیں۔ ان میں سے ایک یہ کتاب محفوظ رہ گئی ہے اور ایک اور کتاب بھی محفوظ ہے جس کا نام اکمال ہے۔

عیسیٰ بن عمر نقاد بھی تھا۔ اس نے نابغہ جیسے بعض مشہور شعراء کی غلطیاں نکالی ہیں۔ نحو اور قراءات میں خلیل بن احمد اور قراءات میں اصمعی اس کے مشہور شاگرد تھے۔ عیسیٰ بن عمر نحوی ثقفی نے ۱۴۹ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔ ③

شاعر ابو محجن ثقفی

ابو محجن جنگ جسر میں سیدنا ابو عبید ثقفی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے۔ اس معرکے میں انھوں نے غیر معمولی بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ ④ جنگ قادسیہ میں یوم ارماث کو بھی ابو محجن رضی اللہ عنہ نے شجاعت اور وفاداری کا غیر معمولی مظاہرہ کیا تھا۔

① اخبار العلماء عن اخبار الحکماء للقفطی: ص ۱۱۱، ۱۱۲.
② الطبقات لابن سعد: ۵/ ۳۷۱.
③ وفیات الاعیان لابن خلکان: ۱/ ۴۹۷، ۴۹۸.
④ فتوح البلدان للبلاذری: ص ۳۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ابومحجن رضی اللہ عنہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قید خانے میں پابند سلاسل تھے۔ ①

انھوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے درخواست کی کہ وہ انھیں آزاد کر دے تاکہ وہ میدانِ جنگ میں جا کر اہل فارس سے قتال کریں۔ اگر وہ مقتول ہوئے تو شہادت پائیں گے۔ اگر زندہ رہے تو قید خانے میں واپس چلے آئیں گے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے انھیں آزاد کر دیا۔ ابومحجن میدانِ جنگ میں نکلے اور فارسیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ ان کی بے جگری دیکھ کر لوگ حیران ہوتے رہے۔ کسی نے کہا کہ یہ مددگار فرشتہ ہے جو آسمان سے اترا ہے۔ کسی نے انھیں امیر ہاشم بن عتبہ سمجھا جنھیں شام سے آنا تھا۔ مسلمانوں کو ان کا انتظار تھا۔ معرکہ اختتام کو پہنچا تو ابومحجن وعدے کے مطابق قید خانے میں لوٹ آئے۔ ②

ابومحجن کا بیٹا ایک مرتبہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

''تمھارے والد ہی نے یہ کہا تھا نا......

إِذَا مِتُّ فَادْفِنِّي إِلَى أَصْلِ كَرْمَةٍ　　تَرْوِي عِظَامِي بَعْدَ مَوْتِي عُرُوقُهَا

ترجمہ: ''جب میں مروں تو مجھے انگور کی جڑ کے قریب دفن کرنا تاکہ موت کے بعد اس کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔''

ابومحجن کے بیٹے نے کہا کہ میرے والد نے یہ بھی کہا تھا:

لَا تَسْأَلِي النَّاسَ عَنْ مَالِي وَكَثْرَتِهِ　　وَسَائِلِ النَّاسَ عَنْ بَأْسِي وَعَنْ خُلُقِي

الْقَوْمُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْ سَرَاتِهِمْ　　إِذَا تَطِيشُ يَدُ الرِّعْدِيدَةِ الْفَرِقِ

قَدْ أَرْكَبُ الْهَوْلَ مَسْدُولاً عَسَاكِرُهُ　　وَأَكْتُمُ السِّرَّ فِيهِ ضَرْبَةُ الْعُنُقِ

① سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کے سبب ابومحجن رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا تھا۔ حافظ ابن حجر الاصابہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک بہترین شاعر و جنگجو انسان تھے۔ زنجیروں میں قید جب اپنے سامنے انھوں نے جنگ ہوتے دیکھی اور اس کا حصہ نہ بن سکے تو نہایت تاسف سے یہ شعر پڑھے: ''اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ لشکر تیروں سے زخمی ہو رہا ہے اور مجھے بیڑیوں میں کس کر چھوڑ دیا گیا ہے۔'' (محمد فہد حارث)

② الأغانی: 21/138، 139.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''لوگوں سے میرے مال کی کثرت کے متعلق مت پوچھ۔ لوگوں سے میری بہادری اور میرے اخلاق کے بارے میں پوچھ۔ قوم جانتی ہے کہ جب خوفزدہ آدمی کے ہاتھ کانپتے ہیں تو میں اس وقت ان کے سردار کی طرح سب سے آگے ہوتا ہوں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میں دہشت پر سوار ہو جاتا ہوں جبکہ اس کے عساکر میدان میں اترے ہوتے ہیں۔ اور ایسا راز چھپا لیتا ہوں جسے اگر افشا کر دیا جائے تو گردن اتر جائے۔''①

غیلان بن سلمہ بن شرحبیل ثقفی رضی اللہ عنہ

غیلان ثقفی ان افراد میں سے ایک تھے جو کسریٰ کے دربارِ شاہی میں پہنچے تھے۔ کسریٰ نے جب ان سے پوچھا کہ اپنی اولاد میں انھیں سب سے پیارا کون ہے تو ان کا یہ جواب پا کر کسریٰ بہت خوش ہوا کہ

''چھوٹا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔ بیمار یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو جائے اور مسافر یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔''

جناب غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ شاعر اور حدیث کے راوی تھے۔ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔② ثقیف سے تعلق رکھنے والے دیگر راویانِ حدیث میں اوس بن اوس ثقفی، ابو عاصم ثقفی اور ابن ابی ابراہیم ثقفی نمایاں ہیں۔③

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ بن ابو عامر بن مسعود بن معتب ثقفی رضی اللہ عنہ عرب کے چار بہت ہی نمایاں بیدار مغز، صاحب بصیرت اور صاحب رائے افراد میں سے ایک تھے۔ ایسے شخص کو عربی میں 'داہیہ' کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ شعبی رحمہ اللہ نے کہا تھا:

''معاویہ تحمل اور بردباری کے لیے ہیں۔ عمرو پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھانے کے لیے ہیں۔ مغیرہ بدیہہ گوئی کے لیے ہیں۔ زیاد چھوٹے بڑے ہر مسئلے کے لیے ہیں۔''④

①الشعر والشعراء لابن قتيبة: ص ١٦٢.
②الاستيعاب في معرفة الاصحاب: ٢/ ٥٣٠، ٥٣١.
③تنقيح فهوم اهل الأثر: ص ٢٥٢.
④الاستيعاب في معرفة الاصحاب: ١/ ٢٥٨، واسد الغابة: ٤/ ٤٠٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے تھے:

''مغیرہ بڑے معاملات کے لیے ہیں۔''

وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ و بصرہ کے والی تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے تو انھیں برقرار رکھا، بعد ازاں معزول کر دیا۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور انھیں ایسے مشورے دیے جن پر اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ عمل کر لیتے تو انھیں حکومتی استحکام حاصل ہو جاتا۔ ①

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت قائم ہو گئی اور سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر اور مغرب کے والی ہیں اور ان کے فرزند جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے والی ہیں تو انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

''تم اگر ایسا کرو گے تو شیر کے دو جبڑوں کے درمیان رہو گے۔''

الغرض، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ان کی پختہ فکری اور اصابت رائے کا پتہ دیتا تھا۔ وہ بیعت رضوان کے ساتھ جنگ یمامہ، فتوحاتِ شام اور جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے تھے۔ یرموک میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ وہ قادسیہ کے معرکے میں بھی شامل تھے۔ وہ ایک جلیل القدر صحابی اور ایک بلند مرتبہ امیر تھے۔ انھی نے سب سے پہلے امراء کا سرکاری دفتر (دیوان) قائم کیا تھا۔ وہ پہلے امیر ہیں جنھیں سلامِ امارت پیش کیا گیا تھا۔ جب ان کا وقت آخر آیا تو وہ باری تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے:

''یا اللہ! یہ میرا دایاں ہاتھ ہے جس سے میں نے تیرے نبی کی بیعت کی اور تیری راہ میں جہاد کیا تھا۔''

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ان دنوں وہ کوفہ کے امیر تھے۔ ایک شاعر نے ان کا مرثیہ بھی لکھا تھا۔ ②

---

① الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۱/۲۵۸.
② اسد الغابہ: ۴/۴۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز میں مسلمانوں کو محاذِ عراق پر روانہ ہونے کی ترغیب دلائی تو ان کی دعوت پر سب سے پہلے جناب ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا۔ ان کے ہمراہ جلیل القدر مہاجرین وانصار بھی اس محاذ پر روانہ ہوئے تھے۔ اس کے باوجود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبید رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا امیر بنایا۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے اور کوفہ کے قریب نمارق میں فارسیوں سے ٹکرائے۔ انھوں نے فارسیوں کو شکست سے دوچار کیا اور ان کے سپہ سالار جابان کو گرفتار کرلیا۔ اسے لشکر کے ایک عام سپاہی نے گرفتار کر کے امان دی تھی۔ جناب ابوعبید رضی اللہ عنہ نے اس عام سپاہی کی دی ہوئی امان کا پاس کیا اور باوجودیکہ دیگر ساتھیوں نے انھیں نہایت اصرار سے جابان کے قتل کا مشورہ دیا تھا، انھوں نے جابان کو قتل نہیں کیا۔ ①

سیدنا ابوعبید ثقفی رضی اللہ عنہ نے جنگ جسر ② میں جس شجاعت وبسالت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا تھا، اس نے انھیں عظیم سپہ سالاروں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس روز وہ دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ ابوعبید رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بھائی حکم نے عَلَم تھاما۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جبر نے عَلَم تھاما۔ وہ بھی شہید ہوگیا۔ اس کے بعد ثقیف کے یکے بعد دیگرے علم کو تھامتے رہے اور سات ثقفی اسی تگ ودو میں شہید ہوئے۔ ③

مختار بن ابی عبید ثقفی

مختار میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی لگن تھی۔ اس کی سرشت میں پائی جانے والی طمع کی یہ خصوصیت لڑکپن ہی میں سامنے آنے لگی تھی۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما جب ساباط (مدائن) میں زخمی ہو گئے تو مختار نے اپنے چچا سعد بن مسعود ثقفی سے جو امیر مدائن تھے، کہا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قرب پانے کے لیے حسن رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔ سعد بن مسعود نے انکار کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ

① الکامل لابن الأثیر: ۲/ ۲۹۷، ۲۹۹، وتاریخ الامم الاسلامیہ: ۱/ ۲۹۹، ۳۰۰.
② اسے معرکہ قس الناطف اور معرکہ مروحہ بھی کہتے ہیں۔ قس الناطف کوفہ کے قریب فرات کے مشرقی کنارے واقع ہے جبکہ مروحہ فرات کے مغربی کنارے پر ہے۔ یہ معرکہ رمضان ۱۳ھ میں لڑا گیا تھا۔
③ فتوح البلدان للبلاذری: ص ۲۶۰، ۲۶۱، وتاریخ ابن الأثیر: ۲/ ۳۰۱، ۳۰۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ نے مختار کو عثمانی باور کیا۔①

مسلم بن عقیل جب کوفہ پہنچا تو مختار بھی اس کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھا۔ابن زیاد نے اسے محبوس کر دیا۔مختار کو بعدازاں اس کے بہنوئی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سفارش پر چھوڑ دیا گیا۔وہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس چلا گیا اور ان پر یہ شرط عائد کی کہ وہ اسے بڑا عہدہ دیں گے اور اس سے مشورہ کیے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی شرائط بظاہر مان لیں اور وہ ان کے ہمراہ حصین بن نمیر کے محاصرے کے دوران میں برسر پیکار رہا۔بعدازاں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مختار کی شرائط پوری نہ کیں تو وہ انھیں چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا②۔اسے معلوم ہوا تھا کہ کوفہ میں فتنے کی آگ بھڑک رہی ہے۔خروج سے پہلے وہ جناب محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور انھیں بتایا کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لے گا اور آلِ بیت کی نصرت کرے گا۔محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے نہ تو اسے ایسا کر گزرنے کا حکم دیا نہ منع ہی کیا۔البتہ انھوں نے اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کی۔

روایت میں آتا ہے کہ ابن حنفیہ نے کہا تھا:

''میں تو چاہتا ہوں کہ ہمارا رب ہی ہماری مدد کرے اور ہمارے قاتلوں کو ہلاک کرے۔ میں جنگ اور خونریزی کا حکم نہیں دیتا۔اللہ ہی ہمارا کافی مددگار، ہمارے حق کا وصول کنندہ اور ہمارے خونوں کا بدلہ لینے والا ہے''۔

مختار نے اسے سلسلے میں وہ طریقہ اختیار کیا جو اس نے جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا تھا۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سواری پر کوفہ کے بازار سے گزر رہے تھے۔مختار ان کے ہمراہ تھا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''واللہ میں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ کوئی ہوشیار آدمی اگر اس کو لے کر تحریک اٹھائے گا تو وہ یہاں کے بہت سے لوگوں کو اور بالخصوص عجمیوں کو اپنا مددگار بنا لے گا جو ایسی ہر دعوت قبول کرتے ہیں۔''

مختار نے پوچھا کہ چچا، وہ کیا بات ہے۔مغیرہ نے کہا:

---

①ابن أثیر: ۳/ ۲۰۳.

②الأنساب الأشراف للبلاذری: ۵/ ۲۱۴ تا ۲۱۶، ابن أثیر ۳/ ۳۲۷، ۳۲۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وہ انھیں آلِ محمد کی نصرت اور ان کے قتل کے انتقام کی طرف بلائے۔"

یہ بات مختار کے دل میں بیٹھ گئی، چنانچہ اس نے اسی بات کو لے کر تحریک اٹھائی۔ ①

مختار نے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کے لیے اپنی فطری چالاکی اور ہوشیاری کا خوب استعمال کیا۔ مختار کا شمار ثقیف کے چالاک افراد میں ہوتا تھا اور بنوثقیف عربوں میں سے چالاک اور ہوشیار لوگ تھے۔ ②

جو لوگ مختار کے لشکر میں شامل ہوئے تھے، مختار انھیں ساتھ لے کر نکلا اور زبیری حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کوفہ میں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقرر کردہ عہدیداران کو زیر کر لیا۔ وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیشتر قاتلوں کو پکڑ کر قتل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے اور مصعب بن زبیر رحمہ اللہ کے درمیان متعدد معرکے ہوئے۔ ۶۹ھ کے آخری معرکے میں وہ مارا گیا۔ مصعب رحمہ اللہ نے مختار کا ہاتھ کیل کے ساتھ جامع مسجد کی دیوار میں ٹھونک دیا۔ حجاج بن یوسف عراق آیا تو اس کے حکم پر وہ ہاتھ اتار کر دفن کر دیا گیا۔ ③

محمد بن قاسم ثقفی رحمہ اللہ

محمد بن قاسم رحمہ اللہ ۸۹ھ میں حجاج بن یوسف کی طرف سے سندھ کا والی بنا۔ اس نے مکران کو زیر کر کے اپنی ولایت میں شامل کر لیا اور بلوچستان کے علاقے میں پیش قدمی جاری رکھی تھی۔ اس نے دیبل اور بیرون (حیدر آباد) کو فتح کیا تھا، پھر وہ شمال کی طرف بڑھتا ہوا جنوبی پنجاب میں ملتان تک جا پہنچا تھا۔ ④ اس کا ایک کمال یہ تھا کہ وہ صرف سترہ برس کی عمر میں لشکر کا سپہ سالار بن گیا تھا۔ ⑤ سپہ سالار کے طور پر اس نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔

---

① انساب الاشراف للبلاذری: ۵/ ۲۲۳.
② المستطرف فی کل فن مستظرف: ۲/ ۸۹.
③ انساب الاشراف: ۵/ ۲۲۵۔۲۵۵.
④ فتوح البلدان: ص ۴۴۲۔۴۴۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۱، ۱۳۳، ۱۳۴، والفتوحات الاسلامیہ لدحلان ۱/ ۱۸۸۔۱۹۰.
⑤ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوسف بن عمر ثقفی رحمہ اللہ

یوسف بن عمر ثقفی رحمہ اللہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کی طرف سے ۱۰۶ھ میں یمن اور ۱۲۰ھ میں عراق کا والی بنا۔ وہ درہم کی شکل وصورت میں نیا پن لایا تھا۔ وہ درہم اس کے نام سے 'یوسفی درہم' کہلایا۔ ①

ان اشخاص کے بارے میں قدرے تفصیل اس امر کے اظہار کے لیے دی گئی ہے کہ صدر اسلام اور اموی دور ثقفیوں کی خدمات اور ان کے کارہائے نمایاں سے بھرپور تھا۔ اس تفصیل میں تمام ثقفیوں کا احاطہ نہیں کیا جا سکا۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد ثقفی نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ محمد بن یوسف ثقفی رحمہ اللہ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے عہد میں یمن کا والی تھا۔ زائدہ بن قدامہ خوارج کا حریف تھا۔ مشہور شاعر امیہ بن ابی صلت بھی ثقفی تھا جو یہ سوچتا تھا کہ نبی مبعوث وہی ہوگا۔ حکم بن ایوب ثقفی حجاج کے عہد میں بصرہ کا والی تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ بنوثقیف نے بلند پایہ، باصلاحیت رجال کار پیدا کیے جو بادیہ کے تربیت یافتہ تھے۔ انھوں نے حرب وضرب، سیاست اور طب کے شعبوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ وہ فتوحات میں کام آئے۔ انھوں نے نئے شہر آباد کیے۔ حجاج بھی ایک ثقفی تھا جس نے تاریخ اسلام میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ خلیفہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے عہد کی بلا مقابلہ سب سے بڑی سیاسی شخصیت تھا۔ ②

---

① المعارف لابن قتیبۃ: ص ۱۷۴، ووفیات الاعیان لابن خلکان: ۲/۳۶۶.

② لامنس، الطائف: ص۱۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲ | حجاج کی ولادت، پرورش اور تعلیم و تربیت

حجاج ۴۱ھ ① میں طائف کے ایک قریہ کوثر میں پیدا ہوا۔ ②

ایک روایت یہ ہے کہ وہ مصر میں زین سازوں کے بازار میں پیدا ہوا۔ ③

اسے زندگی بھر حجاج کے لقب سے پکارا جاتا رہا۔ کنیت ابو محمد تھی۔ مؤرخین کی روایت ہے کہ حجاج کا اصلی نام کلیب تھا۔ ④

---

① فوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۲۵۶، وسرح العیون لابن نباتة: ص ۱۰۲، والمختصر فی اخبار البشر لابی الفداء: ۱/۱۹۸، وتاریخ ابن خلدون: ۱/۱۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۲، ابن اثیر کی دو روایتوں میں سے راجح روایت یہی ہے۔ طبری (۳/۱۳۱)، ابن أثیر (۳/ ۲۱۰) اور ابن خلکان (۱/۱۵۶) کی ایک مرجوح روایت کے مطابق حجاج ۴۲ھ میں پیدا ہوا تھا۔ دیگر تاریخی کتابوں میں حجاج کا سن ولادت کہیں تو ۳۹ھ لکھا ہے، کہیں ۴۰ھ، کہیں ۴۱ھ اور کہیں ۴۲ھ لکھا ہے: عقد الجمان للعینی: ۱۱/۴۰۰، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/۲۳۰، والتاریخ الکبیر لابن عساکر: ۴/۴۰۔ حافظ ابن حجر نے انفرادی طور پر حجاج کا سن ولادت ۴۵ھ یا اس کے کچھ عرصہ بعد لکھا ہے۔ (تهذیب التهذیب: ۲/۲۱۰)

② معجم البلدان لیاقوت الحموی: ۷/۲۹۰.

③ النجوم الزهرة: ۱/۲۳۰ تاہم بیشتر مؤرخین کا یہی موقف ہے کہ وہ طائف میں پیدا ہوا۔ ابن عبد الحکم نے لکھا ہے کہ حجاج اور اس کا والد مصر میں حبیب بن اوس ثقفی کے ہاں آئے تھے جس سے یہ بات راجح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حجاج مصر میں نہیں پیدا ہوا تھا۔ (اخبار مصر وفتوحها: ص ۱۰۸، ۱۰۹)

④ المعارف لابن قتیبة: ص ۲۳۸، والعقد الفرید: ۳/۵، والکامل للمبرد: ص ۲۹۰، والبدایة والنهایة: ۹/۱۱۸، ومرآة الجنان: ص ۲۹۰، وکنز الدرر: ۴/۱۱۷.

مؤرخین نے اس سلسلے میں اس شعر کا ذکر کیا ہے جس کا پہلا بیت یوں ہے:

''أُنَیْسُ کُلَیْبُ زَمَانَ الْهُزَال''

ترجمہ: ''کمزوری کے زمانے میں وہ انیس اور کلیب تھا۔''

مبرد نے الکامل (ص ۲۹۰) میں طائف کے ایک شاعر کا شعر ذکر کیا ہے جو اس نے حجاج کے بارے میں کہا تھا:

کُلَیْبٌ تَمَکَّنَ فِي اَرْضِکُمْ وَقَدْ کَانَ فِیْنَا صَغِیْرَ الْخَطَرْ

ترجمہ: ''وہ ایک کلیب (چھوٹا کتا) ہے جو تمھارے علاقے میں باحیثیت ہو گیا جبکہ ہمارے ہاں وہ معمولی حیثیت کا حامل تھا۔''

ابن ایبک نے کلیب کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں ایک افسانہ بیان کیا ہے کہ جب حجاج پیدا ہوا تو وہ ماں کے دودھ کو منہ نہیں لگاتا تھا۔ گھر کے لوگوں نے کہا کہ اس کے لیے کسی کالی کتیا کے بچے کو کاٹ ڈالو جس کالی کتیا میں سفیدی نہ ہو۔ (کنز ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین نے حجاج کی بچپن کی زندگی کے گرد افسانوں کا حصار باندھ رکھا ہے۔ان افسانوں کا تعلق وہ حجاج کی پیدائش سے پہلے کے ایام سے جوڑتے ہیں اوران سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حجاج فطرتاً خونریزی، فساد انگیزی اور ظلم و جور کا دلدادہ تھا۔ ①

حجاج نے طائف میں پرورش پائی۔طائف مکہ کے جنوب مشرق میں مکہ سے ساڑھے چھ فرسخ (تقریباً انیس میل) کے فاصلے پر، نجد کی وسطی سطح مرتفع کے کنارے، جزیرہ نمائے عرب کے اطراف سے آنے والی شاہراہوں کے سنگم پر واقع تھا۔طائف کو پھل دار باغات اور سرسبز کھیتوں نے گھیر رکھا تھا جن کو طائف کے چشموں اور کنوؤں کا بھرپور پانی سیراب کرتا تھا۔

==>الدرر: ۴/ ۱۱۷)، ہماری رائے میں کلیب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب اپنے بیٹوں کے لیے ایسے نام پسند کرتے تھے جن میں قوت اور شدت کے معنی پائے جائیں جیسے صخر (چٹان)، فہد (تیندوا)، اسد (شیر)، اور کلب (کتا)۔ممکن ہے، حجاج کی والدہ نے بھی اسی قدیم دستور کے موافق حجاج کا نام کلیب رکھا ہو۔(عیون التواریخ لابن شاکر: ۵/ ۲۵۸) بعدازاں انھوں نے یہ نیک فال لیتے ہوئے اس کا نام حجاج بھی رکھ دیا کہ وہ کثرت سے حج کرے گا۔

عربوں کے ہاں کنیت کی وہی حیثیت تھی جو آج کل ہمارے ہاں القاب کی ہے۔عربی شخص کے لیے یہ ضروری سمجھا جاتا تھا کہ وہ کنیت اختیار کرے اور یوں اسے مَوالی (غلاموں) کے مقابلے میں الگ حیثیت ملے۔مَوالی کنیت نہیں رکھتے تھے۔حجاج کی کنیت غالباً اس کے بڑے بیٹے محمد کے نام سے ابومحمد تھی۔

① ہم ان میں سے ایک افسانے کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔وہ من گھڑت کہانی یہ ہے کہ حجاج جب پیدا ہوا تو وہ اپنی ماں سمیت کسی عورت کے پستان کو منہ نہیں لگاتا تھا۔چنانچہ شیطان اس کے گھر والوں کے پاس طبیب عرب حارث بن کلدہ ثقفی کے روپ میں آیا اوران سے کہنے لگا کہ تم بکری کا ایک کالا بچہ ذبح کرو اوراس کا لہو حجاج کے منہ میں لگاؤ۔دوسرے دن بھی یہی کام کرو۔تیسرے دن کالا سانڈ ذبح کرو اوراس کا لہو حجاج کے منہ میں لگاؤ۔اس کے بعد کالا سانپ کاٹو اوراس کا خون حجاج کے منہ میں لگاؤ اور چہرے پر ملو۔یوں چوتھے دن وہ پستان کو منہ میں لے لے گا۔(**مروج الذهب للمسعودی: ۲/ ۹۴، ووفيات الاعيان: ۱/ ۱۵۴، والبداية والنهاية : ۹/ ۱۱۸، شذرات الذهب: ۱/ ۱۰۷، وغرر الخصائص الواضحة**: ص ۲۷، **وعقدالجمان للعینی**، ۱۱/ ۴۰۱) مسعودی یہ افسانہ نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

> ’’اس کے بعد حجاج کو خون بہائے بغیر اور ایسے کام کیے بغیر چین نہیں آتا تھا جن کے ارتکاب کی جرأت اس کے سوا کوئی نہیں کرتا تھا اور جو کام اس سے پہلے کسی نے نہیں کیے تھے۔‘‘

مذکورہ بالا افسانوی روایت کے بارے میں بس یہی تبصرہ کیا جاسکتا ہے کہ عرب ایک طرف خارقِ عادت واقعات کی روایت کا بہت اہتمام کرتے تھے، دوسری طرف وہ حاکم عراق کو بھی ناپسند کرتے تھے۔یوں ان دونوں باتوں نے یہ افسانہ اہل عرب کے تذکرہ نویسوں کو القا کیا کیونکہ وہ حجاج کی پیدائش کے بعد ابلیس کو اس کے گہوارے کے آس پاس دکھانا چاہتے تھے۔دیگر تذکرہ نویسوں نے اور بھی کئی افسانے حجاج کی پیدائش کے سلسلے میں بیان کیے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔(دیکھیے **التاريخ الكبير لابن عساكر: ۴/ ۴۹، والبداية والنهاية : ۹/ ۱۱۸، وفوات الوفيات لابن شاكر: ۵/ ۲۵۶، ۲۵۷، وعقدالجمان للعینی: ۱۱/ ۴۰۱**)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مکہ کے پڑوس میں واقع یہ واحد شہر تھا۔ مکہ کی ترقی کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک مقدس مقام تھا۔ اہل عرب حج کے موسم میں اس کا قصد کرتے تھے۔ دوسری طرف طائف کی ترقی کا ایک سبب تو یہ تھا کہ وہ آتے جاتے قافلوں کے پڑاؤ کا مقام تھا جبکہ دوسرا سبب اس کے انگوروں کے باغات تھے۔

عرب ان دونوں شہروں کو 'قریتین' کہتے تھے۔

طائف کے خوبصورت محل وقوع اور گھنے باغات کے باعث یہاں کی آب و ہوا نہایت معتدل تھی۔ اہل طائف اپنی برجستگی، حاضر جوابی، اور خوش خیالی کے لیے مشہور تھے۔ ان کا لہجہ جزیرۂ عرب کا صحیح اور فصیح ترین لہجہ تھا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک واقعہ ہے کہ آپ کے پاس قرآن مجید کا ایک نسخہ لایا گیا جس میں آپ کو کتابت کی ایک غلطی نظر آئی۔ اس غلطی کو دیکھ کر آپ نے فرمایا:

> ''ہمارا خیال ہے کہ کاتب اہل طائف میں سے نہیں تھا۔ اس نے بنو ہذیل کے عربی املا کے موافق نہیں لکھا۔''①

اہل طائف ہذیل کے بادیہ نشینوں سے ہمیشہ رابطے میں رہتے تھے۔ ہذیل نہ صرف حجاز کا بلکہ جزیرۂ نمائے عرب کا سب سے فصیح قبیلہ تھا جو شعری سرمائے سے مالا مال تھا۔ عباسی خلفاء اپنے غیر عربی خادموں کو صحیح عربی زبان سکھانے کے لیے طائف بھیجا کرتے تھے۔②

حجاج نے ایسے پرفضا اور فصیح ماحول میں پرورش پائی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ ایک ژرف نگاہ زبان دان اور فصیح و بلیغ خطیب تھا۔ اس نے اپنے والد کے زیر سایہ اس زمانے کے دیگر بچوں کی طرح قرآن مجید حفظ کیا اور اس کا فہم حاصل کیا۔ وہ تفسیر قرآن اور روایت حدیث کا عالم تھا۔ عرب کے سینکڑوں اشعار اس کی نوکِ زباں پر رہتے تھے جن کو وہ اکثر اپنی گفتگو میں استعمال کرتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ حجاج نے تفسیر، حدیث اور شعر و شاعری کا علم کہاں سے حاصل کیا؟

اگر ہم یہ جانتے ہوں کہ طائف مکہ سے زیادہ دور نہیں تو اس سوال کا جواب دینا آسان ہے۔ اس زمانے میں مکہ اور مدینہ اسلام کے اہم تعلیمی مراکز تھے۔ ان دونوں مقدس شہروں میں کبار صحابہ اور

① الطائف، لامنس: ص ۲۵۵.
② الأغاني للأصفهاني: ۹/ ۴۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تابعین فروکش تھے جن کی مجالس میں لوگ بیٹھتے تھے۔ وہ انھیں تفسیر قرآن پڑھاتے، سنت کا علم دیتے، روزمرہ مسائل میں فتویٰ دیتے اور ان سے غزوات کی روداد، سیرت اور فتوحات روایت کرتے تھے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حجاج نوجوانی میں مکہ گیا تھا جو ان دنوں فصیحوں، عالموں اور شاعروں کا مرکز تھا۔ مکہ کا علمی و ادبی ماحول حجاج کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوا تھا۔ حجاج کے متعلق کسی نے کہا تھا کہ لوگوں کی سمجھ بوجھ ملتی جلتی ہے، سوائے حجاج اور ایاس بن معاویہ کی سمجھ بوجھ کے۔ ان دونوں کی عقل دوسروں سے فائق ہے۔ ①②

حجاج نے حَبر الامت (علامہ اُمت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر قرآن سنی تھی۔ ساتھ ہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے حدیث بھی روایت کی تھی۔ ③

خود حجاج سے موسیٰ بن انس، سعید بن ابی عروبہ، مالک بن دینار، ثابت بنان، حمید طویل، اعمش، ربیع بن خالد ضبی، عوف اعرابی اور قتیبہ بن مسلم وغیرہ نے حدیث روایت کی۔ ④ یوں حجاج راوی حدیث تھا مگر علمائے حدیث اسے ثقہ نہیں مانتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ضعیف راوی تھا۔ علمائے حدیث اسے دیگر باتوں کی وجہ سے قصوروار ٹھہراتے ہیں جو دراصل اس کے مخالفین کی اڑائی ہوئی افواہیں تھیں۔ کچھ محدثین نے اس کے بارے میں یہاں تک کہا کہ اگر اس نے وہ بڑی جسارتیں اور وہ قتل و غارت نہ کی ہوتی تو اس کا حال (روایت حدیث کے حوالے سے) کچھ بہتر ہوتا۔ ⑤

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۲/ ۲۱۲) نے حجاج کے بارے میں لکھا ہے:

''نہ وہ ثقہ ہے نہ مامون (دیانت دار)۔''

یہاں ہم ان بڑی جسارتوں اور اس قتل و غارت کا دفاع نہیں کریں گے جس کی طرف علمائے

① علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ عقبہ بن عمرو کا قول ہے۔ البداية و النهاية (۹/ ۱۱۶) میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ دارقطنی نے عقبہ بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام لوگوں کی عقلیں ملتی جلتی پائیں لیکن حجاج اور ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کا معاملہ سب سے الگ ہے۔ ان لوگوں کو عقل کے اعتبار سے تمام لوگوں پر فوقیت حاصل ہے۔ (محمد فہد حارث)

② عقد الجمان للعيني، ۱۱/ ۴۰۰، والتاريخ الكبير لابن عساكر: ۴/ ۴۹.

③ ميزان الاعتدال: ۱/ ۲۱۶، وتهذيب التهذيب: ۲/ ۲۱۲، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۱، والبداية والنهاية: ۹/ ۱۱۷.

④ البداية والنهاية: ۹/ ۱۱۷، وتهذيب التهذيب: ۲/ ۱۱۲.

⑤ ميزان الاعتدال: ۱/ ۲۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث نے اشارہ کیا۔ یہ موضوع ہم دوسرے باب میں نمٹائیں گے۔ یہاں ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ جن باتوں کو لے کر ان علماء نے حجاج کو قصوروار ٹھہرایا اور اس کی گرفت کی ہے، ان میں سے بیشتر باتیں ملکی وملی مفاد کا تقاضا تھیں، وہ چیزیں حکومتی مصلحت اور مصلحت عامہ کے لیے ضروری تھیں۔ ان میں سے البتہ بعض باتیں بیکار کی ہیں جو اس لائق نہیں کہ ان کا ذکر بھی کیا جائے۔

حجاج نے جس ماحول میں پرورش پائی، وہاں ہر سو بدوی فصاحت کا دور دورہ تھا۔ شہروں کی غیر فصیح زبان کے اثرات ابھی وہاں نہیں پہنچے تھے۔ یوں حجاج بلا کا فصیح تھا۔ لغت عربی کے امام ابوعمرو بن علا رحمہ اللہ نے اس کے متعلق کہا تھا:

''میں نے حجاج اور حسن بصری سے زیادہ فصیح شخص نہیں دیکھا۔''①

حجاج نے کوفہ و بصرہ میں جو خطاب کیے تھے، ان سے اس کی فصاحت کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ روایت حدیث کے سلسلے میں جن صحابہ وتابعین کا اوپر ذکر گزرا ہے، مکہ میں حجاج نے ان سے شعری سرمایہ بھی روایت کیا تھا۔ وہ اپنی تقریروں اور اپنے خطوط میں اکثر ان شعروں کو استعمال کرتا تھا۔

ان تمام باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاج نے بہت اچھی طرح تعلیم وتربیت پائی تھی۔ اس نے اپنی چوبیس سال تک کی زندگی کا بیشتر حصہ بلادِ عرب میں گزارا تھا۔ بعد ازاں وہ اموی حکومت کے لیے خدمات انجام دیتا رہا۔ یوں کچھ مؤرخین کی رائے میں وہ شام میں پلا بڑھا تھا۔②

---

① عقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۴۰۰، والکامل لابن الأثیر، ۲/ ۱۳۲، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۱۹، استاذ احمد امین لکھتے ہیں: ''فصاحت میں حسن بصری کا موازنہ حجاج سے کیا جاتا تھا۔'' (فجر الاسلام: ۱/ ۲۲۸)

② جاحظ نے البیان والتبیین (۳/۲۶) میں اور جہشیاری نے الوزراء والکتاب (ص ۲۴) میں لکھا کہ دہقانوں (فارس وخراسان کے چودھریوں) نے جمیل بن بصبہری سے حجاج کے شر کی شکایت کی تو اس نے ان سے کہا کہ مجھے بتاؤ، اس نے کہاں جنم لیا تھا۔ دہقانوں نے کہا: ''حجاز میں۔'' اس نے کہا کہ یہ تو اچھی بات ہے۔ اچھا، وہ پلا بڑھا کہاں تھا؟ انھوں نے کہا: ''شام میں۔'' جمیل کہنے لگا: ''یہی شر ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اس کا منشی منیم بنا تو تمھارے حالات اچھے ہو جائیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳ خلفاء اور حکومتی عہدیداران سے وابستگی

حجاج نے بنوامیہ کا دور شروع سے دیکھا تھا۔اس دور کے سارے حوادث کا اس نے مشاہدہ کیا تھا۔ اس نے اسلامی جمعیت کو باہم مخالف گروہوں میں تقسیم ہوتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ہر گروہ دوسرے گروہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ ان میں سے ہر گروہ دوسرے گروہ کو کافر قرار دیتا تھا۔ اس نے میدان حرب و سیاست میں شہرت کی بلندیوں کو چھوتے سپہ سالاروں اور سربراہوں کو دیکھا اور ان کا ذکر سنا تھا۔ ان سے وہ اس لیے بھی متاثر ہوا کہ ان میں سے بعض اس کے اپنے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، زیاد بن ابیہ اور مختار ثقفی نمایاں تھے۔

حجاج چاہتا تھا کہ وہ بھی قائدین کی صفوں میں شامل ہو کر ان کے مرتبے پر فائز ہو۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اس نے محنت بھی کی۔ اس نے پچیس سال کی عمر میں عملی زندگی کا آغاز کرتے ہوئے فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ وہ سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس فوجی مہم کا حصہ بنا جو مصر کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عامل عبدالرحمان بن جحدم فہری کے ہاتھوں سے بازیاب کرانے کے لیے روانہ ہوئی تھی۔ ①

جناب مروان رضی اللہ عنہ کو مصر میں کامیابی حاصل ہوئی۔ بعد ازاں شام میں بھی مروان حکومت کو استحکام مل گیا۔ حجاج مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت رجب ۶۵ھ میں شام آ گیا۔ ②

اگلے مہینے شعبان ۶۵ھ میں سیدنا مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے پر حبیش بن دلجہ قینی کے زیرِ قیادت ایک لشکر مدینہ بھیجا۔ حجاج کا والد یوسف اس لشکر میں شامل اور اس کے علمبرداروں میں سے تھا۔ مقامِ ربذہ پر اس لشکر کا آمنا سامنا سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج سے ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج میں شامل ایک لشکر مسروق نصری کے زیر قیادت مکہ سے آیا تھا۔ دوسرا لشکر عباس بن

① فتوح مصر واخبارها لابن عبدالحکم: ص ۱۰۹، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۸۱۱/۴، وسرح العیون لابن نباته: ص ۱۰۳، والبدایة والنهایة: ۱۱۸/۹، ۱۱۹.
② الکامل لابن الأثیر: ۳۳۰/۳، والنجوم الزاهرة: ۱۱۶/۱، ۱۱۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سہل ساعدی کی قیادت میں مدینہ سے آیا تھا۔تیسرا لشکر حنف بن سجف کے زیر قیادت بصرہ سے اور چوتھا لشکر محمد بن اشعث کے زیر قیادت کوفہ سے آیا تھا۔یوں یہ ایک بڑی فوج تھی۔

معرکے کے آغاز میں حبیش کا پلڑا بھاری تھا لیکن حنف جو اپنے لشکر کو لے کر کمین گاہ میں چھپا بیٹھا تھا، باہر نکل کر اچانک حملہ آور ہوا، چنانچہ شامیوں کو شکست ہوگئی اور حبیش مارا گیا۔حجاج اور اس کا باپ جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ①

اس کے بعد حجاج پولیس میں بھرتی ہوگیا۔محکمہ پولیس کا سربراہ روح بن زنباع تھا۔وہ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کا مقرب اور مشیر خاص تھا۔عبدالملک رحمہ اللہ اس سے ہر معاملے میں مشاورت کرتے تھے۔یوں ابن زنباع گویا ان کا وزیر تھا۔ ②

خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ زفر بن حارث سے لڑائی کے لیے ایک لشکر قرقیسیا ③ روانہ کرنا چاہتے تھے لیکن مشکل یہ تھی کہ جمعیت اکٹھی نہیں ہوتی تھی۔فوج کا کوئی نظام نہیں تھا۔سپاہی سپہ سالار کا کہا نہیں مانتے تھے۔جب وہ چلتا، وہ چلتے نہیں تھے۔جب وہ ٹھہرتا، وہ ٹھہرتے نہیں تھے۔

عبدالملک رحمہ اللہ نے فوج کی صورتِ حال کے سلسلے میں روح بن زنباع سے مشورہ طلب کیا۔

---

① الکامل لابن الأثیر : ۳/ ۳۴۷، والمعارف لابن قتیبة : ص ۱۷۳، وانساب الاشراف : ۵/ ۱۵۲، ۱۵۳، وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۱، ابن عبدربہ کی روایت ہے (۲/ ۲۲۹) کہ حبیش کے لشکر کے پانچ سو سپاہیوں نے جبل ربذہ پر پناہ لی تھی۔ان میں حجاج کا باپ بھی تھا۔عباس بن سہل نے ان کا گھیراؤ کرلیا۔انھوں نے عباس سے امان طلب کی۔عباس نے کہا میں تمھارے متعلق جو فیصلہ کروں، تم اس پر نیچے اتر آؤ۔وہ سب نیچے اتر آئے۔عباس نے ان سب کو قتل کردیا۔یہ روایت دیگر تاریخی مآخذ کی روایت سے مختلف ہے جس کے مطابق حجاج اور اس کا باپ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔یوسف بن توسعہ بن تیم اللہ نے اس بارے میں کہا تھا۔

وَنَجّی یُوْسُفَ الثَّقَفِیَّ رَکْضٌ دِرَاکٌ بَعْدَ مَا سَقَطَ اللِّوَاءُ

ترجمہ: ''جھنڈا گر جانے کے بعد یوسف ثقفی کو کامیاب دوڑ نے نجات دلائی تھی۔'' المعارف لابن قتیبة : ص ۱۷۳، وانساب الاشراف: ۵/ ۱۵۳)

② البدایة والنھایة : ۹/ ۵۵، وسرح العیون لابن نباتة: ص ۱۰۴، بعض کتابوں میں 'وزیر عبدالملک' کے الفاظ ملتے ہیں۔والعقد الفرید: ۳/ ۵، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۴، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳.

③ قرقیسیا رحبہ مالک بن عوف کے قریب دریائے خابور کے کنارے واقع ایک شہر ہے۔یہ خابور اور فرات کے درمیان مثلث شکل میں واقع ہے۔معجم البلدان : ۷/ ۶۰۔ ۶۵ھ میں معرکہ مرج راہط کے بعد جو مروان بن حکم رحمہ اللہ اور ضحاک بن قیس کے درمیان لڑا گیا تھا، زفر بن حارث قنسرین سے بھاگ کر قرقیسیا میں قلعہ بند ہوگیا تھا۔ضحاک بن قیس، نعمان بن بشیر اور زفر بن حارث جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے داعیانِ تحریک تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن زنباع نے کہا:

''امیر المومنین! میری پولیس میں ایک شخص حجاج بن یوسف ہے۔ اگر امیر المومنین لشکر کی ذمہ داری اسے سونپ دیں تو وہ سپاہیوں کو راہِ راست پر لے آئے گا۔''

عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا:

''تو ہم یہ ذمہ داری اسے سونپتے ہیں۔''①

چنانچہ حجاج کو اموی فوج کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ اب روح بن زنباع کے دوستوں کے سوا سبھی سپاہی اس کا حکم مانتے تھے۔ وہ ہمیشہ پیچھے رہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ حجاج ان کے پاس ٹھہر گیا۔ وہ بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ حجاج نے پوچھا:

''تم لوگ امیر المومنین کے ساتھ سفر کیوں نہیں کرتے؟''

وہ جواباً حجاج کا مذاق اڑانے اور اس پر پھبتیاں کسنے لگے۔ کہنے لگے: ''آؤ تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' حجاج نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں انھیں حجاج کے کہنے پر کوڑے مارے گئے، لشکر میں گھمایا گیا اور ان کے خیموں کی طنابیں کاٹ کر خیموں کو آگ میں جلا دیا گیا۔

روح بن زنباع کو پتہ چلا کہ حجاج نے اس کے دوستوں اور بہی خواہوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو اس نے عبدالملک رحمہ اللہ سے حجاج کی شکایت کر دی۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو بلا بھیجا، اور کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ حجاج بولا: ''امیر المومنین! ایسا میں نے تھوڑی کیا ہے۔''

''تو پھر کس نے کیا ہے؟''

''واللہ! یہ سب آپ نے کیا ہے۔'' حجاج نے کہا۔ ''میرا ہاتھ آپ ہی کا تو ہاتھ ہے۔ میرا کوڑا آپ ہی کا تو کوڑا ہے۔ امیر المومنین کے لیے یہ کون سا مشکل ہے کہ وہ ابن زنباع کو ایک خیمے کے عوض دو خیمے اور ایک غلام کے بدلے دو غلام دے دیں۔ لیکن امیر المومنین نے مجھے جو ذمہ داری سونپی ہے، اس سے مجھے سبکدوش نہ کریں، اور مجھے میرا کام کرنے دیں۔''②

---

①العقد الفرید: ۳/۵،۶، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۴.

②حوالہ مذکورہ: ۳/۵،۶، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۴، وسرح العیون: ص ۱۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت کے مطابق عبدالملک ؒ نے حجاج سے جب یہ پوچھا کہ ابن زنباع کے آدمیوں سے یہ سلوک کس نے کیا تو اس نے کہا:

''امیر المومنین! آپ ہی نے ہمیں ہمارے کام میں اجتہاد کا حکم دیا ہے۔ہم نے وہی کیا ہے جس کا آپ نے حکم دیا ہے۔یوں دیگر سپاہیوں کو بھی عبرت ہو جائے گی۔اور جب حرمت کی پاسداری ہو چکی اور مقصد پورا ہو گیا تو اس کے بعد امیر المومنین کے لیے ان لوگوں کا نقصان پورا کرنا کون سا مشکل ہے۔''

عبدالملک ؒ کو حجاج کا یہ جواب پسند آیا۔انھوں نے حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا:

''تمھارا شرطی تو بھئی ہمت والا ہے۔''

عبدالملک ؒ نے حجاج کو اس کے عہدے اور طریق کار پر برقرار رکھا۔یوں اموی حکومت میں حجاج کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

عبدالملک ؒ اور زفر بن حارث کی لڑائی نے طول پکڑا تو عبدالملک نے رجا بن حیوہ کی سربراہی میں ایک وفد زفر سے مذاکرات کے لیے روانہ کیا۔حجاج بھی اس وفد میں شامل تھا۔یہ لوگ جب زفر کے پاس پہنچے تو نماز کا وقت تھا۔رجا تو زفر کے ساتھ نماز پڑھنے لگا لیکن حجاج نے اکیلے نماز پڑھی۔اس سے استفسار کیا گیا تو وہ کہنے لگا:

''میں ایسے منافق کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا جس نے امیر المومنین کے خلاف خروج کر رکھا ہے۔''①

عبدالملک ؒ کو حجاج کی یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی نگاہ میں حجاج کی قدر اور بڑھ گئی۔انھوں نے حجاج کو تبالہ کا والی بنا دیا②۔

① سرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۰۴۔

② البدء والتاریخ :۶/ ۲۷، ومعجم البلدان : ۲/ ۳۵۷، وسرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۰۴، ص ۱۰۵، تبالہ حجاز شاہراہ یمن پر واقع ایک مشہور قصبہ ہے۔یہ مکہ سے باون فرسخ (۱۵۶ عربی میل) کے فاصلے پر واقع ہے۔تبالہ ۱۰ھ میں فتح ہوا تھا۔ابو یقظان نے کہا:''تبالہ حجاج کی اولین ولایت تھی۔حجاج اس کی طرف روانہ ہوا۔جب اس کے قریب پہنچا تو رہبر سے کہنے لگا:''تبالہ کہاں ہے؟'' رہبر نے کہا: بس، اس ٹیلے کے پیچھے۔حجاج کہنے لگا:
''میں خود کو ایسی جگہ کا امیر بنتے نہیں دیکھ سکتا جسے محض ایک ٹیلے نے چھپا رکھا ہے۔یہ ولایت تو بہت ہلکی نکلی۔'' یہ کہہ کر وہ وہیں سے لوٹ آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حجاج کی پہلی ولایت تھی۔ حجاج جب تبالہ کے قریب پہنچا تو اس نے تبالہ کے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہے۔ حجاج کہنے لگے:

''افسوس ہے ایسے شہر پر جسے محض ایک ٹیلے نے چھپا رکھا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ وہیں سے لوٹ آیا۔ یوں یہ کہاوت چل نکلی کہ فلاں شے اس سے کہیں زیادہ معمولی ہے جس قدر حجاج کے لیے تبالہ معمولی تھا۔ ①

معلوم ہوتا ہے کہ حجاج امیر المومنین کے پاس لوٹ آیا تھا اور ولایت پر جانے سے معذوری کا اظہار کر دیا تھا۔ اس نے امیر المومنین سے فوج ہی میں کسی عہدے کی درخواست کی تو عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے اسے اپنے بھائی ابان بن مروان کی ولایت فلسطین میں پولیس کا سربراہ مقرر کر دیا۔ ②

شام میں اموی حکومت کو استحکام مل گیا تو عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ عراق روانہ ہوں اور اسے مصعب بن زبیر رحمہ اللہ کے ہاتھوں سے بازیاب کرائیں جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے عراق کا والی تھا۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے اہل شام کو محاذ پر روانہ ہونے کا حکم دیا لیکن اہل شام نے پس و پیش سے کام لیا۔ حجاج نے عبدالملک رحمہ اللہ سے کہا کہ ان پر مجھے مسلط کر دیجیے۔ واللہ! میں انھیں آپ کے ہمراہ بھیج کر رہوں گا۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے اسے اجازت دے دی۔ حجاج نے اہل شام کے گھروں کو یکے بعد دیگرے آگ لگانی شروع کر دی۔ اہل شام یہ صورتِ حال دیکھ کر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے ہمراہ بھاگ نکلے۔ ③

حجاج نے اہل شام کو جس طرح ان کے گھروں سے نکال کر جنگ کے لیے روانہ کیا، اسے حجاج کی قساوت قلبی قرار دیا گیا ہے۔ دراصل ایک اہم مقصد حاصل کرنے کے لیے اس انتہائی اقدام کا جواز نکلتا تھا۔ وہ مقصد تھا مملکت کا استحکام اور اس کے لیے لوگوں کو خلیفہ کے پاس جمع کرنا۔ یہ طریقہ کارگر رہا اور عبدالملک کے پاس ایک بڑی جمعیت اکٹھی ہوگئی۔ مصعب کے ساتھیوں نے یہ لشکر جرار دیکھا تو وہ اس سے مقابلے کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے لگے۔ وہ اندر سے مرعوب اور خوفزدہ ہو گئے۔ چنانچہ عبدالملک دَیر جاثلیق کے قریب مسکن میں مصعب کو شکست فاش دینے میں کامیاب ہوئے اور ۱۳

① سرح العیون لابن نباتۃ: ص ۱۰۵.
② انساب الاشراف: ۵/۱۶۶، والمعارف: ص ۱۷۳، ۱۵۵، وعقد الجمان: ۱۱/۲۱۷، والبدء والتاریخ: ۶/۲۷.
③ العقد الفرید: ۲، والامامۃ والسیاسۃ: ۲/۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمادی الاخری ۷۲ھ کو اسے قتل کروا دیا۔ یوں عراق خلیفہ عبدالملک بن مروان ؒ کے زیر نگیں آ گیا۔ ①②

① امیر عبدالملک بن مروان ؒ سے قبل خلافت مصعب بن زبیر ؒ کی گہری دوستی اور باہمی محبت تھی۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۱۶ میں تصریح کی ہے:

وقد کان عبدالملک یحب مصعباً حباً شدیداً و کان خلیله له قبل الخلافة

یعنی عبدالملک کو مصعب سے بہت محبت تھی اور خلافت سے پہلے دونوں آپس میں دوست تھے۔

اسی طرح ابن کثیر مزید تصریح کرتے ہیں کہ اسی محبت و دوستی کی وجہ سے امیر عبدالملک بن مروان نے جنگ شروع ہونے سے قبل اپنے بھائی محمد بن مروان کو مصعب کے لیے امان دے کر بھیجا لیکن مصعب نے انکار کر دیا۔ پھر محمد بن مروان نے مصعب کے بیٹے عیسیٰ بن مصعب سے کہا کہ اے میرے بھتیجے، تو میرے پاس آ جا، تجھے امان ہے۔ لیکن عیسیٰ نے کہا کہ میں اپنے باپ کو چھوڑ کر قریش کی عورتوں کے طعنے سننے پسند نہیں کرنا چاہتا۔ مصعب بن زبیر ؒ نے بھی عیسیٰ سے کہا کہ تم عبدالملک بن مروان کی امان میں چلے جاؤ لیکن عیسیٰ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹے بے جگری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔ (البدایہ: ۸/ ۳۱۷۔) (محمد فہد حارث)

② یہ جگہ دیر الجاثلیق کے پاس دجیل نہر پر اوانا کے قریب واقع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴ حجاج اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما

مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد عراق کی فضا خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے لیے پوری طرح سازگار ہوگئی اور عراق پر امویوں کے پھریرے لہرانے لگے۔حجاز البتہ ابھی تک سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عملداری میں تھا۔وہ حجاز میں پاؤں جما کر بیٹھے تھے۔حجاز ان کا مضبوط قلعہ تھا جس سے وہ کسی حال میں نکلنا نہیں چاہتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ انھیں 'عائذ بالبیت' (بیت اللہ کے پناہ گزیں) کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔①

خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں غور وفکر کیا۔انھوں نے طے کیا کہ اگر وہ اپنے تخت کی بقا چاہتے ہیں تو انھیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بغاوت فرو کرنی ہوگی۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عبدالملک رحمہ اللہ نے عراق ہی میں یہ غور وفکر کیا تھا یا جب وہ فاتحانہ شام لوٹ آئے تھے تب یہ غور وفکر کیا تھا؟ کیا انھوں نے عراق ہی میں فیصلہ کر کے حجاز کی طرف فوج روانہ کر دی تھی یا انھوں نے شام پہنچ کر فوج روانہ کی تھی؟

ہمارے پاس موجود اکثر تاریخی مآخذ کی رائے یہ ہے کہ عراق ہی سے فوج روانہ کی گئی تھی۔②
چند متاخر تاریخی مآخذ البتہ یہ کہتے ہیں کہ فوج شام سے بھیجی گئی تھی۔③ یہ تاریخی مآخذ ثبوت کے طور پر وہ مکالمہ پیش کرتے ہیں جو خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ اور اہل شام میں سے ان کے قریبی ساتھیوں کے درمیان ہوا تھا۔یہ مکالمہ حجاز پر حملے کے بارے میں ہوا تھا۔قریبی ساتھیوں نے حجاز پر حملے کو غیر معمولی جانا اور اس سلسلے میں عبدالملک رحمہ اللہ کی تائید نہ کی۔

روایت میں ہے کہ عبدالملک رحمہ اللہ نے ان سے مکالمے کا آغاز کیا تھا۔جواباً وہ سب خاموش ہو

① العقد الفرید: ۲/۳۴۴، و مروج الذہب: ۲/۷۱۔
② حوالہ مذکورہ: ۲/۳۵۲، و انساب الاشراف: ۵/۳۱۸، و تاریخ الامم والملوک للطبری: ص ۲۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۲، و عقد الجمان: ۱۱/۲۱۶، و فوات الوفیات: ۵/۱۰، و تاریخ ابن خلدون: ۳/۳۷۔
③ سرح العیون: ص ۱۰۵، والبدء والتاریخ: ۶/۲۵، والمنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے۔ حجاج بن یوسف نے آگے بڑھ کر خود کو اس مہم کے لیے پیش کیا تھا۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے یہ مہم حجاج کے سپرد کر دی۔ حملے کی تفاصیل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ فوج جب مکہ کی طرف روانہ ہوئی تو اس نے مدینہ کو نہیں چھیڑا۔ یوں یہ بات راجح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حجاز پر حملہ کرنے والی فوج شام سے آ رہی تھی۔

ہم اس سلسلے میں تاریخی آخذ کے اتفاق کو نظرانداز نہیں کر سکتے کہ فوج عراق سے روانہ ہوئی تھی۔ چند متاخر تاریخی آخذ کے مقابلے میں بیشتر قدیم آخذ کا اتفاق ہمیں قطعی طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ٹھہراتا ہے کہ فوج عراق ہی سے روانہ ہوئی تھی۔

جہاں تک مدینہ سے گزرنے اور اس سے تعرض نہ کرنے کا معاملہ ہے تو ہمارے پاس ایسی جغرافیائی ڈکشنریاں ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ عراق سے مکہ جانے والا ہموار راستہ مدینہ سے گزرتا ہے۔ اسی طرح شام سے مکہ آنے والا راستہ بھی مدینہ سے گزرتا ہے۔

جہاں تک خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے اہل شام سے مکالمے کا تعلق ہے تو ان متاخر کتابوں کے سوا کسی کتاب میں کوئی واضح دلیل نہیں ملتی کہ یہ مکالمہ دمشق میں ہوا تھا۔ لیکن اس سے بھی کوئی مانع نہیں کہ انھی افراد سے یہی مکالمہ دمشق کے بجائے کوفہ میں ہوا تھا۔ تاہم یہ مکالمہ خود ساختہ معلوم ہوتا ہے۔ کس واسطے کہ ایسا ہی ایک مکالمہ کتابوں میں حجاج کو عراق کا والی بنانے کے سلسلے میں بھی ملتا ہے۔ ①

ہماری رائے میں جن مؤرخین نے یہ کہا ہے کہ مکہ جانے والی فوج شام سے روانہ ہوئی تھی، اس کی وجہ قدیم کتابوں کا یہ اتفاق ہے کہ یہ فوج شامی سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ حجاج کوفہ سے جو لشکر لے کر روانہ ہوا تھا اور جس کی غالب اکثریت شامی سپاہیوں پر مشتمل تھی، یہ اسی لشکر کا باقی ماندہ حصہ تھا جسے عبدالملک رحمہ اللہ شام سے مصعب بن زبیر کے مقابلے میں لے گئے تھے۔ یہ لشکر بھی حجاج کے زیر قیادت تھا جس نے مصعب بن زبیر کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ اس تمام تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حجاز کی طرف پیش قدمی کرنے والا اموی لشکر عراق سے روانہ ہوا تھا۔

تاریخی آخذ کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اس لشکر کی قیادت حجاج کو سونپی گئی تھی۔ تاہم ان میں یہ اختلاف ہے کہ یہ قیادت کس طریقے سے سونپی گئی تھی۔ چند کتابوں میں یہ روایت ملتی ہے کہ

① مروج الذهب: ۹۵/۲، وسرح العيون: ص ۱۰۵، والمستطرف في كل فن مستظرف: ۵۰/۱، ۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے خود ہی حجاج کو یہ ذمہ داری سونپی تھی۔ ①

اس سلسلے میں ان کتابوں کے اندر مختلف روایات ملتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جب اہل شام عبدالملک کے جواب میں خاموش ہوگئے تو حجاج اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں یہ مہم سرانجام دوں گا۔ ② کوئی کہتا ہے کہ حجاج نے عبدالملک رحمہ اللہ سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عبداللہ بن زبیر کو قتل کر کے ان کی کھال کھینچ رہا ہوں۔ اس لیے مجھے ان کی طرف روانہ کریں اور ان سے قتال کی ذمہ داری مجھے سونپ دیں۔ ③

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حجاج نے خود اپنے آپ کو اس مہم کے پیش کیا تھا۔ دوسری طرف خلیفہ بھی عراق کی مہم میں حجاج کی بہادری، چابکدستی اور اخلاص کا مظاہرہ دیکھنے کے بعد یہی خواہش رکھتے تھے کہ یہ مہم حجاج سرانجام دے۔ یوں حجاج نے خود کو اس مہم کے لیے پیش کر کے محض دیدہ دلیری کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ اس میں آگے بڑھنے کی لگن تھی۔ وہ عظمت کی بلندیوں پر پہنچنا چاہتا تھا۔ نیز وہ امویوں کے ساتھ ایسا اخلاص رکھتا تھا جس کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ یوں وہ سمجھتا تھا کہ خود کو اس خدمت کے لیے پیش کر کے وہ امویوں کے مقاصد پورے کرے گا اور اموی تخت کو مضبوط بنائے گا۔

حجاج عراق سے لشکر لے کر روانہ ہوا۔ لشکر کے سپاہیوں کی تعداد تین ہزار سے زائد نہیں تھی۔ ④ وہ صحرا کو چیرتے ہوئے مغرب کی طرف بڑھا لیکن وہ مدینہ کی طرف نہیں گیا۔ وہ طائف کی طرف چڑھا اور بنا کسی مزاحمت کے وہاں فروکش ہوگیا۔ اس نے چند اسباب کی بنا پر طائف کا انتخاب کیا۔ ایک اہم سبب یہ تھا کہ طائف ایک زرخیز شہر تھا جس میں باغات کی فراوانی تھی۔ آب و ہوا صاف اور خوشگوار تھی۔

---

① التنبیہ والاشراف: ص ۲۷۱، وانساب الاشراف: ۵/ ۳۴۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۷، والطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۵/ ۱۶۹، والخمیس فی احوال انفس نفیس: ۲/ ۲۰۴، والمختصر فی اخبار البشر: ۱/ ۱۹۶.
② تاریخ الاسلام للذھبی: ۳/ ۴۴۵.
③ تاریخ الامم والملوک: ۵/ ۲۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۲، وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۱۳، والمعارف لابن قتیبة: ص ۱۷۳، وحیاة الحیوان للدمیری: ۲/ ۵۱، وسرح العیون: ص ۱۰۵.
④ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۷، وانساب الاشراف: ۵/ ۳۴۸، بلاذری کے ہاں دو روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے۔ طبری (۵/ ۲۰)، ابن سعد (۵/ ۱۶۹) اور بلاذری کے ہاں دوسری روایت یہ ہے کہ اس لشکر کی تعداد دو ہزار تھی۔ سیوطی اور قرمانی کے بقول یہ لشکر چالیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا، تاریخ الخلفاء: ص ۱۴۲، واخبار الدُّوَل: ص ۱۳۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے صحرا کے طویل سفر کے بعد فوج کو پر فضا مقام پر اتارا تاکہ سپاہیوں کو فرحت کا احساس ہو اور وہ مکہ کی طرف پیش قدمی کے لیے خوب تیار ہو جائیں۔ پھر یہ شہر حجاج کے قوم قبیلے کا شہر تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس شہر سے مکہ کے سرداروں کا گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق کئی پہلوؤں سے ہے۔ اس شہر کے گھنے باغات سے وہ پھل اور لہلہاتے کھیتوں سے غلہ حاصل کرتے تھے۔ پھر ان کی اکثریت موسم گرما یہیں گزارتی تھی۔ طائف سے اہل مکہ کا یہ تعلق اگر ٹوٹ جاتا تو وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہی کو قصور وار ٹھہراتے کہ عبدالملک رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا موقف ان کی اس محرومی کا باعث بنا۔ عین ممکن تھا کہ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بغاوت کر دیتے۔ چنانچہ بعد کے ایام نے یہ ثابت کیا کہ حجاج کی نگاہ اس سلسلے میں دوررس تھی۔

اس دور کے طائف کی تاریخ پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ طائف محمد بن حنفیہ کے علاوہ دیگر کبار صحابہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زادوں اور عباس کے بیٹوں کی اقامت گاہ تھا۔ انھوں نے جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے انکار کیا تھا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے انھیں آگ میں جلا ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ ① چنانچہ انھوں نے جان بچانے کے لیے طائف میں پناہ لی تھی۔ ②

طائف میں ان حضرات کا وجود اگرچہ حجاج کے وہاں فروکش ہونے کا سبب نہیں تھا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ حجاج نے ان کے وجود کا خیر مقدم کیا تھا اور وہ اپنے سپاہیوں کے حوصلے بلند کرنے کے سلسلے میں ان کے وجود سے فائدہ اٹھانے میں کامیاب رہا تھا جنھیں بہر حال حرم کعبہ میں قلعہ بند ہو کر بیٹھے شخص پر حملہ آور ہونا تھا۔

علاوہ ازیں حجاج ایک عقل مند سپہ سالار تھا جس کا ارادہ اپنے لشکر کو مکہ کے قریب ٹھہرانے کا تھا، بجائے اس کے کہ وہ صحرائی سفر کے باعث تھکاوٹ سے چور لشکر کے ساتھ براہ راست مکہ پر حملہ کرتا یا اس کا محاصرہ کرتا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کسی ایسے جواز کے بغیر جو حجاج کے سپاہیوں کو مطمئن ہو کر اس معرکے میں شریک ہونے پر اکساتا، حجاج اپنے لشکر کو آتے ساتھ ہی حرم کعبہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آمادہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس دوران میں وہ صورت حال کا جائزہ لیتا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر حملے کی منصوبہ

① العقد الفرید: ۳/۲۳۴، وتاریخ الیعقوبی: ۳/۱۷، والبدء والتاریخ: ۶/۱۹، ومروج الذهب: ۲/۷۲، والاغانی: ۹/۱۵.

② الاخبار الطوال: ص۲۹۹، والبدایة والنهایة: ۹/۳۸، والمعارف: ص۵۹، ووفیات الاعیان: ۱/۵۶۸، وفوات الوفیات: ۱/۲۱۱، والأغانی: ص۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندی کرتا رہا۔گویا وہ طائف میں بیٹھا حالات کی تبدیلی کا انتظار کر رہا تھا۔یہ بھی احتمال ہے کہ اس نے اہل مکہ کے درمیان اپنے جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔اس سے قبل عراق میں مصعب بن زبیر کے خلاف عبدالملک رحمہ اللہ کی طرف سے کی گئی لشکر کشی ہمارے نقطہ نظر کی تائید کرتی ہے۔

ایک اسلامی لشکر کا یوں مکہ پر حملہ آور ہونا آسان اور معمولی نہیں تھا۔جو شخص یہ سوچ رہا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس کے لیے مناسب تیاری کرے اور سپاہیوں کو آمادہ و مطمئن کرے۔ہیثم بن اسود نخعی نے اس حملے کے آغاز میں عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے کہا تھا:

''اس ثقفی لونڈے سے کہہ دیں کہ یہ کعبہ کا غلاف چاک نہیں کرے گا،نہ حرم کے پرندوں کو اڑائے گا۔یہ بلکہ ابن زبیر کو مکہ کی گھاٹیوں اور گلیوں میں لے جائے یہاں تک کہ وہ وہاں بھوکوں مرجائے یا خلافت سے دستبردار ہو کر نکلے۔''①

اس روایت میں اگرچہ حجاج کی قدر و قیمت گھٹائی گئی ہے کہ اسے ثقفی لونڈا کہا گیا ہے،باوجود اس کے کہ وہ اپنی عمر کی چوتھی دہائی کے آغاز میں تھا،تاہم اس روایت میں جو سیاسی وعسکری حکمت عملی بتائی گئی ہے،ہم اس کی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتے۔مکہ کے حالات اور جزیرہ نمائے عرب میں اس کی دینی حیثیت کے پیش نظر ضروری تھا کہ اس حملے میں یہی حکمت عملی اختیار کی جاتی۔لیکن حالات نے جو صورت اختیار کی،اس کے باعث حجاج اس حکمت عملی کو بروئے کار نہ لا سکا اور وہی راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوا جس پر اسے حالات نے گامزن کیا تھا۔

حجاج اپنی فوج کے ساتھ طائف میں خیمہ زن ہوا تھا اور یہی اس کا بیس کیمپ تھا جہاں سے وہ سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔اس نے اپنے چند فوجی دستے عرفات کی طرف روانہ کیے جہاں ان کا ٹاکرا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے آدمیوں سے ہوا۔ان جھڑپوں کا مقصد ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی قوت کا اندازہ کرنا تھا۔حجاج کے شہسوار اکثر و بیشتر فتح یاب ہو کر طائف لوٹتے تھے۔②

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے فوجی دستے طائف بھیجنے کے بارے میں نہیں سوچا۔اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ طائف جبل غزوان کی چوٹی پر واقع ہے۔یوں وہ ایک محفوظ شہر تھا جس تک پہنچنا حملہ آور کے لیے

① انساب الاشراف: ۵/۳۵۷،وکنز الدرر: ۴/۱۲۴.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۳۵۷،وتاریخ الامم والملوک: ۵/۲۰،وتاریخ ابن الأثیر: ۴/۲۳،وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۷،وفوات الوفیات: ۵/۱۰،والخمیس فی احوال انفس نفیس للدیار البکری: ۲/۳۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشکل تھا۔فریقین کے درمیان مختلف جھڑپیں ہوتی رہیں جن میں حجاج کا پلڑا بھاری رہا۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ مدمقابل کمزور ہے تو حجاج نے خط لکھ کر خلیفہ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور انھیں بتایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے چند قریبی ساتھی اسے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور اس کے سپاہیوں کی کثیر تعداد نے راہِ فرار اختیار کر لی ہے۔ حجاج نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مالی وافرادی قوت فراہم کریں اور حرم میں داخل ہو کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ختم کرنے کی اجازت دیں قبل اس سے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی توجہ اس طرف مبذول ہو، وہ اپنے ساتھیوں کو دوبارہ لے آئے اور اس کے مفرور سپاہی بھی واپس آ جائیں۔ ①

یہ تھا مکہ پر دھاوا کرنے کے حوالے سے حجاج کا موقف جس پر تاریخی ماخذوں کا اتفاق ہے۔ صرف بلاذری کی ایک روایت یہ ہے کہ یہ تمام باتیں خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو لکھی تھیں ②۔ اس کی وجہ بلاذری نے یہ بتائی ہے کہ مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل عراق کو لکھا کہ میری اطاعت واعانت کرو۔ عبدالملک رحمہ اللہ کو یہ بات اپنے بھائی بشر بن مروان کے ذریعے سے معلوم ہو گئی جو عراق میں تھا۔ چنانچہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو لکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اسے مصروف کر دو۔

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ عبدالملک رحمہ اللہ کے درباری شعراء انھیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے پر ابھارتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر جواس بن قعطل کلبی نے کہا تھا۔

اِنَّ الْخِلَافَةَ یَا اُمَیَّةُ لَمْ تَکُنْ اَبَدًا یَدِرُّ لِغَیْرِکُمْ ثَدْیَاهَا
فَخُذُوْا خِلَافَتَکُمْ بِاَمْرٍ حَازِمٍ لَا یَحْلِبَنَّ الْمُلْحِدُوْنَ صَرَاهَا
سِیْرُوْا اِلَی الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَشَمِّرُوْا لَا تَصْلُحُوْا وَسِوَاکُمُوْ مَوْلَاهَا
لَا تَتْرُکَنَّ لِمُنَافِقِیْنَ بِبَلْدَةٍ اِلَّا اَقَلْتُمْ بِالسُّیُوْفِ طِلَاهَا

ترجمہ: ''اے بنوامیہ! خلافت کے تھن تمھارے علاوہ کبھی کسی اور کے لیے دودھ سے نہیں بھرتے تھے۔ سو تم مضبوطی سے اپنی خلافت پکڑو۔ راہِ راست سے ہٹے ہوئے لوگ کہیں اس کے بھرے ہوئے تھن دوہ نہ لیں۔ آستینیں چڑھا کر حرمت والے شہر کی طرف روانہ

---

① تاریخ الامم والملوک: ۵/ ۲۰، وتاریخ ابن الأثیر: ۴/ ۲۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۷، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۰، والخمیس: ۲/ ۳۰۴، والطبقات الکبری لابن سعد: ۵/ ۱۶۹، والمنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۵.
② انساب الاشراف ۵/ ۳۷۵، ۳۷۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاؤ۔تمھارے سوا کوئی اور خلافت کا والی بنا تو وہ اچھی نہیں رہے گی۔منافقین کے لیے کوئی شہر تلواروں کے ساتھ اس کی چمک دمک اتارے بغیر نہ چھوڑنا۔''①

یہ بات البتہ وثوق سے نہیں کہی جا سکتی کہ جواس بن قعطل نے یہ شعر اس وقت کہے تھے جب مکہ پر فوج کشی کے لیے حجاج کا انتخاب عمل میں لایا جا رہا تھا۔ہو سکتا ہے کہ یہ شعر عراق میں مصعب بن زبیر کے قتل اور حجاز کی طرف فوج روانہ کیے جانے کے بعد کہے گئے ہوں گے۔خاص اس مقام کے بارے میں البتہ کوئی روایت نہیں ملتی جہاں جواس بن قعطل نے یہ اشعار کہے تھے۔

جن دنوں حجاج اپنی فوج کے ساتھ طائف میں فروکش تھا، امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے طارق بن عمرو کو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے عمالِ حکومت سے مقابلے کے لیے ایلہ اور وادی القریٰ کے درمیانی علاقے میں بھیجا۔طارق بن عمرو نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے عمال کے خلاف فتح پائی اور یوں مدینہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں سے نکل کر خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے قبضۂ اقتدار میں آ گیا۔طارق بن عمرو فاتحانہ مدینہ میں داخل ہوا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا مقرر کردہ عامل مدینہ چھوڑ کر چلا گیا۔②

طائف میں قیام کے دوران حجاج نے عبدالملک سے مکہ کا محاصرہ کرنے کی اجازت اور اس سلسلے میں مزید فوجی امداد کا مطالبہ کیا۔عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے حجاج کو مکہ کے محاصرے کی اجازت دیتے ہوئے ذیقعد میں طارق بن عمرو کو مدینہ پیغام بھیجا کہ وہ اپنا لشکر لے کر حجاج کی مدد کو مکہ جائے۔طارق عبدالملک کے حکم پر پانچ ہزار کا لشکر لے کر مکہ آن پہنچا۔③

مکہ کے جغرافیائی محل وقوع اور وہاں سے دیگر شہروں کی طرف جانے والے راستوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات قطعی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ حجاج عرفات و منیٰ کے راستے مکہ آیا اور شہر کے شمال مشرقی علاقے میں خیمہ زن ہوا تھا۔طارق کا لشکر شمال مغرب کی طرف سے وادی فاطمہ کے راستے مکہ پہنچا تھا۔

عربی مآخذ جو جغرافیائی محل وقوع کے تعین کا قابل ذکر اہتمام نہیں کرتے، اگر ہم ان میں اور قدیم و جدید نقشوں میں بیان کردہ جغرافیائی محل وقوع کے درمیان مطابقت کی کوشش کریں تو یہ امر راجح

① انساب الاشراف للبلاذری: ۵/ ۳۷۵، ۳۷۶۔
② الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۷۔
③ حوالہ مذکورہ: ۴/ ۲۲، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۳۷، والمنتقی فی اخبار ام القریٰ: ص ۲۵، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۳/ ۴۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو کر سامنے آتا ہے کہ طارق کا لشکر حرم مکی کے مشرق میں، معلاۃ و منیٰ کے درمیان واقع بئیر میمون کے قریب فروکش ہوا تھا۔ یہ مقام لشکر کے پڑاؤ کے لیے مناسب تو تھا لیکن یہاں حجاج کا مقصد خاطر خواہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ وہ حرم میں پناہ گزیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے جبل ابوقبیس کا فائدہ اٹھایا اور اس پر منجنیق نصب کر کے اپنی فوج کا ایک دستہ وہاں مامور کر دیا۔ ①

نیز ہمارے لیے یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ دونوں لشکروں کا باہمی رابطہ منقطع تھا کیونکہ دونوں لشکر ایک ہی سپہ سالار حجاج کے ماتحت تھے اور دونوں لشکروں کا باہمی فاصلہ بہت کم تھا۔

حجاج ذیقعد ۷۲ھ کے ابتدائی ایام میں اپنے لشکر کو لے کر طائف سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ بلاذری اور دینوری کی روایت کے مطابق حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا تھا کہ وہ حج کے لیے تیار ہو جائیں۔ ②

دیگر مآخذ سے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاج نے اپنے سپاہیوں کو ایسا کوئی عندیہ نہیں دیا تھا کہ وہ حج کی تیاری کریں۔ تو کیا حجاج اپنی فوج کو حج کے بہانے لے کر آیا تھا یا جنگ کے بارے میں بتا کر لایا تھا؟ زیادہ واضح الفاظ میں یہ سوال یوں ہے کہ کیا حجاج نے اپنے سپاہیوں کو حج کا لالچ دلایا تھا یا جب وہ انھیں ساتھ لے کر طائف سے روانہ ہوا تھا تو کیا وہ جانتے تھے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے روانہ ہو رہے ہیں۔ اگر وہ انھیں جنگ کی خاطر لے کر آیا تھا تو کیا یہ زیادہ مناسب نہیں تھا کہ وہ موسم حج کے اختتام کا انتظار کر لیتا اور لڑائی کے لیے حج کے بعد روانہ ہوتا؟

حقیقت یہ ہے کہ حجاج نے اس کارروائی کے لیے اس مہینے کا صحیح انتخاب کیا تھا۔ اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ اس مہینے میں حجاج کی روانگی کی وجہ لشکر طارق کی روانگی تھی تو بھی یہ حجاج کی خوش قسمتی تھی۔ حج کے موقع پر تمام شہروں اور علاقوں سے مسلمانوں کے وفود بڑی تعداد میں مکہ آتے تھے۔ ایسے میں اگر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ دیا جاتا تو انھیں مسلمانوں کے درمیان اموی سلطنت کے خلاف اپنی دعوت کی ترویج کا موقع مل جاتا۔ یہ لوگ ان کی دعوت سے متاثر ہو کر اپنے علاقوں کو واپس جاتے تو وہ سلطنت بنو امیہ کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حجاج نے حج کے موسم میں مکہ کی طرف پیش قدمی

① الطبقات لابن سعد: ۱۶۹/۵، وتاریخ الامم والملوک: ۲۱/۵، والکامل لابن الأثیر: ۲۲/۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳۸/۳، وعقد الجمان: ۲۷۷/۱۱.
② انساب الاشراف: ۳۵۷/۵، والاخبار الطوال: ص ۳۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی دعوت کی ترویج کا موقع نہ ملے۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حجاج نے حرم مکی کی طرف پیش قدمی کے سلسلے میں جس دلچسپی کا اظہار کیا تھا وہ گویا سلطنت بنو امیہ کے خلاف خاموش پروپیگنڈا تھا۔ وہی سلطنت جس نے اسے موسم حج میں اس جنگ کے لیے بھیجا تھا۔لیکن بنو امیہ چونکہ بظاہر حق بجانب تھے، مفتوحہ علاقوں پر ان کا اثر ونفوذ قائم تھا اور عراق میں مصعب بن زبیر کے خلاف ان کی فتح بھی زبان زد عام تھی، اس لیے مسلمان انھیں اہل حق سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ بنو امیہ اس حق سے کبھی دست بردار نہیں ہوں گے۔ وہ اموی خلافت کے ایک باغی کی سرکوبی کے لیے مکہ آئے ہیں جس نے بیت اللہ کو ناحق اپنی پناہ گاہ بنا رکھا ہے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ حرم سے نکل کر حجاج کے مقابلے میں آئے، نہ وہ اتنا دریا دل ہے کہ اپنے اصحاب کی بھوک مٹا سکے حالانکہ اس کے خزانے خوراک اور اشیائے خورونوش سے بھرے ہوئے ہیں۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے چند کبار صحابہ وتابعین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابنائے عم سے جو سلوک کیا تھا، مسلمان ابھی اسے بھولے نہیں تھے۔ ابن زبیر نے پہلے تو انھیں آگ میں جلانے کی کوشش کی، بعدازاں انھیں طائف کی طرف شہر بدر ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

مکہ کی طرف پیش قدمی کے دوران میں حجاج نے اپنی فوج کا ایک دستہ روانہ کیا جس نے جبل ابوقبیس پر منجنیق نصب کر دی۔ اس کی فوج نے جب منیٰ پار کیا اور ابوقبیس سپاہیوں کو نظر آنے لگا تو انھیں اس پر منجنیق نصب دکھائی دی۔ اس منظر نے انھیں خوفزدہ کر دیا۔ ①

ہماری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ حجاج جب طائف سے روانہ ہوا تھا تو اس کے سپاہیوں کو پتہ تھا کہ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے جا رہے ہیں۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک سپہ سالار اپنے سپاہیوں کو حج کے بہانے قتال پر لے جائے۔ یہ دھوکا دہی زیادہ عرصے تک چلنے والی نہیں تھی۔ اگر فوج کو محض طائف سے مکہ لے جانے کے لیے اس فریب کاری کی ضرورت تھی تو یہ فوج عراق یا شام سے صحرا کو عبور کرتے ہوئے طائف کیسے پہنچ گئی۔ حجاج اس فوج کو وہاں سے بھی حج کے بہانے لایا تھا یا فوج کے سپاہی جانتے تھے کہ وہ ابن زبیر سے لڑنے جا رہے ہیں؟!

اگر دوسری بات ثابت ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے تو حجاج کو اپنی فوج طائف سے مکہ لانے

---

① انساب الاشراف: ۵/۳۵۷، والاخبار الطوال: ص ۳۰۴.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بھی کسی بہانے کی ضرورت نہیں تھی۔

بلاذری اور دینوری نے جب یہ بات تسلیم کر لی کہ حجاج اپنی فوج کو حج کے بہانے طائف سے مکہ لایا تھا تو تاریخ دانوں نے یہ قصہ گھڑ کر ان کے حوالے کیا کہ حجاج کے سپاہیوں نے جب ابوقبیس پر نصب منجنیق دیکھی تو وہ ڈر گئے۔لیکن تاریخ دانوں نے اس ڈر کا کوئی نتیجہ نہیں نکالا۔انھوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس ڈر کے نتیجے میں فوج کے اندر کچھ کھلبلی مچ گئی تھی یا سپاہیوں کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا۔ایسی کوئی بات انھوں نے نہیں بتائی جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو مقدمات انھوں نے اس سلسلے میں قائم کیے وہ ان نتائج سے میل نہیں کھاتے جنھیں تاریخ نے ثابت کیا ہے۔مسعودی کی ایک روایت اس کے ساتھ ملا لیجیے کہ اہل دمشق کو جب یہ خبر ملی کہ حجاج نے مکہ میں ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور جبل ابوقبیس پر اس کا قبضہ ہو گیا ہے تو انھوں نے اس فتح کی خوشی میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔①

اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ حجاج کے سپاہی منجنیق دیکھ کر ڈر گئے تھے تو ہمارے غالب گمان کے مطابق اس کی وجہ یہ رہی ہو گی کہ ان کے خیال میں حرم کعبہ کو منہدم کرنا منصوبے میں شامل نہیں تھا لیکن منجنیق سے یہ پتہ چل رہا تھا کہ حرم کعبہ کو منہدم کرنا منصوبے کا حصہ ہے۔یوں ان کا ڈر صحیح تھا۔وہ اس لیے خائف ہوئے تھے نہ کہ وہ ابن زبیر کے خلاف قتال سے ڈرتے تھے۔

بعض تاریخی مآخذ کی رائے یہ ہے کہ منجنیق ابوقبیس اور قعیقعان کے دونوں پہاڑوں پر نصب کی گئی تھی۔② یہ رائے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ لشکر طارق کا پڑاؤ قعیقعان کے جوار میں تھا اور یہ عین ممکن ہے کہ حرم کعبہ پر پتھراؤ کرنے والی منجنیق مکہ کے مشرقی اور مغربی دونوں اطراف نصب کی گئی ہو کیونکہ یہ دونوں پہاڑ مکہ سے یکساں فاصلے پر واقع ہیں۔یہ بات یوں بھی صحیح معلوم ہوتی ہے کہ بعض مآخذ کے مطابق حجاج نے کعبہ کے اس زائد حصے کو ہدف بنایا تھا جس کا اضافہ حضرت ابن زبیر نے کیا تھا۔③

یہ اضافہ کعبہ کے شمالی طرف کیا گیا تھا اور ابوقبیس و قعیقعان پر نصب مجانیق سے تاک کر نشانہ لگایا جاتا تو کعبہ کی عمارت کو پتھراؤ سے محفوظ رکھنا مشکل نہیں تھا۔تاہم،ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرنا چاہتے کہ منجنیق کا نشانہ ایسا تیر بہدف تھا جو حرم کعبہ کے ایک مخصوص حصے پر پتھراؤ کر کے دوسرے حصوں کو اس

①مروج الذھب،۲/۸۹.
②العقد الفرید: ۲/۲۳۵،واخبار الدوَل للقرمانی:ص ۱۴۳.
③معجم البلدان: ۷/۲۶۰،ومرآۃ الجنان: ۱/۱۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اثرات سے محفوظ رکھتا۔

جن مؤرخین نے یہ بات کہی ہے کہ حجاج نے کعبہ کے بجائے حطیم کی جگہ تعمیر کردہ حصے کو نشانہ بنایا تھا، وہ حجاج کو اس فعل سے بری قرار دینا چاہتے ہیں جو ان کے خیال میں گناہ تھا۔ وہ فعل تھا منجنیق سے کعبہ پر سنگباری۔

منجنیق کا ہدف حطیم پر تعمیر کردہ حصہ تھا یا خود کعبہ کی عمارت۔ دونوں صورتوں میں حجاج اس اقدام پر مجبور ہوا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے کچھ ساتھی کعبہ کی چھت پر چڑھ کر حجاج کی فوج پر پتھراؤ کرنے لگے تھے۔ یوں حجاج کو بھی ان پر مجبوراً پتھراؤ کرنا پڑا تھا۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عمائدین مکہ جب یہ مطالبہ لے کر حجاج کے پاس گئے کہ وہ منجنیق کا استعمال بند کردے تو حجاج نے جواب دیا:

''واللہ! یہ صورت حال مجھے بھی پسند نہیں ہے لیکن میں کیا کروں جبکہ اس (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہے۔''

حاجیوں کے گروہ ملک کے مختلف علاقوں سے مکہ پہنچ گئے تھے۔ منجنیق کے پتھراؤ کے باعث وہ طواف کرنے سے قاصر تھے۔ حج کا ایک رکن چونکہ معطل ہو رہا تھا، اس لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس معاملے میں مداخلت کی اور حجاج کو لکھا:

''اللہ سے ڈرو۔ تم حرمت والے مہینے اور حرمت والے شہر میں ہو۔ الٰہی وفود ملک کے مختلف علاقوں سے فریضہ الٰہی کی ادائیگی اور اعمالِ خیر میں اضافے کے لیے آئے ہیں۔''①

کچھ مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ تمام مسلمان موسم حج میں منجنیق کے استعمال سے نفور تھے اور نہ صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلکہ کبار صحابہ کی ایک جماعت حجاج کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ وہ منجنیق کا پتھراؤ بند کردے جو حاجیوں کو طواف سے مانع ہو رہا ہے۔ چنانچہ حجاج نے طارق بن عمرو کو پیغام بھیجا کہ وہ منجنیق کو روک دے تاکہ لوگ مناسک حج کی تکمیل کر لیں۔ حجاج نے کبار صحابہ سے عرض کیا کہ بخدا، یہ صورت حال مجھے بھی پسند نہیں لیکن میں کیا کروں کہ ابن زبیر نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہے۔②

① الکامل لابن الأثیر: ۴/۲۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۸، وکنز الدرر: ۴/۱۲۴، وانساب الاشراف: ۵/۳۷۶.
② المنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر، حجاج نے منجنیق روک دی اور حاجیوں نے طواف مکمل کیا۔

جہاں تک دونوں متحارب گروہوں کا تعلق ہے تو ان میں سے ہر ایک فریضہ حج ادا کرنا چاہتا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ مقامات حج دونوں گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔حرم اور مقامِ سعی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے جبکہ منیٰ، عرفات اور جمرات پر حجاج کی عملداری تھی۔یہی وجہ ہے کہ ہر دو فریق نے نامکمل حج کیا۔ابن زبیر اور ان کے اصحاب نے طواف وسعی تو کیا لیکن وہ وقوفِ عرفات نہ کر سکے جبکہ حجاج اور اس کے ساتھیوں نے وقوف عرفات کیا لیکن وہ طواف اور سعی نہ کر سکے۔①

موسم حج اختتام کو پہنچا۔حجاج نے منادی کرا دی کہ حج کے لیے آنے والے لوگ اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ جائیں۔ابن زبیر کے خلاف لڑائی ازسرنو شروع ہوگی۔②

ایک روز منجنیق سے سنگباری جاری تھی کہ بادلوں میں گرج چمک ہونے لگی۔شامیوں نے اسے خدا کا غیظ وغضب سمجھ کر سنگباری روک دی۔حجاج نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنے ہاتھوں سے ایک پتھر اٹھایا، منجنیق میں رکھا اور پتھر برسا دیا۔یہ دیکھ کر شامیوں نے سنگباری دوبارہ شروع کر دی۔اگلے روز پھر سے گرج چمک ہوئی جو پہلی کے مقابلے میں شدید تھی۔اس مرتبہ آسمانی بجلی گری اور متعدد شامی مارے گئے۔ایک روایت یہ ہے کہ آسمانی بجلی منجنیق پر بھی گری اور اسے خاکستر کر ڈالا۔شامیوں کے حوصلے بری طرح پست ہو گئے۔انھوں نے یہ یقین کر کے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل سے راضی نہیں، سنگباری کا سلسلہ موقوف کر دیا۔لیکن حجاج نے ان سے کہا: تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔میں تہامہ کا باشندہ ہوں اور یہ تہامہ کی بجلیاں ہیں۔③ دیکھو یہ فتح سامنے ہے، اس لیے خوش ہو جاؤ۔④ آج تم پر جو بجلیاں گری ہیں، دیکھنا، یہ کل ان پر بھی گریں گی۔

اگلے روز واقعی یہی ہوا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں پر بجلی گری اور ان میں سے بھی کئی ایک مارے گئے۔تب حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا میں نہ کہتا تھا، بجلی ان پر بھی گرے گی۔یاد رکھو، تم امیر

---

① تاریخ الطبری : ۵/۲۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۳، وتاریخ ابن خلدون : ۳/ ۳۸، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۲۷۶، والمنتقی من اخبار ام القری: ص ۲۵.
② انساب الاشراف: ۵/۳۷۶، والکامل الابن الأثیر: ۴/۲۳.
③ تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/۳۰، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۱۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۳.
④ الکامل لابن الأثیر: ۴/۲۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المومنین کی اطاعت پر مبنی نیک کام کر رہے ہو جبکہ وہ ایسا نہیں کر رہے۔ ①

یہاں کچھ دیر ٹھہر کر ان واقعات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا بجلی گرنا واقعی معمول کا واقعہ تھا اور کیا حجاج نے اپنی فوج سے جو کچھ کہا تھا، وہ سچ تھا۔

بجلی گرنے کے یہ واقعات ذی الحج ۷۲ھ کے وسط میں پیش آئے تھے۔ یہ مئی ۶۹۲ء کے ابتدائی ایام تھے اور موسم گرما کا آغاز تھا۔ اندرونِ عرب کی آب و ہوا چونکہ عام طور پر خشک ہوتی ہے، اس لیے بارشیں وہاں گرمیوں میں ہوتی ہیں۔ بلاذری کے بقول یہ ایام بھی بارانی تھے اور مکہ و طائف میں ان دنوں بارشیں برس رہی تھیں۔ ② ایسی بارشوں میں عموماً آسمانی بجلی گرتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کی بات کسی حد تک درست تھی۔

جہاں تک اس کا یہ کہنا تھا کہ آج تم پر جو بجلیاں گری ہیں، دیکھنا، یہ کل ان پر بھی گریں گی، ہمارا اندازہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ حجاج نے یہ بات صرف اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے کہی تھی ورنہ وہ اتنا تو جانتا تھا کہ بجلی اگر ایک بار گری ہے تو اس کا دوبارہ گرنا ایک احتمال سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ البتہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اگلے روز بجلی اس کے بجائے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے کیمپ میں گری۔ یوں حجاج کی بات اتفاقاً سچ ثابت ہوگئی۔ ہر چند اس میں کوئی مانع نہیں تھا کہ یہ حادثہ دوبارہ حجاج کے کیمپ میں رونما ہو جاتا۔

خیر، ابن زبیر اور ان کے اصحاب کا محاصرہ جاری تھا۔ فریقین کے درمیان چاند ماری بھی برابر جاری تھی۔ یہ محاصرہ رفتہ رفتہ اہل مکہ پر بہت شاق ہو رہا تھا جس کے نتیجے میں شدید قحط کی صورت حال پیدا ہوگئی تھی۔ مکہ میں اشیائے خورونوش کی اتنی قلت ہوگئی تھی کہ ایک مد (تقریباً پانچ سو گرام) مکئی بیس درہم میں فروخت ہو رہی تھی۔ حجاج نے خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے فرمان کی تعمیل میں اہل مکہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کو امان دے دی تھی۔ یوں اہل مکہ کی ایک بڑی تعداد حجاج کے پاس چلی آئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق دس ہزار اہل مکہ جن میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے حمزہ اور خبیب بھی شامل تھے، حجاج کے پاس چلے آئے تھے۔

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۳، وانساب الاشراف للبلاذری: ۵/ ۳۶۸، ایک روایت کے مطابق حجاج نے اپنے سپاہیوں کو یہ کہہ کر تسلی دی تھی کہ دیکھو، ہم سے پہلے جو قومیں ہو گزری ہیں، ان پر آگ اترتی تھی جو قبولیت کا شرف پانے والی قربانیوں کو کھا جاتی تھی۔ (تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۰، والبدایۃ والنہایۃ: ۸/ ۳۲۹، وکنز الدرر: ۴/ ۱۲۵)

② انساب الاشراف: ۵/ ۳۶۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں قحط کے مارے اہل مکہ بھوکوں مر رہے تھے وہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نعمت خانے اشیائے خورونوش اور مال ومتاع سے بھرے پڑے تھے لیکن وہ ان میں سے اتنی ہی خوراک نکال رہے تھے جو زندہ رہنے کے لیے ضروری تھی۔ وہ کہتے تھے کہ جب تک یہ اشیاء ختم نہیں ہوتیں، میرے ساتھیوں کے دل مضبوط رہیں گے۔①

ابن زبیر رضی اللہ عنہما چاہتے تھے کہ اہل مکہ انتہائی ضروری خوراک پر قانع رہیں یہاں تک کہ حصار کے بادل چھٹ جائیں اور وہ اس جنگ سے سرخرو ہو کر نکلیں۔ انھیں یہ بھی ڈر تھا کہ اگر اشیائے خورونوش ختم ہو گئیں تو ان کے آدمی حجاج کے کیمپ میں چلے جائیں گے۔ انھیں جس بات کا ڈر تھا وہ ہو کر رہی۔ ان کے بیشتر افراد حجاج کے پاس چلے گئے جہاں کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں میسر تھیں اور حجاج شام وعراق سے آنے والا مال ومتاع کھلے دل سے لوگوں پر نچھاور کر رہا تھا۔ خوراک کی اس قدر فراوانی تھی کہ لوگ زائد از ضرورت اشیاء فروخت کر رہے تھے۔ محمد بن عمر نے سعید بن مسلم بن بانک سے اور سعید نے اپنے والد مسلم بن بانک سے روایت کیا کہ وہ تین افراد تھے۔ انھوں نے حجاج کے ایک سپاہی سے صرف ایک درہم میں اتنا کیک خریدا جو ان تینوں کے لیے جحفہ تک کافی ہو گیا۔② مکہ اور جحفہ کا درمیانی فاصلہ دو سو ستر کلو میٹر کے قریب ہے جسے اس دور کا شتر سوار کم وبیش پانچ دن میں طے کرتا تھا۔ وہ تین افراد تھے۔ وہ ایک درہم کا کیک انھوں نے کم از کم دس مرتبہ تو کھایا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کے ہاں خوراک کی اس قدر فراوانی تھی کہ یقین کرنا مشکل ہے۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس واقعے کی روایت میں مبالغے کا امکان ہوگا، بہر کیف یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ حجاج کے کیمپ میں آسودہ حالی کا دور دورہ تھا۔ اس کی اہمیت اس وقت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے جب ہم اس آسودہ حالی اور اہل مکہ کی بدحالی وتنگدستی کا موازنہ کرتے ہیں۔ تب یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہزاروں اہل مکہ حجاج کے کیمپ میں کیوں چلے گئے تھے۔

ہزاروں اہل مکہ جب حجاج کے کیمپ میں چلے گئے تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس لوگوں کی ایک قلیل تعداد باقی رہ گئی۔ ان میں سے کچھ تو ان کے لیے پرجوش تھے اور کچھ پھندے میں آئے ہوئے

① انساب الاشراف: ۵/ ۳۶۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۸.
② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱، والمنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جس سے نکلنا ان کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ صورت حال دیکھی تو لوگوں کو سوچ بچار کے لیے جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمھاری رائے کیا ہے۔ بنومخزوم کے ایک صاحب نے کہا: بخدا، ہم آپ کے ساتھ مل کر قتال کرتے رہے اور اب تو حالت یہ ہے کہ دوپہر میں بھی دو گھڑی سونے کا موقع نہیں ملتا۔ اب اگر ہم آپ کے ساتھ رہے تو یہی ہوگا کہ ہم مارے جائیں گے، اس لیے اب دو ہی راستے ہیں: یا تو آپ ہمیں اذن دیں اور ہم اپنے لیے امان حاصل کر لیں یا آپ ہمیں یہاں سے نکلنے کی اجازت دے دیں۔①

اس مکالمے سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے اصحاب کے درمیان پھیلنے والی گہری مایوسی کا اندازہ ہوتا ہے۔ انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خبردار کر دیا تھا کہ وہ ان سے اب مزید لڑائی کی امید نہ رکھیں۔

ایک اور صاحب نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو خط لکھیے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کیا لکھوں؟ آیا یہ لکھوں، امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے عبدالملک بن مروان کے نام؟ واللہ! یہ اس کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہوگا۔ یا یہ لکھوں، امیر المومنین عبدالملک بن مروان کے لیے عبداللہ بن زبیر کی جانب سے؟ واللہ! دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے، یہ بات مجھے منظور نہیں۔②

اس مکالمے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابن زبیر کسی صورت ہار ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ایک اور صاحب نے ان سے کہا کہ ہم صلح کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ابن زبیر نے کہا کیا یہ وقت ہے صلح کا؟ واللہ! تم اگر انھیں کعبہ کے اندر بھی ملے تو وہ تمھیں جان سے مار کر دم لیں گے۔③

تمام تاریخی مآخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان دنوں شدید اعصابی کیفیت کا شکار تھے اور بڑے مشتعل مزاج ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان کے بھائی عروہ نے جب یہ کہہ کر انھیں عبدالملک رحمہ اللہ سے خط کتابت کے لیے آمادہ کرنا چاہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حسن بن علی کے اس طرز عمل کو نمونہ بنایا ہے جس میں انھوں نے خلافت سے دستبردار ہو کر معاویہ کی بیعت کر لی تھی، عروہ نے جب یہ بات کہی تو وہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے۔ ابن زبیر نے یہ سنتے ہی عروہ

① العقد الفرید: ۲/ ۲۳۵، والامامة والسیاسة: ۲/ ۲۴.
② حوالہ مذکورہ.
③ فوات الوفیات: ص ۲۱۱، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۳/ ۴۴۵، والمنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اس زور سے لات رسید کی کہ وہ تخت سے نیچے جا رہے۔①

یوں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے صورت حال بڑی سنگین تھی۔ایک طرف تو وہ بہادری کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف ان کے اکثر اعوان وانصار ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ابن زبیر حیران تھے کہ اب وہ کریں تو کیا کریں۔ایسے میں وہ اپنی والدہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدہ کی عمر ان دنوں سو برس ہو چکی تھی۔عبداللہ نے ان سے عرض کیا: اماں! لوگوں نے اور یہاں تک کہ میرے گھر والوں اور میرے بچوں نے بھی مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے۔لوگوں کی ایک قلیل تعداد میرے ساتھ رہ گئی ہے اور یہ بھی گھڑی دو گھڑی میرے ساتھ ہیں۔دوسری طرف وہ لوگ مجھے منہ مانگا مال ومنال دینے کے لیے تیار ہیں۔اب آپ کی کیا رائے ہے؟ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: میرے فرزند! تم اپنے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو۔اگر تم سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور تمھاری دعوت حق کی دعوت ہے تو تم اسی راہ پر چلتے چلو۔تمھارے ساتھی بھی تو اسی راہ پر کٹ مرے ہیں۔تم اپنی گردن بنوامیہ کے لڑکوں کے قابو میں نہ دو کہ وہ اس سے کھیلتے پھریں۔اگر تم صرف دنیا کا مال ومتاع چاہتے تھے تو پھر تم بہت برے آدمی ہو۔تم نے محض دنیا کی خاطر خود کو اور اپنے کٹ مرنے والے ساتھیوں کو ہلاکت کے حوالے کیا۔اگر تم یہ کہو کہ میں حق پر تو ہوں لیکن جب میرے اصحاب کمزور پڑ گئے تو میں بھی کمزور پڑ گیا ہوں تو یہ بھی مردانِ حر اور اہل دین کا شیوہ نہیں۔دنیا میں کتنا عرصہ مزید رہ لوگے؟ قتل ہو جانا ہی اچھا ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اماں! مجھے ڈر ہے، میرے قتل کے بعد اہل شام میرا مثلہ کریں گے اور مجھے سولی پر لٹکا دیں گے۔سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹا! بکری کو ذبح ہونے کے بعد کھال کھینچنے کی تکلیف نہیں ہوتی۔تم اپنی بصیرت کے موافق عمل کرو اور اللہ سے مدد مانگو۔

اس قدرے طویل گفت وشنید کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور ان پر بوسہ دیا۔اسماء نے کہا یہ الوداعی ملاقات ہے، اس لیے میرے قریب آؤ۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما قریب آئے تو والدہ نے انھیں گلے لگا کر بوسہ دیا۔وہ نابینا تھیں۔ان کا ہاتھ ابن زبیر کی زرہ پر پڑا۔ کہنے لگیں: جو کچھ تم چاہتے ہو، ایسے شخص کا طرز عمل یہ نہیں ہوتا۔ابن زبیر نے کہا: یہ زرہ تو میں نے اس لیے پہنی ہے کہ آپ کی کمر مضبوط رہے۔وہ بولیں: اس طرح میری کمر مضبوط نہیں ہوتی۔اسے اتار دو

① العقد الفرید: ۲/۲۳۵، والبدء والتاریخ: ٦/۲٦، والامامة والسیاسة: ۲/۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سادہ کپڑوں میں باہر نکلو۔ ①

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے زرہ اتار دی اور ماں کو الوداع کہہ کر اپنے اصحاب کے پاس آ گئے۔ دوسری طرف حجاج اپنے لوگوں سے مخاطب تھا۔ وہ انھیں ابن زبیر اور ان کے اصحاب کی کسمپرسی سے آگاہ کر رہا تھا۔ حجاج کے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھا اور وہ آگے بڑھ کر حجون سے ابوا تک پھیل گئے۔ ②

حجاج نے اپنا لشکر ترتیب دیا اور حرم کے ہر دروازے پر ایک دستہ متعین کر دیا۔ اس کے حسن انتظام کا ایک پہلو یہ تھا کہ اس نے ایک علاقے سے تعلق رکھنے والے شامیوں کو ایک دروازے پر اور دوسرے علاقے سے تعلق رکھنے والے شامیوں کو دوسرے دروازے پر مقرر کیا تھا تا کہ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو اور ذمے داریوں کا تعین ہو جائے۔ یوں اس نے بابِ صفا پر اہل اردن کو، باب بنی جمح پر اہل فلسطین کو اور بابِ بنی سہم پر اہل قنسرین کو مقرر کیا۔ خود حجاج اور طارق اپنے اپنے فوجی دستوں کے ساتھ ابطح سے مروہ تک برسرپیکار تھے۔ ③

حرم کے دروازوں کے باہر لشکر ترتیب دیے جا رہے تھے اور حرم کے اندر ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے اصحاب کی صفیں ترتیب دے کر انھیں سمجھا رہے تھے کہ تلوار کا وار پڑے تو گھبرانا نہیں کیونکہ زخم پر دوا لگنے کی تکلیف زخم آنے سے زیادہ ہوتی ہے۔ تلواروں کو بھی اسی طرح بچانا جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو۔ تلوار کی چمک آنکھوں میں پڑے تو نگاہیں جھکا لینا۔ ہر شخص اپنے مدمقابل کو مصروف رکھے اور اپنا ہتھیار اس کے قابو میں نہ دے۔ جس نے اپنا ہتھیار دوسرے کے سپرد کر دیا وہ عورت کی طرح نہتا رہ جائے گا۔ میرے بارے میں مت پوچھتے پھرنا، میں صف اول میں ہوں گا۔ ④

اتنے میں محاصرین نے حرم کے دروازوں سے ابن زبیر اور ان کے سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ ابن زبیر شیر کی طرح کبھی ایک طرف جھپٹتے اور کبھی دوسری طرف دھاوا کرتے۔ وہ حجاج کے سپاہیوں کو دور تک دھکیل آتے۔ حجاج نے جب دیکھا کہ اس کے سپاہی سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر حملہ نہیں کرتے تو وہ

---

① تاریخ الیعقوبی: ۳/ ۱۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۴، وتاریخ الامم والملوک: ۵/ ۳۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۸، وکنز الدرر: ۴/ ۲/ ۱۲۵، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۱۸، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۸۱.

② انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۸.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۳۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۴، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۲۸۳

④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۳، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۲۵، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۲/ ۷۴۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۹، والاخبار الطوال: ص ۳۰۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے سے اتر آیا اور انھیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ہانکنے لگا تاکہ وہ الٹے پاؤں پیچھے نہ ہٹیں۔

ایک حملے میں باب بنی شیبہ پر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا علمبردار مارا گیا اور ان کا جھنڈا حجاج کے سپاہیوں کے ہاتھ آ گیا۔ ابن زبیر سخت غصے میں آ کر حجاج کے ان سپاہیوں پر حملہ آور ہوئے اور انھیں دھکیلتے ہوئے حجون تک جا پہنچے۔ وہاں ایک آدمی نے ان کے اینٹ ماری جوان کے چہرے پر آ لگی۔ ①

ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا اور وہ کپکپانے لگے۔ اتنے میں حجاج کے سپاہیوں نے ان پر یکے بعد دیگرے تلواروں کے وار کیے اور انھیں قتل کر کے سر تن سے جدا کر دیا۔ ② یہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ منگل کا دن تھا۔ ③

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل پر شامیوں نے خوش ہو کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ حجاج نے ابن زبیر، عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کے سر مدینہ بھیج دیے جہاں وہ نیزوں پر نصب کیے گئے۔ بعد ازاں ان کو عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ ④

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا جثہ حجون کی داہنی گھاٹی میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ⑤

سر کاٹ کر بھیجنا اس دور کا جانا پہچانا دستور تھا۔ اس کا آغاز حجاج نے نہیں کیا تھا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج کو پیغام بھیج کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تکفین و تدفین کی اجازت چاہی۔ حجاج نے انکار کر دیا اور جس لکڑی پر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو سولی دی گئی تھی،

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۳۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۴، ۲۵، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۲۱، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۸۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۹، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، ایک روایت یہ ہے کہ مسجد الحرام کا ایک کنگرہ ان پر گر پڑا تھا۔ دول الاسلام للذہبی: ۱/ ۳۴، ومختصر التواریخ للسلامی: ص ۲۰.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۳۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۵، والطبقات لابن سعد: ۵/ ۱۶۹، والخمیس فی احوال انفس نفیس للدیار بکری: ۲/ ۳۰۵، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۸۳، ودول الاسلام للذہبی: ۱۱/ ۲۹۴، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، والامامة والسیاسة: ۲/ ۲۵، ابن عبدربہ (۲/ ۲۳۷) کی روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر خود حجاج نے کاٹا تھا۔

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۳۳، والطبقات لابن سعد: ۵/ ۱۶۹، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۷۶، والامامة والسیاسة: ۲/ ۲۵، ابن اثیر (۴/ ۲۵) اور ابن خلدون کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ۷۳ھ کے جمادی الآخرہ میں پیش آیا تھا۔

④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۳، ۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۵، ۲۶، والعقد الفرید: ۲/ ۲۳۶، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۸۳، والطبقات لابن سعد: ۵/ ۱۶۹، دیار بکری نے لکھا کہ یہ سر مدینہ سے خراسان بھیج دیے گئے تھے۔

⑤ انساب الاشراف: ۵/ ۳۶۸، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۳۲، وعقد الجمان والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر پہریدار مقرر کر دیے۔ اس نے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کو خط لکھ کر ابن زبیر کی سولی ① اور اسماء کی اجازت کا ذکر کیا تو عبدالملک رحمہ اللہ نے جواباً اسے سرزنش کی اور کہا کہ تم اس کے اور اس کی ماں کے درمیان سے ہٹ کیوں نہ گئے؟ ② اس پر حجاج نے سیدہ اسماء کو اجازت دے دی۔ چنانچہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو کفن دیا، عروہ بن زبیر یا کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی اور ابن زبیر کے جسد خاکی کو حجون میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ③

اس طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بارہ سالہ تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔ ان بارہ برسوں کے دوران میں ان کے اور بنوامیہ کے درمیان خلافت کی کشمکش جاری رہی تھی۔ بنوامیہ کو سیدنا مروان بن حکم اور جناب عبدالملک بن مروان جیسے پختہ کار اور بلند حوصلہ اشخاص کی سربراہی حاصل نہ ہوتی تو شاید ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں ان کی سلطنت کا یہیں خاتمہ ہو جاتا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان دونوں کو حجاج جیسے مضبوط سورما کی مدد بھی حاصل تھی۔

ابن زبیر کی اس تحریک کے خاتمے کے ساتھ ہی حجاز کی امویوں کے ہاتھوں سے اپنا کھویا ہوا مقام واپس لینے کی آخری کوشش بھی انجام کو پہنچی۔ حجاز کے لوگ اس کے بعد مسلح جدو جہد ترک کر کے علوم کتاب وسنت کی درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ ④

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۶۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶، دیار بکری (۲/ ۳۰۸) کی روایت ہے کہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ ہی نے ابن زبیر کی سولی کا حکم دیا تھا۔

② الکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶، وکنز الدرر: ۴/۲/۱۲۷، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۳۱، وانساب الاشراف: ۵/ ۲۶۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۹.

③ الکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۹، وانساب الاشراف: ۵/ ۳۶۸، چند تاریخی کتابوں کی روایت ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں سپرد خاک کیا تھا، فوات الوفیات لابن شاکر: ۱/۲۱۱، تیسرے فریق کی روایت یہ ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے جسد خاکی کو یہود کے قبرستان میں پھینک دیا گیا تھا۔

④ سنوک ھاگرنی، اخبار مکہ: ۱/ ۳۰، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۲۹۳، وشرح مسلم للنووی: ۱۶/۹۸، والبدایة والنهایة: ۸/ ۳۴۱، وکنز الدرر: ۴/۲/۱۲۵، والخمیس في احوال انفس نفیس للدیار بکری: ۲/ ۳۰۸، اس موضوع کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے حوالے سے بہت سی کہانیاں گھڑی گئی ہیں۔ کوئی کہتا ہے، ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد ان کی کھال کھینچ کر اس میں بھوسا بھر دیا گیا تھا، البدء والتاریخ: ۶/ ۲۹، کوئی کہتا ہے کہ ان کا جسد خاکی سال بھر سولی پر لٹکا رہا اور اس میں کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیے تھے۔ ان کی والدہ نے جب انھیں غسل دیا تو ان کا جسد خاکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، پھر جڑ گیا۔ والدہ کو حیض آ گیا اور ان کے پستانوں ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف فتح کیوں پائی؟

ہم اس موقع پر کچھ دیر ٹھہر کر حجاج اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا موازنہ کرتے ہیں تا کہ ہم یہ جان سکیں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجاج سے شکست کیوں کھائی تھی حالانکہ وہ اپنے صدر مقام میں ان لوگوں کی اکثریت کے ہمراہ تھے جو امویوں سے نفرت کرتے تھے، ان سے بدلہ لینا چاہتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ حجاز اسلامی خلافت کا مرکز رہے۔

ذیل میں ہم اختصار سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شکست کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔حجاج کے ہاں اشیائے ضرورت، مال و متاع اور افرادی قوت کی فراوانی جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاں ان چیزوں کی قلت

جب سے عراق عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے زیر نگیں آیا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں محصور ہوئے تھے تب سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عراق سے اموال اور افرادی قوت کی فراہمی بند ہو گئی تھی۔ نتیجتاً مکہ اور گردونواح میں اشیائے ضرورت بہت مہنگی ہو گئی تھیں۔ مکئی کا ایک مد (تقریباً پانچ سو گرام) بیس درہم میں ملتا تھا۔ اس کے برعکس حجاج کے کیمپ میں آسودہ حالی کا دور دورہ تھا۔ دمشق سے کیک، ستو اور آٹا اس کے ہاں وافر مقدار میں پہنچ رہا تھا۔①

۲۔حجاج کی دریا دلی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بخیلی

حجاج نے روپے پیسے اور مال و متاع سے لوگوں کے دامن بھر دیے تھے۔ وہ روپیہ خرچ کر کے لوگوں کو قتال پر آمادہ کرتا تھا۔ وہ ان سے کہتا تھا: امیر المومنین کے عطیات لو اور لڑائی کرو۔②

اس کے برعکس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مزاج میں شدید بخل کا شائبہ تھا۔ عبدالملک رحمہ اللہ ان کی

==> میں دودھ اتر آیا۔ وہ کہنے لگیں: جن جگہوں پر اس کے ہونٹ لگتے تھے، وہ جگہیں اس کی مشتاق ہو رہی ہیں۔ وہ اس پر دودھ نچھاور کرنے کے لیے بے تاب ہیں، اخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۱/ ۲۱۲، والخمیس فی احوال انفس نفیس للدیار بکری: ۲/ ۳۰۴، اور دیکھیے العقد الفرید لابن عبدربہ: ۲/ ۲۳۸۔ ایک تاریخی ماخذ کی روایت یہ بھی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے جسد خاکی کے ساتھ ایک مردار کتا یا بلا بھی سولی پر لٹکایا گیا تھا تا کہ ان سے پھوٹتی مشک بو کسی کو محسوس نہ ہو، الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۶۔

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۳، وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۱، والمنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۸۔

② العقد الفرید: ۲/ ۲۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کمزوری سے واقف تھے۔انھوں نے ایک مرتبہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہا تھا:

''اس میں تین خصلتیں ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے وہ کبھی سیادت حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس میں خود پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔وہ اپنی رائے پر اکتفا کرتا ہے۔اور بخل اس کے مزاج کا لازمہ ہے۔ان خصلتوں کے ساتھ وہ کبھی حکمرانی نہیں کر سکے گا۔①

عبدالملک رحمہ اللہ نے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد کہا تھا:

''مصعب کیا خوب آدمی تھا۔اگر اس کے بھائی (عبداللہ بن زبیر) کے پاس اس کی سخاوت اور اس کے پاس اس کے بھائی کی شجاعت ہوتی تو کوئی ان دونوں کے مقابلے میں آنے کے بارے میں نہ سوچتا۔''②

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا بخل مکہ کے ان خاص حالات کے سبب نہیں تھا جو محاصرے کے دوران میں پیدا ہو گئے تھے۔وہ بلکہ اپنے تمام دور حکومت میں بخل کا مظاہرہ کرتے رہے تھے۔چنانچہ بعض تاریخی ماخذ میں بتایا گیا ہے کہ مصعب نے جب مختار ثقفی کو قتل کیا تو وہ چند عراقی عمائدین کا وفد لے کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملنے آیا۔اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں عراق کے چند عمائدین آپ کے پاس لایا ہوں جن کی نظیر عراق بھر میں نہیں ملتی۔آپ انھیں اللہ کے مال میں سے کچھ عطا کیجیے۔سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: تم عراق کے غلاموں کو میرے پاس لائے ہوتا کہ میں انہیں اللہ کے مال میں سے کچھ دوں۔واللہ! میں ایسا نہیں کروں گا۔③

محاصرے کے دوران میں اہل مکہ پر کڑا وقت آیا تھا۔خوراک کا حصول ان کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایسے کڑے وقت میں بھی کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے رہے اور اپنے اصحاب کی ضروریات سے بے اعتنائی برتتے رہے۔④

---

① الامامة والسياسة: ۲/۲۲۔

② انساب الاشراف: ۵/۳۴۷۔

③ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ مکالمہ واضح کر دیتا ہے کہ مولف جس بات کو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بخل قرار دے رہے ہیں، وہ آپ کا تقویٰ اور اس کے ضمن میں کفایت شعاری کا چلن تھا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی رسول ﷺ کی جانب بخل کی تہمت مرتبہ صحابیت کے منافی اور شرف صحابیت کا پاس رکھنے سے متعلق احتیاط اختیار نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔(محمد فہد حارث)

④ تاریخ الیعقوبی: ۲/۱۷، والبدء والتاریخ: ۶/۱۹، وانساب الاشراف: ۵/۳۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ مکہ کے گلی کوچوں میں بھوکوں مر رہے تھے جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نعمت خانے گندم، جو، مکئی اور کھجور سے بھرے پڑے تھے۔ وہ ہر سپاہی کو روزانہ صرف آدھا صاع (تقریباً ایک کلو) کھجور دیتے تھے۔① وہ سمجھتے تھے کہ جب تک ان کے نعمت خانے اور خزانے بھرے ہیں، وہ اپنے اصحاب کے بارے میں اطمینان رکھ سکتے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ جب تک یہ مال ختم نہیں ہوتا، میرے ساتھیوں کے دل مضبوط ہیں۔ جب وہ دیکھتے کہ ان کے اصحاب ان کے احکامات کی تعمیل کے سلسلے میں سستی اور کوتاہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو وہ ان سے کہتے: میری کھجوریں کھاتے ہو اور میری نافرمانی کرتے ہو!②

۳۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا لازمی طور پر حرم کعبہ میں بیٹھ رہنا

عسکری نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ ضروری تھا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ سے باہر آ کر حجاج کی فوج پر حملہ اور ہوتے جو طویل سفر کے بعد تھکن سے چور تھی یا حجاج کے سپاہی جب مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو وہ آگے بڑھ کر ان کا راستہ روکتے لیکن وہ مکہ میں حرم کعبہ کے اندر رہے جس سے نکلنے کے لیے وہ تیار نہیں تھے۔ عسکری نقطۂ نظر سے یہ ایک ناکام پالیسی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان کے اس فیصلے کی وجہ سے حرم کعبہ میں خونریزی ہوئی اور انھوں نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو یقینی ہلاکت میں ڈالا۔

۴۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سیاسی غلطیاں

(الف) قتل حسین کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ کے لوگوں سے خطاب کیا جس میں انھوں نے بنو امیہ کے ظلم و جور کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ انھوں نے دختر رسول کے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ مسلمانوں نے اس شرط پر ان کی بیعت کر لی کہ فتح کے بعد حکمران کا انتخاب مسلمانوں کی باہمی مشاورت سے کیا جائے گا۔ لیکن جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی تو وہ خود حکمران بن بیٹھے اور بنو ہاشم کو نہ صرف نظرانداز کیا بلکہ ان پر ظلم و تشدد بھی کیا اور اس سلسلے میں وہ اس حد تک پہنچے کہ انھوں نے خطبے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ترک کر دیا۔ ان کا کہنا تھا: نبی کے رشتے دار بہت برے اور گھٹیا ہیں۔ جب نبی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ گردن اٹھا اٹھا کر دیکھتے

① تاریخ الیعقوبی: ۳/ ۱۳۔
② حوالہ مذکورہ: ۳/ ۱۲، والبدء والتاریخ: ۶/ ۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں①②۔

جب محمد بن حنفیہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر بنو ہاشم نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو صاحب فتنہ③ جان کر ان کی بیعت سے انکار کیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے انھیں محبوس کر دیا۔اس موقع پر مختار ثقفی بنو ہاشم کی مدد نہ کرتا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ارادہ تھا کہ وہ بیعت سے انکار کرنے والے بنو ہاشم کو زندہ جلا ڈالیں گے۔④

یہ عین ممکن ہے کہ حجاج نے بنو ہاشم کے بارے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے رویے کا فائدہ اٹھایا ہو، کیونکہ وہ ایک موقع شناس آدمی تھا۔کسی کے بارے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ تبصرہ ایک دفعہ حجاج کے کان میں پڑا کہ اس کی ماں کا ستیاناس، اگر اس کے ساتھ کچھ بڑے آدمی ہوتے تو وہ جیت جاتا۔حجاج نے اس پر کہا کہ تمھارے ساتھ بھی تو بڑے بڑے آدمی تھے لیکن تم نے انھیں ضائع کر دیا۔⑤

(ب) حجاج ایک موقع شناس آدمی تھا: حجاج کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جراح بن حصین بن حارث جعفی جو وادی القریٰ پر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا عامل تھا، اس کے عہد ولایت میں ایک دفعہ قحط پڑ گیا۔اس نے زکات کی کھجوریں لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا تو انھیں سخت غصہ آیا۔جراح جب ان سے ملنے آیا تو وہ یہ کہتے ہوئے اسے درے مارنے لگے کہ میری کھجوریں کھاتے ہو اور میری نافرمانی کرتے ہو۔

---

①تاریخ الیعقوبی: ۳/۸،والعقدالفرید: ۲/۲۳۴.

② صلوٰۃ میں نبی ﷺ پر درود وسلام ترک کر دینے والی روایتیں سخت محل نظر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی کے شرف ومنزلت سے بعید تر ہیں۔یہ مؤلف کا تسامح ہے کہ تاریخی رو میں وہ شرف صحابیت کا احترام نہ رکھ سکے اور ایسی کریہہ بات سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے منسوب کرنے کی جسارت کر بیٹھے۔یعقوبی وغیرہ جیسے اخباری مؤرخین کے نقل کرنے پر سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی کی جانب یہ بیان منسوب کرنا کہ نبی ﷺ کے رشتے دار بہت برے اور گھٹیا تھے، مولف کی نہایت فاش غلطی ہے۔سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما ایسی خلافِ واقعہ بات کہہ ہی کیسے سکتے تھے جبکہ وہ خود نبی ﷺ کے نہایت قریبی رشتے دار تھے۔آپ کے والد نبی ﷺ کے سگے پھوپھی زاد بھائی اور والدہ نبی ﷺ کی سالی تھیں جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رشتے سے بھی سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ سے رشتے داری بنتی تھی کیونکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دادا عوام بن خویلد آپس میں بہن بھائی تھے۔(محمد فہد حارث)

③المنتقی فی اخبار ام القری: ص ۳۱.

④تاریخ الیعقوبی: ۳/۸،والعقدالفرید: ۲/۲۳۴،والبدء والتاریخ: ۶/۱۹،ومروج الذهب: ۲/۷۲.

⑤العقدالفرید: ۲/۲۳۱،والامامة والسیاسة: ۲/۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے مکہ کے محاصرے کے دوران میں جراح کو بلایا اور مکہ کے عمائدین کو بھی آنے کی دعوت دی۔حجاج نے جراح سے کہا اپنا اور اس گمراہ کا واقعہ سناؤ۔جراح نے سب لوگوں کی موجودگی میں وہ واقعہ بیان کیا۔حجاج نے کہا:

''کیا ایسے شخص سے کسی خیر کی امید کی جاسکتی ہے؟''①

حرم کعبہ پر حملے اور کعبہ پر منجنیق سے پتھراؤ کی ذمہ داری

حجاج نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق جو موقف اور جو رویہ اختیار کیا تھا جس کے نتیجے میں اسے مجبوراً حرم کعبہ پر حملہ آور ہو کر کعبہ پر منجنیق سے پتھراؤ کرنا پڑا، اس موقف اور اس رویے کو ہمیشہ سخت تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔اگر غیر جانبدار ہو کر اس قضیے کا جائزہ لیا جائے تو حجاج اس تنقید اور اس لعنت ملامت کا مستحق دکھائی نہیں دیتا۔غالب گمان یہ ہے کہ حجاج کے ناقدین اس سلسلے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مذہبی مقام و مرتبہ سے متاثر ہیں۔ابن زبیر، ہجرت مدینہ کے بعد اسلام کے پہلے نومولود تھے۔وہ دختر صدیق کے بیٹے تھے۔ان کی عبادت گزاری کے قصے اس پر مستزاد ہیں۔

حجاج کے ناقدین ایک طرف تو اس چیز سے متاثر ہوئے، دوسری طرف انھوں نے صرف یہ دیکھا کہ پتھراؤ کعبہ پر کیا گیا تھا لیکن انھوں نے ان حالات و اسباب کو پیش نظر نہیں رکھا جن کے باعث کعبہ پر پتھراؤ کرنا پڑا۔مکہ میں جو واقعات پیش آئے، ان کے سلسلے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قصور وار ٹھہرانا انھیں ناگوار معلوم ہوا تو انھوں نے ان حوادث کی تمام تر ذمہ داری حجاج پر ڈال دی۔

حجاج کے ناقدین اگر ان باتوں سے متاثر ہوئے بغیر واقعات کو حالات کے تناظر میں دیکھتے تو ان پر یہ واضح ہو جاتا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما خلافت کے معارض تھے۔اہل شام یہی اعتقاد رکھتے تھے۔نتیجتاً وہ یہ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ جنگ جائز ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ دمشق میں جب اہل شام کو یہ معلوم ہوا، حجاج نے جبل ابوقبیس پر قبضہ کر لیا ہے تو انھوں نے خوشی کے مارے تکبیر کا نعرہ بلند کیا تھا۔②

محض اہل شام ہی یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے بلکہ حجاز کے وہ لوگ بھی یہ اعتقاد رکھتے تھے جنھیں یہ

---

①انساب الاشراف: ۵/ ۳۶۳.
②مروج الذھب :۲/ ۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث یاد تھی کہ قریش کا ایک مینڈھا مکہ کی حرمت پامال کرے گا۔① اور یہ حدیث کہ بیت اللہ آل زبیر کے ایک آدمی کے ہاتھوں جلایا جائے گا جس کا نام عبداللہ ہوگا۔②

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ میں حجاج کا سیاسی مفاد تو تھا ہی، وہ یہ بھی پختہ اعتقاد رکھتا تھا کہ ابن زبیر خلافت کے معارض ہیں۔ چنانچہ جب چند صحابہ نے اس سے بات کی کہ وہ منجنیق کا پتھراؤ روک دے تاکہ لوگ طواف کرسکیں تو اس نے صحابہ سے عرض کیا: بخدا، یہ صورت حال میرے لیے بھی ناگوار ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ابن زبیر نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہے اور بیت اللہ طاعت کا چولا اتار پھینکنے والے مجرم کا دفاع نہیں کرتا۔ اگر وہ اللہ کا تقویٰ کرے اور حرم کعبہ سے باہر آ کر ہمارا مقابلہ کرے، پھر وہ کامیاب ہوجائے یا ہم کامیاب ہو جائیں تو لوگوں کو اس محاصرے سے چھٹکارا مل جائے۔③

حجاج نے یہ طرز عمل غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے اخذ کیا تھا۔ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر کچھ افراد کا قتل جائز قرار دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کعبہ کسی مجرم کو پناہ نہیں دیتا، نہ وہ حد واجب کے نفاذ سے منع کرتا ہے۔④

اسے اس امر سے بھی تائید ملتی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد جب حجاج کی ملاقات ان کی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو حجاج نے ان سے کہا: آپ نے دیکھا، اللہ تعالیٰ نے کس طرح حق کو نصرت عطا فرمائی؟! آپ کے بیٹے نے حرم کعبہ میں حق سے بے اعتنائی برتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾⑤

ترجمہ: ''اور جو شخص اس میں از راہِ ظلم الحاد (حق سے روگردانی) کا ارادہ کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''⑥

---

① منتخب کنز العمال: ص ۲۲۷، وعقد الجمان: ۱۱/۲۹۱.
② اخبار مکة للازرقی: ۱/۱۲۹، ومجمع الزوائد: ۳/۲۸۴، ۲۸۵.
③ المنتقی فی اخبار ام القری: ص ۲۶.
④ السیرة الحلبیة: ۳/۱۰۵، اور دیکھیے تاریخ الامم والملوک للطبری: ۳/۱۱۹، والکامل لابن الأثیر: ۲/۱۲۰، والعقد الفرید: ۳/۲۶۴.
⑤ الحج ۲۲:۲۵.
⑥ انساب الاشراف: ۵/۳۷۱، اور دیکھیے الطبقات لابن سعد: ۸/۱۸۵، والعقد الفرید: ۲/۲۳۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ حجاج کا ذاتی اعتقاد بھی یہی تھا تاہم خلیفہ کا نائب اور اس کی فوج کا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اس پر لازم تھا کہ وہ خلیفہ کے حکم کا پاسدار رہے۔ وہ مکہ میں خلیفہ کی مشاورت اور اجازت سے داخل ہوا تھا۔خلیفہ کی اجازت ہی سے اس نے مکہ کا محاصرہ کیا تھا۔روایت بلکہ یہ ہے کہ خود خلیفہ نے اسے محاصرے کا حکم دیا تھا۔

مزید برآں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیث ① کے بموجب کعبہ کو منہدم کرنے کے بعد ابراہیمی بنیادوں پر اس کی تعمیر نو کی تو مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور وہ گھبرا گئے۔ کچھ تو اس قدر گھبرائے کہ وہ مکہ سے نکل کر منیٰ اور طائف میں جا بسے۔

جہاں تک منجنیق سے بیت اللہ پر پتھراؤ کا سوال تھا تو یہ کام حجاج نے قصداً نہیں کیا تھا نہ اس کا ارادہ بیت اللہ کی شان میں گستاخی کا تھا۔اس نے جو کچھ کیا وہ محض ایک عسکری ضرورت تھی کیونکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما بیت اللہ میں قلعہ بند ہو کر بیٹھے تھے اور حجاج انھیں ہرصورت وہاں سے نکالنا چاہتا تھا۔

حجاج کعبہ کی شان میں گستاخی نہیں کرنا چاہتا تھا۔اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے کعبہ کے اس حصے کو نشانہ بنایا تھا جس کا اضافہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی تعمیر نو میں کیا تھا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد اس نے کعبہ کو روڑوں، پتھروں اور خون کے اثرات سے پاک صاف کروادیا تھا۔②

---

① دیکھیے اخبار مکۃ للازرقی: ۱/ ۸، ودول الاسلام للذہبی: ۱/ ۱۳۴، ومرآۃ الجنان: ۱/ ۱۵۱، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۳.

② مؤلف کی تحقیق سے قطع نظر ہمارے نزدیک معرکۂ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی جو وجوہات تاریخ کے مطالعے سے مترشح ہوتی ہیں وہ یوں ہیں کہ امیر یزید رحمہ اللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد فتنہ پردازوں کی فساد انگیزیوں کی وجہ سے عالم اسلامی میں سخت خلفشار اور لامرکزیت کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تین ماہ تک عالم اسلام بغیر کسی امام اور خلیفہ کے رہا۔'' (البدایہ والنہایہ: ۸/ ۳۳۹)

اس لامرکزیت اور افراتفری کے عالم میں اہل حجاز نے سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کرلی اور شام کے لوگوں نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر کے انھیں خلیفہ منتخب کرلیا۔ بیعت دونوں میں سے کس سے پہلے کی گئی اور کس سے بعد میں؟ اس کا کوئی جواب نہیں مل سکا۔سبائیوں نے فساد پیدا کرنے کے لیے اسے اور مبہم بنا دیا۔

ان سبائی مفسدین کے دو گروہ ہوگئے اور آپس میں صلاح و مشورہ کر کے دونوں طرف پہنچ گئے۔ایک گروہ نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو باور کرا دیا کہ ان کی بیعت پہلے ہوئی ہے، اس لیے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور ان کے جانشین عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ باغی ہیں اور خلافت کے تحفظ کے لیے ان سے قتال واجب ہے۔ دوسری طرف دوسرے گروہ نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو اسی طرح اولیت کا یقین دلا کر بغاوت فرو کرنے اور اس کے لیے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔اس طرح یہ مفسد منافقین ان صالح مسلمانوں کے دو ایسے گروہوں کو میدان جنگ میں ایک دوسرے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> کے مقابل لے آئے جو اپنے مسلمان بھائیوں سے قطعاً جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ سوئے ظن کرنا سخت غلطی ہے کہ انھوں نے جاہ و اقتدار حاصل کرنے کے لیے جنگ کی تھی۔ آں محترم نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ وہ اس ورطہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر وقتی طور پر ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا بھی ہوتا تو اس کی بقا غیر ممکن تھی کیونکہ پوری جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک خاص وصف جمیل قرآن مجید میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ

وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

وہ اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے درآں حالیکہ وہ جانتے ہیں۔ (آل عمران ۳: ۱۳۵)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معصوم نہیں تھے۔ معصیت کا صدور ان سے بھی ممکن تھا مگر کسی معصیت کا عادی ہو جانا یا اسے بار بار دہرانا ان کے لیے غیر ممکن تھا۔ جنگ وجدل کا سلسلہ خاصی مدت تک جاری رہا۔ اگر اس کا محرک جذبۂ حب جاہ و اقتدار ہوتا تو اتنے دن اس کی بقا کا شمار اصرار علی المعصية میں ہوتا جس کا صدور ان سے از روئے قرآن کریم غیر ممکن اور محال تھا، اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ وہ مخلص تھے اور انھوں نے اپنے اجتہاد کے بموجب اتباع شریعت ہی کے لیے جنگ کی۔

ان کے مقابلے میں عبدالملک رحمہ اللہ تھے۔ وہ اگرچہ صحابی نہیں تھے مگر ان کی پوزیشن بھی از روئے شریعت اور دستور اسلامی مستحکم تھی۔ انھوں نے بھی اپنے اجتہاد کے بموجب خلوص کے ساتھ اتباع شریعت ہی کے لیے جنگ کی۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم انھیں حب جاہ و اقتدار کا مریض قرار دیں۔ وہ صحابی نہیں ہیں، اس لیے ان سے اس کی قطعی نفی کی تو کوئی دلیل شرعی ہمارے پاس نہیں، لیکن از روئے شریعت اسلامیہ و دستور اسلامی ان کا موقف بھی مستحکم تھا اور جس طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے حفاظت خلافت اور بغاوت ختم کرنے کے لیے قتال وجدال شرعاً جائز تھا، اسی طرح ان کے لیے بھی جائز تھا۔ دونوں کے اجتہادوں میں سے کس کا اجتہاد صحیح تھا؟ اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا اور اب اس کا فیصلہ کرنے کی کوشش بے سود ہے۔ جب تک کوئی دلیل نہ ہو اس وقت تک ان کی نیت پر بھی شبہ کرنا جائز نہیں۔ انھیں بھی مخلص ہی کہا جائے گا۔ اختلاف اجتہاد کی وجہ سے جدال وقتال کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔ یہ طاعت ہی تھی، معصیت نہیں تھی۔ اپنے اخلاص کی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ فریق مخالف کے مقابلے میں یہ حضرات (ابن زبیر رضی اللہ عنہما و عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ) دلیل شرعی کی بنا پر خود کو حق بجانب سمجھتے تھے اور فریق مقابل کو اسی دلیل کی بنا پر برسر باطل جانتے تھے۔ حقیقت واقعہ کے لحاظ سے ان کی رائے صحیح تھی یا غلط، اس سے بحث نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں معاملہ ان کی نیت کی بنا پر ہوگا۔ اپنی دانست میں انھوں نے حکم شرعی پر عمل کیا، اس لیے وہ گنہگار نہیں ہوئے بلکہ ماجور ہوئے۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

حجاج رحمہ اللہ والی کی حیثیت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ا | ولایت حجاز

حجاج مکہ میں داخل ہوا تو اہل مکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے زار زار رو رہے تھے۔ وہ ان کی سیاسی حیثیت کی وجہ سے نہیں روتے تھے۔ وہ ان کے زہد و تقویٰ اور ان کی عبادت گزاری کو یاد کر کے روتے تھے۔ اہل مکہ کے نزدیک یہ ایک اندوہناک حادثہ تھا۔ حجاج نے ان کا شہر بزور شمشیر فتح کیا تھا۔ وہ ان کی طرف سے شدید احتجاج اور بغاوت کا منتظر تھا۔ صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے اسے جس قدر اپنی جنگی سوجھ بوجھ پر اعتماد تھا، اتنا ہی اعتماد اسے اپنی خطیبانہ صلاحیتوں پر بھی تھا۔ چنانچہ اس نے اہل مکہ سے خطاب کیا جس میں اس نے کہا:

''اہل مکہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ابن زبیر کے قتل کو ایک سنگین اور گھناؤنا جرم قرار دے رہے ہو۔''① سنو، ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس امت کے بہترین انسانوں میں سے ایک تھے یہاں تک کہ وہ خلافت کی طرف راغب ہوئے اور اسے اہل خلافت سے چھیننے کی کوشش کرنے لگے۔ تب انھوں نے حرم کعبہ میں حق سے روگردانی کی اور اس کی حرمت کو پامال کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں دردناک عذاب کا مزہ چکھایا۔ سیدنا آدم علیہ السلام اللہ کے نزدیک ابن زبیر سے زیادہ قابل تکریم تھے۔ وہ جنت میں رہتے تھے جو مکہ سے زیادہ بلند پایہ مقام ہے۔ لیکن جب انھوں نے حکم خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درخت میں سے کھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت سے نکال دیا۔ اب تم لوگ نماز کے لیے اٹھو، اللہ تم پر رحم کرے۔''②

غالب گمان یہ ہے کہ حجاج نے یہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے موقف کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ وہ خلافت کے باغی تھے۔ حجاج نے اس سلسلے میں سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعے سے استدلال کیا ہے۔

① تاریخ ابن عساکر: ۴/۵۰، والبدایۃ والنهایۃ: ۹/۱۲۰۔
② حوالہ مذکورہ ۴/۵۰، حوالہ مذکورہ: ۸/۳۳۱، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اہل مکہ نے حجاج کے ہاتھ پر خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کر لی۔① حجاج نے بعدازاں مسجد الحرام کی صفائی کروادی۔②

مکہ میں جب یہ واقعات ہو رہے تھے، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ان دنوں شام کی طرف محو سفر تھے۔ ہوا یہ کہ جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا گیا تو عروہ رحمہ اللہ اونٹ پر سوار ہو کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ حجاج کے نمائندے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے پاس پہنچتے، عروہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے انھیں اپنے پاس تخت پر بٹھایا۔ وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تو عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ''وہ قصہ ماضی ہو گئے۔'' عبدالملک رحمہ اللہ نے پوچھا کہ انھیں کیا ہوا۔ عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ قتل کر دیے گئے۔ عبدالملک رحمہ اللہ یہ سن کر سجدے میں گر پڑے۔ عروہ نے عبدالملک رحمہ اللہ سے کہا کہ حجاج نے عبداللہ کے جسد خاکی کو سولی پر لٹکا دیا ہے۔ آپ اسے ان کی والدہ کے حوالے کر دیجیے۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا: ٹھیک ہے۔ انھوں نے حجاج کو خط لکھا جس میں اسے عبداللہ کے جسد خاکی کو سولی دینے پر سرزنش کی ③ اور کہا کہ تم عبداللہ کے جسد خاکی کو ان کی والدہ کے حوالے کر دو۔④

ادھر حجاج نے عروہ رحمہ اللہ کو تلاش کیا اور انھیں نہ پا کر یہ سمجھا کہ وہ بیت المال کا روپیہ لے کر بھاگ گئے ہیں۔ بیت المال میں حجاج کو دس ہزار درہم ہی ملے تھے۔⑤

حجاج کا خیال تھا کہ ابن زبیر نے لاکھوں روپیہ ذخیرہ کیا ہوگا۔ اس نے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کو لکھا کہ عروہ اپنے بھائی کے ساتھ تھا۔ جب اس کا بھائی قتل ہو گیا تو عروہ اللہ کا مال لے کر بھاگ گیا۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے جواباً لکھا:

''عروہ کہیں نہیں بھاگا۔ وہ میرے پاس آگیا ہے اور اس نے میری بیعت کر لی ہے۔ جو کچھ

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۳۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۹، ومختصر التواریخ: ص ۲۰.
② انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۳۹.
③ حوالہ مذکورہ ۵/ ۳۶۸، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۶، حوالہ مذکورہ: ۳/ ۳۹.
④ حوالہ مذکورہ ۵/ ۳۶۸، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۶، حوالہ مذکورہ: ۳/ ۳۹، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۳۱، وکنز الدرر: ۴/ ۱۲۷.
⑤ حوالہ مذکورہ ۱/ ۳۷۶، صاحب منتقی فی اخبار ام القری کی روایت ہے کہ عروہ نے بیت المال سے روپیہ اٹھا کر کچھ لوگوں کے ہاں رکھا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا، میں نے عروہ کو اس سے بری الذمہ کر دیا ہے۔ وہ تمھارے پاس آ رہا ہے۔ اسے کچھ مت کہنا۔''①

خیر، عروہ رحمہ اللہ نے کچھ عرصے تک شام ہی میں قیام کیا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے عروہ کے متعلق عبدالملک رحمہ اللہ سے دوبارہ بات کی۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے عروہ کو حجاج کے پاس بھیجنے کا ارادہ کر لیا تاکہ حجاج عروہ سے بیت المال سے غائب ہونے والے روپیہ کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔ عروہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے عبدالملک رحمہ اللہ سے کہا:

''ذلیل وہ نہیں جسے آپ لوگوں نے مار ڈالا۔ ذلیل تو وہ ہے جو آپ لوگوں کے قابو میں آ گیا۔ سرزنش کے قابل وہ نہیں جس نے صبر کیا اور جان سے ہاتھ دھوئے۔ سرزنش کے لائق تو وہ ہے جس نے موت کے ڈر سے راہِ فرار اختیار کی۔''

عبدالملک رحمہ اللہ نے ان کی یہ فریاد سن کر کہا: ''ابوعبداللہ! اطمینان رکھو۔ ہماری طرف سے تم ایسی بات کبھی نہیں سنو گے جو تمھیں پسند نہ ہو۔''②

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حجاج نے عبدالملک رحمہ اللہ سے عروہ رحمہ اللہ کے بارے میں دوبارہ بات نہیں کی تھی۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے بھی عروہ رحمہ اللہ کو حجاج کے حوالے کرنا نہیں چاہا تھا۔ عروہ رحمہ اللہ ایک صلح جو شخص تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی صلح کا مشورہ دیا تھا۔ انھیں سیاست کی طمع بھی نہیں تھی۔ یوں حکومت کو ان سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ زندگی میں ان کی آرزو یہی تھی کہ ان سے علم حاصل کیا جائے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، مصعب بن زبیر رحمہ اللہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ باتوں باتوں میں ان چاروں نے اپنی اپنی تمنا کا اظہار کیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خلافت کی تمنا کی۔ مصعب نے عراقین (کوفہ و بصرہ) کی امارت اور سکینہ بنت حسین و عائشہ بنت طلحہ دونوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی آرزو کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنت کی تمنا کی اور عروہ رحمہ اللہ نے یہ آرزو کی کہ ان سے علم حاصل کیا جائے۔③

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے پاس اپنا نمائندہ

① انساب الاشراف: ۵/۳۶۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۳۷۰، حوالہ مذکورہ: ۴/۲۶.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/۲۸۵، ووفیات الاعیان: ۱/۳۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک خط دے کر بھیجا جس میں ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے فتنہ ابن زبیر کے متعلق اپنا موقف بیان کیا، اپنی اور اپنے اصحاب کی بیعت انھیں پیش کی اور یہ درخواست کی کہ وہ آلِ ابی طالب کو امان دے دیں۔

ذیل میں ہم اس خط کا متن پیش کرتے ہیں تاکہ اموی خلافت کے متعلق ابن حنفیہ رحمہ اللہ کا موقف سامنے آسکے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے لکھا:

''امت کا جب اختلاف ہوا تو میں علیحدہ ہو کر اس حرمت والے شہر میں بیٹھ گیا جس میں داخل ہونے والا محفوظ و مامون ہوتا ہے، تاکہ میں اپنے دین کی حفاظت کروں اور اپنی جان بچاؤں۔ یوں میں نے لوگوں کو چھوڑ دیا۔

﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ، فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا﴾ ①

ترجمہ: ''کہہ دے، ہر شخص اپنے طریقے سے کام کرتا ہے، سو تمھارا رب ایسے شخص کو بہتر جانتا ہے جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔''

اب میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آپ پر اتفاق کر لیا ہے۔ ہم اسی امت کا ایک گروہ ہیں۔ جماعت (اجتماعیت) سے ہم علیحدہ نہیں رہتے۔ میں نے آپ کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا ہے تاکہ وہ آپ سے عہد لے جس کے ہم آپ سے زیادہ حق دار ہیں۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو اللہ کی زمین وسیع ہے اور اچھا انجام اہل تقویٰ کے واسطے ہے۔'' ②

خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ نے ابن حنفیہ کو حسب ذیل جوابی خط لکھا جس میں انھوں نے ابن حنفیہ کو امان دی اور کہا کہ وہ حجاج کے پاس جا کر بیعت کر لیں:

''مجھے آپ کا خط موصول ہوا ہے جس میں آپ نے اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے میثاق کا سوال کیا ہے۔ آپ کے لیے اللہ کا عہد اور میثاق ہے کہ آپ ہماری سلطنت میں کسی غائب و

---

① بنی اسرائیل ١٧: ٨٤.

② العقد الفرید: ٢/ ٢٢٨، مسعودی (٢/ ٩٠) کی روایت ہے کہ ابن حنفیہ نے خط میں لکھا تھا:

''حجاج ہمارے شہر آیا ہے۔ میں اس سے خائف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے ہاتھ اور زبان کا اختیار نہ دیں۔''

چنانچہ عبد الملک رحمہ اللہ نے حجاج کو لکھا:

''محمد نے مجھے لکھا ہے کہ وہ مجھ سے تمھاری سبکدوشی چاہتے ہیں۔ میں نے تمھیں ان سے دستبردار کر دیا ہے۔ میں تمھیں ان پر ہاتھ اور زبان کا اختیار نہیں دیتا، سو تم ان سے تعرض نہ کرنا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضر کو اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو اشتعال نہیں دلائیں گے۔آپ اور آپ کے اصحاب اگر اس بیعت کی پاسداری کرتے ہیں تو آپ حجاز میں رہنا چاہیں، حجاز میں رہیں۔ہم آپ کے رشتے کا پاس کریں گے اور آپ سے حسن سلوک ترک نہیں کریں گے۔اگر آپ ہمارے پاس قیام کرنا چاہیں تو تشریف لے آئیں، ہم آپ کی ڈھارس بندھاتے رہیں گے۔
میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم آپ کو خوفزدہ کر کے کہیں اور چلے جانے پر مجبور کریں گے تو ہم آپ پر ظلم کریں گے اور آپ سے رشتے داری توڑ دیں گے۔سو آپ حجاج کے پاس جا کر بیعت کر لیجیے۔بلاشبہ آپ ہمارے نزدیک دین اور رائے کے اعتبار سے قابل تعریف ہیں۔ آپ ہمارے نزدیک ابن زبیر سے بہتر، زیادہ پسندیدہ اور زیادہ تقویٰ شعار ہیں۔''①

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو لکھا:

''محمد (بن حنفیہ) اور ان کے اصحاب میں سے کسی کو کچھ نہ کہنا۔'' ان کے خط میں یہ بھی لکھا تھا: ''بنو عبدالمطلب کے قتل سے مجھے محفوظ رکھو۔جنگ کی پیاس ان کے لہو سے نہیں بجھنے والی۔میں نے بنو حرب کو دیکھا کہ انھوں نے حسین بن علی کو قتل کر کے بنو عبدالمطلب سے ان کی بادشاہت چھین لی تھی۔''

چنانچہ حجاج نے اپنے دورِ امارت میں آل ابی طالب سے تعرض نہ کیا۔②

حجاج جب اپنے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے روانہ ہوا تھا تو عبدالملک رحمہ اللہ نے اسے مکہ کی امارت بھی سونپ دی تھی۔ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک نے نہ صرف اس امارت کی تجدید کی بلکہ حجاج کی خدمات کے اعتراف میں یمن اور یمامہ کی امارت بھی اسے سونپ دی۔مدینہ کی ولایت البتہ طارق کے پاس ہی رہی۔اس سال (۷۳ھ) حجاج نے امیر حج کے فرائض بھی انجام دیے۔اس سے پہلے اہل اسلام مختلف جھنڈوں تلے حج کرتے تھے۔حجاج نے انھیں ایک پرچم تلے اکٹھا کیا۔③

---

① العقد الفرید: ۲/۲۲۸.
② حوالہ مذکورہ، ومروج الذھب: ۲/۱۱۴، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالملک رحمہ اللہ اور حجاج نے آل ابی طالب کے قتل سے اجتناب اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ زوالِ حکومت کے خوف سے کیا تھا۔جو نہایت محل نظر ورڈی بات ہے۔
③ تاریخ الیعقوبی: ۳/۱۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی تعمیر نو میں جو ترامیم کی تھیں، اموی ان کو بدعت سمجھتے تھے۔ عبدالملک رحمہ اللہ جو خود حدیث کے راوی تھے، ان کے نزدیک وہ حدیث صحیح نہیں تھی جسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وساطت سے روایت کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

''اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تمھاری قوم کے لوگ کفر یا جاہلیت سے نئے نئے آئے ہیں تو میں کعبہ کو گرا کر حطیم کو اس میں شامل کر دیتا اور اس کا ایک مشرقی اور ایک مغربی دروازہ بناتا۔ تمھاری قوم کے لوگوں کے پاس جب روپیہ کم پڑ گیا تھا تو انھوں نے حطیم کو کعبہ میں شامل نہ کیا اور ابراہیمی بنیادوں پر اس کی تکمیل نہ کی۔ کعبہ کا دروازہ انھوں نے بلند کر دیا تھا تاکہ وہ جسے چاہیں، کعبہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں، روک دیں۔''①

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر تمھاری قوم کے لوگ اس کی تعمیر کرنا چاہیں تو آؤ، میں تمھیں اس کا وہ حصہ دکھاؤں جو انھوں نے چھوڑ دیا تھا۔'' چنانچہ آپ نے انھیں تقریباً سات ہاتھ پر محیط جگہ دکھائی۔②

یہی وجہ ہے کہ عبدالملک رحمہ اللہ نے محاصرے کے دوران میں حجاج کو کعبہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے اضافہ کردہ حصے پر سنگباری کا حکم دیا تھا، یا اگر اس نے خود سے سنگباری کی تھی تو عبدالملک رحمہ اللہ نے اسے منظور کیا تھا۔ جب مکہ کی باگ ڈور عبدالملک رحمہ اللہ کے ہاتھ میں آئی تو حجاج نے عبدالملک کو خط لکھ کر کعبہ کے اس حصے کے متعلق مشورے کی درخواست کی جس کا اضافہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ عبدالملک نے جواباً لکھا:

''کعبہ کا مغربی دروازہ بند کر دو۔ مشرقی دروازہ بلند کر دو۔ حطیم کا جو اضافہ کیا گیا تھا اسے منہدم کر دو۔ جو پتھر اضافی ہیں ان کو حطیم کی زمین پر بچھا کر برابر کر دو۔''③

حجاج نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حطیم کی عمارت گرا دی جو چھ ہاتھ اور ایک بالشت پر محیط

---

① البدایہ والنہایہ: ۹/ ۲، ۳، ودول الاسلام للذھبی: ۱/ ۳۴، واخبار مکۃ للازرقی: ۱/ ۱۰۸.
② اخبار مکۃ للازرقی: ۱/ ۱۳۷، ۱۹۵، وانساب الاشراف: ۵/ ۳۷۳، والاعلام باعلام بیت اللہ الحرام: ص ۸۲.
③ تاریخ الاسلام للذھبی: ۳/ ۴۵۰، وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۱۸، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۲، ۳، ومرآۃ الجنان: ۱/ ۱۵۱، واخبار مکۃ للازرقی: ۱/ ۱۳۷، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۴۰، ابن شاکر کی ایک روایت یہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔اس عمارت سے جو پتھر برآمد ہوئے وہ اس نے زمین پر بچھا کر فرش بنا دیا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو مغربی دروازہ نکالا تھا وہ اس نے بند کر دیا۔مشرقی دروازے کو اونچا کر دیا اور کعبہ پر دیباج کا غلاف چڑھا دیا۔①

یوں کعبہ کی حالیہ عمارت کے مشرقی، مغربی اور جنوبی حصوں کی تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کروائی تھی جبکہ شمالی حصے کی تعمیر حجاج کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔ چند روایات کے مطابق کعبہ کی ساری عمارت نہیں گرائی گئی تھی۔②

ہماری رائے میں عبدالملک رحمہ اللہ اس سلسلے میں حق پر تھے۔ان کے موقف کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ صحابہ کی اکثریت نے جن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سرفہرست تھے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اصرار کیا تھا کہ وہ کعبہ کو منہدم نہ کریں۔ جب وہ نہیں مانے تو کئی لوگ انہدام کے نتیجے میں متوقع آفت کے خوف سے منیٰ اور طائف میں جا بسے۔③

یہی تصور ہمیشہ مسلمانوں کے پیش نظر رہا۔عباسی دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ مہدی نے کعبہ کو گرا کر اس کی تعمیر نو کرنا چاہی تو امام مالک رحمہ اللہ نے اسے اسی طرح منع کیا جس طرح صحابہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو منع کیا تھا۔④

اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو صحابہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اقدام کی اور امام مالک رحمہ اللہ خلیفہ مہدی کے اقدام کی تائید کرتے۔ایسی صورت میں کعبہ کی ہیئت اس کی موجودہ ہیئت سے مختلف ہوتی۔⑤

---

① اخبار مکۃ للازرقی: ۱/۱۶۸، وتاریخ ابن خلدون: ۲/۳۳۸، وکتاب البلدان للھمدانی: ص ۲۰.

② بلوغ الادب فی معرفۃ اخبار العرب: ۱/۲۳۲، ودول الاسلام للذھبی: ۱/۳۴، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۴۰، ابن شاکر کی یہ دوسری روایت ہے۔

③ اخبار مکۃ للازرقی: ۱/۱۳۳، وشذرات الذھب: ۱/۸۱.

④ البدایۃ والنھایۃ: ۹/۱۳۲.

⑤ یہ درست ہے کہ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں لیکن مولف کا مطلقاً اس حدیث کو غیر درست باور کروانا صحیح نہیں ہے۔ یہ حدیث صحیح و ثابت ہے جس کو امام مالک اپنی موطا اور صحاح ستہ کے بیشتر مدونین اپنی کتب میں صحیح سند سے لائے ہیں۔البتہ مصلحت و حکمت کے پیشِ نظر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کے تحت عمل کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس بابت اسی سنت کی پیروی کی جو اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ کعبہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے جس حالت میں وہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔اسی حکمت و مصلحت کے پیشِ نظر امام مالک نے بھی مہدی کو کعبہ کے انہدام اور پھر تعمیر کرنے سے منع کر دیا تھا۔(محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ میں نہریں نہیں تھیں۔ پانی کے حصول کا واحد ذریعہ کنویں تھے۔حجاج نے اس طرف توجہ دی اور منیٰ میں بئر یاقوت کھدوایا۔کھدائی کی تکمیل کے بعد اس نے کنویں کو خوب مضبوط کروایا۔① اس نے جبل مزدلفہ کے آگے بند بھی تعمیر کروایا تاکہ سیلابی پانی کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا جاسکے۔سیلابی پانی کی نکاسی کے لیے اس نے سدرۂ خالد کی طرف برساتی نالہ بنادیا۔②

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے طارق کو مدینہ سے معزول کر کے مدینہ کو بھی حجاج کی ولایت میں شامل کردیا۔حجاج نے مکہ پر نافع بن علقمہ کنانی ③ کو اپنا نائب بنایا اور صفر ۷۴ھ میں مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔

مدینہ پہنچ کر اس نے دس ہزار دینار اہل مدینہ میں تقسیم کیے اور ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہم آپ لوگوں کے ہاں آئے تو مصائب کی کثرت کے باعث پانی نیچے چلا گیا تھا، اس لیے ہماری معذرت قبول کیجیے۔''

ایک صاحب نے کہا:

''جو آپ کی معذرت قبول نہ کرے، اللہ اس کی معذرت قبول نہ کرے۔آپ دونوں شہروں کے امیر اور عظیم القریتین کے فرزند ہیں۔''

حجاج نے جواب دیا:

''تم نے سچ کہا۔''

حجاج نے وہاں کے تاجروں سے روپیہ قرض لیا اور اہل مدینہ کے دامن عطیات سے بھر دیے۔④

حجاج مدینہ میں تین ہی مہینے ٹھہرا۔مدت قیام اگرچہ تھوڑی ہی تھی لیکن اس مدت کے دوران میں حجاج پر ایک چھاپ ایسی گہری لگ گئی جسے کسی مؤرخ نے نظرانداز نہیں کیا۔مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حجاج نے چند اصحاب رسول کو سخت سزائیں اور ایذائیں دیں۔اس نے کسی صحابی کے ہاتھ پر اور

① اخبار مکۃ للازرقی: ۲/۱۸۱.
② حوالہ مذکورہ: ۲/۲۲۶، ۲۲۷.
③ انساب الاشراف: ۵/۳۷۳.
④ الکامل للمبرد: ص ۲۹۲، و سرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی صحابی کی گردن پر سیسے کی مہریں ثبت کیں۔ ایسی مہریں وہ صرف ذمیوں کو لگایا کرتا تھا۔ ایک صحابی کے ساتھ وہ بڑی درشتی سے پیش آیا اور ان پر دروغ گوئی کا الزام دھرا۔①

اس بیان پر تمام تاریخی کتابوں کا اتفاق ہے لیکن ان کتابوں میں ایسے تین اصحاب کے سوا اور کسی کا نام نہیں ملتا جنھیں حجاج نے تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ وہ تین صحابہ سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا انس بن مالک اور سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم تھے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ حجاج نے ان تین صحابہ کے سوا اور کسی صحابی کو ایذا نہیں پہنچائی تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو تاریخی مآخذ میں دیگر اصحاب کے بھی نام ملتے۔

تاریخی کتابوں میں چونکہ ان صحابہ کے نام لے کر حجاج کو ناقابل معافی جرائم کا مرتکب قرار دیا گیا ہے، اس لیے ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم ان واقعات پر کوئی تبصرہ کیے بغیر آگے بڑھ جائیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حجاج عام لوگوں کو اور بالخصوص صحابہ کرام کو وحشیانہ سزائیں دینے کا شائق تھا؟ یا حجاج نے ان تین صحابہ سے جو سلوک کیا، اس کی کچھ خاص وجہ بھی تھی؟

مؤرخین کی نظر میں حجاج ایک سنگدل انسان تھا۔ ہماری نظر میں وہ سنگدل نہیں تھا۔ البتہ وہ محتاط اور دور اندیش ضرور تھا۔ وہ اپنے دشمن کے لیے سنگدل ضرور تھا لیکن وہ اپنے مددگاروں اور حامیوں کے لیے اتنا ہی نرم بھی تھا۔ مطیع کے لیے اس سے اچھا دوست کوئی نہیں تھا اور سرکش کے لیے اس سے برا دشمن کوئی نہیں تھا۔② حجاج کو اموی سلطنت سے اخلاص پر مبنی مفادِ عامہ عزیز تھا۔ جن بنیادوں پر اموی سلطنت قائم تھی، وہ ان کے تحفظ کی خاطر کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔

ان اصولوں کی روشنی میں حجاج کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو حجاج ہمیں اہل مدینہ کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ ہمیں اہل مدینہ کے درمیان دس ہزار دینار اور تاجروں سے بطور قرض لیا گیا روپیہ تقسیم کرتا نظر آتا ہے۔ وہی حجاج پھر صحابہ کے پاس جا کر انھیں سزائیں دیتا دکھائی دیتا ہے۔ اگلے منظر میں وہ پھر غیرت اسلامی کا مظاہرہ کرتا اور بنو سلمہ میں ایک مسجد کی تعمیر کرتا نظر آتا ہے۔③

---

①تاریخ الطبری: ۵/۳۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۹، ۴۰، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۳۹، وتاریخ الیعقوبی: ۳/۱۷، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/۱۹۱.
②تاریخ الاسلام للذهبی: ۴/۸۱۱، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۷۲.
③تاریخ الطبری: ۵/۳۵، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۲۹۶، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/۱۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں یہ دو مواقع ہیں۔ ایک موقع پر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں قساوت قلبی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ دوسرے موقع پر وہ اہل مدینہ کے ساتھ انتہائی نرمی اور تقویٰ شعاری کا معاملہ کرتا ہے۔ ان دونوں مواقع پر حجاج کے رویوں میں جو فرق ہے وہی ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم ان تین صحابہ کے متعلق حجاج کے موقف کو جائز قرار دیں۔ ان تینوں صحابہ کا اموی حکومت کے متعلق جو نقطۂ نظر تھا، کیا اس میں ہمیں ان تینوں کے ساتھ حجاج کے اس سلوک کی وجہ مل سکتی ہے؟ حجاج ان تین صحابہ کو قتل عثمان کا ذمہ دار سمجھتا تھا۔① اس کے نزدیک ان کا قصور یہ بھی تھا کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صفوں میں شامل تھے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مدد وحمایت کے سلسلے میں بھی وہ قابل مواخذہ تھے۔②

یوں امویوں کے مخالفین کی صفوں میں شامل ہونا ان تینوں صحابہ کا ایسا قصور تھا جس پر حجاج نے ان کا مواخذہ کیا اور انھیں سزاؤں سے دوچار کیا۔③

① انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۶، والعقد الفرید: ۲/ ۲۲۹، وتاریخ مسلمی اسبانیالدوزی: ص ۶۳.

② العقد الفرید: ۲/۲۲۹.

③ امیر حجاج کے اوپر یہ الزام کہ انھوں نے تین جلیل القدر صحابہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ پر تشدد کر کے ان کے ہاتھوں پر سیسے کی مہریں لگوائیں، ثابت شدہ تاریخی حقائق کے خلاف اور غیر ثابت افترا پردازی ہے۔ مؤلف کا یہ کہنا کہ اس کے متعلق مؤرخین کا اتفاق پایا جاتا ہے، یہ بات بھی محل نظر ہی ہے کیونکہ تمام نہ سہی لیکن مؤرخین کی اکثریت نے اس بات کو علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی تاریخ سے اخذ کیا ہے۔ اس روایت کو ابن جریر طبری (۴/ ۶۹۴) اور دیگر مؤرخین جس سند سے لائے ہیں وہ کچھ یوں ہے: عن ابن أبي ذئب عن إسحاق بن یزید اور حدثني شرحبیل بن أبي عون عن أبیه، دیکھا جا سکتا ہے کہ ابن جریر طبری اور ان واقعات کے درمیان دو سو برس کا طویل زمانہ ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ محض دو واسطوں سے یہ روایت ان تک پہنچی ہو۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ نامعلوم لوگ جن کا تذکرہ اس سند میں ہونے سے رہ گیا ہے وہ کس درجے میں قابل اعتماد تھے۔ درایت کے اعتبار سے بھی یہ روایت قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ جیسے جیسے اصحاب رسول دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، باقی ماندہ صحابہ کی قدر و منزلت لوگوں کی نظر میں بہت زیادہ بڑھ رہی تھی۔ اس دور میں جب قلیل تعداد میں ضعیف العمر صحابہ باقی رہ گئے تھے، ان کے ساتھ اتنی گستاخی کی جاتی تو کیا لوگ کوئی احتجاج نہ کرتے۔ یہ کام حجاج جیسے شخص کے لیے بھی ممکن نہ تھا۔ عین ممکن ہے کہ حجاج کے مظالم کی یہ داستان بھی اسی پروپیگنڈے کا حصہ ہو جو بنو عباس نے بنو امیہ کی حکومت گرانے کے لیے کیا۔ چونکہ امیر حجاج بن یوسف ثقفی کی وجہ سے خلافت بنی امیہ کو استحکام نصیب ہوا اور حکومت کے خلاف خوارج اور علویوں کی بغاوتوں کو سختی سے دبا دیا گیا، اسی لیے دورِ بنو عباس میں تدوین ہونے والی تاریخ میں حجاج بن یوسف کو جی بھر کر مطعون کیا گیا اور ان کے کردار کو صحیح تاریخی روایات کے تحت جن میں ان کے بغاوتوں کو کچلنے کا ذکر ہے، ظالم و شقی القلب ثابت کر کے مجروح کیا گیا اور ساتھ ہی بغاوتوں کے فرو کرنے کے اس احسن اقدام کو مزید کریہہ دکھانے کے لیے اس پر وضعی روایات کا تڑکا لگایا ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> گیا۔حجاج کے اقدامات کے اس غیر درست تجزیے کی بابت محترمہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر اپنی کتاب 'عرب اور موالی' میں یوں شکوہ کناں ہوتی ہیں:

''تاریخ کا یہ کوئی صحیح جائزہ اور حجاج بن یوسف کی ذات اور حکمت عملیوں کا یہ کوئی درست تجزیہ نہیں ہے۔اس بات کو اگر یوں کہا جائے تو تاریخی طور پر زیادہ مناسب ہوگا کہ حجاج بن یوسف اموی حکومت کا وفادار ساتھی اور ان کا انتہائی قابل اعتماد دست راست تھا۔اپنے بیس سالہ دورِ ولایت میں اس نے ہر اس مخالفت کا گلا دبا دیا جس نے امویوں کے خلاف صف آرائی کی کوشش کی۔۔۔۔حجاج بن یوسف کے نزدیک اصل معیارِ حکومت سے وفاداری تھا۔اصل بات یہ ہے کہ رعایا کے تمام طبقوں کی غیر مشروط اطاعت صرف حکومتِ بنوامیہ کی ہی بنیادی ضرورت نہیں تھی بلکہ ہر دور میں ہر حکومت کی ضرورت رہی ہے۔ماضی قریب میں موالی، خصوصاً عراق میں آباد ایرانی موالی ایک جارح عنصر کے طور پر ابھرے تھے، چنانچہ وہ بھی حجاج کی حکمت عملی کے تحت کچلے گئے جس پر یہ کہا گیا کہ حجاج نے موالی کو ذلیل و کمتر سمجھا، انھیں حقیر جانا اور ان کے خلاف اقدامات کیے حالانکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ اس نے مملکت کے باغیوں کے خلاف اقدامات کیے، خواہ وہ عرب ہوں یا موالی۔یہ بات اب بخوبی واضح ہو چکی ہے کہ مؤرخین میں ایک گروہ ایسا موجود تھا جس نے نہایت منظم طریقے سے بنوامیہ خصوصاً ان کے ممتاز ترین متکلمین و مدبرین کے تمام کارناموں کو بُری طرح مسخ کیا ہے۔یہ دبستانِ عراق تھا جس کا سب سے بڑا نمائندہ سیف بن عمر ہے۔تعصب کو نظر انداز کر کے اگر تاریخی تحقیق سے کام لیا جائے تو حجاج کی خوبیاں بھی منظرِ عام پر آئیں گی۔'' (عرب اور موالی، باب ششم: موالی حکومتی ردعمل کی زد میں، ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر: ص ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۰۵)

امیر حجاج بن یوسف کی انتظامی سختی کے متعلق اسی طرح کی رائے فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے بھی دی۔وہ لکھتے ہیں:

''عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کا دورِ حکومت تاریخ اسلام کا انتہائی پرآشوب دور تھا۔بیک وقت کئی فتنوں نے ملک میں داخلی انتشار برپا کر رکھا تھا۔فتنوں اور شورشوں کو فرو کرنے میں کئی دفعہ ان کو تشدد آمیز رویہ اختیار کرنا پڑا۔اس کے بغیر ان کا استیصال ناممکن تھا۔حجاج جیسے سخت گیر گورنر کی خدمات بھی انھوں نے اسی نقطۂ نظر سے حاصل کی تھیں۔حجاج کے ظلم آمیز رویے کی اگرچہ تعریف نہیں کی جا سکتی لیکن اس وقت کے حالات کو بالکلیہ نظر انداز کر دینا بھی ایک مؤرخ کے لیے مناسب نہیں۔حالات پُرامن ہوتے تو حجاج اپنی فطری افتادِ طبع کے باوجود وہ کچھ نہ کر سکتا تھا جو اس کے متعلق مشہور ہے۔اس کے رویے میں خود بخود تبدیلی آ جاتی۔حالات اور اہل عراق کی گستاخانہ حرکات نے اس کے سخت مزاج کو سخت تر کر دیا، گویا اس کے تشدد کا مبنیٰ حکومت کا استحکام تھا نہ کہ اس کا فسق وضلال۔'' (خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت: ص ۴۶۷)

اسی طرح آگے جا کر حافظ صاحب حجاج بن یوسف کے اوصاف حمیدہ اور آزادی رائے کے لیے اس کے توسّع وتحمل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خود حجاج بھی حق بات اور حق بات کہنے والوں کی قدر کرتا تھا۔سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج اپنے والد کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد میں آیا۔میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا۔رکوع وسجود وہ پوری ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> طرح نہیں کر رہا تھا۔ میں نے اس وقت ہتھیلی میں کنکریاں اٹھا کر ماریں۔ اس کے بعد حجاج کا کہنا ہے کہ میں نماز اچھی طرح پڑھتا ہوں۔ یہ واقعہ اس کی گورنری سے پہلے کا ہے۔ گورنر بن جانے کے بعد وہ سعید بن مسیب کی محض اسی وجہ سے عزت کرتا تھا کہ انھوں نے اس کی نماز درست کرا دی تھی۔ (طبقات ابن سعد: ۵ / ۱۲۹، والبدایہ والنہایہ: ۹ / ۱۲۰۔) ایک مرتبہ حجاج کی ایک تقریر کے دوران اس کے ایک قابل اعتراض فقرے پر ایک شخص نے اٹھ کر تنقید کی اور کہا: ''برا ہو تیرا اے حجاج، شرم و حیا سے تو بالکل ہی عاری ہو گیا ہے۔ تو جو کچھ کر رہا ہے وہ تو ہی کر رہا ہے۔ اب باتیں بھی اسی قسم کی کرنے لگا ہے۔ نامراد ہو تو اور رائیگاں جائے تیری سعی۔''، باڈی گارڈز نے اس کو پکڑ لیا۔ تقریر کے بعد حجاج نے اس سے پوچھا: ''تجھے میرے روبرو اس طرح بولنے کی جرأت کیونکر ہوئی؟'' اس نے کہا: ''برا ہو تیرا اے حجاج، تو خود اللہ کے سامنے بھی اظہار جرأت سے باز نہیں آتا اور میں تیرے سامنے جرأت کا اظہار نہ کروں؟ تیری حقیقت کیا ہے کہ میں تیرے سامنے جرأت کا اظہار نہ کروں؟ دراں حالیکہ تو خود اللہ رب العالمین پر دلیری کرتا ہے۔'' یہ سن کر حجاج نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ (البداية والنهاية : ۹ / ۱۲۴، ۱۲۵)۔ ایک اور مرتبہ حجاج نے اپنی تقریر میں کہا: ''ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے۔ انھوں نے جواب دیا: ''اللہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ قدرت ہی نہیں دی تھی کہ وہ اس کو بدل سکتے۔ تو بھی اگر ان کے اس کام میں شریک ہو جاتا، تب بھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ تیرے دعویٰ کو میں اگر جھوٹا کہوں تو بجا ہے۔'' (البدایہ والنہایہ: ۹ / ۱۲۱) حجاج یہ سن کر خاموش رہا۔ حجاج نے ایک مرتبہ خطبہ ذرا لمبا کر دیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: ''نماز نماز۔'' کئی مرتبہ انھوں نے یہ الفاظ کہے۔ حجاج نے کوئی توجہ نہ کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر دوسرے تمام لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بالآخر حجاج کو خطبہ ختم کر کے نماز پڑھانی پڑی۔ نماز کے بعد حجاج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''آپ نے ایسا کیوں کیا؟'' آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہم نماز کے لیے آتے ہیں، نماز اپنے وقت پر ادا کیا کرو، اس کے بعد جو کچھ کہنا ہو، کہا کرو۔'' (البداية والنهاية: ۹ / ۱۲۱) (خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت: ص ۴۶۹، ۴۷۰)

یاد رہے کہ حجاج کے یہ واقعات حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے ''دور ملوکیت میں تنقید اور اظہار رائے کی آزادی'' کی سرخی قائم کر کے اظہارِ رائے کی آزادی کے ثبوت میں پیش کیے ہیں۔ گویا انھوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ حجاج لوگوں کی سخت لیکن جائز باتوں کو نہ صرف صبر و تحمل سے برداشت کیا کرتا تھا بلکہ ان کو اظہارِ رائے کی آزادی بھی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ صلاح الدین رحمہ اللہ نے حجاج کا تذکرہ شروع کرنے سے پہلے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے تذکرے میں بھی حجاج کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو حجاج کے سخت گیر رویے کی شکایت لکھ بھیجی۔ عبدالملک کا یہ حال تھا کہ شکایت نامے کو پڑھتے جاتے اور روتے جاتے۔ پڑھ کر ان کو حجاج کے رویے پر سخت غصہ آیا اور اسے ایک تہدید آمیز خط لکھا۔ حجاج کے پاس جب خلیفہ کا یہ خط قاصد لے کر پہنچا تو اسے پڑھ کر حجاج کو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی جرأت پر کوئی غصہ نہیں آیا بلکہ اپنے ہی فعل پر ندامت ہوئی اور قاصد کو ساتھ لے کر انھیں منانے کے لیے خود ان کے مکان پر گیا''۔ (البدایہ والنہایہ: ۹ / ۶۵، ایضاً صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴) <==

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> (خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت:ص ۴۶۸)

کتب تاریخ کے ان حوالوں کے تحت حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی پیش کردہ ان تصریحات سے کیا یہ واضح نہیں ہوجاتا کہ حجاج کی ساری سختی صرف باغیوں اور سرکش لوگوں کے خلاف تھی وگرنہ عوام الناس کی طرف سے کی جانے والی ہر تنقید کو وہ نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتا تھا اور معمولی اختلاف کی صورت میں ہزاروں لوگوں کو قید کردینے اور سیکڑوں لوگوں کی گردن اتروانے کی روایات سراسر کذب وافترا پر مبنی اور حجاج پر محض بہتان ہیں۔خاص کر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا بیان کردہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی شکایت والا واقعہ تو ان تمام واہی قصوں کی قلعی کھول دیتا ہے جن میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو ذلیل کرنے کے لیے حجاج نے ان کے ہاتھوں پر سیسے کی مہریں لگوائیں جس طرح ذمیوں کے ہاتھوں پر لگائی جاتی تھیں۔ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سہل بن ساعدی شامل تھے (تاریخ طبری :۶ / ۱۹۵، والکامل فی التاریخ :۴ / ۳۹۵)۔کہاں تو صرف سخت گیر رویے کی بنا پر خلیفہ سے شکایت ہونے کی صورت پر حجاج نادم ہوکر خود سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معافی مانگنے ان کے گھر حاضر ہوجاتا ہے اور کہاں ان جلیل القدر اصحاب کے ہاتھوں پر ان کو ذلیل کرنے کے لیے ذمیوں کی مانند سیسے کی مہریں لگوائی جارہی ہیں اور خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں جبکہ یہ واقعہ بھی صفر ۷۴ھ کا بیان کیا جاتا ہے۔

اور پھر صحیح تاریخی روایات میں صاف تصریح موجود ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ حجاج کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے رہنمائی لینے اور ان کے ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھنے کی خاص تاکید کیا کرتے تھے جیسا کہ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

> ''بلاشبہ خلافت عبدالملک میں عمالِ حکومت زیادہ تر تابعی طبقہ کے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کا رویہ بہت احترام وعقیدت کا تھا۔خلیفۂ وقت خود ان سے دینی رہنمائی حاصل کرتے تھے حالانکہ وہ خود اپنے وقت کے ایک عظیم فقیہ تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سوال کے جواب میں لوگوں کو دین و شریعت اور فقہ وسنت میں جناب عبدالملک رحمہ اللہ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا تھا۔خلیفۂ اموی کا عالم احترام وعقیدت یہ تھا کہ اپنے عظیم ترین ومحبوب ومعتمد ترین نائب الملک حجاج بن یوسف ثقفی کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ لینے بلکہ ان کی پیروی ومتابعت کرنے کا حکم دیا تھا۔''
> (خلافت اموی، خلافت راشدہ کے پس منظر میں:ص ۲۵۰)

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے جس بات کی طرف اشارہ کیا، اس بابت امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں بھی روایات لائے ہیں، جن سے واضح ہوجاتا ہے کہ امیر حجاج بن یوسف نہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کا بے حد احترام کرتا تھا بلکہ ان کی ڈانٹ ڈپٹ تک خاموشی سے سن لیا کرتا تھا۔اس سلسلے میں پہلی روایت درج ذیل ہے:

> حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ، فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ، فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، قَالَ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَأَنْظِرْنِي ==>

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

==>حَتَّى أُفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجُ، فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَّاجُ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي، فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَبْدُ اللهِ قَالَ صَدَقَ (صحيح البخاري، الحج، بَابُ التَّهْجِيرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ، حديث: ١٦٦٠)

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ وہ احکامِ حج میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد تشریف لائے جبکہ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے حجاج کے ڈیرے کے پاس پہنچ کر زور سے آواز دی تو حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے باہر نکلا اور کہنے لگا ابوعبدالرحمان! کیا بات ہے؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تمھیں سنت کی پیروی مطلوب ہے تو ابھی چلنا چاہیے۔ حجاج بولے: بالکل اسی وقت؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حجاج نے کہا: مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں اپنے سر پر پانی بہالوں، پھر چلتا ہوں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اتر آئے، یہاں تک کہ حجاج فارغ ہو کر نکلا۔ جب وہ، میرے اور والد گرامی کے درمیان چلنے لگا تو میں نے کہا کہ اگر آپ سنت کی پیروی چاہتے ہیں تو خطبہ مختصر پڑھیے گا اور وقوف میں جلدی کیجیے گا۔ یہ سن کر حجاج سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ سالم رحمہ اللہ سچ کہتا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب: حج کے مسائل کا بیان، باب: عرفہ کے دن عین گرمی میں ٹھیک دوپہر کو روانہ ہونا، حدیث: ۱۶۶۰)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر حجاج نہ صرف سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا احترام اور مکمل اتباع کرتا تھا بلکہ ان کے صاحبزادے سالم رحمہ اللہ کی بھی دینی معاملات میں اتباع کو مقدم رکھتا تھا۔ امام بخاری اس بابت ایک اور روایت لائے ہیں:

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما، سَأَلَ عَبْدَ اللهِ رضی اللہ عنہ، كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ، إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ، فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ۔ (صحيح البخاري، الحج، بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ، حديث: ١٦٦٢)

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حجاج بن یوسف جس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے (مکہ) آیا، تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ عرفہ کے دن موقف میں کیا کرتے ہیں؟ حضرت سالم رحمہ اللہ نے کہا: اگر آپ سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو عرفہ کے دن نماز ظہر دوپہر کے وقت جلدی پڑھیے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس (سالم) نے سچ کہا ہے۔ یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کے مطابق ظہر اور عصر کی نماز جمع کرتے تھے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: میں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے دریافت کیا: آیا رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا کیا تھا؟ حضرت سالم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ تم اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی پر چلتے ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب: حج کے مسائل کا بیان، باب:==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> عرفات میں دونمازوں (ظہر اور عصر) کو ملا کر پڑھنا، حدیث:۱۶۷۹)

صرف یہی نہیں کہ امیر حجاج سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے صاحبزادے کی مکمل اتباع کرتا تھا بلکہ کئی مواقع پر جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو ڈانٹا تو امیر حجاج نے خاموشی سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ڈانٹ سنی اور ان سے کچھ تعارض نہ کیا۔

اس بابت ایک قصہ تو ہم البدایہ والنہایہ کے حوالے سے اوپر بیان کرآئے ہیں جہاں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خطبہ لمبا کرنے پر امیر حجاج کو ٹوکتے ہیں اور پھر صلوٰۃ پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ اسی متعلق ایک روایت امام بخاری بھی اپنی صحیح میں لائے ہیں جب امیر حجاج حج کے موقع پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آتا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو سخت سست سناتے ہیں لیکن امیر حجاج خاموشی بنائے رکھتا ہے اور کوئی ردِعمل نہیں دکھاتا:

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ، فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ، فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذَلِكَ بِمِنًى، فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ، فَجَعَلَ يَعُودُهُ، فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَنْتَ أَصَبْتَنِي، قَالَ وَكَيْفَ؟ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنْ السِّلَاحُ يُدْخَلُ الْحَرَمَ (صحيح البخاري، كِتَابُ العِيدَيْنِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلاَحِ فِي العِيدِ وَالحَرَمِ حديث: ۹۷۸)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا جب ان کے پاؤں کے تلوے میں نیزے کی نوک چبھ گئی اور ان کا پاؤں رکاب سے چمٹ گیا، چنانچہ میں نیچے اترا اور اسے پاؤں سے نکالا۔ یہ واقعہ منیٰ میں ہوا تھا۔ حجاج بن یوسف کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ آپ کی عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا: کاش! ہمیں معلوم ہو جائے کہ کس نے آپ کو یہ تکلیف پہنچائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ تو نے خود ہی مجھے یہ تکلیف پہنچائی ہے۔ اس نے کہا: ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ تو نے ہی اس دن ہتھیار اٹھائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے اور تو نے ہی حرم میں ہتھیار داخل کیے حالانکہ حرم میں ہتھیار نہیں لائے جاتے۔ (صحیح بخاری، کتاب: عیدین کے مسائل کے بیان میں، باب: عید کے دن اور حرم کے اندر ہتھیار باندھنا مکروہ ہے، حدیث: ۹۷۸)

قارئین یہاں خود ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس ڈانٹ پر امیر حجاج نے خاموشی اختیار کی اور ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھا جبکہ یہ ایک خالص سیاسی معاملہ تھا جس میں امیر حجاج اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دونوں شامل تھے۔ حجاج اگر چاہتا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بابت عرض کرسکتا تھا کہ میرے حرم میں ہتھیار لانے کی وجہ وہ بنے لیکن اس نے خاموشی بنائے رکھی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہا جبکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے متفق نہیں۔ اسی وجہ سے وہ ان کی بیعت سے محترز رہے اور ان کی شہادت کے بعد امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح کی تمام روایات ثابت کردیتی ہیں کہ امیر حجاج حتی المقدور صحابہ کا احترام روا رکھتا تھا اور کوشش کرتا تھا کہ ان کی جناب میں کسی طرح کی سوئے ادبی نہ ہونے پائے۔ لیکن بعض متعصب راویوں نے بلا سند قصوں کے ذریعے سے امیر حجاج کو مطعون کیا ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ اہل حجاز کے لیے چاہے وہ مکی تھے یا مدنی، حجاج کے رویے میں جیسی بھی درشتی اور سختی تھی، وہ اس سختی سے کہیں کم تھی جس کی خواہش امیر المومنین رکھتے تھے۔ امیر المومنین اہل حجاز کے ساتھ جس سخت گیری کے خواہش مند تھے، اس کے مقابلے میں تو حجاج کی چال بڑی میانہ اور باوقار تھی۔

خیر، مدینہ میں تین مہینے مختصر قیام کے بعد حجاج عمرے کا تلبیہ کہتا مکہ روانہ ہو گیا۔ مدینہ پر اس نے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ①

حجاج اہل مدینہ سے بہت اکتا گیا تھا۔ مؤرخین نے اس اکتاہٹ کی عکاسی کے سلسلے میں خاصی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ اس ضمن میں حجاج سے یہ قول منسوب کیا گیا:

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسے شہر سے نکال دیا جس کے باشندے بدبودار ہیں۔ یہ سب سے خبیث اور امیر المومنین کے لیے سب سے فریب کار شہر ہے۔ ان پر اللہ نے جو انعام کیا ہے، اس کی وجہ سے یہ شہر ان کا سب سے بڑا حاسد ہے۔ واللہ! ان لوگوں کے متعلق مجھے امیر المومنین کے خطوط نہ آئے ہوتے تو میں اس شہر کو گدھے کے پیٹ کی طرح بنا دیتا۔ ان کے پاس کچھ لکڑیاں اور چند پرانی بوسیدہ ہڈیاں ہیں جن کو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا منبر اور رسول اللہ کی قبر کہتے ہیں۔'' ②③

اس تقویٰ شعاری کے ساتھ جو حجاج کے مزاج کا حصہ تھی، حجاج سے ایسی باتوں کا صادر ہونا ممکن نہیں۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ابن خلدون نے بھی یہ کہہ کر ان باتوں کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا کہ حجاج کی طرف کچھ ایسی باتیں منسوب ہیں جن کے حوالے سے اس کا معاملہ اللہ کے سپرد

==> اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر سیسے کی مہریں لگانے والے وضعی واقعات کی طرح اور کئی واقعات وضع کر کے ہماری تاریخ میں داخل کر دیے جن کے تحت آج ہمارے نام نہاد مؤرخین امیر حجاج کو مطعون، فاسق، فاجر اور ظالم باور کروانے میں اپنی محنتیں صرف کرتے نظر آتے ہیں۔ (محمد فہد حارث)

① انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۶.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۷۴، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۲۷، والکامل للمبرد: ص ۱۲۷، وکنز الدرر: ۴/ ۲/ ۱۴۵، اس روایت کا راوی ایک ہی ہے اور وہ واقدی ہے۔

③ حجاج سے متعلق واقدی کا یہ قول کسی صورت قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ حجاج چاہے جتنا ہی ظالم ہو، وہ بہرحال کافر نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی بابت اس قدر واہیات اور گستاخانہ بات کرتا۔ اسی طرح کی واہی روایات کے سبب محدثین کے نزدیک واقدی ناقابل اعتبار جبکہ مؤرخین کے نزدیک اس کی روایات چھان پھٹک کے بعد لینا لازم ہے۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔① نیز بیشتر مؤرخین نے ان باتوں کا ذکر نہیں کیا۔

اگر ہم بالفرض یہ قیاس کر بھی لیں کہ مدینہ سے نکلتے وقت حجاج سے جو باتیں منسوب ہیں، ان میں سے کوئی بات حجاج نے کہی تھی تو ہمارا غالب گمان اس سلسلے میں یہ ہے کہ حجاج نے اپنی دور اندیشی سے مدینہ میں ایسے لوگ دیکھ لیے تھے جو نئی حکومت کے خلاف باغیانہ جذبات رکھتے تھے۔ حجاج کو غالباً ان کے اس طرز عمل پر غصہ آیا ہوگا کہ ان کے خواص رسول اللہ ﷺ کے آثار و باقیات کی وجہ سے عوام کے نزدیک اپنا مقام و مرتبہ اور اپنی قدر بڑھانا چاہتے تھے۔ ان آثار و باقیات کی وجہ سے وہ بڑی خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ حجاج کو اپنے صحیح اسلامی عقیدے کے سبب یہ باتیں منظور نہیں تھیں۔ ہماری رائے میں یہ طبقہ جس نے حجاج کے خلاف محاذ کھڑا کر لیا تھا، ان باتوں کا مستحق تھا جو اس کے متعلق حجاج کی طرف منسوب ہوئیں۔

ولایت حجاز کے زمانے میں حجاج اس علاقے کی تعمیر و ترقی میں مصروف رہا۔ اس نے کعبہ کی وہی صورت بحال کی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھی۔ اس نے متعدد نئے کنویں نکال کر اہل مکہ کو وافر مقدار میں پانی مہیا کیا۔ سیلابی پانی کی روک تھام کے لیے بند تعمیر کروائے۔ مدینہ میں بنو سلمہ کے محلے میں اس نے ایک مسجد تعمیر کروائی۔ یوں اس نے ایک پختہ کار اور انصاف پرور حکومت کے قیام کے لیے دن رات محنت کی۔ کچھ عرصے بعد حجاج نے امیر المومنین عبدالملک رحمہ اللہ سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ اس نے مکہ پر عبدالرحمن بن نافع کو اور مدینہ پر عبداللہ بن قیس کو اپنا نائب مقرر کیا اور حجاز کے چند نمایاں حضرات کے ہمراہ جن میں محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بھی شامل تھے، دارالخلافہ کا قصد کیا۔

اس میں شک نہیں کہ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کو حجاج کے طرز حکومت کے متعلق جو تحفظات تھے، انھوں نے عبدالملک رحمہ اللہ سے ان کا اظہار کیا اور ان سے التماس کیا کہ وہ ان کے متعلق حجاج کو وصیت فرمائیں۔ اس کی تائید یوں ہوتی ہے کہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج سے کہہ دیا کہ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ پر اسے کوئی سیاسی اختیار حاصل نہیں ہے۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے ابن حنفیہ رحمہ اللہ کو بڑے احترام و اکرام سے واپس بھیجا۔

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے اس موقع پر حجاج سے پوچھا کہ اس نے مدینہ پر اپنا نائب کسے بنایا

① تاریخ ابن خلدون: ۴/۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔حجاج نے جواب دیا کہ میں عبداللہ بن قیس کو اپنا نائب بنا آیا ہوں۔عبدالملک ؒ نے کہا تم قریش کے سب سے احمق خاندان کے فرد کو اپنا نائب مقرر کر آئے ہو۔①

اس ملاقات کے بعد حجاج اپنے مصاحبوں کے ہمراہ حجاز لوٹ آیا۔ہمیں یقین ہے کہ اس ملاقات میں جو سیاسی اور انتظامی گفتگو ہوئی وہ ان اسباب میں سے ایک تھی جن کے باعث حجاج کو عراق کی ولایت سونپی گئی۔

① انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲ حجاج اور ولایت عراق

حجاز میں خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے لیے حالات پوری طرح سازگار ہو گئے۔حالات میں یہ استحکام زبردست حوادث کے بعد آیا تھا جو شاید اموی سلطنت کو قصہ ماضی بنا دیتے لیکن عبدالملک رحمہ اللہ کی ثابت قدمی ، دلیری، اس کے حسن سیاست اور حجاج کے انتخاب میں اس کی دور اندیشی نے ان حوادث کا رخ موڑ دیا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تحریک کا خاتمہ ہوا، ارض مقدس میں امن وامان بحال ہو گیا اور حجاز پر اموی پھریرے لہرانے لگے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تحریک کے خاتمے پر عبدالملک رحمہ اللہ نے سکھ کا سانس لیا۔اب ان کی فکرمندی کی ایک ہی وجہ باقی رہ گئی تھی۔وہ وجہ تھی عراق، جو بغاوتوں کی آماجگاہ اور باغیوں کا گڑھ تھا۔مختار ثقفی کے خاتمے کے باوجود کوفہ میں شیعہ تحریک کے اثرات باقی تھے۔بصرہ تحریک خوارج کا گڑھ تھا۔خوارج بغاوت پر بغاوت کر رہے تھے۔عراق کے والی ان فتنوں کے مقابلے میں بے بس تھے۔وہ اہل عراق کو آمادۂ قتال کر کے باغیوں کی سرکوبی اور خوارج کے خلاف اہل عراق کی صحیح رہنمائی میں ناکام رہے تھے۔

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کا بھائی بشر بن مروان جب تک عراق کا والی تھا، وہ عراق کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔وہ عراق میں پھیلی ہوئی انارکی اور عدم استحکام کے متعلق سوچ بچار کر رہے تھے کہ رجب ۷۴ھ میں بشر بن مروان کے انتقال کی خبر ملی۔①

عراق کے متعلق عبدالملک رحمہ اللہ جس پریشانی میں مبتلا تھے، بشر کی وفات سے وہ پریشانی دور ہونے کا امکان پیدا ہو گیا تھا۔وہ موقع آ گیا تھا کہ عبدالملک رحمہ اللہ عراق کی زمام قیادت ایسے والی کے ہاتھ میں دیں جو وہاں کے حالات معمول پر لے آئے۔چنانچہ انھوں نے بنا کسی تردد کے عراق کی ولایت حجاج کو سونپ دی۔ان کے خیال میں عراق کے مخدوش حالات کی اصلاح اور خوارج کی سرکوبی

① تاریخ الطبری: ۵/ ۳۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۷، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/ ۱۹۱، طبری رحمہ اللہ نے واقدی سے روایت کیا کہ بشر کا انتقال ۷۳ھ میں ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حجاج سے زیادہ موزوں شخص اور کوئی نہیں تھا۔① بعد کے واقعات نے ان کی دوراندیشی کو درست ثابت کر دیا۔حجاج نے عراق میں بھی اموی خلافت کے ستون مضبوط کیے اور اہل عراق کو اموی حکومت کے زیر فرمان کر دیا۔

ہماری رائے میں عراق کی ولایت حجاج کو دینے کی حقیقی وجہ یہی تھی۔خلیفہ عبدالملک ؒ نے حجاج کو عراق کی ولایت کس طریقے سے سونپی تھی، اس کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ حجاج ابھی حجاز ہی میں تھا کہ خلیفہ عبدالملک ؒ نے اسے ولایت عراق کا پروانہ لکھ بھیجا تھا۔② ان مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ حجاج مدینہ سے براہ راست عراق روانہ ہو گیا تھا۔

دیگر مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ دمشق میں حجاج کی عبدالملک ؒ سے جو آخری ملاقات ہوئی تھی، اسی کے دوران میں حجاج کو عراق کی ولایت سونپی گئی تھی۔③ ہماری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ حجاج کو حجاز ہی میں ولایت عراق کا عہد نامہ بھیج دیا گیا تھا۔اس کی دو وجہیں ہیں:

پہلی وجہ: یہ روایت طبری، ابن اثیر، ابن عساکر، ابن خلدون کی کتب تاریخ اور انساب الاشراف میں آئی ہے۔انساب الاشراف میں دو روایتیں ہیں جن میں زیادہ درست روایت یہی ہے۔شام کی ملاقات کا واقعہ مسعودی، ابشیہی، اور انساب الاشراف کی ایک روایت میں آیا ہے جس پر ضعف کے آثار نظر آتے ہیں۔

دوسری وجہ: جو مؤرخین اس امر کے قائل ہیں کہ حجاج کو ولایت عراق شام میں سونپی گئی تھی، وہ اس بارے میں مختلف قصے بیان کرتے ہیں جن کا مفہوم تو ایک ہے لیکن الفاظ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ان قصوں کا باہمی اختلاف بذات خود وضع کا ایک ثبوت ہے۔نیز ان میں سے ہر قصہ بذات خود ایسا ہے کہ اس کا وقوع مشکل ہے۔ابشیہی نے اس ضمن میں جو قصہ بیان کیا ہے، اسے عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔④ اس نے لکھا ہے کہ حجاج نے اپنے آپ کو بذات خود عراق کی امارت کے

---

① عقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۳۰۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۷.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۳، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۳۳، والبدایة والنهایة: ۹/ ۷، والمختصر فی اخبار البشر: ص ۱۹۶.

③ انساب الاشراف: ۵/ ۳۷۴.

④ المستطرف: ۱/ ۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے پیش کیا تھا۔عبدالملک رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا تھا کہ تم کون ہو۔حجاج نے جواب دیا تھا: میں ہوں توڑنے پچھاڑنے والا بہادر شیر، میں ہوں حجاج بن یوسف۔ اب عبدالملک رحمہ اللہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔حجاج جواب دیتا ہے کہ میرا تعلق ثقیف سے ہے جن کے گھر مہمانوں کے غار ہیں اور جو تلوار کے دھنی ہیں۔اس پر عبدالملک رحمہ اللہ کہتے ہیں: بیٹھ جاؤ، یہ تمھارا منصب نہیں۔''

دیگر باتیں بھی عبدالملک رحمہ اللہ اور حجاج کی زبانوں سے کہلوائی گئی ہیں جن کا ان کی زبانوں سے صادر ہونا ممکن نہیں۔عبدالملک رحمہ اللہ کے ہاں حجاج کا وہ تصور نہیں تھا جس کی عکاسی اس روایت میں کی گئی ہے۔مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ کے دوران میں حجاج عبدالملک رحمہ اللہ کی پولیس کا سربراہ تھا۔حجاز میں اموی خلافت کے بڑے مدمقابل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جو جنگ ہوئی تھی، اس میں حجاج اموی افواج کا سپہ سالارِ اعلیٰ تھا۔عقل اسے تسلیم نہیں کرتی کہ حجاج جیسے نامور شخص سے اس کا قبیلہ پوچھا جائے۔ان دنوں کون نہیں جانتا تھا کہ حجاج کا تعلق ثقیف سے ہے۔مزید برآں یہ روایت ابشیہی کی کتاب **المستطرف فی کل فن مستظرف** سے ماخوذ ہے۔یہ کتاب تاریخی مآخذ کے درمیان مقام نہیں بنا سکی۔

ہماری دانست میں روایت کا جو اسلوب ہے اس کے پیشِ نظر بھی اس دور سے اس روایت کی نسبت درست نہیں کیونکہ روایت کی زبان پھسپھسی اور بتکلف مسجع و مقفیٰ ہے۔زبان و بیان کا یہ اسلوب بعد کے ادوار میں متعارف ہوا تھا۔اس مکالمے اور حجاج کے خطابات کے اسلوب کا سادہ سا موازنہ کیا جائے تو دونوں اسالیب کے درمیان جو واضح فرق ہے وہ عیاں ہو جاتا ہے۔

یہ بات بھی عقل میں نہیں آتی کہ مسعودی کا ذکر کردہ قصہ صحیح ہے۔اس قصے کا آغاز خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ اور مہلب بن ابی صفرہ کے ایک مکالمے سے ہوتا ہے۔اس مکالمے کا ہونا بھی بہت حد تک ناممکن ہے۔عقل اس بات کو کیسے تسلیم کرے کہ مہلب بن ابی صفرہ نے عبدالملک رحمہ اللہ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ جب تک وہ باغیوں کو ان سے دور کر رہا ہے، خراج اسے ملے گا؟! یہ بات بھی عقل میں کیسے آئے کہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ اس سلسلے میں مہلب سے سودے بازی کرتے ہیں۔مہلب کہتا ہے کہ دو تہائی خراج اسے ملے گا۔خلیفہ انکار کرتے ہیں تو مہلب نصف خراج کی شرط لگاتا اور قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس سے کم وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرے گا۔①

سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ سمع وطاعت، متانت اور خلافت کے ساتھ اخلاص کے لیے مشہور تھا۔اس جیسا باوقار اور سنجیدہ سپہ سالار عبدالملک رحمہ اللہ سے یہ سودا کیسے کرسکتا ہے؟! عقل اسے تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ جیسے خود دار اور غیرت مند شخص سے کوئی سپہ سالار اس قسم کی سودے بازی کی جرأت کرے، اسے بھی دل نہیں مانتا۔

اسی روایت میں آگے چل کر مسعودی کم وبیش وہی قصہ بیان کرتا ہے جو ابشیہی نے بیان کیا تھا۔ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عراق کی مہم کون سرانجام دے گا۔حجاج کہتا ہے کہ یہ مہم میں سرکروں گا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ پوچھنے پر بھی حجاج ہی خود کو اس مہم کے لیے پیش کرتا ہے۔اس پر عبدالملک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''تم ہی اہل عراق کو سیدھا کرنے والا اوزار ہو۔''

حجاج کو ولایت عراق دیے جانے کے سلسلے میں جو روایات وضع کی گئی ہیں، ان میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ حجاج نے عبدالملک رحمہ اللہ کو لکھا:

''میں نے حجاز کو بائیں ہاتھ سے قابو کررکھا ہے اور میرا دایاں ہاتھ خالی ہے۔''②

یہ زیاد کے قول کی واضح تقلید ہے جو اس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ

''میں نے عراق کو بائیں ہاتھ سے قابو کررکھا ہے اور میرا دایاں ہاتھ خالی ہے۔''③

اس تقلید کا سبب ممکن ہے مؤرخین کی یہ بات ہو کہ حجاج (طرز حکومت کے لحاظ سے) زیاد کے نقش قدم پر چلتا تھا، جس طرح زیاد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتا تھا۔مؤرخین کا قول ہے:

''زیاد نے عمر بن خطاب کی مشابہت اختیار کی تو سخت فیصلے کیے اور حجاج نے زیاد کی مشابہت اختیار کی تو تباہی و بربادی اور ہلاکت پھیلائی۔''④

---

①مروج الذھب: ۲/ ۹۴.

②سرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۰۵.

③العقد الفرید: ۳/ ۷، وشذرات الذھب: ۱/ ۸۵.

④ حوالہ مذکورہ: ۳/ ۷، والبیان والتبیین للجاحظ: ۲/ ۵۱، والمعارف لابن قتیبۃ: ۱/ ۳۲۹، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۱۱۹، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ ملاقاتوں کی بات ہو رہی ہے، ہم یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ تاریخی کتابوں کا اس پر اتفاق ہے حجاج ایک ہی مرتبہ خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ سے ملنے آیا تھا۔① لیکن صاحب انساب الاشراف کی یہ انفرادی رائے ہے کہ حجاج ایک سے زائد مرتبہ عبد الملک رحمہ اللہ سے ملنے آیا تھا۔②

یہ امر قابل فہم ہے کہ حجاج حجاز کے عمائدین کے ہمراہ متعدد دفعہ خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ سے ملنے شام آیا تھا۔ ان میں سے ایک تو وہ فطری ملاقات تھی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد ہوئی تھی۔ یہ ملاقات لامحالہ ہونی ہی تھی۔ امر راجح یہ ہے کہ اس ملاقات میں محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بھی حجاج کے ہمراہ تھے۔ یہ بھی یقینی ہے کہ دوسری ملاقات میں ابراہیم بن طلحہ امیر حجاج کے ہمراہ تھے۔ اس ملاقات میں ابراہیم بن طلحہ اور خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ کے درمیان تبادلہ خیال ہوا۔ مؤرخین کے بقول اسی ملاقات میں حجاج کو ولایت عراق حاصل ہوئی تھی۔③

مؤرخین نے ایک تیسری ملاقات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جس میں عیسیٰ بن طلحہ اور عمر بن عبد الرحمن بن عوف بھی شامل تھے۔ اس ملاقات میں عیسیٰ بن طلحہ سے بھی وہی باتیں کہلوائی گئی ہیں جو ابراہیم بن طلحہ نے کہی تھیں اور ان سے وہی نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔④

ہماری نظر میں وہ باتیں جو مختلف وفود کی زبانی کہلوائی گئی ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو وہ خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ کی سوجھ بوجھ اور معاملہ فہمی ہی کی دلیل ہیں۔ انھوں نے بظاہر اہل حجاز کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے حجاج کو حجاز کی ولایت سے سبکدوش کر دیا تھا لیکن درحقیقت وہ عراق میں حجاج سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ عراق کی جو سیاسی صورت حال ان دنوں تھی، اس کے پیش نظر وہاں ایک مضبوط اور پختہ کار والی کی ضرورت تھی جو عراق کو سیاسی استحکام سے ہمکنار کرتا۔ یوں امیر حجاج کو عراق کی ولایت دے دی گئی۔

ہمارے نقطۂ نظر کی تائید اس خط سے ہوتی ہے جو خلیفہ نے حجاج کو لکھا تھا۔ خط کا متن کچھ یوں تھا:

”أما بعد یا حجاج فقد ولیتک العراقین صدقة فاذا قدمت الکوفة فطأها وطأة

①العقد الفرید: ۱/۱۴۹، وثمرات الاوراق: ص ۲۲۶، وسرح العیون لابن نباته: ص ۱۰۵، ۱۰۶.
②انساب الاشراف للبلاذری: ۵/۳۷۴.
③العقد الفرید: ۱/۱۴۹، ۱۵۰، وسرح العیون لابن نباته: ص ۱۰۵، ۱۰۶، وثمرات الاوراق: ص ۲۲۶.
④انساب الاشراف: ۱۱/۱۶۶، ۱۶۷.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یتضاءل أمامها أهل البصرة و ایاک و هوینی الحجاز فان القائل یقول هناک ألفا ولا یقطع بها حرفاً، وقد رمیت بک الغرض الأقصی فارمه بنفسک و أرد ما أردته بک والسلام۔"

''امابعد! حجاج، میں نے تمہیں عراقین (کوفہ وبصرہ) کا والی بنا دیا ہے۔ جب تم کوفہ جاؤ تو اہل کوفہ پر اتنا دباؤ ڈالو کہ اسے دیکھ کر بصرہ والے بھی کمزور پڑ جائیں۔ حجاز والی نرم روی مجھے یہاں نہیں چاہیے کیونکہ وہاں کہنے والا کہنے کو تو بہت کچھ کہتا ہے لیکن اس کا ایک لفظ بھی قطعی نہیں ہوتا۔ اب میں نے تمھیں ایک دور کے ہدف پر پھینکا ہے تو تم اس ہدف پر جا لگو اور میں نے تم سے جو کچھ چاہا ہے تم بھی خود سے وہی چاہو۔ والسلام۔''①

اس خط میں عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو آئندہ کا لائحہ عمل بتا دیا تھا کہ حجاز میں اس نے جو پالیسی اپنائی تھی وہ عراق کے لیے کارگر نہیں اور اسے وہ ہدف حاصل کرنا ہے جس کے لیے اسے عراق بھیجا گیا ہے۔ اسے عراق میں حکومتی نظام بحال کرنا تھا اور کوفی وبصری سپاہیوں میں فرمانبرداری کی روح بیدار کرنی تھی جو بشر بن مروان کی وفات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خوارج کے خلاف اپنے سپہ سالار مہلب رحمہ اللہ کو رامہرمز کے میدان جنگ میں تنہا چھوڑ آئے تھے۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج سے کہا کہ وہ تادیبی کارروائی کا آغاز کوفہ سے کرے تاکہ اہل بصرہ اس کے متعلق سن کر خود بخود راہِ راست پر آ جائیں۔ یوں یہ سرکش لوگ حکومتی نظام کے دائرے میں آ جائیں گے اور فتنہ انگیزی سے دستبردار ہو جائیں گے۔ چنانچہ امیر حجاج بن یوسف نے اسی پالیسی پر عملدرآمد کیا۔

کوفہ روانگی اور اہل کوفہ سے خطاب

حجاج کو ۷۵ھ کے وسط میں ② ولایت عراق کا عہد نامہ ملا ③ تو وہ مدینہ سے روانہ

① تاریخ الیعقوبی: ۳/۱۹، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۴۴۔
② تاریخ الطبری: ۵/۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۳، والبدایة والنهایة: وعقد الجمان: ۱۱/۳۰۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۰، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/۴۵۲، صاحب کنز الدرر (۴/۲/۱۴۵) کی روایت ہے کہ عراق پر حجاج کی ولایت ۷۷ھ میں قائم ہوئی تھی۔
③ تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/۴۶، یہ ابومخنف کی روایت ہے۔ بلاذری کی روایت ہے کہ حجاج رجب میں کوفہ پہنچا تھا، انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۳۔ طبری کی ایک اور روایت نیز ابن اثیر، ابن کثیر، عینی اور ابن خلدون کی روایت یہ ہے کہ حجاج رمضان میں کوفہ پہنچا تھا، تاریخ الطبری: ۵/۴۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۶، والبدایة ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔①

وہ دن چڑھے بارہ سواروں کے ہمراہ کوفہ پہنچا۔②

==>والنهاية: ۹/۸، وعقد الجمان: ۱۱/۳۰۰، وتاریخ ابن خلدون: ۲/۴۱۔ ہماری رائے میں حجاج شعبان سے پہلے کوفہ میں داخل ہوا تھا کیونکہ وہ لوگوں کو مہلب کے پاس اکٹھا کرنے کے لیے شعبان کے آغاز میں راست قبا داترا تھا، تاریخ الطبری: ۵/۴۶، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ امیر حجاج نے ۲۰ رمضان ۷۵ھ کو مہلب کو لکھا تھا کہ وہ خوارج کا مقابلہ کرے، تاریخ الطبری: ۵/۴۶، مہلب کی فوج نے اسی سال ۲۰ رمضان کو خوارج کو رامہرمز سے نکال باہر کیا تھا، تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/۴۶، وعقد الجمان: ۱۱/۳۰۳، والبدایة والنهایة: ۹/۱۱)

① تاریخ الطبری: ۵/۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۳، والبدایة والنهایة: ۹/۷، والمختصر فی اخبار البشر: ۱/۱۹۶، وعقد الجمان: ۱۱/۳۰۰، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/۴۵۲)

② تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۲۳، وفوات الوفیات: ۵/۴۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۰، والبدایة والنهایة: ۹/۷، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/۴۵۲، ذہبی رحمہ اللہ کے ہاں ایک روایت یہ ہے۔ ابن عساکر (۴/۵۲) کی روایت اور ذہبی رحمہ اللہ کی دوسری روایت (۳/۴۵۲) یہ ہے کہ حجاج آٹھ یا نو سواروں کے ہمراہ کوفہ میں داخل ہوا تھا۔ صاحب امامہ وسیاسہ کی ایک انفرادی روایت ہے جسے واقعاتی منطق درست قرار نہیں دیتی، نہ کوئی اور تاریخی ماخذ اس روایت میں اس کے ساتھ شریک ہے۔ وہ روایت (۲/۲۶،۲۵) یہ ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ اہل عراق کی طرف پیش قدمی کرے اور ان کے قتل عام کا کوئی حیلہ اختیار کرے۔ حجاج پانچ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا جس میں ہزار شامی سورما اور چار ہزار مختلف جنگجو شامل تھے۔ ان میں سے دو ہزار جنگجوؤں کے ساتھ وہ اس وقت آگے بڑھا جب اہل بصرہ جمعے کی نماز کے لیے مسجد میں آ چکے تھے۔ وہ بصرہ کے قریب پہنچا تو سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے دروازوں پر پھیل جائیں۔ ہر دروازے پر سو جنگجو تلواریں چادروں میں چھپائے کھڑے ہو جائیں۔ وہ جب مسجد کے اندر شور وغوغا سنیں تو مسجد کے دروازے سے نکلنے والے کسی شخص کا سر اس کے دھڑ پر سلامت نہ رہے۔ مسجد کے اٹھارہ دروازے تھے۔ حجاج کے سپاہی مسجد کے دروازوں پر تلواریں چادروں میں چھپائے نماز کا انتظار کرنے لگے۔ اب حجاج مسجد میں داخل ہوا۔ اس کے آگے اور پیچھے سو سو آدمی تھے۔ وہ سب اپنی تلواریں چادروں میں چھپائے ہوئے تھے۔ حجاج نے ان سے کہا: میں لوگوں سے خطاب کروں گا اور وہ مجھے کنکر ماریں گے۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اپنا عمامہ اتار کر گھٹنے پر لٹکا دیا ہے تو تم تلواروں کے وار شروع کر دو اور اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو (ڈٹے رہو)، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حجاج مسجد میں داخل ہوا۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ وہ منبر پر چڑھا اور حمد وثنا کے بعد کہنے لگا:

"أیها الناس، ان أمیر المومنین عبد الملک أمیر استخلفه الله عز وجل فی بلاده وارتضاه إماماً علی عباده، وقد ولانی مصرکم وقسمة فیئکم، وأمرنی بإنصاف مظلومکم وإمضاء الحکم علی ظالمکم، وصرف الثواب الی المحسن البریء والعقاب الی العاصی المسیء، وانا متتبع فیکم امره ومنفذ فیکم عهده وأرجو بذلک من الله عز وجل المجازاة ومن خلیفته المکأفاة، واخبرکم أنه قلدنی بسیفین حتی تولیته إیای علیکم: سیف رحمة وسیف عذاب ونقمة، أما سیف الرحمة فسقط منی فی الطریق وأما سیف النقمة فهو هذا." <==

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سیدھا مسجد میں داخل ہوا① اور منبر پر جا چڑھا۔ چہرے پر خز کا سرخ (نیم ریشمی) ڈھاٹا بندھا تھا۔② تلوار گلے میں حمائل تھی۔کمان کاندھے پر لٹک رہی تھی۔③

اس نے کہا لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔لوگ کھڑے ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ وہ اتنی دیر تک خاموش رہا کہ لوگوں کو فکر ہونے لگی اور ان کا دل چاہنے لگا کہ وہ بولے اور اس کی بات سنی

==> ''لوگو! امیر المومنین عبدالملک وہ امیر ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک کا خلیفہ بنایا اور اپنے بندوں کے لیے بطور امام پسند کیا ہے۔ انھوں نے مجھے تمھارے شہر کا والی بنایا اور تمھارے مال غنیمت کی تقسیم کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھارے مظلوم کو انصاف دلاؤں، تمھارے ظالم پر حکم جاری کروں، بے گناہ و نیکوکار کو جزا دوں اور گناہ گار مجرم کو سزا دوں۔ میں تمھارے متعلق ان کے حکم کی تعمیل کروں گا اور تمھارے بارے میں ان سے کیا عہد نبھاؤں گا۔ میں اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے جزا اور اس کے خلیفہ سے معاوضے کا امیدوار ہوں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ انھوں نے جب مجھے تمھارا والی بنایا تو دو تلواریں میرے حمائل کیں، شمشیر رحمت اور شمشیر عذاب۔ شمشیر رحمت تو راستے میں مجھ سے گر پڑی تھی۔ اور رہی شمشیر عذاب تو وہ موجود ہے۔''

اس پر لوگوں نے حجاج کو کنکر مارے۔حجاج نے اپنی پگڑی اتار کر گھٹنے پر ٹکا دی۔تلواریں گردنیں اڑانے لگیں۔ اس موقع پر ستر ہزار سے زائد افراد قتل کر دیے گئے۔ اتنی خونریزی کی گئی کہ بہتا ہوا لہو مسجد کے دروازے سے نکل کر گلی کوچوں میں پھیل گیا۔

مسعودی کی روایت (۲/ ۹۵) یہ ہے کہ حجاج قادسیہ تک چلتا گیا۔ یہاں اس نے اپنی سپاہ کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ خود ایک اونٹ منگایا جس پر صرف پالان بندھا تھا، اس پر کوئی گدا یا نرم بستر نہیں تھا۔ وہ اس اونٹ پر سوار ہو کر اکیلا شہر میں داخل ہوا۔

امامہ وسیاسہ کی یہ روایت اتنی از کار رفتہ ہے کہ ہمیں اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں۔ شروع سے آخر تک اس کے غلط ہونے کی وجوہات نمایاں ہیں۔ اسی طرح ہم مسعودی کی روایت پر تبصرے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے۔ اس نے، جیسے کہ ہم بیان کر آئے ہیں، یہ کہا ہے کہ یہ لشکر شام سے روانہ ہوا تھا لیکن نہ تو دیگر تاریخی ماخذوں نے بتایا ہے نہ خود اس نے کہ اس لشکر کا پھر کیا بنا۔ بعد میں اس کا ذکر بھی کہیں نہیں۔

① تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/ ۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۲، والبدء والتاریخ: ۶/ ۲۹، ابن عساکر (۴/ ۵۲) اور ابن کثیر (۹/ ۷) کی روایت ہے کہ حجاج قصر امارت کے قریب اترا، پھر مسجد میں داخل ہوا۔ ابن عساکر (۴/ ۵۲) کی یہ بھی روایت ہے کہ اس نے کوفہ میں داخلے کے لیے بطور خاص جمعے کے دن کا انتخاب کیا۔ لوگ جمعے کے لیے آئے تو اس نے ان سے خطاب کیا۔ ذہبی نے تاریخ اسلام (۳/ ۴۵۲) میں اور ابن کثیر (۹/ ۷) نے ابن عساکر کی موافقت کی ہے۔ بلاذری کی روایت انساب الاشراف (۱۱/ ۲۷۳) میں یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو خطبہ دیا، پھر منبر سے اتر کر ''سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ'' پڑھی۔

② تاریخ الطبری: ۵/ ۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۳، والبدایة والنهایة: ۹/ ۷۔

③ الکامل للمبرد، وتاریخ دمشق لابن عساکر: ۴/ ۵۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے۔① بہت شور شرابا اور بڑی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔کچھ تو جانتے تھے کہ یہ نیا امیر ہے۔② جو نہیں جانتے تھے وہ حجاج اور اس کے رفقاء کو خوارج سمجھ رہے تھے۔③ کیونکہ وہ جس طریقے سے مسجد میں آئے تھے وہ خوارج کا طریقہ تھا۔حجاج کی خاموشی نے طول پکڑا تو عمیر بن ضابی نے حاجب بن زرارہ، عبدالرحمان بن اشعث اور اس کے لڑکے محمد سے کہا: کیا میں اسے کنکر ماروں؟④ اس نے کنکر اٹھائے۔ ان لوگوں نے اس سے کہا: سننے دے، کیا کہتا ہے۔عمیر نے کہا: بنو امیہ پر خدا لعنت کرے جنھوں نے اس جیسے کو امیر بنا کر بھیج دیا۔عراق کا امیر اگر یہ ہے تو پھر عراق کا خدا ہی حافظ ہے۔اگر یہ اسی طرح بیٹھا رہا تو سمجھ لو کہ یہ کچھ بھی نہیں۔⑤ محمد بن عمیر بن عطارد نے کہا: اس پر اور جس نے اسے بھیجا ہے، اس پر خدا کی لعنت ہو۔انھوں نے ایسا غلام ہمارے پاس بھیج دیا ہے جسے بولنا ہی نہیں آتا۔⑥ اللہ اسے مارے۔یہ کسی قدر غبی اور کتنا مذموم ہے۔دیکھ لینا، جیسا نظر آتا ہے ویسی ہی کوئی بیکار سی بات کرے گا۔⑦ اس نے حجاج کو مارنے کے لیے کنکر ہاتھ میں لیے۔ساتھ والے آدمی نے اس سے کہا: ٹھہر، جلدی مت کر، دیکھ تو لے، کیا کہتا ہے۔⑧ کچھ لوگوں نے کہا: اعرابی ہے بے چارہ، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کہے۔⑨ بعض نے کہا: اس کی زبان بند ہے۔یہ بول ہی نہیں سکتا۔⑩ یہ چہ میگوئیاں جاری تھیں کہ

① تاریخ ابن عساکر: ۴/۵۲، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۳/۴۵۳، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/۷۔
② الکامل للمبرد: ص ۲۱۵، والمستطرف للابشیھی: ۱/۵۱۔
③ تاریخ الطبری: ۵/۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۱، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۳۰۰۔
④ فوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۴۷، ابشیھی کی روایت ہے کہ عمیر بن ضابی نے اپنے ایک دوست سے کہا کیا میں اسے گالی دوں؟ لوگوں نے اس سے کہا: ٹھہر، سننے تو دے، کیا کہتا ہے۔تب عمیر نے یہ بات کہی، ۱/۵۱
⑤ فوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۴۸، والمستطرف للابشیھی: ۱/۵۱۔
⑥ العقد الفرید لابن عبد ربہ: ۳/۶۔
⑦ تاریخ الطبری: ۵/۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۳، والبدایۃ والنہایۃ: ۶/۸، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۱۷۔
⑧ العقد الفرید: ۳/۶، عمال حکومت اور امراء کی آؤ بھگت کنکروں سے کرنا اہل کوفہ و بصرہ کے لیے نئی بات نہیں تھی۔اس سے پہلے بھی انھوں نے ایک عامل کو کنکر مارے تھے جس کے نتیجے میں وہ انھیں چھوڑ کر چلا گیا، تاریخ ابن عساکر: ۴/۵۲، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/۷، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۳/۴۵۳، ان کتابوں میں جس عامل کا ذکر کیا گیا ہے وہ شاید عمرو بن حریث تھا جسے اہل کوفہ نے امیر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس وقت کنکر مارے تھے جب وہ منبر پر بیٹھا تھا۔وہ عبیداللہ بن زیاد کے بعد کوفہ کا والی بنا تھا۔جب اسے کنکر مارے گئے تو اس کے بعد وہ گھر میں بیٹھ گیا، تاریخ الطبری: ۴/۴۰۳۔
⑨ مروج الذہب: ۲/۹۵۔
⑩ حوالہ مذکورہ: ۲/۹۵، وفوات الوفیات: ۵/۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج یکدم اٹھ کھڑا ہوا اور چہرے سے ڈھاٹا ہٹا کر کہنے لگا۔

أَنَا ابْنُ جَلاَ وَطَلاَّعُ الثَّنَايَا مَتَى أَضَعِ الْعِمَامَةَ تَعْرِفُوْنِیْ

یا أهل الكوفة انی لأری رؤوساً قد أینعت وحان قطافها وأنی لصاحبها وكأنی أنظر ألی الدماء بین العمائم واللحی.

هٰذَا اَوَانُ الشَّدِّ فَاشْتَدِّی زِیَمْ قَدْ لَفَّهَا اللَّیْلُ بِسَوَّاقٍ حُطَمْ

لَیْسَ بِرَاعِي إِبِلٍ وَلاَ غَنَمْ وَلاَ بِجَزَّارٍ عَلَى ظَهْرِ وَضَمْ

قَدْ لَفَّهَا اللَّیْلُ بِعَصْلَبِیِّ اَرْوَعِ خَرَّاجٍ مِنَ الدَّوِیِّ

مُهَاجِرٍ لَیْسَ بِاَعْرَابِیِّ

قَدْ شَمَّرَتْ عَنْ سَاقِهَا فَشُدُّوْا وَجَدَّتِ الْحَرْبُ بِكُمْ فَجُدُّوا

وَالْقَوْسُ فِیْهَا وَتَرٌ عُرُدٌ مِثْلُ ذِرَاعِ الْبِكْرِ اَوْ اَشَدُّ

لاَبُدَّ مِمَّا لَیْسَ مِنْهُ بُدُّ

ترجمہ: ''میں ایک بلند مرتبہ سردار کا فرزند اور ایک گرم و سرد چشیدہ آدمی ہوں۔ جب میں عمامہ اتاروں گا تو تم مجھے پہچان لوگے۔

اے اہل کوفہ! میں سروں کی ایک فصل دیکھ رہا ہوں جو پک کر تیار ہے اور اس کی کٹائی کا وقت آن پہنچا ہے۔اس کی کٹائی میں کروں گا۔ گویا میں پگڑیوں اور ڈاڑھیوں کے درمیان خون دیکھ رہا ہوں۔

یہ تیز دوڑ کا وقت ہے، سوائے زِیَم! تیز دوڑ۔ ان جانوروں کو رات لپیٹ لے گئی اس چرواہے کے ساتھ جو جانوروں کو بھگا بھگا کر مار ڈالتا ہے۔ وہ اونٹوں اور بکریوں کا چرواہا نہیں۔ نہ وہ لکڑی پر گوشت کاٹنے والا قصائی ہے۔

رات ان جانوروں کو لپیٹ لے گئی ایک مضبوط ڈیل ڈول کے زبردست آدمی کے ساتھ جو صحراؤں کو تیزی سے طے کر جاتا ہے۔ وہ مہاجر ہے۔ وہ اعرابی نہیں۔ جنگ نے اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا ہے، اس لیے حملہ آور ہو جاؤ۔ جنگ تمھیں کاٹ رہی ہے، تم بھی اسے کاٹ ڈالو۔ کمان کی تانت بڑی مضبوط ہے۔ اونٹ کے بازو کی طرح یا اس سے بھی سخت۔ جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کوئی چارہ نہیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔''

''اہل عراق! واللہ، جس شے کی کوئی حقیقت نہیں وہ مجھے پریشان نہیں کرتی۔ میرے پہلوؤں کو انجیر کی طرح محض ہاتھ لگا کر نہیں دیکھا گیا کہ کچا ہے یا پکا۔ میری ذہانت کو پرکھا گیا اور میرے تجربے کی جانچ کی گئی ہے۔ امیر المومنین نے، اللہ ان کی عمر لمبی کرے، اپنے ترکش کے تیر اپنے سامنے پھیلائے اور ان کی لکڑیوں کو چبا کر دیکھا۔ انھوں نے میری لکڑی کو زیادہ پختہ اور زیادہ مضبوط پایا تو مجھے تم پر برسا دیا۔ تم فتنے میں ہمیشہ تیزی سے گھس جاتے ہو۔ تم ضلالت کی خواب گاہوں میں سوتے ہو۔ واللہ، میں تمھیں سلمہ درخت کی طرح باندھ دوں گا اور تمھیں بگڑے ہوئے اونٹوں کی مار ماروں گا۔ تم اس بستی کے باسیوں جیسے ہو جو پر امن اور مطمئن تھی۔ اسے اس کا رزق ہر جگہ سے وافر مقدار میں آتا تھا۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس چکھایا بوجہ اس کے جو وہ کرتے تھے۔

میں واللہ جو کہتا ہوں، کر گزرتا ہوں۔ جو ارادہ کرتا ہوں، اسے پورا کرتا ہوں اور جو بات میرے فکر کے پیمانوں میں آجائے اسے عمل کے سانچے میں ڈھال دیتا ہوں۔ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں تمھارے وظائف دے کر مہلب بن ابی صفرہ کے پاس دشمن کے مقابلے میں بھیج دوں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص وظیفہ لینے کے تین دن بعد مجھے یہاں دکھائی دیا، اس کی میں گردن ماردوں گا۔ ①

① **الکامل للمبرد:** ص ۲۱۵، ادب یا تاریخ کی شاید ہی کوئی کتاب ہے جس میں یہ خطاب نہیں آیا۔ چنانچہ اسے کم وبیش انھی الفاظ میں جاحظ نے **البیان والتبیین** (۲/ ۲۴۶، ۲۴۷) میں، ابن عبدربہ نے **العقد الفرید** (۳/ ۶، ۷) میں، اصفہانی نے **الاغانی** (۱۳/ ۳۶) میں، بلاذری نے **انساب الاشراف** (۱۱/ ۲۶۷۔۲۷۱) میں، طبری نے **تاریخ الامم والملوک** (۵/ ۴۱، ۴۲) میں، مسعودی نے **مروج الذھب** (۲/ ۹۵، ۹۶) میں، ابن اثیر نے **الکامل** (۴/ ۳۳، ۳۴) میں، قلقشندی نے **صبح الاعشی** (۱/ ۲۱۸، ۲۱۹) میں، ابن عساکر نے **تاریخ دمشق** (۴/ ۵۳، ۵۴) میں اور ابن کثیر نے **البدایة والنھایة** (۹/ ۸) میں روایت کیا ہے۔ ہم نے یہ روایت یہاں مبرد کے الفاظ میں لی ہے جس کی دو وجہیں ہیں: پہلی، مبرد ایک قدیم اور روایت کے اعتبار سے ثقہ ماخذ ہے۔ دوسری، مبرد کے الفاظ جاحظ، ابن عبدربہ، اصفہانی اور طبری جیسے قدیم ادباء اور مؤرخین کے بیان کردہ الفاظ سے زیادہ مختلف نہیں۔ طبری کے ہاں اس خطاب کی دو روایات ہیں جن میں پہلی روایت مبرد کے قریب ہے۔ دیگر مآخذ جن میں مسعودی، بلاذری، قلقشندی، ابن عساکر اور ابن کثیر نمایاں ہیں، وہ ایک تو متاخر ہیں، دوسرے انھوں نے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج جس طرح مسجد میں آیا اور منبر پر بیٹھا تھا، اس کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عراق میں حجاج کی سیاسی پالیسی اول روز سے کامیاب پالیسی تھی۔ اس نے اہل عراق پر ایک طرح سے نفسیاتی اثر ڈالا تھا۔ یوں اس نے ان لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور ان کے کانوں کو اپنی زبردست تقریر سننے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ ان میں سے بعض کے دل میں بنوامیہ کے بارے میں جو حقارت کا جذبہ بیدار ہوا تھا کہ بنوامیہ نے ایسے بیکار آدمی کو عراق کی ولایت سونپ دی ہے، حجاج اسے زائل کرنے میں بھی پوری طرح کامیاب رہا۔ لوگوں کی حیرت جب عروج پر پہنچ گئی تو حجاج نے چہرے سے ڈھاٹا ہٹایا اور اس طرح بولا کہ دل اس کی باتوں سے سیر ہو گئے اور کانوں میں اس کی آواز گونجنے لگی۔

حجاج کے اس خطاب کی روشنی میں اس کا طرز سیاست کچھ اس طرح آشکار ہوتا ہے کہ

اول: اس کی آمد نے لوگوں کو حیران کیا، پھر اس نے انھیں دکھایا کہ وہ ایک مضبوط و مستحکم شخصیت کا مالک ہے۔ اس نے ان پر واضح کیا کہ معاملہ کیسا ہی پیچیدہ ہو، کوئی شے اس کے ارادوں کی تعمیل کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔

دوم: وہ پہلے سے جانتا تھا کہ اہل عراق شریر لوگ ہیں جو اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔ یوں وہ عراق آنے سے پہلے اہل عراق کے حالات سے واقف تھا۔

سوم: اس نے انھیں صورتِ حال کی نزاکت سے آگاہ کیا اور اس کے پیش نظر حسب حال تگ ودو پر آمادہ کیا۔ اس نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ انھیں ساتھ لے کر آہستہ نہیں چلے گا کیونکہ عسکری احتیاج تیز رفتاری کا تقاضا کر رہی ہے اور اس نے اس احتیاج کی تکمیل کا ذمہ لیا ہے۔ وہ ایک تجربہ کار شخص ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگ کیا سوچتے ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ نرم روسیاست یہاں کام نہیں دے گی۔ مہلب کو جو وہ میدان معرکہ میں تنہا چھوڑ آئے ہیں، یہ ان کا گناہ تھا۔

چہارم: وہ قوی ہے۔ وہ ان سے ڈرتا نہیں۔ امیر المومنین نے اسے عراق تبھی سونپا جب یہ دیکھا کہ وہ مضبوط اور ناقابل شکست ہے۔ امیر المومنین نے ان کی تادیب کے لیے اس کا انتخاب کیا کیونکہ وہ

==> مبرد کے الفاظ ذکر کر کے ان پر کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ ابن اثیر نے منفرد ہو کر یہ کیا ہے کہ طبری کی ایک روایت دوسری میں ضم کر کے اسے ایک خطاب بنا دیا ہے۔ مبرد کی روایت ہم نے عظیم مؤرخ ابن خلدون کی موافقت میں اختیار کی ہے۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس کی سب سے اچھی روایت مبرد نے اپنی کتاب الکامل میں ذکر کی ہے، **العبر و دیوان المبتدا والخبر**: ۴۱/۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنہ پرور لوگ ہیں۔

پنجم: حجاج نے ان کے لیے کسی جگہ اکٹھا ہونا ممنوع قرار دے دیا تا کہ ڈسپلن قائم رہے اور ممکنہ بغاوتی تحریک کا سد باب ہو سکے۔

عصر جدید میں بھی نازک سیاسی صورتِ حال درپیش ہو تو انتشار و افتراق کے سد باب کے لیے یہی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ یوں حجاج اس طریقے کا پیش رو ہے جس نے عصر جدید کو یہ طریقہ عطا کیا۔ حجاج نے ان لوگوں کے لیے چہ میگوئیاں بھی ممنوع قرار دیں اور ایسی افواہوں کی بھی روک تھام کی جو مخصوص سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے پھیلائی جاتی ہیں۔ ایسی افواہیں معاشرے میں انارکی کو فروغ دیتی اور سپاہ کے حوصلے پست کرتی ہیں۔

ششم: حجاج نے انھیں اس سخت گیری کی حکمت سے بھی آگاہ کیا کہ اگر مجرمان کو دندنانے کے لیے چھوڑ دیا گیا تو نہ خراج اکٹھا ہو سکے گا اور نہ دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے گا۔ ایسے میں سرحدوں کا تحفظ بھی نہیں ہو سکے گا۔

ہفتم: حجاج نے اعلان کیا کہ وہ انھیں ان کے وظائف دینے کے بعد دشمن کے مقابلے میں بھیج دے گا اور جو شخص وظیفہ حاصل کرنے کے تین دن بعد دکھائی دے گا اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ یہ سزا بھی دور جدید سے پہلے حجاج نے دی۔ عصر حاضر میں بھی میدان جنگ سے فرار ہونے والے سپاہی کی سزا موت رکھی گئی ہے۔

حجاج کے اختیار کردہ یہ طریقے اس دور کے مسلمانوں کو عجیب و غریب معلوم ہوئے تھے کیونکہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ادوار میں میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے والے سپاہی کی سزا یہ تھی کہ اس کی پگڑی اتار کر اس کی تشہیر کی جاتی تھی۔ مصعب بن زبیر کے دور امارت میں یہ سزا سر اور ڈاڑھی مونڈ کر دی جاتی تھی۔ بشر بن مروان کے دور امارت میں بطور سزا ایسے سپاہی کے ہاتھ دیوار پر ٹکا کر ان میں کیلیں ٹھونک دی جاتی تھیں۔ ①

اس سلسلے میں حجاج کے متعلق انصاف کی بات یہ ہے کہ اسے عراق میں جیسے حالات کا سامنا تھا، ان کا تقاضا تھا کہ وہ نسبتاً زیادہ سختی سے کام لیتا۔ چنانچہ اس نے جو سیاسی پالیسی اس سلسلے میں وضع کی، اس پر عملدرآمد کیا اور ان عسکری قوانین کے نفاذ سے مطلوبہ نتائج حاصل کیے۔

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۷۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۶، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بطور امیر اپنے پہلے خطاب میں اپنی سیاسی پالیسی بتانے کے بعد حجاج نے غلام سے کہا کہ ان لوگوں کو امیر المومنین کا خط پڑھ کے سناؤ۔ غلام نے پڑھنا شروع کیا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم، من عبدالملک بن مروان الی من بالکوفۃ من المسلمین، سلام علیکم.''

''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔عبدالملک بن مروان کی طرف سے مسلمانانِ کوفہ کے نام۔سلام علیکم۔''

کسی نے سلام کا جواب نہ دیا۔ حجاج نے غلام سے کہا: ٹھہرو، پھر نہایت غصے میں آ کر اہل کوفہ سے مخاطب ہوا:

''یا اھل العراق، یا عبید العصا، یسلم علیکم امیر المومنین، فلا یرد راد منکم السلام، أما واللہ لأءدبنکم أدبًا غیر ھذا الأدب.''

''اے اہل عراق! اے لٹھ کے غلامو! امیر المومنین تمھیں سلام کہتے ہیں لیکن تم میں سے کوئی ان کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔ واللہ! میں تمھیں یہ نہیں، کوئی اور ادب سکھاؤں گا۔''①

غلام! پڑھو۔ اب کے غلام سلام پر پہنچا تو مسجد میں بیٹھے ہر شخص نے کہا: وعلی امیر المومنین السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ②

خط پڑھ کے سنا دیا گیا تو حجاج نے لوگوں سے کہا:

''اب آ کر بیعت کر لو''۔ اس پر لوگ قبیلہ در قبیلہ آئے اور بیعت کرتے گئے۔ جس قبیلے کے لوگ آگے بڑھتے، حجاج ان کے متعلق پوچھتا۔③

---

①الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۴، وتاریخ الطبری: ۵/ ۴۴، والکامل للمبرد: ص ۲۱۶، ومروج الذھب: ۲/ ۹۶، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۴۸، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۴، بیشتر قدیم مآخذ کی روایت ہے کہ حجاج نے اس جملے سے پہلے یہ بھی کہا تھا: یہ ابن نہیہ والا ادب ہے۔ یہ الفاظ طبری، ابن عساکر اور مبرد کے ہیں۔ یا ابن فہیہ یا ابن اذینہ کہا تھا۔ یہ ابن شاکر کی روایت ہے۔ یا ابن سمیہ کہا تھا۔ یہ مسعودی کی روایت ہے۔ مسعودی، ابن شاکر اور مبرد کا خیال ہے کہ یہ حجاج سے پہلے عراقی پولیس کا سربراہ تھا۔

②تاریخ الطبری: ۵/ ۴۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۴، ومروج الذھب: ۲/ ۹۶، والکامل للمبرد: ص ۲۱۶، اس خط کا باقی متن ہمیں کسی ماخذ میں نہیں ملا۔

③تاریخ الاسلام للذھبی: ۳/ ۴۵۳، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۲، ذہبی اور ابن عساکر نے یہاں قبیلہ نخع کے متعلق ایک واقعہ بھی لکھا ہے۔ حجاج نے کمیل بن زیاد کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ بڑا==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیعت کے بعد حجاج کے حکم سے لوگوں کو ان کے وظائف دے دیے گئے۔① اس نے پھر قبائل کے سرداروں کو بلایا اور ان سے کہا لوگوں کو مہلب کے پاس بھیج دو اور مہلب کے تصدیقی خط مجھے لا کر دو کہ لوگ ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔② دیر مت کرنا ورنہ میں تم سب کی گردنیں اڑا دوں گا۔③ تین دن تک پل کے دروازے ہمہ وقت کھلے رہیں، نہ رات میں بند کیے جائیں نہ دن میں۔④ اس نے پولیس کے سربراہ یزید بن علاقہ سکسی سے کہا کہ اپنی تلوار کو درے کی طرح استعمال کرو اور تین روز کے بعد جو دکھائی دے اس کا خاتمہ کر دو۔⑤

اس تمام کارروائی کے بعد حجاج مسجد سے نکل کر قصر امارت پہنچا اور اس میں گویا گوشہ نشین ہو گیا۔⑥ اس کے بعد کوفہ میں دو ہی طرح کے لوگ تھے: یا تو وہ تھے جو نئے والی کے حکم کی تعمیل میں مہلب کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ یا وہ تھے جو یہ سوچ رہے تھے کہ انھیں اور ان کے کنبے قبیلے کو اس طاغیہ (ظالم وجابر) کے سلسلے میں کیا طرز عمل اختیار کرنا ہے جس نے اپنے دور امارت کا آغاز ہی دھونس دھمکی سے کیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو حجاج پر طیش آیا تھا انھوں نے اس سلسلے میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کیا اور ایک سازش تیار کر لی تھی۔ وہ تو پہلے ہی بغاوتیں کرنے میں مشہور تھے۔

چنانچہ تیسرے روز وہ لوگ بازار میں اکٹھے ہوئے اور بلند آواز سے تکبیر کے نعرے مارنے لگے۔ حجاج نے تکبیر کے غیر معمولی نعرے سنے تو ان کے پاس آ کر منبر پر چڑھا اور بولا:

”یا اهل العراق و اهل الشقاق و النفاق و مساوىء الاخلاق، انی سمعت تکبیرًا لیس بالتکبیر الذی یراد به وجه الله ولکنه التکبیر الذی یراد به الترهیب، وقد

==> بوڑھا ہے۔ حجاج نے کہا: نہ تم لوگوں کی بیعت، نہ تم میرے مقرب، پہلے کمیل کو لاؤ۔ لوگ اسے چار پائی پر اٹھا لائے اور منبر کے برابر میں رکھ دیا۔ حجاج نے کہا: ”سنو، قاتلین عثمان میں سے اس کے سوا کوئی نہیں بچا“۔ یہ کہہ کر اس نے چرمی فرش منگایا اور کمیل بن زیاد کی گردن ماردی گئی۔ ہماری رائے میں یہ واقعہ خود ساختہ ہے۔ کمیل بن زیاد تو ابن اشعث کی بغاوت میں اس کے ہمراہ تھا۔ اس کا ذکر آئندہ آتا ہے، ان شاء اللہ۔

① مروج الذهب: ۲/ ۹۶، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۴.
② انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۷۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۴، وتاریخ الطبری: ۵/ ۴۲.
③ انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۷۱.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۴۲، ومروج الذهب: ۲/ ۹۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۴.
⑤ انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۷۱.
⑥ البدایة والنهایة: ۹/ ۹، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/ ۵۱.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرفت أنها عجاجة تحتها قصف، یا بنی اللکیعة وعبید العصا وأبناء الأیامی، ألا یربع رجل منکم علی ظلعه ویحسن حقن دمه ویعرف موضع قدمه فاقسم بالله لاوشک ان اوقع بکم وقعة تکون نکالاً لما قبلها وادبا لما بعدها۔ ''

''اے اہل عراق! اے اہل افتراق ونفاق وبد اخلاق! میں نے تکبیر کے نعرے سنے ہیں۔ یہ تکبیر کے وہ نعرے نہیں جن سے اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے۔ یہ تو وہ نعرے ہیں جن سے کسی کو ڈرانا مقصود ہوتا ہے۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ اس گرد کے نیچے طوفان ہے۔ اے کمینی عورت کے بچو! اے لٹھ کے غلامو! اے رنڈیوں کی اولاد! کیا تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں جو خود پر رحم کرے اور اپنے آپ پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ کیا کسی کو معلوم نہیں کہ اسے اپنی جان کیسے بچانی ہے؟ کیا کسی کو اندازہ نہیں کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، عنقریب تمھیں ایسی مار ماروں گا جو دیکھنے والوں کے لیے عبرت اور بعد میں آنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہوگی۔''①

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حجاج اس روز کامیاب اور بامراد رہا تھا۔ اس نے ان لوگوں کی صحیح گوشمالی کی تھی۔ اگر وہ بغاوت کی تمہید کا مقابلہ اس جرأت، بہادری اور پختہ کاری سے نہ کرتا تو وہ اہل کوفہ کی نظروں سے گر جاتا اور انھیں رام کرنا اس کے بس میں نہ رہتا۔ اہل کوفہ وہ تھے جنھوں نے اس سے پہلے عمر بن حریث کو کنکر مار کر ذلیل کیا تھا جس کے بعد وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گیا تھا۔② اس کے مقابلے میں حجاج نے جس جرأت اور قوت کا مظاہرہ کیا تھا اس نے بغاوت کی جڑ کو پنپنے سے پہلے ہی اکھاڑ ڈالا تھا۔

اگلے روز جب وہ مسجد کوفہ میں بیٹھا لوگوں کا جائزہ لے رہا تھا تو کوفہ کا ایک سردار عمیر بن ضابی حنظلی تمیمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے۔ میرا نام بھی اس فوجی مہم میں لکھا گیا ہے۔ میں بڑا بوڑھا اور بیمار ہوں۔ میرا بیٹا مجھ سے زیادہ قوی ہے۔ حجاج نے بھی کہہ دیا کہ یہ جوان

① تاریخ الطبری: ۵/ ۴۳، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۲۷۱، ۲۷۲، والعقد الفرید: ۲/ ۱۳۰، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۹، ۶۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۵۱، ۵۲، والبیان والتبیین: ۱/ ۳۰۱، والکامل للمبرد: ص ۲۱۶۔
② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۰۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے اس کے باپ سے بہتر ہے۔ اس نے عمیر سے پوچھا آپ کون ہیں۔ ''میں عمیر بن ضابی ہوں۔'' عمیر کے اس جواب پر حجاج نے کہا: ''کیا تم نے کل ہماری گفتگو سنی تھی۔'' عمیر نے اثبات جواب دیا۔ حجاج نے کہا: تم وہی نہیں ہو جس نے عثمان بن عفان پر حملہ کیا تھا؟ عمیر نے کہا: ''میں وہی تو ہوں۔'' حجاج نے کہا: ''ارے اللہ کے دشمن! تم نے عثمان کی طرف اپنے بجائے کسی اور کو کیوں نہ بھیج دیا؟ اچھا، تم نے عثمان پر حملہ کیوں کیا؟'' وہ بولا: ''عثمان نے میرے بوڑھے باپ کو قید خانے میں ڈال دیا تھا۔'' حجاج نے کہا: ''تمھارا باپ وہی نہیں جس نے کہا تھا۔

هَمَمْتُ وَلَمْ اَفْعَلْ وَكِدْتُ وَلَيْتَنِى تَرَكْتُ عَلَى عُثْمَانَ تَبْكِىْ حَلَائِلُهُ

ترجمہ: ''میں نے ارادہ کیا لیکن اسے عملی جامہ نہ پہنایا۔ قریب تھا کہ میں یہ کام کر گزرتا۔
کاش میں عثمان کی بیویوں کو عثمان پر روتا چھوڑ دیتا۔''

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمھارے قتل میں دونوں شہروں (کوفہ و بصرہ) کی بھلائی ہو گی۔'' ①

میرے جیسے شخص کے لیے جھوٹ بولنا بہت برا ہے۔ ②

یہ کہہ کر حجاج نے محافظ کو حکم دیا کہ عمیر بن ضابی کی گردن اڑا دی جائے۔ اہلکار آگے بڑھے اور ابن ضابی کی گردن ماردی۔ اس کا مال ومتاع بھی لے لیا گیا۔ ③

امیر حجاج نے اس بڈھے سے جو سلوک کیا تھا، اس کے باعث بعض لوگوں نے اسے قساوت قلبی کا طعنہ دیا اور غالباً یہ الزام بھی دھرا ہے کہ حجاج نے ابن ضابی سے قتل عثمان کے سلسلے میں اس کے طرز عمل کا بدلہ لیا تھا۔

---

① تاريخ الطبرى: ٥/ ٤٤، والكامل لابن الأثير: ٤/ ٣٥، وانساب الاشراف: ١١/ ٣٧٥، وتاريخ ابن خلدون: ٣/ ٤١، والبداية والنهاية: ٩/ ٩.

② مروج الذهب: ٢/ ٩٦.

③ تاريخ الطبرى: ٥/ ٤٤، والكامل لابن الأثير: ٤/ ٣٥، وانساب الاشراف: ١١/ ٣٧٥، وتاريخ ابن خلدون: ٣/ ٤١، والبداية والنهاية: ٩/ ٩، ومروج الذهب: ٢/ ٩٦، ان تاریخی آخذ کے علاوہ ذہبی کی بھی روایت (٣/ ٤٥٧) ہے کہ عنبسہ بن سعید بن عاص نے حجاج سے عمیر بن ضابی کا تعارف کروایا تھا۔ اس نے حجاج سے کہا تھا کہ کیا آپ اسے جانتے ہیں۔ حجاج نے نفی میں جواب دیا تو عنبسہ نے کہا: یہ عثمان کے قاتلین میں سے ایک ہے۔ اس پر حجاج نے ابن ضابی سے کہا: ارے اللہ کے دشمن! تم نے امیر المومنین عثمان کی طرف اپنے بجائے کسی اور کو کیوں نہ بھیجا؟! اس کے بعد امیر حجاج کے حکم سے عمیر بن ضابی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ حجاج نے اگرچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں ابن ضابی کے طرزِ عمل کا اثر لیا تھا تاہم اس کا ارادہ ابن ضابی کو نشانِ عبرت بنانے کا تھا تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اہل کوفہ کو راہِ راست پر لے آئے۔ ابن ضابی سے حجاج کے اس سلوک کی ایک اور وجہ بھی تھی۔ ایک سردار نے جب ابن ضابی کو مہلب کے پاس پہنچنے کی ہدایت کی تھی تو ابن ضابی نے اسے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ اس سردار نے حجاج سے اس کی شکایت کر دی① جس کے نتیجے میں ابن ضابی کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ بعدازاں منادی نے حجاج کے حکم سے یہ ندا کی کہ سنو، عمیر بن ضابی کو تین دن کے بعد لایا گیا تھا۔ اس نے مہلب کے پاس جانے کا اعلان سن رکھا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔② سنو، مہلب کے سپاہیوں میں سے جس نے آج کی رات یہاں گزاری، اسے اللہ کا عہد و پیمان حاصل نہیں رہے گا۔③

حجاج کے اس اقدام کے بعد لوگ اس کثرت سے روانہ ہوئے کہ کوفہ اور رامہرمز کے درمیان پل پر شدید ازدحام کے باعث کچھ لوگ دریا میں جا گرے تب امیر حجاج نے دو نئے پل بنانے کا حکم دیا۔④ لوگ تیزی سے روانہ ہوتے جاتے تھے اور اپنے گھر والوں سے کہتے تھے کہ ہمارا زادِ راہ ہمارے پیچھے بھیج دو۔⑤

اس موقع پر لوگ جس طرح خائف ہو کر گلی کوچوں میں نکلے اور میدانِ معرکہ کی طرف بھاگے، اس کی صحیح عکاسی عبداللہ بن زبیر اسدی نے کی ہے۔ وہ جب اپنے دوست ابراہیم بن عامر سے ملا اور ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے تو اس نے کہا۔

تَجَهَّزْ وَاَسْرِعْ وَالْحَقِ الْجَيْشَ لاَ اَرٰى سِوَى الْجَيْشِ اِلاَّ فِي الْمَهَالِكِ مَذْهَبَا
تَخَيَّرْ فَاِمَّا اَنْ تَزُوْرَ ابْنَ ضَابِىءٍ عُمَيْرًا وَاِمَّا اَنْ تَزُوْرَ الْمُهَلَّبَا

ترجمہ: ''تیار ہو جاؤ اور جلدی سے لشکر کے ساتھ جا ملو۔ لشکر کے سوا جو راستہ دکھائی دیتا ہے وہ ہلاکت کا راستہ ہے۔ دو میں سے ایک شے کا انتخاب کر لو۔ یا تو عمیر بن ضابی کے پاس چلے

①تاریخ الطبری: ۵/۴۴.
②البدایة والنهایة: ۹/۹.
③ الکامل لابن الأثیر: ۴/۳۴، وفوات الوفیات: ۵/۵۳، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۳۰۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۱.
④مروج الذهب: ۲/۹۶.
⑤حوالہ مذکورہ: ۲/۹۶، والکامل للمبرد: ص ۲۱۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤ یا مہلب کے پاس۔''①

یوں یہ نافرمان لوگ گویا اُڑ کر اپنی ان جگہوں پر پہنچ گئے جن کو وہ چھوڑ آئے تھے۔ مہلب رحمہ اللہ کا ہر سپاہی اس کے پاس پہنچ گیا۔② کچھ تاریخی مآخذ کی روایت تو یہ ہے کہ اس رات صرف قبیلہ مذحج کے چار ہزار سپاہی محاذ پر روانہ ہو گئے۔③ یوں عمیر کے قتل میں دونوں شہروں کی بھلائی ہوئی۔ قبائل کے سردار رامہرمز میں مہلب رحمہ اللہ کے پاس پہنچے اور اس سے تصدیقی رقعے حاصل کیے کہ تمام سپاہی اس کے ہاں پہنچ گئے ہیں۔ مہلب رحمہ اللہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو کہا کہ آج عراق میں کوئی مرد آدمی آیا ہے۔ آج دشمن کا مقابلہ کیا جائے گا۔④

حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے بصرہ کا عامل بنا کر بھیجا اور اس سے کہا کہ وہ خالد بن عبداللہ کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ خالد بن عبداللہ کو حکم کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ حکم کے بصرہ میں داخل ہونے سے پہلے روانہ ہو گیا۔ اہل بصرہ نے اس کی مشایعت کی تو اس نے ان میں دس لاکھ درہم تقسیم کیے۔⑤

حجاج کی پولیس پر عبدالرحمٰن تمیمی کی سربراہی

اہل کوفہ کے لیے حجاج کی سختی اور درشتی انھیں مہلب کے پاس بھیجنے تک محدود تھی۔ دیگر ریاستی امور اہل کوفہ کی مشاورت سے طے پاتے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حجاج نے ایک روز اہل کوفہ سے کہا مجھے کوئی آدمی بتاؤ جسے میں پولیس کی ذمہ داری سونپ دوں۔ کسی نے کہا: آپ کیسا آدمی چاہتے ہیں؟ حجاج نے کہا: ''مجھے ایک ایسا آدمی چاہیے جو ہمہ وقت تیوری چڑھائے رکھے۔ تادیر بیٹھ سکے۔ امانتدار ہو۔ خیانت سے دور ہو۔ حق کے معاملے میں کسی عورت پر غصہ نہ کرے۔ اشراف کی سفارش کو

---

① الکامل للمبرد: ص ۲۱۷، وتاریخ الطبری: ۵/۴۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۵، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۷۵، والاغانی: ۱۳/۴۰، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۵۴.

② انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۵.

③ تاریخ الطبری: ۵/۴۴، والبدایة والنهایة: ۹/۹.

④ الکامل لابن الأثیر: ۴/۳۵، وانساب الاشراف: ۱۱/۴۴، وفوات الوفیات: ۵/۵۵، والبدایة والنهایة: ۹/۹، مسعودی کی روایت (۲/۹۷) ہے کہ مہلب نے دریافت کیا یہ کون ہے جسے عراق کی ولایت سونپی گئی ہے! یہ کون ہے جس نے ان آدمیوں میں مردانگی کا جوہر پیدا کر دیا ہے!! اب واللہ، دشمن کے لیے ان شاء اللہ ہلاکت ہے۔

⑤ تاریخ الطبری: ۵/۴۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۶، والبدایة والنهایة: ۹/۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳، وعقد الجمان للعینی: ۳۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی معمولی سمجھے۔'' اہل کوفہ نے کہا: عبدالرحمان بن عبید تمیمی کو رکھ لیجیے۔حجاج نے اسے تقرر کا پیغام بھیجا۔ اس نے کہا: ''یہ عہدہ اسی صورت منظور ہے کہ آپ اپنے عہدیداران، اپنی اولاد اور اپنے حاشیہ نشینوں سے مجھے آزاد کر دیں۔'' حجاج نے غلام سے کہا: یا غلام! اعلان کر دو، ان میں سے جس نے عبدالرحمان تمیمی سے کچھ تعرض کیا، ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔①

حجاج نے پولیس کے سربراہ میں جن اوصاف کا تقاضا کیا تھا، ان سے اس کی حکیمانہ سوچ اور سمجھ بوجھ کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اس منصب کے لیے ایسا آدمی چاہتا تھا جو ہر وقت تیور میں دکھائی دے تاکہ کوئی اس کی نرمی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس کی طبیعت میں اس طور پر ٹھہراؤ ہو کہ وہ تادیر بیٹھ کر امور و معاملات پر غور و خوض کر سکے اور اس کے صادر کردہ احکامات خوب سوچ بچار کا نتیجہ ہوں۔ وہ امانتدار ہو، خائن نہ ہوتا کہ اسے لوگوں کے جان و مال کا امین بنایا جا سکے۔حق کے معاملے میں اسے غصہ نہ آئے اور نہ بڑے لوگوں کی سفارش اسے متاثر کر سکے۔ یوں کوئی اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا لالچ نہ کر سکے۔

اس طرح خاندانی تفاخر کا خاتمہ ہوگا۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے تو انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے۔

عبدالرحمان تمیمی کے مطالبے کے جواب میں حجاج کا اعلان اس کی دوراندیشی کا پتہ دیتا ہے۔ تمیمی نے یہ شرط عائد کی تھی کہ حجاج کے عہدیداران، اس کی اولاد اور اس کے حاشیہ برداروں میں سے کوئی اس کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا۔حجاج نے اعلان کروا دیا کہ جن کا حوالہ تمیمی نے دیا ہے ان لوگوں میں سے جس نے تمیمی کے امور و معاملات میں مداخلت کی، حکومت اس سے بری الذمہ ہوگی۔

حجاج نے عبدالرحمان تمیمی کو جب اس کی مطلوبہ ضمانت دے دی تو تمیمی نے بھی حسن انتظام کی اعلیٰ مثال قائم کر دکھائی۔ چنانچہ وہ صرف قرض کے معاملے میں قید کی سزا دیتا تھا۔ اس کے پاس کوئی نقب زن لایا جاتا تو وہ سُوالے کر اس کے جسم میں نقب کر دیتا۔ کفن چور لایا جاتا تو اسے وہ زندہ قبر میں دفن کر دیتا۔ ایسا آدمی لایا جاتا جو دوسروں پر بلاوجہ ہتھیار تان لیتا تو وہ اس کا ہاتھ قلم کر دیتا۔ یوں جرائم کی ایسی روک تھام ہوئی کہ بعض دفعہ چالیس چالیس دن گزر جاتے اور کوئی مجرم اس کے پاس نہ لایا جاتا۔②

①② العقد الفرید: ٣/٧، وعیون الاخبار: ١/٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج جس طرح برے آدمی کو سخت سزا دیتا تھا اسی طرح وہ اچھے آدمی کو بہت اچھا بدلہ دیتا تھا۔ اسے جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ عبدالرحمان پولیس کا کامیاب سربراہ اور پوری طرح اس عہدے کا اہل ہے۔ چنانچہ اس نے بصرہ کی پولیس بھی اس کے حوالے کردی۔ یوں دونوں شہروں میں مکمل نظم ونسق قائم ہوگیا اور امن وامان کی صورتِ حال بہت بہتر ہوگئی۔

کوفہ کے امور ومعاملات کی اصلاح اور اہل کوفہ کو جنگ پر بھیجنے کے بعد حجاج بصرہ روانہ ہوگیا۔کوفہ پر اس نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔حجاج نے اہل کوفہ سے جو برتاؤ کیا تھا وہ اہل بصرہ کے علم میں آچکا تھا۔اس نے بصرہ میں بھی ایک زبردست تقریر کی۔اس نے کہا:

أيها الناس، من أعياه داؤه فعندي دواؤه، ومن استطال أجله فعلي أن أعجله، ومن ثقل عليه رأسه وضعت عنه ثقله، ومن استطال ماضي عمره قصرت عليه باقيه.

ان للشيطان طيفاً وللسلطان سيفاً، فمن سقمت سريرته صحت عقوبته، ومن وضعه ذنبه رفعه صلبه، ومن لم تسعه العافية لم تضق عنه الهلكة، ومن سبقته بادرة فمه سبق بدنه بسفک دمه، انی انذر ثم لا أنظر وأحذر ثم لا أعذر وأتوعد ثم لا أعفو، إنما أفسدكم ترنيق ولاتكم ومن استرخى لببه ساء أدبه. ان الحزم والعزم سلباني سوطي وأبدلاني به سيفي، فقائمه في يدي ونجاده في عنقي وذبابه قلادة لمن عصاني، والله لا آمر أحدكم أن يخرج من باب من أبواب المسجد فيخرج من الباب الذي يليه إلا ضربت عنقه ومن كان بالبصرة من جيش المهلب فليلحق به، فمن وجدته بعد ثالثة ضربت عنقه.

''لوگو! جس شخص کو اس کی بیماری نے عاجز کردیا ہے، میرے پاس اس کی دوا ہے۔ جسے یہ محسوس ہورہا ہے کہ اس کی اجل دیر سے آئے گی، مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی اجل جلد لے آؤں۔جس پر اس کا سر بھاری پڑ رہا ہے، میں اس کا یہ بوجھ اتار دیتا ہوں۔ اور جسے اس کا ماضی طویل محسوس ہوتا ہے، میں اس کا مستقبل کم کردیتا ہوں۔

شیطان کے پاس وسوسہ ہے اور سلطان کے پاس تلوار۔جس کی نیت خراب ہے اسے سزا دینا صحیح ہے۔ جسے اس کا گناہ نیچا کردے اسے اس کی کمر (کی مار) اونچا کردیتی ہے۔ جسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عافیت راس نہ آئے اسے پھر ہلاکت راس آتی ہے۔جس کی زبان سبقت کر جائے اس کا ازالہ پھر اس کی خونریزی سے ہوتا ہے۔ میں خبردار کرتا ہوں، پھر میں مہلت نہیں دیتا۔ انتباہ کرتا ہوں، پھر عذر قبول نہیں کرتا۔ وعید سناتا ہوں، پھر معاف نہیں کرتا۔ تم لوگوں کو تمھارے عمال کی سادہ لوحی نے خراب کیا ہے۔جس کا دل کمزور ہو اس کا ادب واحترام متاثر ہوتا ہے۔عزم وہمت اور احتیاط نے مجھ سے میرا درّہ لے کر مجھے تلوار تھما دی ہے۔ یوں اس تلوار کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، اس کا پرتلا میری گردن میں حمائل ہے اور اس کی دھار میرے نافرمان کی گردن کا ہار ہے۔ اللہ کی قسم! جس شخص کو میں نے مسجد کے ایک دروازے سے نکلنے کا حکم دیا اور وہ اس کے بجائے دوسرے دروازے سے نکل گیا، میں اس کی گردن ماردوں گا۔①

مہلب کے لشکر کے جتنے سپاہی بصرہ میں ہیں وہ محاذ پر پہنچ جائیں۔تین دن کے بعد جو یہاں دکھائی دیا، اس کی میں گردن ماردوں گا۔''②

حجاج لوگوں کو ان کے وظائف دینے کے لیے بیٹھا۔شریک بن عمرو یشکری کو اس کے پاس لایا گیا۔ وہ ایک سردار تھا۔ کہا گیا یہ نافرمان ہے۔اس نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، میرے ہرنیا ہے جسے بشر بن مروان نے دیکھا تھا۔ میرا یہ عذر قبول کریں۔ یہ رہا میرا وظیفہ جو میں بیت المال کو واپس کرتا ہوں۔لیکن حجاج کے حکم سے اس کی گردن اڑا دی گئی کیونکہ اس نے اپنی ذمہ داری سے استعفا دے دیا تھا۔③

اس پر کعب نے یہ شعر کہا۔

لَقَدْ ضَرَبَ الْحَجَّاجُ بِالْمِصْرِ ضَرْبَةً تَفَرَّقَ مِنْهَا بَطْنُ كُلِّ عَرِيْفِ

ترجمہ:''حجاج نے شہر میں ایسی ضرب لگائی کہ ہر چودھری کا پیٹ چاک ہوگیا۔''④

---

①نهاية الارب: ۷/۱۴۴، وصبح الاعشى للقلقشندى: ۱/۲۲۰، وسرح العيون: ص ۱۲۲.
②انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۶.
③ الكامل لابن الأثير: ۴/۳۶، والبداية والنهاية: ۹/۱۰، وتاريخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲، وعقد الجمان للعينى: ۱۱/۳۰۰، وانساب الاشراف: ۱۱/۳۷۶، وتاريخ الطبرى: ۵/۴۶.
④والكامل للمبرد: ص ۲۶۶، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۷۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصرہ کے لوگ اس کے بعد ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر میدانِ قتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ انھوں نے اس سلسلے میں اہل کوفہ کی طرح اتنی عجلت سے کام لیا کہ زادِ راہ بھی ساتھ نہ لیا اور اسے پہنچانے کی ذمہ داری گھر والوں پر ڈالی۔

حجاج نے مہلب کی مدد کے سلسلے میں اس سخت رویے کا تسلسل برقرار رکھنا چاہا، چنانچہ وہ بصرہ کے سربرآوردہ افراد کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور میدانِ معرکہ کے قریب رستقباد میں جا پڑاؤ کیا۔ ①

وہاں اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و ثنا کے بعد کہا:

''اہل بصرہ! جب تک اللہ تعالیٰ خوارج کو ہلاکت سے دوچار نہیں کرتا، آپ یہیں ٹھہریں گے۔'' ②

اس نے اس پڑاؤ کی اطلاع رامہرمز میں مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ کو بھی بھیج دی۔ ③

حجاج نے مہلب رحمہ اللہ اور اس کی معرکہ آرائی کے سلسلے میں جس طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا تھا اس سے حجاج کے بلند پایہ اوصاف پر روشنی پڑتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی جذبات اس کے حواسوں پر چھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے خوارج کے خلاف مہلب کی مہم جوئی کو ہر ممکن مدد فراہم کی۔ خوارج کے خلاف مہلب کی مہم جوئی جس قدر سیاسی نوعیت کی تھی اس سے کہیں بڑھ کر وہ ایک مذہبی جنگ تھی۔

اسی طرح حجاج خلافت اموی کے لیے سرفروشانہ اخلاص رکھتا تھا۔ اس کے باغیوں کے خلاف اس نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں اور مہلب کو ہر ممکن مدد فراہم کی تاکہ ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہو جائے۔ وہ ایک مردم شناس والی تھا جو افراد کی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے ہر لحاظ سے مہلب کی بھرپور تائید کی، بنا یہ سوچے کہ وہ مہلب کو معزول کر کے اس مہم کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لے یا اپنے کسی عزیز رشتے دار کو سونپ دے، جیسے خالد بن عبداللہ نے کیا

① انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۶، وتاریخ الطبری: ۵/۴۶، رستقباد اہواز سے آٹھ فرسخ (۲۴ میل) اور مہلب سے ۱۸ فرسخ (۵۴ میل) کے فاصلے پر واقع تھا۔ انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۷، ومعجم البلدان: ۴/۳۰۱.
② انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۶.
③ حوالہ مذکورہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا جس نے مہلب کو معزول کر کے یہ مہم اپنے بھائی عبدالعزیز کے سپرد کر دی تھی یا جیسے بشر بن مروان نے مہلب کو برطرف کرنا چاہا تھا لیکن خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے مہلب کی حمایت کی اور بشر کو مجبور کر دیا کہ وہ مہلب کو برقرار رہنے دے۔①

حجاج کو اس سلسلے میں بھرپور مواقع حاصل تھے کہ وہ جو چاہے سو کرے۔ امیر المومنین نے بھی اسے کام کرنے کی کھلی آزادی دے رکھی تھی کیونکہ وہ اس کی اہلیت سے واقف تھے۔ بالخصوص اس نے جس عجلت سے لشکر اکٹھا کر دکھایا تھا، اس کے بعد اسے کامیابی کے مزید اسباب بھی حاصل ہو گئے تھے لیکن مہلب کی معزولی اس کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آئی کیونکہ وہ اس کی قدر و قیمت سے واقف تھا۔

①تاریخ الطبری: ۵/۳۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳ امیر حجاج بن یوسف کی معاشرتی اصلاحات

امیر حجاج کی سرگرمیاں صرف میدانِ سیاست وحرب تک محدود نہیں تھیں۔اس نے جہاں ملک میں سر اٹھانے والی بغاوتوں کا قلع قمع کیا اور فتوحات کے سلسلے میں عسا کر روانہ کیے وہیں اس نے مذہبی اور معاشرتی اصلاحات کے سلسلے میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔اس ضمن میں اس نے اپنے دورِ گورنری میں کئی معاشرتی اصلاحات کیں جن میں قرآن کریم کی حفاظت کے لیے مناسب اقدامات کرنا، عربی سکّوں کے اجرا کے لیے ٹکسال قائم کروانا، سرکاری دیوان یعنی دفتر ریکارڈ کا فارسی اور دوسری غیر عرب زبانوں سے عربی میں ترجمہ کروانا، زرعی ترقی کے لیے مختلف اقدامات کرنا، نئے شہروں کی تعمیر کروانا اور بحری بیڑوں پر خصوصی توجہ دینا وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن کریم کے لیے حجاج بن یوسف کی خدمات

جہاں تک حجاج کی دینی خدمات کا تعلق ہے تو مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حجاج بن یوسف کا شمار ان صف اول کے مسلمانوں میں ہوتا ہے جنھوں نے کتاب اللہ کی حفاظت کے سلسلے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔حجاج کو قرآن کریم سے غیر معمولی لگاؤ اور تعلق تھا۔روزانہ رات میں قرآن مجید کی تلاوت اس کا معمول تھا۔① ایک روایت کے مطابق وہ روزانہ ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کرتا تھا②۔ابن جوزی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حجاج کعبہ کے اندر ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کرتا تھا۔ ماہِ رمضان میں مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن کی تلاوت اس کا معمول تھا۔③

قرآن سے حجاج کے اسی غیر معمولی لگاؤ کی وجہ سے اس کی شدید خواہش تھی کہ قرآن مجید اس بات سے بالکل محفوظ ہو جائے کہ اس میں کسی بھی قسم کی تحریف یا اس کی تلاوت میں کسی دوسرے لہجے کی آمیزش کا خدشہ باقی رہے۔اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے قرآن کریم کا مراجعہ

① المصاحف للسجستانی: ۱/۱۲۰ و عقد الجمان للعینی: ۱۱/۴۰۰.
② الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۱/۵۶.
③ مختصر صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص: ۱۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے، اس کے الفاظ پر نقطے لگانے، حروف پر حرکات (یعنی زبر، زیر، پیش) وضع کرنے اوران کوالگ الگ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اس طرح کے کئی ایک مصاحف تیار کروائے اوران کومختلف ممالک میں بھیجا تاکہ لوگ قرآن مجید کے معاملے میں اختلاف کا شکار نہ ہوں۔

ان سب اقدامات کے پیچھے بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ مصحف جو ہجرت کے تیسویں سال خلیفہ سوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مرتب کروایا تھا اس پر نہ تو نقطے تھے اور نہ حرکات تھیں۔ جب اسلام میں عجمی داخل ہوئے تو زبانوں کے مختلف لہجے عام ہونے لگے جس کے سبب اس بات کا خدشہ محسوس ہوا کہ قرآن مجید کو ان عجمی لہجوں میں پڑھا جانے لگے۔ چنانچہ زیاد بن ابیہ نے ابواسود دؤلی سے کہا کہ وہ قرآن مجید پر ایسی علامات کا اضافہ کردے جن کی بدولت لوگوں کی قراءت درست رہے۔ ابواسود دؤلی نے الفاظ کے آخر میں کچھ علامتیں لگا دیں۔ اس نے زبر کو حرف کے اوپر نقطہ بنا کر واضح کیا، زیر کو حرف کے نیچے نقطہ بنا کر اور پیش کو حرف کے ایک طرف نقطہ بنا کر واضح کیا۔ اسی طرح اس نے تنوین والے حرف پر دو نقطے لگائے۔ لیکن اس سب کے باوجود لوگوں کی زبانیں لہجوں اور لحن کے تغیرات سے محفوظ نہ رہ سکیں اور تلاوت وقراءت میں بکثرت تحریف اور غلطیاں نمودار ہونے لگیں۔

یہ تحریف وتصحیف حجاج بن یوسف کے زمانے میں مزید پھیل گئی جس نے اس کو بہت پریشان کردیا اور اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ ان اختلافات کا کوئی حتمی حل نکالے گا۔ ① اسی مقصد کے پیشِ نظر حجاج نے اپنے کاتبوں کو حکم دیا کہ وہ ملتے جلتے حروف کی علامات وضع کریں جس کے نتیجے میں لفظوں کے پہلے، درمیانے اور آخری حروف پر نقطے اور حرکات لگائے گئے۔ ②

نصر بن عاصم لیثی نے اس کام کی ابتدا کی۔ اس نے مختلف جگہوں پر ایک ایک اور دو دو نقطے لگائے تاکہ وہ ایک جیسے محسوس نہ ہوں اور ان کے درمیان تمیز ہو سکے۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک لوگ اسی طرز پر قرآن کریم کو لکھتے رہے مگر اس عمل سے بھی تصحیف کا امکان ختم نہ ہوا۔ ③ جس کی بنا پر حجاج بن یوسف نے قرآن کریم کی مستقل حرکات کی ذمہ داری حسن بصری اور یحییٰ بن یعمر کے زیر نگرانی ایک کمیٹی

① وفيات الاعيان لابن خلكان: ١/٥٥، والتعريف بالقرآن الشريف: ص ٩٠، ٩٢، وتاريخ القرآن لنولدكه: ٣/١٢٤.

② حوالہ مذکورہ: ١/٥٥، والتعريف بالقران الشريف: ص ٩٢.

③ حوالہ مذکورہ: ١/٥٥، ونولدکہ، تاريخ القرآن: ٣/١٠٣، ٢٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنا کر اس کو سونپ دی۔① مزید برآں حجاج بن یوسف نے قراء، حفاظ اور کاتبوں کو جمع کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ قرآن کریم کے حروف شمار کریں اور اس کے نصف، ثلث، ربع اور سبع کا تعین کریں جس پر ان لوگوں نے یہ کام چار ماہ میں مکمل کیا۔② تاہم جہاں تک قرآن مجید پر علامات کی بات ہے تو ایک روایت کے مطابق یہ کام بھی حجاج نے کیا جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کام مامون الرشید نے کروایا۔③

جس طرح حجاج بن یوسف کو میدانِ سیاست اور انتظامی معاملات کے سلسلے میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور متعدد افسانے اس کے متعلق گھڑے گئے، اسی طرح یہ پہلو بھی تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ اس پہلو سے بھی اس پر تنقید کی گئی اور کچھ افسانے بہرحال بنائے گئے۔ چنانچہ ابن ابی داؤد سجستانی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حجاج نے مصحفِ عثمان میں گیارہ حروف تبدیل کر دیے تھے۔④

چونکہ یہ ایک ایسا بہتان ہے جسے صحیح مان لیا جائے تو نہ صرف حجاج کو دائرہ اسلام سے خارج ماننا جائے گا بلکہ اللہ کی کتاب قرآن کریم بھی مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ اس قرآن کی صفت یہ ہے کہ اس کے پس و پیش سے اس میں کوئی غلط چیز داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے ہم اس غیر ثابتہ روایت کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ ایک بہتان کے سوا کچھ نہیں۔

جب ہم اس روایت کے راویوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس میں کتاب المصاحف کے مصنف عبداللہ بن ابو داؤد سجستانی کو مجروح پاتے ہیں جسے خود اس کے والد نے جھوٹا قرار دیا ہے۔⑤ اس روایت کا دوسرا راوی عباد بن صہیب ہے جو متروک الحدیث ہے۔⑥ نتیجتاً یہ روایت ان دو مجروح راویوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے جس کو لے کر حجاج پر اس طرح کا کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو اس حکایت پر روایتاً بحث تھی جبکہ درایت کے اعتبار سے بھی یہ روایت سخت قابلِ اعتراض قرار پاتی ہے۔ اگر اس واقعے پر تفصیلی نظر ڈالی جائے اور واقعاتی حیثیت سے اس روایت کا جائزہ لیا جائے تو یہی

---

① الجامع لأحکام القرآن للقرطبی: ۱/ ۵۴.
② دیکھیے المصاحف للسجستانی: ۱/ ۱۱۹، ۱۲۰ و الجامع لأحکام القرآن للقرطبی: ۱/ ۵۵، ۵۶.
③ الجامع لأحکام للقرطبی: ۱/ ۵۴.
④ دیکھیے المصاحف للسجستانی: ۱/ ۴۹، ۵۰، ۱۱۷.
⑤ میزان الاعتدال: ۱/ ۴۳.
⑥ حوالہ مذکورہ: ۲/ ۱۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حتمی نتیجہ نکلتا ہے کہ حجاج نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو سجستانی نے اس کی طرف منسوب کیا ہے۔اگر حجاج نے مصحف میں کوئی تبدیلی کی ہوتی تو یہ بات حجاج کی زندگی میں ہی مشہور ہو جاتی ،نتیجتاً حجاج کو صحابہ اور تابعین کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑتا اور وہ اس جرم پر حجاج کی تکفیر کا پروانہ جاری کر چکے ہوتے ۔ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حفاظت قرآن کے معاملے میں متعلق صحابہ و تابعین حجاج سے ڈر جاتے اور اس اہم اصولی مسئلے پر خاموش اختیار کر لیتے ۔اس مسئلے کا تعلق اصولِ دین سے تھا جس کے بارے میں کوئی مسلمان خاموشی اختیار نہیں کر سکتا، چاہے اس کی گردن پر تلوار ہی کیوں نہ سونت دی گئی ہو۔اور بالفرض محال اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ عراق کے رہنے والے صحابہ اور تابعین حجاج سے ڈر کر اس مسئلے پر خاموش ہو گئے تھے تو شام اور حجاز میں رہنے والے صحابہ اور تابعین کیسے خاموش رہ سکتے تھے؟

چلیں اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ تمام لوگ حجاج کے قہر کی وجہ سے اس کی زندگی میں خاموش رہے تو یہ کہاں کی معقول بات ہوئی کہ وہ سب اس کی وفات کے بعد بھی خاموش رہے اور اس مسئلے پر کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نہ کسی کو اس تحریف کی بابت متنبہ کیا؟ چلیں اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اس وقت کے تمام صحابہ، تابعین اور کبار علماء کسی بھی سبب سے اس مسئلے میں خاموشی اختیار کر گئے تھے تو اس وقت کے خلیفہ کو اپنے گورنر کی اس حرکت پر کس چیز نے خاموش رکھا؟ پھر اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ اس وقت کا خلیفہ کسی بھی نامعلوم وجہ سے اس عظیم جرم پر خاموش رہا تو کیا اموی حکومت میں حجاج کی وفات کے بعد خوفِ خدا رکھنے والا کوئی بھی ایسا خلیفہ نہ آیا جو مصحف کو حجاج کی کی گئی تبدیلیوں سے پاک کر کے اس کی سابقہ غیر محرّف حالت میں بحال کر دیتا؟

اور جب حجاج نے مصحف عثمانی میں گیارہ حروف تبدیل کر دیے تھے تو کیا اب یہ مصحف، مصحف عثمانی تھا یا یہ مصحف حجاج بن گیا تھا؟ تو پھر سجستانی نے اس عرصے کے متعلق کیوں نہیں بتایا جس میں مصحف حجاج کو دوبارہ مصحف عثمانی میں تبدیل کیا گیا ہو جو آج تک رائج ہے؟

تاریخی حوالے سے دیکھیں تو بھی ہم قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے مصحف عثمانی میں کسی قسم کی کوئی تحریف یا تبدیلی نہیں کی تھی۔ورنہ مؤرخین ہر طرف سے اس کی اس غلطی پر دھاوا بول دیتے جبکہ یہی مؤرخین ایسی باتوں کو لے کر حجاج پر غم وغصہ کے تیر برساتے ہیں جن کے متعلق رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے۔مؤرخین تو معمولی معمولی باتوں کو لے کر حجاج پر اعتراضات کے پہاڑ گراتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ حجاج کے اتنے بڑے جرم کے ارتکاب پر کیسے خاموش رہ گئے حالانکہ ان کے پاس حجاج کو موردِ الزام ٹھہرانے کا واضح ثبوت موجود تھا۔

تحریف قرآن کا یہ قصہ جس کو سجستانی نے روایت کیا ہے مستشرقین میں سے اس قصے پر تھیوڈور نولڈک ایمان لایا جس نے اپنی تصانیف میں اس الزام کا کئی مرتبہ اعادہ کیا ہے۔ اس نے حجاج پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے قرآن کریم کا اختلاف ختم کرنے کے لیے وہی کام کیے جو کام سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انجام دیے تھے۔ اس نے اس سلسلے میں مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے استخفاف کی کوششیں کی جبکہ کوفہ میں اس وقت مصحفِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پڑھنے والے لوگ موجود تھے۔

ہماری رائے میں حجاج بن یوسف کا یہ موقف اس وجہ سے تھا کہ وہ بذاتِ خود مصحف عثمان رضی اللہ عنہ ہی کی صحت کا قائل تھا۔ اس کو ڈر تھا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیروکار جوان کے مصحف کی تلاوت کرتے ہیں اور جس میں مصحف عثمانی کے ساتھ اختلاف پایا جاتا ہے، کہیں امت میں اختلاف کا سبب اور قرآن کے محرف ہونے کی وجہ نہ بن جائیں جبکہ مصحف عثمانی پر جمہور صحابہ کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ حجاج کو قرآن کے کچھ دیگر غیر معیاری نسخے بھی نظر آئے جو بعض لوگوں کے زیرِ مطالعہ رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اس نے مصحف عثمانی پر اکٹھا ہونے کا حکم جاری کیا اور اس کے علاوہ کسی دوسرے مصحف کی تلاوت سے منع کر دیا تھا۔ یوں اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیروکار یہ بات کہتے تھے کہ حجاج نے قرآن میں تحریف کی ہے تو ان کے مطابق یہ بات ٹھیک تھی کیونکہ حجاج نے ان کے مصحف میں تو تحریف کی تھی جبکہ عام مسلمانوں کی نظر میں یہ بات درست نہیں تھی کیونکہ اس نے مصحف عثمانی میں کوئی تحریف نہیں کی تھی۔

مستشرق امیل برئیر لکھتا ہے کہ ① یعقوب بن اسحاق کندی مسیحی اس امر کا گواہ تھا کہ امویوں نے قرآن پاک میں اپنے خاندان کے متعلق خصوصاً سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ان کے جد امجد تھے، کچھ جرح وتنقید پر مشتمل اشارے پائے تو حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے یہ درخواست کی کہ وہ قرآن کے سابقہ نسخوں اور صحیفوں کو تلف کر دیں اور کچھ مخصوص فقروں کو حذف کر کے اور کچھ فقروں کا اضافہ کر کے ازسرنو ان کی کتابت کا اہتمام کروائیں۔ برئیر کے بقول یہ بات خارج از امکان ہے کہ حجاج پر جو الزام اس سلسلے میں عائد کیا گیا ہے، اس کی کوئی بنیاد نہ ہو۔

① الحجاج کما تراہ المصادر العربیہ: ص ۲۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے رائے میں مستشرق بریئر کو چاہیے تھا کہ وہ حجاج بن یوسف کے خلاف کوئی فرد جرم عائد کرنے کے لیے یعقوب کندی مسیحی کے بجائے کسی مستند عربی اسلامی ماخذ پر اعتماد کرتا۔ شاید اس کو یہ ادراک تھا کہ اس سلسلے میں اس کا موقف کمزور ہے، سو اس نے یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ کندی نے حجاج پر جو الزام عائد کیا ہے اس کی کوئی نہ کوئی اصل تو ہوگی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ایک بے بنیاد تہمت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ قرآن مجید کی جمع و تدوین خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں روبعمل آئی تھی جس کا نسخہ ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے ہاں رکھوایا گیا تھا۔ یہی نسخہ بعد ازاں مصحفِ عثمان رضی اللہ عنہ کی بنیاد بنا۔ یہی مصحف آج کل کا رائج مصحف ہے۔ اگر اس مصحف میں کوئی تنقیدی اشارے اموی خاندان کے متعلق ہوتے جیسا کہ الکندی بیان کرتا ہے تو وہ تمام اشارے آج بھی موجود رہتے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے نسخے میں ایسی کوئی عبارت یا ایسے کسی اشارے کا پتہ نہیں چلتا۔

سو مذکورہ بالا مبحث کے بعد بھی ہم اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ حجاج نے مصحف عثمانی کی تحریف کے لیے کوئی دست درازی کی ہوگی، چنانچہ علمی بنیادوں پر الکندی اور مستشرق بریئر جیسے لوگوں کی تہمت نہایت ہی بے بنیاد اور حقیقت سے از حد دور ہے۔

عربی سکّوں کے اجرا کے لیے ٹکسال کا قیام

دور جاہلیت میں بلادِ عرب میں فارسی اور یونانی کرنسی رائج تھی۔ جب اسلام آیا تب بھی اہل عرب اسی کے ذریعے سے معاملات طے کرتے تھے یہاں تک کہ اٹھارھویں ہجری میں جب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا تو انھوں نے سکّہ سازی کی کوشش کی اور فارسی سکّوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہو بہو ترتیب دیا سوائے اس کے کہ ان میں سے کچھ سکّوں پر **الحمد للہ**، کچھ پر **محمد رسول اللہ** اور کچھ دیگر پر **لا إلہ الا اللہ وحدہ** نقش کیا گیا۔

اس کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کچھ دراہم ڈھلوائے اور ان پر **اللہ اکبر** نقش کروایا۔ جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر براجمان ہوئے تو انھوں نے دینار ڈھلوائے جن میں بے نیام تلوار کی تصویر نقش کی گئی تھی۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی کچھ گول دراہم ڈھلوائے تھے جن کے ایک طرف **محمد رسول اللہ** دوسری طرف **امر اللہ بالوفاء** ① جبکہ

① النقود الاسلامیہ للمقریزی: ص ۵۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردگرد عبد اللہ نقش کروایا تھا۔اس کے علاوہ مصعب بن زبیر رحمہ اللہ نے عراق میں بھی کچھ دراہم بنوائے تھے۔①

تاہم ان سب اقدامات کے باوجود اسلامی حکومت مکمل طور پر اسلامی سکّوں کا اجرا نہ کر پائی اور ابھی بھی مملکتِ اسلامیہ میں بازنطینی اور ساسانی کرنسی ایک ممتاز مقام رکھتی تھی۔اس سلسلے میں پہلی باقاعدہ رسمی کارروائی کا سہرا اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کے سر ہے جنھوں نے سب سے پہلے پوری مملکتِ اسلامیہ میں مکمل طور پر اسلامی کرنسی کو رائج کیا اور اس کو سرکاری حیثیت دی۔ساتھ ہی بازنطینی و ساسانی کرنسی کے استعمال کو ممکن حد تک محدود کرنے کے لیے مناسب اقدامات کیے۔مؤرخین اس سلسلے میں خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کے اس اقدام کی کئی ایک وجوہات نقل کرتے ہیں۔

کچھ مؤرخین کے نزدیک خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ نے بازنطینی بادشاہ جسٹینین دوم کو ایک خط لکھا تھا جس میں انھوں نے خط کی ابتدا نبی کریم ﷺ کی ہجری تاریخ اور قل ھو اللہ احد کے الفاظ سے کی تھی۔جسٹینین کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔اس نے جواب میں لکھا کہ اگر خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کی طرف سے خطوط میں اس طرح کے اشاروں کو دوبارہ دہرایا گیا تو وہ بازنطینی طلائی سکوں پر ایسی عبارتیں نقش کروا دے گا جن کی زد اسلام پر پڑے گی۔خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کو بھی جسٹینین کا یہ جواب سخت گراں گزرا۔اس جسارت کے جواب میں خالد بن یزید رحمہ اللہ نے عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ کو بازنطینی دیناروں پر پابندی عائد کرنے کا مشورہ دیا۔اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے خلیفہ نے بازنطینی سکوں کا استعمال ختم کرنے کا پروانہ جاری کر دیا اور لوگوں کے لیے اسلامی سکّوں کا اجرا کروایا جن سے وہ اپنے معاملات طے کریں۔②

کچھ دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ اس اقدام کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ عبد الملک رحمہ اللہ کو جب رومی خط پڑھ کر سنایا گیا تو اس کا آغاز یوں ہو رہا تھا: باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے۔جواباً خلیفہ عبد الملک بن مروان رحمہ اللہ نے اپنے خط کے آغاز میں لا الہ الا اللہ لکھوا دیا۔یہ بات شاہِ روم کو بڑی ناگوار

① النقود الاسلامیہ ص ۵۰۴،والبلاذری فتوح البلدان: ص ۴۷۱ و ابن الأثیر ۴/ ۵۴ و ابن خلدون۔المقدمہ ص ۱۸۳.

② النقود الاسلامیہ: ص ۲ و فتوح البلدان: ص ۲۴۹ و الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۴،دمیری کی روایت یہ ہے کہ یہ مشورہ محمد بن علی بن حسین نے دیا تھا،حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۱/ ۷۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی اور اس نے عبدالملک رحمہ اللہ کو اپنے کرنسی کے سکّوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ نقش کروانے کی دھمکی دی جس کے بعد عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے یہ اقدام کیا جو گزشتہ تاریخی روایت میں نقل ہو چکا ہے۔ ① خلیفہ عبدالملک نے اس کے بعد شاہی پوشاک، طرزِ تعمیر اور درباری طور اطوار بھی رومی طرز سے عربی طرز میں بدل دیے تھے۔

مؤرخین کا تیسرا طبقہ روایت کرتا ہے کہ خالد بن یزید بن معاویہ رحمہ اللہ نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ

يا أمير المومنين، إن أهل الكتب الأول يذكرون في كتبهم أن أطول الخلفاء عمراً من قدس الله تعالى في دراهمه.

''امیر المومنین! سابقہ لوگوں نے اپنی کتابوں میں یہ بات لکھی ہے کہ خلفاء میں سے سب سے زیادہ لمبی عمر والا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اپنے سکہ رائج الوقت پر اللہ کی تقدیس کرے۔''

اس پر عبدالملک بن مروان نے اس بات کا عزم کیا اور اسلامی دار الضرب یعنی ٹکسال کی بنیاد رکھی۔ ②

ہماری رائے میں کرنسی سے متعلق عبدالملک کے ان اقدامات کے پیچھے جو حقیقی اسباب تھے وہ اسلامی مملکت کے اقتصادی نظام کو منظم کرنا اور اس کو علیحدہ تشخص دینا تھا۔ ساتھ ہی ان اقدامات کے پیچھے مستقل بنیادوں پر جاری وہ دشمنی بھی تھی جو خلیفہ عبدالملک اور قسطنطنیہ کے چوتھے بادشاہ جسٹینین دوم کے درمیان چلی آ رہی تھی۔ ③

البتہ جسٹینین دوم کے ساتھ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے خطوط کا تبادلہ اور دربارِ خلافت کی ہیئت مجموعی میں کی جانے والی تبدیلی اس کام کی ابتدا کی فوری وجہ بنی تھی۔ البتہ جو روایت مقریزی نے خالد بن یزید رحمہ اللہ کے مشورے کے ذیل میں ذکر کی ہے کہ اس سے خلیفہ کی عمر لمبی ہو جاتی ہے، ہماری تحقیق کے مطابق وہ من گھڑت ہے۔ ایسی روایتیں مؤرخین نے عموماً تاریخی حوادث کا خلا پُر کرنے کے لیے نقل کی ہیں۔

---

① حياة الحيوان الكبرىٰ للدميري: ١/ ٧٧.
② النقود الاسلامية: ص ٦.
③ ڈاکٹر حسن ابراہیم، النظم الاسلامية: ص ٢٢٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے عربی کرنسی سکوں کی ترویج کے سلسلے میں بھرپور اقدامات کیے اور اس بات کو یقینی بنانے کی پوری کوشش کی کہ اس عربی طرز کی کرنسی کو رائج کیا جائے جو ہر قسم کے غیر متعلقہ نقش سے خالی ہو۔ انھوں نے لوگوں کو پابند کیا کہ وہ اپنے معاملات اسی عربی کرنسی کے تحت طے کرنا شروع کر دیں، اور ساتھ ہی تحذیر بھی جاری کی کہ جو شخص عربی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی سے خرید و فروخت کا معاملہ چلائے گا اس کے کام کو روک دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے تمام پرانے طرز کے سکّوں کو سکّہ سازی کے کارخانوں کی طرف بھیجنا شروع کر دیا تاکہ ان کی ازسرنو ڈھلائی کی جا سکے۔ ①

خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے دمشق میں ہجرت کے چوہترویں سال دینار بنوائے تھے۔ یہ عام الجماعۃ تھا۔ اس برس تمام اسلامی سلطنت پر اموی خلافت قائم ہو گئی تھی۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ وہ بھی عراق میں اس طرز کی کرنسی بنوائے، چنانچہ حجاج نے بھی ۷۵ ہجری میں چاندی کے درہم تیار کروائے۔ ②

مگر اس سال اس نئی کرنسی کو وہ اہمیت حاصل نہ ہو سکی جو ہونی چاہیے تھی۔ البتہ اگلے سال ۷۶ ہجری میں حجاج بن یوسف کے مناسب اقدامات کے نتیجے میں عربی کرنسی کو تمام اطراف میں پذیرائی ملنا شروع ہو گئی۔ ③

حجاج بن یوسف نے اس نقرئی کرنسی یعنی دراہم کی سکّہ ڈھلائی کی ذمہ داری ایک یہودی کو سونپی تھی جس کو سمیر کہہ کر پکارا جاتا تھا، لہٰذا اس کی مناسبت سے اس کرنسی کو سمیری کرنسی کا نام دیا گیا۔ حجاج نے اس کرنسی پر **بسم اللہ** کے نیچے اپنا نام (حجاج) نقش کروایا۔ ایک سال بعد اس پر **قل ھو اللہ احد** نقش کر دیا گیا۔ ④ ایک روایت کے مطابق عبدالملک بن مروان نے اس کرنسی پر **قل ھو اللہ احد** نقش کروایا تھا۔

---

① حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۱/ ۷۸.
② فتوح البلدان: ص ۴۷۳ و ابن خلدون، المقدمہ: ص ۱۸۳.
③ حوالہ مذکورہ: ص ۴۷۳، و الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۳، و تاریخ الطبری: ۵/ ۸۳، و المعارف: ص ۱۷۶، و الماوردی: ص ۱۴۸، و ابن خلدون، المقدمہ: ص ۱۸۳، و الأحکام السلطانیہ للماوردی: ص ۱۳۹.
④ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۳، و فتوح البلدان للبلاذری: ص ۴۷۳، و النقود الاسلامیۃ للمقریزی: ص ۸، و الأحکام السلطانیۃ للماوردی: ص ۱۳۹.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حجاج کے یہ سمیری سکے فقہاء کی تنقید کا نشانہ بنے کیونکہ ان پر بسم اللہ نقش تھا اور ظاہر ہے کہ سکے اس بات سے محفوظ نہیں تھے کہ ان کو جنبی یا حائضہ ہاتھ میں لیں۔ ①

ہماری رائے میں ان فقہاء نے محض تعصب کی بنیاد پر سمیری کرنسی کی مخالفت کی تھی۔اس بات کی دلیل یہ ہے کہ معتدل فقہاء نے ان سکّوں کے بارے میں کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ یہ کرنسی مدینۃ الرسول میں بھی پہنچی تھی جہاں متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے مگر کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا تھا سوائے اس کے نقش پر کیونکہ اس میں تصویر تھی۔معروف تابعی سعید بن مسیب رحمہ اللہ اسی کرنسی سے خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور کسی بھی زاویے سے اس پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔جبکہ امام مالک رحمہ اللہ سے تو باقاعدہ اس بارے میں سوال پوچھا گیا تھا کہ ان درہم و دینار کا کیا حکم ہے جن پر اللہ کا نام لکھا ہو تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس سلسلے میں امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل یہ تھی کہ اہل مدینہ ان سکوں سے لین دین کیا کرتے تھے اور ان کی طرف سے ان کے استعمال پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا۔اسی طرح فقیہ و محدث ابن سیرین بھی اس کرنسی کو خرید و فروخت کے معاملات کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔مزید برآں خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو جب ان سکوں پر نقش عبارتیں مٹانے کا مشورہ دیا گیا تو انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ②

عہد عباسی میں ابوجعفر منصور رحمہ اللہ کی خلافت میں حجاج بن یوسف کی وضع کردہ اس کرنسی کو مکروہ قرار دیا گیا اور فقہاء نے اس بنیاد پر ایک اختلاف پیدا کیا جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ البلاذری وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ ابوجعفر منصور رحمہ اللہ بنوامیہ کی وضع کی گئی کرنسی کو بطور خراج قبول نہیں کرتے تھے سوائے ہبیری، خالدی اور یوسفی کرنسی کے۔ پرانے درہم جو حجاج نے ڈھالے تھے، ابوجعفر منصور کے دور میں مکروہ (ناپسندیدہ) گردانے جاتے تھے۔ ③ بلاذری نے بعدازاں اس کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی ہے۔اس نے بتایا کہ دراصل مذکورہ بالا کرنسی کو بناتے وقت بڑی محنت اور اہتمام سے کام لیا گیا تھا یہی وجہ تھی کہ ہبیری، خالدی اور یوسفی کرنسی بنی امیہ کی سب سے عمدہ کرنسی ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کہ حجاج کی کرنسی کے خلاف خلیفہ منصور کی کارروائی خالص تمدنی وجہ

---

①فتوح البلدان للبلاذری: ص ۴۷۳، والنقود الاسلامیۃ للمقریزی: ص ۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۳.
②النقود الاسلامیہ للمقریزی: ص ۶.
③فتوح البلدان للبلاذری: ص ۴۷۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تھی اور وہ وجہ تھی سکہ سازی کا معیار۔کوئی دینی و مذہبی وجہ اس کارروائی کی نہیں تھی۔یوں یہ قرین انصاف نہیں تھا کہ یہ کارروائی فقہاء کے ثابت کردہ کسی اختلاف کی بنیاد بنتی۔

حجاج بن یوسف نے پہلے کوفہ میں اور پھر واسط میں سکہ سازی کا ایک کارخانہ تعمیر کروایا اور وہاں ڈھلائی کرنے والے پیشہ ور کاریگر مقرر کیے جو خلیفہ کے لیے سونے کے ڈلوں، چاندی اور تانبے کے کھوٹے سکوں سے کرنسی کی ڈھلائی کیا کرتے تھے۔ڈھلائی کے اس عمل کو ملاوٹ اور چوری سے محفوظ رکھنے کے لیے نہ صرف یہ کہ کاریگروں کی سخت نگرانی کی جاتی تھی بلکہ ان کے ہاتھوں پر ایک خاص قسم کی شناختی علامت بھی ثبت کی جاتی تھی۔ ①

اس سب کے باوجود حجاج نگرانی کے حوالے سے اس قدر سخت نہیں تھا جس قدر بعد میں آنے والے لوگوں نے اس سلسلے میں سختی کا مظاہرہ کیا۔جیسے یزید ثانی کے عہد میں عمر بن ہبیرہ نے محض چاندی کو کھوٹ سے پاک کرنے کے لیے بہت زیادہ سختی کا مظاہرہ کیا تھا، پھر ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دور میں اس ذمہ داری پر خالد بن عبداللہ قسری کو فائز کیا گیا۔وہ اس معاملے میں عمر بن ہبیرہ سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا تاہم اس نے کرنسی کی ڈھلائی کے کام کو پہلے سے زیادہ مستحکم اور معیاری بنادیا۔بعد ازاں یہ ذمہ داری یوسف بن عمر ثقفی کو سونپی گئی تو اس کام میں مزید بہتری کے لیے اس نے سختی کا معاملہ اتنا آگے بڑھا دیا تھا کہ سکّوں کی ڈھلائی کرنے والے لوگوں کے ہاتھ تک کٹوا دئے اور ان کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ ②

الغرض حجاج بن یوسف کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس نے اسلامی ریاست کے والیانِ حکومت میں سب سے پہلے عربی نقدی ڈھالنے کے لیے ٹکسال قائم کی اور اس کے اصول وضوابط مقرر کیے۔وہ اپنی ان اصلاحات کے باعث سلطنتِ اسلامیہ کا ایک نمایاں والی تھا۔وہ نہ صرف ایک مصلح تھا بلکہ اس سلسلے میں وہ ایک مجدد کی حیثیت رکھتا تھا جس نے ملک میں ایسی اصلاحات جاری کیں جو اس سے پہلے جاری نہیں کی گئی تھیں۔

---

① فتوح البلدان: ص ۴۷۴.

② حوالہ مذکورہ: ص ۴۷۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری دفاتر و دواوین کا عربی ترجمہ (تعریب)

حجاج بن یوسف وہ پہلا والی تھا جس نے تمام عراق کے سرکاری ریکارڈ اور دفتری دستاویزات کا عربی میں ترجمہ کروایا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کوفہ اور بصرہ میں دو سرکاری دفتر تھے۔ ان میں سے ایک دفتر عربی میں تھا جس میں لوگوں کے اعداد و شمار اور ان کے وظائف کی تفصیل تھی۔ یہ وہ ریکارڈ تھا جس کو خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وضع کیا تھا جبکہ دوسرے دیوان میں مالیات کا ریکارڈ محفوظ تھا۔ یہ دفتر فارسی میں تھا اور خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے دورِ خلافت تک فارسی ہی میں رہا۔①

حجاج جب عراق کا والی بنا تو اس نے زادان بن فروخ بن بیری کو اپنا کاتب منتخب کیا۔ زادان نے اپنے معاون صالح بن عبدالرحمن مولی بنی تمیم کو امیر حجاج کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ بڑے کام کا آدمی ہے، اس کو اپنا مقرب بنالیں۔ حجاج کو بھی صالح پسند آیا۔ اور اس نے اسے اپنا مقرب بنا لیا۔ جب صالح نے حجاج بن یوسف کی اس پسندیدگی اور قربت کو محسوس کیا تو اس نے آکر زادان سے کہا: میں نے حجاج کے دل میں جو جگہ بنائی ہے اس سے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے آپ پر مقدم نہ کر دیں جس سے آپ اپنی ملازمت کھو بیٹھیں جبکہ آپ میرے افسر ہیں اور میں آپ ہی کی توسط سے حجاج تک پہنچ پایا ہوں۔ اس پر زادان نے صالح کو جواب دیا کہ تم یہ گمان نہ کرو کہ انھیں مجھ سے زیادہ تمھاری ضرورت ہے کیونکہ انھیں اپنے حساب کتاب کے لیے میرے سوا کوئی دوسرا مناسب شخص مل ہی نہیں سکتا۔ اس پر صالح نے کہا: اللہ کی قسم! اگر آپ چاہیں تو میں سارا حساب کتاب عربی زبان میں ڈھال دوں۔ زادان نے کہا کہ تم کچھ حصہ عربی میں منتقل کرو تاکہ میں دیکھوں۔ اس پر صالح نے حساب کا کچھ کام عربی میں ترجمہ کر دیا۔②

کچھ عرصے بعد زادان نے صالح سے کہا کہ وہ جھوٹ موٹ بیمار پڑ جائے۔ شاید وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حجاج کے ہاں اس کی کیا منزلت ہے۔ صالح کی بیماری کا سن کر حجاج نے اپنا خاص طبیب اس کی طرف بھیجا مگر اس کو صالح میں کوئی مرض نظر نہیں آیا۔ زادان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے

① الوزراء والکتاب للجهشیاری: ص ٢٣ .

② حوالہ مذکورہ: ص ٢٣، وفتوح البلدان: ص ٣٠٨، والأحکام السلطانیة: ص ١٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالح سے کہا کہ تم تندرستی کا اظہار کردو تاکہ یہ معاملہ کہیں ظاہر نہ ہوجائے۔زادان اس واقعے سے حجاج کی نظر میں صالح کا مقام دیکھ چکا تھا۔

زادان کو اس وقت ابن اشعث کے فتنے میں قتل کردیا گیا تھا جب وہ اپنے گھر سے باہر کسی دوسرے مقام پر جارہا تھا۔①

زادان کے بعد حجاج نے صالح کو اس کی جگہ بطور کاتب و منشی مقرر کرلیا۔اس تقرر کے بعد صالح نے حجاج کو اپنے اور زادان کے درمیان ہونے والی سرکاری حساب کتاب کو عربی میں منتقل کرنے کی ساری بات بتادی۔یہ بات سن کر حجاج نے عزم کرلیا کہ وہ اس کام کو ضرور مکمل کروائے گا۔سو اس کام کی ذمہ داری اس نے صالح کو سونپ دی تھی۔جب صالح نے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچادیا تو زادان کے بیٹے مردان شاہ نے صالح سے کہا:

''جس طرح تم نے فارسی زبان کی جڑ کاٹی ہے،اسی طرح اللہ تمھاری بھی جڑ کاٹ دے۔''

فارسی دیوانوں کے عربی زبان میں ترجمہ ہونے سے اہل فارس کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔انھوں نے صالح کو اس کام سے روکنے کے لیے ایک لاکھ درہم کی خطیر رقم کی پیشکش کی تھی مگر صالح نے ان کی اس پیشکش کو ٹھکرادیا۔②

صالح بن عبدالرحمٰن کے ہاتھوں کئی کاتبوں اور منشیوں نے تربیت پائی۔کاتب عبدالحمید کہا کرتا تھا:

''صالح کیا ہی باکمال شخص تھا۔کاتبوں اور مترجمین پر اس کا بہت بڑا احسان ہے''۔③

سرکاری دفاتر (دواوین) کی عربی منتقلی نے سیاسی اور ادبی پہلوؤں سے دہرے اثرات مرتب کیے۔دفتری زبان عربی ہونے سے جہاں ذمیوں اور عجمیوں کا معاشرتی اثر و رسوخ کم ہوا اور ان کے زیر انتظام عہدے عربوں کو مل گئے وہیں عرب کاتبوں اور مصنفین کی ایک معتدبہ تعداد بھی ظہور میں آئی۔اس سلسلے میں بیشتر فارسی اصطلاحات کو عربی شکل دی گئی۔یہ ایک اہم معاشرتی بنیاد تھی جس پر اسلامی ملکوں میں عرب قومیت کی عمارت استوار ہوئی۔یوں عجمیت کے آخری مظہر کا بھی خاتمہ ہوگیا اور

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۵۲،والأحکام السلطانیه: ص ۱۹۳.

② فتوح البلدان: ص ۳۰۸، و الاحکام السلطانیه: ص ۱۹۳ اور جھشیاری روایت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ ۷۸ ہجری میں پیش آیا،ص ۲۳.

③ ابن خلدون، المقدمه: ص ۱۷۱ ،وفتوح البلدان: ص ۳۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست تمام پہلوؤں سے عربی ہوگئی۔ اس کے تمام غیر عرب باشندے بھی رفتہ رفتہ عربی بولنے لگے۔ ①

زرعی اصلاحات

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج کو عراق کا والی بنا دیا گیا۔ عراق ان دنوں خلیفہ کی اطاعت سے نکل رہا تھا اور اہل عراق نے خوارج کے خلاف جنگ میں مہلب کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب خوارج ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور خلافت کو درپیش مسائل کے نشیب وفراز کو بڑی باریک بینی سے نوٹ کر رہے تھے جبکہ پڑوسی ممالک خوارج کی فتح کے منتظر تھے۔

ان مختلف داخلی و خارجی مسائل کے پیشِ نظر حجاج اگر سلطنت کے صرف انھی معاملات پر توجہ دیتا جو اس کی بقا کے ضامن تھے اور عمرانی معاملات کو فی الحال نظر انداز کر دیتا تو بھی وہ ہدفِ تنقید و ملامت نہ ٹھہرتا۔ لیکن یہ بے مثل، وسیع النظر اور عالی ہمت بطل جلیل جس کی نظیر اس کے ہم منصبوں میں ملنا مشکل ہے، اس کا انتظام و انصرام ہمہ جہت تھا۔ وہ ایک طرف لشکروں کو ترتیب دے کر روانہ کر رہا اور ساتھ کئی جنگوں کی قیادت کر رہا تھا تو دوسری طرف وہ مختلف تمدنی اور عمرانی اصلاحات جاری کرنے میں مصروف تھا۔ اس میں شک نہیں کہ حجاج بن یوسف اپنے دور میں امورِ جہانبانی اور حسنِ تدبیر کے اعتبار سے باقی لوگوں اور عمال کے مقابلے میں بہت دور اندیش تھا۔ اس کا طرزِ فکر بہت منفرد تھا۔ اس کا موازنہ سابقہ والیانِ حکومت اور فاتحین سے کیا جائے تو وہ ایک مجتہد تھا اور اگر اسے بعد میں آنے والے قائدین کے مقابلے میں دیکھیں تو بلاشبہ وہ ایک موجد تھا۔

حجاج یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ ریاست کے ستون تبھی مستحکم ہوں گے جب ریاست کے اطراف و اکناف میں خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ تبھی دیگر لوگوں کی طرح کسان بھی ریاست کی طرف سے عائد کردہ خراج ادا کر سکے گا۔ اگر زمین کسان کو پیداوار کم دے گی تو کسان بھی مجبوراً ریاست کو خراج کم دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حجاج نے بنجر زمین کی کاشت کاری پر خصوصی توجہ دی جس کے لیے اس نے نہریں نکالیں، کنویں کھدوائے، بیکار پڑی زمین کو کاشت کے قابل بنایا، جوہڑوں کو خشک کیا، مویشیوں کی افزائش میں اضافہ کیا اور ان تمام کاموں کی انجام دہی کے سلسلے میں ہر ممکن توانائی صرف

① كرد علي الحضارة العربية: ٢/١٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ۔①

اصلاحات کی تنفیذ کے سلسلے میں ناممکن کا لفظ حجاج کی ڈکشنری میں نہیں تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں جب عراق کے دہقانوں نے ان سے استدعا کی کہ وہ ان کے لیے ایک نہر کھدوائیں تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سعد بن عمرو بن حرام کو یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ نہر کی کھدائی کا کام شروع کیا جائے۔ سعد بن عمرو نے کچھ آدمی اکٹھے کیے اور کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ کھدائی کے دوران راستے میں ایک بڑی چٹان آ گئی جسے مزدور توڑنے میں ناکام رہے اور کھدائی کا کام وہیں رک گیا۔ یہ کام موقوف رہا یہاں تک کہ حجاج بن یوسف عراق کا والی مقرر ہوا۔ حجاج نے ہر طرف سے کام کرنے والوں کو اکٹھا کیا اور اس کام پر مامور نگرانوں سے کہا کہ کھدائی کرنے والوں میں سے ہر شخص کے کھانے کی قیمت نکالو، اگر اس کا وزن اس کی کھدائی کے بقدر ہو تو کھدائی کرتے رہو اور پیچھے مت ہٹو۔ یوں ان نگرانوں نے خوب روپیہ خرچ کیا یہاں تک کہ کھدائی کا کام پایہ تکمیل کو جا پہنچا۔ بعد میں اس چٹان کو حجاج بن یوسف اور نہر کو سعد بن حرام کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔②

حجاج بن یوسف نے عراق کے اندر کئی ناقابلِ پیداوار دلدلی زمینیں دیکھی جن میں سے کچھ زمینوں کو سابقہ گورنروں کے دورِ امارت میں پیداوار کے قابل بنایا جا سکا تھا جبکہ باقی زمینیں اپنی خستہ حالت پر باقی تھیں۔ حجاج بن یوسف نے حسان نبطی مولیٰ بنی ضبہ کو ایسی زمینوں کی اصلاح کا حکم دیا کہ وہ محدود رقبے پر محیط ان جوہڑوں کو خشک کرے۔ چنانچہ حسان نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور کم طول و عرض والی بہت ساری زمینوں پر اصلاح کا کام کیا اور ان کو حجاج بن یوسف کے کہنے پر کاشت کاری کے قابل بنایا۔③

البتہ وہ دلدلی زمینیں جو انتہائی وسیع و عریض تھیں، ان پر خرچ کرنے کے متعلق حجاج بن یوسف امیر المومنین سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ پانی کا بہت بڑا سیلابی ریلا آیا اور زمین کا ایک بہت بڑا حصہ زیرِ آب آ گیا۔ حجاج نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو خط لکھا اور سیلاب کے متعلق خبر دے کر کہا کہ متاثرہ زمین کو بحال کرنے لیے تقریباً تیس لاکھ درہم کی لاگت آئے گی۔ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کو یہ رقم بہت زیادہ

① معجم البلدان: ۸/ ۳۶۰.
② فتوح البلدان: ص ۲۸۳.
③ حوالہ مذکورہ: ص ۳۰۱، والأحكام السلطانيه: ص ۱۷۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوئی۔اس پر اس کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ رقم اس شرط پر دیتا ہوں کہ مطلوبہ رقم خرچ کرنے کے بعد بھی جس نشیبی زمین پر پانی باقی رہا، وہ آپ مجھے دے دیں گے۔دوسری شرط یہ ہے کہ یہ رقم حجاج بن یوسف اپنی نگرانی میں خرچ کروائے گا جو آپ کا معتمد اور خیر خواہ ہے۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اپنے بھائی مسلمہ رحمہ اللہ کی اس پیشکش کو قبول کرلیا اور حجاج بن یوسف کے زیر نگرانی زمین کی اصلاح کا کام شروع کر دیا جس کے نتیجے میں اس کو بہت ساری زمین حاصل ہوئی۔اس نے سیبین کے نام سے دو نہریں کھدوائیں اور کاشت کاروں اور کسانوں سے معاہدہ کر کے ان زمینوں کو آباد کیا۔جب اس علاقے میں پانی کی بہتات ہوگئی تو بہت سارے لوگوں نے وہاں جا کر کاشت کاری کا عمل شروع کر دیا۔خاص طور پر مسلمہ بن عبدالملک کو تو اس زمین نے بہت ہی زیادہ مصروف کر دیا تھا۔①

عراق میں بنجر زمینیں بہت زیادہ تھیں مگر حجاج بن یوسف کے ان اصلاحی اقدامات کی وجہ سے کاشت کار لوگ قطعات کی شکل میں آہستہ آہستہ ان بنجر زمینوں پر محنت کرتے اور ان میں کاشت کا کام شروع کرتے جس کی وجہ سے وہ پیداوار کے قابل ہو جاتیں۔اس محنت کی وجہ سے بنجر زمینوں کی مقدار میں مسلسل کمی ہوتی گئی اور ان لوگوں کو ان کے اخلاص ومحنت کے بدلے میں زمین کے ان ٹکڑوں کا مالک بنا دیا جاتا تھا۔مثال کے طور پر حجاج نے قتیبہ بن مسلم کے بھائی بشار بن مسلم کو سینکڑوں ایکڑ زمین کا قطعہ دے دیا جسے بشار نے کاشت کیا اور آب پاشی کے لیے اس میں نہر بھی نکالی۔② اسی طرح حجاج نے مہلب کی بیوی خیرہ بنت ضمرہ قشیریہ کو عباسان کی زمین دی تھی جسے اس نے کاشت کے قابل بنایا۔③

حجاج بن یوسف کی نظر میں عوام کو بھی معاشرتی اصلاحات کی جہود میں شامل ہونا چاہیے بجائے کہ یہ کام صرف حکومت پر ہی چھوڑ دیا جائے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حجاج پلوں کی حفاظت اور بند وغیرہ کی مرمت کا کام ان صاحب ثروت زمینداروں کے ذمے لگاتا تھا جو ان پلوں اور بندوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔لیکن اگر یہی زمیندار ان کاموں سے غفلت برتتے جس کی وجہ سے سیلاب آکر ان کی فصلوں کو تباہ کر جاتا اور وہ حکومت سے اپنے نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرتے تو حجاج کسی بھی قسم کی تلافی

① المسالک والممالک لابن خردازبہ: ص ۲۳۱، وفتوح البلدان للبلاذری: ص ۳۰۲.
② فتوح البلدان: ص ۳۶۹.
③ حوالہ مذکورہ: ص ۳۷۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے صاف انکار کر دیتا تا کہ آئندہ انھیں اور دوسرے کسانوں کو عبرت ہو اور وہ اپنی زمینوں کو سیلاب سے بچانے کا بندوبست از خود کریں۔

حجاج پر جو یہ الزام دھرا گیا ہے کہ وہ کچھ کسانوں کے نقصان کی تلافی محض اس لیے نہیں کرتا تھا کہ وہ اس کی سیاسی پالیسیوں کے مخالف تھے حالانکہ ان کے پاس اتنا روپیہ نہیں تھا کہ وہ ٹوٹے ہوئے بندوں کی مرمت کر سکیں، تو درحقیقت اس الزام کی کوئی وقعت نہیں۔① جو معترضین کی معاشرتی وسیاسی اصلاحات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اصولی طور پر حجاج کو اس کی سیاسی ومعاشرتی پالیسیوں کی وجہ سے ہدفِ تنقید نہیں بنایا جا سکتا۔ جہاں تک ان پالیسیوں کے اطلاق کا تعلق ہے، حجاج کو اگر یہ یقین ہوتا کہ وہ کسان وزمیندار واقعی تنگ دست ہیں تو وہ ان کی اعانت سے دریغ نہ کرتا۔ بیشتر تاریخی ماخذ میں یہ صراحت مذکور ہے کہ حجاج کو جب یہ یقین ہو جاتا تھا کہ فلاں زمیندار تنگ دست ہے تو پھر وہ اس کی ہر ممکن مدد کیا کرتا تھا۔ مزید برآں یہ کہ جب بھی کوئی عوامی مصلحت کا معاملہ ہوتا یا بیت المال کے فائدے کی بات ہوتی اس وقت حجاج مال خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام نہیں لیتا تھا۔ چنانچہ وہ غریب کسانوں کو زمین کی کاشت کے لیے قرضے فراہم کرتا تھا جیسے آج کل بینک زرعی قرضے دیتے ہیں۔ یوں یہ محال ہے کہ نقصان کی تلافی کا مطالبہ سچا ہو اور ایسا والی وہ مطالبہ پورا نہ کرے۔

حجاج بن یوسف ثقفی کی دور اندیشی کا اندازہ صرف اس ایک واقعے سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اس کو یہ پتہ چلا کہ بلادِ عراق میں گائے کی نسل میں واضح کمی ہوتی جا رہی ہے جس کی بنا پر ان کے دودھ اور گوشت کی فراہمی میں رکاوٹ پیدا ہونے کے امکانات ہو سکتے ہیں تو اس نے لوگوں کو گائے ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ مختلف بلاد میں گائے کے ذبح کرنے پر پابندی کی اصل وجہ ان کی نسل کی حفاظت تھی لیکن بعض متعصب لوگوں کو گائے کی نسل کی حفاظت کے اس منفرد طریقے سے بڑی تکلیف پہنچی، چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

شکونا الیه خراب السواد فحرم جهلاً لحوم البقر

ترجمہ: ”ہم نے اس سے یہ شکایت کی کہ سوادِ عراق اجڑ رہا ہے۔ اس نے مارے جہالت

---

① الکامل لابن الأثیر: ۱/ ۲۴۸ وبرئیر: ص ۲۴۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے گائیں ذبح کرنے پر پابندی عائد کردی۔'' ①

جدید تمدنی ذرائع کی روشنی میں حجاج کے اس اقدام کا جائزہ لیا جائے تو آدمی حجاج کی خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مویشیوں کی افزائشِ نسل اور ان سے حاصل ہونے والے دودھ اور گوشت کی بڑھوتری اور کاشت کاری میں استعمال کے لیے ان کے ذبح پر پابندی جدید دور کا ایک کارگر حربہ ہے جبکہ جدید دور کے یہ کارگر حربے حجاج سیکڑوں سال پہلے دریافت کر کے استعمال میں لے آیا تھا۔

لوگوں نے گاؤں کی کاشت کاری چھوڑ کر شہروں کا رخ کیا تو حجاج کو یہ بات بھی ناگوار ہوئی کیونکہ اس طرح بے روزگاری بڑھ جاتی ہے جس کے نتیجے میں جرائم بڑھتے ہیں۔ زمین میں کاشت کاری نہ ہو تو فصلیں نہیں ہوتیں۔ فصلیں نہ ہوں تو خراج نہیں ملتا۔ چنانچہ حجاج نے گاؤں چھوڑ کر شہروں کا رخ کرنے والے لوگوں کو گاؤں واپس لانے کا حکم دیا اور اس سلسلے میں اتنی سختی برتی کہ ہر گاؤں واسی کے ہاتھ پر اس کے گاؤں کا نام لکھوایا تاکہ کوئی گاؤں واسی اپنا گاؤں چھوڑ کر نہ جائے۔ ②

جدید دور کے اصلاح کار پینے کے صاف پانی کے منصوبوں کی بات بڑی شد و مد سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حجاج نے پہلی صدی ہجری میں بصرہ کے اندر عوام کے لیے پینے کے صاف پانی کی ٹینکی بنوائی تھی۔ ③

یہ عراق میں حجاج کی چند وہ اصلاحات تھیں جن کا ذکر تاریخی کتابوں میں آیا ہے۔ مؤرخین کو حجاج پر جو غصہ تھا، وہ ان کے حواسوں پر نہ چھایا ہوتا تو شاید انھیں حجاج کی تمام اصلاحات بیان کرنے کے لیے کئی جلدوں کی ضرورت پڑتی۔ لیکن اس کی سخت گیری اور قساوت قلبی کی جو عام شہرت تھی، حجاج اس کا شکار ہو گیا۔ مسلمان مؤرخین کو حجاج پر جو غصہ تھا، وہ ان کے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے حجاج کی اصلاحات کے ایسے ایسے آثار مٹا ڈالے کہ اگر ان کو احاطہ تحریر میں لایا جاتا تو حجاج قرونِ وسطیٰ و متاخرہ کے اصلاح کاروں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتا۔ مؤرخین کی طرف سے ذکر کردہ حجاج کی اتنی سی اصلاحات کے باوجود وہ ان کی تنقید سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ مؤرخین کہتے ہیں کہ ان

① الاغانی: ۱۵/ ۹۴، والمسالک والممالک: ص ۱۴، ومعجم البلدان: ۵/ ۱۶۵.
② العقد الفرید: ۲/ ۷۷، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۲، والکامل للمبرد: ص ۲۸۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹.
③ فتوح البلدان: ص ۳۷۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاحات اوران کوششوں کے باوجود عراق کی پرانی آسودہ حالی واپس نہ آسکی۔حجاج کی وفات کے بعدعراق کی حالت بہت خراب ہوگئی۔خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے جب عراق کی ولایت یزید بن مہلب کے سپرد کی تو اس نے کہا: حجاج نے عراق کو برباد کر دیا۔آج میں اہل عراق کی امید ہوں۔میں نے عراق جا کرخراج کی وجہ سے لوگوں کی پکڑ کی اورانھیں سزائیں دیں تو میں بھی حجاج جیسا ہو جاؤں گا۔①

یزید بن مہلب کے اس ڈراوراس ڈر سے وقوع میں آنے والی پالیسی کے سبب عراق کے خراج میں ہولناک کمی آ گئی تھی۔مؤرخین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حجاج اورعمر بن عبدالعزیز کے ادوار میں جمع ہونے والے خراج کے اعداد وشمار بتائے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حجاج نے واقعی عراق کوتباہ کر دیا تھا۔

اس سلسلے میں مختلف تاریخی ماخذوں کی روایات اگر چہ ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں،ہم ان اعداد وشمار کا جائزہ لیناضروری سمجھتے ہیں تا کہ ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکیں کہ حجاج نے عراق کوتباہ وبر بادنہیں کیا تھا۔

جہاں تک روایات کے اضطراب کاتعلق ہے،اس کا اندازہ اعداد وشمار کے اختلاف سے ہوتا ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورخلافت میں کل خراج بلاذری ② کے بقول دس کروڑ اور یاقوت ③، بشاری ④ اور ابن خردازبہ ⑤ کے بقول بارہ کروڑ اسی لاکھ کے درمیان تھا۔دونوں رقموں میں اتنا بڑا فرق نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دورخلافت میں کل خراج ابن عساکر ⑥ اور ابن کثیر ⑦ رحمہ اللہ کے ہاں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہی کی روایت کے مطابق آٹھ کروڑ رہ گیا تھا۔یاقوت اورابن عساکر کی ایک اورروایت کے مطابق ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں خراج کاتخمینہ بارہ کروڑ چالیس لاکھ تھا۔

①تاریخ الطبری:۵/۲۸۶،والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۳،والعیون والحدائق: ۳/۲۵،ومرآۃ الزمان لابن الجوزی:۹/۲۷.
②فتوح البلدان:ص ۲۷۹.
③معجم البلدان:۵/۱۶۲.
④احسن التقاسیم:ص ۲۳.
⑤المسالک والممالک:ص ۱۴.
⑥التاریخ الکبیر: ۴/۸۰.
⑦البدایۃ والنہایۃ: ۹/۱۳۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک حجاج کا تعلق ہے، بشاری، ابن خرداذبہ، یاقوت اور ابن عساکر نے ذکر کیا کہ اس کے دور میں خراج ایک کروڑ اسی لاکھ پر آ گیا تھا۔ یعقوبی ① نے ذکر کیا کہ اس کے دور میں خراج دو کروڑ پچاس لاکھ پر آ گیا تھا۔ بلاذری، ابن عساکر اور ابن کثیر کے مطابق عمر بن عبدالعزیز کی ایک روایت ہے کہ خراج کا تخمینہ چار کروڑ تھا۔ تنہا ماوردی نے ایک خطیر رقم گیارہ کروڑ اسی لاکھ کی لکھی ہے۔ ②

خراج کی کم از کم حد ایک کروڑ اسی لاکھ اور زیادہ سے زیادہ حد گیارہ کروڑ اسی لاکھ کے درمیان مطابقت پیدا کرنا سوائے اس کے ممکن نہیں کہ ماوردی کی روایت کو غلط تصور کر لیا جائے کیونکہ یہ اکیلی روایت ہے جبکہ ایک کروڑ اسی لاکھ والی روایت کو ابن خرداذبہ، یاقوت، ابن عساکر اور بشاری چار لوگوں نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس منطق کے ساتھ چلنا بھی ہمارے لیے ممکن نہیں کیونکہ ماوردی ان امور و معاملات کا ماہر ہے۔

ان روایات کے اضطراب کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ ان میں سے بعض مؤرخین نے خراج عراق کے اعداد و شمار بتائے ہیں اور کچھ نے سواد عراق کے خراج سے متعلقہ اعداد و شمار بتائے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ حجاج کے دور میں ولایت عراق تمام کی تمام سواد پر مشتمل نہیں تھی۔ اس کے باوجود جن مؤرخین نے سواد عراق کے اعداد و شمار بتائے ہیں، ہم انھیں معذور سمجھتے ہیں اور یہ قرار دیتے ہیں کہ انھوں نے سواد کہہ کر تمام ولایت عراق مراد لی ہے۔

ان تاریخی ماخذوں میں جو اعداد و شمار بتائے گئے ہیں، ان کے متعلق یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ آیا وہ عراق یا سواد عراق کا کل خراج تھا یا یہ وہ مقدار تھی جو حجاج نے خلیفہ کو ادا کی تھی۔ ان دونوں باتوں میں فرق یہ ہے کہ حجاج بعض دفعہ کروڑوں کا خراج اکٹھا کرتا تھا لیکن اس میں سے معمولی مقدار وہ دارالخلافہ کو بھیجتا تھا۔ تمام والیان حکومت میں حجاج کی انفرادیت یہ تھی کہ اسے مسلسل ان جنگوں پر روپیہ خرچ کرنا پڑا تھا جو اس کے پورے دور امارت میں برپا رہی تھیں۔ اسے اکثر اوقات سپاہیوں کو دگنی تگنی تنخواہ دینی پڑتی تھی۔ یہ مفلس باغیوں کے خلاف لڑی جانے والی اندرونی جنگیں تھیں جن میں نہ فتح حاصل ہوتی تھی نہ فتح کے نتیجے میں مال غنیمت ہاتھ آتا تھا۔ ان میں صرف باغیوں کی سرکوبی کرنی ہوتی

① تاریخ الیعقوبی: ۳/۳۵.
② الاحکام السلطانیة: ص ۱۶۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ یوں یہ جنگیں مالی لحاظ سے ذرا بھی منفعت بخش نہیں تھیں۔ مزید برآں حجاج داخلی اصلاحات اور ترقیاتی کاموں میں گہری دلچسپی لیتا تھا۔ ان ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں وہ کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتا تھا۔ یوں ہم بڑے اطمینان سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مؤرخین نے خراج کی اس زائد رقم کا تخمینہ بتایا ہے جو حجاج نے عراقی اخراجات سے بچ جانے کے بعد دربار خلافت بھیجی تھی۔ ماخذوں میں کسی خاص سال کا بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ فلاں برس اتنا خراج اکٹھا ہوا تھا۔ ماخذوں کے بتائے گئے اخراجات اگر بغاوتوں کے دور کے ہیں تو یہ سمجھنا آسان ہے کہ خراج کا تناسب اس حد تک گر گیا ہوگا۔

کچھ مصنّفین نے ان اعداد وشمار کا یقین نہیں کیا۔ چنانچہ وان ولوٹن لکھتا ہے کہ یہ اعداد وشمار شاید داخلی جنگ کے فوری بعد کے حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ① خضری بک نے لکھا ہے کہ خراج انارکی اور فتنوں کے زمانے میں کم ہوتا تھا۔ ②

اس کے علاوہ ہمارے پاس عراق کے سرکاری دفاتر کا ریکارڈ بھی نہیں جو یہ ثابت کر سکے کہ عراق میں کتنا خراج اکٹھا ہوتا تھا اور وہ کہاں کہاں خرچ ہوتا تھا۔ ابن اشعث کی بغاوت میں دیوان کو جلا دیا گیا تھا۔ ③ یوں آمدن اور اخراجات کا تمام ریکارڈ ضائع ہوگیا۔

یہ بات بھی ہے کہ عراق کی بربادی کے متعلق عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن مہلب سے جو کچھ مروی ہے، وہ ان لوگوں کے بیانات ہیں جو حجاج سے نفرت کرتے تھے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حجاج جیسا آدمی جس نے کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیا، کیسے کیسے فتنوں کی سرکوبی کی اور کیا کیا اصلاحات جاری کیں، اس کے لیے یہ قطعی طور پر ناممکن تھا کہ وہ دربار خلافت کو کچھ دیتا۔ دارالخلافہ کے لیے یہی کافی تھا کہ اسے ان مسائل سے نجات مل گئی تھی جن کا مقابلہ حجاج نے عراق میں کیا اور اگر حجاج اس عالی ہمتی، بیداری مغز اور سپاہ پر خرچ کرنے کے سلسلے میں اس دریادلی کا مظاہرہ نہ کرتا اور اس طرح لوگوں کے دلوں کو مسخر نہ کرتا تو شاید وہ مسائل اور وہ فتنے اموی خلافت کا خاتمہ کر دیتے۔

خیر، بات جو بھی تھی، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ حجاج سے پوری طرح مطمئن اور

① السيادة العربية: ص ۴۳.
② تاريخ الامم الاسلامية: ۲/ ۲۶۳.
③ فتوح البلدان: ص ۲۸۱، والخراج لابي يوسف: ص ۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راضی تھے۔حجاج کی طرف سے خراج وغیرہ کی رقم انھیں وافر مقدار میں پہنچ رہی تھی۔ ① اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے دور خلافت ہی میں اسے برطرف کر دیتے اور اس کے متعلق اپنے بیٹے ولید کو وصیت نہ کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ عباسی خلفاء حجاج اور زیاد ثقفی کی وجہ سے امویوں پر رشک کرتے تھے۔ چنانچہ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے کہا تھا کہ خلفاء تین ہیں۔ معاویہ، ان کے لیے زیاد کافی تھا۔ عبدالملک، اس کے لیے حجاج کافی تھا۔ اور میں، لیکن میرے لیے کافی ہونے والا کوئی نہیں۔ ②

شہروں کی تعمیر

امیر حجاج کو تعمیر وترقی اور رفاہ عامہ کے منصوبوں سے گہری دلچسپی تھی۔ ۸۳ھ میں وہ جونہی ابن اشعث کے خلاف معرکہ آرائی سے فارغ ہوا، اس نے واسط شہر کی تعمیر شروع کر دی۔ ③

واسط کی تعمیر کا محرک کیا تھا، اس بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ حجاج جب باغیوں کی سرکوبی سے فارغ ہوا تو اس نے مستقل طور پر قیام کے لیے کوفہ کا انتخاب کیا۔ لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ اہل کوفہ اس سے اکتائے ہوئے ہیں اور وہ اس سے نفرت کرتے ہیں تو اس نے اپنے اعتماد کے ایک سمجھ دار شخص سے کہا کہ جاؤ اور میرے لیے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا تلاش کرو جہاں میں ایک شہر بنا سکوں۔ وہ زمین کا ٹکڑا بہتے ہوئے دریا کے کنارے ہونا چاہیے۔

وہ شخص ایسی زمین کی تلاش میں نکل پڑا اور علاقے کے مختلف حصوں کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ایسی بستی میں پہنچا جو واسط سے کچھ اوپر واقع تھی۔ اسے واسط القصب کہتے تھے۔ اس نے وہاں رات بسر کی۔ دریا اسے اچھا لگا۔ وہاں کا کھانا پینا اسے خوشگوار اور زود ہضم محسوس ہوا۔ ④

دیگر مؤرخین کی روایت ہے کہ حجاج نے اہل کوفہ کو خراسان کے محاذ پر روانہ کیا تھا۔ کوفہ کے

① انساب الاشراف: ۱/ ۳۱۱، والعقد الفرید: ۲/ ۹۹.

② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۱۷۲.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۳، ومعجم البلدان: ۸/ ۳۷۹، وتاریخ ابی الفداء: ۱/ ۱۹۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۵۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۸، فتوح البلدان (ص ۳۹۸) میں بلاذری اور تنبیہ واشراف میں مسعودی کی روایت ہے کہ واسط ۸۳ھ اور ۸۴ھ کے درمیان تعمیر کیا گیا تھا۔ ابن خلکان اور قرمانی نے لکھا ہے کہ واسط کی تعمیر ۸۴ھ میں شروع کی گئی اور ۸۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ابن شاکر نے فوات الوفیات (۵/ ۸۲) میں اور ابن جوزی نے شذور العقود (ص ۵۵) میں ذکر کیا کہ واسط کی تعمیر ۷۵ھ میں شروع ہوئی اور ۷۸ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

④ معجم البلدان: ۸/ ۳۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جوان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ ایک رات چھاؤنی سے نکل کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا۔ اتنے میں کسی نے دھڑ دھڑ دروازہ بجایا۔ دروازہ کھولا تو ایک شامی شراب کے نشے میں دھت کھڑا تھا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا: ہمیں اس شامی سے اذیت پہنچی ہے۔ یہ روز رات کو آتا اور یہی حرکت کرتا ہے۔ میں نے اس کی شکایت اس کے چند بزرگ ساتھیوں سے کی تھی۔ کوفی نے کہا: اسے اندر آنے دو۔ عورت نے اسے اندر بلایا۔ وہ اندر آ کر کہنے لگا: وقت آن پہنچا ہے۔ عورت نے گھر کی صفائی کی ہوئی تھی۔ وہ جب اندر آ گیا تو کوفی نے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے شامی کو قتل کر دیا۔ فجر کی اذان ہوئی تو کوفی چھاؤنی جانے لگا اور اپنی بیوی سے کہا: فجر کے بعد شامیوں کو پیغام بھیج دینا کہ وہ آ کر اپنے ساتھی کو لے جائیں۔ وہ جب تمھیں حجاج کے پاس لے جائیں تو تم حجاج کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دینا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اسے حجاج کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے ساری حقیقت حجاج کے گوش گزار کر دی۔ حجاج نے شامیوں سے کہا: اپنے ساتھی کو لے جاؤ۔ اس کا نہ قصاص ہے نہ اس کی دیت۔ اسے اللہ نے مروایا ہے اور یہ جہنم واصل ہے۔

اس کے بعد حجاج کے منادی نے ندا کر دی کہ کوئی کسی کے گھر نہ رہے۔ یہاں سے نکلو اور چھاؤنی میں جا کر رہو۔ اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا کہ وہ اس کے لیے کوئی جگہ تلاش کریں۔ یوں اسے اس مقام کا پتہ چلا جہاں واسط آباد ہے۔ اس نے وہاں واسط شہر تعمیر کروایا۔① یوں جن شامیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا، حجاج نے انھیں کوفیوں کے ہاں ٹھہرانا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ اقدام اس لیے کیا کہ شامیوں میں کوئی برائی جنم نہ لے اور ان کا ادبی و اخلاقی معیار بلند ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے واسط کی تعمیر کا حکم دیا۔

ہماری رائے میں واسط کی تعمیر کی اور بھی وجہیں تھیں۔

۱۔ ایک وجہ یہ تھی کہ حجاج کوفہ و بصرہ کے درمیان رہنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر اس جگہ کا انتخاب کیا جو بصرہ، کوفہ اور اہواز کے تقریباً درمیان پڑتی تھی۔ یہ جگہ بروایت مسعودی و یاقوت ان تینوں شہروں سے پچاس فرسخ (۱۵۰ عربی میل) کے فاصلے پر واقع تھی۔②

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۳.

② التنبیہ والاشراف للمسعودی: ص ۳۱۱، ومعجم البلدان: ۸/ ۳۸۷، ہم نے جب برطانوی اعلیٰ قیادت کے نقشے میں دیکھا جو ۱۹۴۴ء میں جاری کیا گیا تھا، تو معلوم ہوا کہ واسط کوفہ سے ۹۵ میل، بصرہ سے ۱۵۵ میل اور اہواز سے ۱۷۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔معلوم ہوتا ہے کہ حجاج نے جب باغیوں کو زیر کر لیا اور حالات معمول پر آ گئے تو اس نے سوچا وہ اپنی یادگار کے طور پر ایک بڑا شہر تعمیر کروا دے۔ مؤرخین کے درمیان جیسا اختلاف واسط کی وجہ تعمیر کے سلسلے میں ہے، ویسا ہی اختلاف واسط کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں بھی ہے۔ یاقوت نے واسط کے نام سے پندرہ شہروں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ حجاج کا واسط سب سے بڑا اور سب سے اہم واسط تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ واسط کی آبادکاری سے پہلے وہاں ایک موضع واسط القصب نامی واقع تھا۔ حجاج نے جب یہ شہر بسایا تو اس نے اسی موضع کے نام پر اس کا نام بھی واسط رکھ دیا۔ ①
بلاذری اور مسعودی نے واسط القصب کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ وہاں بانس (قصب) اگتے تھے۔ یوں اسے واسط القصب کہا گیا۔ ②

ہماری رائے میں واسط کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ بصرہ، کوفہ اور اہواز کے وسط میں واقع ہے۔ خیر، وجہ کچھ بھی رہی ہو، حجاج کے بھیجے ہوئے شخص نے اسے اس جگہ کے بارے میں بتایا اور اطمینان کا اظہار کیا تو حجاج نے اسے لکھا وہاں کھلی جگہ خرید لو تاکہ میں وہاں شہر تعمیر کروں۔ وہ جگہ ایک دہقان (دیہی عجمی چودھری) کی تھی۔ اس آدمی نے دہقان سے بات کی تو اس نے کہا کہ یہ جگہ امیر کے لیے مناسب نہیں۔ حجاج کے نمایندے نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: تین باتیں ہیں۔ آگے جو امیر کی مرضی۔ اس علاقے کی زمین شورزدہ اور دلدلی ہے۔ عمارت یہاں قائم نہیں رہتی۔ یہاں گرمی بہت ہوتی ہے۔ لو چلتی ہے۔ شدید گرمی کے باعث اڑتے ہوئے پرندے مرمر کے گرتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہاں کے باشندے طویل عمر نہیں پاتے۔

حجاج کے نمایندے نے یہ باتیں حجاج کو لکھ بھیجیں۔ حجاج نے جواباً لکھا یہ آدمی نہیں چاہتا کہ ہم اس کے پڑوس میں آ کر رہیں۔ اسے بتا دو کہ ہم وہاں بہت سی نہریں جاری کریں گے، شجر کاری کریں گے، فصلیں اگائیں گے۔ یوں وہاں کی آب و ہوا اچھی ہو جائے گی۔ جہاں تک یہ مسئلہ ہے کہ وہ زمین شورزدہ اور دلدلی ہے تو ہم اتنی مضبوط عمارتیں بنائیں گے کہ ہمارے جانے کے بعد لوگ ان میں رہیں گے۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ وہاں کے باشندے طویل عمر نہیں پاتے تو یہ چیز اللہ کے سپرد ہے۔

① معجم البلدان: ۸/۳۴۸۔
② فتوح البلدان: ص ۲۹۸، والتنبیہ والاشراف: ص ۳۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔اسے بتاؤ کہ ہم اس کے اچھے پڑوسی ثابت ہوں گے۔ہم اس کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔اس سے حسن سلوک کریں گے۔

حجاج کے نمایندے نے یہ باتیں دہقان کو بتائیں اور وہ جگہ اس سے خرید لی۔①

حجاج اس مقام کا معائنہ کرنے گیا جہاں شہر تعمیر ہونا تھا۔اس موقع پر جو واقعہ پیش آیا وہ از راہِ تواتر منقول ہے۔حجاج جب وہاں پہنچا تو ایک راہب گدھے پر سوار آتا دکھائی دیا۔وہ واسط کے مقام پر پہنچا تو گدھے نے پیشاب کر دیا۔راہب گدھے سے اترا۔جس جگہ گدھے نے پیشاب کیا تھا وہ مٹی کھود کر اٹھائی اور دجلہ میں پھینک دی۔حجاج جو یہ منظر دیکھ رہا تھا، اس نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ۔ راہب کو لایا گیا تو حجاج نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا۔وہ بولا ہم نے کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ اس جگہ مسجد بنے گی جس میں جب تک زمین پر ایک بھی موحد ہے، اللہ کی عبادت کی جائے گی۔تب حجاج نے شہر کے مختلف حصوں کی پیمائش اور نشاندہی کروائی اور اس جگہ مسجد بنوائی۔② یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عرب مؤرخین کی تحریروں میں ایسی لاتعداد پیش گوئیاں ملتی ہیں۔پروفیسر وان ولوٹن نے بھی یہ بات محسوس کی اور لکھا ہے کہ عرب مؤرخین کی تحریروں میں ایسی پیش گوئیاں عام ملتی ہیں جو یہودی ونصرانی راہبوں سے ماخوذ ہیں۔

یوں واسط دو شہروں کا مجموعہ ہے۔یہ دونوں شہر دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ہیں۔قدیم شہر جہاں دہقان آباد تھے، مشرقی کنارے پر واقع ہے۔یہ کسکر ہے۔حجاج نے اپنا شہر مغربی کنارے پر آباد کیا تھا۔دونوں شہروں کو ملانے کے لیے اس نے کشتیوں کا پل بنایا تھا۔③

اس لحاظ سے واسط کی تعمیر کوفہ جیسی تھی۔وہ بھی قدیم شہر حیرہ کے پڑوس میں آباد کیا گیا تھا۔حجاج نے واسط کے مغربی حصے میں اپنی مسجد، اپنا محل اور سبز گنبد تعمیر کرایا تھا جسے خضرائے واسط کہتے تھے۔④ حجاج نے شہر کے اردگرد فصیل بنوائی اور دو خندقیں نکلوائی تھیں۔

---

①معجم البلدان: ۸/۳۷۸.

②تاریخ الطبری: ۵/۱۸۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/۹۳، وعقد الجمان: ۱۱/۳۳۸.

③البلدان للیعقوبی: ص ۳۲۲، آج کل یہ شہر دجلہ وفرات کے درمیان ایک چھوٹے دریا کے کنارے واقع ہے۔یہ دریا شط الغراف کہلاتا ہے۔اس امر کی تحقیق ہم نہیں کر سکے کہ ان دنوں دجلہ آیا اسی دھارے میں بہتا تھا؟

④البلدان للیعقوبی: ص ۳۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاقوت نے واسط میں بنائی گئی بعض عمارتوں کی پیمائشیں دی ہیں۔اس کے بقول محل کی عمارت 400x400 ہاتھ تھی۔جامع مسجد 200x200 ہاتھ تھی۔① حجاج نے واسط میں ایک جیل بھی بنوائی تھی جسے دیماس کہتے تھے۔② ہاتھی کے لیے ایک تالاب بھی بنوایا تھا۔والی سندھ محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے حجاج کو ایک ہاتھی تحفے میں بھیجا تھا۔اسے بطائح سے ایک بحری جہاز میں لایا گیا۔وہ جب واسط پہنچا تو اسے تالاب میں چھوڑ دیا گیا۔③

حجاج اپنے محل اور اپنی جامع مسجد کے لیے دروازے پاس پڑوس کے شہروں سے لے آیا۔ ان لوگوں نے شور مچایا کہ حجاج نے ہم سے ہمارے شہر اور ہمارے اموال ہتھیا لیے۔حجاج نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔④

بعد میں یہ دروازے ابوجعفر منصور واسط سے اپنے نئے تعمیر شدہ شہر بغداد لے گیا۔⑤

حجاج نے اپنے محل، جامع مسجد، دونوں خندقوں اور فصیل پر چار کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کر دیے۔اس کے منشی صالح بن عبدالرحمان نے کہا:

''یہ ایک خطیر رقم ہے۔اگر امیر المومنین اسے آپ کے کھاتے میں دیکھیں گے تو انھیں افسوس ہوگا۔''

حجاج نے کہا: ''پھر کیا کریں؟''

صالح نے کہا:

''یہ رقم جنگ کی مد میں لکھوالیں۔'' چنانچہ اس نے تین کروڑ چالیس لاکھ درہم جنگ کی مد میں شمار کیے اور تعمیرات پر نوے ہزار درہم شمار کیے۔⑥

حجاج جب قبة الخضرا (سبز گنبد) کے صحن میں بیٹھا تو مصاحبوں سے کہنے لگا:

''کیسا لگا یہ قبہ؟''

---

① معجم البلدان: ۸/ ۳۸۲.
② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۱۸۷.
③ حوالہ مذکورہ: ۸/ ۳۸۱، وانساب الاشراف: ص ۳۹۹.
④ حوالہ مذکورہ: ۸/ ۳۸۱، وفتوح البلدان: ص ۲۹۸، ۲۹۹.
⑤ تاریخ بغداد: ۱/ ۷۵.
⑥ معجم البلدان: ۸/ ۳۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا: ''آپ سے پہلے ایسا قبہ کسی کا نہیں ہوا۔''

حجاج نے کہا:

''اس کے باوجود اس میں ایک عیب ہے۔کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کیا عیب ہے۔''

مصاحبوں نے کہا:

''ہمیں تو کوئی عیب دکھائی نہیں دیتا۔''

حجاج نے غضبان قبعثری کو لانے کا حکم دیا جو اس کے قید خانے میں بند تھا۔وہ غضبان کی صاف گوئی اور جرأتِ اظہار سے واقف تھا۔اسے پابجولاں لایا گیا۔حجاج نے مزاحاً کہا:

''میں دیکھ رہا ہوں،تم فربہ ہو گئے ہو۔''

غضبان بھی مسکرا دیا:

''اے امیر،قید اور آسودگی،جو شخص امیر کا مہمان ہو وہ فربہ کیوں نہ ہو۔''

حجاج نے کہا:

''اچھا،یہ بتاؤ،میرا یہ قبہ کیسا ہے''۔

وہ بولا:

''ایسا قبہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہیں بنایا گیا۔لیکن اس میں ایک عیب ہے۔جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔''

حجاج نے کہا:

''بولو،جان کی امان دی جاتی ہے۔''

وہ کہنے لگا:

''یہ قبہ آپ کے شہر میں نہیں بنایا گیا۔نہ یہ آپ کی اولاد کے کام آئے گا۔نہ آپ اس سے لطف اندوز ہو پائیں گے۔نہ یہاں آپ کو آسودگی میسر آئے گی۔یوں یہ ایک ایسی لذت اور ایسا اچھا پن ہے جس سے لطف اندوز نہیں ہوا جا سکے گا۔''

حجاج کو غصہ آ گیا۔اس نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسے واپس قید خانے میں لے جاؤ۔ایسی خبیث بات یہی کہہ سکتا تھا۔''

بعد میں حجاج نے اسے معاف کر دیا۔①

شہر تعمیر ہو چکا تو حجاج نے خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو لکھا:

میں نے زمین کے ایک بڑے قطعے (کرش) پر پہاڑ اور دو شہروں کے درمیان ایک شہر بنایا ہے۔اس کا نام میں نے واسط رکھا ہے۔یوں اہل واسط کو کرشی کہا گیا۔②

حجاج نے واسط اور قزوین کے درمیان ایک نگران مقرر کر دیا تھا۔قزوین ان دنوں سرحد تھی۔ نگران کے تقرر کا مقصد یہ تھا کہ اس سرحد کی طرف سے واسط کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

واسط کی تعمیر مکمل ہو گئی اور اس کے لوازمات پورے ہو گئے تو حجاج کو اب انباط کی کوئی ضرورت نہیں تھی جن سے تعمیر کے کام میں خدمات لی گئی تھیں۔اس نے فرمان جاری کیا کہ کوئی نبطی شہر میں نہ رہنے دیا جائے۔

اس نے کہا:

''انباط میرے شہر میں نہ آنے پائیں۔یہ لوگ فسادی ہیں۔''③

صفدی حارثی نے حجاج کو احمق بتایا ہے کیونکہ اس نے واسط شہر نبطیوں کے بادیہ میں بنایا تھا اور

---

①مروج الذهب: ۲/ ۱۰۵.

②فتوح البلدان: ص ۲۹۸، ومعجم البلدان: ۸/ ۳۷۹، ۳۸۰، واسط کا کوئی باشندہ جب بصرہ سے گزرتا تو بصرہ والے اس پر آوازہ کستے: ''اے او کرشی!'' واسط کا باشندہ سنی ان سنی کر دیتا اور یوں ظاہر کرتا جیسے یہ آوازہ اس پر نہیں کسا گیا۔(کیونکہ جانور کے پیٹ کو بھی کرش کہتے ہیں۔) یاقوت نے لکھا ہے کہ خوارزم میں اس کی ملاقات واسط کے ایک نمایاں ادیب سے ہوئی۔اس نے اس ادیب سے ضرب المثل 'تغافل واسطی' (واسط کے باشندے کا غافل بن جانا) کا مطلب دریافت کیا۔ ادیب نے کہا: میں خود اس ضرب المثل کے متعلق پوچھتا پھرا ہوں لیکن مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔یاقوت لکھتا ہے کہ مجھے بھی ان دنوں اس کا مطلب معلوم نہیں تھا۔بعد ازاں مجھے جب اس کے مطلب اور اس کی وجہ کا علم ہوا تو میں نے اس ادیب کو بھی بتایا۔اب اسے یہاں لکھتا ہوں۔پروفیسر پروٹیگ نے اپنی کتاب **الامثال العربية** (۱/ ۲۵۰) میں اس سلسلے کی ایک روایت یہ لکھی ہے کہ حجاج نے جب اس علاقے کے باشندوں کو تعمیر کے کام پر مجبور کیا تو وہ بھاگ جاتے اور مسجد کی چٹائیوں کے نیچے گھس کر سو رہتے۔پولیس اہلکار جب مسجد جا کر انھیں آوازیں دیتے: اے اہل واسط، اے اہل واسط، تو وہ غافل بن جاتے اور سنی ان سنی کر دیتے۔ایسا وہ اس لیے کرتے کہ انھیں کام نہ کرنا پڑے۔تب یہ ضرب المثل کہی گئی۔

③معجم البلدان: ۸/ ۳۸۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر انھی سے کہہ دیا کہ وہ واسط میں نہ آئیں۔ چنانچہ جب اس کی وفات ہوئی تو وہ شہر میں آ گئے۔ ①

حجاج نے واسط کو اپنا دارالامارت قرار دیا اور شہر میں شامیوں کو، کچھ غیر ملکی خاندانوں اور ماوراء النہر کے ان بیشتر ترکوں کو لابسایا جن کا تعلق بخارا سے تھا اور جو جنگوں کے دوران میں گرفتار کر کے لائے گئے تھے۔ اس نے کوفہ و بصرہ کے کچھ عمائدین کو بھی واسط میں آباد کیا۔ ②

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ حجاج نے واسط میں دو شہر بسائے تھے۔ ایک شہر میں اس نے شامی فوجیوں کی قیام گاہیں بنوائی تھیں تاکہ وہ اہل کوفہ سے دور رہیں اور یوں وہ ان کے فتنہ پردازوں کی چالبازیوں سے محفوظ رہیں، نیز وہ عراق کے تین بڑے شہروں کوفہ، بصرہ اور اہواز کے درمیان رہیں تاکہ ان شہروں میں اگر کوئی فتنہ سر اٹھائے تو شامی اس کی سرکوبی کے لیے فوری طور پر واسط سے روانہ ہو سکیں۔ دوسرے شہر میں اور زیادہ صحیح لفظوں میں کہیں تو دوسرے محلے میں حجاج نے شہر کی خوبصورت عمارتیں بنوائیں جن میں جامع مسجد، حجاج کا محل اور دیگر اہم سرکاری عمارتیں شامل تھیں۔ حجاج نے اس محلے میں ایسے لوگوں کو آباد کیا جنھیں وہ اپنے زیرِ نگاہ رکھنا چاہتا تھا تاکہ انھیں حجاج سے دور کوفہ و بصرہ میں رہ کر فتنہ پردازی اور سازشوں کے تانے بانے بننے کا موقع نہ مل سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے یہ ملے جلے لوگ عباسیوں کے دور تک واسط میں آباد رہے تھے۔ چنانچہ بشار بن برد نے واسط کی ہجو میں کہا تھا۔

عَلٰی وَاسِطٍ مِنْ رَبِّهَا اَلْفُ لَعْنَةٍ　　وَتِسْعَةُ آلَافٍ عَلٰی اَهْلِ وَاسِطِ

اَيُلْتَمَسُ الْمَعْرُوْفُ مِنْ اَهْلِ وَاسِطٍ　　وَوَاسِطُ مَأْوٰی كُلِّ عِلْجٍ وَسَاقِطِ

نُبَيْطٌ وَاَعْلَاجٌ وَخُوْزٌ تَجَمَّعُوْا　　شِرَارُ عِبَادِ اللهِ مِنْ كُلِّ غَائِطِ

ترجمہ: ''واسط پر اس کے رب کی ہزار لعنت ہو۔ اور نو ہزار لعنت اہل واسط پر ہو۔ کیا اہل واسط سے نیکی کی امید رکھی جا سکتی ہے جبکہ واسط ہر اکھڑ مزاج اور پنچ شخص کی جائے پناہ ہے۔ گھٹیا نبطی، اکھڑ مزاج، سخت گیر لوگ اور خوزستانی وہاں اکٹھے کیے ہوئے ہیں۔ ہر نشیبی علاقے کے سب سے شریر لوگ وہاں آ کر براجمان ہیں۔ ③

اس سلسلے کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ حجاج کو اپنے محل کی خوبصورتی اور خوشنمائی پر بہت فخر تھا۔

① البيان والتبيين للجاحظ: ۱/۲۲۶، ۳/۲۳۲۔
② فتوح البلدان للبلاذري: ص ۳۸۳، ۳۸۴، وفوات الوفيات لابن شاكر: ۵/۸۲۔
③ معجم البلدان: ۸/۳۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک روز وہ اپنی نشست گاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک خادم آیا اور اسے بتایا کہ اس کی ایک جاریہ (باندی) پر دیوانگی طاری ہے۔وہ باندی حجاج کو اچھی لگتی تھی۔حجاج پریشان ہوا۔اس نے عبداللہ بن بلال کو لانے کے لیے ایک شخص کو فوراً روانہ کیا۔عبداللہ بن بلال کو صدیق ابلیس (ابلیس کا دوست) کہا جاتا تھا۔وہ آیا تو حجاج نے اسے باندی کی حالت سے آگاہ کیا۔اس نے کہا: میں اس پر کیے گئے جادو کا توڑ کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جادو کا توڑ کر دیا اور باندی پر جو دیوانگی کا دورہ پڑا تھا، اس سے وہ شفایاب ہوئی۔حجاج نے ابن بلال سے کہا: مرے تو! مجھے تو ڈر ہے یہ محل آسیب زدہ ہے۔اس نے کہا: میں کوئی عمل کر دیتا ہوں، پھر آپ کوئی ناخوشگوار بات نہیں دیکھیں گے۔وہ چلا گیا اور تین روز بعد آیا۔اس کے ہاتھ میں مہر بند صراحی تھی۔اس نے حجاج سے کہا: اے امیر! محل کی صفائی کا حکم دیجیے اور یہ صراحی محل کے بیچوں بیچ گاڑ دیجیے۔اس کے بعد آپ کبھی ناخوشگوار بات نہیں دیکھیں گے۔حجاج نے کہا: اس کی نشانی کیا ہوگی؟ وہ بولا: امیر اپنے دس تنومند سورماؤں کو حکم دیں، وہ سب مل کر یہ صراحی زمین سے نہیں اٹھا سکیں گے۔

حجاج نے وہاں موجود افراد کو صراحی اٹھانے کا حکم دیا لیکن وہ ایسا نہ کر سکے، جیسے کہ عبداللہ بن بلال نے کہا تھا۔حجاج کے پاس لاٹھی تھی۔اس نے لاٹھی صراحی کے قبضے میں ڈالی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ ①

اور لاٹھی اوپر اٹھا دی۔صراحی باہر نکل آئی۔حجاج نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر سوچتا رہا۔پھر ابن بلال کی طرف دیکھ کر کہا: ابن بلال! اپنی صراحی اٹھاؤ اور جاؤ۔ابن بلال نے کہا: لیکن کیوں؟ حجاج نے کہا: ''میرے بعد یہ محل اجڑ جائے گا اور یہاں کوئی اور آ کر رہنے لگے گا۔وہ زمین کھودے گا اور اسے یہ صراحی ملے گی تو وہ کہے گا اللہ کی لعنت ہو حجاج پر، اس نے جادو کے بل پر مقبولیت حاصل کی تھی۔'' ابن بلال نے صراحی اٹھائی اور چل دیا۔ ②

بعید نہیں کہ یہ واقعہ خودساختہ ہو، تاہم اگر ہم اسے صحیح بھی مان لیں تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے

① الاعراف ۷:۵۴.
② معجم البلدان: ۸/۳۸۱، ۳۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ حجاج جادوٹونے اور شعبدہ بازی پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

حجاج کی وفات کے بعد بھی واسط دارالامارت کی حیثیت سے قائم رہا۔ یہ عالم اسلام کی ایک بڑی فوجی چھاؤنی تھی۔ اموی خلافت کے پورے دور میں اس نے اپنی تزویراتی اہمیت بھی برقرار رکھی۔ حجاج کے بعد واسط کی ثروت مندی میں اضافہ ہو گیا۔ یہ شہر دیہات، گلستانوں، نخلستانوں، چراگاہوں، سرسبز لہلہاتے کھیتوں اور گھنے پھل دار درختوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے کھیتوں میں بڑے پیمانے پر گندم کاشت کی جاتی تھی۔ یہاں کے باشندے دجلہ سے بڑی مقدار میں مچھلیاں پکڑتے تھے۔ یاقوت حموی متعدد دفعہ واسط آیا تھا۔ اس کے ایام میں یہاں اشیائے خورونوش کی تجارت عروج پر تھی۔ بازاروں میں بھرپور رونق تھی۔ کھانے پینے کی چیزیں اتنی سستی تھیں کہ مکھن کا ایک مٹکا دو درہم میں ملتا تھا۔ لوگ ایک درہم میں درجن بھر مرغیاں اور دو درجن چوزے خریدتے تھے۔ بارہ رطل دیسی گھی، چالیس رطل روٹی اور ایک سو پچاس رطل دودھ نصف درہم میں آتا تھا۔ (ایک رطل ۳۹۸.۳۴ گرام کے برابر ہے) اسی طرح دیگر اشیائے خورونوش بھی بے حد سستی تھیں۔ ①

اس کے باوجود واسط دشمنانِ حجاج کی زبان درازیوں اور مسخرے شاعروں کی ہجوگویوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ ② چنانچہ ایوب بن قریہ نے واسط کے بانی کے متعلق گویا شفقت کا اظہار کیا اور کہا کہ اس نے یہ شہر اپنے علاقے میں نہ بنایا۔ یوں اس نے اسے غیروں کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کی اولاد اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکی۔ ③

واسط کے آثارِ قدیمہ

بغداد کے محکمہ آثارِ قدیمہ نے واسط کے آثارِ قدیمہ کی تلاش کے سلسلے میں کھدائی کا کام کرایا۔ کھدائی کے نتیجے میں چھوٹی مسجد، بڑی مسجد، مقبرے، قلعے اور بازار کے آثارِ قدیمہ دریافت ہوئے۔ یہ آثارِ قدیمہ بغداد عجائب گھر کے دو کمروں میں محفوظ کیے گئے ہیں۔

ان کھدائیوں کے بعد اس امر میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ آثارِ قدیمہ میں دریافت ہونے والی مسجد وہی ہے جو حجاج بن یوسف ثقفی نے واسط میں تعمیر کرائی تھی۔ ان آثارِ قدیمہ

① معجم البلدان: ۸/ ۳۸۳.
② حوالہ مذکورہ: ۸/ ۳۸۳، ۳۸۴.
③ فتوح البلدان: ص۲۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں موٹے پتھریلے ستونوں کی دو قطاریں بھی پائی گئی ہیں جن میں سے ہر ستون کا قطر نوے سینٹی میٹر ہے۔ زیادہ تر ستونوں پر دلآویز نقش ونگار کندہ ہیں۔ مسجد حجاج کی دریافت کے نتیجے میں یہ نشاندہی بھی ہوگئی کہ قصر امارت کہاں واقع تھا۔

حجاج نے اور بھی شہر تعمیر کرائے تھے۔ ان میں ایک شہر نیل ① تھا جو اس نے اپنی نکالی ہوئی نہر کے کنارے بنوایا تھا۔ اس نہر کا نام اس نے نیل رکھا تھا۔

حجاج ہی کے عہد میں مکرم نامی ایک مشہور شہر خوزستان کے نواح میں رستقباد کے قریب بسایا گیا تھا۔ اس کا نام حجاج کے ایک مقرب مکرم بن معزا حارثی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ ②

ایک روایت یہ ہے کہ مکرم حجاج کا آزاد کردہ غلام (مولیٰ) تھا۔ خرزاد بن ایاس نے جب بغاوت کی اور خرزاد نامی قلعے میں بیٹھ گیا تو حجاج نے مکرم کو اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا تھا۔ مکرم نے وہاں پہنچ کر قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے نے طول پکڑا تو خرزاد چھپ چھپا کر قلعے سے اترا تا کہ وہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے پاس چلا جائے۔ لیکن مکرم نے اس کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ ③

محمد بن قاسم جن دنوں فارس کا گورنر تھا، اس نے حجاج کے لیے شیراز شہر تعمیر کرایا تھا۔ ④ حکم بن نہیک ہجیمی نے اَرّجان میں جامع مسجد اور دارالامارت تعمیر کرایا تھا۔ وہ حجاج کی طرف سے کرمان کا والی تھا۔ ⑤

① نیل سواد کوفہ کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو محلہ بنی مزید کے قریب واقع ہے۔ فرات سے نکالی گئی ایک بڑی خلیج اس کے درمیان سے گزرتی ہے۔ یہ خلیج حجاج نے نکالی تھی اور اس کا نام نیل مصر کے نام پر نیل رکھا تھا، معجم البلدان: ۸/ ۳۶۰، وفتوح البلدان: ص ۲۹۸

② معجم البلدان: ۶/ ۱۷۶، وفتوح البلدان: ص ۳۹۰.

③ حوالہ مذکورہ: ۶/ ۱۷۶، وفتوح البلدان: ص ۳۹۱، روایت ہے کہ اس شہر کی بنیاد مکرم نے نہیں رکھی تھی۔ وہ ایک قدیم قریہ تھا۔ مکرم اسے بناتا، سنوارتا رہا حتی کہ وہ قریہ شہر بن گیا۔ یہ شہر پھر مسلمانوں کی چھاؤنی بنا۔ صبح الاعشی: ۴/ ۱۰۰، والجندیۃ فی الاسلام: ص ۳۰.

④ معجم البلدان: ۵/ ۳۲۰، والمسالک والممالک للاصطخری: ص ۱۲۴ .

⑤ فتوح البلدان: ص ۴۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحری بیڑے پر توجہ

اس فصل کا خاتمہ ہم اس بات پر کرتے ہیں کہ حجاج نے اسلامی بحری بیڑے کی بہتری کے لیے کیا خدمات انجام دی تھیں۔ حجاج نے اس سلسلے میں اپنی نوعیت کی الگ کشتیاں تیار کرائی تھیں۔ یہ کشتیاں تارکول ملی ہوئی، روغن کی ہوئی، کیلوں سے مضبوط و آراستہ اور سطح دار تھیں۔ ان کے سینے بڑھے ہوئے نہیں تھے۔ ①

یہ خلیج فارس میں ڈالی گئی نئی کشتیاں تھیں جو عہد حجاج کے حربی تقاضوں کے عین مطابق تھیں۔

---

① الاعلاق النفسیة لابن رستة: ۷/ ۱۹۵، ۱۹۶، والبیان والتبیین: ۲/ ۲۴۲، ۲۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴ اموی خلفاء وامراء سے حجاج کے تعلقات

حجاج ۷۵ھ میں عراق کا والی بنا اور ۹۵ھ میں اپنی وفات تک وہ اس منصب پر فائز رہا۔ یوں اس نے دو اموی خلفاء عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ اور ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے لیے عامل کی خدمات انجام دیں۔

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے دور میں اس کی امارت حجاز میں اس کی جانچ پرکھ اور آزمائش کے بعد قائم ہوئی جس کے نتیجے میں اسے عراق میں قدر و منزلت اور محبت ملی۔

ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دور میں حجاج کی امارت یوں باقی رہی کہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے بیٹے ولید کو حجاج کے بارے میں وصیت کی تھی۔ ①

سپہ سالار حجاج نے حجاز میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ میں غیر معمولی بہادری کے جوہر دکھائے تھے اور اس تحریک کا خاتمہ کر کے جو شاید اموی خلافت کا خاتمہ کر دیتی، اموی سلطنت کے ستون مضبوطی سے کھڑے کر دیے تھے۔ اس سلسلے میں حجاج پر بڑے بہتان لگائے گئے اور اسے مختلف قسم کے الزامات کا نشانہ بنایا گیا۔ حجاز سے اس کی معزولی کے متعلق کچھ بھی کہا گیا ہو، اس تمام کاوش کا صلہ اسے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کی طرف سے یہ ملا کہ انھوں نے حجاج کو سب سے بڑے اسلامی صوبے کا سربراہ بنا دیا اور اسے اتنے اختیارات دیے کہ معلوم ہوتا تھا، حجاج ہی عراق کا حقیقی خلیفہ ہے۔

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو عراق کی ولایت خواہ مخواہ نہیں سونپ دی تھی۔ عراق کی زمام اختیار جب اس کے ہاتھ میں آئی تو وہاں بغاوت کی ہانڈی ابل رہی اور فتنے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ جب امارت کی کلید تھامے عراق پہنچا تو پہلے ہی دو سال اسے تین بڑے فتنوں سے واسطہ پڑا: ازارقہ، صفریہ اور مطرف بن مغیرہ۔ لیکن فتنوں کی یہ آگ بطور خاص حجاج کے خلاف نہیں بھڑکائی گئی تھی کیونکہ حجاج کا فتنہ پردازوں سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ فتنوں کی یہ آگ دراصل اموی خلافت کے خلاف

① مروج الذھب: ۲/ ۱۱۰، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۲۶۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھڑکائی گئی تھی۔

حجاج نے خود کو دور اندیشی، ثابت قدمی اور عزم و ارادہ کے ہتھیاروں سے لیس کیا اور مضبوط دل اور مضبوط ہاتھوں سے حالات کا مقابلہ کیا۔صورتِ حال کا انجام وہی ہوا جو حجاج نے چاہا تھا۔ یوں خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج سے اور حجاج نے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ سے جو اچھی توقعات وابستہ کی تھیں، وہ پوری ہوئیں۔حجاج نے جونہی فتنوں کی آگ ٹھنڈی کی، خلیفہ نے اس کی ولایت کا دائرہ وسیع کر دیا اور ۷۸ ھ میں خراسان اور سجستان کے علاقے بھی حجاج کی عملداری میں شامل کر دیے۔اس دوران میں خلیفہ اور حجاج کے درمیان صرف ایک بحران پیدا ہوا۔اس بحران کا تعلق سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تھا۔اس بحران کے باعث خلیفہ اور حجاج کے تعلقات کچھ عرصے تک خراب رہے۔لیکن تعلقات کا دھارا جلد ہی صحیح رخ پر بہنے لگا اور حجاج کو خلیفہ کی طرف سے پہلے جیسا اعتماد حاصل ہو گیا۔

اس کے بعد ابن اشعث کی بغاوت نے سر اٹھایا جو سابقہ بغاوتوں کے مقابلے میں ایک سنجیدہ بغاوت تھی۔یہ بغاوت والی عراق سے مزید عالی ہمتی، بلند حوصلگی اور بیداریِ مغز کا تقاضا کرتی تھی۔اس بغاوت نے حجاج کو یہ احساس دلایا کہ ریاست کا وجود واقعی خطرے میں ہے۔اس بغاوت کے سرغنہ نے اسلامی ریاست کے ایک دشمن بادشاہ کی مدد لی تھی۔حجاج کو ملک سے اس بغاوت کی جڑیں اکھاڑنے کے لیے انتہائی سخت گیری سے کام لینا پڑا۔دیر جماجم اور اس کے بعد کے معرکے اسی سلسلے میں لڑے گئے۔ ان معرکوں کے سلسلے میں ہم نے اپنی رائے کا اظہار ان کے مقام پر کیا ہے۔

حجاج اس وقت اس مرحلے میں داخل ہو چکا تھا جہاں اسے دربارِ خلافت میں اپنے مدمقابل افراد کی طرف سے حاسدانہ رویوں کا سامنا کرنا پڑا۔ان لوگوں نے خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے روبرو حجاج کی صورت گری اس طرح کی کہ وہ خونریزی اور اموال خرچ کرنے کے سلسلے میں بڑی دراز دستی اور دیدہ دلیری سے کام لیتا ہے اور خلیفہ کے اختیارات کو قطعی اہمیت نہیں دیتا۔یہ صورتِ حال اس وقت پیش آئی جب بغاوتوں کی سرکوبی کے بعد عبدالملک رحمہ اللہ کی حکومت کو استحکام مل گیا تھا۔چنانچہ ان کے اور حجاج کے درمیان ان خطوط کا تبادلہ ہوا جن کو قدیم مؤرخین نے من وعن اس امر کے ثبوت کے طور پر نقل کیا ہے کہ ایک طرف تو خلیفہ والی عراق سے سخت ناراض تھے اور دوسری طرف حجاج نے ان کے جواب میں سرکشی کا رویہ اپنایا ہوا تھا۔ہماری رائے میں یہ پہلو اس قدر اہمیت کا مستحق نہیں تھا جتنی اہمیت اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین نے دی ہے۔خلیفہ نے اپنے عامل کو ڈانٹ بتائی تھی اور اپنے مصاحبوں کو راضی کرنے کی کوشش کی تھی۔لیکن والی ہر دفعہ اپنا دفاع کر کے خلیفہ کو پوری طرح مطمئن کر دیتا اور اس کے اور خلیفہ کے اعتماد بھرے تعلقات ایک مرتبہ پھر بحال ہو جاتے۔دربار خلافت کے خواص دوبارہ خلیفہ کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے اور تاریخ خود کو دہراتی۔خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے آخری ایام میں حجاج اور ان کے باہمی تعلقات اسی طرح بنتے بگڑتے رہے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ دربار خلافت کے حاشیہ بردار دین اور احکامات دین کی آڑ میں حجاج پر حملہ آور ہوتے تھے۔وہ خلیفہ کے روبرو حجاج کی تصویر کشی یوں کرتے کہ وہ شرعی حدود کو بے دریغ پامال کرتا ہے اور اموی خلیفہ کے لیے یہ امر کسی صورت قابل قبول نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا مقرر کردہ کوئی عامل احکامات دین سے روگردانی کرے۔یوں وہ خلیفہ سے حجاج کے نام مذمتی خطوط لکھوانے میں کامیاب رہے۔ان خطوط میں دین کے پہلو سے قسما قسم کے نقائص حجاج کے سر تھوپے گئے تھے۔معرکہ دیر جماجم کے بعد خلیفہ نے حجاج کو جو خط لکھا تھا وہ اس رویے کا بین ثبوت ہے۔انھوں نے لکھا:

> ''امابعد، امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے کہ تم خونریزی میں اسراف اور اموال میں فضول خرچی کرتے ہو۔امیر المومنین کسی کی بھی یہ دو خصلتیں برداشت نہیں کر سکتے۔امیر المومنین تمھیں حکم دیتے ہیں کہ تم قتل خطا میں دیت ادا کرو، قتل عمد میں قصاص دو اور اموال کو ان کی جگہ پر واپس رکھو، پھر ان میں جو تصرف کرنا ہو، امیر المومنین کے مشورے سے کرو۔امیر المومنین اللہ کے امانتدار ہیں۔ان کے نزدیک حقدار کو اس کے حق سے محروم کرنا اور غیر مستحق کو باطل طریقے سے دینا برابر ہے۔اگر تم لوگوں کو امیر المومنین سے راضی کرنے کے لیے دیتے ہو تو وہ تمھاری رضا سے بے نیاز ہیں۔اور اگر تم انھیں خود سے راضی کرنے کے لیے دیتے ہو تو یاد رکھو کہ تم ان سے بے نیاز ہو۔امیر المومنین کی طرف سے تمھارے پاس دو چیزیں آئیں گی: نرمی اور سختی۔سو تمھیں طاعت ہی اچھی لگے اور نافرمانی سے تمھیں نفرت ہو۔امیر المومنین کے متعلق ہر گمان رکھو سوائے اس کے کہ وہ تمھاری غلطی برداشت کریں گے۔جب تم کسی قوم کے خلاف فتح پاؤ تو مجرم یا قیدی کے سوا اور کسی کو قتل نہ کرو۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَطْلُبْ اُمُوْرًا کَرِھْتَھَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَتَطْلُبَ رِضَائِی بِالَّذِیْ اَنْتَ طَالِبُهٗ
وَتَخْشَی الَّذِیْ یَخْشَاهُ مِثْلِی هَارِبًا
اِلَی اللّٰهِ مِنْهُ ضَیَّعَ الدَّرَّ حَالِبُهٗ
فَاِنْ تَرَمِنِّیْ غَفْلَةً قُرَشِیَّةً
فَیَا رُبَّمَا قَدْ غَصَّ بِالْمَاءِ شَارِبُهٗ
وَاِنْ تَرَمِنِّیْ وَثْبَةً اُمَوِیَّةً
فَهٰذَا وَهٰذَا کُلُّ ذَا اَنَا صَاحِبُهٗ
فَلَاَ تَلُمْنِیْ وَالْحَوَادِثُ جَمَّةٌ
فَاِنَّکَ مُجْزَی بِمَا اَنْتَ کَاسِبُهٗ
وَلَاَ تُعِدْ مَا یَاْتِیْکَ مِنِّیْ وَاِنْ تُعِدْ
یَقُوْمُ بِهَا یَوْمًا عَلَیْکَ نَوَادِبُهٗ
وَلَاَ تَدْفَعَنَّ لِلنَّاسِ حَقًّا عَلِمْتَهٗ
وَلَاَ تُعْطِیَنَّ مَا لَیْسَ لِلّٰهِ جَانِبُهٗ

ترجمہ: ’’اگر تم ایسی باتوں کی طلب میں نہیں رہو گے جو مجھے ناپسند ہیں اور جن چیزوں کی تم طلب میں ہو، ان کے ذریعے سے میری رضا کے طالب رہو گے اور ڈرو گے اس شے سے جس سے ڈر کر میرے جیسا شخص اللہ کی طرف بھاگتا ہے تو دودھ دوہنے والا دودھ کو ضائع کر دے گا۔ اگر تم میری طرف سے قریشی غفلت دیکھو تو کوئی حرج نہیں، کبھی پانی پینے والے کے حلق میں اٹک جاتا ہے۔ اگر تمھیں مجھ میں اموی چستی دکھائی دے تو جان لو کہ یہ اور وہ دونوں باتیں میری سرشت میں شامل ہیں۔ حوادث کے اس ہجوم میں مجھے ملامت نہ کرنا، تم جو کچھ کرو گے اسی کی جزا پاؤ گے۔

میری طرف سے تمھارے پاس جو کچھ آئے، اسے واپس مت کرو۔ اگر تم اسے واپس کرو گے تو تم پر ایک دن نوحہ کرنے والیاں نوحہ کریں گی۔ لوگوں کو ان کے معلوم حق سے محروم نہ کرو اور وہ شے مت دو جس کا دینا اللہ کے ہاں جائز نہیں۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک محقق کو اس خط میں ایسی باتیں دکھائی دیں گی جو اس خلیفہ کے طرز گفتگو سے میل نہیں کھاتیں جس کی شہرت یہ تھی کہ وہ قواعد دین سے بخوبی آگاہ ہے۔ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا کہ حجاج نے جن لوگوں کا قتل عمد کیا تھا، ان کا وہ قصاص دیتا۔ کیا وہ خود کو قتل کر دیتا؟ یا اپنے آدمیوں میں سے کسی کو حکم دیتا کہ وہ اسے قتل کر دے؟! جہاں تک خونریزی کے سلسلے میں اسراف کا تعلق ہے تو اس پر ہم نے اپنے مقام پر تحقیق و تبصرہ کیا اور حجاج پر جو الزام اس حوالے سے دھرا گیا ہے، اس کا جائزہ لیا ہے۔

اگر حجاج نے خونریزی کے سلسلے میں اسراف سے کام لیا تھا تو ہماری رائے میں خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ وہ آخری آدمی ہوتے جو اسے اس سلسلے میں مطعون کرتے اور قصور وار ٹھہراتے۔ کیا خود انھی نے حجاج کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ لوگوں کے سروں پر تلوار رکھے اور ان میں سے جو شخص کفر کا ① اقرار کرے اسے جانے دے اور جو کفر کا اقرار نہ کرے اسے موت کے گھاٹ اتار دے۔ ②

کیا حجاج نے سعید بن جبیر کی سفارش نہیں کی تھی؟! اور عبدالملک رحمہ اللہ نے اسے جواب دیا تھا کہ میں نے تمھیں سفارشیں کرنے کے لیے نہیں، مخالفین اور مجرمین سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ ③

معلوم یوں ہوتا ہے کہ حجاج ان عوامل سے واقف تھا جنھوں نے خط کا یہ مضمون خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے کان میں ڈالا تھا۔ اسے یہ بھی ادراک تھا کہ عبدالملک رحمہ اللہ کے خط میں جو کچھ لکھا ہے، ممکن نہیں کہ وہ اس نے مراد بھی لیا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حجاج نے جوابی مراسلے میں لکھا:

> ''اگر میرا باغیوں کو قتل کرنا اسراف اور اطاعت گزاروں کو عطیات دینا فضول خرچی ہے تو امیر المومنین جو چاہیں، میرے لیے فرمان جاری کریں تاکہ اس پر رہوں اور اس سے تجاوز نہ کروں۔'' ④

گویا حجاج صاف الفاظ میں عبدالملک سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں نے خونریزی میں اسراف

---

① کفر کا اقرار، مطلب گناہ کا اقرار۔ خوارج کفر کا اقرار نہیں کرتے تھے اور جو کفر کا اقرار کرتے وہ خوارج نہیں تھے۔ (مترجم)
② مروج الذهب: ۲/۹۸، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۶۷، والمستطرف: ۱/۵۲.
③ العقد الفرید: ۱/۱۸۶، ۳/۱۸، والامامة والسیاسة: ۲/۴۱.
④ مروج الذهب: ۲/۹۸، ۹۹، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۶۷، ۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کام لیا ہے تو اس کا حکم آپ ہی نے مجھے دیا تھا۔اب آپ ہی اس پر میرا محاسبہ کر رہے ہیں۔اب آپ صاف اور صریح احکامات جاری کریں تاکہ میں ان کی تعمیل کروں اور عدم تعمیل پر میری گوشمالی نہ کی جائے۔اگر حجاج نے خلیفہ کے حکم کے بغیر اسراف سے کام لیا ہوتا، اگر اسے اسراف کہنا صحیح ہے، تو قصاص کی بات اس کے لیے اہمیت کی حامل ہوتی اور وہ جوابی مراسلے میں اس کا ذکر ضرور کرتا۔

حیرت ہے کہ جو خلیفہ اپنے خط میں اپنے عامل پر گرجا برسا تھا اس نے بعد میں اپنے منشی سے کہا کہ اسے خط لکھ کر اس کی پریشانی دور کرو۔ابومحمد میرے جارحانہ انداز سے خائف ہو گیا ہے۔آئندہ میں ایسی کوئی بات اسے نہیں لکھوں گا جو اسے ناگوار ہو۔① خلیفہ نے ایسا ہی کیا، باوجودیکہ حجاج کو ان کے خط پر ذرا بھی پریشانی نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ خود کو حق بجانب سمجھتا تھا۔وہ سمجھتا تھا کہ اس نے جو کچھ کیا تھا، ٹھیک کیا تھا اور امیر المومنین نے خط میں جو کچھ لکھا تھا وہ اپنی ذاتی رائے سے نہیں لکھا تھا، نہ وہ عراق کے معاملات کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔

ان دونوں خطوط میں اگرچہ ایسا کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا کہ خلیفہ عبدالملک اپنے مصاحبوں کی آراء کے زیراثر تھے، نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ حجاج کو دربار خلافت کے حالات کا کتنا ادراک تھا، تاہم خلیفہ نے حجاج کو جو خط اپنے آزاد کردہ غلام نباتہ کے ہاتھ بھیجا تھا، اس کے لہجے کی سختی اور حجاج کے جوابی مراسلے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات کس حد تک درست تھی اور حجاج کو دربار خلافت کے حالات کا کتنا ادراک تھا۔خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ حجاج کو حقیقتاً بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نباتہ سے کہا: جلدی سے عراق پہنچو اور یہ خط حجاج کے ہاتھ میں دے کر اس کے تاثرات کا بغور مشاہدہ کرو۔خط پڑھ کر اگر وہ بزدل بن جائے اور ڈر جائے تو اسے اس کے عہدے سے برطرف کر کے میرے پاس لے آؤ۔لیکن اگر وہ پرجوش ہو جائے اور ذرا بھی حیرت کا اظہار نہ کرے تو اسے اس کے عہدے پر برقرار رہنے دو اور اس کا جواب لے کر جلد میرے پاس آ جاؤ۔

یہاں خلیفہ کے الفاظ بہت واضح ہیں۔ان پر تبصرے کی چنداں ضرورت نہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حجاج کا کتنا احترام کرتے تھے۔

حجاج نے جوابی مراسلے میں صراحت سے لکھا کہ خلیفہ نے اسے جو کچھ لکھا ہے وہ انھوں نے

① مروج الذهب: ۲/۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے مصاحبوں کے زیر اثر رہتے ہوئے لکھا ہے۔اس نے لکھا:

''مجھے گھات میں بیٹھے ہوئے کینہ پرور حریف کی زبان نے خوش بختی کی نگاہوں سے اوجھل میں رکھا ہے۔ اس نے جب اپنی رائے پیش کی تو شیطان نے اسے موقع غنیمت جانتے ہوئے ان وسوسوں کا دروازہ کھول دیا جو سینوں میں پائے جاتے ہیں۔ میں اس مردود سے امیر المومنین کی پناہ میں آتا ہوں جس کا زور ان لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں۔ امیر المومنین نے جن افراد کو بڑی قسم دے کر سچی سنت کے نام سے اپنے لیے خاص کیا ہے، ان پر انھیں جو بھروسا ہے، میں اس بھروسے کا سہارا لیتا ہوں۔ ان کے جن دوستوں پر شیطان کی چال کارگر نہیں رہی اور جن کے متعلق اسے بڑا پچھتاوا ہے، لعین کا ارادہ اب یہ ہے کہ ان دوستوں کو امیر المومنین سے الگ کر دے۔''

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ حجاج کا جوابی خط پڑھنے کے بعد مسکرا دیے۔ راوی کہتا ہے وہ خط پڑھتے گئے اور ان کا سیاہ دانت ظاہر ہوتا گیا۔ انھوں نے خط پر جو تبصرہ کیا وہ حجاج کے لیے ان کے پوشیدہ جذبات کا عکاس تھا۔ انھوں نے کہا: صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ بلاشبہ کسی بیان میں جادو ہوتا ہے۔ ①

خلاصہ اس تمام بحث کا یہ ہے کہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کے دور میں حجاج عزوشرف اور اختیار واقتدار کے تمام پہلوؤں سے بہرہ مند تھا۔ خلیفہ اور حجاج کے خوشگوار تعلقات کو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعے نے وقتی طور پر متاثر کیا تھا لیکن یہ دھند جلد ہی چھٹ گئی اور ان کے باہمی تعلقات کا دھارا پھر سے اپنے رخ پر بہنے لگا۔

جہاں تک ان خطوط کا تعلق ہے جن کا تبادلہ خلیفہ اور حجاج کے درمیان عبدالملک کے آخری ایام خلافت میں ہوا تھا، ان کے متعلق ہم یہ قرار دے چکے ہیں کہ وہ ان مصاحبوں کے روبرو خلیفہ عبدالملک کی

① العقد الفرید: ۳: ۷۔۹ میں یہ دونوں خطوط ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ابن اثیر ہمیں بتاتا ہے کہ حجاج کی ایک بیٹی کی شادی خلیفہ عبدالملک کے ایک بیٹے سے ہوئی تھی۔ لیکن اس نے یہ نہیں واضح کیا کہ حجاج کی کس بیٹی کی شادی عبدالملک کے کس بیٹے سے ہوئی تھی۔ اور کون جانے کہ حجاج کی بیٹی کی شادی عبدالملک کے جس بیٹے سے ہوئی تھی وہ وہی ہو جس کا نام عبدالملک نے حجاج کے نام پر حجاج بن عبدالملک رکھا تھا اور اسی رشتے کے باعث حجاج بن یوسف نے اپنا ایک گھر حجاج بن عبدالملک کو تحفہ میں دیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزوری کے نتیجے میں سامنے آئے تھے جو حجاج کے مقام و مرتبہ اور اس کی عظمت و سطوت پر اس سے حسد کرتے تھے اور اسے اس مقام و مرتبہ کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔ حجاج کے ان بدخواہوں کا معاملہ تفصیل طلب ہے۔ مؤرخین نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اگر وہ صحیح ہے تو عبدالملک ان لوگوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ گئے تھے۔ وہ جو چاہتے ان سے لکھوا لیتے۔ عبدالملک بھی ان کے حسب منشا احکامات جاری کرتے۔

عروہ بن زبیر خلیفہ عبدالملک کی طرف سے یمن کا عامل تھا۔ اسے خبر ملی کہ حجاج اس سے اموال لے کر اسے یمن کی ولایت سے معزول کرنے والا ہے۔ وہ یمن سے بھاگا اور خلیفہ عبدالملک کی پناہ میں چلا آیا تاکہ حجاج سے محفوظ رہ سکے۔ حجاج کو پتہ چلا تو اس نے کچھ سخت الفاظ میں عبدالملک کو خط لکھا اور آخر میں لکھا:

''اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو اسے میرے پاس بھیج دیں۔ والسلام۔''

خلیفہ عبدالملک نے خط پڑھ کر عروہ کو دکھایا اور اس سے کہا کہ تمھارے بارے میں حجاج کا خط آیا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ تمھیں اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس کے بعد انھوں نے حجاج کے قاصد سے کہا کہ تم جانو اور یہ جانے۔ عروہ نے خلیفہ پر سخت نکتہ چینی کی کہ وہ حجاج کے ہاتھوں بے بس ہیں، پھر اس نے حجاج کو تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا:

''حکومت اگر احکامات جاری کرنے اور اپنے ارادوں کے نفاذ کا نام ہے تو مجھے کہنے دیجیے کہ آپ کے بجائے حجاج آپ کا سلطان ہے۔ وہ آپ کے بجائے اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ جن لوگوں نے آپ کے خلاف بغاوتیں کی ہیں، انھوں نے یہ بغاوتیں ایسے ہی معاملات دیکھ کر کی ہیں۔''

اس پر عبدالملک نے حجاج کا خط لیا۔ وہ ایک مرتبہ خط کو دیکھتے، دوسری مرتبہ نظر اٹھا کر عروہ کو دیکھتے۔ انھوں نے دوات منگائی اور حجاج کو خط لکھا جس کے الفاظ کی شدت سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں۔ ہمیں تو یہ رونا ہے کہ وہ خط عروہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر مشتمل تھا۔ ①

ہمارا یہ ماننا ہے کہ بنو امیہ کی تاریخ من گھڑت روایات کا ایک وسیع میدان ہے جو عباسی خلافت

---

① العقد الفرید: ۳/۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وظیفہ خوار مؤرخین کے ہاتھوں لکھی گئی تھی اور جس کے خلفاء کو اموی تاریخ کا مسخ کیا جانا نہایت مرغوب تھا۔اس تاریخ میں اموی خلافت کے متعلق عام طور پر اور بالخصوص حجاج اور عبدالملک کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اسے من وعن تسلیم کرلیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ عبدالملک تاریخ کا سب سے کمزور خلیفہ اور حجاج تاریخ کا سب سے ظالم اور قسی القلب عامل تھا۔ہم یہ بات پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک حجاج سے تادم حیات راضی رہے۔انھوں نے اپنے بیٹے ولید کو حجاج کے بارے میں خیر کی وصیت کی تھی اور کہا تھا کہ حجاج میری دونوں آنکھوں کے درمیان کی جلد ہے۔ ①

انھوں نے ولید کو لکھے گئے ایک خط میں حجاج کو خود سے منسلک کیا اور کہا کہ میں تمھیں وہی وصیت کرتا ہوں جو بکری نے زید کو کی تھی۔ ②

حجاج کو عبدالملک کی طرف سے عزت واحترام کا حصہ وافر ملا تھا۔عبدالملک کو وہ اتنا پسند تھا کہ انھوں نے اپنے ایک فرزند کا نام حجاج رکھ دیا تھا۔اس موقع پر انھوں نے کہا۔

سَمَّيْتُهُ الْحَجَّاجَ بِالْحَجَّاجِ النَّاصِحِ الْمُغَاوِرِ الرَّمَاحِ
نُصْحًا لَعَمْرِیْ غَيْرَ ذِی مُزَاحِ

ترجمہ:''میں نے اس بیٹے کا نام حجاج کے نام پر حجاج رکھا ہے۔وہی حجاج جو خیر خواہ اور نیزوں کا بھرپور حملہ آور ہے۔جو واقعتاً خیر خواہی کرتا ہے،مذاق نہیں کرتا۔'' ③

حجاج نے اس عزت افزائی کے جواب میں اپنا دمشق والا گھر حجاج بن عبدالملک کے نام کر دیا تھا۔ ④

خلیفہ سے حجاج کے خوشگوار سیاسی تعلقات کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حجاج ایک بلند پایہ اور یکتائے زمانہ ادیب تھا۔عبدالملک کو اس سے گفتگو کرنا اچھا لگتا تھا۔وہ اس کے جوابات سے محظوظ ہوتے تھے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں جن میں سے بعض حجاج کی فصاحت کے باب میں بیان کی جائیں گی۔

حجاج اپنے اور خلیفہ عبدالملک کے باہمی تعلقات کو مستحکم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا اور اس سلسلے

①مروج الذهب:۲/۹۲،وانساب الاشراف:۱۱/۲۴۹،وذیل الامالی والنوادر:ص ۷۱.
②حواله مذکوره:۲/۱۱۴،وذیل الامالی والنوادر:ص ۷۱.
③انساب الاشراف:۱۱/۱۵۵.
④حواله مذکوره:۱۱/۱۵۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتا تھا۔ وہ جب خلیفہ عبدالملک کے پاس اپنا قاصد بھیجتا تو کسی امانتدار اور ذہین وبیدار مغز شخص کا انتخاب کرتا۔ عبدالملک اس سے جو بھی مطالبہ کرتے وہ اسے بطریق احسن پورا کرتا۔ انھوں نے ایک مرتبہ حجاج کو لکھا کہ وہ ایسا شخص ان کے پاس بھیجے جو حلال وحرام اور فرائض وسنن کا عالم ہو۔ حجاج نے عامر شعبی کو بھیج دیا۔ ①

خلیفہ کو عامر شعبی اتنے پسند آئے کہ اس نے انھیں قیصر روم کی طرف بھیجے گئے نمایندہ وفد میں شامل کیا اور ایک مرتبہ ان سے کہا کہ وہ خلیفہ کے لڑکوں کو تعلیم دیں اور ان کی تربیت کریں۔ ②

معلوم ہوتا ہے کہ حجاج اگلے وقتوں کے سیاستدانوں جیسا کوئی سیاستدان تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خلیفہ کو مشورہ دیتا ہے: اگر آپ کو ایک عقل مند، فیصلہ کن اور راز کو راز رکھنے والا شخص درکار ہو جسے آپ اپنا پرسنل سیکرٹری بنا سکیں اور اپنا ہر راز دے سکیں تو آپ محمد بن یزید کو اپنا منشی بنا لیں۔ اس پر عبدالملک رحمہ اللہ نے اسے لکھا کہ محمد بن یزید کو میرے پاس روانہ کردو۔ حجاج نے اسے دربار خلافت بھیج دیا۔ ③

ہمیں یقین ہے کہ حجاج نے محمد بن یزید کو اسی لیے تجویز کیا تھا کہ وہ اس کے بھروسے کا آدمی تھا اور حجاج جانتا تھا کہ ابن یزید دربار خلافت میں اس کے موافق بات کرے گا نہ کہ اس کے خلاف۔ یوں حجاج اپنی دانشمندی کی بدولت اپنا ایک آدمی دربار خلافت سے منسلک کرنے میں کامیاب رہا۔

ایک مرتبہ مشہور شاعر جریر واسط میں حجاج کے پاس پہنچا اور اس کی مدح میں لمبے چوڑے مبالغہ آرائی سے بھرپور قصیدے کہے۔ حجاج نے اسے امیر المومنین کی مدح سرائی کے لیے دربار خلافت بھیج دیا۔ ④

ہمارا اندازہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ حجاج کو خدشہ ہوا ہوگا کہ عبدالملک کے پاس اس کی غیبت کی جائے گی کہ دیکھیے، اب اس حجاج نے اپنا خاص شاعر بھی رکھ لیا ہے۔ چنانچہ اس نے اس بدگوئی کے سدباب اور عبدالملک کی خوشی کے لیے جریر کو دارالخلافہ بھیج دیا۔

---

① الاغانی: ۶/۱۶۲، ومعجم الادباء: ۱/۹۶.
② الاغانی: ۱۴/۹۶.
③ انساب الاشراف: ۱۱/۲۴۲.
④ الاغانی: ۷/۶۲، والتاج فی اخلاق الملوک للجاحظ: ص ۱۳۲، ۱۳۳، وذیل الامالی والنوادر: ص ۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج اور خانوادۂ خلافت کے باہمی تعلقات کے بیچ ایک زبردست عقدہ حجاج اور خالد بن یزید بن معاویہ کا باہمی رویہ تھا۔عبدالملک کی خلافت اوران سے پہلے ان کے والد جناب مروان کی خلافت بنوامیہ کی سفیانی شاخ کی شکستہ عمارت پر کھڑی ہوئی تھی۔سفیانیوں کو امید تھی کہ معاویہ ثانی کی دستبرداری کے بعد خلافت خالد بن یزید کو دی جائے گی۔مرج راہط کے مقام پر بنوامیہ کی سفیانی اور حکمی شاخوں کے مابین جو معرکہ ہوا تھا اس میں مروانیوں کا پلڑا سفیانیوں کے مقابلے میں بھاری رہا تھا۔خالد بن یزید ان دنوں نوعمر لڑکا تھا۔عبدالملک کے دور میں جب اس کے بازو مضبوط ہوئے تو اس نے خود کو دربار خلافت میں اموی خانوادے کا ایک معزز امیر قرار دیا۔عبدالملک کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اموی اکائی کے تحفظ کی خاطر خالد کو اپنا مقرب بنائیں اور اپنی مجالس میں اسے نمایاں جگہ دیں۔ان کا نقطۂ نظر اس سلسلے میں یہ تھا کہ خالد بن یزید سے انھیں کوئی خطرہ نہیں۔ان کا ضمیر اگرچہ انھیں واضح اشارے کر رہا تھا کہ انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔حجاج چونکہ اس صورتِ حال کی پوشیدہ وجوہات سے واقف تھا، اس لیے وہ اس کا بہتر طور پر فائدہ اٹھا سکتا تھا۔جن دنوں وہ حجاز میں تھا، خالد بن یزید نے رملہ بنت زبیر کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔حجاج ان دنوں عبدالملک کی خاطر زبیریوں کو حجاز سے نکال رہا تھا۔اس نے خالد کو خط لکھا: میرا خیال نہیں تھا کہ تم مجھ سے مشورہ کیے بغیر آل زبیر کے ہاں نکاح کا پیغام بھیجو گے۔تم ایسے لوگوں کے ہاں پیغام نکاح کیسے بھیج سکتے ہو جو تمھارے ہم پلہ نہیں۔تمھارے دادا معاویہ کا بھی یہی کہنا تھا۔ان لوگوں نے خلافت کے لیے تمھارے باپ سے لڑائی کی تھی اور اس پر گھٹیا الزامات لگائے تھے۔①

اس خط کا جائزہ لینے پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا حجاج کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ خانوادۂ خلافت کے کسی فرد پر کسی بھی عورت سے نکاح کے سلسلے میں اعتراض کرے۔کیا عبدالملک نے حجاج کی مداخلت کو اس حد تک تسلیم کر لیا تھا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا نہیں تھا۔حجاج کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ خانوادۂ خلافت کے کسی فرد پر کسی بھی عورت سے نکاح کے سلسلے میں اعتراض کرتا۔لیکن رملہ بنت زبیر سے نکاح کا معاملہ مختلف تھا۔یہاں حجاج کے لیے مداخلت ضروری تھی کیونکہ حجاج آل زبیر سے برسرپیکار تھا۔یہ رشتہ اس کے حوصلے پست کرنے کے لیے کافی تھا۔یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک طرف تو وہ آل زبیر سے برسرپیکار

① فوات الوفیات لابن شاکر :۶/ ۱۳۳، والاغانی: ۱۶/ ۸۵، ۸۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا اور دوسری طرف اموی شہزادے ان کی عورتوں سے شادیاں کرتے پھرتے۔ یوں حجاج کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وہ مختلف معنوی وعسکری وجوہات کی بنا پر مداخلت کرے اور یہ رشتہ نہ ہونے دے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حجاج خالد بن یزید کے مقابلے میں اسی لیے شیر ہوا کہ وہ خالد اور عبدالملک کی باہمی دوریوں سے واقف تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسے اس سلسلے میں عبدالملک کی تائید حاصل ہوگی۔

حجاج نے اس رشتے کے بارے میں اپنی اصل رائے احتیاطاً مخفی رکھی اور محض اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ آل زبیر آل معاویہ کے ہم پلہ نہیں ہیں۔ انھوں نے خلافت کے لیے خالد کے والد یزید سے لڑائی کی تھی اور یزید پر بدعملی کے الزامات لگائے تھے۔

حجاج کی بات خالد کو بہت ناگوار ہوئی۔ حجاج ایک غیر قریشی عرب تھا۔ آج وہ قریشی عرب پر دست درازی کر رہا تھا۔ ایک غیر قریشی عرب جتنا بھی بلند مرتبت وعظیم ہو، اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قریش کے کسی فرد کے متعلق زبان درازی کرے۔ یہی وجہ تھی کہ خالد نے حجاج کو کچھ اس طرح کا خط لکھا:

قریش کے لوگ آپس میں لڑتے ضرور ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ حق کو اس کی جگہ پر ثابت کر دیتا ہے تو قریش کے لوگ اپنی فضیلت اور اپنے ضبط وتحمل کے بقدر ایک دوسرے کے لیے دوبارہ سراپا الفت ورحمت بن جاتے ہیں۔ جہاں تک تمھارا یہ کہنا ہے کہ وہ ہم پلہ نہیں ہیں، حجاج! اللہ تیرا برا کرے، قریش کے انساب کا تم کتنا کم علم رکھتے ہو۔ عبدالمطلب نے صفیہ کا نکاح عوام بن خویلد سے کیا اور رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد کو اپنی زوجیت میں لیا تھا۔ کیا ان لوگوں نے عوام کو ہم پلہ نہیں سمجھا تھا؟ تم ہو کہ آل زبیر کو آل ابوسفیان کا ہم پلہ نہیں سمجھتے! ①

یوں خالد نے حجاج کے موقف کی پروا نہ کرتے ہوئے رملہ کے ساتھ رشتے کی بات کو آگے بڑھایا اور اس سے شادی کر لی۔ لیکن خالد نے حجاج کے اس رویے کو ذہن میں محفوظ رکھا۔ چنانچہ وہ اسے خود سے دور رکھتا تھا اور ایسا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا جس میں وہ حجاج پر چوٹ نہ کر سکے۔ عبدالملک ان دونوں کے درمیان حیران تھے۔ وہ نہ تو خالد کے لیے حجاج سے بگاڑ سکتے تھے نہ حجاج کے لیے خالد سے بگاڑ سکتے تھے۔ حجاج کے لیے خالد سے بگاڑتے بھی کیونکر جبکہ یہ ایک قریشی کے خلاف غیر قریشی کی حمایت تھی۔ وہ جس طرح حجاج کی سیاسی وعسکری صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اسی

① فوات الوفیات: ۵/ ۱۳۳، والاغانی: ۱۶/ ۸۵، ۸۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح وہ خالد بن یزید کے ساتھ رشتے داری بھی نبھانا چاہتے تھے اوران کے حسن مشورہ سے فائدہ بھی اٹھانا چاہتے تھے۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ حجاج نے ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ سے شادی کر لی۔تب خالد بن یزید عبدالملک کے پاس گیا اور انھیں حجاج کے خلاف اشتعال دلانا چاہا۔ عبدالملک الٹے خالد پر غصہ ہو گئے۔ کہنے لگے: کیا حجاج عبداللہ بن جعفر کا کفو (ہم پلہ) نہیں؟ ① اس پر خالد نے حساس پہلو سے اپنی بات پیش کی۔اس نے کہا: یا امیرالمومنین! مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ حجاج ان کی طرف مائل ہو کر اپنے اختیارات ان کے حق میں استعمال کرے گا۔ ہمارے اور آل زبیر کے درمیان جیسی دشمنی تھی وہ ان دونوں گھرانوں کے درمیان کبھی نہیں رہی۔ پھر بھی میں نے جب رملہ بنت زبیر سے شادی کی تو یہ عداوت اتنی محبت والفت میں بدل گئی کہ مجھے آل زبیر سے زیادہ محبت اور کسی سے نہ رہی۔ میں نے اس سلسلے میں یہ شعر بھی کہا۔

أُحِبُّ بَنِي الْعَوَّامِ طُرًّا لِحُبِّهَا وَمِنْ اَجْلِهَا اَحْبَبْتُ اَخْوَالَهَا كَلْبًا

ترجمہ:''میں رملہ کی محبت میں تمام بنوعوام سے محبت کرنے لگا ہوں۔ اس کی وجہ سے تو مجھے اس کے ماموں قبیلے کلب سے بھی محبت ہوگئی ہے۔''

سوائے امیرالمومنین! ادائے امانت کی تحریک نے مجھ سے یہ بات کہلوائی ہے۔عبدالملک نے کہا: رشتے داری تمھیں جوڑے رکھے! تم نے امانت ادا کر دی اور حق پورا کر دیا۔ اس کے بعد عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ جب تم میرا یہ خط پڑھو تو اس کو ہاتھ سے رکھنے سے پہلے بنت جعفر کو طلاق دے دو۔ حجاج کو جونہی خط ملا، اس نے بنت جعفر کو طلاق دے دی۔ ②

① فوات الوفیات: ۵/ ۲۶۴، والاغانی: ۱۳/ ۱۰۲، ۱۰۳.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۶۵، اور دیکھیے تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۵۲، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۲۱، والکامل للمبرد: ص ۱۹۷، ابن عبدربہ (۱/ ۱۴۶) اور ابشیھی (۲/ ۲۲۰) کی روایت ہے کہ عبدالملک کے پاس جا کر بات کرنے اور حجاج سے بنت جعفر کو طلاق دلوانے والا خالد بن یزید نہیں، ولید بن عبدالملک تھا۔ لیکن ہم نے تین وجہ سے خالد والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ حجاج اور ولید کے درمیان محبت والفت کے تعلقات تھے۔ بیشتر تاریخی مآخذ میں یہ روایت خالد کے متعلق آئی ہے۔ ابن شاکر وابن قتیبہ اور مبرد کی روایت میں ہے کہ طلاق دینے کے بعد حجاج نے خالد کو برا بھلا کہا تھا۔ بعض مؤرخین نے یہ عمل ولید سے شاید اس لیے منسوب کیا ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو طلاق کا حکم بھیجا تھا تو سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ عبدالملک سے ملاقات کرنے دمشق آئے تھے۔ انھیں اس امر کا علم نہیں تھا۔ ولید نے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں خالد اور حجاج کا باہمی تعلق جیسا لینا ویسا دینا پر مبنی تھا۔ دونوں صورتوں میں اتنا فرق البتہ تھا کہ عبدالملک خالد بن یزید کو اس شادی سے روک نہیں پائے تھے اور انھوں نے اس رشتے کے ابتدائی معاملات پر صاد کیا تھا۔ حجاج کے معاملے میں ان کی رائے یہ تھی کہ اس رشتے کے بعد عراق میں علویوں کو ایسے مواقع میسر آئیں گے جن سے صرف نظر کرنا عبدالملک کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔ یوں انھوں نے اموی سلطنت کے استحکام کی خاطر حجاج کو طلاق کا حکم دے دیا۔

حجاج جسے خالد کے اس برتاؤ نے سخت غصہ دلایا تھا، اس نے بھی مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اس عورت سے شادی کر کے رہے گا جو اس مطلقہ سے بڑھ کر خالد کی قریبی رشتے دار ہوگی۔ چنانچہ اس نے ام جلاس بنت عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص سے شادی کر لی۔ ①

یوں خالد اور حجاج ایک دوسرے پر برابر کی چوٹیں کرتے تھے۔ نہ حجاج کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیتا تھا نہ خالد۔ ایک مرتبہ خالد بن یزید مسجد میں بیٹھا تھا۔ حجاج اس کے قریب سے اتراتے ہوئے گزرا۔ ایک آراستہ پیراستہ تلوار اس کے حمائل تھی۔ کسی قریشی نے پوچھا:

''یہ اتراتا ہوا بہادر کون ہے؟''

خالد نے (ازراہِ طنز) کہا:

==>ان کا نہایت سرد مہری سے استقبال کیا تھا جس پر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹ بتائی تھی۔

مبرد کی روایت ہے کہ حجاج نے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اس رشتے پر مجبور کیا تو سیدنا ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے رخصتی کے لیے سال بھر کی مہلت مانگ لی تاکہ وہ یہ سوچ سکیں کہ انھیں اس مشکل سے کیسے نکلنا ہے۔ سوچ بچار کے بعد انھوں نے فیصلہ کیا کہ یہ بات وہ خالد بن یزید کے علم میں لائیں۔ چنانچہ انھوں نے خالد بن یزید کو خط لکھ کر اس امر سے آگاہ کیا۔ عبدالملک نے حجاج کو اس شادی کی اجازت دے دی تھی۔

خالد بن یزید کو سیدنا ابن جعفر رضی اللہ عنہ کا خط رات میں ملا۔ اس نے صبح کا انتظار کیے بغیر عبدالملک کے ہاں جا کر باریابی کی اجازت چاہی۔ اجازت دے کر عبدالملک نے اس سے کہا: ابو ہاشم! رات گئے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ خالد نے کہا: ایک غیر معمولی بات ہے جسے میں موخر نہیں کر سکتا۔ مبادا یہ واقعہ ہو جائے اور یوں میں حق بیعت ادا نہ کر سکوں۔ عبدالملک نے کہا: کیا بات ہے؟ خالد نے آل زبیر اور آل ابوسفیان کی باہمی عداوت کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ رملہ کی زوجیت نے کس طرح اس عداوت کو محبت والفت میں بدل دیا تھا۔ اس نے کہا: آپ نے حجاج کو بنو ہاشم سے رشتہ جوڑنے کی اجازت کیسے دے دی۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کے متعلق کیا کہا جاتا ہے۔ حجاج کے اختیارات کا تو آپ کو علم ہی ہے۔ عبدالملک نے اس خیر خواہی پر خالد بن یزید کا شکریہ ادا کیا اور حجاج کو لکھا کہ وہ بنت جعفر کو طلاق دے دے۔

① الکامل للمبرد: ص ۱۹۷، وفوات الوفیات: ۵/۲۶۶، وعیون الاخبار لابن قتیبہ: ۳/۱۰۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ارے واہ! یہ تو عمرو بن العاص ہے۔''

حجاج نے یہ فقرہ سنا تو واپس آیا اور خالد سے کہنے لگا:

''تم نے کہا کہ یہ عمرو بن العاص ہے۔ واللہ! یہ بات مجھے خوش نہ آئے کہ عاص میرا والد ہو یا عاص میرا بیٹا ہو۔ لیکن اگر تم چاہو میں بتا دیتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ میں ثقفی بزرگوں اور قریش کی معزز خواتین کی اولاد ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے اپنی اس تلوار سے ایسے ایک لاکھ افراد پر ضرب لگائی جو سب یہ شہادت دیتے تھے کہ تمھارا باپ کافر اور شرابی تھا۔ یہ کہہ کر وہ خالد کا سانگ بناتا ہوا پلٹ گیا کہ یہ عمرو بن العاص ہے۔''①

ایک مرتبہ حجاج خلیفہ عبدالملک سے ملنے گیا۔ خالد بن یزید ان کے پاس تھا۔ اس نے حجاج سے کہا: یہ دست درازی اور یہ قتل و غارت آخر کب تک چلے گا۔ حجاج نے جواب دیا: جب تک عراق میں ایک بھی ایسا آدمی ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ تمھارا باپ شرابی تھا۔ اس پر خالد بالکل چپکا ہو رہا۔②

ہم یہ ذکر کر آئے ہیں کہ حجاج اور عبدالملک کے تعلقات کی بنیاد ایک تجربے اور ایک جانچ پر استوار ہوئی تھی۔ اسی طرح حجاج اور ولید کے تعلقات بھی ایک تجربے اور ایک جانچ کی بنیاد پر قائم ہوئے تھے۔ یہ تجربہ عبدالملک کی زندگی میں پیش آیا تھا۔ ان تعلقات کی ایک اور بنیاد عبدالملک کی ولید کو وصیت بھی تھی کہ حجاج کے مقام و مرتبہ کا پاس کیا جائے اور اس کے مشوروں پر کان دھرا جائے۔ ولید پر حجاج نے ایک طرح سے یہ احسان بھی کیا تھا کہ اس نے عبدالملک کے بھائی عبدالعزیز کے بجائے ولید کے لیے ولایت عہد کی حمایت کی تھی۔ اگر ہم یہ کہیں تو خلاف حقیقت نہیں ہوگا کہ ان تمام وجوہات کی بنا پر حجاج ولید کے لیے ایک استاد اور ولید حجاج کے شاگرد کی حیثیت رکھتا تھا۔ ولید ہمیشہ اس کے مشورے پر کان دھرتا اور اس کی بات پر عمل کرتا تھا۔ ولید جب تخت خلافت پر بیٹھا تو حجاج نے اسے مبارکبادی خط لکھا جس میں اس نے کہا:

''اسلام کو لازم پکڑو۔ اس میں در آنے والی کجیوں کا ازالہ کر کے اسے قائم کرو۔ اس کے

① العقد الفرید: ۲/۱۰۶، وانساب الاشراف: ۱۱/۱۸۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۳، والاغانی: ۱۶/۸۷، ابن شاکر کی روایت ہے کہ حجاج نے خالد سے کہا کہ وہ سب یہ شہادت دیتے تھے کہ تمھارا باپ اور دادا جہنمی تھے۔ لیکن تمھاری طرف سے مجھے اس کا کوئی صلہ، کوئی شکریہ نہیں ملا، فوات الوفیات: ۵/۱۳۷۔
② انساب الاشراف: ۱۱/۱۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکامات اور اس کے حدود کا نفاذ یقینی بناؤ۔ لوگوں کی محبت، ان کے بغض اور ان کی ناراضگی کی پروا کرنا چھوڑ دو۔ لوگوں پر جو بھی خیر وشر آئے وہ صرف تین دن اس کا ذکر کرتے ہیں۔ والسلام۔''①

ولید نے جب حجاج سے اس کے طرزِ حکومت کے متعلق استفسار کیا تو حجاج نے جواباً لکھا:

''میں نے اپنی رائے کو بیدار رکھا اور اپنی خواہش نفس کو سلائے رکھا۔ میں نے ہر قوم کے مخدوم سردار کو اپنا مقرب بنایا اور پختہ کار و دور اندیش شخص کو سپہ سالاری دی۔ خراج کی ذمہ داری میں نے امانتدار شخص کو سونپی۔ میں نے تلوار کا رخ بدگو کی طرف رکھا۔ یوں مشکوک آدمی سزا سے ڈر گیا اور اچھے آدمی نے اپنے حصے کی جزا پائی۔''②

عبدالملک کی زندگی میں حجاج پر یہ الزام تھا کہ وہ اموال خرچ کرنے کے سلسلے میں اسراف سے کام لیتا تھا لیکن ولید کے ایام میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خود ولید پر اسراف کے سلسلے میں نکتہ چینی کرتا اور اسے اس بارے میں خط لکھ کر انتباہ کرتا ہے۔ وہ ولید کو بتاتا ہے کہ وہ کہاں غلطی پر ہے۔ ولید ایک فرمانبردار شاگرد کی طرح اپنے استاد کی بات سنتا ہے اور پھر جواباً لکھتا ہے:

''اب میں روپیہ اس طرح جمع کروں گا گویا ہمیشہ جینے والا ہوں اور اس طرح تقسیم کروں گا گویا کل ہی مرنے والا ہوں۔''③

اس تمام حکومتی اثر و رسوخ اور خلیفہ کے ہاں اتنی زبردست مقبولیت کے باوجود حجاج حکمران خانوادے کے کئی ایک افراد کی عداوت کا نشانہ بنا۔ عمر بن عبدالعزیز جو حجاز کے والی تھے، انھیں عراق میں حجاج کے طرزِ حکومت سے اتفاق نہیں تھا۔ ان کے نزدیک حکومت صالحہ کا جو نقطۂ نظر تھا، حجاج کا طرز حکومت اس پر پورا نہیں اترتا تھا۔ انھوں نے ولید کو خط لکھ کر انتباہ کیا کہ حجاج عراق کے سرکاری ملازمین پر بہت سختی کرتا اور ان پر ناحق ظلم وجور روا رکھتا ہے۔④

① الامامة والسیاسة: ۲/ ۴۷، ۴۸.
② العقد الفرید: ۱/ ۱۰، وعیون الاخبار: ۱/ ۱۰، ونهایة الارب فی فنون الادب للنویری: ۶/ ۴۲.
③ العقد الفرید: ۲/ ۱۵۹.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۸۸، والنجوم الزاهرة فی اخبار مصر والقاهرة للاتابکی: ۱/ ۲۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے شاید اپنے لاشعور کے زیر اثر ایسا کیا تھا کیونکہ حجاج سے انھیں یہ شکایت تھی کہ اس نے ان کے والد عبدالعزیز کے برخلاف ولید کی ولایت عہد کی حمایت کی تھی۔ جہاں تک ولید کا تعلق ہے تو ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ اسے حجاج اور عمر کی باہمی رنجش کا اندازہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے چچا زاد عمر بن عبدالعزیز کے خط کو وہ اہمیت نہ دی جو عمر کے شایانِ شان تھی۔ تب حجاج نے بھی عمر کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے ولید کو لکھا کہ کچھ عراقی چوروں نے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں پناہ لے لی ہے۔ یہ کمزوری ہے۔①

ولید نے حجاج کے متعلق جو موقف اور جو رویہ اختیار کیا تھا وہ اس رویے سے یکسر مختلف تھا جو اس نے عمر بن عبدالعزیز کے متعلق اختیار کیا تھا۔ حجاج نے خط میں جو کچھ لکھا تھا، ولید کو اس کا یقین تھا۔ اس نے دل میں یہ سوچ رکھا تھا کہ حجاز میں عمر بن عبدالعزیز نے جو طرز حکومت اختیار کر رکھا ہے اسے حجاج کے پختہ کاری اور دور اندیشی پر مبنی طرز حکومت سے کچھ مناسبت نہیں۔ اس کا نتیجہ ولید نے یہ نکالا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز حجاز کے لیے مناسب نہیں ہیں لیکن وہ عمر بن عبدالعزیز کو برطرف کرنے سے پہلے نئے والیان حجاز کا بندوبست کرنا چاہتا تھا۔ یہ کام وہ حجاج کے مشورے سے انجام دینا چاہتا تھا۔ اس نے حجاج کو لکھا کہ میرے لیے دو آدمی تجویز کیجیے۔ حجاج نے عثمان بن حیان اور خالد بن عبداللہ کے نام لکھ بھیجے۔ ولید نے ابن عبدالعزیز کو معزول کیا اور خالد بن عبداللہ کو ولایت مکہ جبکہ عثمان بن حیان کو ولایت مدینہ سونپ دی۔②

یوں خلیفہ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کے مقابلے میں حجاج کا پلڑا بھاری کر دیا۔ ابن عبدالعزیز کو اس اقدام پر غصہ آیا۔ انھوں نے کہا:

> ''عراق میں حجاج ہے۔ شام میں ولید۔ مدینہ میں عثمان بن حیان اور مصر میں قرہ بن شریک۔ دنیا واللہ ظلم و جور سے بھر گئی۔''③

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، اور دیکھیے البدایة والنهایة: ۹/ ۸۸، والنجوم الزاهرة: ۱/ ۲۲۲۔
② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۸۸۔
③ الکامل للمبرد: ص ۲۹۴، ودول الاسلام: ۱/ ۹۱، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/ ۹۶، وسیرة عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم: ص ۱۷۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شاید اس روز بھی حجاج اسی رنج کا نشانہ بنا تھا جب ولید بنیان پہنے ہوئے تھا اور اس نے حجاج کو باریابی کی اجازت دی تھی۔ حجاج زرہ پہنے اور ترکش و کمان لٹکائے ہوئے تھا۔ وہ خاصی دیر ولید کی نشست گاہ میں بیٹھا اس سے ہم کلام رہا۔ اتنے میں ایک جاریہ (باندی) آئی اور ولید کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ چلی گئی اور پھر آئی۔ ولید کے پھر سرگوشی کی اور چلی گئی۔

وہ جا چکی تو ولید نے حجاج سے کہا: ابومحمد! جانتے ہیں، اس باندی نے کیا کہا؟ حجاج نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم۔ ولید نے کہا: اسے میری عم زادی ام بنین بنت عبدالعزیز نے بھیجا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ آپ اس ہتھیار بند بدو کے ساتھ بنیان میں بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ میں نے کہلا بھیجا کہ یہ حجاج ہیں۔ وہ گھبرائی اور کہلا بھیجا کہ واللہ، یہ شخص جس نے ایک خلقت کا قتل کیا ہے، مجھے پسند نہیں کہ یہ آپ کی خلوت میں بیٹھے۔ اس پر حجاج نے کہا:

> ''امیر المومنین! عورتوں سے خوشنما الفاظ میں ہنسی مذاق کی باتیں نہ کیا کریں۔ عورت تو ایک خوشبو دار پھول ہے۔ وہ منتظم نہیں ہے۔ آپ انھیں اپنے راز سے آگاہ نہ کریں۔ نہ انھیں دشمن کے خلاف اپنی چالبازیوں سے باخبر کریں۔ ان کے اپنے سوا دیگر معاملات میں ان کی بات نہ مانیں۔ انھیں آراستہ و پیراستہ ہونے اور زیب و زینت اختیار کرنے کے سوا اور کاموں میں مصروف نہ کریں۔ امور و معاملات میں ان کی مشاورت سے گریز کریں۔ ان کی رائے کم عقلی پر مبنی ہے۔ ان کے ارادے کمزور ہیں۔ ان کی نگاہوں کو خود سے پردے کی اوجھل میں رکھیں۔ انھیں ایسے معاملات کا اختیار نہ دیں جو ان کی اوقات سے متجاوز ہوں۔ انھیں یہ حوصلہ نہ دیں کہ وہ آپ سے دوسروں کی سفارش کریں۔ ان کے ساتھ زیادہ دیر تک نہ بیٹھیں۔ آپ کی عقل بھرپور رہے گی اور آپ کی فضیلت (برتری) نمایاں رہے گی۔''

اس کے بعد حجاج اٹھا اور چل دیا۔ ولید ام بنین کے پاس گیا اور اسے حجاج کی باتیں سنائیں۔

ام بنین نے کہا:

> ''یا امیر المومنین! میں چاہتی ہوں، آپ کل اسے حکم دیں کہ وہ مجھے آ کر سلام کرے۔''
>
> ولید نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں ایسا ہی کروں گا''۔
>
> اگلے روز صبح حجاج ولید سے ملنے آیا تو ولید نے اس سے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ابو محمد، ام بنین کے پاس جائیں اور اسے سلام کریں۔''

حجاج نے کہا: ''امیر المومنین! مجھے اس سے معاف رکھیے۔''

ولید نے اصرار کیا کہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ چنانچہ حجاج ام بنین کی طرف گیا۔ اس نے حجاج کو دیر تک انتظار کرایا۔ بعد ازاں اسے اندر جانے کی اجازت دی لیکن بیٹھنے کو نہ کہا۔ حجاج کو کھڑے پاؤں بات سننی پڑی۔ ام بنین نے کہا:

''او رسناؤ حجاج، تمھی امیر المومنین کو ابن زبیر اور ابن اشعث کے قتل کا احسان جتلاتے ہو۔ واللہ، اگر اللہ نے تمھیں انتہائی معمولی اور حقیر پیدا نہ کیا ہوتا تو وہ تمھیں کعبہ پر پتھراؤ اور اسلام کے پہلے مولود، ذات النطاقین کے فرزند کے قتل میں مبتلا نہ کرتا۔ اور ابن اشعث، اس نے تو تمھیں پے در پے شکستوں سے دوچار کیا یہاں تک کہ تم نے امیر المومنین عبدالملک سے پناہ طلب کی۔ تب اہل شام تمھاری مدد کو آئے۔ تم سینگ سے بھی زیادہ تنگی میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان کے نیزوں نے تمھیں اس میں سے نکالا اور ان کی جدوجہد نے تمھیں اس مشکل سے نجات دی۔ اگر وہ نہ آتے تو تم نچلے طبقے کے گھٹیا لوگوں سے زیادہ گھٹیا بن جاتے۔ اور جو تم نے امیر المومنین کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ لذت اندوزی اور عورتوں سے اپنی حاجت پوری کرنی چھوڑ دیں تو اگر ان کی عورتوں نے بھی ویسے ہی بچے جنے ہیں جیسے تمھاری ماں نے جنے تھے تو امیر المومنین کو تمھارا یہ مشورہ ضرور قبول کرنا چاہیے۔ لیکن اگر ان کی عورتوں نے امیر المومنین جیسے بچے جنے ہیں تو یہ مشورہ ناقابل قبول ہے۔ شاعر نے یہ شعر گویا تمھیں ہی دیکھ کر کہے تھے۔

اَسَدٌ عَلَيَّ وَفِي الْحُرُوْبِ نَعَامَةٌ   فَتْخَاءُ تَنْفِرُ مِنْ صَفِيْرِ الصَّافِرِ

هَلاَّ بَرَزْتَ اِلَى غَزَالَةَ فِي الْوَغٰى   بَلْ كَانَ قَلْبُكَ فِي جَنَاحَي طَائِرِ

ترجمہ: ''مجھ پر شیر ہے اور جنگوں میں کمزور شتر مرغ جو سیٹی سن کر بھاگ جاتا ہے۔ تم معرکے میں غزالہ کے مقابل کیوں نہ آئے۔ دراصل تمھارا دل پرندے کے پروں کے درمیان تھا۔ (تمھارے سینے میں چڑیا کا دل تھا)۔''

اس کے بعد ام بنین نے دربانوں سے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسے باہر نکال دو۔''

حجاج سیدھا ولید کے پاس پہنچا۔ ولید نے پوچھا:

''ابو محمد! کیسی گزری؟''

حجاج نے کہا: ''امیر المومنین! وہ خاموش نہ ہوئی یہاں تک کہ میں نے چاہا، زمین میں گڑ جاؤں۔''

ولید ہنس دیا۔ پیر سے زمین کرید کر کہنے لگا:

''ابو محمد! وہ عبدالعزیز کی بیٹی ہے۔''

یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آل عبدالعزیز جن میں ایک طرف عمر تھے اور دوسری طرف ام بنین، ان کے سینوں میں حجاج کے لیے کتنی نفرت بھری تھی جس کا ایک سبب عبدالعزیز کے سلسلے میں حجاج کا رویہ تھا اور دوسرا سبب عمر کے سلسلے میں اس کا طرز عمل۔

اس کے باوجود ہم یہ بات پورے اطمینان اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ حجاج کے دل میں عمر بن عبدالعزیز کے لیے ایسی نفرت نہیں تھی کہ وہ ان سے جا بے جا دشمنی مول لیتا پھرتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ولید کی زندگی کے آخری ایام میں حجاج نے کوشش کی کہ آئندہ خلافت ولید کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کے بجائے ولید کے فرزند عبدالعزیز کو ملے۔ تاہم اس سلسلے میں انصاف کی بات یہ بھی ہے کہ ولید کو حجاج نے جو یہ مشورہ دیا تھا، اس میں حجاج کے پیش نظر آل عبدالعزیز کی حمایت سے زیادہ اس کا ذاتی مفاد تھا کیونکہ سلیمان خلافت کا مضبوط امیدوار تھا اور حجاج اور اس کے درمیان اچھی خاصی ان بن تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ برٹولڈ نے حجاج اور آل عمر بن عبدالعزیز کے باہمی رویوں کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حجاج سے عمر بن عبدالعزیز اور ان کے خانوادے کی عداوت کا سبب یہ تھا کہ وہ بنو کلب کی طرف میلان رکھتے تھے۔ ① لیکن ولید اول کے دور حکومت کے اواخر میں آل عبدالعزیز اور حجاج کے درمیان صلح ہو گئی جس کی وجہ حجاج کی یہ دلچسپی تھی کہ وہ آئندہ سلیمان کے بجائے ولید اور ام بنین کے فرزند عبدالعزیز کو تخت خلافت پر دیکھے۔

ہم نے اس ضمن میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آل عبدالعزیز اور حجاج کی

---

① اسلامیکا: ۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہمی عداوت ایک دن بھی کم نہیں ہوئی تھی اور بنو کلب کی طرف میلان کا کوئی اثر اگر اس عداوت پر تھا تو وہ محض ثانوی نوعیت کا اثر تھا۔ برٹولڈ نے اپنے فہم کے مطابق جس صلح کے واقعے کا ذکر کیا ہے وہ بے بنیاد ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حجاج کے پیش نظر اس کا ذاتی مفاد تھا۔ اس میں آل عبدالعزیز کے لیے اگر کوئی اچھائی کا پہلو تھا تو وہ ضمنی تھا۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ ان دونوں کی باہمی عداوت ہمیشہ رہی تھی، اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ جب حجاج کی وفات ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا:

''میری ناک اللہ کے لیے خاک آلود ہو کہ اس نے حجاج کی مدت ختم کی۔''①

یہ کہہ کر انھوں نے سجدۂ شکر کیا۔

جب خلیفہ ولید حجاج کے سوگ میں بیٹھا تو عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کی تعزیت میں ایک لفظ نہ کہا۔ ولید نے انھیں کچھ کہنے پر مجبور کیا تو انھوں نے بگڑ کر کہا:

''حجاج ہم میں سے ایک عام فرد ہی تو تھا۔''②

حجاج کی وفات کے بعد آل عبدالعزیز نے حجاج کے مصاحبوں اور تعلق داروں پر اپنا غصہ نکالا۔ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے منشی یزید بن ابی مسلم کو یہ دیکھ کر کہ وہ امانتدار شخص ہے، اپنا منشی مقرر کرنا چاہا تو عمر بن عبدالعزیز نے منع کر دیا۔ سلیمان نے ان کے مشورے پر عمل کیا۔③ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں حجاج کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے بیشتر عہدیداران کو سرکاری مناصب سے دور رکھا۔④

سلیمان بن عبدالملک نے ولایت عہد کے زمانے میں حجاج کو کئی خط لکھے لیکن حجاج نے اس کے خط نہ پڑھے نہ دیکھے۔ اس نے حجاج کو ایک خط بڑے درشت لہجے میں لکھا جس میں اس نے حجاج کے لیے شدید نفرت اور بغض وعداوت کا اظہار کیا اور اسے یہ دھمکی دی کہ جب وہ برسر اقتدار آئے گا تو اسے سبق سکھائے گا۔ حجاج نے اس خط کا جواب دیا۔ اس نے سلیمان کو مخاطب کر کے لکھا:

---

①مناقب عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم: ص ۲۴، والعقد الفرید لابن عبدربہ: ۳/ ۱۸۔

②العقد الفرید: ۳/ ۱۹، اور دیکھیے مناقب عمر لابن عبدالحکم: ص ۲۴۔

③ البیان والتبیین: ۱/ ۲۱۰، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۲۸۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۸، ووفیات الاعیان: ۲/ ۲۷۷، وشذرات الذھب: ۱/ ۱۲۴۔

④تاریخ الطبری: ۵/ ۳۱۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم نوعمر بچے ہو۔ تمھاری کم عقلی اور نوعمری کے باعث تمھیں معذور سمجھا جاتا ہے۔ جفا تمھارے اخلاق کا حصہ اور حماقت تمھاری سرشت میں شامل ہے۔ شیطان تمھیں انگلیوں پر نچاتا اور تم کو تلقین کرتا ہے کہ تم معیوب کام کیے بغیر کامل نہیں ہو سکتے۔''

آخر میں لکھا:

''اس کے باوجود میں امید کرتا ہوں کہ تم بھی ان کاموں اور ان باتوں میں دلچسپی لو جن میں تمھارے والد اور تمھارا بھائی دلچسپی لیتے تھے تاکہ میں تمھارا بھی ویسا ہی خدمتگار رہوں جیسا ان کے لیے تھا۔ لیکن اگر شیطان نے تمھارے نرخروں میں پھونک مار مار کر ان کو پھلائے رکھا تو یہ ایک ایسی حکومت ہوگی جس کے متعلق اللہ کا یہ ارادہ ہوگا کہ وہ اسے تم سے لے کر ایسے شخص کو دے دے جو اس کے تقاضے تم سے زیادہ بہتر طور پر پورے کر سکے۔

قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک خیر خواہانہ نصیحت ہے۔ اگر تم اسے قبول کرو گے تو یہ قبول ہی کیے جانے کے لائق ہے۔ اگر تم اسے رد کر دو گے تو اپنی طرف سے قطع رحمی کی شروعات کرو گے اور یاد رکھنا کہ میں پھر حجاج ہوں۔''①

ہمیں یقین ہے کہ حجاج امیر المومنین کے بھائی اور ولی عہد کو ایسے سخت لہجے میں تبھی مخاطب کر سکتا تھا جب اسے اپنے اس تخاطب کے متعلق پوری طرح اطمینان تھا کہ وہ صحیح ہے۔ یہ اطمینان اسے اسی لیے حاصل تھا کہ خلیفہ کو اس پر پورا اعتماد تھا اور وہ اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے تھے۔ اس سلسلے میں یہ کہنا درست نہیں کہ سلیمان نے چونکہ اپنے خط میں حجاج پر سخت نکتہ چینی کی تھی جس کا جواب حجاج جیسے خود دار شخص نے سخت الفاظ میں دیا تھا۔ والیان حکومت اور اخوان خلفاء و والیان عہد کے باہمی تعلقات ایسے نہیں ہوتے تھے۔ حجاج کے لیے سلیمان کے بغض و عداوت کا ایک سبب تو عام تھا کہ حکمران خانوادے کے کچھ افراد حجاج کے زبردست اثر و رسوخ اور وسیع تر اختیارات کی وجہ سے غیرت اور حسد کا شکار تھے۔ خاص سبب اس بغض و عداوت کا یہ تھا کہ مہلب کے لڑکے سلیمان کی سفارش پر جیل سے رہا کر دیے گئے تھے جنھیں واپس جیل میں ڈلوانے کے لیے حجاج نے ولید کو پے در پے کئی خطوط لکھے تھے۔ ولید نے جب ان کے سلسلے میں سلیمان سے سختی برتی کہ انھیں ہر صورت لایا جائے تو سلیمان نے ان کے ہمراہ

① العقد الفرید: ۳/۱۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے لڑکے کو بھی پا بجولاں دربار خلافت میں بھیجا کہ شاید بھتیجے کو ان کے ہمراہ اس حال میں دیکھ کر ولید کا دل نرم پڑ جائے۔سلیمان نے اپنے لڑکے کو مہلب کے لڑکوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ کر یہ عندیہ دیا تھا کہ اس کے نزدیک مہلب کی اولاد اور اس کی اپنی اولاد میں کوئی فرق نہیں۔اگر مہلب کے لڑکے جیل جائیں گے تو سلیمان کا بیٹا، خانوادۂ خلافت کا چشم و چراغ بھی جیل جائے گا۔سلیمان کی یہ ترکیب کارگر رہی۔ولید نے یہ منظر دیکھ کر کہا:

''واللہ! ہم نے سلیمان کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔''

اس نے مہلب کے لڑکوں کو سلیمان کے پاس بھیج دیا اور حجاج کو لکھ دیا:

''میں سلیمان کے ہوتے ہوئے یزید بن مہلب اور اس کے اہل خانہ کو کچھ نہیں کہہ سکتا، لہٰذا تم ان کے متعلق مجھے کچھ مت لکھو اور رک جاؤ۔''①

حجاج کو یہ بات ناگوار گزری۔اس نے سلیمان کی یہ بات دل میں رکھی۔ولید نے جب اپنے بھائی سلیمان کو ولایت عہد سے معزول کر کے اپنے فرزند عبدالعزیز کے لیے ولایت عہد کی بیعت لینا چاہی اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حجاج نے اس سوچ کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا اور اس کی کامیابی کے لیے جدوجہد کی۔لیکن ولید کے لیے حالات مساعد نہ ہوئے اور وہ اس عمل کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔اس نے سلیمان کو جو ان دنوں رملہ میں تھا، لکھا کہ وہ دربار خلافت آئے۔سلیمان نے جب آنے میں تاخیر کی تو ولید نے خود اس کی طرف روانہ ہونا چاہا تاکہ وہاں پہنچ کر وہ سلیمان کو ولایت عہد سے معزول کر دے۔وہ روانگی کی تیاریاں کر رہا تھا کہ اسے موت نے آ لیا۔② یوں اس کا یہ منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔حجاج کو ولید کی وفات کا خدشہ رہتا تھا۔وہ ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اس کی وفات ولید سے پہلے ہو جائے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور وہ ولید سے پہلے وفات پا گیا۔

حجاج سلیمان کی خلافت سے اس قدر خائف تھا کہ ایک مرتبہ ولید سخت بیمار پڑا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔حجاج کو ولید کی وفات کی خبر دے دی گئی۔حجاج بہت پریشان ہو کر دست بدعا ہوا:

''یا اللہ! مجھ پر وہ شخص مسلط نہ کر جو مجھ پر ترس نہ کھائے، جو مجھ پر رحم نہ کرے۔میں نے تو

① دیکھیے تاریخ الطبری:5/233، 234، والکامل لابن الأثیر:4/115، 116، ووفیات الاعیان:2/357۔
② تاریخ الطبری:5/267، والکامل لابن الأثیر:4/138۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجھ سے ہمیشہ یہ سوال کیا ہے کہ تو مجھے ولید سے پہلے موت دینا۔‘‘

وہ اسی دعا میں مصروف تھا کہ ولید کے ہوش میں آنے کی خبر آئی۔حجاج سجدے میں گر گیا۔اس نے ولید کو شفایابی کی مبارکباد کا خط لکھا اور اپنے سارے غلام آزاد کر دیے۔اس نے ولید کو ہندوستانی آم تحفے میں بھیجے اور اہل عراق کے ایک وفد کے ہمراہ خود بھی ولید سے ملنے آیا۔

ولید سلیمان کے متعلق حجاج کے نقطۂ نظر سے واقف تھا۔وہ جب شفایاب ہوا تو اس نے کہا حجاج سے زیادہ میری عافیت کی خوشی اور کسی کو نہیں۔ ①

امیر حجاج کی وفات ہوگئی۔اس کے بعد امیر ولید نے بھی وفات پائی اور سلیمان تخت خلافت پر متمکن ہوگیا۔حجاج تو اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔سلیمان نے حجاج کے خانوادے کو نشانے پر رکھ لیا اور آل مہلب کو اپنے قریب کیا۔ایک تو وہ آل مہلب سے محبت کرتا تھا، دوسرے حجاج کی طرف سے انھیں جو تکلیفیں پہنچی تھیں، وہ ان کا تدارک کرنا چاہتا تھا۔

سلیمان نے اپنے دورِ خلافت کا آغاز آلِ حجاج کی پکڑ دھکڑ سے کیا۔اس نے آل حجاج کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا تاکہ وہ ان سے تمام روپیہ نکلوائے اور انھیں سبق سکھائے۔آل حجاج دربار خلافت سے خواہ کتنے ہی فاصلے پر آباد تھے، ان میں سے ایک بھی سلیمان کی پکڑ سے بچ نہ سکا۔

آل حجاج کے جو سرکردہ عہدیداران سلیمان کے عتاب کا شکار ہوئے، ان میں دور حجاج کا والی بصرہ حکم بن ایوب بن ابی عقیل ثقفی ② اور بلاد سندھ میں سب سے پہلے اسلام کے جھنڈے گاڑنے والا سپہ سالار محمد بن قاسم ثقفی سرفہرست تھے۔ ③

محمد بن قاسم ثقفی کے سلسلے میں حجاجی جذبہ انتقام سلیمان کے حواسوں پر نہ چھایا ہوتا تو بلاد سندھ کی تاریخ اسلامی کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

آل مہلب نے آل حجاج کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ظلم و جور کی تمام حدوں کو پار کر دیا۔یزید بن مہلب نے حجاج کی والدہ کو گرفتار کر لیا حالانکہ وہ یزید بن عبدالملک کی زوجہ تھی۔ ④

---

① تاریخ الطبری: ۵/۲۶۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۸۔
② مرآۃ الزمان لابن الجوزی: ۹/۳، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۲۸۹۔
③ فتوح البلدان: ص ۴۴۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۴۔
④ الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۶۰، ایک قول یہ ہے کہ یزید نے ام حجاج کی بہن کو گرفتار کیا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یوں اسے یزید بن عبدالملک کی اہلیہ ہونے کی حیثیت سے جو مقام ومرتبہ حاصل تھا، حجاج کی والدہ ہونے کا جرم اس مقام ومرتبہ پر غالب آ گیا۔خلیفہ کے بھائی کی بیوی ہونا بھی اسے گرفتاری سے محفوظ نہ رکھ سکا۔

ابن مہلب کی یہ حرکت یزید بن عبدالملک کو کسی صورت گوارا نہیں تھی۔وہ اپنی اہلیہ کو رہا کروانے ابن مہلب کے گھر پہنچا اور اس پر عائد ایک لاکھ دینار جرمانہ ادا کر کے اسے رہائی دلائی۔یزید بن عبدالملک نے اس موقع پر کہا کہ اللہ کی قسم، اگر مجھے حکومت ملی تو میں ابن مہلب کا ایک ایک عضو کاٹ ڈالوں گا۔

سلیمان بن عبدالملک چونکہ جوان تھا، اس لیے یزید بن مہلب نے اس دھمکی کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ ①

اس نے سوچا ہوگا کہ کہاں یہ اور کہاں خلافت۔یہی وجہ تھی کہ اس نے یزید بن عبدالملک کو جواب دیا:

''اگر ایسا ہو گیا تو میں تم پر ایک لاکھ تلواروں سے ضرب لگاؤں گا۔'' ②

یوں سلیمان کے عہد خلافت میں یزید بن مہلب کو زبردست اثر ورسوخ اور وسیع اختیارات حاصل رہے۔عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یزید بن مہلب کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا کیونکہ وہ ان کے نزدیک سخت سرکش اور متکبر تھا۔ ③

امیر عمر بن عبدالعزیز سخت بیمار پڑے تو یزید بن مہلب اپنے ہم نام کے ڈر سے جیل توڑ کر بھاگ نکلا۔وہ بغاوتی تحریک کی تیاری میں لگ گیا جو اس نے یزید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں اٹھائی۔یزید بن مہلب کے قتل پر اس بغاوت کا اختتام ہوا۔ ④

یوں خلیفہ عبدالملک اور خلیفہ ولید کے ادوارِ خلافت میں حجاج کا اثر ورسوخ اس کی وفات کے بعد اس کے خانوادے کے لیے مصیبت بن گیا اور آلِ حجاج کو ان امراء وعہدیداران کے ہاتھوں سخت اذیتوں کا شکار ہونا پڑا جنھیں حجاج نے دربارِ خلافت کی فلاح وبہبود اور حکومتی مفاد کے سلسلے میں کی گئی جدوجہد کی راہ میں اپنا دشمن بنایا تھا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ساتھ حجاج کی مصاحبت دس سال پر محیط تھی۔حجاج خلافت کا دست

---

① یعنی سلیمان بن عبدالملک چونکہ جوان تھا تو یزید بن مہلب کو یہی گمان تھا کہ کون سا اس کی زندگی میں سلیمان کی موت ہوگی کہ خلافت یزید بن عبدالملک کو منتقل ہونے کے امکانات ہوں۔(محمد فہد حارث)

② الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۶۱.

③ تاریخ الطبری: ۵/۳۱۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۵۷.

④ حوالہ مذکورہ: ۵/۳۱۷، حوالہ مذکورہ: ۴/۱۷۰،۱۷۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راست تھا۔ وہ ولید کی محبت والفت اور اس کے اخلاص سے بہرہ مند تھا۔ حجاج ولید کا ایک ایسا مخلص عامل اور والی تھا جس سے وہ بے نیاز نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا:

"میرے والد کہتے تھے کہ حجاج میری آنکھوں کے درمیان کی جلد ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ حجاج میرے سارے چہرے کی جلد ہے۔" ①

ولید اور حجاج ایک دوسرے کا بے حد احترام واکرام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حجاج ولید سے ملنے آیا۔ ولید سیر گاہ میں ٹہل رہا تھا۔ حجاج نے اسے دیکھا تو سواری سے اتر کر آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اس کے ساتھ ٹہلنے لگا۔ ولید نے کہا: ابو محمد، آپ سوار ہو جائیں۔ حجاج نے کہا: امیر المومنین! مجھے تھوڑا جہاد کرنے دیجیے۔ ابن زبیر اور ابن اشعث نے مجھے مصروف رکھا اور آپ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ ولید نے اصرار کیا تو حجاج اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ولید اپنے گھر چلا گیا اور بنیان میں باہر آیا۔ حجاج زرہ بند، ترکش اور عربی کمان حمائل کیے ہوئے تھا۔ ②

خلیفہ ولید حجاج کی بہت عزت کرتا اور یہ چاہتا تھا کہ حجاج اس کا مقرب ومصاحب رہے۔ اس قربت اور اس ہم آہنگی میں اضافے کے لیے اس نے خوشی خوشی اپنے ایک بیٹے کی شادی حجاج کی ایک بیٹی سے کر دی۔ ③

یوں یہ عیاں ہوتا ہے کہ ولید حجاج سے محبت کرتا اور اسے بڑی عزت دیتا تھا اور معاملہ ویسا نہیں تھا جیسا کہ برئیر نے بیان کیا کہ ولید نے حجاج کو اپنے والد کے کہنے پر اپنے ساتھ رکھا تھا اور اسے حجاج سے محبت نہیں تھی۔ اس نے حجاج کو اس لیے ساتھ رکھا تھا کہ اسے حجاج کی خدمات درکار تھیں۔ ④

یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ولید نے حجاج کو بھرپور اثر ونفوذ اور وسیع اختیارات دے رکھے تھے۔ ہمیں جتنے بھی تاریخی مآخذ دستیاب ہیں، ان میں سے کسی ماخذ میں ولید کی طرف سے حجاج کو سخت الفاظ میں لکھے گئے ایسے کسی ایک بھی خط کا ذکر نہیں جیسے کئی خطوط عبدالملک نے حاشیہ نشینوں کے بھڑکانے پر حجاج کو لکھے تھے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ حجاج کے معاملے میں ولید ان چیزوں کے زیر اثر نہیں تھا جن کے زیر اثر

① العقد الفرید: ۳/ ۱۸، والبیان والتبیین: ۱/ ۲۳۷، ۲/ ۱۶۴، ۱۶۶.
② مروج الذھب للمسعودی: ۲/ ۱۰۹.
③ العقد الفرید: ۲/ ۲۳۹.
④ حیاۃ الحجاج کماترا ہا المصادر العربیۃ: ص ۲۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک رہے تھے۔ تعجب تو ہمیں سر ولیم میور کی بات پر ہوتا ہے جنھوں نے بات کو بالکل الٹ کر دیا۔ انھوں نے لکھا:

''ولید نے اپنے اسلاف سے کہیں بڑھ کر حجاج کا مزاج درست کیا تھا۔''①

حجاج بستر مرگ پر دراز ہوا تو اس نے ولید کو یہ خط لکھا:

''امابعد! میں آپ کی بکریوں کا چرواہا تھا۔ میں نے ایک خیرخواہ چرواہے کی طرح ان کی حفاظت کی تھی، جو اپنے آقا کے مویشی پر شفقت کرتا ہے۔ شیر آیا اور اس نے چرواہے کو اپنی گرفت میں لے کر چرنے والے مویشی کو چیر پھاڑ دیا۔ آپ کے غلام پر وہی آزمائش اتری ہے جو ایوب پر اتری تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس زبردست نے اپنے بندے کی خطاؤں کو معاف کرنے اور اس نے جو گناہ اپنے اوپر لادے تھے، ان کو مٹانے کا ارادہ کیا ہے۔''

آخر میں لکھا تھا۔

إِذَا مَا لَقِيتُ اللهَ عَنِّي رَاضِيًا
فَإِنَّ شِفَاءَ النَّفْسِ فِيمَا هُنَالِكَ

فَحَسْبِيْ بَقَاءُ اللهِ مِنْ كُلِّ مَيِّتٍ
وَحَسْبِيْ حَيَاةُ اللهِ مِنْ كُلِّ هَالِكَ

لَقَدْ ذَاقَ هٰذَا الْمَوْتَ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا
وَنَحْنُ نَذُوقُ الْمَوْتَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

فَإِنْ مِتُّ فَاذْكُرْنِيْ بِكُلِّ مُحَبَّبٍ
فَقَدْ كَانَ جَمًّا فِي رِضَاكَ مَسَالِكَ

وَإِلَّا فَفِيْ دُبْرِ الصَّلَاةِ بِدَعْوَةٍ
يُلَقَّى بِهَا الْمَسْجُوْنُ فِي نَارِ مَالِكَ

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ حَيًّا وَمَيِّتًا
وَمِنْ بَعْدِ مَا تَحْيَا عَتِيقًا لِمَالِكَ

① الخلافة: ص ۳۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جب میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ وہ مجھ سے راضی ہوگا تو ہی دل شفایاب ہوگا۔
آدمی تو سب مرنے والے ہیں۔ مجھے اللہ کی بقاوحیات کافی ہے۔
جو لوگ ہم سے پہلے تھے، انھوں نے اس موت کا ذائقہ چکھا۔ ان کے بعد ہم بھی موت کا ذائقہ چکھ رہے ہیں۔ اگر میں مرجاؤں تو دیگر محبوب لوگوں کے ساتھ مجھے بھی یاد کر لینا۔ تمھاری خوشی کے لیے میں نے بھی بڑے راستوں کی خاک چھانی تھی۔ یا پھر نمازوں کے بعد میرے لیے دعا کر دینا جس کا فائدہ جہنم کے اس قیدی کو پہنچ جائے۔
زندگی میں اور بعد از مرگ تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور تب بھی سلامتی ہو جب مالک کا آزاد کردہ غلام مر مٹنے کے بعد زندہ ہو جائے۔''①

اس کے بعد حجاج کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس کی وفات کے بعد ولید نہایت رنجیدہ ہو کر اس کے سوگ میں بیٹھ گیا۔ فرزدق نے آکر اس کے روبرو حجاج کا مرثیہ کہا تو ولید کو قرار آیا اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ فرزدق نے کہا۔

لِيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
عَلَى الدِّيْنِ مِنْ مُسْتَوْحِشِ اللَّيْلِ خَائِفِ

وَأَرْمِلَةٍ لَمَّا أَتَاهَا نَعِيُّهُ
فَجَادَتْ لَهُ بِالْوَاكِفَاتِ الزَّوَادِفِ

وَقَالَتْ لِعَبْدَيْهَا أَنِيْخَا فَعَجِّلَا
فَقَدْ مَاتَ دَاعِي ذَوْدِنَا بِالتَّنَائِفِ

فَلَيْتَ الْأَكُفَّ الدَّافِنَاتِ ابْنَ يُوْسُفَ
يُقَطَّعْنَ أَوْ يُجْشَثْنَ فَوْقَ السَّقَائِفِ

فَمَا ذَرَفَتْ عَيْنَايَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ
عَلَى مِثْلِهِ إِلَّا نُفُوْسَ الْخَلَائِفِ

ترجمہ: ''جسے اسلام پر رونا ہو وہ اب روئے۔ وہ جو رات کے اندھیرے سے وحشت زدہ اور

① وفیات الاعیان: ۱/۱۵۶، وذیل الامالی والنوادر: ص ۱۷۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خائف ہے۔اور ذکر کر واس بیوہ کا جس کے پاس اس کے شوہر کے مرنے کی خبر دینے والا آیا تو اس نے تیزی سے بہتے ہوئے آنسو اپنے شوہر کی نذر کیے۔اس نے اپنے دونوں غلاموں سے کہا کہ اونٹوں کو بٹھادو اور پڑاؤ کرو۔ہمارے اونٹوں کا چرواہا دشتوں میں مر گیا ہے۔

جن ہاتھوں نے ابن یوسف کو مٹی تلے دفن کیا ہے، کاش وہ کاٹ دیے جاتے یا پتھروں پر رکھ کر توڑ دیے جاتے۔محمد کے بعد ان جیسے کسی آدمی کے لیے میری آنکھوں نے آنسو نہیں بہائے، سوائے خلفاء کے۔"①

لوگ پے در پے خلیفہ ولید کے پاس آتے اور اس سے حجاج کی تعزیت کرتے اور اس کا ذکر خیر کرتے رہے۔ولید کو عمر بن عبدالعزیز کا یہ رویہ نا گوار ہوا کہ انھوں نے حجاج کے متعلق ایک لفظ نہیں کہا۔اس نے جب ابن عبدالعزیز سے اصرار کیا کہ وہ کچھ کہیں تو انھوں نے زچ ہو کر کہا کہ حجاج خاندانِ خلافت کا ایک فرد ہی تو تھا۔اس کی تعزیت ہم سے کی جاتی ہے نہ کہ ہم اس کی تعزیت کریں گے۔②اس موقع پر خلیفہ ولید نے کہا کہ میں اللہ کے ہاں حجاج کی سفارش کروں گا۔③اس نے حجاج کی یاد میں اس کے مقرر کردہ تمام حکومتی عہدیداران کو برقرار رکھا۔④

---

①العقد الفرید: ۳/ ۱۹، و دیوان الفرزدق: ص ۲۱۲.
②حوالہ مذکورہ: ۳/ ۱۹، و مناقب عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی: ص ۲۴.
③المحاسن و الاضداد للجاحظ: ص ۱۲۶، و النجوم الزاھرۃ: ۱/ ۲۱۸.
④تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب
عہد حجاج کی بغاوتی تحریکیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱ ابن جارود کی بغاوت

ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حجاج جب والی عراق کی حیثیت سے بصرہ پہنچا تو وہ ازارقہ کے خلاف مہلب کو تقویت دینے کی غرض سے رستقباد روانہ ہوا۔ رستقباد میں ایک روز اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور حمد وثنا کے بعد کہا:

''اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیاوی ضروریات کا ذمہ لیا اور ہمیں طلب آخرت کا حکم دیا ہے۔ کاش وہ ہماری اخروی ضروریات کا ذمہ لے لیتا، دنیا کے بجائے ہمیں آخرت سے سبکدوش کر دیتا اور طلب دنیا کا حکم دیتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ علماء جا رہے ہیں اور جہلاء علم حاصل نہیں کر رہے۔ بدکردار تائب نہیں ہو رہے۔ جس طرح گھوڑوں کا طبیب بیمار گھوڑوں کے علاج سے واقف ہوتا ہے، میں اس سے کہیں زیادہ ان بدکرداروں کے علاج سے واقف ہوں۔ جو قرآن ہمیشہ غلط پڑھتے ہیں اور نماز ہمیشہ دیر سے ادا کرتے ہیں۔ یاد رکھو! دنیا متاع فانی ہے جس میں سے نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی۔ آخرت جبکہ ذرا دیر سے آئے گی جس میں زبردست بادشاہ فیصلے کرے گا۔

اچھی طرح جان لو کہ اللہ کی طرف سے تمھاری نگرانی ہو رہی ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ تم اس سے ملاقات کرنے والے ہو تاکہ وہ بدعملوں کو ان کے گناہوں کی سزا دے اور نیکو کاروں کو اچھا بدلہ۔

یاد رکھو! خیر ساری کی ساری جنت میں ہے اور شر سارے کا سارا جہنم میں۔ سن لو! جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے وہ دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا اسے وہ دیکھ لے گا۔ ①

---

① العقد الفرید: ۲/۱۳۱، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۵۶، ہماری رائے میں حجاج نے تنخواہوں میں کیے گئے اضافے کے بارے میں اپنا فیصلہ سنانے کے لیے یہ تمہید باندھی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سنو! ابن زبیر نے تمھاری تنخواہوں میں جو اضافہ کیا تھا وہ ایک فاسق اور ایک منافق کا اضافہ تھا۔ہم اسے نافذ نہیں کریں گے''۔①

اس پر عبداللہ بن جارود نے جو بصرہ کا ایک اشراف تھا، کہا کہ یہ ابن زبیر کا اضافہ نہیں۔ یہ اضافہ امیر المومنین عبدالملک نے کیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کے ہاتھوں نافذ کیا تھا۔حجاج نے اس سے کہا:

''تمھیں بولنے کو کس نے کہا۔اپنا سر سنبھالو، ورنہ یہ تمھارے جسم پر نہیں رہے گا۔''

''لیکن کیوں؟'' ابن جارود نے کہا۔''میں بلاشبہ آپ کا خیر خواہ ہوں۔ میرے ساتھ کے لوگوں کا بھی یہی کہنا ہے۔''②

حجاج اور ابن جارود کے درمیان سخت کشمکش جاری رہی۔اس اضافے کے متعلق دونوں کے درمیان جھگڑا ہوتا رہا۔حجاج کا موقف تھا کہ یہ اضافہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا جس کا اجرا اس پر لازم نہیں۔ابن جارود کا یہ کہنا تھا کہ یہ اضافہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی بشر بن مروان کے ہاتھوں کیا تھا۔یوں حجاج پر اس کا اجرا عائد ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ابن جارود کی یہ بات قابل لحاظ تھی کہ میرے ساتھ کے لوگوں کا بھی یہی کہنا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بصرہ نے تنخواہوں کے مسئلے پر پہلے سے باہم دگر گفت وشنید کررکھی تھی اور اس سلسلے میں بات کرنے کی ذمہ داری انھوں نے ابن جارود کو سونپ دی تھی۔

فوج کی تنخواہوں کا مسئلہ اہل بصرہ کی نظر میں بلاشبہ ایک اہم مسئلہ تھا۔ہمیں اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہے تاہم حجاج اور اہل بصرہ کے باہمی تعلقات اگر معمول کے مطابق ہوتے تو یہ مسئلہ آسانی سے نمٹ سکتا تھا اور اس پر زیادہ بہتر ماحول میں گفت وشنید ہوسکتی تھی۔لیکن اہل بصرہ جن کے نزدیک حجاج کی سخت گیری اس کا سب سے بڑا عیب تھا اور جو حجاج کی بصرہ آمد سے پہلے ہی اس کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے تھے③ وہ فتنہ انگیزی اور معرکہ آرائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔تنخواہوں

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۸۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۶، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۵۶.
② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۲۸۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/ ۴۵۶.
③ الکامل للمبرد: ص ۲۶۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا مسئلہ ان کے لیے حجاج کے خلاف بغاوت کا بہترین بہانہ تھا جس میں وہ کسی حد تک حق بجانب دکھائی دیتے تھے۔

چند تاریخی روایات کے مطابق مصعب بن زبیر نے فوج کی تنخواہوں میں فی کس سو روپیہ کا اضافہ کیا تھا۔① تاہم ہمارے خیال میں یہ وعدہ محض ایک وعدہ تھا جو اس نے گمبھیر حالات کے پیش نظر سپاہیوں سے کیا تھا تاکہ وہ تنخواہوں میں اضافے کی امید پر بے جگری سے لڑتے رہیں۔ ہمارے نزدیک امر راجح یہ ہے کہ مصعب نے ایسا کوئی وعدہ اگر کیا بھی تھا تو اسے پورا نہیں کیا تھا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ مصعب بن زبیر کے دور امارت میں فوج کے حالات دگرگوں تھے۔ فوج کو غذائی قلت کا سامنا تھا۔ چنانچہ مصعب نے جب سکینہ بنت حسین یا عائشہ بنت طلحہ سے شادی کی تو ایک شاعر نے کہا۔

اَبْلِغْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِسَالَةً مِنْ نَاصِحٍ مَا اِنْ یُرِیْدُ مَتَاعَا
بُضْعُ الْفَتَاةِ بَاَلْفِ اَلْفٍ کَامِلٍ وَتَبِیْتُ قَادَاتُ الْجُیُوْشِ جِیَاعَا

ترجمہ: ''امیر المومنین کو ان کے ایک خیر خواہ کا جو مال و متاع نہیں چاہتا، یہ پیغام پہنچا دو کہ لڑکی کی شرمگاہ تو پورے دس لاکھ میں ہے جبکہ لشکر کے سپہ سالار بھوکے رات گزارتے ہیں۔''②

اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ مصعب بن زبیر کے دور امارت میں فوج کی تنخواہیں بڑھائی گئی تھیں تو بھی ہمارے نزدیک امر راجح یہ ہے کہ یہ اضافہ مصعب بن زبیر کے عہد امارت کے اواخر میں ان دنوں کیا گیا تھا جب مصعب اور اس کے سپاہی سخت ابتلا و آزمائش کا شکار تھے۔ عین ممکن ہے کہ یہ اضافہ سپاہیوں کی ہمت افزائی کی خاطر کیا گیا ہوتا کہ وہ عبدالملک کے خلاف جنگ جاری رکھیں جنھوں نے ان سپاہیوں کو بڑی آرزوئیں دلائیں اور ان سے بڑے وعدے کیے تھے۔ یہ بات مصعب کے علم میں تھی۔③

مصعب کے قتل کے بعد جب عراق میں نئی حکومت آ گئی تو ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ اس حکومت

①الکامل لابن الأثیر: ۴/۳۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۲.
②انساب الاشراف للبلاذری: ۵/۲۸۲.
③انساب الاشراف: ۵/۳۳۷، ۳۳۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۰، وتاریخ الطبری: ۵/۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے عہد کا آغاز تنخواہوں کے اضافے کی تنسیخ سے نہیں کیا تھا تا کہ عراق میں مکمل سیاسی استحکام سے پہلے کوئی بغاوت سر نہ اٹھائے۔نئی حکومت نے تنخواہوں کو ویسے ہی رہنے دیا تھا جیسے وہ تھیں اور کسی قسم کے اضافے کا اقرار نہیں کیا تھا۔ یوں حجاج جب عراق پہنچا تو اس مسئلے نے سر اٹھایا۔معلوم ہوتا ہے کہ ابن جارود کو بھی پورے طور پر یقین نہیں تھا کہ اہل بصرہ اس سلسلے میں اس کے حامی ہیں، ہر چند اس نے حجاج کے روبرو یہ کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ کے لوگوں کا بھی یہی موقف ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ ابن جارود نے اس مسئلے پر فی الحال مٹی ڈال دی تا کہ اسے صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے کچھ وقت مل سکے۔حجاج نے ابن جارود کی طرف سے مہینے بھر کے اس وقفے میں تنخواہوں میں اضافے کا یکسر کوئی ذکر نہ کیا، نہ اچھا نہ برا۔ ابن جارود اس عرصے کے دوران میں اپنے ان طرفداروں کو اکٹھا کرتا رہا جو حجاج کے خلاف بغاوت پر آمادہ تھے۔دوسری طرف حجاج اہل عراق کو اپنی حمایت اور طرفداری پر آمادہ کرتا رہا۔

دوسری مرتبہ تنخواہوں کا مسئلہ اٹھایا گیا اور ابن جارود حجاج سے اسی لہجے میں بات کرنے لگا جو اس نے پہلی مرتبہ اختیار کیا تھا۔لیکن اس مرتبہ مصقلہ بن کرب عبدی اس کے آڑے آیا۔اس نے کہا کہ رعایا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے راعی کی خلاف ورزی کرے۔امیر نے جو بات کہی ہے وہ ہم قبول کرتے ہیں۔ہمیں خواہی نخواہی سمع و طاعت کو اختیار کرنا ہے۔ابن جارود نے اسے گالی دے کر کہا: اے اوجر مقانیہ (عجمی عورت) کے بچے، تیرا اس مسئلے سے کیا واسطہ؟!! تیرے جیسا آدمی ایسی باتیں کب سے کرنے لگا؟!①

لوگ اشراف بصرہ عبداللہ بن حکیم مجاشعی اور ہذیل بن عمران برجمی وغیرہ کے زیر سرپرستی ابن جارود کے پاس اکٹھے ہو گئے۔انھوں نے ابن جارود کی رائے کو درست قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت کا اعلان کیا۔ انھوں نے کہا کہ حجاج تنخواہوں کے اضافے کو کالعدم نہیں کر سکتا۔ہم تمھاری بیعت کرتے ہیں کہ اسے عراق سے نکال دیا جائے۔اس کے بعد ہم عبدالملک کو خط لکھ کر یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ کسی اور کو عراق کی ولایت سونپ دیں۔اگر انھوں نے انکار کیا تو ہم ان کی بیعت سے نکل جائیں گے۔جب تک خوارج ہیں، وہ ہم سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔یوں حاضرین نے اتفاق رائے سے ابن جارود کی بیعت کر لی اور ایک دوسرے سے ایفائے عہد کا اقرار کیا۔اہل بصرہ اس بغاوتی تحریک پر خوش ہوئے۔انھیں ابن جارود میں ایک باصلاحیت قائد اور ایک

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۸۱، والکامل لابن الأثیر: ۳۶، ۳۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عظیم شخصیت کی جھلک دکھائی دی۔ ① اس امر کا اظہار ان میں سے بعض کی زبان سے بھی ہوا۔ چنانچہ بنو عجل کے ایک شاعر نے کہا۔

اَخْلَقُ بِعَبْدِ اللّٰهِ اَنْ یَّسُوْسَا وَاَنْ یَّقُوْدَ جَحْفَلاً خَمِیْسَا
وَیَخْلَعُوا الْخَلِیْفَةَ الْمَقْعُوْسَا اِذْ قَلَّدُوْا اَمْرَهُمُ الرَّئِیْسَا
اَکْرِمْ بِهٖ مِنْ قَائِدٍ قُدْمُوْسَا نَحْنُ قَتَلْنَا مُصْعَبًا وَعِیْسَی
وَکَمْ قَتَلْنَا مِنْهُمْ بَئِیْسَا

ترجمہ: ’’عبداللہ اس لائق ہے کہ وہ حکومت کرے اور بڑے لشکر کی قیادت کرے۔ پیچھے ہٹایا ہوا خلیفہ بھی اس لائق ہے کہ لوگ اس کی بیعت سے نکل جائیں کیونکہ انھوں نے اپنی حکومت سردار کے سپرد کر دی ہے۔ یہ پرانا قائد کتنا معزز ہے۔ ہم نے مصعب اور عیسیٰ کو قتل کیا اور ہم نے ان کے کتنے ہی بہادر مار ڈالے۔‘‘ ②

حجاج کو اس بڑی سازش کا علم ہو گیا۔ اس نے بیت المال اپنی تحویل میں لے لیا اور روپیہ خرچ کرنے کے سلسلے میں انتہائی احتیاط برتنے لگا تا کہ مشکل وقت میں وہ اس کے کام آئے اور باغیوں کی تقویت کا باعث نہ بنے۔

اس بغاوتی تحریک کا آغاز ۷۶ھ میں پل کاٹ کر کیا گیا۔ حجاج کے نعمت خانے اور اسلحہ خانہ پل کے پار تھے۔ حجاج نے کوفہ میں واقع حمام اعین کے مالک اعین کو جو بشر بن مروان کا آزاد کردہ غلام تھا، ابن جارود کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے بلا لائے۔ ابن جارود نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ نہیں، ابن ابی رغال ③ کے لیے کوئی عزت، کوئی رعایت نہیں۔ وہ ذلیل و رسوا ہو کر یہاں سے نکل جائے ورنہ ہم اس سے جنگ کریں گے۔

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۷، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲۔
② انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۸۲۔
③ یہاں ابن ابی رغال سے مراد حجاج ہے۔ ابن جارود نے حجاج کو طعنہ دینے کی غرض سے ابن ابی رغال کہا تھا۔ مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابرہہ جب کعبہ کو ڈھانے کی غرض سے نکلا اور طائف کے قریب پہنچا تو بنی ثقیف نے محسوس کیا کہ اتنی بڑی طاقت کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ اُن کے معبودلات کا مندر بھی تباہ نہ کر دے۔ چنانچہ اُن کا سردار مسعود ایک وفد لے کر ابرہہ سے ملا اور اس نے کہا کہ ہمارا بُت کدہ وہ معبد نہیں ہے جسے آپ ڈھانے آئے ہیں۔ وہ تو مکّہ میں ہے، اس لیے آپ ہمارے معبد کو چھوڑ دیں۔ ہم مکّہ کا راستہ بتانے کے لیے آپ کو رہبر فراہم کیے دیتے ہیں۔ ابرہہ نے یہ بات ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اعیُن نے ابن جارود کو حجاج کا زبانی پیغام دیا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو، تمھیں، تمھارے اہل خانہ اور تمھاری آل اولاد اور رشتے داروں کو قتل کر دیا جائے؟! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم نہ آئے تو میں تمھارے قوم قبیلے کو عموماً اور بالخصوص تمھارے اہل خانہ کو لوگوں کے لیے ایک کہانی بنا دوں گا۔ ابن جارود نے بگڑ کر کہا: اگر تم قاصد نہ ہوتے اور یہ دستور نہ ہوتا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تمھیں قتل کر دیتا۔ اس کے کہنے پر اعین کو زدوکوب کر کے نکال دیا گیا۔

باغیوں نے حجاج کی طرف پیش قدمی کی۔ حجاج کے ساتھ اس کے چند مصاحبان خاص اور گھر والوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ بلوائی اس کے فسطاط (بڑے خیمے) تک آن پہنچے اور جس قدر ہو سکا، سامان اور جانور لوٹ لیے۔ اہل یمن نے حجاج کی اہلیہ بنت نعمان بن بشیر کو اٹھا لیا جبکہ مضر کے لوگوں نے اس کی دوسری بیوی ام سلمہ بنت عبدالرحمان بن اسماعیل بن عمرو کو اٹھا لیا۔ ①

شاید بلوائی حجاج کو خوف زدہ کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ عراق سے چلا جائے اور اہل عراق کو اسے بھگانے کے لیے خلیفہ کے خلاف خروج نہ کرنا پڑے۔ غالب گمان یہ ہے کہ انھیں حجاج کے مقام و مرتبہ کا اندازہ تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بصرہ کے بہت سے لوگ حجاج سے آن ملے۔ دیگر لوگ بھی ابن جارود کی صفوں میں شامل ہونے سے احتراز کر رہے تھے کہ مبادا وہ خلیفہ کے خلاف خروج کے مرتکب ہو جائیں۔ یوں لوگوں کی اکثریت کا رجحان حجاج کی طرف تھا۔ اس صورتِ حال میں غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا:

> بکری کا بچہ رات کے کھانے میں کھا لو قبل اس سے کہ تمھیں دن کا کھانا کھلایا جائے۔ دیکھ تو رہے ہو کہ تم میں سے کتنے لوگ اس کے ساتھ جا ملے ہیں۔ اگر وہ صبح تک زندہ رہا تو اس کے طرفدار اور زیادہ ہو جائیں گے۔ ②

==> قبول کر لی اور بنی ثقیف نے ابو رِغال نامی ایک آدمی کو اس کے ساتھ کر دیا۔ جب مکّہ تین کوس رہ گیا تو المغمس نامی مقام پر پہنچ کر ابو رِغال مر گیا اور عرب مدتوں تک اس کی قبر پر سنگ باری کرتے رہے۔ بنی ثقیف کو بھی وہ سالہا سال تک طعنے دیتے رہے کہ اُنھوں نے لات کے مندر کو بچانے کے لیے بیت اللہ پر حملہ کرنے والوں سے تعاون کیا۔ اسی ابی رغال کی نسبت سے ابن جارود نے حجاج کو تحقیراً ابن ابی رغال کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ (محمد فہد حارث)

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۷، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲، و انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۸۳.

② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۷، و حوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۳، و حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۲۸۴، تاریخی مآخذ کے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن جارود نے جواباً کہا:

''شام تو اب قریب ہے۔ہم صبح اس پر پہلے حملہ آور ہوں گے۔''

ابن جارود کے کیمپ میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ادھر حجاج اس سلسلے میں اپنے مصاحبان خاص سے مشاورت اور سوچ بچار میں مصروف تھا۔عثمان بن قطن حارثی اور زیاد بن عمرو عتکی اس کے پاس موجود تھے۔زیاد جو بصرہ پولیس کا سربراہ تھا، اس نے مشورہ دیا کہ وہ ابن جارود سے امیر حجاج کے لیے امان لے لیتا ہے۔امیر یہاں سے نکل کر صحیح سلامت امیر المومنین کے پاس پہنچ جائیں۔لوگ اب ابن جارود کو چھوڑتے جاتے ہیں۔عثمان بن قطن حارثی نے اس کے برعکس مشورہ دیا۔اس نے حجاج سے کہا: امیر المومنین نے آپ کو اپنی حکومت میں شریک کیا اور اپنا خیر خواہ سمجھ کر آپ کو لوگوں کی امارت پر مقرر کیا یہاں تک کہ آپ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیش قدمی کی جو حکومت کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھے۔آپ کے مقابلے میں وہ مقتول ہوئے۔یوں اللہ نے آپ کو شرف بخشا اور امیر المومنین نے آپ کو حجاز کی ولایت تفویض کر دی۔آپ کے رتبے کو انھوں نے اور بلند کیا اور عراقین کی ولایت بھی آپ کو سونپ دی۔اب جبکہ آپ اپنی منزل پر آن پہنچے ہیں اور اپنا انتہائی ہدف حاصل کر لیا ہے تو کیا آپ اونٹ پر بیٹھ کر شام چلے جائیں گے؟ واللہ! اگر آپ نے ایسا کیا تو عبدالملک کی طرف سے دوبارہ آپ کو ایسی حکومت نہیں ملے گی اور آپ کی قدر و منزلت میں کمی آجائے گی۔میری رائے یہ ہے کہ آپ ہماری تلواریں ساتھ لے کر روانہ ہوں۔ہم لڑیں گے، پھر یا تو فتح پائیں گے یا عزت کی موت مر

==> درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ غضبان نے ابن جارود کو یہ مشورہ کس موقع پر دیا تھا۔صرف مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ یہ مشورہ اس نے دو مواقع پر دیا تھا۔پہلا موقع حجاج کے عراق پہنچنے سے کچھ دیر پہلے کا تھا۔غضبان نے اہل کوفہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ عراق پہنچنے سے کچھ دیر پہلے حجاج کا خاتمہ کر دیا جائے۔ہماری رائے میں مسعودی کا اس مقام پر اس مشورے کا ذکر کرنا صحیح نہیں کیونکہ جو بات از راہِ تواتر ثابت ہے اور جس پر تاریخی ماخذوں کا اتفاق ہے، وہ یہ ہے کہ حجاج جب کوفہ کی طرف روانہ ہوا تو کوفہ والوں کو علم نہیں تھا کہ وہ آ رہا ہے۔وہ جب کوفہ پہنچا تب بھی فوری طور پر کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ حجاج ہے۔
دوسرا موقع جہاں مسعودی نے اس مشورے کا ذکر کیا ہے اور ابشیہی اور صاحب الامامة والسياسة اس سے اتفاق کرتے ہیں، وہ ابن اشعث کی بغاوت کا موقع تھا۔بلاذری، ابن اثیر اور ابن خلدون نے اس مشورے کا ذکر ابن جارود کی بغاوت کے موقع پر کیا ہے۔یہ بات ہماری نظر میں زیادہ قابل ترجیح ہے جس کی دو وجہیں ہیں: پہلی، اُن لوگوں کے مقابلے میں ان لوگوں کا تاریخی مقام و مرتبہ۔دوسری، ابن اشعث کی تحریک کے بجائے ابن جارود کی تحریک میں اس مشورے کا وقوع زیادہ قرین قیاس ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔حجاج نے عثمان سے کہا: رائے وہی ہے جو تم نے دی۔ یوں حجاج نے عثمان کے متعلق دل میں اچھی رائے محفوظ کی اور زیاد کے خلاف دل میں غصہ رکھا۔

یہ حجاج کی سمجھداری اور دانشمندی تھی کہ عمر بن مسمع نے جب اس سے آ کر کہا کہ میں نے آپ کے لیے لوگوں سے امان لے لی ہے تو حجاج نے اسے جھکا دیا اور لوگوں کو سنانے کے لیے بلند آواز سے کہا کہ واللہ! میں انھیں ہرگز امان نہیں دوں گا یہاں تک کہ وہ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے پاس لے آئیں۔ یوں حجاج نے لوگوں کو گویا یہ باور کرایا کہ وہ اس بغاوت کے فرو کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ابھی تک اسی کا پلڑا بھاری ہے۔

دوسری طرف حجاج بصرہ کے عمائدین کو اپنی مدد پر آمادہ کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے عبید بن کعب نمیری کو پیغام بھیجا اور کہا کہ آؤ، میرا دفاع کرو۔ عبید نے حجاج کے قاصد سے کہا کہ حجاج کو میری طرف سے کہہ دینا اگر تم میرے پاس آؤ گے تو میں تمھارا دفاع کروں گا۔ حجاج اونچی ناک والا تھا۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس نے محمد بن عمیر بن عطارد کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا: مجھے کیا حاصل۔ میرا اس معاملے میں نہ اونٹ، نہ ناقہ۔ ہاں، اگر وہ میرے پاس آ جائے تو میں اس کا دفاع کروں گا۔ یوں کوئی اشراف اس کی مدد پر آمادہ نہ ہوا۔①

حجاج کو بہت پریشانی ہوئی اور شاید وہ مایوس ہو جاتا، اگر اسے ایک غیر متوقع تعاون نہ ملتا۔ ہوا یوں کہ بغاوت کے تینوں سرغنے ابن جارود، ہذیل اور ابن حکیم بیٹھے آئندہ کا لائحہ عمل طے کر رہے تھے۔ عباد بن حصین حبطی وہاں سے گزرا تو ان سے کہنے لگا کہ اپنی مشاورت میں ہمیں بھی شریک کرو۔ انھوں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بنو حبط کا کوئی آدمی ہماری مشاورت میں شرکت کرے۔ یہ سن کر عباد کو طیش آ گیا۔ وہ سو آدمیوں کے ساتھ حجاج کے پاس چلا گیا۔ حجاج نے اس سے کہا: تمھارے بعد کوئی آئے نہ آئے، مجھے پروا نہیں۔

حجاج کی سیاستدانی اور دور اندیشی اس ایک جملے میں نظر آتی ہے۔ یہ جملہ عباد کو گرویدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ آخر وہ حجاج کے کیمپ میں آنے والا پہلا سردار تھا۔ اس کے بعد قتیبہ بن مسلم بھی لوگوں کے ایک گروہ کے ہمراہ حجاج سے آن ملا۔ اس نے کہا: واللہ! ہم کسی قیسی کو حجاج کا قتل یا اس کے مال کی

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۷، ۳۸، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۳، و انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۸۴، ۲۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوٹ مار نہیں کرنے دیں گے۔ ① قتیبہ کے بعد سبرہ بن علی، اسلم بن زرعہ کلابی اور جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف بھی حجاج کے کیمپ میں آ گئے۔ سمج بن مالک نے حجاج کو پیغام بھیجا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے پاس آ جاتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہیں رہ کر لوگوں کو آپ پر حملے سے باز رکھتا ہوں۔ حجاج نے جواب دیا کہ وہیں رکو اور لوگوں کو حملے سے باز رکھو۔

حجاج کا یہ فیصلہ درست تھا۔ اگر حجاج کے ساتھ مل کر باغیوں سے لڑنا ضروری تھا تو لوگوں کو حملے سے باز رکھنا اور ان کے حوصلے پست کرنا بھی کم اہمیت کا حامل اقدام نہیں تھا۔ یوں صبح تک حجاج کے پاس چھ ہزار کے قریب جنگجو اکٹھے ہو گئے۔ حجاج نے انھیں کیل کانٹے سے لیس کیا۔

اس نئی صورتِ حال نے ابن جارود کو مرعوب کر دیا۔ اس نے عبداللہ بن ظبیان سے مشورہ کیا۔ ابن ظبیان نے کہا: صحیح رائے وہی تھی جس پر تم نے کل عمل نہیں کیا تھا، جب غضبان نے تم سے کہا تھا کہ بکری کے بچے کو رات کے کھانے میں ہی کھا لو۔ وہ رائے تو ضائع ہو گئی۔ اب صبر ہی باقی ہے۔ اس پر ابن جارود نے اپنا لشکر ترتیب دیا۔ اس نے میمنہ پر ہذیل کو اور میسرہ پر عبداللہ بن ظبیان کو مقرر کیا۔ حجاج نے میمنہ پر عباد بن حصین یا قتیبہ بن مسلم کو اور میسرہ پر سعید بن اسلم کو مامور کیا۔ معرکہ خاصی دیر جاری رہا جس میں ابتداءً ابن جارود کا پلڑا بھاری رہا لیکن معرکے کا اختتام ابن جارود کے قتل اور حجاج کی فتح پر ہوا۔ ②

معرکے کے بعد حجاج کے منادی نے اعلان کر دیا کہ ہذیل اور ابن حکیم کے سوا سب لوگوں کو امان دی جاتی ہے۔ سب لوگ اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ جائیں۔ یہ حجاج کا حسن سیاست تھا کہ اس نے بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرایا۔ اس کا کہنا تھا کہ تعاقب غلبے کا برا پہلو ہے۔ ③

جہاں تک بغاوتی تحریک کے سرغنوں کا تعلق تھا، حجاج نے اس فتنے کا تمام تر ذمہ دار انھیں ٹھہرایا۔ ان پر اسے کوئی ترس نہ آیا نہ ان کے متعلق اس نے کوئی سفارش منظور کی۔ انھوں نے انتہائی نازک موقع پر جبکہ وہ خوارج کے خلاف برسر پیکار تھا، حجاج کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اگر ان کی بغاوت کامیاب ہو جاتی تو کام خراب ہو جاتا۔ دشمن جو دور بیٹھا صورتِ حال کا جائزہ لے رہا اور حجاج کی شکست

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۳.
② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۸، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴.
③ حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۸، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۳، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا منتظر تھا، وہ بڑی تقویت پکڑ لیتا۔

ان سرداروں کو حجاج نے آڑے ہاتھوں لیا اور کوئی سفارش نہ کوئی وساطت ان کے تعلق سے قبول کی۔ حجاج کے تین بہترین اصحاب عباد بن حصین، سعید بن اسلم اور قتیبہ بن مسلم نے آگے بڑھ کر ہذیل اور ابن حکیم کی سفارش کرنا چاہی۔ ان کا موقف تھا کہ امیر حجاج کی نصرت وحمایت کے سلسلے میں ان دونوں کا بڑا کردار رہا ہے۔ حجاج کو جب یہ احساس ہوا کہ یہ تینوں ہذیل اور ابن حکیم کے متعلق سفارش کرنے کے لیے پرتول رہے ہیں اور عین ممکن ہے کہ وہ ان کی سفارش رد نہ کر سکے تو اس نے ہذیل اور ابن حکیم کو فی الفور قتل کرا دیا تاکہ جب سفارش کنندہ آئیں تو صورتِ حال ان کے سامنے ہو۔①

حجاج کو یقین تھا کہ ان دونوں سرداروں کے قتل سے فتنے کی جڑ کٹ جائے گی۔ اگر انھیں زندہ چھوڑ دیا گیا تو وہ لوگوں کو پھر سے بھڑکا لائیں گے۔ حجاج کے اس اقدام کی تائید ہذیل کے رویے سے بھی ہوتی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس پر کسی کا اختیار نہیں، نہ وہ کسی کا ماتحت ہے۔ حجاج کو یاد تھا کہ ایک مرتبہ ہذیل اپنا ثوب زمین پر گھسیٹتے ہوئے اس کی نشست گاہ میں داخل ہوا۔ حجاج نے اس سے کہا اپنا ثوب اٹھاؤ۔ ہذیل نے کہا: اے امیر! میرے جیسے شخص سے ایسی بات نہیں کہی جاتی۔② حجاج جسے خوارج جیسے زبردست فتنے کا سامنا تھا، اسے ایسے شخص کا وجود کیونکر گوارہ ہوتا جو اسے اس لہجے میں جواب دیتا تھا اور یوں وہ اس فتنے میں عملی طور پر شریک ہو رہا تھا جو حجاج کو لیے بیٹھا تھا۔

ابن جارود کے خلاف حجاج کی فتح ایک زبردست فتح تھی۔ یہ فتح خوارج کے خلاف برسرِ پیکار فوج کے حوصلے ضرور بلند کرتی اور خوارج کے حوصلے پست کرتی جو ابن جارود کے مقابلے میں حجاج کی شکست کے منتظر تھے۔ چنانچہ حجاج کو مناسب معلوم ہوا کہ اس فتح کا مادی ثبوت وہ مہلب کے ہاں بھیجے۔ اس نے ابن جارود اور اس کے اٹھارہ ساتھیوں کے سر میدان معرکہ میں بھیج دیے۔③ اس کام کے حسب منشا نتائج حاصل ہوئے۔ ابن جارود کے میسرہ کا امیر عبداللہ بن ظبیان عمان میں سعید بن جلندی ازدی کے پاس بھاگ گیا۔ سعید کو کسی نے بتایا کہ ابن ظبیان مہلک شخص ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ سعید نے

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۳، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۹۱.
② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۴۳، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۳۸، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۲۷۹.
③ حوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۸، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۳، وتاریخ الطبری: ۵/ ۴۶، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۲، ۲۹۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربوز کے ٹکڑے میں زہر ڈال کر ابن ظبیان کو بھجوایا کہ یہ تربوز کا پہلا پھل ہے۔ ابن ظبیان نے وہ تربوز کھایا اور مر گیا۔ یوں حجاج نے اس سے چھٹکارا پایا۔①

بصرہ میں حجاج کی حکومت کو استحکام مل گیا اور ان لوگوں کی بڑی تعداد اس کے پاس آنے لگی جنھوں نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی۔ وہ کسی کو ڈانٹ بتاتا، کسی کو ملامت کرتا اور کسی کا مذاق اڑاتا۔ اشیم بن شقیق ہذلی آیا تو حجاج نے کہا:

''اشیم! کیا تم نے بھی ابن جارود کے ہمراہ خروج کیا تھا؟''

اشیم نے کہا: جی ہاں، اور آپ اس خروج کو معاف کر چکے ہیں۔②

ابن عمیر اور ابن کعب جن سے حجاج نے ابتدائے بغاوت میں مدد مانگی تھی لیکن انھوں نے مدد سے انکار کر دیا تھا، حجاج نے ان پر ذرا بھی ترس نہ کھایا۔ اس نے اپنے رفقاء کے سامنے ان دونوں کا مذاق اڑایا، پھر انھیں قید خانے میں ڈلوا دیا۔ ابن کعب تو قید خانے میں مر گیا۔③ محمد بن عمیر کو حجاج نے معاف کر دیا۔④

غضبان بن قبعثری جس نے ابن جارود کے رفقاء سے کہا تھا کہ بکری کے بچے کو ناشتے کے بجائے رات کے کھانے میں کھا لو، حجاج نے اسے قید خانے میں ڈالنے کا حکم دیا لیکن عکرمہ بن ربعی نے اس کے متعلق روح بن زنباع سے بات کی کہ وہ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ سے اس کی سفارش کر دیں۔ ابن زنباع نے سفارش کر کے اسے امان دلوا دی۔⑤ اس کا امان نامہ حجاج کو بھیج دیا گیا۔ حجاج نے اسے بلا بھیجا۔ وہ آیا تو حجاج نے کہا: تم موٹے ہو گئے ہو، رنگت بھی نکھر گئی ہے۔ غضبان نے کہا قید ہے اور آسودگی ہے۔ جو شخص امیر کا مہمان ہو وہ فربہ ہو جاتا ہے۔ حجاج نے کہا: تمھی نے کہا تھا نا کہ بکری کے بچے کو ناشتے سے پہلے رات کے کھانے میں کھا لو۔ وہ بولا: جس کے لیے یہ بات کہی گئی تھی اس کے لیے نافع نہ ہوئی اور جس کے بارے میں کہی گئی تھی اسے اس بات نے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

① الکامل لابن الأثیر: ۴/۳۸، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۹۰.
② انساب الاشراف: ۱۱/۲۹۲، ایک قول یہ ہے کہ حجاج نے اشیم کو قتل کر دیا تھا، انساب الاشراف.
③ انساب الاشراف: ۱۱/۲۹۲، ۲۹۳.
④ مجمع الامثال للمیدانی: ص ۱۴۴، والکامل للمبرد: ص ۱۷۴.
⑤ الکامل لابن الأثیر: ۴/۳۸، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم مجھے پسند کرتے ہو؟'' حجاج نے استفسار کیا۔

''زنجیروں کا یہ بوجھ اور پسند؟''

''تم مجھے کیوں پسند نہیں کرتے؟''

''کیونکہ آپ نے میرا مال ہتھیا لیا اور میری بے عزتی کی تھی۔'' غضبان نے کہا

''اچھا، اگر تمھارا مال لوٹا دوں اور تمھیں عزت دوں تو؟''

'''احسان کے بدلے پسندیدگی ہے اور غصے کے بدلے ناراضگی۔''

''میں تمھیں سیاہ پر سوار کروں گا۔'' حجاج نے کہا

''امیر کی کیا بات ہے، کبھی سیاہ گھوڑے پر سوار کرتے ہیں، کبھی بھورے پر۔''

''وہ حدید (لوہا) ہے۔''

''حدید (تیز رفتار) ہو تو بلید (سست رفتار) سے کہیں بہتر ہے۔''

پولیس کے اہلکاروں نے غضبان کو زنجیروں سے آزاد کرنے کے لیے اوپر اٹھایا تو وہ کہنے لگا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ﴾

اس پر حجاج ہنس پڑا اور اسے معاف کر دیا۔①

ابن جارود نے فتنے کی جو آگ بھڑکائی تھی اسے ٹھنڈا کرنے اور اس کے انصار و اعوان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد حجاج نے خلیفہ عبدالملک کو اطلاعی خط لکھا:

''امابعد! حمد ہے اس اللہ کی جس نے امیرالمومنین کی حفاظت فرمائی۔ جب میں رستقباد میں اپنی قیام گاہ میں اترا تو اہل عراق مجھ پر پل پڑے۔ انھوں نے میری مخالفت کی۔ مجھ سے لڑائی کی اور میرے خیمے میں داخل ہو کر لوٹ مار کی۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور اس شخص کے پاس چلے جاؤ جس نے تمھیں ہمارے پاس بھیجا تھا۔ تب دور کے دوستوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ قریب کے لوگوں نے مجھے دشمن کے حوالے کر دیا اور مجھ پر شفقت کرنے والے لوگ میرے بارے میں مایوس ہو گئے۔ تب میں نے اہل عراق پر اپنی تلوار کے ساتھ حملہ کیا اور اپنے طرفداروں کے ہمراہ ان سے ٹکرا گیا۔ میں نے کہا

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۷، ۲۹۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

موت بھاگنے سے بہتر ہے۔اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے امیر المومنین کے کچھ مددگار کھڑے کر دیے۔سو میں نے ان میں سے آگے بڑھنے والے کو پیٹھ پھیر کر جانے والے پر اور مطیع وفرمانبردار کو نافرمان پر مارا۔یوں اللہ تعالیٰ نے قوم کے سرکش، دشمن خدا ابن جارود کو اور ان کے اٹھارہ سرداروں کو قتل کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر ضرب لگائی تو وہ شرقاً غرباً بھاگ نکلے۔بعدازاں میں نے غائب وحاضر سب لوگوں کو امان دے دی تو وہ لوٹ آئے اور اکٹھے ہو گئے۔میں نے لوگوں کو ان کے علاقوں میں بھیج دیا ہے۔اور اللہ کا بے پناہ شکر ہے۔والسلام۔''

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج کو جواب میں لکھا:

''امابعد! مجھے تمھارا خط موصول ہوا۔تم بلاشبہ خیر خواہ، ہونہار، ہماری عدم موجودگی میں ہمارے امانتدار اور کم عیب آدمی ہو۔اگر اہل عراق کی طرف سے تمھیں کوئی شک وشبہ محسوس ہو تو ان میں سے قریب کو قتل کرو۔یوں دور والا تم سے مرعوب ہو جائے گا۔والسلام۔''①

ان دونوں خطوط سے عیاں ہوتا ہے کہ حجاج ایک زیرک اور موقع شناس آدمی تھا۔وہ جانتا تھا کہ معاملات کی ایسی صورت گری کیونکر کی جائے کہ عبدالملک خوش ہو جائیں۔وہ بڑی فصاحت وبلاغت سے بات کہنے کا ہنر جانتا تھا۔خلافت کے استحکام کی خاطر جو مشکلات وہ جھیلتا اور جن مسائل سے عہدہ برآ ہوتا تھا، ان کو وہ بے کم وکاست بیان کر دیتا تھا۔خلیفہ کو حجاج کے کارہائے نمایاں کا اعتراف تھا۔انھیں اہل عراق کی بغاوت بہت ناگوار ہوئی تھی۔یہ ان کے دور میں فتنوں کے گڑھ میں اٹھنے والی اوّلین بغاوت تھی۔یہی وجہ تھی کہ انھوں نے حجاج کو اہل عراق سے سختی برتنے کی وصیت کی تھی۔

خلیفہ عبدالملک اور والی عراق امیر حجاج کے باہمی تعلقات اسی طرح خوشگوار تھے کہ اہل عراق نے عبدالملک سے حجاج کے ظلم وستم کی شکایت کر دی۔عبدالملک نے اگرچہ حجاج کو اہل عراق کے بارے میں سختی برتنے کی ہدایت کر رکھی تھی تاہم ان جیسے خلیفۂ عادل کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس شکایت کی تحقیقات کرائیں۔چنانچہ انھوں نے پوری غیر جانبداری سے عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے عبدالرحمن بن مسعود کو عراق روانہ کیا تاکہ وہ اہل عراق کی شکایات سنے اور ان کا ازالہ کرے۔

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۳، ۲۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ باغیوں کے حق میں خلیفہ سے سفارش کی گئی تھی۔ انھوں نے ابن مسعود کے ہاتھ ان کی رہائی کا حکم بھی عراق بھیج دیا۔

حجاج اپنے ان دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہتا تھا جو شاید اس کا اور اس کے گھر والوں کا قلع قمع کر دیتے۔ اسے جب خبر ملی کہ خلیفہ نے ان کو رہائی کا حکم دے دیا ہے اور ان کا نمائندہ ان دشمنوں کی رہائی کا پروانہ لا رہا ہے تو اس نے اپنی عادت کے مطابق نمائندے کی آمد سے پہلے ہی انھیں سزا دینے کا ارادہ کیا تاکہ جب نمائندہ پہنچے تو امر واقع اس کے سامنے ہو۔ اس نے ان باغیوں کے ہاتھ پیر کٹوا دیے تاکہ وہ جس رہائی کی امید لیے بیٹھے تھے اس کا انھیں کچھ فائدہ نہ ہو۔①

عبدالرحمان بن مسعود بصرہ پہنچا اور حجاج سے ملا۔ اس کے بعد وہ مسجد گیا۔ اہل بصرہ وہاں جمع تھے۔ حجاج بھی اس کے ہمراہ تھا جو سیدھا منبر پر جا چڑھا۔ ابن مسعود بھی اس کے پیچھے دو درجے چڑھ کر منبر پر بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

''جس شخص کو حجاج سے ظلم وستم کی شکایت ہے وہ کھڑا ہو۔''

ایک بھی شخص اگر کھڑا ہو کر حجاج کی شکایت کر دیتا تو حجاج کو ولایت عراق سے یقیناً معزول کر دیا جاتا۔ وجہ یہ تھی کہ شکایتیں متواتر کی گئی تھیں، چاہے وہ صحیح تھیں یا غلط۔ خلیفہ کا نمائندہ والی عراق کے روبرو شکایتوں کے ازالے کے لیے تیار کھڑا تھا۔ حجاج بھی ایک بیدار مغز، حاضر جواب اور پختہ رائے آدمی تھا۔ اس نے فوراً ابن مسعود کو خاموش کرنا چاہا اور کہا کہ ''ٹھہرو۔'' ابن مسعود نے کہا:

''نہیں، اللہ کی قسم! اب ٹھہرو ویرو نہیں چلے گا۔''

ہمارا خیال ہے کہ عبدالرحمن نے فوری طور پر صورتِ حال کا جائزہ لے لیا تھا۔ اسے ادراک ہو گیا تھا کہ یہ صورتِ حال حجاج کے لیے پریشان کن ہے۔ چنانچہ اس نے لوگوں سے اس موقع پر جو خطاب کیا وہ اسے سونپی گئی ذمہ داری سے کہ وہ لوگوں کی شکایتیں سنے اور ان کا ازالہ کرے، خاصا مختلف دکھائی دیتا ہے۔ اس نے اہل بصرہ کو مخاطب کر کے کہا:

''اہل عراق! اللہ تعالیٰ نے تمھیں دنیا کی بھلائیاں بھی عطا فرمائی ہیں اور آخرت کی بھلائیاں بھی۔ لہٰذا تم اختلاف وافتراق اور فتنہ انگیزی سے دور رہو۔ میں اپنے پیچھے لوہے کا ایک

①انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ چھوڑ کر آیا ہوں۔ ان لوگوں کے پاس دین ہے۔ دنیا ان لوگوں کے پاس نہیں۔ سو تم اپنی دنیا اور ان کے دین کو اکٹھا مت کرو۔‘‘

اس تقریر کے بعد عبدالرحمان بن مسعود نے سمجھا کہ اس کی ذمہ داری پوری ہوئی۔ چنانچہ وہ دمشق لوٹ گیا۔ حجاج نے اسے اس کی اصل ذمہ داری پوری نہ کرنے دی۔ یہ بات اس نے دل میں بٹھا لی۔ اس نے خلیفہ کو رپورٹ دی کہ والی عراق اہل علاقہ پر ظلم و ستم کر رہا ہے۔ وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا کہ حجاج کا خط دربار خلافت میں موصول ہوا جو عبدالرحمان بن مسعود کے خلاف طعن و تشنیع سے بھرپور تھا۔ اس میں مرقوم تھا:

’’یہ شخص (عبدالرحمان بن مسعود) میرے بارے میں بدگمانی کا شکار ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے میری مذمت کی ہے۔ شیعان ابن زبیر مجھے کبھی پسند نہیں کر سکتے۔ یہ انھی میں سے ایک شریر اور فاجر شخص ہے۔ ایسے لوگ کسی رشتے، کسی تعلق کا پاس نہیں کرتے نہ یہ سچ بولتے ہیں۔ والسلام۔‘‘

یہ خط جس موقع پر جس برق رفتاری سے دربار خلافت پہنچا، اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ حجاج واقع میں ایک بیدار مغز اور حاضر دماغ شخص تھا۔ اسے شروع ہی میں اندازہ ہو گیا تھا کہ ابن مسعود خلیفہ کے روبرو اس پر طعن و تشنیع کرے گا۔ یوں حجاج سے صبر نہ ہوا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں ابن مسعود کی رپورٹ خلیفہ پر اثر نہ کر جائے۔ چنانچہ اس نے ابن مسعود کے ماضی سے تعلق رکھنے والے ایک حساس پہلو سے اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسا دیے۔ عبدالرحمان بن مسعود کا تعلق دراصل ابن زبیر کے حامی گروہ سے رہا تھا جو عبدالملک کا جانی دشمن تھا۔ حجاج نے اس پر الزام دھرا تھا کہ وہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والا ایک شریر اور فاجر شخص ہے۔ ایسے شخص کو نہ تو مقرب بنایا جا سکتا ہے نہ اس کی کسی بات کو سچ مانا جا سکتا ہے۔

لیکن عبدالرحمان بن مسعود کے متعلق حجاج کے اس کھلے طعن و تشنیع اور اس رویے کا کوئی اثر عبدالملک کے دل پر نہ ہوا۔ عبدالملک نے حجاج کو جوابی خط لکھا جس میں انھوں نے عبدالرحمان بن مسعود کا دفاع کیا۔ انھوں نے لکھا:

’’اما بعد! ابن مسعود کے متعلق مجھے تمھارا خط موصول ہوا۔ اس جیسے شخص پر الزام نہیں دھرا جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا نہ اس کے بارے میں برا گمان کیا جا سکتا ہے۔ والسلام۔"①

حجاج باغیوں کے سلسلے میں خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کی ہدایت کردہ سیاسی پالیسی کو بروئے کار لانے میں مصروف تھا کہ اہل عراق کی طرف سے اگر تمھیں کوئی شک وشبہ محسوس ہو تو ان میں سے قریب کو قتل کرو۔ یوں دور والا تم سے مرعوب ہو جائے گا۔ اتنے میں ایک اور بحران نے سر اٹھایا۔ اس بحران کا تعلق سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ نے ابن جارود کے ہمراہ خروج کیا تھا اور مارا گیا تھا۔② یہ بات جب حجاج کے علم میں آئی تو اس نے کہا: میں انس کو اپنے خلاف دشمنوں کی مدد کرتے نہیں دیکھ سکتا۔ ابن جارود کا خاتمہ کر کے وہ جب بصرہ واپس آیا تو اس نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے مال مویشی لے لیے۔ انس جب مال مویشی کے سلسلے میں بات کرنے آئے تو حجاج ان سے بڑے سخت الفاظ میں مخاطب ہوا۔ وہ کہنے لگا: نہ تمھیں خوش آمدید، نہ تمھارا خیر مقدم۔ اے خبیث عورت کے بچے! گمراہ بڈھے! فتنوں میں سرگرم! کبھی ابوتراب کے ساتھ، کبھی ابن زبیر کے ساتھ اور کبھی ابن جارود کے ہمراہ۔③

"اللہ کی قسم! میں ٹہنی کی طرح تمھاری چھال ادھیڑ دوں گا۔ تمھیں سلمہ (درخت) کی طرح باندھ دوں گا۔ گوند کی طرح تمھیں اکھاڑ ڈالوں گا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، ان کی مراد کس سے ہے۔"

حجاج نے کہا:

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۹۵، ۲۹۶.
② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۹۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۲.
③ حوالہ مذکورہ، حوالہ مذکورہ، وحوالہ مذکورہ، کچھ تاریخی مآخذ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن انس نے ابن اشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ چنانچہ حجاج نے یہ بھی کہا اور کبھی ابن اشعث کے ہمراہ، البیان والتبیین: ۱/ ۲۹۶، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۳، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۳، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۴۰۹، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۲۱۵، ابن عبدربہ کی انفرادی روایت ہے کہ حجاج کے خلاف ایک بغاوت ہوئی۔ حجاج نے سیدنا انس کو اپنے ساتھ باغیوں کے مقابلے میں لے جانا چاہا لیکن انس نے اس کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تمھی سے مخاطب ہوں، اللہ تجھے ہلاک کرے۔''①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

''انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ! اگر ننھے بچے نہ ہوتے تو مجھے پروانہ ہوتی کہ کس انداز سے قتل ہوتا ہوں اور کیسے مرتا ہوں۔''②

اتنا کہہ کر وہ گھر لوٹ آئے۔ انھوں نے تمام ماجرا اپنے لڑکوں کو سنایا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ اس بارے میں خلیفہ کو خط لکھیے۔ چنانچہ انھوں نے خلیفہ عبدالملک کو خط لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالملک بن مروان امیر المومنین کے نام، انس بن مالک کی طرف سے۔ امابعد! حجاج نے مجھ سے بے ہودہ گوئی کی اور مجھے سخت باتیں سنائی ہیں۔ میں ان باتوں کا سزاوار نہیں تھا۔ تم میرے لیے اس کے ہاتھ پکڑو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم اور صحابی ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''③

خلیفہ عبدالملک نے سیدنا انس کا خط پڑھا تو وہ سخت طیش میں آ گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی رضا جوئی کے لیے انھیں فوراً ایک خط لکھا کہ وہ ان سے مکمل حسن ظن رکھتے ہیں اور ان کے خادم رسول اور صحابی ہونے کے معترف ہیں۔ دوسرا خط انھوں نے حجاج کو لکھا جس کے الفاظ ایسے کاٹ دار اور اتنے سخت تھے کہ شک گزرتا ہے، آیا وہ واقعی عبدالملک کا خط تھا۔ لیکن جو نتائج سامنے آئے تھے، ان کے پیش نظر خط کے واقعے کو تسلیم کیے بنا چارہ نہیں۔ یہاں ہم ان دونوں خطوط کا متن درج کرتے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ارسال کردہ خط کا متن کچھ یوں تھا:

''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ عبدالملک امیر المومنین کی طرف سے خادم رسول انس بن مالک کے نام۔ امابعد! میں نے آپ کا خط پڑھا اور آپ نے حجاج کی جو شکایت کی ہے، اسے سمجھ لیا ہے۔ میں نے اسے مامور نہیں کیا نہ آپ کی طرف اشارے کا حکم دیا ہے۔ اگر اس نے دوبارہ یہ حرکت کی تو مجھے لکھیے۔ میں اسے سزا دوں گا اور آپ کی بہت اچھے طریقے سے مدد

---

① انساب الاشراف: ۱۱/۲۹۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۳۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۲.
② تاریخ ابن عساکر: ۴/۷۴، والبدایة والنهایة: ۹/۱۳۳، وعقد الجمان: ۱۱/۴۰۹.
③ حوالہ مذکورہ، وحوالہ مذکورہ: ۹/۱۳۳، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/۴۰۹، والذهب المسبوک: ص ۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروں گا۔ والسلام۔‘‘①

حجاج کو جو تادیبی خط دربارِ خلافت سے لکھا گیا، اس کا متن یوں تھا:

’’امابعد! اے حجاج کی ماں کے بچے! تو ایک ایسا بندہ ہے کہ امور و معاملات نے تجھے اتنا بلند کر دیا ہے کہ تو اپنی اوقات بھول گیا اور اپنے آپے سے باہر نکل گیا ہے۔ اے منقے کے بیجوں کی تھیلی اندام نہانی میں رکھ کر سیلان رحم کا مداوا کرنے والی عورت کے بچے! میں تجھ پر ویسا وار کروں گا جیسا کسی شیر نے کسی لومڑ پر کیا تھا۔ میں تجھے ایسی مار ماروں گا کہ تو چاہے گا، تو اپنی ماں کے پیٹ میں وہیں گھس جائے جہاں سے تو نکلا تھا۔ کیا تجھے طائف میں اپنے آباء و اجداد کا حال یاد نہیں؟ جو اپنی پیٹھ پر پتھر ڈھوتے اور اپنے ہاتھوں سے وادیوں میں کنویں نکالتے تھے۔ کیا تو بھول گیا کہ تیرے آباء و اجداد کس قدر کمینے اور گھٹیا تھے؟ تم نے انس بن مالک کے معاملے میں جس جسارت اور جس اقدام کا مظاہرہ کیا ہے اس کی خبر امیر المومنین کو ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے، تُو نے یہ اندازہ کرنا چاہا ہے کہ ان کے متعلق امیر المومنین کے پاس کیا ہے۔

تو اچھی طرح جان لے! امیر المومنین تیری اس جرأت و جسارت کا انکار کرتے ہیں اور تجھ سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ لیکن اگر تُو نے آئندہ اس رویے کو جائز رکھا اور اسی روش پر چلتے رہے تو اللہ کی لعنت ہو تجھ پر اے چھوٹی آنکھوں، ٹیڑھی ٹانگوں اور ہلکے سرینوں والے غلام! اگر امیر المومنین کو یہ گمان نہ ہوتا کہ شیخ کی طرف سے امیر المومنین کو خط لکھنے والے کاتب نے تمھارے متعلق مبالغے سے کام لیا ہوگا تو وہ تمھاری طرف ایسے شخص کو بھیجتے جو تجھے اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے انس کے پاس لے جاتا، پھر وہی تیرا فیصلہ کرتے۔ لہٰذا انس اور ان کے اہل بیت کا اکرام کرو، ان کے حق کو پہچانو، ان کی خادمیت رسول کا اعتراف کرو اور ان کی ضروریات کے سلسلے میں کوئی کوتاہی مت برتو۔

انس سے حسن سلوک اور ان کے اکرام کی جو ہدایت تمھیں دی جاتی ہے اس کے برخلاف کوئی شکایت امیر المومنین کو موصول نہ ہو، ورنہ وہ ایسے شخص کو تمھارے پاس بھیجیں گے جو

① تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۴، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۱۳۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۱۰، والذھب المسبوک: ص ۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمھاری پیٹھ پر مارے گا، تمھیں بے عزت کرے گا اور تمھارے دشمن کو خوش کرے گا۔انس کے گھر جا کر ان سے ملو اور ان سے معذرت کرو۔ وہ ان شاء اللہ خط لکھ کر امیر المومنین کو بتائیں گے کہ وہ تجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔والسلام۔'' ①

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے یہ دونوں خط اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر کو دیے جو حجاج کا دوست تھا اور اس سے فرمایا:

''میرے یہ دونوں خط لو اور ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر عراق پہنچو۔ پہلے صحابی رسول انس بن مالک کے پاس جاؤ، انھیں ان کا خط دو اور میرا اسلام کہو۔ ان سے کہو: اے ابوحمزہ! میں نے حجاج ملعون کو ایک خط لکھا ہے۔ جب وہ اسے پڑھے گا تو وہ آپ کی باندی سے بڑھ کر آپ کا مطیع ہو جائے گا۔''②

اسماعیل عراق پہنچا اور پہلے انس کو ان کا خط دیا۔اس نے انھیں حجاج کے نام خلیفہ کے خط سے آگاہ کیا۔انھوں نے خط پڑھا تو فرمایا:

''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو میری طرف سے جزائے خیر عطا کرے، انھیں عافیت سے رکھے اور اس حسن سلوک کے بدلے میں انھیں جنت دے۔ ان کے متعلق میرا گمان یہی تھا۔ ان سے مجھے یہی امید تھی۔''③

اسماعیل نے ان سے کہا:

''اے ابوحمزہ! حجاج امیر المومنین کا عامل ہے۔آپ اور آپ کے گھر والے اس سے مستغنی نہیں رہ سکتے۔ اسے ہتھکڑی پہنا کر آپ کے پاس لایا جاتا تو بھی وہ نفع دینے اور نقصان پہنچانے پر قادر تھا۔لہٰذا اسے قریب کر کے اس کی دلجوئی کیجیے گا۔''④

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۱۶، ۲۱۷، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۴.

② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۲۹۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۱۰، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۱۷، وخلاصة الذهب المسبوک: ص۷، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۴.

③ البدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۱۰.

④ فوات الوفیات: ۵/ ۲۱۵، والعقد الفرید: ۳/ ۱۳، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۰، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض دیگر تاریخی مآخذ کی روایت ہے کہ اسماعیل نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اے ابوحمزہ! امیر المومنین نے ویسا ہی کیا جیسا آپ چاہتے تھے۔ یہ بات اچھی طرح جان لیجیے کہ امیر المومنین کے نزدیک حجاج کا نعم البدل کوئی نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اس کے پاس چلے جائیں تا کہ وہ آپ سے معذرت کر لے۔ آپ اسے اس مشکل میں نہ ڈالیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئے اور پھر سینے میں آپ کے خلاف غصہ بھر لے۔ میں اس کا یہ خط اس کے پاس لے جا رہا ہوں۔ آپ کے لیے وہاں کچھ ایسی بات کروں گا کہ ان شاء اللہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''①

اسماعیل سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلا اور حجاج کے پاس گیا۔ حجاج نے اسے دیکھ کر کہا:

''اس شخص کو خوش آمدید جس سے مجھے محبت ہے اور جس کی ملاقات میں پسند کرتا ہوں۔''

اسماعیل نے کہا:

''میں بھی واللہ تم سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس شے کے ساتھ نہیں جو ابھی لے کر آیا ہوں۔''

''اور تم کیا لائے ہو۔''

حجاج نے دریافت کیا۔

''میں جب امیر المومنین کے ہاں سے آیا تھا'' اسماعیل نے کہنا شروع کیا۔ ''تو وہ تم پر بہت غصہ تھے۔''

حجاج یہ سن کر پریشان ہوا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسماعیل نے لپٹا ہوا خط اس کی طرف اچھال دیا۔ حجاج ایک نظر خط پر ڈالتا اور ایک نظر اسماعیل کو دیکھتا۔ وہ خط پڑھتا گیا اور پسینہ پسینہ ہوتا گیا۔ وہ خط پڑھ چکا تو اسماعیل سے کہنے لگا:

''آؤ، ابوحمزہ کے پاس چل کر ان سے معذرت کریں اور انھیں منائیں۔''

اسماعیل نے کہا:

''ٹھہرو، جلدی مت کرو۔''

حجاج نے کہا:

---

①فوات الوفیات: ۵/۲۱۵، وحیاۃ الحیوان للدمیری: ۱/۷۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''جلدی کیسے نہ کروں جبکہ امیر المومنین اتنے غصے میں تھے۔''①

اسماعیل نے کہا: میں انس کو یہاں لے آتا ہوں۔ وہ سیدنا انس کے ہاں گیا اور انھیں لے آیا۔ حجاج نے انھیں دیکھتے ہی مرحبا کہا۔② اس نے کہا: ''ابوحمزہ! آپ نے ہمیں ملامت کرانے میں جلدی کی۔ میں نے آپ سے جو کچھ کہا تھا، وہ میری نیت نہیں تھی۔ دراصل اہل عراق یہ پسند نہیں کرتے کہ ان پر کسی کو اختیار و اقتدار حاصل ہو۔ میں نے چاہا یہ تھا کہ ان کے منافق و فاسق یہ جان لیں کہ میں اگر آپ کے خلاف اقدام کر سکتا ہوں تو وہ تو میرے لیے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ ان کے خلاف میں اور بھی تیزی سے اقدام کر سکتا ہوں۔ آپ کے لیے تو ہمارے پاس رضا اور خوشنودی ہی ہے۔''③

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے تمھی شکایت کی جب میری برداشت سے باہر ہوا۔ یہاں تک کہ میں سمجھنے لگا ہم اشرار ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام انصار رکھا تھا۔ اور میں سمجھنے لگا کہ ہم اہل نفاق ہیں حالانکہ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے دار ہجرت اور ایمان میں جگہ پائی۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ وہ تبدیلی پر زیادہ قادر ہے۔ اس کے ہاں حق و باطل اور جھوٹ سچ گڈمڈ نہیں ہوتا۔ میں نے سمجھا تھا کہ تم نے مجھے اہل عراق کو تکلیف دینے کا ذریعہ وزینہ بنایا ہے۔ اس سلسلے میں تم نے مجھ سے وہ شے حلال کر لی تھی جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام ٹھہرائی تھی۔ مجھے تم پر قدرت حاصل نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے تمھیں اللہ کے اور اس کے بعد امیر المومنین کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے میرے حق کی حفاظت کی جو تم نے نہ کی۔ واللہ! نصرانی جو باوجود یکہ کافر ہیں، وہ اگر ایسے صاحب کو دیکھ لیں جس نے ایک بھی دن عیسیٰ ابن مریم کی خدمت کی ہو تو وہ اس کے حق کا اعتراف کریں جو تم نے نہ کیا حالانکہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دی تھی۔ اس کے بعد اگر ہم حسن سلوک

---

① تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۶، والعقد الفرید: ۳/ ۱۳، صاحب اخبار الطوال (ص ۳۱۲) کی روایت ہے کہ حجاج خود سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا لیکن یہ روایت دیگر تمام تاریخی ماخذوں کی متفقہ روایت کے خلاف ہے۔

② العقد الفرید: ۳/ ۱۳، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۹۔

③ فوات الوفیات: ۵/ ۲۱۷، والاخبار الطوال: ص ۳۱۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۳۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں گے تو اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ کچھ اور دیکھیں گے تو صبر کریں گے۔ اور مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

حجاج نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے جو مال مویشی ہتھیائے تھے وہ انھیں واپس کر دیے۔ اس کے بعد جب تک وہ زندہ رہے، حجاج ان کا اکرام کرتا رہا۔①

حجاج نے خلیفہ کو بھی ایک خط لکھا جس میں اس نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی شان میں کی گئی گستاخی کی معافی مانگی۔ اس نے لکھا:

''امیر المومنین عبدالملک کے نام۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اما بعد! اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح فرمائے۔ ان کی عمر لمبی کرے۔ ان کے معاملات آسان کرے اور ان کی حفاظت فرمائے۔ ہم پر ان کا سایہ قائم رہے۔ امیر المومنین کا پیغام بر اسماعیل بن ابی مہاجر میرے پاس امیر المومنین کا خط لایا، اللہ ان کی عمر لمبی کرے اور ان کی ہر تکلیف کے بدلے مجھے ان پر فدا کرے، جس میں انھوں نے مجھے گالی ذکر فرمائی، میرے آباء واجداد کا ذکر کر کے مجھے ڈانٹ بتائی اور مجھے میرے ان حالات کی عار دلائی جو مجھے امیر المومنین کی طرف سے یہ نعمت پانے سے پہلے درپیش تھے، اللہ انھیں اپنی تمام نعمتوں سے نوازے اور ان پر مزید احسانات فرمائے۔ امیر المومنین نے، اللہ مجھے ان پر فدا کرے، خادم رسول انس بن مالک پر میری دست درازی کا ذکر کیا جو امیر المومنین کے خلاف میری جسارت تھی اور میری اس خودفریبی کے نتیجے میں ظاہر ہوئی تھی کہ امیر المومنین کے علاوہ کوئی اور بھی اپنے مخالف ومجرم کو سزا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

امیر المومنین ہی وہ ہستی ہیں جو امام ہدایت، خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری کی بدولت یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ میری لغزش کو معاف کریں اور میری خطا سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جن کریمانہ خصائل سے نوازا اور لوگوں کے امور ومعاملات کی جو ذمہ داری سونپی ہے، اسی کی وجہ سے انھوں نے مجھے مہلت دی اور میری غلطی پر فوراً پکڑ نہیں کی۔ تب امیر المومنین نے، اللہ ان کی اصلاح فرمائے، یہ سوچا کہ میرا خوف دور کیا جائے اور میرے

① فوات الوفیات: ۵/ ۲۱۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرب کا ازالہ کیا جائے کیونکہ میں ان کی سطوت اور ان کے ناگہانی انتقام سے ڈرا اور سہما ہوا تھا۔

اور امیر المومنین ، اللہ تعالیٰ ان کی لغزشیں معاف فرمائے ، ان کے گناہوں سے درگزر کرے، ان کی نیکیوں کا ثواب بڑھائے اور ان کے درجات بلند فرمائے ،حق رکھتے ہیں اس کا کہ انھوں نے درگزر کیا، معاف کیا، صبر وتحمل سے کام لیا اور تعلقات کو باقی رکھا اور میرے متعلق کسی پچھڑے ہوئے دشمن کو اور کسی گرے پڑے حاسد کو خوش نہ کیا اور مجھے رنج وغم کے گھونٹ نہ پلائے۔

امیر المومنین نے مجھ پر اپنے جس احسان کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے مجھے اپنا عامل بنایا اور رعایا کی گردنیں میرے لیے جھکائیں، اس کا ذکر کرنے میں وہ حق بجانب ہیں۔اس پر ان کا شکر یہ ادا کیا جاتا ہے۔انھوں نے مجھے جو ولایت سونپی ہے، میں ان کے ہاں باریابی کے لیے اسی کو وسیلہ بناتا ہوں۔ میں ان کے لیے جو خدمت انجام دے رہا ہوں وہی میرے لیے ان کے تقرب کا ذریعہ ہے۔

امیر المومنین کے نمائندے اور ان کے پیغام بر اسماعیل بن ابی مہاجر نے مشاہدہ کر لیا ہے کہ میں نے انس بن مالک کو راضی کیا اور امیر المومنین کے خط پر سر تسلیم خم کیا ہے۔اسماعیل جب وہ خط لے کر آیا تو میں خاصا پریشان ہوا۔ وہ خط مجھ پر جس طرح مصیبت بن کر نازل ہوا، امیر المومنین کے علم میں آجائے گا اور وہ اسے دیکھ بھی لیں گے۔

لہٰذا اگر امیر المومنین ، اللہ تعالیٰ مجھے ان کے تشکر کا طوق پہنائے ، ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں میری مدد کرے، مجھے اس درجے پر پہنچا دے کہ میں ان کی مرضی کے موافق ہو جاؤں اور میرے اوپر ان کا سایہ تادیر قائم رہے، مناسب سمجھیں تو مجھے اپنی رضامندی اور خوش دلی کا خط لکھوا کر ارسال فرمائیں جو میرا یہ خوف دور کر دے کہ میری جان نہیں لی جائے گی ، میری نیند جو دور چلی گئی ہے اسے لوٹا دے اور میرے دل کو مطمئن کر دے۔

مجھ پر ایک بڑی مصیبت آئی ہے جس کے باعث میں شدید کرب میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ امیر المومنین کو مجھ سے ناراض نہ کرے اور ان کے حزم واحتیاط ،عزم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وارادہ، سیاست وفراست کے ساتھ انھیں ان کے موالی، خدام، عمال اور ان کے فرائض کے متعلق حسن رائے اور دور اندیشی پر قائم ودائم رکھے۔ بے شک وہی امیر المومنین کا مددگار، ان کے اقتدار کا محافظ اور ان کے کام بنانے والا ہے۔ والسلام۔‘‘

اسماعیل نے بتایا کہ امیر المومنین عبدالملک نے جب حجاج کا یہ خط پڑھا تو اپنے منیم سے کہا:

’’کاتب! ابو محمد (حجاج) کا ڈر خوف دور کر دو۔‘‘

چنانچہ کاتب نے حجاج کو امیر المومنین کی رضا مندی لکھ دی۔ ①

ہماری رائے یہ ہے کہ اس خط کے کچھ فقرے بعد کے ادوار میں وضع کیے گئے ہوں گے کیونکہ اس کا مسجع اسلوب نگارش حجاج کے دور کا اسلوب نہیں۔ نہ یہ حجاج کا اپنا اسلوب ہے۔ وہ اس نوع کے اسلوب میں نہ تو تحریر کرتا تھا نہ تقریر۔

مزید برآں اس خط میں جس نوع کی چاپلوسی دکھائی گئی ہے وہ حجاج کی خوددارانہ افتادِ طبع کے خلاف ہے۔ اس نے معذرت کے متعدد خطوط امیر المومنین کو لکھے تھے لیکن ان کا اسلوب اس کے مقابلے میں کہیں بلند و برتر تھا۔ معاملہ چونکہ صحابی رسول سیدنا انس بن مالک کا تھا تو عین ممکن ہے کہ وضع کاروں نے ان کے جوش حمایت میں حجاج کو بے عزت کرنے کے لیے اس خط پر دست درازی کی ہو۔ اور کون جانے، وضع کاروں نے امیر المومنین کے اس خط پر بھی دست درازی کی ہو جو انھوں نے حجاج کی سرزنش کے سلسلے میں لکھوایا تھا۔ اگرچہ ہم یہ بھی تسلیم کریں کہ سیدنا انس کا خط ملنے پر عبدالملک کو سخت طیش آ گیا تھا۔ اس کے باوجود ہمیں یہ ماننے میں تامل ہے کہ انتہائی درشت اور کاٹ دار الفاظ پر مشتمل وہ خط خلیفہ عبدالملک جیسے ادیب اور مروت کیش شخص سے صادر ہوا تھا۔

زنگیوں کی بغاوت ②

زنگیوں کو تحریک دراصل ابن جارود کی بغاوت کے نتیجے میں ہوئی تھی۔ حجاج اس کی بغاوت

---

① العقد الفرید: ۴/ ۱۳، ۱۴۔

② زنگیوں کا بنیادی تعلق مشرقی افریقیہ سے تھا۔ لونڈی غلام کے تاجر انھیں وہاں سے لا کر بصرہ کے بازاروں میں بیچ دیتے تھے۔ اہل بصرہ انھیں نالیاں نکالنے، شورزمین کی صفائی اور نمک کی کان میں سے نمک نکالنے جیسے مشکل اور حقیر کاموں کے لیے خرید لیتے تھے۔ ظاہر سی بات ہے، بصری معاشرے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور لوگ انھیں بھیڑ بکریوں کی طرح دیکھتے تھے۔ یوں ان کے دل میں اونچے طبقے کے امیروں اور آزاد لوگوں کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ وہ اس غلامی اور ان سخت ==>

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

فرو کرنے میں مصروف تھا۔ زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک جمعیت اکٹھی کر لی اور چرواہوں کے ایک گروہ کو ساتھ ملا کر رباح شیر زنگی نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنالیا۔① رباح نے فرات کے پرگنے پر قبضہ کرلیا۔ ابلہ اور فرات کا امیر کراز سلمی تھا۔ اسے شیر زنگی کا خط ملا جس میں اس نے کراز کو بڑی حقارت سے مخاطب کیا اور لکھا:

''امیر المومنین رباح شیر زنگی کی طرف سے کراز سلمی کے نام۔ امابعد! امیر المومنین کی ماں کے ولادت ہونے والی ہے۔ اپنی بیوی کو بھیج تاکہ وہ ولادت کرائے۔ والسلام۔''

یہ خط جب کراز کو ملا تو وہ عہدہ چھوڑ کر بصرہ سے بھاگ نکلا۔②

حجاج نے ابن جارود کو نمٹا کر بصرہ کے داروغہ زیاد بن عمر کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے حفص کے زیر قیادت ایک لشکر زنگیوں کے مقابلے میں روانہ کرے۔ زنگیوں نے حفص کو قتل کر دیا اور بصرہ کے لشکر کو شکست سے دوچار کیا۔ اس فتح کے بعد زنگیوں نے تقویت پکڑ لی۔

حجاج جب بصرہ آیا تو اس نے اہل بصرہ سے خطاب کیا۔ اس نے کہا:

اہل بصرہ! تمھارے غلاموں اور تمھارے جمعداروں نے تمھاری نافرمانیاں دیکھ کر تمھارا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ قسم اللہ کی! اگر تم ان کتوں کے مقابلے میں نہ نکلے اور مجھے ان سے بے فکر نہ کیا تو میں تمھاری کھجوریں کاٹ ڈالوں گا اور تمھیں وہی سزا دوں گا جس کے تم اہل ہو۔③

==> پابندیوں سے نجات کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ اسی سلسلے میں وہ مصعب بن زبیر کے آخری کے دنوں میں فراتِ بصرہ پر اکٹھے ہوئے۔ تعداد کم ہونے کے باعث وہ کوئی بغاوتی تحریک تو برپا نہ کر سکے البتہ انھوں نے تخریبی کارروائی کرتے ہوئے لہلہاتے کھیت اور پھلوں کے باغات تباہ کر دیے۔

جن دنوں عبداللہ بن خالد بصرہ کا والی تھا، زنگیوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوگیا۔ لوگوں نے ان کی ایذا رسانیوں کی شکایت عبداللہ بن خالد سے کی۔ ابن خالد نے ایک جمعیت اکٹھی کر کے ان کے مقابلے کی تیاری کر لی۔ زنگیوں کو پتہ چلا تو وہ ڈر کے مارے تتر بتر ہوگئے۔ ان میں سے کئی ایک ابن خالد کے شکنجے میں آ گئے۔ اس نے انھیں قتل کیا اور سولی پر لٹکایا۔ (دیکھیے الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۰، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۳)

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۰، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۳.

② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۰۴.

③ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۰۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے بصرہ کے پانچوں حصوں سے لوگوں کو جنگ پر چلنے کی دعوت دی اور کراز سلمی ہی کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا۔① کراز کو اس مہم کا امیر بنانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ شیر زنگی سے اپنی تحقیر کا بدلہ لے۔ اس لشکر نے زنگیوں سے لڑائی کی اور انھیں دورق (خوزستان کے ایک شہر) کے صحراؤں میں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

کراز نے ان کا تعاقب کرایا۔ بیشتر زنگی تہ تیغ کر دیے گئے۔ ان کا سرغنہ شیر زنگی بھی مارا گیا۔ بہت کم زنگی بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ یوں ان کی بغاوت کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد وہ تیسری صدی ہجری کے وسط ہی میں دکھائی دیے۔

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۰۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲ تحریکِ اَزارِقہ (خوارج)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کے خلاف خوارج کی بغاوتوں کا احوال بیان کرنے سے پہلے بطور تمہید خوارج اور ان کے مختلف فرقوں کا تعارف کرا دیا جائے۔ محمد بن عبدالکریم شہرستانی خارجی کی تعریف کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

''ہر وہ شخص خارجی کہلائے گا جس نے مسلمانوں کے متفقہ خلیفۂ برحق کے خلاف خروج کیا۔ وہ خروج چاہے خلفائے راشدین کے زمانے میں صحابہ کے خلاف تھا یا ان کے بعد تابعین و تبع تابعین اور ہر دور کے خلفاء کے خلاف تھا۔''①

بغدادی نے لکھا:

''خوارج وہ تھے جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اس لیے بغاوت کی تھی کہ انھوں نے تحکیم پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مستردکر دیا جیسے کہ انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسترد کیا تھا۔''②

شہرستانی کی تعریف عام ہے جو خلیفہ کے خلاف نکلنے والے ہر باغی اور خارجی کو اپنے مفہوم میں شامل کرتی ہے۔ بغدادی نے اس گروہ کی تعریف بیان کی ہے جسے اصطلاحاً خوارج کہتے ہیں۔

خوارج کئی فرقوں میں تقسیم ہوئے جن کی تعداد بیس کے قریب ہے۔③ ان میں سے جو فرقے ہمارے موضوع سے متعلق ہیں وہ ازارقہ اور صفریہ (صالحیہ اور شبیبیہ) ہیں۔ خوارج کی گروہ بندی کا سبب یہ ہوا کہ حصین بن نمیر نے جن دنوں مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا تھا، کچھ خوارج کعبہ کا دفاع کرنے کے لیے مکہ آئے تھے۔ جنگ جب اختتام کو پہنچی تو خوارج مکہ سے چلے گئے۔ ان کا ایک فریق عراق لوٹ گیا جس کے سرداروں میں نافع بن ازرق، نجدہ بن عامر، عبداللہ بن صفار اور عبداللہ بن

① الملل والنحل: ۱/۱۵۵.
② الفرق بین الفرق: ص ۵۴.
③ حوالہ مذکورہ: ص ۵۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اباض بن بہیس شامل تھے۔دوسرا فریق یمامہ میں فروکش ہوا۔①

عراقی خوارج بصرہ میں فروکش ہوئے تھے۔اس کے بعد جلد ہی نافع بن ازرق اور نجدہ بن عامر کے درمیان چند اصولی باتوں پر اختلاف ہو گیا جن میں تقیہ، دار الکفر میں قیام،لڑائی میں شرکت نہ کرنے والے خوارج کی تکفیر اور بچوں کے قتل کے جواز کے مسئلے نمایاں تھے۔دونوں خارجی سرداروں کے درمیان جب اتفاق نہ ہو سکا تو نجدہ بن عامر یمامہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس نے خوارج کے نئے فرقے نجدات کی بنیاد رکھی۔②

کچھ دنوں بعد شوال ۶۴ھ میں ابن ازرق اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ اہواز چلا گیا۔بصرہ کے متعلق اس کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ وہ دار الکفر ہے اور اس میں اقامت اختیار کرنا جائز نہیں۔جو خوارج بصرہ میں رہ گئے تھے،انھیں اس نے ایک خط لکھا جسے ابن اباض نے پڑھا۔خط میں جو کچھ لکھا تھا،اس کی رائے اس کے خلاف تھی۔اس نے کہا: یہ لوگ کفرانِ نعمت کے مرتکب ہیں۔ابن صفار نے خط پڑھ کر کہا: اللہ تعالیٰ تم سے بری ہے کیونکہ تم نے تفریط برتی۔اور اللہ تعالیٰ نافع سے بری ہے کیونکہ اس نے افراط سے کام لیا۔

یوں عراق میں خوارج کے تین فرقے ہو گئے: ازارقہ،صفریہ اور اباضیہ③

ازارقہ کئی سال اہواز اور اس کے گرد و نواح میں آباد رہے۔وہ لوگوں کے راستے میں آتے اور بچوں کو قتل کر دیتے۔وہ کبھی زبیریوں کا خراج لوٹ لیتے اور کبھی امویوں کے خراج پر قبضہ کر لیتے۔ ۷۳ھ اور ۷۴ھ میں وہ تمام اہواز پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے پشت پر رکھ کر فرات کی طرف آ گئے۔④

خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے جب اپنے بھائی بشر بن مروان کو بصرہ کا والی بنایا تو اسے ہدایت کی

① تاریخ الطبری: ۴/۴۳۶،والکامل لابن الأثیر: ۳/۳۳۶.
② الکامل للمبرد: ۲/۱۷۷.
③ تاریخ الطبری: ۴/۴۳۹، ۴۴۰،والکامل لابن الأثیر: ۳/۳۴۷،مبرد کی روایت ہے کہ یہ جملہ ابن اباض کے بجائے ابو بہیس نے کہا تھا۔ابن صفار کی علیحدگی کی وجہ گناہ گاروں کی عدم تکفیر تھی۔بلاذری کی روایت ہے کہ علیحدگی کا سبب قتل اطفال کے جواز کا مسئلہ تھا۔
④ الکامل للمبرد: ۲/۲۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ سلطنت کی بقا کے لیے خوارج کا خاتمہ ضروری ہے جن کے مقابلے کی مہم مہلب بن ابی صفرہ کے سپرد کرنی چاہیے۔ بشر بن مروان کا میلان مہلب کی طرف نہیں تھا، بالخصوص جبکہ اس کی سپہ سالاری کا فرمان عبدالملک کی طرف سے آیا تھا۔ اس نے سوچا وہ ایک طرف امیر المومنین کے فرمان کی تعمیل کرے اور دوسری طرف زمام کار اپنے ہاتھ میں رکھے۔ چنانچہ اس نے مہلب کو لشکر کا سپہ سالار تو مقرر کیا لیکن دوسری طرف خلیفہ کو لکھ دیا کہ وہ کوفہ سے عبدالرحمان بن مخنف کی سرکردگی میں آٹھ ہزار کا لشکر روانہ کریں۔ یہ لشکر بشر کے پاس پہنچا تو اس نے ابن مخنف کو تخلیے میں بلا کر مہلب کے خلاف بھڑکایا اور اس کے احکامات کی خلاف ورزی پر آمادہ کیا۔①

مہلب اپنے لاؤ لشکر کو لے کر ازارقہ کی طرف روانہ ہوا۔ ازارقہ کو اس کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ عراق سے بھاگ نکلے۔ مہلب نے اہواز تک ان کا پیچھا کیا اور انھیں وہاں سے نکالنے کے بعد رامہرمز تک ان کا تعاقب کیا۔ رامہرمز میں مہلب نے انھیں شکست سے دوچار کیا اور فارس کی طرف دھکیل دیا۔ مہلب کو رامہرمز میں ابھی دس دن ہی گزرے تھے کہ بشر بن مروان کی موت کی خبر آگئی۔②

یہ خبر سن کر ابن مخنف کے لشکر میں افراتفری پھیل گئی۔ اس کے سپاہی وہاں سے کھسک کھسک کر اہواز کے بازار میں اکٹھے ہونے لگے۔ اہل بصرہ نے بھی مہلب کو چھوڑ کر کھسکنا چاہا تو مہلب نے ان سے خطاب کیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے شہر، اپنے اہل خانہ اور اپنے اموال غنیمت کا دفاع کر رہے ہو۔ اس پر ایک گروہ ٹھہر گیا لیکن بہت سے دیگر افراد کھسک گئے۔

مہلب رامہرمز میں مقیم تھا اور دونوں لشکروں کے بچے کھچے سپاہیوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں حجاج بن یوسف والی کی حیثیت سے عراق پہنچ گیا۔ اس کا اولین نصب العین یہ تھا کہ وہ مہلب کو میدان معرکہ میں چھوڑ آنے والے سپاہیوں کو اس کے پاس واپس بھیجے اور اس سلسلے میں جتنی بھی سختی کرنی پڑے، اس سے دریغ نہ کرے۔ حجاج نے نہ صرف سپاہیوں کو دوبارہ مہلب کے پاس میدان جنگ میں بھیج دیا بلکہ مہلب کی پیٹھ ٹھونکنے کی غرض سے بذات خود رستقباد میں جا قیام کیا۔ اس نے مہلب اور ابن مخنف کو مختصر خط لکھا کہ میرا یہ خط جب آپ کو ملے تو آپ خوارج سے نبرد آزما ہو جائیں۔ والسلام۔③

①الکامل للمبرد:۲/۲۱۲، وتاریخ الطبری:۵/۳۶، والکامل لابن الأثیر:۴/۳۰.
②حوالہ مذکورہ:۲/۲۱۲، حوالہ مذکورہ:۵/۳۷، حوالہ مذکورہ:۴/۳۰.
③تاریخ الطبری:۵/۴۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس خط میں حجاج کی عظمت عیاں ہوتی ہے۔اس نے اپنی دور اندیشی سے اپنا سب سے نمایاں ہدف پیش نظر رکھا۔یہ ہدف تھا خوارج کا مقابلہ ومحاربہ۔اس کے خطاب کی پہلی اور آخری بات یہی ہوتی تھی۔

حجاج کی طرف سے مہیا کردہ اخلاقی، مالی اور افرادی مدد کی وجہ سے مہلب اور ابن مخنف کو اطمینان تھا کہ جنگ کا فیصلہ ان کے حق میں ہوگا۔مہلب نے خوارج پر زوردار حملہ کیا اور انھیں رامہرمز سے نکال باہر کیا۔اس کے لیے اسے شدید لڑائی نہ کرنی پڑی۔خوارج رامہرمز سے نکل کر شاپور کے علاقے کازرون میں خیمہ زن ہو گئے۔مہلب ارجان اور سردان سے ہوتے ہوئے ان کے تعاقب میں تھا۔یہ یکم رمضان ۷۵ھ کا دن تھا۔①

مہلب جہاں خیمہ زن ہوا، اس نے اپنی عادت کے مطابق اپنی لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوالی۔عبدالرحمان بن مخنف کے زیر قیادت کوفیوں نے اپنے ارد گرد خندق نہ نکالی حالانکہ مہلب نے انھیں یہ مشورہ بھی دیا لیکن وہ مارے غرور کے پھولے نہ سمائے۔انھوں نے مہلب کے قاصد سے کہا: ہماری تلواریں ہماری خندقیں ہیں۔②

اس غرور کا نتیجہ یہ نکلا کہ خوارج نے جب رات میں ان کی طرف پیش قدمی کی تو مہلب کے ارد گرد خندق دیکھ کر وہ ابن مخنف کی طرف چلے گئے اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔اس کے بیشتر سپاہی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔وہ اپنے چند رفقاء کے ہمراہ ثابت قدم رہا اور ۲۰ رمضان ۷۵ھ کے روز مارا گیا۔③ ابن مخنف کے قتل اور اس کے لشکر کی وجہ شکست کے متعلق یہ اہل بصرہ کی روایت ہے۔اہل کوفہ کی روایت یہ ہے کہ خوارج نے مہلب پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی چھاؤنی میں محصور ہو کر رہ گیا۔اس نے ابن مخنف کو پیغام بھیج کر مدد مانگی اور کہا ہمارا دشمن ایک ہے۔مسلمانوں کو جس صورتِ حال کا سامنا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو، لہٰذا اپنے بھائیوں کی مدد کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔

ابن مخنف نے اپنے فرزند جعفر کے زیر قیادت مہلب کو کمک بھیجی۔خوارج نے جب دیکھا کہ ابن مخنف کے ساتھ کم لوگ رہ گئے ہیں تو انھوں نے اپنی سپاہ کا ایک حصہ مہلب کی طرف رہنے دیا تاکہ

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۴۷، والکامل للمبرد: ۲/ ۲۱۴، وشرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/ ۳۹۷.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۴۷، حوالہ مذکورہ: ۲/ ۲۱۶، حوالہ مذکورہ: ۱/ ۳۹۸، وفوات الوفیات: ۵/ ۳۹۸.
③ الکامل للمبرد: ۲/ ۲۱۶، وتاریخ الطبری: ۵/ ۴۷، وشرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/ ۲۹۸، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اسے مصروف رکھے اور مہلب و ابن مخنف کے درمیان حائل رہے اور باقی خوارج نے ابن مخنف پر دھاوا کر دیا۔ ابن مخنف کے بیشتر ساتھی تتر بتر ہو گئے اور وہ خود چند لوگوں کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا۔

مہلب کو خوارج کی چال کا علم ہوا تو اس نے اپنے لشکر کا ایک دستہ ابن مخنف کے بچاؤ کے لیے بھیجا جس میں ابن مخنف کا بیٹا جعفر بھی شامل تھا۔ لیکن خوارج اس کے اور اس کے باپ کے درمیان حائل ہو گئے۔ جعفر نے خوارج سے لڑائی کی اور مارا گیا۔ اسی اثنا میں عبدالرحمان بن مخنف بھی مارا گیا۔ تب مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو خوارج کے مقابلے میں بھیجا جس نے انھیں تتر بتر کر دیا۔①

اہل بصرہ اور اہل کوفہ کی روایتیں واضح طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کوفہ کے راوی شکست کا الزام اہل بصرہ پر دھرتے ہیں اور اہل کوفہ کی عکاسی وہ بہادر سورماؤں کے طور پر کرتے ہیں۔ بصرہ کے راوی شکست کی وجہ کوفیوں کی خود پسندی، ان کے غرور و تکبر اور سپہ سالار مہلب کے خیر خواہانہ مشورے کی عدم تعمیل کو قرار دیتے ہیں۔

ہم اس سلسلے میں یہ سمجھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری کے آخری عشروں میں کوفہ و بصرہ کے ایک مشترکہ لشکر کا انجام اس سے مختلف نہیں ہو سکتا تھا۔ دونوں طرف کے راویوں کو بھی یہی کرنا تھا کہ وہ فتح و نصرت کا فخر اپنے فریق کے پلڑے میں ڈالتے اور اور شکست کا ذمہ دار دوسرے فریق کو قرار دیتے۔ ان دنوں کوفہ و بصرہ کے درمیان مقابلے کی فضا عروج پر تھی۔

ان دونوں روایتوں میں سے اہل بصرہ کی روایت ہمارے نزدیک راجح ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خوارج نے ابن مخنف ہی کو نشانہ بنایا تھا جس کی دو وجہیں ہیں:

پہلی: خوارج جانتے تھے کہ ان کے خلاف برسر پیکار لوگوں کی اکثریت کا تعلق بصرہ سے ہے جو نہ صرف اموی سلطنت کا دفاع کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنے وطن بصرہ کا بھی دفاع کر رہے ہیں جو خوارجی حملوں کا براہ راست نشانہ تھا۔ یوں اہل بصرہ کے حوصلے اہل کوفہ کے مقابلے میں زیادہ مضبوط تھے۔ اہل کوفہ تو اپنے وطن کا دفاع نہیں کر رہے تھے کیونکہ کوفہ خوارج کے حملوں سے دور تھا۔ کوفی لشکر تو والی کے حکم پر مہلب کے لشکر کی مدد کے لیے آیا تھا۔ یوں جس لشکر کے حوصلے اس درجہ بلند نہ ہوں،

① تاریخ الطبری: ۵/ ۴۷، ۴۸، والکامل للمبرد: ۲/ ۲۱۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۰، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۳۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیادی لشکر کے مقابلے میں دشمن کے حملے کا نشانہ اسی کو بننا تھا۔

دوسری وجہ: تاریخی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کوفہ کی تعداد لشکر بصرہ کے مقابلے میں کم تھی۔مزید برآں اہل کوفہ مغرور تھے۔انھوں نے مہلب کا خندق نکالنے کا مشورہ نہیں مانا تھا جبکہ اہل بصرہ نے اپنے گرد خندق کا حصار باندھ لیا تھا۔خوارج کے لیے کم تعداد کے غیر محفوظ لشکر پر حملہ کرنا ایسے بڑے لشکر پر حملہ آور ہونے کے مقابلے میں آسان تھا جس نے حفاظتی انتظامات کے بعد دفاع کی بھرپور تیاری کی ہوئی تھی۔خیر، اصل معاملہ کچھ ہی رہا ہو، ابن مخنف بہر حال شہید ہوگیا اور مہلب نے خط لکھ کر حجاج کو اس کی شہادت کی خبر دی۔حجاج نے خلیفہ عبدالملک کو خبر دی جو ان دنوں منیٰ میں تھے۔ انھوں نے لوگوں کو عبدالرحمان کی شہادت کے متعلق بتایا اور اہل کوفہ کی مذمت کی۔①

حجاج نے عتاب بن ورقا کو لشکر کوفہ کا امیر بنا کر بھیج دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ مہلب کا کہا مانے۔اسے یہ بات بری تو لگی لیکن حجاج کی تعمیل ارشاد کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔حجاج کو جواب دینے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔②

عتاب اصفہان سے جس کا وہ والی تھا، کازرون آگیا اور مہلب کے زیر قیادت خوارج سے برسر پیکار ہوگیا۔لیکن وہ بعض معاملات کا فیصلہ خود ہی کر لیتا اور مہلب سے رائے لینا گوارا نہ کرتا۔مہلب کو عتاب کے اس رویے پر فطرتاً غصہ آیا۔اس نے عتاب کو سبق سکھانے کا ارادہ کر لیا۔اس نے کوفہ کے کچھ افراد کو جن میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی شامل تھا، عتاب کے خلاف بھڑکایا۔ایک روز عتاب اور مہلب کے درمیان سپاہیوں کے وظائف کے متعلق خاصی تو تکار ہوگئی۔مہلب نے عتاب کو مارنے کے لیے چھڑی اٹھائی تو مغیرہ بن مہلب نے آگے بڑھ کر چھڑی پکڑ لی اور کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے۔یہ عرب کا ایک شیخ اور ایک معزز سردار ہے۔اگر اس نے کوئی ناگوار بات کہہ دی ہے تو آپ برداشت کیجیے۔وہ اس کا اہل ہے۔③

اس کے بعد عتاب وہاں سے اٹھا اور چل دیا۔راستے میں بسطام بن مصقلہ سے اس کا سامنا

① تاریخ الطبری: 5/48، والکامل لابن الأثیر: 4/40، والبدایة والنهایة: 9/10.
② حواله مذکوره: 5/48، حواله مذکوره: 4/40، حواله مذکوره: 9/10، وفوات الوفیات لابن شاکر: 5/57، وتاریخ ابن خلدون: 3/43.
③ حواله مذکوره: 5/49، حواله مذکوره: 4/48، وفوات الوفیات لابن شاکر: 5/58.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا جس نے اسے برا بھلا کہا اور بے عزت کیا۔عتاب نے جب دیکھا کہ اس کے اور مہلب کے درمیان اختلاف بڑھتا جاتا ہے تو اس نے حجاج کو خط لکھا جس میں مہلب کی شکایت کی اور بتایا کہ اس نے مصر کے بے وقوفوں کو اس کے خلاف بھر دیا ہے۔عتاب نے امیر حجاج سے اجازت چاہی کہ وہ اس کے پاس چلا آئے۔ادھر فرقہ صفریہ جو مدائن میں ظاہر ہوا تھا، اس کے سردار شبیب بن یزید نے اشراف کوفہ کو مشکل میں ڈال رکھا تھا۔ یوں حجاج کو عتاب کی ضرورت پڑ گئی۔اس نے عتاب کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس لشکر کا معاملہ مہلب کے لیے چھوڑ دو۔عتاب چلا آیا۔حجاج نے مہلب کے فرزند حبیب کو اہل کوفہ کی قیادت سونپ دی۔①

مہلب کے کیمپ میں یہ معاملات ہو رہے تھے کہ اتنے میں ابن جارود کی بغاوت نے سر اٹھایا۔حجاج ادھر مصروف ہو گیا۔اس نے داخلی بغاوت کی سرکوبی کے لیے میدان کارزار سے فوج نہ بلائی۔اسے یہ اندازہ تھا کہ خوارج کے مقابلے میں فوج کا وجود ضروری ہے۔اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ فوج کو جب یہ پتہ چلے گا کہ داخلی بغاوت نے زور پکڑ لیا ہے تو اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی طرف سے کسی کمزوری کا اظہار ہو اور وہ ایک پست ہمت وزیر کے طور پر لوگوں کے سامنے آئے۔ان باتوں سے حجاج کی عسکری سوجھ بوجھ اور غیر معمولی سمجھ داری کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابن جارود کی بغاوت کے خاتمے کے بعد حجاج نے اپنی تمام تر توجہ مہلب کی تقویت پر مبذول کی۔اس سلسلے میں اس کا اولین قدم یہ تھا کہ اس نے باغی سرداروں کے سر معرکہ گاہ میں بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ بالآخر اس نے بغاوت پر قابو پا لیا ہے۔یہ اقدام اس نے اس لیے کیا کہ فوج کے حوصلے بلند ہو جائیں اور خوارج کے دل مرعوب ہو جائیں جو اس انتظار میں تھے کہ حجاج ابن جارود کے مقابلے میں شکست پائے اور یوں ان کے لیے بھی مہلب پر غلبہ پانا آسان ہو جائے۔

مہلب سال بھر شاپور میں مقیم رہا اور ازارقہ سے لڑتا رہا۔اس کے ہاتھوں فارس کے سقوط کے بعد ازارقہ کی رسد رسانی بند ہو گئی۔خوراک اور اشیائے ضرورت کی فراہمی کے لیے انھیں کرمان پر انحصار کرنا پڑا جو ان سے دور تھا۔وہ بہت تنگ آ گئے۔ان پر مہلب کی گرفت اور سخت ہوئی تو انھیں بالآخر

① تاریخ الطبری: ۵/۴۸، والکامل للمبرد: ۲/۲۲۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۴۱، وشرح نهج البلاغة: ۱/۴۰۰، والبدایة والنهایة: ۹/۱۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقلیم فارس سے نکل کر کرمان آنا پڑا۔ مہلب ان کے تعاقب میں سرجان پہنچا اور لڑائی کر کے انھیں کرمان کے دارالحکومت جیرفت کی طرف بھگا دیا۔ اس کے بعد وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے جیرفت پہنچا۔

امیر مہلب ازارقہ کے علاقے میں گھس کر آٹھ مہینے ان کے خلاف برسر پیکار رہا۔ وہ انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگاتا رہا لیکن ان کے خلاف فیصلہ کن فتح حاصل نہ کر پایا۔ آخر خوارج کے اندر باہمی نزاع پیدا ہو گیا اور وہ آپس میں لڑ مرے۔①

فارس سے خوارج کے نکلنے کے بعد فارس مہلب کے قبضے میں آ گیا۔ اب یقیناً اسی کو فارس پر اپنے عمال مقرر کرنے تھے۔ لیکن حجاج نے پہل کی اور اپنے عمال فارس روانہ کر دیے۔ یہ بات عبدالملک کو معلوم ہوئی تو انھوں نے حجاج کو لکھا:

"امابعد! جبل فارس کا خراج مہلب کے ہاتھ میں رہنے دو۔ لشکر کو قوت کی اور سپہ سالار کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا پرگنہ فسا، درابجرد اور پرگنہ اصطخر کو رہنے دو۔"

حجاج نے تعمیل ارشاد کی اور مہلب نے فارس پر اپنے عہدیدار مقرر کر دیے۔②

خوارج اور مہلب کے درمیان جنگ نے طول پکڑ لیا۔ حجاج کی رائے یہ تھی کہ مہلب اس جنگ کو طول دینے کے بجائے دشمن پر فیصلہ کن حملہ کرے جو دشمن کا خاتمہ کر دے۔ اس کی دانست میں خوارج پر غلبہ پانا آسان تھا۔ وہ اس سلسلے میں اپنے طریقے سے سوچتا تھا۔ وہ ایک سریع العمل آدمی تھا۔ وہ کاموں کو جلدی اور تیزی سے انجام دینے کا عادی تھا۔ ابن زبیر کا محاصرہ اس کا شاہد ہے۔ شبیب اور ابن اشعث کے خلاف اس کے طرز عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ہتھیلی پر سرسوں جماتا تھا۔ اس کی خود اعتمادی کا یہ عالم تھا کہ اس نے قتیبہ بن مسلم سے کہہ کر نقشہ نویس سے بلاد ماوراء النہر کے نقشے بنوائے تاکہ وہ میدانِ جنگ کا جائزہ لے کر حملے کے متعلق مشورہ دے سکے۔ اس نے اس سلسلے میں جو مشورے دیے وہ کارآمد ثابت ہوئے۔

مہلب کی رائے یہ تھی کہ طویل جنگ دشمن کو کمزور کرتی ہے اور اس کی صفوں میں باہمی اختلاف

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۴.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۲۰، حوالہ مذکورہ: ۲/ ۶۴، مبرد کی روایت ہے کہ مہلب ہی نے حجاج کو یہ درخواست بھیجی تھی کہ وہ سپاہ کی تنخواہوں کے لیے اصطخر اور درابجرد کو رہنے دے۔ امیر حجاج نے مہلب کی درخواست منظور کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا باعث بنتی ہے۔خوارج اور ان کی قوت کے متعلق اس کا انحصار اپنے علم اور تجربے پر تھا۔اس کے بارے میں اس نے ایک مرتبہ حجاج کو لکھا تھا:

''میں ان کے اندر تین میں سے ایک بات کا منتظر ہوں، ہمہ گیر موت، جان لیوا بھوک یا باہمی اختلاف۔''

حجاج اور مہلب کے درمیان نقطۂ نظر کا یہ اختلاف ان کے مابین دائمی نزاع کا باعث بن گیا۔① نوبت یہاں تک پہنچی کہ حجاج نے مہلب پر بزدلی اور مفاد پرستی کا الزام دھر دیا۔مہلب نے اس الزام کا جواب مادی دلائل سے دیا۔اس کا کہنا یہ تھا کہ خوارج کے ساتھ جنگ کو طول دینا حالات کا تقاضا ہے جن کا مشاہدہ وہ قریب سے کر رہا ہے۔ وقت نے ثابت کیا کہ مہلب کا نقطۂ نظر صحیح تھا۔ازارقہ کی صفوں میں باہمی اختلاف رونما ہوگیا جس کے نتیجے میں وہ ایک دوسرے سے لڑ مرے۔

حجاج اور مہلب کے درمیان اس سلسلے میں جتنے خطوط کا تبادلہ ہوا تھا، اگر ان سب کا جائزہ لیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی۔ہم بطور مثال چند ایک خطوط پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایک موقع پر حجاج نے ایک ثقفی کو مہلب کے پاس بھیجا جس کا نام تاریخ کی کتابوں میں نہیں آیا۔مہلب نے اس کا خیر مقدم کیا اور کھانا منگایا۔ برستے تیر اس کے قریب آ آ کر گرتے تھے۔ثقفی مہلب کی دلیری دیکھ دیکھ حیران ہوتا تھا۔مہلب نے بھی اسے یہی دکھانا چاہا تھا کہ خوارج کے مقابلے کے لیے جس شجاعت کی ضرورت ہے اس کی اس میں کمی نہیں۔ وہ اپنی اس پالیسی پر عمل پیرا ہے جو اس نے اس سلسلے میں طے کر رکھی ہے۔

اس کے بعد حجاج نے براء بن قبیصہ کو روانہ کیا اور مہلب کو لکھا:

امابعد! واللہ، جہاں تک میرا خیال ہے، اگر تم چاہتے تو ان خارجیوں کی جڑ کاٹ ڈالتے۔ لیکن تم چاہتے ہو کہ وہ لمبے عرصے تک باقی رہیں تاکہ تم ان کے ذریعے سے اپنے اردگرد کی ساری زمین کھا لو۔ میں نے براء بن قبیصہ کو تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ وہ تمھیں اٹھا کر خوارج کے مقابلے میں بھیج دے۔لہٰذا وہ جب تمھارے پاس پہنچے تو تم تمام مسلمانوں کو لے کر خوارج کی طرف جاؤ اور ان سے خوب جہاد کرو۔ان وجوہات، ان فضولیات اور ان

① الکامل للمبرد: ۲/۲۱۷، و شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/۳۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتوں سے دور رہو جو میرے نزدیک درست اور جائز نہیں ہیں۔والسلام۔①

چنانچہ امیر مہلب رحمہ اللہ نے اپنے تمام بیٹوں کو ایک ایک لشکر دے کر روانہ کیا اور براء کو معرکہ گاہ کے قریب ایک بلند ٹیلے پر کھڑا کر دیا۔صبح سے دوپہر تک گھمسان کا رن پڑا۔سپاہی واپس آئے تو براء نے مہلب سے کہا: واللہ، میں نے تمھارے بیٹوں اور تمھارے شہ سواروں جیسے شہ سوار نہیں دیکھے۔نہ میں نے تمھارے حریفوں جیسے بہادر اور ثابت قدم جنگجو کبھی دیکھے ہیں۔بخدا، تمھارا عذر بنتا ہے۔

شام کو معرکہ ایک مرتبہ پھر شروع ہوا۔گھمسان کا رن پڑا۔براء نے کہا: میں ایسے لوگ دیکھ رہا ہوں جن کے خلاف اللہ ہی تمھاری مدد کرتا ہے۔

مہلب نے براء کا اکرام کیا، اسے تحائف دیے اور سواری دے کر روانہ کیا۔براء حجاج کے پاس پہنچا۔جو کچھ دیکھا تھا، اس کے گوش گزار کیا اور کہا کہ مہلب کا عذر معقول ہے۔②

مہلب نے حجاج کو جوابی خط لکھا:

''امابعد! مجھے امیر کا خط موصول ہوا، اللہ ان کی اصلاح فرمائے۔انھوں نے مجھ پر ان خارجیوں کے تعلق سے جو الزام دھرا ہے وہ بھی میرے علم میں آیا۔امیر نے مجھے حکم دیا کہ میں ان خارجیوں پر حملہ کروں اور ان کے نمایندے کو اس کا مشاہدہ کراؤں۔میں نے ایسا ہی کیا ہے۔امیر اپنے نمایندے سے پوچھ لیں کہ اس نے کیا دیکھا۔جہاں تک میرا تعلق ہے، واللہ! اگر میں ان کی بیخ کنی اور انھیں ان کی جگہ سے ہٹانے پر قادر ہوتا ہوں، پھر بھی ایسا نہیں کرتا تو میں نے مسلمانوں کو دھوکا دیا، امیر المومنین سے وفا نہ کی، نہ امیر کی خیر چاہی۔پس اللہ کی پناہ اس سے کہ میری ایسی رائے اور ایسا اعتقاد ہو۔والسلام۔''③

امیر حجاج نے جراح بن عبداللہ کو بھی مہلب رحمہ اللہ کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ تم خوارج کے مقابلے میں پس و پیش کر رہے ہو۔اس موقع پر حجاج نے اسے لکھا:

''امابعد! تم نے بہانوں سے خراج اکٹھا کر لیا، خندقیں کھود کر محفوظ ہو لیے اور ان لوگوں کو ڈھیل دے دی حالانکہ تمھیں زبردست مددگار حاصل ہیں اور تمھارے سپاہیوں کی تعداد

①تاریخ الطبری:۵/۱۲۰،اور دیکھیے الکامل للمبرد:۲/۲۱۷،و شرح نہج البلاغۃ:۱/۳۹۸۔
②حوالہ مذکورہ:۵/۱۲۰،حوالہ مذکورہ:۴/۶۴۔
③حوالہ مذکورہ:۵/۱۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ ہے۔اس کے باوجود میں تمھارے متعلق نافرمانی اور بزدلی کا گمان نہیں کرتا لیکن تم نے انھیں کھانے پینے کا ذریعہ بنا لیا ہے اور تمھارے لیے ان کی بقا ان کے قتال سے زیادہ سہولت رساں ہے۔سو ان سے لڑائی کرو ورنہ تم مجھے بدلا ہوا دیکھو گے۔والسلام۔''

جراح جب مہلب کے پاس پہنچا تو مہلب نے اسے بتایا کہ اس نے ہر حیلہ آزما ڈالا اور ہر چال چل دیکھی۔اور رائے اسی کی معتبر ہونی چاہیے جس نے صورتِ حال کا مشاہدہ کیا ہو، نہ کہ اس کی جو رائے کا مالک ہو۔اس کے بعد مہلب نے اپنی فوج کے ساتھ تین دن تک قتال کیا یہاں تک کہ جراح نے اس کا عذر تسلیم کیا اور حجاج کے پاس لوٹ کر جو کچھ دیکھا تھا، بیان کر دیا۔

اب مہلب نے حجاج کو لکھا:

''مجھے آپ کا خط موصول ہوا جس میں یہ شکایت تھی کہ میں ان لوگوں کے مقابلے میں پس و پیش کرتا ہوں لیکن آپ میرے متعلق نافرمانی اور بزدلی کا گمان نہیں رکھتے حالانکہ آپ نے مجھے اسی طرح ڈانٹا تھا جس طرح بزدل کو ڈانٹتے ہیں اور اسی طرح وعیدیں سنائی تھیں جس طرح نافرمان کو وعیدیں سنائی جاتی ہیں پس آپ جراح سے پوچھ لیں۔والسلام۔''①

یوں مہلب اپنے طرزِ حرب و ضرب پر کاربند رہا۔جونہی موقع ملتا، وہ خوارج پر چوٹ کرتا اور مطلوبہ نتائج حاصل کرتا۔بعد ازاں ان کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے۔یوں وہ نامراد ہوئے اور ان کی ہوا اکھڑ گئی۔

ازارقہ کا باہمی اختلاف

ازارقہ کے باہمی اختلاف کا جائزہ لینے سے پہلے ہم یہاں خوارج کی سوچ اور ان کے طرزِ فکر کے متعلق مختصر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ مہلب نے ان کے اس طرزِ فکر کا فائدہ کس طرح اٹھایا۔

اسلامی فرقوں میں خوارج اپنے عقائد کا سب سے سخت دفاع کرتے تھے۔وہ اپنے نظریات کے متعلق ضرورت سے زیادہ پرجوش تھے۔وہ اپنے فکر کے دھاروں میں تیزی سے بہتے چلے جاتے تھے

① الکامل للمبرد: ۲/ ۲۱۸، ۲۱۹، ونهاية الارب فی فنون الادب للنویری ۷/ ۲۴۶، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۳۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس سلسلے میں وہ کسی انجام کی پروانہیں کرتے تھے۔ وہ جس شے کی دعوت دیتے تھے، اس کی وہ گہرائی میں اترے ہوئے تھے۔

اس ناعاقبت اندیشانہ فکری بہاؤ میں وہ کچھ الفاظ کا سہارا لیتے تھے۔ ان کی نظر ان الفاظ کے ظاہری معنی سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔ ان ظاہری معنی کو انھوں نے دین مقدس کی حیثیت دے رکھی تھی جس سے کوئی صاحب ایمان روگردانی نہیں کرسکتا۔ وہی شخص اس دین مقدس سے کنارہ کش ہوگا جس کا دل بہتان وعصیان کی طرف مائل ہے۔ یہی چمکتے دمکتے خوش آہنگ الفاظ ان کے اندر جاگزیں اور ان کی نگاہوں کو خیرہ کیے ہوئے تھے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ خوارج کی اکثریت کا تعلق عرب کے بدوی علاقوں سے تھا۔ اسلام سے پہلے یہ لوگ شدید فقروفاقہ کی زندگی بسر کرتے اور رسواکن غربت کا شکار تھے۔ ظہور اسلام کے بعد بھی ان کے معاشی حالات بہتر نہ ہوئے۔ وجہ یہ تھی کہ ان میں سے اکثر بادیہ ہی میں رہے۔ اسلام ان کی سادہ فکری، تصورات کی تنگ دامانی اور علوم وفنون سے ناواقفیت کے ساتھ ان کے دلوں میں جاگزیں ہوا۔ یوں اس بدوی معاشرے میں مجموعی طور پر ایسے مسلمان پروان چڑھے جو اپنی آراء اور اپنے افکار ونظریات پر متعصبانہ عمل پیرا تھے۔ وہ اپنے فکری دھاروں میں تیزی سے بہتے چلے جاتے تھے اور اس سلسلے میں کسی انجام کی پروانہیں کرتے تھے۔

مہلب نے ان کی اس گرمجوشی، ان کے اس شدید تعصب، ان کی اس سادہ فکری اور کوتاہ فہمی کا فائدہ اٹھایا۔ اس نے یہ ذرائع کام میں لاکر ان کے درمیان عداوت اور اختلاف کی آگ بھڑکا دی۔ زہر آلود تیر جب اس کی لشکر گاہ میں گرے تو اس نے ان تیروں کو خوارج کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ بنالیا۔ اس نے زہر آلود تیر بنانے والے لوہار کی صورت گری اس طرح کی کہ گویا وہ مہلب کے ساتھ خوارج کے خلاف سازش میں شریک ہے اور اسے زہر آلود تیر بنا کر دیتا ہے۔ اس نے ایک آدمی خوارج کی لشکر گاہ میں بھیجا جس نے موقع پا کر وہاں لوہار کے نام لکھا گیا ایک فرضی خط پھینک دیا اور ہزار درہم بھی اس کے ساتھ وہیں ڈال دیے۔ اس خط میں تیر ارسال کرنے پر لوہار کا شکریہ ادا کیا گیا اور مزید تیروں کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ خط میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس کے ساتھ تیروں کی قیمت کے طور پر ہزار درہم بھی بھیجے جارہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوارج کو کھلے میں درہم ملے تو انھوں نے فوراً قطری کو آگاہ کیا۔ قطری طیش میں آ گیا۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ مہلب کی چال ہوسکتی ہے۔ اس نے لوہار کو خائن سمجھا اور ایک آدمی اس کے پاس بھیج کر کتاب اور دراہم کے متعلق پوچھ گچھ کرائی۔ لوہار نے تاکید سے کہا کہ وہ خط اور دراہم کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ لیکن قطری نے اس سے مزید سوال جواب نہ کیے اور یہ طے کر کے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، فوراً اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

یوں مہلب نے قطری کے کیمپ میں ایک مسئلہ کھڑا کر دیا۔ چنانچہ عبدربہ صغیر مولیٰ بنو ثعلبہ قطری کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپ نے کسی ثبوت اور کسی واضح دلیل کے بغیر ایک آدمی کو قتل کر ڈالا؟ قطری نے کہا: تو یہ دراہم کیسے تھے۔ عبدربہ نے کہا: ہوسکتا ہے یہ دراہم جھوٹ پر مبنی ہوں اور لوہار سچ کہتا ہو۔ قطری نے کہا: لوگوں کی بہبود کے لیے ایک آدمی کا قتل ممنوع اور عجیب نہیں۔ خلیفہ کے لیے جائز ہے کہ وہ جو مناسب سمجھے، فیصلہ کرے۔ رعایا کے لیے روا نہیں کہ وہ اس کے فیصلوں پر اعتراض اٹھائے۔

عبدربہ کو قطری کا جواب بہت ناگوار گزرا جو خود پسندی اور دوسروں کے حقوق کے انکار پر مبنی تھا۔ اس نے وہ دل پر لے لیا۔ یہ قطری اور عبدربہ کے باہمی اختلاف کا نقطۂ آغاز تھا۔ ان کے اس اختلاف کی خبر مہلب کو ہوئی تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کا منصوبہ کامیاب رہا ہے۔ یوں اسے حوصلہ ہوا کہ خوارج کے درمیان باہمی اختلافات پیدا کرنے کی یہ پالیسی جاری رہنی چاہیے۔ اس نے ایک نصرانی کو یہ کہہ کر قطری کے پاس بھیجا کہ وہ قطری کو سجدہ کرے۔ قطری جب اس سے سجدے کے متعلق پوچھے تو وہ کہے کہ وہ اس کا پجاری ہے۔ اس نصرانی نے ازارقہ کے سامنے قطری کو سجدہ کیا تو ان میں سے ایک شخص نے قطری سے کہا:

اس نے اللہ کو چھوڑ کر تمھاری پوجا کی۔ اس نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾[1]

ترجمہ: ''تم اور جس کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہے۔''

قطری نے کہا: نصاریٰ نے عیسیٰ کی پوجا کی لیکن اس بات نے عیسیٰ کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ اس پر ایک خارجی نے آگے بڑھ کر اس نصرانی کو قتل کر دیا۔ قطری نے اس کا انکار کیا اور کہا کیا تم نے ایک ذمی کو

[1] الانبیاء ۲۱:۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارڈالا۔ یوں خوارج کے درمیان اختلاف اٹھ کھڑا ہوا۔①

مہلب کو اس ماجرے کی خبر بھی ہوگئی۔ اب اس نے ایک سائل ان کے پاس بھیجا جس نے یہ پوچھا دو آدمی ہجرت کر کے خوارج کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے ایک راستے میں مر گیا اور دوسرا پہنچ گیا۔ انھوں نے اس کا امتحان لیا لیکن وہ امتحان میں پورا نہ اترا۔ کچھ خوارج نے کہا: مرنے والا تو جنتی ہے لیکن جو امتحان میں پورا نہیں اترا وہ کافر ہے۔ بعض خوارج نے کہا: وہ دونوں کافر ہیں اِلَّا یہ کہ وہ امتحان میں پورے اتریں۔ اس پر ان کے باہمی اختلاف میں اضافہ ہو گیا اور قطری اصطخر کی سرحد پر چلا گیا۔② وہ مہینہ بھر وہاں مقیم رہا۔ خوارج کا اختلاف بدستور جاری تھا۔ اس کے بعد وہ آ گیا۔ صالح بن مخراق نے خوارج سے کہا میری قوم کے لوگو! تمھارا جو اختلاف ظاہر ہوا، اس کے باعث تم نے اپنے دشمن کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور اسے اپنے بارے میں لالچ دلایا۔ اب پھر سے ایک دوسرے کے لیے اپنے دل صاف کر لو اور اتفاق رائے کی طرف لوٹ آؤ۔

کچھ خارجی سرداروں نے صالح بن مخراق کی یہ دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ عمرو قنا باہر نکلا اور ندا دی: اے مقیم ہو کر بیٹھ رہنے والو! کیا لڑائی میں کچھ دلچسپی رکھتے ہو۔ اس پکار پر خوارج اپنی اپنی قیام گاہوں سے نکل کر اس کے اردگرد اکٹھے ہونے لگے۔ اس کے بعد خوارج اور مسلمانوں کے درمیان زبردست معرکہ لڑا گیا جس میں مغیرہ بن مہلب نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔③

یہ جنگ جاری تھی کہ خوارج کے درمیان ان اختلافات نے سر اٹھایا جو ان کے تفرقہ کے آخری اسباب ثابت ہوئے۔ مہلب نے بھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے جنگ موقوف کر دی تا کہ خوارج ایک دوسرے سے اچھی طرح اختلاف کریں اور خوب لڑیں جھگڑیں۔ یوں خوارج کا کیمپ ان کی آپس کی دھینگا مشتی کا اکھاڑا بن گیا۔

اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ مقعطر ضبی جو کہ کرمان کے ایک علاقے کا عامل تھا، ایک فوجی مہم پر روانہ

① الکامل للمبرد: ۲/۲۲۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۴، ابن اثیر کی ایک روایت ہے، وسرح العیون لابن نباتۃ: ص ۱۲۲، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۰۱۔

② اصطخر فارس کا ایک شہر ہے جو پرسی پولس کے قریب واقع ہے۔ یہ شیراز کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کا موجودہ نام تشہیل منار ہے۔ معجم البلدان لیاقوت الحموی: ۱/ ۱۲۔

③ الکامل للمبرد: ۲/ ۲۲۲، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۰۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ وہاں اس نے خوارج کے ایک معتبر آدمی کا قتل کر دیا۔ ازارقہ نے قطری سے کہا: وہ مقعطر کو ان کے حوالے کر دے تا کہ وہ اس سے قصاص لے سکیں۔ قطری نے انکار کیا اور کہا: وہ ایک صاحب فضل و سبقت آدمی ہے۔ اس نے تاویل کی لیکن اس سے غلطی ہوئی۔ ①

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ خوارج کے ایک سردار عبیدہ بن ہلال پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ ایک بڑھئی کی عورت کے ساتھ ملوث ہے۔ لوگوں نے اسے بڑھئی کی غیر موجودگی میں کئی مرتبہ اس کے گھر آتے جاتے دیکھا تھا۔ خوارج نے اس کا ذکر قطری سے کیا تو قطری نے کہا: عبیدہ کی مذہبی حالت کا تمھیں علم ہے اور اس کی جہادی تگ و تاز تم دیکھ چکے ہو۔ خوارج نے کہا: لیکن ہم بدکاری پر اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ قطری نے عبیدہ کو بلا بھیجا اور اسے ماجرا سنایا۔ قطری نے اس سے کہا: میں خود بدکاری پر تمھاری موافقت نہیں کر سکتا۔ عبیدہ نے کہا: امیر المومنین! انھوں نے مجھ پر بہتان لگایا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ قطری نے کہا: میں تمھیں ان کے روبرو کرتا ہوں۔ تم گناہ گار کی طرح نہ تو انکسار دکھانا، نہ بے گناہ کی سی خودداری اور برتری۔ چنانچہ قطری نے عبیدہ کو لوگوں کے روبرو کر دیا۔ ان کی گفتگو شروع ہوئی۔ عبیدہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ② اس نے یہ ساری آیت آخر تک پڑھی۔ یہ آیت حاضرین پر اثر انداز ہوئی۔ وہ اس کی طرف بڑھے اور اسے گلے لگا کر معافی کے طلبگار ہوئے۔

یوں قطری نے خوارج کے سادہ طرز فکر کا فائدہ اٹھایا اور عبیدہ کو اس صورت حال سے نکال لیا۔ لیکن عبد ربہ صغیر جو مہلب کے واقعات میں قطری کی ہوشیاری اور چالاکی کا مشاہدہ کر چکا تھا، اس دھوکے میں نہ آیا۔ اس نے خوارج سے کہا: واللہ! قطری نے تمھیں دھوکا دیا ہے۔

اِس پر بیشتر خوارج عبد ربہ صغیر کا دم بھرنے لگے لیکن وہ ظاہر نہ ہوئے اور قطری کے خلاف

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۴۔ یہ ابن اثیر کی دوسری روایت ہے۔ وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۹۰، طبری اور ابن شاکر نے خوارج کے باہمی اختلاف کی یہی وجہ بتائی ہے جس کے نتیجے میں قطری کو سرداری سے سبکدوش کر دیا گیا تھا۔ دیگر مؤرخین کی یہ روایت نہیں۔ ہماری رائے میں کئی ایک اسباب اکٹھے ہوئے تھے جن کے باعث قطری کو برطرف کیا گیا تھا۔

② النور ۲۴:۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغاوت کے اسباب تلاش کرنے لگے۔اس ضمن میں انھوں نے قطری سے اس دہقان کے متعلق بات کی جسے اس نے عامل بنایا تو اس کے ہاں بہت سا مال ومتاع پایا گیا تھا۔انھوں نے قطری سے کہا: ابن خطاب ایسی صورتِ حال میں اپنے عمال کو ان کے عہدوں پر نہیں رہنے دیتے تھے۔قطری نے جواب دیا میں نے جب اسے عامل بنایا تھا تو اس کے پاس بڑی جائیداد تھی اور اس کے متعدد کاروبار تھے۔قطری کے اس جواب نے خوارج کو اور غصہ دلایا۔

خوارج نے قطری سے کہا: کیا آپ ہمیں لے کر دشمن کی طرف روانہ نہیں ہوتے۔اس نے کہا: نہیں۔لیکن پھر وہ نکل کھڑا ہوا۔خوارج نے کہا: اس نے جھوٹ بولا اور پھر الٹے پاؤں واپس ہوا۔ چنانچہ وہ ایک روز اس کے ہمراہ چلے۔قطری نے بھانپ لیا کہ ان کے ارادے خطرناک ہیں۔وہ اپنے قریبی ساتھیوں کے ہمراہ ایک حویلی میں چلا گیا۔خوارج اس حویلی کے باہر اکٹھے ہوئے اور چلائے: اے دابہ (جانور!) باہر نکل۔قطری باہر آیا اور کہنے لگا: تم میرے بعد کافر ہو گئے۔انھوں نے کہا: کیا تم دابہ نہیں ہو۔اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا ﴾①

بلکہ تم نے یہ کہہ کر کفر کیا کہ ہم تمھارے بعد کافر ہو گئے۔اللہ سے توبہ کرو۔

قطری نے اس سلسلے میں عبیدہ سے مشورہ کیا۔عبیدہ نے کہا: اگر تم توبہ کر بھی لو گے تو بھی یہ ماننے کے نہیں۔تم کہو میں نے تو تم سے استفسار کیا تھا کہ کیا تم میرے بعد کافر ہو گئے؟ قطری نے خوارج سے یہی کہہ دیا۔خوارج مان گئے اور قطری بھی گھر واپس آ گیا②۔

قطری نے جب دیکھا کہ خوارج کا باہمی اختلاف بڑھتا جاتا ہے اور اس کے خلاف ان کی نفرت نمایاں ہو کر سامنے آ رہی ہے تو اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ خوارج کی امارت سے مستعفی ہو کر مقعطر ضبی کی بیعت کر لے گا۔اس نے اس سلسلے میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے مقعطر کو سپہ سالار بنا دیا لیکن خوارج مقعطر کی سپہ سالاری پر راضی نہیں تھے۔صالح بن مخراق نے قطری سے کہا:

مقعطر کے علاوہ کوئی اور آدمی دیکھو۔قطری نے منع کیا تو ابن مخراق نے کہا: ہم سے پہلے

---

① هود ۱۱:٦.

② الكامل للمبرد: ۲/۲۲٦، وشرح نهج البلاغة: ۱/۴۰۲، ۴۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے عثمان بن عفان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ سعید بن العاص کو برطرف کر دے۔ اس نے سعید بن العاص کو برطرف کر دیا۔ خلیفہ پر واجب ہے کہ رعایا کو جو شے پسند نہیں، اس سے انھیں چھٹکارا دلائے۔ اس پر بھی قطری نے مقعطر کو معزول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ خوارج نے قطری کی بیعت رد کر دی اور عبدربہ کبیر کی بیعت کر لی۔ ①

خوارج کی نصف سے زائد تعداد عبدربہ کبیر کے ساتھ ہو لی۔ ان میں زیادہ تر موالی اور عجمی تھے۔ ②

خوارج کے باہمی اختلاف کے سلسلے میں دو اہم پہلو توجہ مبذول کراتے ہیں:

پہلا: مہلب اس راز سے واقف تھا کہ خوارج کے درمیان مختلف مذہبی مسائل پر بحث تکرار اور جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ کبھی خط بھیج کر اور کبھی قاصد بھیج کر ان اختلافات کو ہوا دیتا تھا۔ گاہے وہ جنگ کو موقوف کر دیتا تاکہ خوارج کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کا موقع ملے اور یوں ان کے درمیان اختلاف کی خلیج مزید گہری اور وسیع ہو۔

دوسرا: جب خوارج کے باہمی اختلاف نے شدت اختیار کی تو قطری ایک طرف تھا اور عبدربہ دوسری طرف۔ یوں خوارج دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے جن میں سے ہر ایک گروہ کے خوارج اپنی نسل کے لوگوں کے طرفدار تھے۔ عربی خوارج قطری کے طرفدار تھے کیونکہ وہ عربی تھا اور فارسی خوارج عبدربہ کے طرفدار تھے کیونکہ وہ عجمی غلام (مولیٰ) تھا۔ فلہوزن نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ازارقہ کے انقسام کا بنیادی عامل نسلی امتیاز تھا۔ اس انقسام کے لیے مہلب کی تدابیر کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں پڑی تھی۔ ہماری رائے میں واقعاتی منطق یہ کہتی ہے کہ مذہبی بنیادوں پر قائم وہ اختلاف جو مہلب نے بھڑکایا تھا، وہی خوارج کے انقسام کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا تھا۔ نسلی امتیاز

---

① یہ طبری (۵/۱۲۱)، ابن اثیر (۴/۶۴)، ابن شاکر (۵/۹۰) اور ابن خلدون (۳/۱۶۱) کی روایت ہے۔ مبرد (۲/۲۲۶) اور ابن ابی الحدید (۱/۴۰۲، ۴۰۳) اس کا نام عبدربہ صغیر بتاتے ہیں۔ یعقوبی (۳/۲۰) اور بغدادی (ص ۶۵) کی رائے یہ ہے کہ ازارقہ میں دو خارجی تھے، عبدربہ صغیر اور عبدربہ کبیر۔ ان دونوں نے بیک وقت، ایک جیسے اسباب کے تحت، ایک ہی طریقے سے قطری کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ان دونوں سے مہلب کی لڑائیاں ہوئیں۔ عبدربہ صغیر تو مارا گیا جبکہ عبدربہ کبیر بھی بغدادی کی رائے کے مطابق مارا گیا تھا تاہم یعقوبی کا کہنا یہ ہے کہ اس کی محض فوج ہی تتر بتر کی گئی تھی۔

② الکامل للمبرد: ۲/۲۲۶، وشرح نہج البلاغة لابن ابی الحدید: ۱/۴۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ وجود رکھتا تھا تاہم وہ پوشیدہ تھا۔اسے مختلف حوادث نے سامنے آنے پر مجبور کیا۔

بہر کیف ، ازارقہ تقسیم ہو گئے۔ایک فریق قطری کے ساتھ تھا اور دوسرا عبد ربہ کے ساتھ۔ فریقین کے مابین جنگ لڑی گئی ۔ پہلے روز ہزار خارجی مارے گئے ۔ دوسرے روز عجمی خوارج نے عربی خوارج کو جیرفت سے نکال باہر کیا۔قطری نے اپنے فریق کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر پڑاؤ کیا اور اپنے ارد گرد خندق کا حصار کھینچ لیا۔①

مہلب نے حجاج کو خط لکھ کر خوارج کے حالات حاضرہ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ان کا یہ اختلاف ان کی شکست کا باعث بنے گا۔حجاج نے جواباً لکھا کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور خوارج پر حملہ کر دے۔لیکن مہلب کی رائے یہ نہیں تھی ۔ جب تک خوارج آپس میں لڑتے تھے، وہ دور کھڑے ہو کر انتظار کرنا چاہتا تھا۔اس نے حجاج کو بھی اس بارے میں لکھ دیا۔②

چنانچہ ایک مہینے تک خوارج سے مہلب کی کوئی لڑائی نہ ہوئی۔③اس دوران میں اس نے سوچا کہ خوارج ایک مرتبہ پھر اکٹھے ہو گئے تو ان کا خاتمہ آسان نہیں ہو گا۔اس نے یہ چال چلی کہ قطری یہ میدان چھوڑ جائے ۔ چال کارگر ہوئی اور قطری وہ میدان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا۔یوں خوارج کا خاتمہ قدرے آسان ہو گیا④۔

اب مہلب اپنا لاؤ لشکر لے کر آگے بڑھا اور قطری کی جگہ خیمہ زن ہو کر عبد ربہ کے خلاف نبرد آزما ہو گیا۔اس نے اپنے بیٹے یزید کو یہ پیغام دے کر حجاج کے پاس بھیجا کہ وہ عبد ربہ کے خلاف برسر پیکار ہے۔قطری کے تعاقب میں کوئی بہادر بھیج دیا جائے۔حجاج یہ پیغام پا کر بہت خوش ہوا۔اس نے مہلب کو لکھا کہ وہ خوب جم کر لڑے اور اس بیماری کا خاتمہ کر دے۔وہ اسے ہر ممکن مالی اور افرادی قوت مہیا کرنے کے لیے تیار ہے۔⑤

مہلب نے عبد ربہ کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔عبد ربہ اور اس کے ساتھیوں کو بیوی بچے، روپیہ پیسہ

---

①الکامل للمبرد: ۲/ ۲۲۷،وشرح نهج البلاغة لابن ابی الحدید: ۱/ ۴۰۵۔
②تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۱، ۱۲۲،والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۴۔
③حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۲۲،حوالہ مذکورہ: ۴/ ۶۴۔
④حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۲۲،حوالہ مذکورہ: ۵/ ۶۴۔
⑤دیکھیے الکامل للمبرد: ص ۱۲۷،وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہلکا پھلکا سامان سمیٹ کر جیرفت سے نکلنا پڑا۔ مہلب شہر میں داخل ہو گیا۔ عبدربہ نے جیرفت سے چار فرسخ (بارہ عربی میل) کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔ مہلب نے اس کا تعاقب کیا۔ دونوں لشکروں کے درمیان معرکہ ہوا جس میں عبدربہ مارا گیا اور اس کے ساتھی اپنے چار ہزار مقتول، زخمی اور قیدی میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یوں ۷۷ھ میں مہلب کو ازارقہ کے اس فریق کے خلاف مکمل فتح حاصل ہوئی۔①

مہلب کے پیغام رساں حجاج کی طرف

مہلب نے کعب بن معدان ② اشقری اور مرہ بن بلید ازدی کو حجاج کی طرف روانہ کیا۔ یہ دونوں حجاج کے دفتر پہنچے تو کعب نے آگے بڑھ کر ایک قصیدہ پیش کیا جس کے اشعار اسّی سے زائد تھے۔ اس قصیدے میں اس نے رامہرمز، شاپور اور جیرفت کی لڑائیوں کا ذکر کیا۔ قصیدے کا مطلع تھا۔

یَا حَفْصُ اِنِّی عَدَانِی عَنْکُمُ السَّفَرُ وَقَدْ سَهِرْتُ فَآذَی عَیْنِی السَّهَرُ

ترجمہ: ''اے حفص! مجھے سفر نے تمھارے ہاں آنے سے روک دیا۔ میں رات کو جاگتا رہا تو رت جگے نے میری آنکھ کو تکلیف دی۔''③

کعب بن معدان اشقری نے پورا قصیدہ سنا دیا تو حجاج نے دریافت کیا: ''کیا تم شاعر ہو یا خطیب؟'' اس نے کہا: ''میں شاعر ہوں۔'' اس پر حجاج اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''مجھے مہلب کے بیٹوں کے متعلق بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں۔''

کعب نے کہا: ''مغیرہ ان کا سردار اور شہسوار ہے۔ یزید بھی ایک بہادر شہسوار ہے۔ قبیصہ سخی اور دریادل ہے۔ بہادر آدمی مدرک سے نجات پا کر بھاگنے سے شرماتا نہیں۔ عبدالملک جمع شدہ زہر ہے۔ حبیب ناگہانی موت ہے۔ محمد جنگل کا شیر ہے۔ مفضل کی مدد تمھیں کافی ہے۔'' حجاج نے پوچھا: ''جب تم آئے تھے، لوگ کس حال میں تھے؟'' کعب نے کہا: ''وہ خیریت سے تھے۔ وہ جو چاہتے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۵، ذھبی (۳/ ۴۶۶)، ابن شاکر (۵/ ۹۲) اور ابن کثیر (۹/ ۲۱) کی روایت ہے کہ عبدربہ ۷۸ھ میں قتل ہوا تھا

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۲، والکامل للمبرد: ۲/ ۲۳۱، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۵، مسعودی (۲/ ۱۰۶) کی روایت ہے کہ پیغام رساں بشر بن مالک جرشی تھا۔ ابن خلکان (۲/ ۱۹۵) اور ابن عبدربہ (۱/ ۱۵۰، ۳۰۱) کی روایت ہے کہ پیغام رساں مالک بن بشیر تھا اور اسے قطری کی شکست کے بعد روانہ کیا گیا تھا۔

③ دیکھیے تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۲، ۱۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، انھوں نے پا لیا اور جس شے کا انھیں خوف تھا وہ دور ہوئی۔ اب وہ پر امن ہیں۔'' حجاج نے کہا: ''مہلب کے بیٹے لوگوں کے درمیان کس طرح رہتے ہیں؟'' کعب نے کہا: ''وہ چراغوں کے محافظ ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر شب خون مارتے ہیں۔''

''تم اور تمھارے دشمن کے درمیان کیسی آویزش تھی؟'' حجاج کا سوال تھا۔ ''جب ہم انھیں پکڑ لیتے تو معاف کر دیتے۔ جب وہ ہمیں پکڑتے تو ہم ان سے مایوس ہو جاتے۔ جب وہ جہاد کرتے اور ہم بھی جہاد کرتے تو ہمیں ان کا لالچ ہوتا۔'' کعب نے جواب دیا۔

اس پر حجاج نے کہا:

﴿ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ بلاشبہ اچھا انجام تقویٰ کرنے والوں کا ہے۔

''قطری تمھارے ہاتھ سے کیسے بچ نکلا؟'' حجاج نے اگلا سوال کیا۔

ابن معدان نے کہا:

''ہم نے اسے فریب دیا جبکہ اس نے سمجھا، اس نے ہمیں فریب دیا۔ اس نے سمجھا ہم نے اس سے وہی کیا جو وہ چاہتا تھا۔''

''تو تم نے اس کا تعاقب کیوں نہ کیا؟'' حجاج نے پوچھا۔

''جو دشمن سامنے تھا، ہم نے اس کے مقابلے کو ترجیح دی، بجائے اس کے کہ ہم بھگوڑوں کا پیچھا کرتے پھرتے۔''

''مہلب تمھارے لیے کیسا ہے اور تم اس کے لیے کیسے ہو؟''

''ان کی طرف سے ہمیں والد کی شفقت حاصل ہے اور ہم ان کے ویسے ہی تابع فرمان ہیں جیسے بیٹا باپ کا تابع فرمان ہوتا ہے۔'' کعب نے کہا

''تو لوگ مہلب کی وجہ سے کس طرح خوش و خرم ہیں؟'' حجاج نے پوچھا۔

''لوگ پر امن ہیں اور انھیں فضل و کمال حاصل ہے۔'' کعب نے جواب دیا۔

''کیا تم نے یہ سارے جواب پہلے سے تیار کر رکھے تھے؟'' حجاج نے پوچھا۔

''غیب تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' کعب نے جواب دیا۔

حجاج نے کہا: ''اچھے آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مہلب تمھاری صلاحیت سے آگاہ تھا، اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے اس نے پیغام رسانی کے لیے تمھارا انتخاب کیا۔''①

حجاج نے اسے بیس ہزار درہم اور ایک گھوڑی دی اور اسے دربار خلافت بھیج دیا۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان ؒ نے بھی اسے بیس ہزار درہم عطا کیے۔②

مہلب نے حجاج کو جو خط بھیجا، اس میں مرقوم تھا:

''اللہ کا شکر ہے جس نے اسلام کے ساتھ کفایت کی اور اسے ماسوا پر غالب کیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اس کا فضل مزید جاری رہے یہاں تک کہ اس کے بندوں کا شکر ختم ہو جائے۔

اما بعد! ہماری کارگزاری کی خبر تو آپ کو مل گئی ہے۔ ہم اور ہمارا دشمن دو مختلف حالتوں میں تھے۔ ہمیں ان کے مقابلے میں خوشی کے لمحے تکلیف دہ لمحوں سے زیادہ میسر آئے۔ انھیں ہمارے مقابلے میں تکلیف دہ لمحے خوشی کے لمحوں سے زیادہ ملے، حالانکہ وہ بہت طاقتور اور مضبوط تھے۔ وہ اچھی خاصی تقویت پکڑ گئے تھے۔ جوان لڑکی ان کے ذکر سے گھبرا جاتی تھی۔ شیر خوار بچے کو ان کا ڈراوا دے کر سلایا جاتا تھا۔ مجھے ان کی طرف سے جب جب موقع ملا، میں نے اسے غنیمت جانا۔ میں نے ایک لشکر کو دوسرے لشکر کے اتنا قریب کیا کہ ایک دوسرے کے چہرے پہچانے گئے۔ ہم وہیں لڑتے بھڑتے رہے یہاں تک کہ تقدیر کا لکھا پورا ہوا اور اس قوم کی جڑ کاٹ دی گئی جس نے ظلم کیا۔ اور حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''③

امیر حجاج مہلب کی عسکری صلاحیتوں کا اعتراف کرتا اور اس کے اخلاص اور ریاست کے لیے اس کی خدمات پر اسے انعامات دیتا ہے

امیر حجاج نے مہلب کو جواباً لکھا:

''اما بعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خیر کا معاملہ کیا اور انھیں تلوار زنی کی مشقت اور جہاد کے بوجھ سے چھٹکارا دلایا۔ تمھارے ہاں جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ میرے علم میں آتا رہا ہے۔

① الکامل للمبرد: ۲/۲۳۲، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۰۶، اور دیکھیے الکامل لابن الأثیر: ۴/۶۶، ۶۷، ومروج الذھب: ۲/۱۰۶.

② شرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۰۶.

③ الکامل للمبرد: ۲/۲۳۲، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۰۷، ۴۰۸، وسرح العیون لابن نباتۃ: ص ۱۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس اللہ کا شکر ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو مجاہدین میں ان کا مال غنیمت تقسیم کر دو اور لوگوں کی جاں نثاری کے بقدر انھیں اضافی مال دو۔ جسے تم ترجیح دینا چاہو اسے ترجیح دو۔ اگر کچھ خوارج باقی رہ گئے ہیں تو گھڑسواروں کا ایک دستہ ان کے تعاقب میں بھیجو اور جسے تم مناسب سمجھو، کرمان کا والی بناؤ۔ اپنے کسی بہادر و جفاکش لڑکے کو گھڑسوار دستے کا امیر مقرر کرو۔ میرے پاس لائے بغیر کسی کو گھر جانے کی اجازت نہ دو اور جلدی سے آؤ، ان شاء اللہ۔''

امیر مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو کرمان کا والی بنادیا اور اس سے کہا کہ

''میرے بیٹے! تم آج ویسے نہیں ہو جیسے تم تھے۔ کرمان میں سے تمھارا علاقہ وہی ہے جو حجاج سے باقی بچا ہے۔ تمھاری تعریف بھی انھی کاموں پر ہوگی جن پر تمھارے باپ کی تعریف ہوئی تھی۔ سو جو لوگ تمھارے ماتحت ہیں، ان سے اچھا سلوک کرنا۔ اگر کسی انسان کی کوئی بات تمھیں بری معلوم ہو تو اسے میری طرف بھیج دینا۔ اپنے لوگوں پر مہربانیاں کرنا۔''①

اس کے بعد مہلب امیر حجاج کے ہاں آیا۔ امیر حجاج نے اسے اپنے برابر بٹھایا اور اس کا بہت اکرام کیا۔ اس نے کہا:

''اے اہل بصرہ! تم مہلب کے غلام ہو۔''

امیر حجاج نے مہلب کی تعریف کی اور اس کی عسکری صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ اس نے مہلب سے کہا تم تو واللہ ویسے ہو جیسے لقیط ایادی نے کہا تھا۔

وَقَلِّدُوا اَمْرَكُمْ لِلّٰهِ دَرُّكُمْ ... رَحْبَ الذِّرَاعِ بِاَمْرِ الْحَرْبِ مُضْطَلِعَا
لاَ يَطْعَمُ النَّوْمَ اِلاَّ رَيْثَ يَبْعَثُهُ ... هَمٌّ يَكَادُ حَشَاهُ يَقْصِمُ الضِّلْعَا
لاَ مُتْرَفًا اِنْ رَخَاءُ الْعَيْشِ سَاعَدَهُ ... وَلاَ اِذَا عُضَّ مَكْرُوْهٌ بِهِ خَشَعَا
مَازَالَ يَحْلِبُ هٰذَا الدَّهْرَ اَشْطُرَهُ ... يَكُوْنُ مُتَّبِعًا طَوْرًا وَمُتَّبَعَا
حَتّٰى اسْتَمَرَّتْ عَلَى شَزْرٍ مَرِيْرَتُهُ ... مُسْتَحْكَمَ الرَّأْيِ لاَ قَحْمًا وَلاَ ضَرَعَا

① الکامل للمبرد: ۲/ ۲۳۲، ۲۳۳، وشرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/ ۴۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:''اللہ کے لیے ہے تمھاری خوبی (تم بڑے قابل تعریف ہو،) تم سپہ سالاری اس طاقتور کو دو جوفن حرب وضرب کا ماہر ہے۔ وہ نیند کا ذائقہ نہیں چکھتا مگر اتنی دیر کہ ایک عزم اسے اٹھا دیتا ہے جو پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو ہوتا ہے۔ اگر آسودہ حالی اس کی مدد کرے تو وہ عیش وعشرت کا دلدادہ نہیں ہوتا۔ جب کوئی مشقت بھرا ناپسندیدہ کام اس پر ڈالا جائے تو وہ ڈرتا نہیں۔ وہ زمانے کا گرم وسرد چشیدہ ہے۔ کبھی وہ تابع (ماتحت) ہوتا ہے اور کبھی متبوع (مخدوم، عہدیدار۔) یوں اس کا تجربہ بڑھتا رہتا ہے۔ وہ پختہ رائے ہے۔ نہ وہ سال خوردہ بڈھا ہے نہ کمزور ننھا۔''①

امیر مہلب نے کہا:

اللہ کی قسم! ہم اپنے دشمن سے زیادہ مضبوط نہیں تھے، لیکن حق نے باطل کا قلع قمع کر دیا اور ہماری جماعت فتنے پر غالب آ گئی۔ جنگ کو طول دینا ہمارے لیے بہتر ثابت ہوا، اگرچہ یہ ہمیں پسند نہیں تھا اور ہم یہ چاہتے تھے کہ معاملہ جلد نمٹا دیا جائے۔

امیر حجاج نے کہا:

''تم ٹھیک کہتے ہو''۔

اس نے مہلب سے ان مجاہدین کے نام پوچھے جنھوں نے بہادری کے غیر معمولی جوہر دکھائے تھے۔ مہلب نے ان کی بہادری اور جاں فشانی کے لحاظ سے ان کا ذکر کیا لیکن اس نے اپنے بیٹوں کو سرفہرست رکھا۔ اس نے کہا:

''اگر کوئی مجاہد ان سے آگے بڑھا ہوتا تو میں اسے آگے ہی رکھتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ان پر ظلم کروں گا تو ان کا ذکر سب کے آخر میں کرتا۔''

امیر حجاج نے مہلب کی تصدیق کی اور کہا:

① روایت ہے کہ حاضرین میں سے ایک شخص اٹھا اور حجاج کے قریب آ کر کہنے لگا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، واللہ! گویا میں اس وقت قطری کو یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں کہ مہلب، بخدا! ویسے ہے جیسے لقیط ایادی نے کہا۔ یہ کہہ اس نے لقیط ایادی کے یہ شعر پڑھے۔ حجاج اس کی یہ بات اور یہ اشعار سن کر بہت خوش ہوا۔ الکامل للمبرد: ۲/ ۲۲۳، وفوات الوفیات: ۵/ ۹۵، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ اگرچہ میں وہاں موجود نہیں تھا اور تم موجود تھے، پھر تم انھیں مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔ وہ بلاشبہ اللہ کی تلواریں ہیں۔''

حجاج نے بنومہلب کی خدمات کے اعتراف میں ان میں سے ہر ایک کی تنخواہ میں دو ہزار کا اضافہ کر دیا۔ دیگر مجاہدین جن کا نام مہلب نے لیا تھا، ان میں سے ہر ایک کو اس کی سرفروشی کے بقدر انعام سے نوازا گیا۔①

یوں امیر حجاج نے عہدیداران کی عزت افزائی کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی اور ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھا۔ اس کے ہاں نہ کسی کا حق دبایا جاتا تھا نہ کسی کی محنت رائیگاں جاتی تھی۔

مہلب کو یہ انعام ملا کہ امیر حجاج نے اسے خراسان کا والی بنا دیا۔ امیہ بن خالد بن اسید کی معزولی کے بعد ۷۸ھ سے خراسان اور سجستان کی ولایتیں حجاج کے پاس تھیں۔②

مہلب کے حوالے سے یہ اقدامات کیے جا رہے تھے، دوسری طرف امیر حجاج نے سفیان بن ابرد کلبی کو روانہ کر دیا جو شبیب کی جنگ سے فارغ ہو چکا تھا۔ اس نے طبرستان میں کوفیوں کے سپہ سالار اسحاق بن محمد بن اشعث کو لکھا کہ وہ سفیان کے زیر قیادت آ جائے۔ اسحاق سفیان سے آن ملا اور یہ دونوں قطری کی تلاش میں نکلے۔ طبرستان کی ایک گھاٹی میں انھوں نے قطری کو جا لیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ قطری کے جنگجو تتر بتر ہو گئے اور وہ خود گھاٹی کی کھائی میں گر پڑا۔ ایک شخص نے ایک پتھر اس کی طرف لڑھکا دیا جو اس کے کولہے پر لگا اور اسے مزید کمزور کیا۔ اس کے بعد کچھ کوفی نیچے اترے اور قطری کا سر تن سے جدا کر کے سفیان کے پاس لے آئے۔ سفیان نے قطری کا سر امیر حجاج کے پاس اور امیر حجاج نے اسے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس روانہ کر دیا۔③

اس مہم کی انجام دہی کے بعد سفیان بن ابرد کلبی نے عبیدہ بن ہلال کی طرف پیش قدمی کی جو قطری سے الگ ہو گیا تھا④ اور قصر قومس میں قلعہ بند ہو کر بیٹھا تھا۔ سفیان کے لشکریوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے نے جب شدت اختیار کی تو عبیدہ کے آدمی بھوکوں مرنے لگے۔ انھوں نے سواری کے

①الکامل للمبرد: ۲/ ۲۳۴، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۰۸.
②تاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۱.
③حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۲۶، ۱۲۷، حوالہ مذکورہ: ص ۶۸، ۶۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۹۳.
④الفرق بین الفرق للبغدادی: ص ٦٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سارے جانور ذبح کر کے کھا لیے جس کے بعد وہ قلعے سے نکل کر سفیان کے مقابلے میں آ گئے۔سفیان نے انھیں موت کے گھاٹ اتارا اور ان کے سر قلم کر کے امیر حجاج کے پاس بھیج دیے۔①

ادھر یہ لوگ کیفر کردار کو پہنچ رہے تھے، ادھر جیرفت میں ان کے ساتھی مہلب کے ہاتھوں انجام کو پہنچ رہے تھے۔ یہ ۷۸ھ کے واقعات ہیں۔②

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۷، والکامل لابن الأثیر: ص ۶۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۹۴.

② فوات الوفیات: ۵/ ۹۳، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/ ۴۶۶، والبدایة والنهایة: ۹/ ۳۱، وشذرات الذهب: ۱/ ۸۶، طبری (۵/ ۱۲۶) اور ابن اثیر (۴/ ۶۸) کی روایت ہے کہ قطری ۷۷ھ میں قتل ہوا تھا جبکہ یعقوبی (۳/ ۲۱) کا کہنا ہے کہ وہ ۷۹ھ میں ہلاک ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

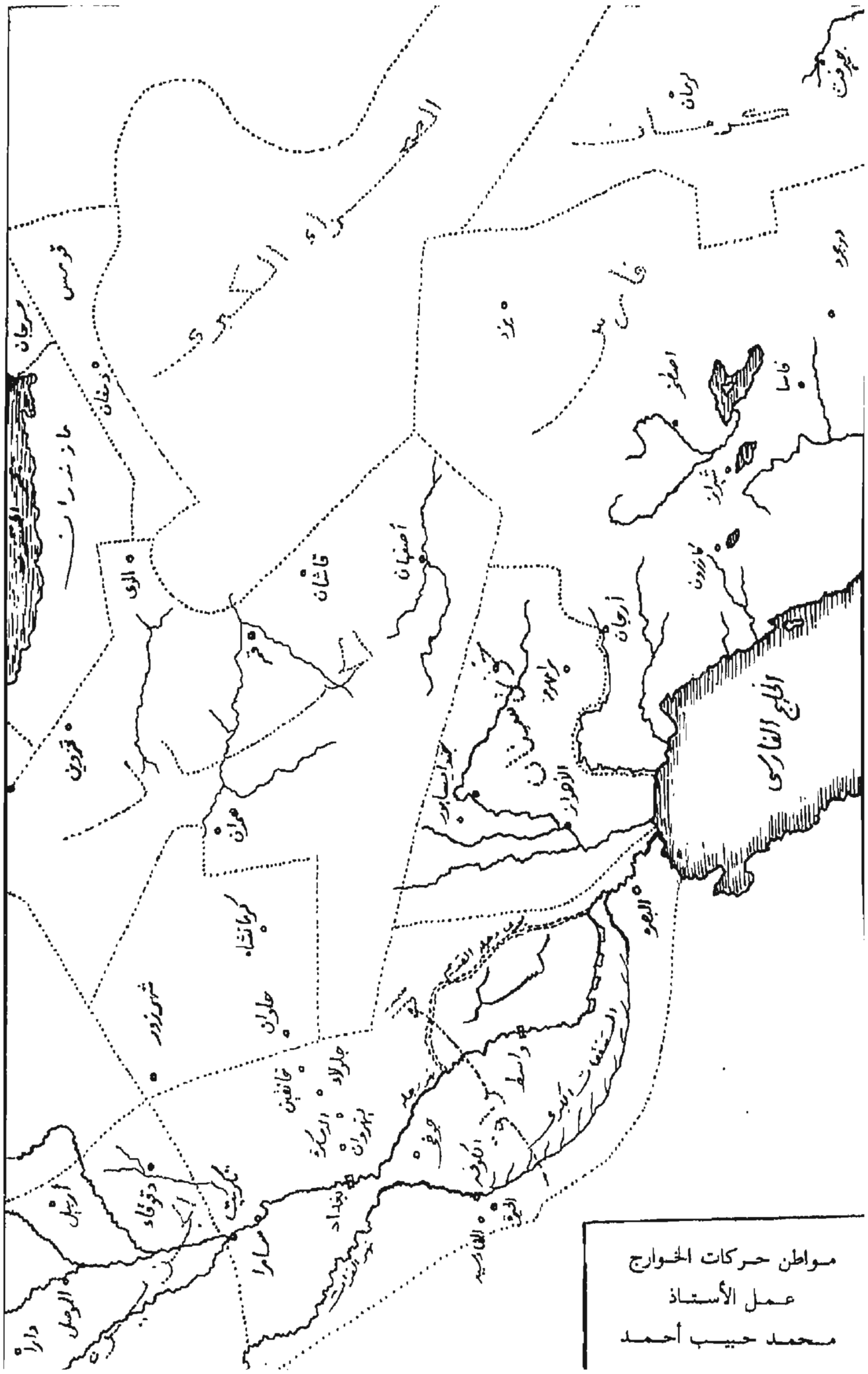

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳ خوارج صفریہ (صالحیہ وشبیبیہ) کی بغاوت

خوارج صفریہ کے ایک فرقے خوارج صالحیہ کا سردار صالح بن مسرح تمیمی نصیبین اور ماردین کے درمیان دارا میں اقامت پذیر تھا۔① صالح کے متعدد شاگرد تھے جنھیں وہ قرآن پڑھاتا، دین کی تعلیم دیتا اور قصے سناتا تھا۔ وہ انھیں تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت دیتا اور یہ تاکید کرتا تھا کہ انھیں ظالم حکمرانوں سے انتقام لینا اور ان کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ ظلم وجور کا دور دورہ ہے۔ عدل وانصاف مٹ گیا ہے اور حکمران ہرگزرتے دن کے ساتھ زیادہ متکبر، سرکش، حق سے دور اور رب تعالیٰ کے معاملے میں جسور وجری ہوتے جاتے ہیں۔②

صالح جلد باز نہیں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بیس برس تک لوگوں کو بڑے اطمینان وسکون سے تعلیم دیتا رہا تھا۔③

شبیب بن یزید شیبانی اس کا سب سے نمایاں معاون تھا۔ ان دنوں اس کا قبیلہ فرات کے دائیں کنارے صحرائے کوفہ میں آباد تھا۔ شروع میں وہ روح بن زنباع کے پاس گیا اور اس سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ امیر المومنین عبدالملک سے سفارش کر کے اس کا وظیفہ دیگر عمائدین کے برابر کرا دے۔ ابن زنباع نے عبدالملک سے اس سلسلے میں بات کی تو انھوں نے کہا: میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ ابن زنباع نے عبدالملک کا جواب شبیب کو پہنچا دیا۔ شبیب نے کہا: وہ مجھے عنقریب جان لے گا۔④

۷۵ھ میں عبدالملک حج کے لیے گئے۔ صالح بن مسرح کے ہمراہ شبیب بن یزید اور سوید نے

① صفریہ خوارج کا ایک بڑا فرقہ تھا۔ دیگر فرقوں کی طرح اس کے بانی کا تعین بھی مشکل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زیاد بن اصفر یا عبداللہ بن صفار یا عبیداللہ بن قبیصہ کے پیروکار تھے۔ صفریہ انھیں یوں کہا گیا کہ کثرت عبادت وریاضت نے انھیں کمزور کر دیا تھا۔ ان کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے۔ (پیلی رنگت عربی میں صفرہ کہلاتی ہے۔) روایت ہے کہ صالح صفریہ کا وہ پہلا سردار تھا جس نے ریاست سے دشمنی مول لی تھی۔ (الطبری: ۵/ ۵۰، ۵۱)

② القصص في الطبری: ۵/ ۵۱، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۹.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۵۲.

④ الفرق بین الفرق: ص ۹۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اسی سال حج کیا۔شبیب نے عبدالملک پر قاتلانہ حملے کا منصوبہ بنایا۔عبدالملک کو خبر ہوگئی۔حج سے واپسی کے بعد انھوں نے حجاج کو لکھا کہ وہ صالح وشبیب کا تعاقب کرے۔صالح کوفہ آتا تھا اور یہاں مہینہ بھر ٹھہر کر اپنے شاگردوں سے ملتا، انھیں تعلیم دیتا اور امویوں کے خلاف بغاوت کے لیے تیار کرتا تھا۔امیر حجاج صالح کے پیچھے پڑ گیا حتی کہ کوفہ میں رہنا اس کے لیے مشکل ہوگیا۔اس نے کوفہ چھوڑ کر دارا میں اقامت کر لی۔①

اس موقع پر صالح نے اپنے شاگردوں کو عندیہ دیا کہ وہ تیار ہو جائیں اور اپنے بھائی بندوں کو بھی بلا بھیجیں۔انھوں نے اپنے ساتھیوں سے مراسلت کی اور ان سے ملاقاتیں کیں۔یہ تیاریاں جاری تھیں کہ محلل بن وائل یشکری صالح کے نام شبیب کا خط لایا۔اس میں لکھا تھا:

''امابعد! مجھے معلوم تھا کہ تم تحریک اٹھانا چاہتے تھے۔تم نے مجھے تحریک میں شمولیت کی دعوت بھی دی تھی جو میں نے قبول کر لی تھی۔اگر تم آج ہی یہ کام کرنا چاہتے ہو تو تم شیخ المسلمین ہو۔تمھارا ہم پلہ ہم کسی کو نہیں سمجھتے۔اگر تم اسے مؤخر کرنا چاہتے ہو تو مجھے بتادو۔اجل تو صبح آئی کہ شام آئی۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں ظالموں کے خلاف جہاد سے پہلے مجھے موت نہ آلے۔یہ کتنا بڑا نقصان ہوگا اور یہ کیسا فضیلت کا عمل ہوگا جو مجھ سے چھوٹ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں ان لوگوں میں شامل کرے جو اپنے عمل سے اللہ کی رضامندی، اس کے چہرے کے دیدار اور دارالسلام میں صالحین کی رفاقت کا ارادہ رکھتے ہیں۔والسلام علیکم۔''②

صالح نے اسے جواباً لکھا:

''میں نے ابھی تک خروج اس لیے نہیں کیا کہ مجھے تمھارا انتظار ہے۔تم ہمارے ہاں تشریف لاؤ۔بلاشبہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کی رائے سے آدمی بے نیاز نہیں رہ سکتا، نہ ان کے بغیر کوئی بات طے ہو سکتی ہے۔''③

صالح کا خط شبیب کو ملا تو اس نے کچھ افراد کو بلایا جن میں اس کا بھائی مصاد، محلل بن وائل

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۱، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۵۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۱.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۲، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۴۲، حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۸، ۵۹.
③ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۲، وتاریخ الطبری: ۵/ ۵۲، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یشکری اور دیگر شامل تھے۔شبیب انھیں ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور دارا میں صالح کے پاس پہنچا۔ان دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو شبیب نے صالح سے کہا: ہمیں لے چلو، اللہ تم پر رحم کرے۔ واللہ! سنت مٹتی جاتی ہے اور مجرمان مزید سرکش ہوتے جاتے ہیں۔

اس پر صالح نے اپنے خفیہ پیغام رساں اپنے رفقاء کے پاس بھیج دیے اور انھیں خروج کے لیے بدھ کی رات یکم صفر ۷۶ھ کا وقت دے دیا۔①

خوارج طے شدہ رات کو اکٹھے ہوئے۔ان کی تعداد ایک سو دس یا ایک سو بیس کے لگ بھگ تھی۔ان کے سردار نے انھیں نصیحت کی کہ وہ کسی سے لڑائی نہ کریں اِلّا یہ کہ کوئی ان سے لڑائی کا ارادہ رکھے۔②اس نے انھیں ان کی پہلی ذمہ داری سونپی تاکہ وہ جہاد کے قابل ہوسکیں۔اس نے ان سے کہا: تم میں سے زیادہ تر پا پیادہ ہیں۔یہاں محمد بن مروان کے جانور کھڑے ہیں۔(محمد بن مروان الجزیرہ کا امیر تھا۔) تم انھی سے بغاوت کا آغاز کرو اور ان پر اپنے لوگوں کو سوار کرو۔ یوں تم دشمن کے خلاف تقویت حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اسی راستے روانہ ہوئے اور تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا۔وہ اگلی تیرہ راتیں دارا میں دندناتے پھرے اور لوگوں کو دہشت زدہ کرتے رہے۔اہل دارا، اہل نصیبین اور اہل سنجار ان کے خوف سے قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔

یہ صورت حال محمد بن مروان کے علم میں آئی لیکن اس نے اس بغاوت کو معمولی سمجھا اور کچھ خاص اہمیت نہ دیتے ہوئے ایک ہزار جنگجو عدی بن عمیرہ کی سرکردگی میں ان کی طرف روانہ کیے۔ یہ جنگجو قتال کرنا نہیں چاہتے تھے اور ان کا رویہ ایسا تھا گویا وہ موت کی طرف لے جائے جاتے ہیں۔ دوغان کے بازار میں معرکہ ہوا اور عدی کے لشکر کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ خود وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ اس کے خیموں میں جو کچھ سامان تھا، وہ صالح کے ہاتھ لگا۔③

شکست کی خبر محمد بن مروان کو ہوئی تو اسے غصہ آیا۔ اس نے خالد بن جزء سلمی اور حارث بن

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۲، ۵۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۳، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۰۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۲.
② حواله مذکوره: ۵/ ۵۳، حواله مذکوره: ۴/ ۴۳، وحواله مذکوره: ۱/ ۴۱۰، وحواله مذکوره: ۱۱/ ۳۰۲، وحواله مذکوره: ۵/ ۷۲، ۷۳.
③ حواله مذکوره: ۵/ ۵۴، حواله مذکوره: ۴/ ۴۳، وحواله مذکوره: ۱/ ۴۱۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جعونہ کو بلایا اور ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار مجاہدین کا ایک ایک دستہ ان دونوں کے سپرد کر کے ان سے کہا: اس قلیل وخبیث باغی جماعت کی طرف جلدی سے روانہ ہو جاؤ اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے پہنچو۔ تم دونوں میں سے جو شخص پہلے پہنچ گیا وہ دوسرے کا امیر ہوگا۔

وہ دونوں روانہ ہو گئے اور صالح کا پتہ پوچھتے ہوئے آگے بڑھے۔ انھیں معلوم ہوا کہ وہ آمد کی طرف گیا تھا۔ (آمد فرات کے بائیں کنارے واقع تھا۔) وہ دونوں وہاں پہنچے اور اپنے ارد گرد خندق کا حصار باندھ کر بیٹھ گئے۔ صالح نے شبیب کو کچھ خارجی جنگجوؤں کے ہمراہ حارث کے مقابلے میں بھیجا اور وہ خود خالد کے مقابلے میں گیا۔ فریقین کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ صالح غلبہ نہ پا سکا اور اس کے قلیل لشکر کے تیس جنگجو مارے گئے۔ محمد بن مروان کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ ①

صالح نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اپنے رفقاء سے مشورہ کیا۔ شبیب نے مشورہ دیا کہ اس جگہ سے نکلنا ضروری ہے جہاں دشمن اپنے گرد خندق کا حصار باندھے بیٹھا ہے۔ صالح کو یہ رائے پسند آئی اور یہ طے کر لیا گیا کہ یہاں سے فی الفور نکل جانا چاہیے۔

چنانچہ خوارج اسی رات روانہ ہو گئے اور موصل اور الجزیرہ سے گزرتے ہوئے دسکرہ پہنچ گئے۔ وہ جب دسکرہ پہنچے تو ان کی سرکوبی کی مہم حجاج کو سونپ دی گئی۔ حجاج نے فوراً کوفہ کا ایک لشکر ان کے تعاقب میں روانہ کیا جو تین ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لشکر حارث بن عمیرہ کے زیر قیادت تھا۔ یہ لشکر دسکرہ کے قریب پہنچا تو صالح دسکرہ سے نکل کر جلولا اور خانقین کی طرف فرار ہو گیا۔ حارث نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ موصل اور جوخی کے درمیان واقع ایک سرحدی قریے مدبج پہنچ گیا جہاں معرکہ لڑا گیا۔ معرکے کے نتائج خوارج کے حق میں اچھے نہ نکلے۔ صالح بن مسرح مارا گیا۔ یہ پیر ۱۷ جمادی اولیٰ ۷۶ھ بمطابق ۳ ستمبر ۶۹۵ء کا دن تھا۔ شبیب اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ ②

یوں خوارج کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ شبیب صالح کی قیام گاہ پر آیا اور دیکھا کہ اسے تو

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۲، ابن شاکر (۵/ ۷۳)، عینی (۱۱/ ۳۰۳) اور ابن کثیر (۹/ ۱۳) کی روایت ہے کہ لشکر شبیب کے مقتولین کی تعداد ستر اور لشکر ابن مروان کے شہداء کی تعداد تیس تھی۔

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۵، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۴۳، وشرح نھج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۳، ۳۰۴، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مار دیا گیا ہے تو اسے خدشہ ہوا کہ صالح کے رفقاء تتر بتر ہو جائیں گے۔اس نے آواز دی: اے مسلمانو! خوارج اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔شبیب نے ان سے کہا: ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر کے دشمن پر وار کرتے رہو تا کہ ہم اس قلعے میں داخل ہو جائیں اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کریں۔

خوارج نے اس ہدایت پر عمل کیا اور وہ قلعے میں گھس گئے۔حارث نے ان کا محاصرہ کر لیا اور قلعے کے دروازے پر آگ کا الاؤ بھڑکا دیا تا کہ خوارج قلعے سے نکل نہ سکیں۔حارث نے اپنے رفقاء سے کہا: ہم ان پر صبح حملہ کریں گے اور انھیں موت کے گھاٹ اتاریں گے۔یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔①

شبیب نے خوارج سے کہا: تمھیں کس شے کا انتظار ہے؟ اگر ان لوگوں نے کل صبح تم پر دھاوا کر دیا تو تمھاری ہلاکت یقینی ہے۔خوارج نے کہا: تم جو کہو، ہم وہی کرتے ہیں۔شبیب نے کہا تباہی رات میں ہو تو چھپی رہتی ہے۔میری یا جس کی چاہو، بیعت کر لو، پھر ہم چل کر ان کے خیموں پر حملہ کرتے ہیں۔اس وقت وہ مطمئن ہیں۔انھیں تمھارا خوف نہیں۔مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کے خلاف تمھاری نصرت کرے گا۔خوارج نے شبیب سے کہا: تم ہی اپنا ہاتھ دو، ہم تمھاری بیعت کرتے ہیں۔چنانچہ خوارج نے جو ستر یا اسی کے قریب تھے، شبیب کی بیعت کر لی۔②

یوں شبیب خوارج کا امیر بن گیا۔خوارج نمدہ پانی میں بھگو کر لائے اور اسے آگ پر ڈال دیا۔اس کے بعد وہ قلعے سے نکل کر حارث کے لشکر پر اچانک حملہ آور ہو گئے۔حارث اور اس کے رفقاء کو تو اس وقت پتہ چلا جب ان پر تلواروں کے وار پڑنے لگے۔حارث نے جوابی وار کیے لیکن خوارج اس پر غالب آ گئے اور اسے شہید کر دیا۔مجاہدین نے حارث کو اٹھایا اور پسپا ہو کر لشکر گاہ خالی کر گئے۔وہ چلتے چلے گئے اور مدائن پہنچ گئے۔یہ امویوں کے خلاف شبیب کی پہلی فتح تھی۔③

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۴، وشرح نھج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/ ۴۱۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۴، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۴.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۴۴، وحوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۱۰، بغدادی (ص۸۹) کی روایت ہے کہ صالح معرکے میں زخمی ہوا تھا۔جب وہ مرنے لگا تو خوارج سے کہا: میں نے شبیب کو تم پر اپنا خلیفہ بنایا ہے کیونکہ وہ ایک بہادر آدمی ہے۔دشمن اس سے ڈرتا ہے۔سو تم میں سے جو دانا ہیں وہ اپنی دانائی سے اس کو رائے دیا کریں۔یہ کہہ کر وہ مر گیا اور خوارج نے شبیب کی بیعت کر لی۔

③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۶، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۴۴، وحوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۱۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۳، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد شبیب خوارج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور موصل و جوخی کی سرحد سے ہوتا ہوا آذربائیجان کی طرف چڑھ گیا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اعوان وانصار اکٹھے کرے، شیبان اور عنزہ میں سے اپنے دشمنوں سے انتقام لے اور اپنی ماں کو ساتھ لے لے جو اس علاقے میں رہتی تھی۔① اس وقت حجاج نے سفیان بن ابی عالیہ کو طبرستان سے بلا بھیجا تھا۔ اسے حجاج نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ہزار شہ سواروں کے ہمراہ طبرستان کے سربراہ سے دو دو ہاتھ کرے۔

لیکن ریاستی فوج اور خوارج کے درمیان جب صورتِ حال گھمبیر ہوگئی تو حجاج نے اسے خط لکھ کر یہ حکم دیا کہ وہ طبرستان کے سربراہ سے مصالحت کر کے دسکرہ چلا آئے اور وہاں قیام کرے۔ جب حارث بن عمیرہ کا لشکر اور چوکیوں کے گھڑسوار وہاں پہنچ جائیں تو وہ شبیب کی طرف پیش قدمی کرے۔

سفیان بن ابی عالیہ حجاج کے کہنے پر اپنے ہزار شہ سواروں کے ہمراہ دسکرہ چلا آیا۔ کوفہ اور مدائن میں حارث بن عمیرہ کے لشکر کے اندر منادی کر دی گئی کہ لشکر حارث بن عمیرہ کا جو سپاہی سفیان بن ابی عالیہ کے پاس دسکرہ نہ پہنچا اس سے حکومت بری الذمہ ہے۔ چنانچہ لشکر حارث کے تمام سپاہی دسکرہ جا پہنچے۔ ادھر چوکیوں کے پانچ سو شہ سوار بھی پہنچ گئے جن کا سالار سورہ بن ابجر تمیمی تھا۔ صرف پچاس کے قریب سپاہی دسکرہ نہ پہنچ سکے۔ سورہ نے سفیان کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے آنے تک ٹھہرے۔ لیکن سفیان روانہ ہوگیا اور سورہ اس سے خانقین میں مل پایا۔②

یہ عساکر شبیب کی طرف روانہ ہوئے لیکن شبیب انھیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا گویا وہ قتال کرنا نہیں چاہتا لیکن اس نے اپنے بھائی مصاد کو پچاس شہ سواروں کے ساتھ نشیب میں چھپا دیا۔

امویوں نے جب دیکھا کہ شبیب خوارج کو ہمراہ لے کر پہاڑ کے دامن سے ہوتا ہوا مشرق کی جانب نکل گیا ہے تو انھوں نے کہا: ''بھاگ گیا اللہ کا دشمن۔'' وہ شبیب کے تعاقب میں آگے بڑھے۔ عدی بن عمیرہ نے ان سے کہا: لوگو! جلدی مت کرو۔ ہم یہاں چل پھر کر دیکھتے ہیں۔ اگر انھوں نے کہیں کچھ لوگ چھپا رکھے ہیں تو ہم ان سے ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ ورنہ تعاقب میں تو ہمیں جانا ہی ہے۔ لیکن لوگوں نے عدی کے مشورے پر کان نہ دھرا اور تعاقب میں تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۷، ۵۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۴، ۴۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۲.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۵۵، وحوالہ مذکورہ، وشرح نہج البلاغة: ۱/ ۴۱۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شبیب نے جب دیکھا کہ وہ کمین گاہ سے آگے بڑھ آئے ہیں تو وہ پلٹ آیا۔کمین گاہ میں چھپے ہوئے خوارج نے عقب سے حملہ کر دیا۔اب وہاں جو کچھ ہوا، وہ قتال نہیں تھا۔وہ محض ہزیمت تھی جو امویوں کے حصے میں آئی۔سب لوگ بھاگ نکلے۔صرف سفیان دوسو جنگجوؤں کے ہمراہ ڈٹا رہا۔اس نے خوارج سے شدید قتال کیا۔وہ بھی شاید اس معرکے میں کام آجاتا لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔اس نے حجاج کو خط لکھ کر تمام واقعے سے آگاہ کیا اور بتایا کہ سورہ بن ابجر کے سوا تمام سپاہی پہنچ گئے تھے۔

حجاج نے سفیان کا خط پڑھ کر اس کی تعریف کی اور کہا: ''جس نے ایسا کام کیا اور ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا اس نے یقیناً اچھا کیا۔'' امیر حجاج نے سفیان کا عذر قبول کیا① ۔ اسے جواباً لکھا: امابعد! تم نے بہادری کا خوب مظاہرہ کیا اور اپنی ذمہ داری ادا کی۔جب تمھارا درد کم ہو جائے تو اجر و جزا کے مستحق بن کر اپنے گھر چلے آؤ۔

امیر حجاج نے خط لکھ کر سورہ کو ڈانٹ بتائی اور اسے حکم دیا کہ وہ مدائن سے پانچ سو سپاہیوں کا انتخاب کرے اور انھیں ساتھ لے کر شبیب کے مقابلے میں جائے۔سورہ نے حکم کی تعمیل کی اور شبیب کی طرف روانہ ہوا۔شبیب جوخی میں گھومتا پھرتا تھا۔سورہ اس کی تلاش میں تھا۔شبیب گھومتا گھامتا مدائن پہنچ گیا۔اہل مدائن اس کے ڈر سے قلعہ بند ہو گئے۔شبیب مدائن میں داخل ہو گیا۔اس نے سواری کے جانوروں پر قبضہ کر لیا اور جو سامنے آیا اسے قتل کر دیا۔ایک آدمی نے اس سے کہا کہ سورہ آ گیا ہے۔شبیب یہ سن کر مدائن سے نکلا اور نہر پر آ گیا۔یہ خوارج کی مقدس سرزمین تھی کیونکہ یہاں ان کے ساتھی بزعم خویش شہید ہوئے تھے۔شبیب اور خوارج نے وہاں نماز پڑھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے براءت کا اظہار کیا اور نہر کے مقتولین کے لیے دعا کی۔

ادھر سورہ نے اپنے جاسوس پھیلا دیے جنھوں نے اسے آکر بتایا کہ شبیب اس وقت کہاں موجود ہے اور اس کے ساتھیوں کی تعداد بتائی کہ وہ سو سے زائد نہیں ہیں۔سورہ نے یہ اطلاع پا کر اپنے تین سو سپاہی منتخب کیے اور انھیں ساتھ لے کر نہروان کی طرف روانہ ہوا جہاں شبیب اور اس کے ساتھ کے خوارج ٹھہرے ہوئے تھے۔شبیب بیدار مغز آدمی تھا۔اسے لشکر سورہ کی پیش قدمی کا اندازہ ہو گیا۔اس نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور سورہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔شبیب نے انھیں شکست سے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۵۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۵، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو چار کیا۔وہ پسپا ہو کر مدائن کی طرف بھاگے۔شبیب نے ان کا تعاقب کیا۔اسے امید تھی کہ وہ مدائن میں گھسنے سے پہلے انھیں جا لے گا لیکن وہ اس کے پہنچنے سے پہلے مدائن میں داخل ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے۔شبیب بھی مدائن پہنچ گیا۔امیر مدائن ابن ابی عصیفر حملہ آوروں کا منہ موڑنے کے لیے باہر آیا۔خوارج نے اس کے لوگوں پر تیر برسائے۔اہل مدائن نے خوارج پر پتھر برسائے۔خوارج مدائن پر قبضہ نہ کر سکے۔شبیب سے جب کچھ نہ بن پڑا تو وہ خوارج کو لے کر مدائن سے نکل گیا۔وہ جلولا سے گزرا تو وہاں اسے حجاج کے جانور دکھائی دیے۔اس نے وہ جانور ہتھیا لیے اور جوخی میں ادھر ادھر گھومتا پھرا، پھر وہ تکریت کی طرف روانہ ہو گیا۔①

شبیب چونکہ ہمیشہ اپنی جگہ بدلتا رہتا تھا اور ایک جگہ قیام نہیں کرتا تھا، اس لیے اہل مدائن اس سے خاصے مرعوب اور خوفزدہ ہو گئے۔مدائن میں یہ افواہ پھیل گئی کہ شبیب مدائن پر شب خون مارنے کا ارادہ رکھتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ مدائن میں مقیم زیادہ تر سپاہی کوفہ میں اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

یہ بات امیر حجاج کے علم میں آئی تو اس نے کہا:

''سورہ پر خدا کی مار پڑے، اس نے لشکر اور سپاہ کو ضائع کر دیا اور نکلا ہے خوارج پر حملہ آور ہونے! واللہ! میں اسے سبق سکھاؤں گا۔''

امیر حجاج نے سعید بن عثمان ملقب بہ جزل کو بلا بھیجا اور اس سے کہا کہ وہ روانگی کی تیاری کرے۔اس نے جزل سے مزید یہ کہا کہ وہ نہ تو بے وقوف کی سی عجلت کرے نہ ڈرپوک کی طرح پیچھے ہٹے۔جزل نے درخواست کی کہ شکست خوردہ لشکر کا کوئی سپاہی اس کے ہمراہ نہ بھیجا جائے کیونکہ ان کے حوصلے پست ہیں۔امیر حجاج نے اس کی درخواست منظور کی اور جزل کے لیے چار ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک علیحدہ لشکر ترتیب دیا۔حجاج کے منادی نے اعلان کر دیا جو سپاہی اس مہم سے پیچھے رہا، حکومت اس سے بری الذمہ ہے۔

جزل چار ہزار سپاہیوں پر مبنی اس لشکر جرار کی قیادت کرتے ہوئے شبیب کی تلاش میں نکلا۔شبیب ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا اور یہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ جزل کے خوف سے بھاگ رہا ہے۔وہ یہ چاہتا تھا کہ جزل اپنی سپاہ کو مختلف جگہوں پر پھیلا دے۔یوں وہ چھوٹے چھوٹے دستوں میں

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۰، ۶۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۵، ۴۶، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۱۱، ۴۱۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ہو جائیں گے اور خود جزل کے پاس بھی سپاہی کم رہ جائیں گے۔تب وہ اس کے مقابلے میں آئے گا۔لیکن جزل نے مہلب کا طریقہ اختیار کیا۔وہ دن میں خوارج کا تعاقب کرتا اور رات میں خندق کا حصار باندھ کر بیٹھ رہتا۔

جب اس آنکھ مچولی نے طول پکڑا تو شبیب نے اپنے ایک سو ساٹھ آدمیوں کو چار ٹکڑیوں میں تقسیم کیا، ہر ٹکڑی کا ایک سالار مقرر کیا اور چاروں سالاروں سے کہا کہ وہ اس کی بتائی ہوئی سمتوں سے جزل پر دھاوا کریں۔ان چاروں نے اپنے اپنے مقام سے جزل پر حملہ کیا لیکن وہ اس لشکر جرار کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

خوارج نے جب دیکھا کہ جزل تو پنجے جھاڑ کر ان کے پیچھے پڑ گیا ہے تو وہ جوخی کے علاقے میں گھوم پھر کر خراج ہتھیانے لگے۔جزل اپنے طریقے کے مطابق برابر ان کے تعاقب میں تھا۔ وہ دن میں تیار ہو کر ان کا پیچھا کرتا اور رات میں خندق کھود کر بیٹھ رہتا۔①

امیر حجاج کو بھی محسوس ہوا کہ یہ تعاقب طول پکڑتا جاتا ہے۔دشمن کے مقابلے میں اس کا نقطۂ نظر ہمیشہ یہ رہا تھا کہ جنگ کو طول نہ دے کر کام جلد از جلد نمٹایا جائے۔اس نے جزل کو خط لکھا جو تمام لشکر کے روبرو پڑھا گیا۔

> ''امابعد! میں نے تمھیں مصر کے شہ سواروں اور دیگر نمایاں جنگجوؤں کے ہمراہ یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ تم دین سے خارج اس گم کردہ راہ و گمراہ کن جماعت کے تعاقب میں جاؤ اور اس کا مقابلہ کرو۔اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹو جب تک تم اسے قتل کر کے فنا نہ کر دو۔لیکن میں نے تمھیں ان سے لڑائی بھڑائی کا جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کے بجائے تمھیں بستیوں میں راتیں بسر کرنا اور خندقوں کے درمیان خیمہ زن رہنا زیادہ آسان لگتا ہے۔والسلام۔''②

جزل پر یہ خط بہت گراں ہوا۔اس نے فوج کو حکم دیا کہ خوارج سے قتال کے لیے پیش قدمی کی جائے۔سپاہی جزل کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ امیر حجاج اسے معزول کر دے گا۔

اس کے بعد زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ امیر حجاج نے جزل کی جگہ سعید بن مجالد ہمدانی کو

---

① دیکھیے تاریخ الطبری: ۵/ ۶۲، ۶۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۵، ۴۶، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۲، ۴۱۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۳.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۶۵، وشرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/ ۴۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا اور اس سے کہا کہ وہ سپاہیوں کو لے کر پیش قدمی کرے، خوارج کے ساتھ جنگ کو طول نہ دے اور جزل نے جیسی تاخیر کی تھی ویسی تاخیر نہ کرے۔

جزل اس روز شبیب کی تلاش میں نہروان پہنچا ہوا تھا۔ وہاں وہ اپنے لشکر میں بیٹھا تھا۔ اہل لشکر نے اپنے گرد خندق کا حصار باندھ رکھا تھا۔ سعید بن مجالد سیدھا اہل کوفہ کے لشکر میں آیا اور کھڑے پاؤں خطاب کرنے لگا جس میں اس نے اہل لشکر کو ڈانٹ بتائی، انھیں ناکارہ قرار دیا اور ان کے طریق کار کی مذمت کی۔ جزل نے اس سے پوچھا تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ وہ بولا میں اس گھڑسوار دستے کو لے کر شبیب پر چڑھائی کرنا چاہتا ہوں۔ جزل نے اس سے کہا:

> تم گھڑسواروں اور پیادوں کے ایک دستے کے ساتھ یہیں ٹھہرو، میں خوارج کی طرف جاتا ہوں۔ واللہ! وہ تم پر چڑھائی کریں گے، اس لیے تم لشکر کو تقسیم نہ کرو۔ سعید نے اس کی رائے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: تم یہیں ٹھہرو۔

شبیب اس وقت رامہرمز کے راستے میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ وہ اور دوسرے خوارج کھانا کھانے میں مصروف تھے کہ ایک آدمی نے آکر بتایا، وہ ہر طرف سے دشمن کے گھیرے میں ہیں۔ شبیب نے اطمینان سے کھانا ختم کیا اور خیمے سے نکل کر سعید کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ سعید اپنے گھڑسواروں کو اس کی طرف دھکیلنے لگا۔ شبیب نے جب دیکھا کہ سعید کے جنگجو اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکے اور تتر بتر ہو گئے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ان پر اندھا دھند حملہ کر دو۔ یہ مت دیکھو کہ کون سامنے آتا ہے۔ آج میں نہیں یا ان کا امیر نہیں۔

یہ کہہ کر شبیب اور اس کے ساتھیوں نے امویوں پر اندھا دھند حملہ کر دیا اور انھیں پسپائی پر مجبور کر دیا۔ سعید ڈٹا رہا۔ شبیب اس کی طرف بڑھا اور تلوار کے وار سے اس کو قتل کر دیا۔ یوں سعید کے لشکر کو بری طرح شکست ہوگئی۔ اس کے باقی ماندہ گھڑسوار جزل کے پاس لوٹ آئے۔ جزل نے انھیں پکارا: لوگو! میرے پاس آجاؤ! عیاض بن ابی لینہ نے بھی انھیں پکار کر کہا: اگر تمھارا نیا امیر کام آ گیا ہے تو تمھارا صاحب رائے اور بابرکت امیر ابھی زندہ ہے۔

اب جزل نے خوارج کے خلاف شدید قتال کیا۔ اسے مقتولین کے درمیان سے زخمی حالت میں اٹھا کر مدائن لایا گیا۔ زندہ بچنے والے سپاہی کوفہ واپس آ گئے۔ جزل نے امیر حجاج کو خط لکھ کر تمام واقعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کیا۔اس نے اپنے لائحہ عمل کا دفاع کیا اور بتایا کہ اس نے سعید کو بھی مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔حجاج نے جوابی مراسلے میں جزل کی تعریف کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔اور دونوں طریقوں کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا۔اس نے حیان بن ابجر کو جزل کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے زخمیوں کا علاج کرے۔علاج کے اخراجات کے لیے دو ہزار درہم بھی حیان کے حوالے کیے۔خود جزل کو بھی عبیداللہ بن ابی عصیفر کے ہاتھ ہزار درہم الگ سے بھیجے۔وہ وقتاً فوقتاً اس کی عیادت کے لیے آتا اور کوئی نہ کوئی تحفہ لاتا۔

اس فتح کے بعد شبیب کو اپنی قوت کے متعلق اطمینان حاصل ہوگیا۔اس نے مدائن کی طرف پیش قدمی کی اور یہ جان کر کہ مدائن کی فتح اس کے بس میں نہیں،کوفہ کی طرف پیش قدمی کو ترجیح دی۔وہ آگے بڑھا اور کرخ پہنچ کر دجلہ عبور کیا۔اس نے بغداد کے بازار میں امن کا پیغام بھیجا۔اسے خبر ملی تھی کہ بغداد والے اس سے خائف ہیں۔اس نے انھیں بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی کچھ جانور،تلواریں اور کچھ اشیائے ضرورت خریدنا چاہتے ہیں۔①

اس کے بعد شبیب کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور عمر بن سعد کے حمام کے قریب فروکش ہوا۔شبیب کی یہ نقل وحرکت حجاج کے علم میں آئی تو اس نے سوید بن عبدالرحمان کی سرکردگی میں دو ہزار سپاہیوں کا لشکر شبیب کے مقابلے میں بھیجا اور سوید سے کہا:شبیب کا سامنا کرو۔اگر وہ بھاگ نکلے تو تعاقب مت کرنا۔

سوید اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکلا اور سبخہ میں خیمہ زن ہوگیا۔اسے خبر ملی کہ شبیب آگے بڑھ رہا ہے۔وہ اس کی طرف چل پڑا۔وہ زرارہ پہنچا تو کسی نے بتایا کہ شبیب آگیا ہے۔ادھر حجاج نے عثمان بن قطن کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ سبخہ میں بیٹھ جائے۔

شبیب کو پتہ چل گیا کہ سوید نے کہاں پڑاؤ ڈالا ہے۔اس نے وہ سمت چھوڑی اور دوسری سمت سے کوفہ کا قصد کیا۔کم گہری دریائی گزرگاہ سے فرات پار کیا اور دارالرزق پہنچ کر اتر گیا۔یہ بات سوید کے علم میں آئی تو خوارج کے تعاقب کے لیے اپنے سپاہیوں کو سوار ہونے کا حکم دیا۔اس وقت عثمان اور اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

شبیب ان کی طرف آیا تو ان کے سپاہیوں کی حالت دگرگوں ہوگئی اور وہ مضطرب ہو کر ایک دوسرے سے ہی گتھم گتھا ہو گئے۔اگر انھیں یہ پتہ نہ چل پاتا کہ سوید شبیب کے تعاقب میں ہے اور وہ

①تاریخ الطبری:۵/۶۵۔۶۹،وشرح نہج البلاغۃ:۱/۴۱۳،۴۱۴،والکامل لابن الأثیر:۴/۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے لڑائی کے لیے آیا چاہتا ہے تو شاید وہ کوفہ واپس جا کر اپنے گھروں میں گھس جاتے۔①

تب شبیب نے کوفہ پر حملے کا ارادہ ترک کر دیا اور حیرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔سوید برابر اس کے تعاقب میں تھا۔اس نے جب دیکھا کہ شبیب کوفہ سے دور چلا گیا ہے تو اس نے تعاقب ترک کر دیا۔ اس تعاقب کے دوران میں شبیب نے کچھ حملے بھی کیے جن میں وہ کچھ حاصل نہ کر سکا۔اس نے چلتے چلتے صحرا کے کنارے آباد لوگوں پر دھاوے کیے، انھیں دہشت زدہ کیا اور اپنے کچھ دشمنوں سے انتقام لیا جس کے بعد وہ فرات پر چڑھا اور انبار سے ہوتے ہوئے شمال کی جانب آذربائیجان کو روانہ ہو گیا۔ یہاں حجاج نے اسے چھوڑ دیا۔②

امیر حجاج نے سوچا کہ شبیب اب دور چلا گیا ہے، چنانچہ اس نے کوفہ پر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود بصرہ روانہ ہو گیا۔اہل کوفہ اب پر سکون تھے لیکن ان کے سکون میں خلل ڈالنے کے لیے ایک خط عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ کے ہاں وارد ہوا۔یہ بابل مہروز کے دہقان مازرواسب کا خط تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ ایک تاجر جو محصل خراج بھی ہے،اس نے اسے بتایا ہے کہ شبیب نے خانیجار میں پڑاؤ کیا ہوا تھا۔وہ کوفہ کی طرف رواں دواں تھا۔عروہ رحمہ اللہ نے وہ خط بصرہ میں حجاج کو بھیج دیا۔حجاج خط ملتے ہی کوفہ کی طرف دوڑا تاکہ وہ شبیب سے پہلے کوفہ پہنچ جائے۔شبیب نے دجلہ کے کنارے واقع قریہ حزلی سے دریا پار کیا اور وہاں سے وہ آگے بڑھا۔عقرقوف میں پہنچ کر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: حجاج کوفہ میں نہیں۔اب کوفہ پر قبضہ کرنے میں ان شاء اللہ کوئی رکاوٹ نہیں۔تو چلو، حجاج سے پہلے کوفہ پہنچ جائیں۔لیکن حجاج منزلیں مارتا ہوا شبیب سے پہلے کوفہ پہنچ گیا۔وہ نماز عصر کے وقت کوفہ میں داخل ہوا۔③ شبیب مغرب کے وقت سبخہ میں اترا، ستایا اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں۔④

---

① تاریخ الطبری:٥/٦٧،والکامل لابن الأثیر:٤/٤٧،٤٨،وشرح نهج البلاغة:١/٤١٤،وعقد الجمان: ١١/٣٠٥.

② تاریخ الطبری:٥/٦٩،٧٠،والکامل لابن الأثیر:٤/٤٨.

③ الکامل لابن الأثیر:٤/٤٨، وشرح نهج البلاغة:١/ ٤١٤، وعقد الجمان:١١/ ٣٠٥، والبدایة والنهایة:٩/ ١٤،طبری (٥/٧١) کی روایت ہے کہ حجاج نماز ظہر کے وقت کوفہ پہنچا تھا۔

④ تاریخ الطبری:٥/٧١،والکامل لابن الأثیر:٤/٤٩،مؤرخین کے درمیان اس لشکر کی تعداد کے سلسلے میں اختلاف ہے جسے لے کر شبیب کوفہ میں داخل ہوا تھا۔بعض نے تو مبالغہ کیا اور اس تعداد کو ہزار تک پہنچایا ہے، البغدادی:٢٩٠،بعض نے اس تعداد کو بالکل ہی گھٹا کر بیس سے بھی کم بتایا ہے، البدء والتاریخ:٦/ ٣٣،ابن شاکر (٥/٧٧) اور صاحب==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شبیب نے رات میں کوفہ پر حملہ کیا۔اس کے ہمراہ اس کی بیوی غزالہ اور اس کی ماں جہیزہ کے علاوہ اور عورتیں بھی لشکر میں تھیں جو تلواریں اور نیزے حمائل کیے ہوئے تھیں۔شبیب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قصر امارت پر آیا اور اس کے دروازے پر ڈنڈے سے زور کی ضرب لگائی۔دروازے پر نشان پڑ گیا۔① اس نے حجاج پر طنز کیا۔

عَبْدٌ دَعِيٌّ مِنْ ثَمُوْدَ اَصْلُهٗ لاَ بَلْ يُقَالُ اَبُو اَبِيْهِمْ يَقْدَمُ

ترجمہ:''ایک مشکوک النسب غلام جس کی اصل ثمود سے ہے۔نہیں بلکہ کہا جاتا ہے، ان کے باپ کا باپ یقدم تھا۔''②

غزالہ نے حجاج کو دعوتِ مبارزت دی۔حجاج نے اس کی دعوتِ مبارزت قبول نہ کی۔اس بارے میں عمران بن حطان سدوسی نے کہا تھا، حجاج جس کی تلاش میں تھا۔

اَسَدٌ عَلَيَّ وَفِي الْحُرُوْبِ نَعَامَةٌ فَتْخَاءُ تَنْفِرُ مِنْ صِفِيْرِ الصَّافِرِ

هَلاَّ بَرَزْتَ اِلَى غَزَالَةَ فِي الْوَغٰى بَلْ كَانَ قَلْبُكَ فِيْ جَنَاحَيْ طَائِرِ

ترجمہ:''مجھ پر تو شیر ہے اور جنگوں میں کمزور شتر مرغ جو شکاری کی سیٹی سن کر بھاگ جائے۔ تم جنگ میں غزالہ کے سامنے کیوں نہ آئے؟! دراصل تمھارا دل چڑیا کا دل ہے۔''③

غزالہ مسجد کوفہ میں داخل ہوئی اور منبر پر چڑھ کر تقریر کرنے لگی۔تقریر میں وہ بنو مروان کی مذمت کرتی رہی۔④

بعد ازاں اس نے دو رکعت نماز پڑھی جس کی اس نے منت مانی تھی۔دو رکعت میں اس نے

==>شذرات الذهب عماد الدين (۱/ ۳۳) نے البتہ ذکر کیا ہے کہ لشکر شبیب کی تعداد ستر تھی۔ہم اس امکان کو مسترد کرتے ہیں کہ اس سال شبیب کا لشکر ہزار کو پہنچ گیا تھا۔اس کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہیں رہی تھی۔ہماری اس بات کی تائید یوں ہوتی ہے کہ اس لشکر کی تعداد ۷۷ھ میں آٹھ سو کو پہنچی تھی، بعد اس کے کہ شبیب نے اپنے ہم خیال، حجاج کے دشمن، مال یا بدلے کے دیگر آرزومند اور وہ لوگ اکٹھے کیے تھے جو مختلف معاملات کے سلسلے میں حجاج کو قصوروار ٹھہراتے تھے۔

① تاريخ الطبری: ۵/ ۷۱، والكامل لابن الأثير: ۴/ ۴۸، وتاريخ اليعقوبی: ۳/ ۲۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۵، وحياة الحيوان للدميری: ۱/ ۲۱.

② تاريخ الطبری: ۵/ ۷۱، والكامل لابن الأثير: ۴/ ۴۹.

③ الكامل للمبرد: ۲/ ۶۷، وفوات الوفيات: ۵/ ۷۷، والبدء والتاريخ: ۶/ ۳۳، ۳۴.

④ الفرق بين الفرق للبغدادی: ص ۹۰، والبداية والنهاية: ۹/ ۱۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت بقرہ اور سورت آل عمران پڑھیں۔① یہ دونوں قرآن مجید کی سب سے طویل سورتیں ہیں۔نماز کے بعد غزالہ نے اپنا وظیفہ پڑھا۔شبیب دروازے پر کھڑا اس کا پہرہ دیتا رہا۔②

شبیب اور اس کے ساتھی خوارج نے مسجد میں موجود بہت سارے نمازی قتل کر دیے۔اس بہیمانہ اقدام کے بعد وہ مسجد سے نکل آئے۔اس رات ان کے سامنے جو بھی آیا، مارا گیا۔کوفہ میں اچھی خاصی دہشت گردی کے بعد خوارج مردمہ کی طرف چلے گئے۔③

حجاج اپنے گھر میں انتظار کرتا رہا۔شبیب اور اس کے ساتھی کوفہ سے نکل گئے تو منادی نے اس کے حکم سے ندا کی: خدا کے گھڑسوارو! سوار ہو جاؤ اور اچھی امید باندھ لو۔خود حجاج قصر امارت کے اوپر کھڑا تھا۔اس کے ساتھ ایک غلام کے ہاتھ میں چراغ تھا۔لوگوں نے حجاج کو دیکھا تو قصر امارت پر ٹوٹ پڑے۔لیکن حجاج نے رات میں قصر کے دروازے نہ کھولے اور ہر سالار نے اپنی جماعت کے ساتھ وہیں رات گزاری۔④

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۸، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۷، والمستطرف للابشیھی: ۱/ ۲۲۵، وشذرات الذھب: ۱/ ۸۳.

② المستطرف ۱/ ۲۲۵.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۹، شبیب کے کوفہ میں داخلے، قصر امارت کے دروازے پر ضرب اور خونریزی کے واقعات ۷۶ھ کے ہیں۔ عقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۴، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۱۴، وتاریخ الاسلام للذھبی: ۳/ ۴۶۶) ابن شاکر اور صاحب شذرات الذھب عماد الدین نے البتہ ان واقعات کا ذکر ۷۷ھ کے ضمن میں کیا ہے لیکن ان واقعات کا وقوع ۷۷ھ میں ممکن ہی نہیں کیونکہ ۷۷ھ میں وہ کوفہ آیا نہیں تھا۔طبری اور ابن اثیر نے بھی ان واقعات کا ذکر ۷۶ھ کے ضمن میں کیا ہے۔ان دونوں نے کوفہ کے دروازوں پر پیش آنے والے دیگر واقعات کا ذکر ۷۷ھ کے ضمن میں کیا ہے۔بغدادی اور یعقوبی نے ان واقعات کی کوئی تاریخ نہیں لکھی۔

④ تاریخ الطبری: ۵/ ۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۴، وشرح نھج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۵، ایسا حجاج نے اس لیے کیا ہوگا کہ وہ شبیب کی کسی چالبازی کا شکار نہ بنے کیونکہ شہر سے ان کا نکلنا محض مکر وفریب بھی ہو سکتا تھا۔اس بات کو لے کر حجاج پر نکتہ چینی درست نہیں۔نہ یہ نکتہ چینی درست ہے کہ وہ غزالہ کے مقابلے میں نہیں نکلا تھا، جیسے کہ بعض لوگوں نے اسے یہ عار دلائی تھی۔(الکامل للمبرد: ۲/ ۶۷، ومروج الذھب ۲/ ۱۰۹، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۲۰) حجاج اگر اس وقت خوارج کے مقابلے میں نہیں آیا تھا تو یہ اس کی دوراندیشی اور سمجھداری تھی۔وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے چند رفقاء کے ہمراہ تھا۔شہر میں آئے اسے اتنا وقت نہیں ہوا تھا کہ وہ لشکر اکٹھا کر کے دفاع کا بندوبست کرتا۔یہ کام اس نے اگلے دن تک مؤخر کر دیا تا کہ وہ خوارج سے مقابلے کی بھرپور تیاری کر سکے۔یہ حجاج کی دوراندیشی اور بالغ نظری کا بین ثبوت تھا۔جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ عمران بن حطان نے اسے اپنے شعر میں بزدلی کا طعنہ دیا تھا تو وہ ایک خارجی سردار کا شعر تھا۔یہ خارجی حجاج کو مطلوب تھا۔اس نے ایک طرف تو غزالہ کی شجاعت کا ڈنکا بجانا چاہا تھا اور دوسری طرف اس نے حجاج کو بزدل کہہ کر اپنی بھڑاس نکالی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگلی صبح امیر حجاج نے بشر بن غالب اسدی کو دو ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر دیا۔ زائدہ بن قدامہ ثقفی کو بھی دو ہزار کا لشکر دیا۔ مولیٰ بن تمیم ابوضریس کو ہزار موالی کا لشکر دیا۔ مولیٰ بشر بن مروان اَعین کو ہزار کا لشکر دیا اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو بھی دو ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر ان سب سالاروں سے کہا:

''اگر جنگ ہوتی ہے تو تمھارا سپہ سالار زائدہ بن قدامہ ہوگا۔''①

یہ تمام سالار روانہ ہو کر زیریں فرات پہنچے۔ جس راہ میں یہ فروکش تھے، شبیب نے وہ راہ چھوڑی اور قادسیہ جانے والے راستے پر ہولیا۔ ادھر امیر حجاج نے اٹھارہ سو منتخب گھڑسواروں کا ایک دستہ زحر بن قیس کی سرکردگی میں روانہ کیا اور زحر کو حکم دیا کہ وہ شبیب کا پیچھا کرے اور اسے جہاں پائے، اس پر کاری ضرب لگائے۔ ہاں، اگر وہ آگے ہی آگے جاتا جائے تو اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ سیلحین کے مقام پر زحر اور شبیب کا ٹاکرا ہوا۔ جنگ کی چکی گھومی۔ زحر نے شکست کھائی۔ اسے تلوار اور نیزے کے دس سے زائد گہرے زخم آئے۔ شبیب نے سمجھا کہ زحر مارا گیا ہے لیکن وہ دراصل بے ہوش ہوا تھا۔ رات ہوئی اور اسے سردی لگی تو وہ اٹھ کر چلنے لگا اور چلتا چلتا ایک بستی میں داخل ہو گیا۔ وہاں اس نے رات گزاری اور وہیں سے اس کو اٹھا کر کوفہ لے جایا گیا۔ اسے حجاج کی نشست گاہ میں لایا گیا۔ چہرے پر روئی کے پھاہے دھرے تھے۔ حجاج نے اسے اکراماً اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔② اور حاضرین سے کہا: ''جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے، جو اگرچہ شہید ہے لیکن وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، وہ اسے دیکھ لے۔''③

خوارج نے شبیب سے کہا: ہم نے ان کے ایک اچھے خاصے لشکر کو شکست دی ہے اور زندہ سلامت ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے لے چلو۔ شبیب نے جواب دیا: اس ہزیمت نے ان سالاروں اور لشکروں کو خاصا مرعوب کر دیا ہے جو تمھارے تعاقب میں تھے۔ ہم ان کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔

---

① محمد بن موسیٰ کو خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے سجستان کا والی بنا دیا تھا اور حجاج کو لکھا تھا کہ وہ اسے تیار کر کے فوراً سجستان روانہ کر دے۔ محمد بن موسیٰ تیاریوں میں مصروف تھا کہ شبیب کوفہ میں داخل ہوا۔ حجاج نے محمد بن موسیٰ سے کہا: خوارج کا مقابلہ کرو اور ان کے خلاف فتح پا کر مشہور ہو جاؤ، پھر اپنی ولایت پر چلے جانا۔ یوں حجاج کے کہنے پر وہ بھی اس مہم میں شامل ہو گیا۔ تاریخ الطبری: ۵/ ۷۲، و الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۹.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۷۳، و حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۰، و شرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۵.

③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۷۳، و حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

واللہ، ہم ان سے لڑ گئے تو حجاج تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے گی۔ اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ کوفہ پر قبضہ کر لیں گے۔ خوارج نے اس سلسلے میں فیصلے کا تمام تر اختیار شبیب کو دے دیا۔ اس نے حجاج کے سالاروں اور ان کے لشکروں کے متعلق پوچھ تاچھ کی۔ اسے بتایا گیا کہ وہ کوفہ سے ۲۴ فرسخ (۷۲ عربی میل) کے فاصلے پر واقع ایک موضع روزیار میں فروکش ہیں۔ شبیب نے ان کی طرف پیش قدمی کا آغاز کیا۔ حجاج کو خبر ہوگئی۔ اس نے فوراً سالاروں کو پیغام بھیجا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں اور اس امر کا اعادہ کیا کہ ان کا امیر زائدہ بن قدامہ ہے۔ سب سالاروں نے اپنے اپنے لشکر تیار کیے اور صفیں ترتیب دے دیں۔ ادھر شبیب بھی آن پہنچا۔ اس کے سپاہی ترتیب سے چلے آتے تھے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ زائدہ نے ڈٹ کر لڑائی کی اور جام شہادت نوش کیا۔ کچھ دیگر سالار بھی کام آئے۔ بعض زخمی ہوئے۔ ①

جب سپہ سالار شہید ہو گیا تو شبیب نے خوارج سے کہا: تلواریں نیام میں کر لی جائیں۔ اس نے اہل کوفہ کو اپنی بیعت کی پیشکش کی۔ رات میں کچھ لوگوں نے اس کی بیعت کر لی جن میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فرزند ابو بردہ بھی شامل تھا۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ ان دو میں سے ایک کا بیٹا ہے جنھیں ثالث بنایا گیا تھا۔ خوارج نے ابو بردہ کو قتل کرنا چاہا تو شبیب نے کہا: اس کا کیا قصور!! اور اسے چھوڑ دیا۔

پو پھوٹی تو محمد بن موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ وہ اپنی جگہ پر ثابت قدم تھا۔ شبیب نے کہا: میرا خیال ہے، اس کی حماقت اور اس کا غرور اِسے اقدام پر آمادہ کر رہا ہے۔ چنانچہ نمازِ فجر کے بعد اس نے محمد بن موسیٰ کے دستے پر دھاوا کر دیا۔ اس دستے کے ایک فریق نے شکست کھا کر پسپائی اختیار کی اور دوسرا فریق ابن موسیٰ کے ہمراہ ڈٹا رہا۔ آخر ابن موسیٰ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

شبیب کا ارادہ کوفہ کی طرف پیش قدمی کا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ خوارج کمزور پڑ گئے ہیں اور ان میں سے بعض زخمی بھی ہیں تو وہ باز رہا۔ وہ نفر کی طرف چل پڑا اور صرات سے ہوتا ہوا خانیجار پہنچ گیا۔ وہاں اس نے قیام کیا۔ ②

امیر حجاج کو جب پتہ چلا کہ شبیب نے نفر کی راہ لی ہے تو اس نے سمجھا وہ مدائن جائے گا جو کوفہ کا

① تاریخ الطبری: ۵/ ۷۴، ۷۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۰، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۵، ۴۱۶.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۷۵، ۷۶، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۱، حوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازہ ہے۔ جو شخص مدائن پر قابض ہو گیا، سواد کوفہ کا اکثر حصہ اس کے ہاتھ آ گیا۔ یہ سوچ کر وہ پریشان ہوا۔ اس نے عثمان بن قطن کو بلایا اور اسے مدائن کی طرف روانہ کر دیا۔① اس نے عبدالرحمان بن اشعث کندی کو بھی اپنا فرمان بھیجا کہ وہ چھ ہزار منتخب گھڑسواروں کو ہمراہ لے کر فوراً شبیب کے تعاقب میں روانہ ہو۔ عبدالرحمان نے کندہ اور حضرموت سے چھ سو گھڑسواروں کا انتخاب کیا۔ وہ انھیں ساتھ لے کر نکلا اور دیر عبدالرحمان میں خیمہ زن ہو گیا۔ امیر حجاج نے انھیں لکھا:

''تم نے ذلیل لوگوں کی عادت اپنا لی اور پیش قدمی کے روز پیٹھ پھیری ہے۔ یہ کافروں کا شیوہ ہے۔ میں نے تم سے بار بار درگزر کیا۔ اب میں اللہ کی سچی قسم کھاتا ہوں، اگر پھر تم نے وہی طرز عمل اختیار کیا تو میں تمھیں وہ مار ماروں گا جو اس دشمن کی مار سے کہیں سخت ہو گی جس سے ڈر کر تم وادیوں اور گھاٹیوں کے اندر گھس جاتے ہو۔ جس سے تم دن کے پہروں اور پہاڑ کے کناروں میں چھپتے پھرتے ہو۔ اب جسے کچھ عقل ہو وہ خبردار ہو جائے اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ جس نے خبردار کر دیا وہ تو اب معذور ہے۔ ؎

وَقَدْ اَسْمَعْتَ لَوْ نَادَیْتَ حَیًّا وَلٰكِنْ لَا حَیَاةَ لِمَنْ تُنَادِی

ترجمہ: ''اگر تم زندہ کو پکارتے ہو تو اسے تمھاری آواز پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جسے تم پکارتے ہو وہ دراصل زندہ ہی نہیں۔''

والسلام علیکم۔''②

حجاج نے اپنے مؤذن ابن اصم کو طلوع آفتاب کے وقت عبدالرحمان بن اشعث کے پاس بھیجا جس نے عبدالرحمان کو حجاج کا یہ فرمان پہنچایا کہ وہ روانہ ہو جائے اور لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا کہ جو شخص عبدالرحمان کے ہمراہ روانہ نہ ہوا، حکومت اس سے بری الذمہ ہے۔ عبدالرحمان نے حکم کی تعمیل میں لوگوں کو ہمراہ لے کر کوچ کیا اور مدائن سے گزرتے ہوئے وہاں ایک دن رات قیام کیا جس کے دوران میں سپاہیوں نے ضرورت کی اشیاء خریدیں اور عبدالرحمان نے جزل سے ملاقات کی۔ جزل نے اسے مشورہ دیا کہ وہ احتیاط سے کام لے اور شبیب کے تعاقب میں نہ جائے۔

① تاریخ الطبری: ۵/۷۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۱، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۱۶.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۷۸، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۱۶، اور دیکھیے الکامل لابن الأثیر: ۴/۵۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۱۵۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان نے شبیب کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔ وہ اس کے قریب پہنچا تو شبیب دقوقا اور شہرزور کی طرف چل پڑا۔ عبدالرحمان نے اس کا پیچھا کیا اور ادھر کی سرحد پر پہنچ گیا۔ اس نے کہا: یہ موصل کا علاقہ ہے۔ امیر موصل اور اہل موصل اپنے علاقے کا دفاع کریں یا نہ کریں۔ حجاج کو عبدالرحمان کے اس فیصلے کی خبر ہوئی تو اس نے عبدالرحمان کو لکھا:

''امابعد! شبیب کو تلاش کرو اور وہ جدھر جاتا ہے اس کے پیچھے جاؤ۔ اسے جالو اور اسے قتل کر دو یا نکال دو کیونکہ اختیار واقتدار امیر المومنین کا ہے اور فوج بھی انھی کی ہے۔ والسلام۔''

شبیب جلولا کی طرف جا چڑھا اور عبدالرحمان بار دگر اس کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ شبیب اس سے کھیلتا رہا۔ وہ اسے اپنے پیچھے چلاتا رہا۔ جب وہ قریب پہنچا تو شبیب چل پڑا اور بیں فرسخ (ساٹھ عربی میل) کا فاصلہ طے کر کے ایک سنگلاخ میدان میں اتر گیا۔ اس دوران میں اس کی کوشش یہ رہی کہ عبدالرحمان کسی وقت غافل ہو کر بیٹھا ہو اور وہ اسے اچانک جالے۔ لیکن عبدالرحمان بیدار مغز اور ہوشیار آدمی تھا۔ وہ رات میں خندق کا حصار باندھ کر بیٹھتا اور دن میں لشکر کو ترتیب دے کر تیار رکھتا۔ شبیب اسی طرح گھومتا پھرتا رہا اور ابن اشعث کا لشکر اس کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ ابن اشعث کے سپاہی کمزور پڑ گئے اور ان کے جانوروں کے کھر سواریاں ڈھوتے ڈھوتے گھس گئے۔ یہ لوگ بڑی مصیبت میں پڑ گئے۔ اس کے باوجود عبدالرحمان نے تعاقب جاری رکھا۔ شبیب انھیں پیچھے لگائے خانقین، جلولا اور سامرا سے گزرتے ہوئے موصل کے ایک قریہ سبت پہنچا۔ سبت اور کوفہ کے درمیان ایک دریا، دریائے حولایا حائل تھا۔ عبدالرحمان کے لشکر نے دریا کے پیچ دار کناروں میں پڑاؤ کیا جو خندق کے مانند تھے اور قلعے جیسا تحفظ دیتے تھے۔

بقرعید آ گئی تھی۔ شبیب نے عبدالرحمان کو پیغام بھیجا کہ یہ ایام ہماری اور تمھاری عید کے ایام ہیں۔ کیا ان ایام میں تم صلح کر سکتے ہو؟ عبدالرحمان نے مثبت جواب دیا۔ اسے پسند تھا کہ جنگ کا یہ سلسلہ طول پکڑے لیکن امیر مدائن عثمان بن قطن نے حجاج کو خط لکھ کر بتا دیا کہ عبدالرحمان نے تمام جوخی کھود کر خندق بنا دیا، خراج لے لیا اور شبیب کو کھلی چھوٹ دے دی ہے کہ وہ جوخی کے باشندوں کا قتل عام کرے۔ حجاج نے ابن قطن کو جواباً لکھا کہ وہ عبدالرحمان کے پاس جائے اور اسے برطرف کر کے لشکر کی قیادت خود سنبھال لے۔ ابن قطن کے بجائے اس نے مطرف بن مغیرہ کو مدائن کا امیر بنا کر بھیج دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان عبدالرحمان کے پاس پہنچا اور اسے برطرف کر کے لشکر کی قیادت سنبھال لی۔ اس نے اسی وقت خوارج سے دو دو ہاتھ کرنے چاہے لیکن موسم سازگار نہیں تھا۔ شدید آندھی چل رہی تھی۔ اس نے ایک دن اور رات انتظار کیا۔ آندھی تھمی تو اس نے لشکر تیار کیا اور شبیب کی طرف پیش قدمی کی۔ شبیب بھی اپنے ایک سو اسی سپاہیوں کے ہمراہ لڑائی کے لیے آ گیا۔ جنگ شروع ہوئی جس کا نتیجہ لشکر عثمان بن قطن کی ہزیمت کے طور پر نکلا۔ عثمان بن قطن نے شہادت پائی۔ عبدالرحمان بن اشعث گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اسے تحفظ دیا۔ عبدالرحمان وہاں سے نکل کر دیر یعار میں جا اترا۔

اس معرکے میں کندہ کے ایک سو بیس اور دیگر ہزار سپاہی کام آئے۔ زیادہ تر سردار مارے گئے۔ شبیب نے خوارج سے کہا کہ تلواریں نیام میں کر لو، جس کے بعد اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی پیشکش کی۔ کچھ لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ ①

عبدالرحمان بن اشعث نے وہ رات دیر یعار میں بسر کی۔ دو گھڑ سوار اس کے پاس چڑھ آئے۔ ایک اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا رہا اور دوسرے نے عبدالرحمان سے تادیر خفیہ گفتگو کی، پھر وہ شخص اور اس کے ساتھی نیچے اتر گئے۔ تب پتہ چلا کہ وہ شبیب تھا۔ اس کے اور عبدالرحمان کے درمیان خط کتابت ہوئی تھی۔ ②

عبدالرحمان اس رات کے آخری پہر دیر یعار سے نکلا اور دیر ابو مریم آن اترا۔ لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہا: اگر شبیب کو پتہ چل گیا کہ تم یہاں ہو تو وہ یہاں آ جائے گا اور تم اس کے لیے مال مفت ثابت ہو گے۔ لوگ تتر بتر ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے لوگ مارے گئے ہیں۔ تم بھی کوفہ چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ کوفہ واپس ہوا اور حجاج کے ڈر سے چھپ چھپا کر شہر میں داخل ہوا۔ بعد ازاں اس کے لیے حجاج سے امان لے لی گئی۔ ③

شبیب ٹھنڈے مقام پر

شبیب سخت لڑائیوں کے بعد شدید گرمی کے موسم میں آرام کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ گرمی کے تین مہینے اس نے ماہ بہرزان کے پہاڑوں پر گزارے۔ ان تین مہینوں کے دوران میں اس کے پیروکاروں

① تاریخ الطبری: ۵/ ۷۹۔۸۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۲، ۵۳، وشرح نھج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۷، ۴۱۸.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۸۳، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۳.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۸۳، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۳، وشرح نھج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ کئی لوگ مال اور بدلے کے لالچ میں اس سے آن ملے تھے۔ تین مہینے بعد وہ آٹھ سو آدمیوں کے ہمراہ مدائن کی طرف روانہ ہوا۔ مطرف بن مغیرہ بن شعبہ مدائن کا والی تھا۔ شبیب حذیفہ بن یمان کے پل پر آن اترا۔ بابل مہروز کے دہقان ماذرواسب نے حجاج کو لکھا: ''امابعد! میں امیر کو، اللہ ان کی اصلاح فرمائے، یہ اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب حذیفہ بن یمان کے پل پر آن فروکش ہوا ہے۔ معلوم نہیں، اس کا ارادہ کیا ہے۔''

حجاج نے یہ خط پڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا۔ اس نے حمد و ثنا کے بعد کہا:

''لوگو! اللہ کی قسم، یا تو تم لوگ اپنے شہر اور اپنے خراج کے دفاع میں لڑو گے یا میں ان لوگوں کو بلا بھیجوں گا جو تم سے زیادہ فرماں بردار، ملک کے تم سے بڑے محافظ اور تم سے زیادہ غضبناک ہیں۔ وہ تمھارے دشمن سے لڑیں گے اور تمھارا خراج کھائیں گے۔''①

اس تقریر نے لوگوں پر خاصا اثر کیا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ شامی آکر ان کے شہر میں براجمان ہو جائیں۔ وہ ہر طرف سے کھڑے ہو کر کہنے لگے: ہم ان سے لڑیں گے اور امیر کو راضی کر دیں گے۔ امیر ہمیں ان کی طرف روانہ کریں۔ ہم اپنے طرز عمل سے امیر کی خوشی کا باعث بنیں گے۔

کوفہ کے بڑے بزرگ سیدنا زہرہ بن حویہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر آگے بڑھے اور حجاج کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''پے در پے شکستوں کا سبب یہ ہے کہ فوج کو دستوں اور لشکروں کی صورت بھیجا گیا تھا۔ فتح کے لیے ضروری ہے کہ سب لوگوں کو محاذ پر بھیجا جائے، نیز سپہ سالار بہادر اور تجربہ کار ہو جو میدانِ جنگ سے فرار ہونے کو ناانصافی اور باعث عار سمجھے اور ثابت قدمی کو باعث عز و شرف۔'' حجاج نے ان سے کہا: ''تو آپ ہی یہ ذمہ داری اٹھائیے۔'' زہرہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، اس سلسلے میں لوگوں کے لیے وہ شخص زیادہ مناسب ہے جو نیزے اور زرہ بکتر کا بوجھ اٹھا سکے، تلوار لہرا سکے اور گھوڑے پر جم کر بیٹھ سکے۔ میں اس کی قدرت نہیں رکھتا۔ میں بڑا بوڑھا ہوں۔ نظر بھی کمزور ہو چکی ہے۔ البتہ آپ مجھے سپہ سالار کے ہمراہ بھیج دیں۔ میں اس کے ساتھ رہوں گا اور اسے مشورہ دوں گا۔'' حجاج نے سیدنا زہرہ کا شکریہ ادا کیا، ان کی تعریف کی اور ان کا مشورہ مانتے ہوئے سارے لوگوں کو روانگی کا حکم دیا۔ لوگ روانگی کی تیاریاں کرنے لگے، البتہ انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کا سپہ سالار کون ہے۔

①تاریخ الطبری: ۵/ ۸۴، ۸۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۵، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یوں حجاج نے اہل عراق کو روانگی کا عندیہ دے دیا تاہم ان کی سابقہ سستی اور پست ہمتی کے پیش نظر اس مرتبہ تمام تر اعتماد ان پر نہ کیا۔ اس نے خلیفہ عبدالملک کو خط لکھ کر آگاہ کیا کہ شبیب مدائن کے قریب آن بیٹھا ہے۔ وہ کوفہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اہل کوفہ کئی معرکوں میں اس کے سامنے بے بس ہو گئے ہیں۔ حجاج نے ان سے درخواست کی کہ وہ شامیوں کا ایک لشکر روانہ کریں جو خوارج سے لڑے اور اس علاقے کا خراج حاصل کرے۔ ①

دوسری طرف اس نے عتاب بن ورقا کو بلا بھیجا جو ازارقہ کے خلاف مہلب کے ہمراہ تھا اور لشکر ابن مخنف کی قیادت کر رہا تھا۔ ادھر خلیفہ عبدالملک نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے سفیان بن ابرد کلبی کی سرکردگی میں چار ہزار اور حبیب بن عبدالرحمان حکمی کے زیر قیادت دو ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ ②

لشکر کوفہ کے اشراف

امیر حجاج نے اشراف کوفہ کو بلایا اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ لشکر کوفہ کا سپہ سالار کسے بنایا جائے۔ اشراف کوفہ نے یہ فیصلہ حجاج ہی کے حوالے کیا کہ وہی جسے مناسب سمجھے، سپہ سالار بنا دے۔ حجاج نے انھیں بتایا کہ اس نے پھر عتاب بن ورقا کو بلا بھیجا ہے۔ وہ آج رات یا کل پہنچ جائے گا۔ اشراف کوفہ اس انتخاب پر مسرور ہوئے اور ان کے شیخ (بڑے بزرگ) سیدنا زہرہ بن حویہ نے حجاج سے کہا: ''آپ نے ان پر انھی کا پتھر برسا دیا ہے۔ واللہ، اب ہم یا تو فاتح بن کر لوٹیں گے یا شہادت پا جائیں گے۔'' ③

اسی اثنا میں یہ خبر کوفہ میں پھیل گئی کہ شامی لشکر جلد ہی پہنچنے والا ہے۔ قبیصہ بن والق تغلبی نے شامیوں کے سلسلے میں حجاج کو مشورہ دیا:

> ''لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ایک شامی لشکر آپ کے پاس آن پہنچا ہے کیونکہ اہل کوفہ شکست کھا گئے تھے اور راہِ فرار اختیار کرنا ان کے لیے آسان ہو گیا تھا۔ ان کے دل گویا ان کے اندر نہیں تھے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اہل شام کو یہ پیغام بھیج دیں کہ وہ ہوشیار رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو، انھیں گھیرے میں لے کر ان پر اچانک دھاوا کر دیا جائے۔ آپ

① تاریخ الطبری: ۵/ ۸۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۵، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۸، ۴۱۹۔
② تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/ ۸۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۵، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۹۔
③ تاریخ الطبری: ۵/ ۸۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۶، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/ ۴۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے دشمن سے نبرد آزما ہیں جو گھومتا پھرتا اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا ہے۔آپ نے اس کے لیے اہل کوفہ کو تیار کیا ہے لیکن آپ کو اہل کوفہ پر پورا اعتماد نہیں۔ شبیب تو ابھی دیکھو، یہاں ہے، اور پھر دیکھو تو وہاں ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ شامی بے پروائی سے آتے ہوں گے اور شبیب ان پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اگر وہ مارے گئے تو ہم بھی مارے جائیں گے اور عراق بھی مارا جائے گا۔‘‘

حجاج نے یہ تجویز سن کر پسندیدگی کا اظہار کیا اور قبیصہ سے کہا: تیرا باپ کیسا باکمال تھا! تمھاری رائے کیسی اچھی اور تمھارا مشورہ کتنا صائب ہے۔ اس نے فوراً ایک خط شامی لشکر کو بھیجا جس میں لکھا تھا:

’’جب تم قریب پہنچو تو فرات وانبار کا راستہ چھوڑ کر عین التمر کا راستہ اپناؤ یہاں تک کہ تم ان شاء اللہ کوفہ پہنچ آؤ۔ محتاط رہو اور تیزی سے چلے آؤ۔ والسلام۔‘‘

یوں شامی لشکر تیزی سے سفر طے کرتا ہوا کوفہ پہنچ گیا۔ حجاج نے جس رات کی نشاندہی کی تھی، اس رات عتاب بن ورقا بھی آن پہنچا۔ حجاج نے اسے حکم دیا کہ وہ اہل کوفہ اور دیگر سپاہیوں کو لے کر روانہ ہو جائے۔ عتاب لوگوں کو لے کر روانہ ہو گیا اور حمام اعین کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔①

شبیب بھی خوارج کو ہمراہ لے کر آیا اور کلواذا کے مقام سے دجلہ پار کیا۔ دریا پار کر کے وہ آگے بڑھا اور بہرسیر دنیا میں آن فروکش ہوا۔ اب اس کے اور مطرف کے درمیان صرف دریا کا ایک پل تھا۔ مطرف نے وہ پل کاٹ ڈالا② اور حجاج کو لکھا: شبیب میرے سامنے آ گیا ہے، اس لیے مدائن کی طرف کوئی دستہ بھیج دیجیے۔

حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمان بن مخنف کی سرکردگی میں دو سو گھڑ سواروں کا ایک دستہ اس کی طرف بھیج دیا۔③ مطرف نے شبیب کو پیغام دیا کہ وہ اپنے کچھ افراد اس کے پاس بھیجے تاکہ وہ ان سے قرآن کا مذاکرہ کرے اور یہ دیکھے کہ ان کی دعوت کیا ہے۔ شبیب نے خوارج سے مشورہ کیا اور قعنب، سوید اور محلل کو مطرف کے پاس بھیج دیا۔

چار دن بحث و مباحثہ ہوتا رہا جس میں وہ کسی ایسے نتیجے پر نہ پہنچے جس پر دونوں فریق راضی

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۸۶، ۸۷، وشرح نهج البلاغة لابن ابی الحدید: ۱/ ۴۱۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۶.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۸۷، حوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۱۹، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۶.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ یوں یہ مذاکرات ناکام ہو گئے۔ شبیب کو جب اندازہ ہو گیا کہ مطرف اس کا پیروکار نہیں بنے گا نہ اس کی بیعت کرے گا تو وہ عتاب اور اہل شام کی طرف پیش قدمی کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔①

مطرف نے جو یہ حرکت کی تھی، ہم صحیح طور پر نہیں جانتے کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ آیا وہ خود پر سے خوارج کا دھیان ہٹانا چاہتا تھا یا وہ خوارج کو اپنی طرف مائل کر کے تقویت حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ ویسی تحریک اٹھائے جیسی اس نے بعد میں اٹھائی تھی۔

مطرف کو یقین تھا کہ اس کے اور شبیب کے درمیان جو مذاکرات ہوئے تھے، وہ حجاج کے علم میں ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے رفقاء کے ہمراہ الجبال کی طرف روانہ ہوا اور سبرہ کے سوا اس نے سب کو یہ بتا دیا۔ اس نے دسکرہ پہنچنے تک سبرہ سے یہ معاملہ چھپائے رکھا۔ دسکرہ پہنچ کر اس نے سبرہ کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اس سے حمایت کا مطالبہ کیا۔ سبرہ نے بظاہر تو یہ کہا کہ وہ اس کے ساتھ ہے لیکن جب وہ اس سے ملاقات کر کے واپس آیا تو اس نے اپنے تمام رفقاء کو بلایا اور انھیں ساتھ لے کر کوفہ واپس چلا گیا۔②

مطرف کی نیت کچھ بھی رہی ہو تاہم واقعہ یہ ہے کہ شبیب کے ساتھ اس کے مذاکرات نے شامیوں کو اس طرح فائدہ پہنچایا کہ مطرف نے شبیب کو اس وقت اپنی طرف مصروف رکھا جب اہل شام کوفہ کے راستے میں تھے۔ شبیب نے خوارج سے اس امر کا اظہار بھی کیا تھا۔ اس نے کہا:

> ''اس ثقفی نے مجھے چار روز تک اپنی رائے پر عمل کرنے سے روکے رکھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں گھڑسواروں کے ایک دستے کو ہمراہ لے کر شام سے آتے لشکر پر اچانک حملہ کروں گا، اس سے پہلے کہ وہ کوفہ پہنچ جائے۔ تب اس کے اوپر نہ تو حجاج سا کوئی امیر تھا، نہ وہ کوفہ جیسے شہر میں محفوظ تھا۔''

مطرف اور شبیب کے مذاکرات جب ختم ہوئے، شامی لشکر کا ہراول دستہ عین التمر میں داخل ہو چکا تھا۔ اسی اثنا میں عتاب بن ورقا پچاس ہزار کوفیوں کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ ان میں چالیس ہزار تجربہ کار جنگجو اور دس ہزار نوجوان تھے جو جہاد پر آمادہ تھے۔ وہ اس لشکر جرار کے ہمراہ سوق حکمت میں

①تاریخ الطبری: ۵/۸۷، وشرح نهج البلاغة: ۱/۴۱۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۶.
②حوالہ مذکورہ: ۵/۹۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/۶۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فروکش ہوا۔حجاج نے ان سے ڈانٹ کر کہا:

''اہل کوفہ! تم سب عتاب بن ورقا کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔سوائے عہد یداران کے، میں کسی کو شہر میں رکنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔سن لو، صبر مند مجاہد کو تکریم کی نظر سے دیکھا جائے گا اور دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائے گی۔ بھاگنے والے بزدل کو کرختگی اور تذلیل کا سامنا کرنا پڑے گا۔قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم نے اگر اس موقع پر بھی وہی غیر ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کیا جو اس سے پہلے مواقع پر اختیار کیا تھا تو میں تمھیں کھردرے پہلو سے لگا دوں گا اور تمھیں بھاری سینے تلے رگڑوں گا۔''①

ادھر شبیب نے بھی خوارج کو پاس بلایا، انھیں صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا:

''اے مسلمانو! جب تم سو دو سو یا اس سے کم وبیش تھے تو اللہ نے تمھیں ان کے خلاف فتح دی تھی۔ آج تو تم سیکڑوں میں ہو۔سنو، میں تمھیں ظہر کی نماز پڑھا کر ان کی طرف لے جا رہا ہوں۔''

اس نے خوارج کو ظہر کی نماز پڑھائی اور منادی نے ندا کر دی:

''خدا کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ اور اچھی امید باندھو۔''

اس کے بعد شبیب خوارج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔کچھ خوارج راستے میں پیچھے رہنے لگے۔ شبیب نے جب دیکھا کہ وہ پس وپیش کر رہے ہیں تو اس نے انھیں بہادری کے قصے سنائے، انھیں آخرت کی تذکیر دلائی اور دنیا سے بے رغبتی کا درس دیا تا کہ ان کا حوصلہ بڑھے اور وہ اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں آنے سے نہ گھبرائیں۔وہ خوارج کو لے کر پیش قدمی کرتا رہا یہاں تک کہ عتاب بن ورقا کا لشکر دکھائی دیا۔وہاں وہ فروکش ہو گیا اور خوارج نے مغرب کی نماز پڑھی۔②

معرکہ سوق حکمت

عتاب نے اپنا لشکر تین صفوں میں ترتیب دیا۔پہلی صف شمشیر بازوں کی، دوسری صف نیزہ اندازوں کی اور تیسری صف تیر اندازوں کی۔شبیب نے بھی چھ سو جنگجوؤں پر مشتمل اپنا لشکر ترتیب دیا۔ اس نے دو سو افراد میمنہ میں، دو سو میسرہ میں اور دو سو افراد قلب میں رکھے۔

①تاریخ الطبری:۵/۸۷،۸۸،والکامل لابن الأثیر:۴/۵۶،وشرح نہج البلاغۃ ۱/۴۱۹.
②حوالہ مذکورہ:۵/۸۸،وحوالہ مذکورہ:۴/۵۶،وحوالہ مذکورہ:۱/۴۱۹،وعقد الجمان:۱۱/۳۰۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چاندنی جب چار سو پھیل گئی تو معرکے کا آغاز ہوا۔عتاب پر آفت ٹوٹ پڑی۔اس کے بیشتر سپاہی بھاگ گئے جن میں عبدالرحمان بن اشعث بھی شامل تھا۔لوگوں کی بڑی تعداد اس کے ہمراہ بھاگی۔عتاب کے ساتھ سپاہیوں کی قلیل تعداد رہ گئی۔اس نے کچھ دیر لڑائی کی جس کے نتیجے میں اس نے جام شہادت نوش کیا۔عتاب کی شہادت کے بعد شبیب نے خوارج کو ہتھیار رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا۔لوگوں نے مارے ڈر کے اس کی بیعت تو کر لی لیکن رات میں وہ بھاگ گئے۔ ان کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا وہ شبیب نے قبضے میں لیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا۔①

کوفہ کے راستے میں سورا سے گزر ہوا تو شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے سورا کے عامل کا سر کون لائے گا۔اس پر کچھ خوارج گئے اور ایک چال چلی۔انھوں نے سورا کے لوگوں سے کہا: امیر تمھیں یاد کرتے ہیں۔لوگوں نے کہا: کون سے امیر؟ خوارج نے کہا کہ وہ امیر حجاج کی طرف سے آئے ہیں اور اس فاسق (شبیب) سے مقابلے کا ارادہ رکھتے ہیں۔سورا کا عامل ان کے دھوکے میں آ گیا۔وہ جب عامل کے پاس پہنچے تو انھوں نے تلواریں نکالیں اور اسے قتل کر دیا۔بیت المال میں انھیں جو کچھ ملا وہ انھوں نے قبضے میں لیا اور شبیب کے پاس آ گئے۔شبیب نے مال ومتاع دیکھ کر کہا: تم مسلمانوں کا فتنہ میرے پاس لے آئے ہو۔اس نے غلام سے نیزہ منگایا اور مال کے تھیلوں میں چھید کر دیے۔جن جانوروں پر مال لدا تھا، ان کو زور کے کچوکے لگا کر بھگا دیا گیا۔سارا مال تھیلوں سے نکل نکل کر گرتا رہا۔صراۃ پہنچ کر شبیب نے کہا: اگر کچھ مال بچ رہا ہے تو اسے پانی میں پھینک دو۔②

---

① تاریخ الطبری: ۵/۸۹-۹۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۶، ۵۷، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۲۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۱۵۷.

② حوالہ مذکورہ: ۵/۹۲، وشرح نہج البلاغۃ: ۱/۴۲۱، یہ جملہ کہ تم مسلمانوں کا فتنہ میرے پاس لے آئے ہو، اور اس کے نتیجے میں مال چھوڑ دینے، اسے ضائع کرنے اور پانی میں پھینک دینے کا جو واقعہ پیش آیا، اس پر ایک مؤرخ نے یہ تبصرہ کیا کہ خوارج دنیا کے مال ومتاع سے بے رغبت درویش تھے۔وہ زہد وورع کے حامل تھے اور دنیا کے مال ومتاع سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔دیکھیے: تاریخ الاسلام السیاسی: ۱/۲۷۴، لیکن ہم شبیب کے اس طرز عمل اور اس کے بعد کی صورت حال کے درمیان مطابقت پیدا کرنے سے قاصر رہے ہیں۔اس کے بعد کی حقیقت یہ تھی کہ جب یہ بغاوت فرو کر دی گئی تو خوارج کی لشکر گاہ سے اتنا مال برآمد ہوا جو اور کسی لشکر گاہ میں دیکھا نہیں گیا تھا۔تاریخ الطبری: ۵/۱۰۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/۶۱، وشرح ابن ابی الحدید لنہج البلاغۃ: ۱/۴۲۰، خاص اس موقع پر شبیب کے اس طرز عمل کا مقصد شاید یہ تھا کہ خوارج کہیں ایسے وقت مال سمیٹنے میں مصروف نہ ہو جائیں جب وہ ایک فیصلہ کن معرکے کے لیے جا رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد شبیب نے پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ وہ حمام اعین کے مقام پر فروکش ہو گیا۔ ادھر سفیان بن ابرد اور حبیب بن عبدالرحمان حکمی بھی اپنے لشکروں کے ہمراہ کوفہ پہنچ گئے۔ انھوں نے حجاج کی پیٹھ مضبوط کی۔ حجاج انھیں پا کر اہل عراق سے بے نیاز ہو گیا جنھوں نے انتہا درجے کی بزدلی کا ثبوت دیا تھا۔①

لشکر عتاب کی ہزیمت کی خبریں جب حجاج کو پہنچیں تو وہ منبر پر چڑھا اور کہنے لگا:

''اہل کوفہ! جو شخص تمھاری بدولت عزت حاصل کرنا چاہے، اللہ اسے عزت نہ دے اور جو شخص تم سے مدد چاہے، اللہ اس کی مدد نہ کرے۔ یہاں سے چلے جاؤ اور ہمارے ساتھ جنگ میں شرکت نہ کرو۔ تم حیرہ چلے جاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہو۔ ہمارے ساتھ جنگ میں وہی شخص شرکت کرے جو عتاب کے ساتھ نہیں گیا تھا۔''②

حجاج کی یہ تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ سبرہ بن عبدالرحمان دسکرہ سے آ گیا۔ اسے حجاج کے غصے کا علم ہوا تو اس نے حجاج کے سامنے آنے سے گریز کیا اور سفیان بن ابرد سے اس کے گھر میں ملا۔ اس نے سفیان کو سارا ماجرا سنایا، اپنی طاعت کا ذکر کیا اور اسے بتایا کہ وہ مطرف کو چھوڑ آیا ہے۔ وہ عتاب کے لشکر میں بھی شامل نہیں تھا بلکہ اہل کوفہ کو جتنے معرکوں میں شکست ہوئی، وہ ان میں شریک نہیں تھا۔ اس کے ساتھ کے جنگجو بھی کسی شکست کا حصہ نہیں تھے۔ وہ طاعت پر قائم ہیں اور کسی فتنہ انگیز تحریک میں شامل نہیں ہوئے۔

سفیان بن ابرد حجاج کے پاس گیا اور اسے سبرہ کے متعلق بتایا۔ حجاج کہنے لگا: سبرہ سچ کہتا ہے۔ وہ نیکی پر قائم ہے۔ اس سے کہو کہ وہ ہمارے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہو جائے۔ سفیان سبرہ کے پاس گیا اور اسے حجاج کے اس حکم سے آگاہ کیا۔③

امیر حجاج نے شبیب سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اس مرتبہ اس نے اہل عراق پر بھروسا نہ کیا۔ اس نے حارث بن معاویہ بن ابی زرعہ ثقفی کو کچھ پولیس اہلکاروں، عہدیداران کی ایک بڑی

①تاریخ الطبری: ۵/ ۹۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۸، وشرح نهج البلاغة: ۱/ ۴۲۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۵۷.

②حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۳، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۸، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۷.

③حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت اور دوسو کے قریب شامی سپاہیوں کے ہمراہ جن کی کل تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، روانہ کیا۔ حارث ثقفی ایک ہزار کا یہ دستہ لے کر روانہ ہوا اور زرارہ میں اترا۔

شبیب کو معلوم ہوا تو وہ برق رفتاری سے حارث کے مقابلے میں آیا۔ وہ تو چاہتا تھا کہ وہ اکیلے مختصر دستوں سے دو دو ہاتھ کرے۔ حارث ثقفی نے اس معرکے میں شہادت پائی اور اس کے لشکریوں نے شکست کھا کر کوفہ کا راستہ ناپا۔① یوں کوفہ تک کا راستہ کھل گیا۔

اگلے روز حجاج نے اپنے موالی بھیجے جو کوفہ میں داخل ہونے والے راستوں پر ڈٹ گئے۔ اہل کوفہ بھی حجاج اور عبدالملک کی ناراضگی کے ڈر سے نکلے اور کوفہ میں داخل ہونے والے راستوں پر ڈٹ گئے۔ شبیب آیا اور سبخہ میں فروکش ہو گیا جہاں اس نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔

تیسرے روز حجاج نے اپنے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ابوورد کو بڑی تیاری کے ساتھ بھیجا۔ غلاموں کا ایک دستہ اس کے ہمراہ تھا۔ خوارج نے کہا: یہ حجاج ہے۔ شبیب نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر کے کہا: اگر یہ حجاج تھا تو میں نے تمھیں اس سے چھٹکارا دلا دیا ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے ایک اور مولیٰ طہمان کو اسی تیاری کے ساتھ بھیجا۔ شبیب نے اسے بھی قتل کر دیا اور کہا: اگر یہ حجاج تھا تو میں نے تمھیں اس سے چھٹکارا دیا ہے۔②

حجاج اور شبیب آمنے سامنے

تب حجاج نے طے کیا کہ شبیب کے مقابلے میں نکلنے والے اگلے لشکر کی قیادت اسے خود کرنی چاہیے۔ یوں سپاہیوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ چنانچہ وہ دن چڑھے سوار ہو کر سبخہ کی طرف گیا۔ جب شبیب پر اس کی نظر پڑی تو وہ اتر گیا اور جنگ کا لائحہ عمل طے کیا۔③

حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمان کے زیر قیادت ایک فوجی دستہ کوفہ میں داخل ہونے والے راستوں پر تعینات کیا، پھر ایک کرسی منگائی اور اس پر بیٹھ کر سپاہیوں کو مخاطب کیا:

اہل شام! تم سمع و طاعت اور صبر و یقین والے ہو۔ ان پلیدوں کا باطل تمھارے حق پر غالب نہ

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۸، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۱.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۳، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۸.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۳، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۸، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۷، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے پائے۔نظریں نیچی کرو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان لوگوں کو نیزوں کی انیوں پر لے لو۔

اس پر شامی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور نیزے تان لیے۔شبیب چھ سو گھڑ سواروں کے ساتھ آگے بڑھا۔قریب پہنچ کر اس نے لشکر کو تین دستوں میں تقسیم کیا۔ایک دستے کے قائد سے اس نے حملہ کرنے کو کہا۔اس دستے نے حملہ کیا تو حجاج کے سپاہی ثابت قدم رہے اور انھیں نیزے مارتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔شبیب کا دستہ واپس چلا گیا۔حجاج چیخا ہاں، اسی طرح کرو۔اس نے کرسی آگے کر لی تا کہ سپاہیوں کا دباؤ دشمن کی طرف رہے اور وہ الٹے پیروں واپس نہ آئیں۔اب شبیب نے دوسرے دستے کے سالار کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔اس نے حملہ کیا۔حجاج کے سپاہی اسی طرح ثابت قدم رہے اور دشمنوں کو نیزوں کی انیوں سے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔حجاج چیخا ہاں، اسی طرح کرو۔اس نے کرسی اور آگے بڑھا لی۔شبیب نے تیسرے دستے سے حملہ کرایا۔اس کا بھی وہی حشر ہوا۔

شبیب نے جب یہ صورت حال دیکھی تو جنگ کا طریقہ بدل دیا۔اس نے اپنے ایک سالار سوید کو اس فوجی دستے پر حملہ کرنے بھیجا جو کوفہ کے راستوں کی حفاظت پر مامور تھا۔منصوبہ یہ تھا کہ وہ انھیں وہاں سے بھگا کر حجاج کے عقب سے حملہ آور ہوگا اور خود شبیب سامنے سے حملہ کرے گا۔

لیکن شبیب کا یہ منصوبہ ناکام رہا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ کو تین سو سپاہیوں کے ساتھ اپنے عقب میں تعینات کیا تھا تا کہ ان پر پیچھے سے حملہ نہ ہو۔سوید کو معلوم نہیں تھا کہ حجاج نے اس کے استقبال کے لیے کیسی تیاری کر رکھی ہے۔وہ جب کوفہ میں داخل ہونے والی گلیوں کے قریب گیا تو لوگوں نے گھروں کی چھتوں سے اس کے سپاہیوں پر شدید پتھراؤ کیا۔یوں اسے ناکام واپس آنا پڑا۔①

اب شبیب کو صورت حال کی نزاکت کا احساس ہوا۔اس نے تمام خوارج کو اکٹھا کیا تا کہ سب مل کر حملہ کریں۔اس نے خوارج سے کہا:

"اے اہل اسلام! ہم نے اللہ سے سودا کیا ہے۔جس نے اللہ سے سودا کیا ہو، اللہ کے لیے پہنچنے والی اذیت اور تکلیف اس کے لیے کچھ معنی نہیں رکھتی۔ڈٹ جاؤ، ڈٹ جاؤ اور اسی

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۴، ۹۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۸، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۱، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدت کا مظاہرہ کرو جو تم نے اچھے مواقع پر دکھائی تھی۔''

حجاج نے جب دیکھا کہ شبیب اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر رہا ہے تو اس نے اپنے رفقاء سے کہا:

''اے اہل سمع و طاعت! اس ایک شدت کے آگے ڈٹ جاؤ۔ اس کے بعد آسمان کے رب کی قسم، فتح کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔''

حجاج کے سپاہی گھٹنوں پر بیٹھ گئے۔ شبیب نے تمام خوارج کے ہمراہ حملہ کر دیا۔ شامیوں نے اچھل اچھل کر نیزوں کے وار کیے۔ وہ شبیب اور اس کے سپاہیوں کو دھکیلتے ہوئے اس جگہ لے گئے جہاں اس نے مسجد کی بنیاد رکھی تھی اور مسجد پر قبضہ کر لیا۔ حجاج نے کہا:

''اہل شام! یہ فتح کی پہلی کڑی ہے۔''

حجاج مسجد کی چھت پر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ بیس کے قریب تیرانداز بھی مسجد پر چڑھ گئے۔ شبیب نے گھڑسواروں سے کہا کہ وہ پا پیادہ ہو جائیں۔ حجاج نے تیراندازوں سے کہہ دیا کہ

''شبیب کے سپاہی قریب آئیں تو ان پر تیروں کی بارش کر دی جائے۔''

الغرض، اس روز خوب لڑائی ہوئی جس میں حجاج کی عسکری عبقریت نمایاں ہو کر سامنے آئی۔ اس نے ٹھان لی تھی کہ وہ خوارج کو شکست دے کر رہے گا۔①

اس موقع پر خالد بن عتاب امیر حجاج کے پاس حاضر ہوا۔ وہ کوفہ کا ایک سردار تھا۔ حجاج کو اب کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ کوفی لڑائی میں شریک ہوں۔ نیز وہ اپنے والد عتاب کو چھوڑ کر بھاگ آیا تھا۔ خالد نے حجاج سے درخواست کی کہ وہ خوارج سے اپنے والد کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اس کی خیر خواہی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اس نے حجاج سے خوارج کے عقب سے حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ امیر حجاج نے اجازت دے دی۔ خالد بن عتاب نے کوفیوں کے ایک فوجی دستے کے ہمراہ خوارج کے عقب سے ان پر دھاوا کیا۔ اس ناگہانی حملے میں اس نے شبیب کے بھائی مصاد اور شبیب کی بیوی غزالہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔② اس نے شبیب کے خیموں میں آگ لگا دی۔

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۸، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۲، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۷.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۹۵، ۹۶، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۵۸، ۵۹، وحوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۲۲، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۰۷، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۸، بغدادی نے الفرق بین الفرق (ص ۹۰) میں ذکر کیا کہ غزالہ شبیب کی ماں تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالد بن عتاب کے اس عقبی حملے کی خبر حجاج اور شبیب کو پہنچی۔حجاج نے تو فاتحانہ نعرۂ تکبیر بلند کیا جبکہ شبیب اور دیگر خوارج جو پا پیادہ تھے، گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا ان پر حملہ کر دو۔اب وہ گھبرائے ہوئے ہیں۔سپاہیوں نے حملہ کر دیا اور شبیب کو شکست ہوئی۔بیشتر خارجی دم دبا کر بھاگ گئے۔شبیب چند گھڑسواروں کے ہمراہ پیچھے رہا لیکن کچھ دیر بعد وہ بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا۔حجاج نے اپنے سپاہیوں کو پکار کر کہا: ''اسے اللہ کی جہنم میں جانے دو۔'' یہ معرکہ ۷۷ھ میں لڑا گیا۔①

یوں امیر حجاج نے خوارج کے خلاف فتح پائی۔وہ پھر کوفہ میں داخل ہوا۔جامع مسجد پہنچا اور منبر پر چڑھ کر حمد وثنا کے بعد کہنے لگا:

''واللہ! اس سے پہلے شبیب سے لڑائی کی ہی نہیں گئی۔اللہ کی قسم! وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا اور اپنی عورت کو اس حالت میں چھوڑ گیا ہے کہ اس کی گانڈ میں نیزے توڑے جاتے ہیں۔''

امیر حجاج شبیب کا مکمل خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔جس روز شبیب شکست کھا کر بھاگا، حجاج نے اعلان کر دیا: ''جو خارجی ہمارے پاس چلا آئے، اسے امان ہے۔'' اس پر شبیب کے سپاہی بڑی تعداد میں اسے چھوڑ کر چلے آئے۔اس نے پھر اپنے عمال کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ شبیب کے قریبی ساتھیوں کو یہ خفیہ پیغام بھجوا دیں، ان میں سے جو شخص ہمارے پاس آ جائے، اسے امان ہے۔

شبیب کے بیشتر ساتھی لڑائی سے اکتا گئے تھے۔وہ جان چکے تھے کہ شبیب سے انھیں کچھ فائدہ حاصل ہونے والا نہیں۔چنانچہ انھوں نے شبیب کو چھوڑا اور حجاج کے دائرہ امان میں آ گئے۔

امیر حجاج کو خدشہ ہوا کہ شبیب نئے اعوان وانصار اکٹھے کر سکتا ہے۔اس نے حبیب بن عبدالرحمان حکمی کی سرکردگی میں تین ہزار شامیوں کا لشکر شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور انھیں ناگہانی حملے سے خبردار رہنے کی ہدایت دی۔حجاج نے حبیب سے کہا: ''شبیب جہاں ملے، اسے لڑائی کے لیے للکارا جائے۔اس کی شکست یقینی ہے۔بھائی اور بیوی کے قتل کے بعد اس کی دھار کند ہو چکی اور کچلی ٹوٹ

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۵، ۹۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۵۸، ۵۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۲۰، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے۔اس کے بیشتر ساتھی تتر بتر ہو چکے ہیں۔"

چنانچہ حبیب پیش قدمی کرتے ہوئے انبار پہنچا۔اس کی پیش قدمی شبیب کے علم میں آئی تو وہ آیا۔وہ جب لشکر حبیب کے قریب پہنچا تو سواری سے اترا اور اپنے ساتھ کے خوارج کو مغرب کی نماز پڑھائی۔①

حبیب نے اپنا لشکر ترتیب دیا جسے اس نے چار حصوں میں تقسیم کیا۔اس نے ہر دستے سے کہا کہ وہ اپنا دفاع کرے اور کوئی فریق دوسرے فریق کی مدد نہ کرے۔حبیب نے انھیں سمجھا دیا کہ خوارج ان پر ناگہانی حملہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔شبیب نے بزعم خویش ناگہانی حملہ ہی کیا لیکن حبیب کے سپاہی تیار کھڑے تھے۔شبیب نے حبیب کے چار میں سے ایک دستے پر حملہ کیا لیکن اس دستے کے سپاہیوں نے جم کر لڑائی کی۔کوئی ایک بھی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔شبیب نے اس دستے کو چھوڑا اور دوسرے دستے پر حملہ آور ہوا۔اس دستے نے بھی اپنی جگہ نہ چھوڑی اور جم کر دفاع کیا۔اس کے بعد اس نے تیسرے اور چوتھے دستے پر طبع آزمائی کی۔انھوں نے بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔شبیب کی سعی لاحاصل رہی۔اس نے میدان کا چکر کاٹا اور لشکر حبیب کو مقابلے کے لیے للکارا۔اب گھمسان کا رن پڑا۔ کلیجے منہ کو آ گئے۔سپاہی اس قدر تھک گئے کہ تلوار لہراتے تھے لیکن ضرب نہیں پڑتی تھی۔اس رات تیس خوارج ہلاک ہوئے جبکہ حبیب کے سو سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا۔

شبیب جب فتح سے ناامید ہو گیا تو اس نے خوارج کو سوار ہونے کا حکم دیا اور جنگ چھوڑ کر چلتا بنا۔خوارج نے دجلہ پار کیا اور جوخی میں گھومے پھرے۔واسط سے بار دگر دجلہ پار کیا اور راہواز و فارس سے ہوتے ہوئے کرمان کی طرف چڑھ گئے تاکہ کچھ وقت آرام کر سکیں۔②

امیر حجاج کے حکم پر سفیان بن ابرد شبیب کے مقابلے میں روانہ

اب امیر حجاج نے شبیب پر فیصلہ کن حملے کا ارادہ کیا۔شبیب پر حملے کا اس سے اچھا موقع اور

① تاریخ الطبری: ۵/۱۰۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۹، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/۴۲۲.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۱۰۰، وحوالہ مذکورہ: ۴/۵۹، حوالہ مذکورہ: ۱/۴۲۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۲۵۸، ہم نے کوشش کی ہے کہ شبیب کی شکست کے اسباب کے سلسلے میں عمر بن شبہ کے بجائے ابومخنف کی روایت کا ذکر کریں کیونکہ ایک تو ابومخنف کی روایت منطقی طور پر مربوط ہے اور اس میں واقعات ترتیب سے بیان ہوئے ہیں، دوسرے، کوفی روایات کے سلسلے میں ابومخنف زیادہ قابل اعتماد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی نہیں تھا۔حجاج کو شامی فوج میسر تھی جو اس کے اشارۂ ابرو پر حرکت میں آتی تھی۔اہل کوفہ جس شبیب سے ڈر کر کئی مرتبہ بھاگ آئے تھے، شامی فوج اسے شکست سے دو چار کر چکی تھی۔شبیب کی قوت کا خاتمہ ہو رہا تھا۔

حجاج نے ایک خطیر رقم سپاہ میں تقسیم کی۔زخمیوں اور غیر معمولی جاں فشانی کا مظاہرہ کرنے والے فوجیوں کو بیش قیمت انعامات سے نوازا اور سفیان بن ابرد سے کہا کہ وہ عساکر کو لے کر شبیب کی طرف روانہ ہو جائے۔حبیب کو یہ بات ناگوار ہوئی۔اس نے حجاج سے کہا: آپ سفیان کو اس آدمی کی طرف روانہ کرتے ہیں جسے میں نے شکست دے کر بھگایا اور اس کے شہ سواروں کو موت کے گھاٹ اتارا؟ لیکن حجاج نے اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہ کی اور اسے نافذ کر دیا۔یوں سفیان ہی شبیب کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

امیر حجاج نے اس پر اکتفا نہ کیا۔اس نے بصرہ میں اپنے عامل حکم بن ایوب ثقفی کو لکھا کہ وہ بصرہ کے کسی بہادر سردار کو چار ہزار کا لشکر دے کر سفیان کے پاس بھیج دے۔وہ سردار سفیان کا ماتحت ہو اور اس کی سمع و طاعت کرے۔حکم ثقفی نے زیاد بن عمرو عتکی کو روانہ کیا۔عتکی اس وقت سفیان کے پاس پہنچا جب وہ دجیل (اہواز) کے پل پر شبیب کے سامنے کھڑا تھا۔معرکہ شروع ہوا جس میں فریقین کم و بیش تیس مرتبہ ٹکرائے۔شامی فوج کسی ایک بھی جھڑپ میں پسپا نہ ہوئی اور ثابت قدم رہی۔

شبیب اور اس کے ساتھی بھی اس بے جگری سے لڑے کہ سفیان کو گمان ہوا، وہ اس کا خاتمہ نہیں کر سکے گا۔معرکہ جاری رہا اور اندھیرا پھیلنے لگا۔شبیب اور اس کے ساتھی اندھیرے میں نکل گئے۔سفیان نے سپاہیوں سے کہا: اس کا پیچھا نہ کیا جائے۔شبیب نے خوارج سے کہا: وہ دجیل کا پل پار کر جائیں۔صبح ہوگی تو وہ سفیان کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔چنانچہ خوارج اس کے سامنے پل پار کرتے گئے اور وہ پیچھے رہا۔وہ پل پر سے گزر رہا تھا کہ گھوڑے کا توازن بگڑا اور شبیب دریا میں جا گرا۔وہ بھاری اسلحہ پہنے ہوئے تھا جس کے باعث وہ اوپر نہ آسکا اور یہ کہتے ہوئے ڈوب گیا:

﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ①

---

① تاریخ الطبری: ٥/ ١٠٢، ١٠٣، والکامل لابن الأثیر: ٤/ ٦٠، ٦١، وشرح ابن ابی الحدید: ١/ ٤٢٣، وعقد الجمان: ١١/ ٣٠٨، ٣٠٩، والبدایة والنهایة: ٩/ ٢٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ واقعہ ۷۷ھ میں پیش آیا۔①

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شبیب کی غرقابی اس کے کسی ساتھی کی خیانت کا نتیجہ تھی۔اس خیانت کی وجہ یہ ہوسکتی تھی کہ شبیب نے ان کے اہل قبیلہ اور ان کی قوم کے سرداروں کو مارا تھا جس کا انتقام انھوں نے اس موقع پر لیا۔انھوں نے پل کاٹ ڈالا۔کٹی ہوئی کشتی ڈانواں ڈول ہوئی، گھوڑا لڑکھڑایا اور شبیب غرقاب ہوا۔یا پھر شبیب کی غرقابی کا باعث یہ ہوا کہ شبیب کا گھوڑا مارے شہوت کے مذیانہ گھوڑی پر چڑھ دوڑا جو اس کے آگے تھی۔وہ گھوڑی لڑکھڑائی۔شبیب کے گھوڑے کا پاؤں کشتی کے کنارے پر پھسلا اور شبیب دریا میں جا گرا!!②

ہماری رائے میں سازش والی بات، دوسری بات کے بجائے، واقعاتی منطق کے زیادہ قریب ہے۔وجہ یہ ہے کہ گھوڑی گھوڑے والا واقعہ شبیب کی غرقابی کا سبب ہوتا تو اس کا کوئی ساتھی اسے بچانے کے لیے اندھیرے کے باوجود ضرور اترتا۔آخر وہ ان کا امیر تھا۔اس کے دفاع میں جان کا خطرہ مول لینا ان کا فریضہ تھا۔لیکن ان میں سے کوئی بھی اسے بچانے کے لیے آگے نہ بڑھا جس کا مطلب یہی ہے کہ اس کے ساتھیوں کو اس کے بچاؤ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔یوں سازش والی بات کو تائید ملتی ہے۔پل کاٹنا دراصل ان لوگوں کی طرف سے جنھیں شبیب نے تکلیف پہنچائی تھی، یہ اعلان تھا کہ اس کے خلاف سازش تیار ہے۔یہ تمام پہلو سازش والی بات کو راجح قرار دیتے ہیں۔

شبیب نے خوارج کے اہل قبیلہ کو تو مارا تھا لیکن اس نے اپنے عزیز و اقارب کو اس سخت گیری سے مستثنیٰ کر دیا تھا جو اس نے دیگر مزعوم کافروں کے خلاف اپنائی تھی۔③ اس دورنگی پر خوارج کو شبیب سے نفرت ہوئی۔ان کی نفرت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ گرفتار قیدی اگر لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ کہہ دیتا تو شبیب

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۰۲، یہ طبری کی دو روایتوں میں سے زیادہ قوی روایت ہے۔والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۸، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۹، یہ ابن شاکر کی دو میں سے ایک روایت ہے۔والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۹۔ایک روایت یہ ہے کہ شبیب کی ہلاکت ۷۸ھ میں ہوئی تھی، تاریخ الطبری: ۵/ ۱۰۳، یہ طبری کی دوسری روایت ہے۔وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۲۰، وتاریخ الاسلام: ۳/ ۴۶۶، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۹، یہ ابن شاکر کی دوسری روایت ہے۔

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۰۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۱، والبدایة والنهایة: ۹/ ۲۰، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۲۴۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۷۷، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۳/ ۴۶۵.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۷۳، ۱۰۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۱، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۲۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے رہا کر دیتا تھا۔شبیب کی قوت اقتدار نے ثابت بن مصقلہ جیسے خارجی کو اشتعال دلایا تھا جو معرکہ سبخہ کے دوران میں شبیب سے بحث وتکرار کرنے لگا تھا۔ وہ پل پار کرنے والے خوارج میں شامل تھا۔①

خیر، وجہ جو بھی تھی، آخر کار شبیب کا خاتمہ ہو گیا۔شامیوں نے جب خوارج کو یہ کہتے سنا کہ امیر المومنین دریا میں ڈوب گئے ہیں تو وہ پل پار کر کے خوارج کے خیموں میں گئے۔لیکن وہاں کوئی خارجی نہیں تھا۔وہ سب پتلی گلی سے نکل گئے تھے۔شامی ان خیموں میں ٹھہر گئے اوران میں پڑا مال ومتاع ان کے ہاتھ آیا۔وہ اتنا کثیر مال ومتاع تھا جو اور کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھا گیا تھا۔②

لوگوں نے شبیب کی موت کے حوالے سے بھی ایک غیر معمولی قصہ بیان کیا۔ان کے بقول اہل شام نے شبیب کا سینہ چیر کر اس کا دل نکالا جو پتھر کی طرح سخت اور مضبوط تھا۔وہ اسے زمین پر مارتے تو وہ ابھر کر آدمی کے قد تک آتا تھا۔③

یوں امیر حجاج کو ایک خطرناک، عالی ہمت اور پختہ کار دشمن سے نجات ملی جس نے ریاست کے سپہ سالاروں کو بے بس کر ڈالا، ملک کے طول وعرض میں فساد پھیلایا اور لوگوں کو دہشت زدہ کر دیا تھا۔شبیب کی ہلاکت سے لوگوں کو اطمینان ہوا، ملک میں استحکام آیا اور خارجی فتوحات کے لیے فرصت میسر آئی۔

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۹۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۰، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۰.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۰۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۶۱، وحوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۲۰.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۰۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۶۱، وحوالہ مذکورہ: ۱/ ۴۲۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۰۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۸۷، والعقد الفرید: ۱/ ۴۴،شبیب کے ماقبل ولادت کے متعلق بھی متعدد اسطورے بیان کیے گئے ہیں۔اس سلسلے کا ایک اسطورہ یہ ہے کہ شبیب کی ماں جب حاملہ تھی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اس میں سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر آسمان میں چمکا اور افق تا افق پہنچا، پھر وہ بہت سے پانی میں گرا اور چھپ گیا۔شبیب ہفتہ ۱۰ ذی الحج ۲۵ھ کو پیدا ہوا تھا۔اس خواب کی تعبیر یہ نکالی گئی کہ وہ اپنے بستر پر نہیں مرے گا۔تلوار بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑے گی۔وہ خونریزی پسند کرے گا۔اور وہ ایک ذی شان شخص ہوگا۔(تاریخ الطبری: ۵/ ۱۰۴، ۱۰۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۱، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۴۲۴، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۳۰۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴ مطرف بن مغیرہ کی بغاوت

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ عرب کے چار داہیوں میں سے ایک تھے۔ داہیہ عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جو انتہائی زیرک، باتدبیر اور صاحب رائے ہو۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں حکومت کے مخلص عہد یدار تھے۔ عہد یداران میں انھیں خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

یہ اخلاص اور یہ مقام و مرتبہ ان کے بیٹوں کو وراثت میں ملا۔ حجاج جب عراق آیا تو اس نے بھی ان کے حقوق کی پاسداری کی اور ان سے ان کی معاشرتی و سیاسی قدر و منزلت کے مطابق حسن سلوک کیا۔ اس نے عروہ بن مغیرہ کو کوفہ، مطرف بن مغیرہ کو مدائن اور حمزہ بن مغیرہ کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔①

مطرف بن مغیرہ اپنے والد محترم اور اپنے بھائیوں ہی کی طرح ایک اچھا اور مخلص عامل تھا۔ مدائن کی ولایت میں اس نے جو سیاسی پالیسی اختیار کی، اس سے اس کے اخلاص اور خوش معاملگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس نے مدائن پہنچ کر لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و ثنا کے بعد کہا:

> ''لوگو! امیر حجاج نے، اللہ ان کی اصلاح فرمائے، مجھے آپ کا والی بنایا ہے۔ انھوں نے مجھے حق کی حکومت کرنے اور عدل و انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اگر میں ان کی ہدایات کے موافق عمل کروں گا تو میں سب سے سعادت مند اور خوش بخت آدمی ہوں گا۔ اگر ان کی خلاف ورزی کروں گا تو خود کو ہلاکت میں ڈالوں گا اور خوش نصیبی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔ سنو! میں ظہر اور عصر کے وقت تمھاری خاطر نشست گاہ میں بیٹھوں گا۔ تم اپنی ضروریات میرے پاس لاؤ اور جو کچھ تمھارے لیے اور اس ملک کے لیے مفید ہے، اس کا مجھے مشورہ دو۔ میں، جہاں تک ہوسکا، تمھاری خیر میں کمی نہیں کروں گا۔''

اس تقریر کے بعد مطرف منبر سے اترا اور ایوان (بڑے چبوترے) پر بیٹھ گیا۔ اس کی یہ سیاسی پالیسی اور اس کا یہ طرز امارت اہل مدائن کو پسند آیا۔ ازد کا ایک سردار حکیم بن حارث ازدی اس کے

① تاریخ الطبری: ۵/۱۰۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۶۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۱۵۹، وفوات الوفیات: ۵/۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس آیا اور کہا: اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، جب آپ تقریر کر رہے تھے تو میں آپ سے دور تھا۔ میں آپ کے جواب کے لیے آپ کی طرف آیا تو آپ منبر سے اتر رہے تھے۔ آپ نے جو ذکر کیا کہ امیر حجاج نے آپ سے وعدہ لیا ہے، ہم نے اسے خوب سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ لینے والے کی اور جس سے وعدہ لیا گیا ہے، دونوں کی رہنمائی فرمائے۔ آپ نے عدل و انصاف کی آرزو فرمائی ہے اور حق پر اعانت کا سوال کیا ہے۔ آپ نے جو کچھ ارادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر آپ کی مدد فرمائے۔ آپ حسن کردار میں اپنے والد جیسے ہیں۔ آپ کو بھی انھی کی طرح اللہ کی رضا اور لوگوں کی پسندیدگی حاصل ہے۔①

مطرف اسی طرز عمل پر قائم رہا جو اس نے اپنے لیے طے کیا تھا۔ اس طرز عمل میں کوئی شائبہ خرابی کا پیدا نہ ہوا یہاں تک کہ شبیب آ کر بہرسیر دنیا میں اترا۔ اس کے اور مطرف کے درمیان دجلہ کا پل تھا۔ مطرف نے وہ پل کاٹ دیا اور حجاج کو لکھا کہ شبیب مدائن پر چڑھ آیا ہے۔ اس نے حجاج سے کمک کا مطالبہ کیا۔ حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمان اور عبداللہ بن کناز کے زیر قیادت چار ہزار جنگجو مطرف کے پاس روانہ کیے۔② مطرف نے شبیب کو پیغام بھیجا کہ اپنے صالح رفقاء میں سے کچھ افراد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان سے قرآن کا مذاکرہ کروں اور دیکھوں کہ تمھاری دعوت کیا ہے۔ شبیب نے مثبت جواب دیا بشرطیکہ پہلے مطرف اس کے پاس اپنے کچھ اصحاب بھیجے جو شبیب کے اصحاب کی واپسی تک اس کے پاس گروی رہیں③۔ مطرف نے شبیب کے قاصد سے کہا: اس سے جا کر کہو تم تو اپنے اصحاب میرے حوالے کرتے نہیں، میں اپنے اصحاب کیسے تمھارے حوالے کر دوں؟ شبیب نے جواب دیا: تم جانتے ہو، ہم اپنے مذہب میں عہد شکنی کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ تم لوگ عہد شکنی کرتے ہو۔

عجیب بات یہ ہے کہ شبیب کے اس جواب کے بعد مطرف نے اپنے چند بہترین حضرات شبیب کے پاس بھیج دیے۔ جب وہ شبیب کے پاس پہنچے تو اس نے بھی اپنے چند بڑے سالار مذاکرات کے لیے مطرف کے پاس بھیج دیے۔④

---

① تاریخ الطبری: ۵/۱۰۶، ۱۰۷.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۱۰۷.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/۱۰۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۵۶، وفوات الوفیات: ۵/۷۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۱۵۹.
④ حوالہ مذکورہ: ۵/۱۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناظرے کا آغاز ہوا۔مطرف نے خوارج سے ان کی دعوت کے بارے میں پوچھا اور یہ پوچھا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں سے کیوں ناراض ہیں۔خوارج نے کہا: ہم کتاب وسنت کی دعوت دیتے ہیں۔اپنی قوم سے ہماری ناراضگی کی وجوہات یہ ہیں: مالِ غنیمت کو اپنے لیے خاص کر لینا، حدود کو معطل کرنا اور بالجبر تسلط پانا۔①

مطرف نے کہا: تم حق ہی کی دعوت دیتے ہو اور جس شے پر تمھیں غصہ ہے وہ تو واضح طور پر ظلم وجور ہی ہے۔اس امر پر میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔اب میں تمھیں جس شے کی دعوت دیتا ہوں، تم اس پر مجھ سے اتفاق کر لو۔میرا تمھارا امر ایک ہو جائے گا۔میرے اور تمھارے ہاتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ خوارج نے کہا: جو کچھ تمھارے پاس ہے، سامنے لاؤ۔اگر ہمیں وہ صحیح معلوم ہوا تو ہم تمھاری دعوت قبول کریں گے۔مطرف نے کہا: میں تم لوگوں کو ان ظالموں کے خلاف قتال کی دعوت دیتا ہوں۔ہم لوگوں کو کتاب وسنت کی طرف بلائیں گے۔امر حکومت کا فیصلہ مسلمانوں کی شوریٰ سے طے ہوگا۔وہ جسے پسند کریں گے، اپنا امیر بنائیں گے۔امر حکومت کو اسی حالت پر لائیں گے جس پر اسے عمر بن خطاب نے چھوڑا تھا۔عرب جب یہ دیکھیں گے کہ شوریٰ کے ساتھ قریش میں سے انتخاب کرنا مقصود ہے تو وہ راضی ہو جائیں گے۔ان کے اندر تمھارے پیروکار بڑھ جائیں گے۔وہ تمھارے دشمن کے خلاف تمھاری مدد کریں گے۔تم جو کچھ چاہتے ہو، اسے حاصل کر پاؤ گے۔②

خوارج نے کہا: تمھاری یہ بات ہمیں منظور نہیں۔

خوارج کا عمومی رویہ یہی تھا۔اگر وہ مطرف کی دعوت قبول کر لیتے تو انھیں شبیب کی قیادت سے ہاتھ دھونے پڑتے۔وہ اسے اپنا خلیفہ مان چکے تھے اور اسے امیر المومنین کہہ کر پکارتے تھے۔ان کے ہاں وہ ایک بلند پایہ نمونہ تھا۔وہ مطرف کے پاس سے اٹھ کر شبیب کے پاس واپس آ گئے۔شبیب کو انھوں نے مطرف کی پیشکش سے آگاہ کیا۔شبیب نے انھیں پھر مطرف کے پاس بھیج دیا کہ جا کر اس سے مناظرہ کریں۔وہ ان کی لیاقت اور قوت استدلال سے واقف تھا۔چار دن تک یہ مذاکرات ہوتے رہے۔③

چوتھے روز مطرف نے سوید بن سلیم سے کہا: جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے، میں نے سمجھ لیا ہے۔آج

---

①تاریخ الطبری:۵/۱۰۸،والکامل لابن الأثیر:۴/۶۲،وفوات الوفیات:۵/۷۹،وتاریخ ابن خلدون:۳/۱۵۹
②حوالہ مذکورہ:۵/۱۰۸،وحوالہ مذکورہ:۴/۶۲،وحوالہ مذکورہ:۵/۷۹،وحوالہ مذکورہ:۳/۱۵۹.
③حوالہ مذکورہ:۵/۱۰۹،۱۱۰،۵/۸۷،وحوالہ مذکورہ:۴/۶۲،وتاریخ ابن خلدون:۳/۱۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم واپس جاؤ تا کہ ہم کچھ غور وفکر کر لیں۔سوید واپس چلا گیا۔مطرف نے اپنے معتمد خیر خواہوں کی مجلس مشاورت بلائی اور صورت حال ان کے سامنے رکھی۔ اس نے ان سے کہا: حضرات! آپ میرے خیر خواہ اور اہل مودت ہیں۔ میں آپ کی رائے اور صلاح پر اعتماد کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم، میں ان ظالموں کے کرتوتوں کو دل سے ہمیشہ ناپسند کرتا رہا ہوں۔ مجھ سے جہاں تک ممکن ہوسکا، ان کے بگاڑے ہوئے کاموں کو اپنے قول وفعل سے سنوارتا رہا ہوں۔لیکن اب ان کی بداعمالیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ یہ لوگ میرے قریب سے گزرے جوان کے خلاف برسرپیکار ہیں۔میری رائے میں میرے لیے اب کوئی چارہ اس کے سوا نہیں کہ اگر مجھے ان ظالموں کے خلاف اعوان وانصار میسر آئیں تو میں ان سے لڑائی کروں۔ میں نے ان لوگوں (خوارج) کو اپنے ہاں مدعو کیا اور ان سے گفت وشنید کی ہے۔اگر یہ لوگ مجھ سے اتفاق کر لیتے ہیں تو میں عبدالملک اور حجاج کی بیعت اتار پھینکوں گا۔

یہ کہہ کر مطرف نے ان سے مشورہ طلب کیا۔انھوں نے مشورہ دیا کہ یہ باتیں بالکل خفیہ رکھی جائیں اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ یزید کے سوا کسی کو نہ بتائی جائیں۔

یزید نے مطرف سے کہا: آپ کے اور خوارج کے درمیان جو گفت وشنید ہوئی ہے وہ حجاج سے مخفی نہیں رہے گی۔ ہر ہر بات میں دس دس باتیں اور ملائی جائیں گی۔اگر آپ بھاگ کر بادلوں میں بھی چھپ جائیں گے تو حجاج آپ کو وہاں سے بھی ڈھونڈ کر مار ڈالے گا۔سو اس جگہ سے نکل جائیے اور اپنی جان بچا لیجیے۔اہل مدائن آپ کے آس پاس ہیں۔ جو کچھ ہوا، خوارج بھی اس کے متعلق چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔آج شام ہونے سے پہلے یہ خبر حجاج کے پاس پہنچ جائے گی۔آپ مدائن کے علاوہ کہیں اور اپنا ٹھکانا تلاش کر لیں۔

مطرف کے مصاحبین نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ مدائن سے الجبال چلا گیا۔①

مطرف کے اس رویے کا جائزہ لینے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مطرف نے خوارج سے ان کے مذہبی مبادیات کے متعلق گفت وشنید کیوں کی۔کیا وہ خوارج کے مبادیات سے ناواقف تھا؟ یہ ہم

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۱۰، الجبال فارس کا ایک بڑا علاقہ تھا جس کے شمال میں طبرستان اور آذربائیجان، مغرب میں الجزیرہ اور عراق، جنوب میں اوزستان اور فارس اور مشرق میں کوہستان واقع تھا۔آج کل یہ علاقہ عجمی عراق پر مشتمل ہے۔ (معجم الخریطة، امین واصف: ص ۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تسلیم نہیں کر سکتے۔تو کیا وہ حجاج کی طرف سے کمک کی آمد تک خوارج کو مصروف رکھنا چاہتا تھا؟ ممکن ہے، یہی وجہ رہی ہو۔

اس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مطرف شبیب کے نمائندوں کے سامنے حجاج اور عبدالملک کے طرز حکومت پر تنقید کر رہا تھا تو وہ اس سلسلے میں کس حد تک سنجیدہ تھا؟ کیا وہ واقع میں دل سے ان دونوں کے طرز سیادت کو ناپسند کرتا تھا۔کیا وہ واقع میں ان ظالموں کے کرتوتوں سے نالاں تھا اور ان کے پیدا کردہ بگاڑ کو اپنے قول و عمل سے سنوارنے کی کوشش کرتا تھا؟ اگر ایسا ہی تھا تو اس نے اس سے پہلے بغاوت کے بارے میں کیوں نہ سوچا؟

یا اس کے اس طرز عمل کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اور خوارج کے مذکرات کو طول دے؟ اگر یہ بات تھی تو ہمارا سوال یہ ہے کہ بعد ازاں حجاج کے خلاف اس کی بغاوت کا باعث کیا ہوا۔ ہمارا غالب گمان اس سلسلے میں یہ ہے کہ مطرف نے حجاج کے خلاف مجبوراً خروج کیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اسے اپنے مصاحبین سے مشاورت کے بعد جب امر واقع کا اندازہ ہوا اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) یزید نے اس سے کہا کہ آپ کے اور خوارج کے مابین جو گفت وشنید ہوئی ہے، اس میں سے ایک بھی بات حجاج سے چھپی نہیں رہے گی، ہر ہر بات میں دس دس باتیں اور شامل کی جائیں گی اور آپ بادلوں میں بھی جا چھپیں گے تو حجاج آپ کو ڈھونڈ نکالے گا، مطرف کو جب صورت حال کی سنگینی کا احساس ہوا تو وہ جان بچانے کے لیے مدائن سے الجبال کی طرف بھاگا۔

یہ امر طے شدہ تھا کہ مطرف اپنے ساتھ کے لوگوں کو اپنے عزائم سے آگاہ نہیں کرے گا تاکہ وہ کہیں اسے چھوڑ نہ جائیں۔اس نے انھیں بتایا کہ کچھ امور و معاملات یہ تقاضا کر رہے ہیں، ہم آج رات دسکرہ کی طرف کوچ کر جائیں۔ وہ جب دسکرہ پہنچ گئے تو مطرف کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ لوگوں کو اپنے عزائم سے آگاہ کر دے۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے خطاب کیا جس میں انھیں جہاد کی ترغیب دلائی، اس کے فضائل سے آگاہ کیا اور انھیں باہمی تعاون اور تقویٰ کا درس دیا۔اس نے اللہ کو گواہ بنا کر عبدالملک اور حجاج کی بیعت سے نکلنے کا اعلان کیا۔اس نے لوگوں کو رجوع الی الکتاب والسنہ کی دعوت دی اور یہ قرار دیا کہ امر حکومت مسلمانوں کی شوریٰ سے طے پائے گا۔وہ جسے چاہیں گے، حکومت کے لیے منتخب کریں گے۔اس تقریر کے بعد کچھ لوگوں نے مطرف کی بیعت کر لی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ اسے چھوڑ کر واپس چلے آئے۔①

واپس آنے والوں میں سبرہ بن عبدالرحمان اور عبداللہ بن کناز بھی شامل تھے جنھوں نے اگرچہ مطرف کے لیے ابتدا میں رضامندی کا اظہار کیا تھا لیکن وہ اپنے اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر واپس آ گئے تھے۔ وہ حجاج کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ شبیب سے برسرِ پیکار ہے۔ وہ دونوں بھی سفیان بن ابرد کے زیر قیادت شبیب کے خلاف معرکہ آرائی میں شریک ہو گئے۔②

جو لوگ مطرف کے ساتھ رہ گئے تھے وہ انھیں ساتھ لے کر دسکرہ سے حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ حلوان کا عامل ان دنوں سوید بن عبدالرحمان سعدی تھا۔ اس نے چاہا اسے مطرف سے لڑائی نہ کرنی پڑے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی چاہا کہ وہ حجاج کے ہاں قابل مواخذہ نہ ٹھہرے۔ اس نے شہر کے لوگوں اور کردوں کو جمع کیا۔ وہ خود شہر والوں کے ہمراہ گھروں کے قریب کھڑا رہا اور کردوں کو شہر کی طرف آنے والے راستے کے نکڑ پر کھڑا کر دیا۔ اس نے مطرف کو پیغام بھیجا: اگر تم لوگ ہمارے ملک کا قصد کرتے ہو تو ہم تمھیں روکیں گے۔ اگر تمھارا ارادہ یہ نہیں تو تم یہاں سے نکل جاؤ ورنہ ہمارے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہو گا کہ لوگ دیکھیں اور یہ خبر اڑے کہ ہم تمھارے مقابلے میں نکلے تھے۔ مطرف نے اپنے سالار حجاج بن جاریہ خثعمی کو پیغام بھیج دیا کہ لڑائی مت کرنا۔ تم میرے پاس آ جاؤ۔ وہ مطرف کے پاس آ گیا۔

مطرف کے لوگ اسی راستے پر چلتے رہے جو سوید نے انھیں دیا تھا۔ وہ جب اس موڑ پر پہنچے جہاں کرد پہرہ دیتے تھے، کردوں نے انھیں پیش قدمی سے روکا جس کے نتیجے میں معرکہ ہو گیا۔ کُردوں نے اس معرکے میں شکست کھائی اور ان کی بڑی تعداد ماری گئی۔③

مطرف اپنے راستے پر چلتا رہا۔ وہ ہمدان کے قریب پہنچا تو وہ راستہ چھوڑ کر بائیں طرف ماہ دینار کے راستے پر ہو لیا تاکہ حجاج کے پاس اس کے بھائی حمزہ پر الزام نہ دھرا جائے۔ (ماہ دینار شہر نہاوند ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پرگنہ دینور ہے۔) ماہ دینار سے اس نے حمزہ کو خط لکھا کہ وہ اسے روپیہ

① تاریخ الطبری: ۵/۱۱۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۶۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۱۶۰، وفوات الوفیات: ۵/۸۰.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۱۱۱، وحوالہ مذکورہ: ۴/۶۳، وحوالہ مذکورہ: ۳/۱۲۰.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/۱۱۱، ۱۱۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/۶۳، وحوالہ مذکورہ: ۳/۱۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیسہ اور اسلحہ بھیجے۔حمزہ نے خفیہ طور پر اسے اس کی مطلوبہ اشیاء فراہم کیں لیکن یہ سب باتیں حجاج سے مخفی نہ رہ سکیں۔①

حمزہ نے مطرف کو یہ امداد فراہم کی تو وہ قم، قاشان اور اصبہان کی طرف چل پڑا۔ ان علاقوں پر اس نے اپنے عمال بھیجے۔② اس نے اپنے دوستوں سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون بجلی کو اپنے ساتھ آ ملنے کی دعوت دی جوان دونوں نے قبول کر لی۔③

اصبہان پر حجاج کے عامل براء بن قبیصہ کو مطرف کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ گھبرایا۔ اس نے حجاج کو لکھا کہ ایک بڑا لشکر اس کی مدد کو بھیجا جائے تا کہ وہ اس باغی کی بیخ کنی کر سکے جس کی جمعیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔حجاج نے اسے جواباً لکھا کہ اس کے پاس جتنے سپاہی ہیں وہ انھیں ساتھ لے کر لشکر کشی کرے اور عدی بن زیاد کا منتظر رہے۔عدی بن زیاد پہنچے تو وہ اس کی سمع و طاعت کا اظہار کرے۔اب حجاج ڈاک کے گھوڑوں پر سپاہیوں کو اصبہان بھیجنے لگا۔کبھی دس دس اور کبھی بیس بیس۔یوں پانچ سو کے قریب سپاہی اس نے اصبہان بھیج دیے۔براء بن قبیصہ کے پاس دو ہزار کا لشکر تھا۔④

اسی اثنا میں حجاج نے اپنی دور اندیشی سے یہ بھانپ لیا کہ حمزہ بن مغیرہ کا ہمدان پر بطور عامل برقرار رہنا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ اس کا بھائی مطرف جہاں جم کر بیٹھا تھا، وہ علاقہ ہمدان کے قریب ہی تھا۔حجاج کو خدشہ ہوا حمزہ اپنے بھائی کی مالی امداد کرے گا اور اسے اسلحہ فراہم کرے گا۔اور کیا پتہ، وہ مطرف کو نہ صرف افرادی قوت فراہم کرتا اور بلکہ وہ بھائی کی محبت میں اس کی بغاوتی تحریک میں شامل ہو کر حجاج کے خلاف نکل کھڑا ہوتا۔یوں بغاوت قوی ہو جاتی اور حجاج کے لیے اس کا خاتمہ مشکل ہو جاتا۔

ان عوامل کے پیش نظر حجاج نے یہ طے کیا کہ وہ حمزہ سے چھٹکارا پا کر اس کی طرف سے بے فکر ہو جائے۔اس نے حمزہ کو معزول کر کے قید خانے میں ڈلوا دیا۔اس سلسلے میں اس نے سمجھ داری کا ثبوت دیا۔حمزہ نے ابتدا میں اپنے بھائی کی مدد کرنے پر جب حجاج سے معذرت کی تو حجاج نے اس کی معذرت قبول کر لی تاہم اس نے یہ بات ذہن میں رکھی اور بعد ازاں حمزہ کو معزول کر کے بڑی ہوشیاری سے اپنا

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۱۳، ۱۱۴.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۱۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۶۰.
③ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۳، اور دیکھیے تاریخ الطبری: ۵/ ۱۱۳، ۱۱۴.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۱۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصد حاصل کر لیا۔①

حجاج اب مطرف کے خاتمے کے لیے فارغ ہو چکا تھا۔اس نے عدی بن زیاد ایادی کو جو رے کا عامل تھا،لکھا کہ وہ جی سے براء بن قبیصہ کو ہمراہ لے کر مطرف پر حملہ آور ہو۔اس معرکے کا سپہ سالار عدی ہوگا۔وہ مطرف کا خاتمہ کرے اور اپنی ولایت میں واپس چلا جائے۔عدی کو جونہی حجاج کا خط ملا، اس نے تیاری شروع کر دی۔اس نے حجاج کے حسب ارشاد رے کے تین چوتھائی افراد کو لے کر لشکر تشکیل دیا۔عدی اس لشکر کو لے کر جی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں براء بن قبیصہ نو سو شامیوں کے ساتھ تیار تھا۔براء کے لشکر میں عمر بن ہبیرہ بھی شامل تھا۔② دونوں لشکروں نے جی میں خیمہ زن ہو کر دو دن آرام کیا، پھر ان چھ ہزار سپاہیوں نے پیش قدمی کا آغاز کیا۔③

مطرف کو اس لشکر جرار کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے لوگوں کے گرد خندق کا حصار باندھ کر بیٹھ گیا۔عدی کا لشکر اس کے قریب پہنچا تو اس نے لڑائی کے لیے لشکر کی صف بندی کی۔مطرف نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی۔اس نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ وہ حجاج کے بھیجے ہوئے لشکر کو اپنی طرف کھینچ لے۔اس میں وہ کامیاب نہ بھی ہوا تو کم سے کم اتنا ضرور ہوگا کہ اس لشکر کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔اس نے اس مقصد کے لیے جو طریقہ اپنایا وہ لوگوں کے لیے نیا نہیں تھا۔اس نے بکیر بن ہارون بجلی کو ان کی طرف بھیجا جس نے ان سے کہا: مجھے عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کے متعلق بتاؤ، کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دونوں سخت گیر و سرکش متکبر ہیں۔وہ اموال اپنے لیے خاص کر لیتے ہیں۔وہ دونوں خواہش نفس کی پیروی کرتے، شک پر مواخذہ کرتے اور غصے میں آ کر قتل کرتے ہیں؟ لیکن لوگوں نے جواب دیا: ارے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ کہتا ہے۔وہ دونوں ایسے نہیں ہیں۔یوں مطرف ناکام ہو گیا۔

یہ طریقہ کارگر نہ رہا تو اب لڑائی کیے بنا چارہ نہیں تھا۔چنانچہ گھمسان کا رَن پڑا۔مطرف کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔اس کے بیشتر ساتھی بھی مارے گئے۔عمر بن ہبیرہ فرازی نے مطرف کو قتل کر

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۱۴، ۱۱۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۶۰.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۱۵، وحوالہ مذکورہ: ص ۶۳، ابن شاکر (۵/ ۸۰) کی روایت ہے کہ عمر بن ہبیرہ ہی اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۱۶، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۶۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اس کا سرتن سے جدا کیا جسے عدی نے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ یوں امویوں کے ہاں اس کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوا۔اس کے بعد عدی رے واپس چلا گیا۔①

اس طرح مطرف بن مغیرہ کی بغاوت کا خاتمہ ہوا جس میں اس نے خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالا کیونکہ اس نے ایسے امر کا قصد کیا تھا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔اس کے نفس نے اسے خلیفہ شرعی کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ یوں وہ ۷۷ھ/ ۶۹۶ء میں مارا گیا۔

①تاریخ الطبری:۵/ ۱۱۸،والکامل لابن الأثیر :۴/ ۶۳،وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۱۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵ حروبِ خوارج کے بعد حجاج کے اثر ونفوذ میں اضافہ

حجاج کو دشمنان ریاست خوارج کے خلاف جونہی فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی، خلیفہ عبدالملک کی جانب سے خراسان اور سجستان کی ولایتیں بھی اس کے سپرد کر دی گئیں۔ یہ واقعہ ۷۸ھ کا ہے۔ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کی معزولی کے بعد حجاج کو یہ دونوں ولایتیں دی گئی تھیں۔①

ہماری رائے میں خلیفہ عبدالملک نے حجاج کو یہ ولایتیں دے کر دو مقاصد بیک وقت حاصل کیے تھے۔ انھوں نے حجاج کو خوارج کے خلاف غیر معمولی اقدامات اور اس کے کارہائے نمایاں کی بدولت انعام سے نوازا تھا۔ حجاج نے خوارج کو ادھیڑ ڈالا تھا۔ وہ اب خاتمے کے قریب تھے۔ اس نے ریاست کے سب سے مضبوط دشمن شبیب کا تعاقب کیا اور اسے ہلاکت سے دوچار کیا تھا۔ اب باغی حجاج سے ڈرتے تھے۔

یوں یہ عبدالملک کا حسن سیاست تھا کہ انھوں نے دونئی اقلیمیں حجاج کی عملداری میں دے دیں تاکہ وہاں بھی خلافت کو استحکام حاصل ہو جائے۔ ان دنوں وہ یوں بھی والی خراسان کی تبدیلی پر مجبور ہو گئے تھے کیونکہ اس کی داخلی و خارجی سیاسی پالیسیاں ناکامی سے دوچار ہوئی تھیں۔

داخلی طور پر والی خراسان یوں ناکام ہوا کہ بکیر بن وساج نے اس کے خلاف بغاوت کی تو اس نے بکیر کے آگے گھٹنے ٹیک دیے اور اس شرط پر اس سے مصالحت کر لی کہ وہ بکیر کا چار لاکھ درہم کا قرض

① **تاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۶، صاحب انساب الاشراف** کی روایت ہے کہ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو روانہ کیا تھا تاکہ وہ اس کے لیے ان دونوں ولایتوں کا مطالبہ کرے۔ ان ولایتوں کا والی امیہ بن عبداللہ تھا۔ ابن ابی بکرہ نے اس بارے میں عبدالملک سے بات کی۔ عبدالملک نے اسے جواب دیا: میں حجاج کے لیے امیہ کو معزول نہیں کروں گا۔ البتہ اگر تم چاہو تو میں تمھیں ان ولایتوں کا والی بنا دیتا ہوں۔ عبدالملک امیہ کو پسند کرتا تھا۔ ابن ابی بکرہ نے کہا: حجاج نے مجھ پر اعتماد کر کے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں اس سے خیانت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد خلیفہ عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو کچھ حکم دیا لیکن اسے کوتاہ کار پایا اور محسوس کیا کہ امیہ کی طرف سے خراج دیر سے پہنچتا ہے جبکہ حجاج کی طرف سے بھرپور خراج بروقت پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے خراسان و سجستان کی ولایت حجاج کے نام لکھ دی۔ لیکن یہ قصہ واقعاتی منطق سے میل نہیں کھاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا کرے گا جو بکیر نے کسی سے لیا تھا۔ وہ اس کے اصحاب سے اچھا سلوک کرے گا اور اسے خراسان کے کسی پرگنے کا عامل مقرر کرے گا۔ وہ اس کے بارے میں پولیس کے سربراہ بجیر بن ورقا صریمی کی بات پر کان نہیں دھرے گا۔

امیہ نے بکیر کی تمام شرطیں پوری کر دیں۔ وہ دوبارہ آیا تو اس کے بارے میں بجیر کی بات پر کان دھرا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔① اس کے قتل کا بیڑا بجیر نے اٹھایا تھا۔ اس قتل کو لے کر بنو تمیم میں بڑا فساد برپا ہوتا لیکن کچھ سمجھ دار لوگوں نے بیچ میں پڑ کر معاملہ رفع دفع کرا دیا۔②

امیہ کو لوگ اس کی خود پسندی اور اس کے تکبر کے باعث ناپسند کرتے تھے۔ وہ کہتا تھا: خراسان اور سجستان تو میرے باورچی خانے کے لیے بھی کافی نہیں۔③

خارجی سطح پر اس کی ناکامی کا واقعہ یہ ہے کہ اس نے ایک لشکر کے ہمراہ دریائے بلخ پار کیا۔ وہاں اس کا اور اس کے لشکر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ وہ بڑی مصیبت میں پھنس گئے اور ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر بنا کسی فائدے اور بغیر کسی مال غنیمت کے واپس آئے۔④

یوں خلیفہ عبدالملک کی نظر میں امیہ بن عبداللہ کی غلطیاں اور حماقتیں جب حد سے بڑھ گئیں تو انھوں نے خراسان و سجستان کی پریشانی و فکرمندی سے چھٹکارا پانے کے لیے امیہ کو معزول کیا اور ان ولایتوں کو بھی حجاج کی عملداری میں دے دیا۔

خراسان میں مہلب کا اور سجستان میں ابن ابی بکرہ کا تقرر

شبیب اور مطرف کے خاتمے کے بعد حجاج کوفہ سے بصرہ آ گیا جہاں مہلب ازارقہ کی سرکوبی کے بعد اس سے ملنے آیا۔ حجاج نے اس کا اکرام کیا اور اسے اپنے پاس بٹھایا۔ اس نے پھر غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کرنے والے سپاہیوں کو بلایا۔ مہلب جس بھی آدمی کی بہادری اور حسن کارکردگی کا ذکر کرتا، حجاج اسے سراہتا اور انعام و اکرام سے نوازتا۔ اس تقریب کے بعد حجاج نے کہا:

”یہ ہیں رجالِ کار۔ یہ ہیں اموال کے صحیح حقدار۔ یہ سرحدوں کے محافظ اور دشمن کی پریشانی

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۲۸۔ ۱۳۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۰، ۷۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۵، ۴۶.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴۳، ۱۴۵، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۵، ۷۶، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۶.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۳۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۱، وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۶.
④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۳۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۶.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا باعث ہیں۔''①

خراسان اور سجستان کی ولایتیں بھی حجاج کی عملداری میں دے دی گئی تھیں۔خراسان کی ولایت اس نے مہلب کو انعام میں دے دی اور سجستان پر عبیداللہ بن ابی بکرہ کا تقرر کر دیا۔

اس سلسلے میں طبری کے ہاں دو روایتیں ہیں۔ایک روایت ابومخنف کی ہے جس کے مطابق حجاج نے مہلب کو خراسان کے ساتھ سجستان کی ولایت بھی دے دی۔مہلب نے اس سے کہا: کیا میں آپ کو ایسا آدمی بتاؤں جو سجستان کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔وہ کابل وزابل کا عامل تھا جہاں اس نے بڑی خدمات انجام دیں۔خراج اکٹھا کیا، ان سے قتال کیا اور پھر ان سے مصالحت کر لی۔حجاج نے کہا: ہاں، ہاں، کون ہے وہ؟ مہلب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کا نام لیا۔حجاج نے مہلب کی بات مان کر ابن ابی بکرہ کو سجستان بھیج دیا۔②

اس روایت کی سند اگرچہ قوی ہے تاہم اس کا وقوع مشکل ہے۔یہ بات معقول نہیں کہ مہلب خود ولایت سے دستبردار ہو جاتا۔خود حجاج بھی اسے ایسی ولایت سے معزول نہ کرتا جسے وہ دوسری ولایت کے ساتھ چلانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔مہلب کو اگر دوسری ولایت کے انتظام وانصرام کے سلسلے میں مشکل پیش آتی تو وہ اپنے کسی بیٹے یا کسی معتمد کی مدد لے سکتا تھا۔

یہ بھی مشکل تھا کہ حجاج دو ولایتیں ایک عامل کے سپرد کر دیتا، وہ عامل چاہے جتنا بھی باصلاحیت ہوتا اور اس کی خدمات جتنی بھی زیادہ ہوتیں۔حجاج اپنے عمال کے متعلق کبھی خوش گمان نہیں رہتا تھا۔مہلب ازارقہ کی جنگوں سے سرخرو ہو کر نکلا تھا۔ممکن تھا کہ ایسی دو بڑی ولایتوں کا سربراہ ہو کر وہ حجاج کے خلاف بغاوت کے بارے میں سوچتا۔حجاج ان بہترین لوگوں میں سے تھا جو واقعہ ہونے سے پہلے اس کے لیے تیار رہتے تھے۔

یوں ہم طبری کی دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہیں جس کے مطابق امیر حجاج نے سجستان پر مہلب کا تقرر کیا تھا اور خراسان پر ابن ابی بکرہ کا۔مہلب کو سجستان پسند نہ آیا۔اس نے چاہا کہ خراسان اس کے زیر ولایت ہو۔وہ حجاج کی پولیس کے سربراہ عبدالرحمان بن عبید سے ملا اور اسے صورت حال

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۴، وانساب الاشراف للبلاذری: ۱۱/ ۳۱۰.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۳۵، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۱۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کیا۔اس نے کہا: میں خراسان کو ابن ابی بکرہ سے زیادہ جانتا ہوں اور ابن ابی بکرہ سجستان کے لیے مجھ سے زیادہ موزوں ہے۔آپ امیر سے بات کریں وہ مجھے خراسان اور ابن ابی بکرہ کو سجستان بھیج دیں۔رئیس دیوان (سرکاری دفاتر کے مدیر) سے بھی بات کیجیے کہ وہ بھی میری مدد کریں۔

یہ دونوں یعنی ابن عبید اور رئیس دیوان امیر حجاج کے پاس حاضر ہوئے اور مہلب نے جو چاہا تھا، اسے حاصل کر لیا۔یوں خراسان کی ولایت مہلب کو دے دی گئی تاہم حجاج نے اسے ان دس لاکھ درہم کی ادائیگی کا پابند کیا جو اہواز کے خراج میں سے رہ گئے تھے۔یہ ان دنوں کی بات تھی جب مہلب اہواز کا والی تھا۔①

خراسان کی ولایت ملنے کے بعد مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو خود سے پہلے خراسان بھیج دیا۔ امیر حجاج نے اسے دس ہزار درہم اور ایک سبز رنگ کا توانا خچر دیا۔مہلب کے خراسان پہنچنے سے پہلے دس مہینے حبیب نے خراسان کا انتظام و انصرام کیا۔مہلب ۷۹ھ میں اپنی ولایت پہنچا۔②

ابن ابی بکرہ کا تقرر جونہی عمل میں آیا، وہ اپنی ولایت کی طرف روانہ ہو گیا۔لیکن اس نے اس سال کے آخر تک شاہِ ترک زنبیل کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔③

۷۹ھ میں ابن ابی بکرہ شاہ ترک کے خلاف برسر پیکار آیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ سابقہ معاہدوں کے نتیجے میں شاہ ترک پر جو ٹیکس عائد ہوتا تھا، اس نے اس ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔وہ گاہے ٹیکس ادا کر دیتا تھا اور کبھی انکار کر دیتا تھا۔اس نے جب ابن ابی بکرہ کو انکار کیا تو ابن ابی بکرہ نے حجاج سے اس کی شکایت کر دی۔حجاج نے جواب دیا کہ زنبیل پر حملہ کر کے اس کے علاقے پر قبضہ، اس کے قلعوں کا انہدام اور اس کے جنگجوؤں کا قتل ضروری ہے۔④

ابن ابی بکرہ کے پاس کوفہ و بصرہ کی جو فوج تھی وہ اسے ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔کوفی فوج کا

---

①تاریخ الطبری:۵/۱۳۵،والبدایۃ والنہایۃ:۹/۳۱،۳۲.
②حوالہ مذکورہ:۵/۱۳۶،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۷،وتاریخ ابن خلدون:۳/۴۶.
③حوالہ مذکورہ:۵/۱۳۶،وحوالہ مذکورہ:۴/۲۷،یہ زنبیل ہی ہے جیسے کہ مسعودی نے مروج الذہب (۲/۹۷) میں ذکر کیا۔بکنگھم، انگلستان میں منعقد ہونے والی مستشرقین کی دسویں کانفرنس میں بھی یہی تحقیق درست قرار دی گئی تھی۔یہ ایک بادشاہ کا نام یا لقب تھا جو ترک تھا۔اس کی رعایا فارسی تھی۔زیادہ تر مآخذ میں اس کا نام رتبیل بتایا گیا ہے جو درست نہیں۔
④تاریخ الطبری:۵/۱۳۷،والکامل لابن الأثیر:۴/۲۷،وانساب الاشراف:۱۱/۳۱۱،وعقد الجمان:۱۱/۳۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمانداز شریح بن ہانی حارثی تھا۔خود وہ اہل بصرہ کا امیر اور تمام فوج کا سپہ سالار تھا۔ وہ زنبیل کے ملک میں دور تک داخل ہو گیا اور کثیر مال غنیمت حاصل کیا۔ وہ راستے میں تھا کہ شریح بن ہانی نے مشورہ دیا کہ جس قدر مال غنیمت حاصل ہوا ہے اور دشمن جس قدر خوفزدہ و مرعوب ہو گیا ہے، اسی پر اکتفا کرتے ہوئے واپسی کی راہ لینی چاہیے۔ ایک ہی حملے میں تمام شہروں اور قلعوں کی فتح ممکن نہیں ہو سکے گی۔ ابن ابی بکرہ نے کہا: اے شخص! صبر کرو اور اس بات کو رہنے دو۔ شریح نے کہا: کوتاہ اندیش کا حکم نہیں مانا جا سکتا۔ تم خود بھی مرو گے اور ہمیں بھی مرواؤ گے۔①

شریح بن ہانی حارثی کے اس مشورے کی وجہ زنبیل کی یہ شہرت تھی کہ وہ حملہ آوروں کو اپنے ملک کی گھاٹیوں میں داخل ہونے دیتا ہے اور پھر انھیں گھیر کر مارتا ہے۔ بہرکیف، ابن ابی بکرہ نے شریح کے مشورے پر کان نہ دھرا اور آگے بڑھتا گیا۔ نہ کوئی اس سے لڑتا نہ کوئی اس کے راستے میں آتا۔ کابل اور اس کے درمیان صرف آٹھ فرسخ (چوبیس عربی میل) کا فاصلہ رہ گیا۔ وہاں ابن ابی بکرہ اور اس کے سپاہیوں نے محسوس کیا کہ ترک ان کا گھیراؤ کر رہے ہیں۔ وہ تو بہت گھبرائے اور بہت پچھتائے۔ انھیں یقین ہو گیا کہ اب تو وہ مارے گئے۔ ابن ابی بکرہ نے شریح کو کہلا بھیجا کہ میں تو روپیہ دے کر ان لوگوں سے صلح کرنے لگا ہوں تاکہ یہ مجھے واپس جانے دیں۔ شریح نے کہا: تم جتنا روپیہ صلح کے لیے دو گے، سلطان وہ روپیہ تمھارے وظائف سے کاٹیں گے۔ ابن ابی بکرہ نے کہا: تاحیات وظیفہ نہ ملنا یہاں مرنے سے بہتر ہے۔②

خیر، ابن ابی بکرہ نے زنبیل کو پیغام بھیجا اور پانچ لاکھ درہم کے عوض اس سے مصالحت کر لی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ رقم سات لاکھ درہم تھی۔ ضمانت کے طور پر لشکر ابن ابی بکرہ کے چند سرکردہ افراد اور ابن ابی بکرہ کے تین بیٹے زنبیل نے اپنے پاس رکھے اور یہ شرط عائد کی کہ وہ جب تک والی رہے گا، زنبیل کے ملک پر حملہ نہیں کرے گا۔③

شریح نے ابن ابی بکرہ سے کہا: اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں سے قتال کرو اور ایمان کے بدلے کفر مت خریدو۔ مزید یہ کہ تم پانچ لاکھ یا سات لاکھ درہم دے رہے ہو۔ مسلمانوں کو مشرکین کے حوالے

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۱۲۔

② تاریخ الطبری: ۵/ ۷/ ۱۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲/ ۷، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۱۲، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۳، وفوات الوفیات: ۵/ ۹۵، ۹۶۔

③ انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۱۳، ۳۱۳، وفتوح البلدان: ص ۴۰۶، طبری اور ابن اثیر کے ہاں صرف سات لاکھ کا ذکر ملتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کررہے ہو۔اس پر تم ان کی یہ شرط مان رہے ہو کہ تم ان سے لڑائی نہیں کرو گے نہ ان سے خراج وصول کرو گے۔ یہ سب تم اس موت سے بچنے کے لیے کررہے ہو جس کی طرف تم جانے والے ہو۔ پھر تمھیں یہ بھی اندازہ نہیں کہ حجاج کے غصے کا عالم کیا ہوگا۔①

اس مشورے کے بعد شریح نے خود کو شہادت کے لیے پیش کر دیا۔ وہ مدت سے شہادت کی تلاش میں تھا۔②

ابن ابی بکرہ نے جب دیکھا کہ شریح قتال سے باز نہیں آئے گا تو اس نے زنبیل کو پیغام بھیجا کہ میں صلح پر اور ان سب باتوں پر قائم ہوں جن پر ہم جدا ہوئے تھے۔ یہ میرے اصحاب میں سے ایک شخص ہے جو میری خلاف ورزی کررہا ہے۔ میں اس کا حامی نہیں ہوں۔

یوں شریح اپنے فوجی دستے کے ہمراہ یہ رجز کہتے ہوئے روانہ ہوا:

اَصْبَحْتُ ذَا بَثٍّ أُقَاسِي الْكِبَرَا قَدْ عِشْتُ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَعْصُرَا
ثُمَّتَ اَدْرَكْتُ النَّبِيَّ الْمُنْذِرَا وَبَعْدَهُ صِدِّيْقَهُ وَعُمَرَا
وَيَوْمَ مِهْرَانَ وَيَوْمَ تُسْتَرَا وَالْجَمْعَ فِيْ صِفِّيْنِهِمْ وَالنَّهْرَا
وَيَا جُمَيْرَاتِ مَعَ الْمُشَقَّرَا هَيْهَاتِ مَا اَطْوَلَهُ هٰذَا عُمُرَا

ترجمہ: ”میں رنجور ہوگیا ہوں، بڑھاپے کو جھیل رہا ہوں۔ میں نے مشرکین کے درمیان مدتیں گزاریں۔ وہاں میں نے انذار کرنے والے نبی کا زمانہ پایا۔ ان کے بعد صدیق اور عمر کو دیکھا۔ مہران، تستر، صفین اور نہروان کے معرکوں میں شریک رہا۔ بھورے گھوڑے کے ساتھ یا جمیرات کے معرکے میں شرکت کی۔ ہیہات! یہ کس قدر لمبی عمر ہے۔“③

شریح نے بے جگری سے لڑائی کی۔ آخر وہ اور اس کے اصحاب شہید کر دیے گئے۔ کوفہ و بصرہ اور شام کے کچھ سپاہی اس کے ہمراہ تھے۔④

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۱۳۔
② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۱۳، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۲، وفتوح البلدان: ص ۴۰۶۔
③ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۱۴، وحوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۳۷، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۲۔
④ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۱۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی بکرہ دشت بست کے راستے بلاد زنبیل سے واپس ہوا۔اس دشت میں سفر کے دوران اس کے ساتھ کے بیشتر سپاہی بھوک پیاس سے مر گئے۔① وہ بیس ہزار کے قریب تھے لیکن جب وہ بست پہنچے تو پانچ ہزار رہ گئے۔② مارے بھوک کے بہت برا حال تھا۔مسلمانوں نے انھیں کھانا دیا۔اس حالت میں جن سپاہیوں نے بے صبری سے بے تحاشا کھانا ٹھونس لیا، وہ کھانا کھاتے ہی مرتے گئے۔ مسلمانوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو کھانا روک لیا اور سب کو گھی کھلایا۔یوں ان کی آنتیں نرم ہو گئیں۔ابن ابی بکرہ مسلمانوں کے اس بڑے نقصان پر شدید رنج و غم میں مبتلا ہوا اور جان کی بازی ہار گیا۔ایک روایت یہ ہے کہ اس نے کان کی تکلیف سے وفات پائی تھی۔③ مرنے سے پہلے اس نے اپنے بیٹے ابو بردعہ کو والی نامزد کر دیا تھا۔

اس حملے کی تمام روداد امیر حجاج کے علم میں آئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔اس نے مہلب کو لکھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی آدمی سجستان روانہ کرے۔مہلب نے وکیع بن بکر کو روانہ کیا۔وہ ابو بردعہ کے ہاں گیا۔اس نے اسے تین لاکھ درہم اور دیگر تحفے دیے۔ابو بردعہ نے سجستان میں قیام کیا۔عبدالرحمان بن اشعث آیا تو اس نے اسے کرمان کا عامل مقرر کیا۔④

انھی دنوں حجاج نے عبدالملک کو لکھا:

''امابعد! امیر المومنین کی جو فوج سجستان میں تھی اسے گزند پہنچا ہے۔اس فوج کے قلیل سپاہی زندہ بچے ہیں۔اس فوج کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کے باعث دشمن اہل اسلام کے خلاف جری ہو گیا ہے۔وہ ان کے شہروں میں گھس کر ان کے قلعوں اور محلات پر قابض ہو گیا ہے۔ میں نے ان کی طرف کوفہ و بصرہ کا ایک بڑا لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اس سلسلے میں امیر المومنین کی رائے معلوم کر لوں۔ان کی رائے اگر یہ ہو کہ یہ لشکر بھیج دیا جائے تو میں اسے بھیج دوں۔اگر ان کا ارادہ نہیں تو امیر المومنین اپنی فوج کے متعلق فیصلہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔تاہم مجھے ڈر ہے، اگر زنبیل اور اس کے ساتھ کے مشرکین کی

①فتوح البلدان: ص ۴۰۷.
②انساب الاشراف للبلاذری: ۱۱/ ۳۱۴، ۳۱۵، وفتوح البلدان: ص ۴۰۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۲، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۷، ۱۳۸.
③انساب الاشراف للبلاذری: ۱۱/ ۳۱۷.
④انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۱۸، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف بڑا لشکر نہ بھیجا گیا تو وہ اس تمام سرحد پر قابض ہو جائیں گے۔''①

خلیفہ نے منظوری کا خط بھیجا:

''امابعد! مجھے تمھارا خط موصول ہوا جس میں تم نے سجستان میں مسلمانوں کے نقصان کا ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کا قتل ہونا تقدیر کا لکھا تھا۔ وہ اپنی آرام گاہوں میں جا پہنچے۔ ان کا ثواب اللہ پر ہے۔ جہاں تک فوج کی روانگی کے سلسلے میں میری رائے کا تعلق ہے، میری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ تم اپنی رائے بروئے کار لے آؤ۔ تم ہدایت یافتہ رہو اور توفیق الٰہی تمھارے شامل حال ہو۔''②

چنانچہ امیر حجاج نے زنبیل کے مقابلے کے لیے چالیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک لشکر جرار تیار کیا۔ اس میں بیس ہزار کوفی اور بیس ہزار بصری شامل تھے۔③

حجاج نے اس لشکر کے لیے ثروت مند اور بہادر سپاہیوں کا انتخاب کیا۔ انھیں عمدہ گھوڑے دیے اور کیل کانٹے سے اچھی طرح لیس کیا۔ سپاہیوں کے وظائف کے علاوہ اس لشکر جرار کی تیاری پر بیس لاکھ درہم کی خطیر رقم خرچ کی گئی۔④

یہ لشکر اب ہر لحاظ سے مکمل تھا۔ یہ اس قدر خوش ہیئت لشکر تھا کہ اسے موروں کا لشکر (جیش الطواویس) کہا گیا۔ حجاج نے یہ لشکر عبدالرحمان بن محمد بن اشعث کے زیر قیادت ۸۰ھ میں روانہ کیا۔⑤

---

①تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۰، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۷۱.

②③تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۶، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۳، والبدایة والنہایة: ۹/ ۳۹، بلاذری (۱۱/ ۳۱۹) کی روایت ہے کہ لشکر کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ یعقوبی (۳/ ۲۲) کی روایت ہے کہ لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔

④تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۰، ۱۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۷.

⑤الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۷، طبری (۵/ ۱۴۱) کی روایت ہے کہ امیر حجاج نے پہلے عطارد بن عمر تمیمی کو اس لشکر کی قیادت سونپی تھی۔ بعدازاں اس کے بجائے عبیداللہ بن ذی الجوشن کو سپہ سالار بنایا لیکن پھر جلد ہی اس کے بجائے ابن اشعث کو یہ ذمہ داری سونپ دی۔ صاحب انساب الاشراف (۱۱/ ۳۱۹) کی روایت البتہ یہ ہے کہ حجاج نے اہل کوفہ کی قیادت عطارد بن عمر تمیمی کے یا ذی الجوشن کے کسی بیٹے کے سپرد کی تھی۔ اہل کوفہ کی سالاری اس نے عطیہ بن عمر عنبری کو دی تھی جبکہ سجستان کی ولایت ابن اشعث کے سپرد کر کے یہ لشکر اسے دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن اشعث سجستان روانہ ہو گیا۔①

اس کے دونوں بھائی قاسم بن محمد بن اشعث اور صباح بن محمد بن اشعث بھی اپنے لشکر کے ہمراہ اس سے آن ملے۔ وہ دونوں طبرستان میں تھے۔ امیر حجاج نے ان دونوں کو لکھا کہ انھیں سجستان پہنچنا ہے۔ حجاج نے اسحاق بن محمد کے زیر قیادت تیسرا لشکر بھی سجستان بھیج دیا۔②

ابن اشعث سجستان میں داخل ہوا اور لوگوں سے خطاب کیا۔ اس نے حمد وثنا کے بعد کہا:

''لوگو! امیر حجاج نے مجھے تمھاری سرحد کا والی بنا کر بھیجا ہے۔ انھوں نے مجھے تمھارے دشمن سے جہاد کا حکم دیا ہے جس نے تمھارے ملک میں لوٹ مار کی اور تمھارے بہترین لوگوں کو قتل کیا۔ لہٰذا تم میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہے۔ ورنہ اسے سزا دی جائے گی۔ اپنی لشکر گاہ کی طرف نکلو اور سب لوگ وہاں خیمہ زن ہو جاؤ۔''

یوں سب لوگ اپنی لشکر گاہ میں خیمہ زن ہو گئے اور ان کے لیے بازار آراستہ کیے گئے تا کہ وہ اشیائے ضرورت خرید لیں۔③

ان تیاریوں کی خبر زنبیل کو ملی تو اس نے ابن اشعث کو خط لکھا جس میں اس نے مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کے متعلق معذرت کی اور بتایا کہ خود اسے یہ اقدام پسند نہیں تھا لیکن مسلمانوں نے اسے اس اقدام پر مجبور کیا۔ اس نے صلح کی پیشکش کی اور خراج کی ادائیگی کا بھی وعدہ کیا۔④ جو افراد اس نے بطور ضمانت اپنے پاس رکھے تھے، انھیں بھی اس نے چھوڑ دیا۔ لیکن عبدالرحمان نے صلح کی پیشکش منظور نہ کی اور لشکر کو جنگ کے لیے پیش قدمی کا حکم دے دیا۔ اس نے مقدمہ پر قاسم بن محمد کو مامور کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ زنبیل کی قیام گاہ پر حملہ کرے۔

زنبیل کو اس پیش قدمی کی خبر ہوئی تو اس نے سجستان میں مقیم عبید بن ابی سبیع کے مشورے سے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۱، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۷، کچھ راویوں کا کہنا ہے کہ عبدالرحمان ان دنوں کرمان میں تھا۔ وہاں وہ ایک خارجی کے خلاف برسر پیکار تھا۔ اس نے خارجی کو شکست دی اور وہیں قیام کیا۔ ابن ابی بکرہ کا انتقال ہوا تو حجاج نے ابن اشعث کو سجستان کا عہد نامہ امارت بھیجا اور ایک لشکر اس کی طرف روانہ کیا۔
② انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۴۔
③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۲، و انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۱۔
④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴۱، و الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، بلاذری (۱۱/ ۳۲۳) کی روایت ہے کہ یہ مراسلت نہیں تھی بلکہ عبدالرحمان جب بست پہنچا تھا تو زنبیل اس سے ملنے آیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی قیام گاہ چھوڑ دی۔ ابن ابی سبیع نے اس سے کہا تھا: ’’عرب کا سب سے ڈھیٹ اور سب سے متکبر شخص تمھارے پاس آرہا ہے۔‘‘

چنانچہ لشکر وہاں پہنچ تو گیا لیکن اسے بوڑھوں اور بوڑھیوں کے سوا وہاں کوئی نہ ملا۔①

زنبیل ابن اشعث کے لیے ایک ایک رستاق (گاؤں) اور ایک ایک قلعہ چھوڑتا گیا۔ اسے گھمنڈ تھا کہ اس نے پہلے لشکر کا جو حال کیا تھا وہی اس لشکر کا بھی کرے گا۔ لیکن ابن اشعث بیدار مغز اور ہوشیار سپہ سالار تھا۔ اس کے حسن قیادت کا ایک یہ پہلو نمایاں ہوا کہ وہ ایک شہر پر قبضہ کرتا تو وہاں ایک عامل مقرر کر کے ایک فوجی دستہ بھی تعینات کر دیتا۔ جن شہروں کو اس نے فتح کیا، ان کے درمیان پیغام رسانی کا نظام بھی استوار کر دیا تاکہ باہمی رابطہ قائم رہے۔ گھاٹیوں پر اس نے رصدگاہیں بنا دیں اور تمام اہم مقامات پر فوجی چوکیاں قائم کر دیں۔ ابن اشعث اسی طریق حرب پر کاربند رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ زنبیل کے ایک بڑے علاقے پر قابض ہو گیا اور کثیر مال غنیمت حاصل کر لیا ہے تو فوج کو مزید پیش قدمی سے روک دیا۔ مقصود یہ تھا کہ مزید آگے بڑھنے سے پہلے فوج اس ملک کے مزاج سے واقف ہو جائے اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسے استعمال میں لا کر تقویت پالے۔ اس دوران میں وہ آرام کر کے تازہ دم ہو جائے۔ یوں آئندہ برس وہ دوبارہ حملہ آور ہو اور آہستہ آہستہ ترکوں کی سرزمین کے ایک اور حصے پر قبضہ کر لے۔ یوں ہر سال وہ کچھ عرصے کے لیے جنگ کرے اور کچھ عرصہ آرام کرے۔ آخر میں وہ تمام ترک سرزمین پر قابض ہو جائے۔ عبدالرحمان جانتا تھا کہ اتنے بڑے ملک پر یکبارگی قبضہ کرنا ممکن نہیں۔② اس نے اس طرز سیاست کو بروئے کار لاتے ہوئے مختلف اضلاع میں عمال تعینات کیے۔ اس نے اپنے بھائی قاسم کو رخج میں تعینات کیا اور خود بست میں مقیم ہو گیا③۔ اس نے حجاج کو خط لکھ کر فتوحات کی خبر دی، مسلمانوں پر اللہ کے فضل و کرم کا ذکر کیا اور اپنی رائے کے بارے میں آگاہ کیا۔④

یہاں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حجاج نے عبدالرحمان کو ایک جوابی خط لکھا، پھر جلد ہی دوسرا خط لکھا اور

---

① انساب الاشراف للبلاذری: ۱۱/ ۳۲۲.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۱، ۱۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۴، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۳.

③ انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۳۲.

④ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۲۳، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس نے تیسرا خط روانہ کر دیا۔

حجاج نے پہلے خط میں عبدالرحمان کو لکھا کہ

اس نے فوج کو آرام دلانے کی جو رائے اختیار کی ہے، اسے وہ ترک کر دے۔ حجاج نے اس پر الزام دھرا کہ اس نے قلیل و ذلیل دشمن سے نرمی برتی ہے۔ جو مسلمان شہید ہوئے ہیں، ان کی شہادت اس نے برداشت کر لی ہے۔ اس کی یہ رائے ایک چالبازی اور دھوکا دہی ہے۔ اس کی کمزوری اور نرمی نے اسے یہ رائے اختیار کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اس نے عبدالرحمان کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے علاقے میں آگے بڑھتا جائے اور آخر تک قتال کرتا رہے۔①

دوسرے خط میں حجاج نے اپنی یہ رائے تبدیل کر دی اور عبدالرحمان سے کہا کہ تم اپنی طرف کے مسلمانوں سے کہو، وہ کھیتی باڑی کریں اور وہیں قیام کریں۔ وہی ان کا گھر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں تمام ملک پر فتح عطا فرمائے۔②

اس کے بعد حجاج نے جلد ہی پہلے فیصلے کی طرف زیادہ شدت سے رجوع کیا۔ اس نے ابن اشعث کو قتال جاری رکھنے کا حکم دیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے اس حکم کی تعمیل کے سلسلے میں پس و پیش سے کام لیا تو وہ اسے معزول کر کے لشکر کی قیادت اسحاق بن محمد کے سپرد کر دے گا③۔

ہمارے اندازے کے مطابق امیر حجاج کو جب ابن اشعث کا خط ملا تو اسے یہ سوچ کر غصہ آیا کہ منتخب مجاہدین پر مشتمل یہ لشکر اس نے بھرپور تیاری کے بعد بھیجا تھا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دشمن کا تھوڑا سا علاقہ فتح کر کے بیٹھ گیا ہے۔ سپہ سالار کو بھی آرام اچھا لگ رہا ہے۔ اسی جذبات کے زیر اثر اس نے ابن اشعث کو پہلا خط لکھا۔ لیکن اسے جلد ہی یہ اندازہ ہو گیا کہ ابن اشعث ایک غیر معمولی سپہ سالار ہے۔ اس کا لشکر بھی غیر معمولی لشکر ہے۔ اسے اپنی اور اپنے لشکر کی توہین بری معلوم ہوگی۔ وہ دار

---

①انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۴، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴٦، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۷، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱٦، ۳۱۷.

②تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴٦، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۷، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱٦، ۳۱۷.

③حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴٦، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۷، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الامارت سے بھی دور ہیں۔کیا معلوم،ابن اشعث ان پر کس قدر اثر انداز ہے۔تب حجاج نے سوچا کہ وہ ابن اشعث کی رائے پر صاد کرے اور اسے اور اس کے لشکر کو آرام کا موقع دے۔یوں اس نے دوسرا خط بھیج دیا۔لیکن کچھ ہی عرصے بعد اسے احساس ہوا کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے۔ممکن ہے،دوسرے خط کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ابن اشعث جب یہ دیکھے کہ حجاج نے اس کی رائے مان لی ہے تو عین ممکن ہے کہ وہ اور پھول جائے اور اس کی خود پسندی میں اضافہ ہوجائے۔تب اس نے سوچا کہ اسے پہلے خط میں بیان کردہ لائحہ عمل پر ہی اصرار کرنا چاہیے۔تب اس نے ابن اشعث کو شدت سے دھمکی دی اور حکم کی عدم تعمیل کے نتیجے میں معزولی کا خوف دلایا اور کہا کہ وہ اس کے بجائے اسحاق کو لشکر کی سپہ سالاری سونپ دے گا تاکہ اسے سوچنے کا موقع نہ ملے اور وہ اس کی ہدایت پر فوراً عمل پیرا ہوجائے۔یہ دھمکی جو اس نے ابن اشعث کو دی تھی،اس کی تائید کے لیے اس نے اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن اشعث کو تیسرے لشکر کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

حجاج کی اس دھمکی نے ابن اشعث کو غصہ دلایا۔اس نے کہا:

''ابن ابی رغال مجھے ایسا خط لکھتا ہے۔وہ مجھے بزدلی کا الزام دیتا ہے۔واللہ! وہی بزدل ہے اور اس کا باپ بھی بزدل تھا۔''①

اس نے عزم کر لیا کہ وہ حجاج کی بیعت سے دست بردار ہوجائے گا۔اس نے سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور ان سے خطاب کیا:

''لوگو! اللہ کی قسم،میں تمھارا خیر خواہ اور تمھاری فلاح و بہبود کا آرزومند ہوں۔جو شے تم سب کو فائدہ پہنچائے وہی میرا مطمح نظر ہے۔دشمن کے خلاف تمھاری اس جنگ کے سلسلے میں جو رائے میں نے اپنائی تھی وہ تم میں سے سمجھ دار اور جنگ کا تجربہ رکھنے والے افراد سے مشاورت کے بعد اپنائی تھی۔انھوں نے یہ رائے پسند کی تھی اور اسی میں تمھاری موجودہ و آئندہ بہتری دیکھی تھی۔میں نے اس سلسلے میں تمھارے امیر حجاج کو خط لکھا تھا۔امیر کا جوابی خط آیا جس میں انھوں نے مجھے ناکارہ اور کمزور قرار دیا اور حکم دیا کہ میں دشمن کے علاقے میں مزید پیش قدمی کروں۔یہ وہی علاقہ ہے جس میں کل آپ کے بھائی بند کام آئے

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ میں تو آپ میں کا ایک فرد ہوں۔ آپ چلیں گے تو میں چلوں گا۔ آپ انکار کریں گے تو میں بھی انکار کروں گا۔''①

اس پر لوگ اشتعال میں آ گئے اور کہنے لگے:

''ہم خود اس اللہ کے دشمن کی بات کا انکار کرتے ہیں۔ نہ ہم سمع کریں گے نہ طاعت۔ ابن ابی رغال ہماری خیر نہیں چاہتا۔''②

یوں عبدالرحمان نے لوگوں کے جذبات کو خوب بھڑکا دیا۔ اس نے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا اور حجاج کی صورت گری یہ کی تھی کہ گویا وہ ان کی ہلاکت کا آرزومند ہے۔ خود کو یوں باور کرایا کہ اسے ان کی جانیں پیاری ہیں اور وہ ان کے زیر ارادہ ہے۔ وہ جو چاہیں گے اور جیسا کہیں گے وہ اس پر عمل کرے گا۔ عبدالرحمان بخوبی جانتا تھا کہ اس دور دراز علاقے میں یہ گراں بار اور مشکل جنگ سپاہیوں کو سخت ناپسند ہے۔ وہ حجاج سے بھی نفرت کرتے تھے جو سپاہیوں کو ہمیشہ جنگ میں جھونکے رکھتا تھا۔ ایک جنگ ختم نہیں ہوتی تھی کہ دوسری شروع کر دیتا تھا۔ جو شخص جنگ میں شامل نہ ہوتا اسے ہلاکت کا سامنا کرنا پڑتا۔

عبدالرحمان نے جب دیکھا کہ ان کی نیتیں ظاہر ہو گئی ہیں تو اس نے سوچا یہ سب سپاہی اس کے زیر طاعت ہی رہنے چاہئیں۔ وہ ان سب کو حجاج سے روگرداں کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حجاج کے نام پر ایک جعلی خط لکھا جس میں کچھ عہدیداران کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا اور کچھ افراد کو عہدے دے دیے۔ نئے جھنڈے اس نے اپنے بھروسے کے لوگوں کو باندھ کر دیے۔ یوں اس نے دو ہدف بیک وقت حاصل کیے:

پہلا، اس نے لوگوں کو حجاج کے متعلق شک و شبہ میں ڈال دیا۔ انھیں حجاج سے نفرت دلا دی اور جو افراد حجاج کے ساتھ مخلص تھے، انھیں اس سے برگشتہ کر دیا۔ جن افراد کو اس نے معزول کیا تھا وہ اپنی

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۴، ۳۲۵، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۷، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۴، ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن اشعث نے ''یہ وہی علاقہ ہے جس میں کل آپ کے بھائی بند کام آئے تھے'' کے بعد کہا تھا: ''سردی کا موسم آ گیا ہے۔ سو دیکھ لیجیے کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔ جہاں تک میرا سوال ہے، میں تو حجاج کی بات نہیں مانوں گا۔ کل میں نے جو رائے اختیار کی تھی، اسے ترک نہیں کروں گا۔''

② انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قوم کے سرکردہ اشراف تھے۔①

دوسرا ہدف عبدالرحمان نے یہ حاصل کیا کہ اس نے اپنے آدمی مختلف عہدوں پر فائز کر دیے۔ یوں ابن اشعث نے بغاوت کی آگ بھڑکا دی اور اس کے خطیب اٹھ اٹھ کر اس آگ کو ایندھن دینے لگے۔ عامر بن وائلہ کنانی اٹھا اور کہنے لگا: ''امابعد! حجاج نے واللہ تمھیں ویسا ہی سمجھا ہے جیسے پرانے دور کے کسی کہنے والے نے اپنے بھائی سے کہا تھا: اپنے غلام کو گھوڑے پر بٹھا دے۔ اگر وہ مر گیا تو مر گیا، اگر وہ بچ گیا تو تمھارا۔ واللہ! حجاج کو کچھ پروا نہیں کہ وہ تمھیں ہلاکت میں ڈال دے اور ایسے علاقے میں گھسا دے جس کا سفر اور جس کی گھاٹیاں بہت دشوار گزار ہوں۔ اگر تم کامیاب ہو کر مال غنیمت لاؤ گے تو وہ اموال سمیٹ لے گا اور اس علاقے کو ہضم کر جائے گا۔ اس سے اس کا اقتدار مزید مستحکم ہوگا۔ اگر تمھارا دشمن کامیاب ہوگا تو تم حجاج کے دشمن ٹھہرو گے۔ وہ تم سے نفرت کرے گا۔ تمھاری غلطی کو وہ خاطر میں نہیں لائے گا۔ نہ تمھیں وہ زندہ چھوڑے گا۔ اس اللہ کے دشمن کی بیعت سے دست بردار ہو جاؤ۔ میں تمھیں گواہ بنا کر سب سے پہلے دست بردار ہوتا ہوں۔''

اس پر ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں، ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ہم بھی اللہ کے دشمن کی بیعت سے دست بردار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد عبدالمومن بن شبث بن ربعی تمیمی کھڑا ہوا۔ وہ ابن اشعث کی پولیس کا سربراہ تھا۔ اس نے کہا: ''اللہ کے بندو! اگر تم حجاج کی بات مانتے رہے تو جب تک زندہ رہو گے، یہیں رہو گے۔ وہ تمھیں اس علاقے میں آباد کر دے گا اور فرعون کی طرح تمھیں سرحدوں پر لگا کر گھروں کی واپسی روک دے گا۔② مجھے یہ بات کسی نے بتائی تھی کہ فرعون وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے سرحدوں پر مستقل فوج تعینات کی تھی اور اسے سرحدوں پر ہی آباد کر دیا تھا۔ میرا خیال ہے، تم کبھی اپنے پیاروں کو نہیں دیکھ سکو گے اور تم میں سے بیشتر یہیں وفات پا جائیں گے۔ اپنے امیر کی بیعت کرو، اپنے دشمن (حجاج) کی طرف واپس جاؤ اور اسے اپنے ملک سے نکال باہر کرو۔''③

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۵، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۷، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۶، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۳، والبدایة والنهایة: ۹/ ۳۵.

② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۲۵، وحوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۸.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر لوگ اٹھ کر عبدالرحمان کی طرف بڑھے اور اس کی بیعت کرنے لگے۔ وہ ان سے کہتا تم اللہ کے دشمن حجاج کی بیعت سے دست برداری، میری مدد و نصرت، اللہ کے اور میرے دشمن کے خلاف جہاد پر میری بیعت کر رہے ہو۔ ہماری جدو جہد جاری رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ارض عراق سے نکال باہر کرے۔

چنانچہ لوگوں نے ان شرائط پر اس کی بیعت کر لی البتہ خلیفہ عبدالملک کی بیعت سے دست برداری کا ذکر انھوں نے نہیں کیا۔① یوں یہ خطرناک بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی جس کی اطلاع خلیفہ عبدالملک کو ہوئی تو وہ پریشان ہو کر اپنے تخت سے اتر آئے اور خالد بن یزید کو بلا بھیجا تاکہ اس سے مشورہ کر سکیں۔

اس بغاوت اور اس کے نتیجے میں ہونے والی جنگوں کے بارے میں گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس باغی کی شخصیت کا جائزہ لیں تاکہ ہم اس بغاوت کے حقیقی اسباب تک پہنچ پائیں۔

عبدالرحمان بن محمد بن اشعث کندی

عبدالرحمان بن محمد بن اشعث بن قیس کندی شاہان کندہ کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ کندہ ایک مشہور یمنی قبیلہ تھا جس کی حکومت ہجرت سے کم و بیش ایک سو بہتر سال پہلے یمن اور حجاز کے کچھ حصے پر قائم تھی۔ عبدالرحمان کا دادا اشعث بن قیس وفات رسول کے بعد حضر موت میں ارتداد کا ایک سرغنہ تھا۔ اس کی تادیب کے لیے سیدنا مہاجر بن ابی امیہ روانہ ہوئے جس کے نتیجے میں وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور عہد فاروقی کی عراقی فتوحات میں بہادری کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان کی ولایت اس کے سپرد کی۔ سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کو خط لکھ کر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے خروج کے متعلق آگاہ کیا اور اسے اپنے زیر طاعت آنے کی دعوت دی۔ اشعث نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں جانا چاہا لیکن اس کے رفقاء نے مشورہ دیا کہ وہ ایسا نہ کرے۔ چنانچہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زیر طاعت آ گیا۔③

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۶، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۷.
② المعارف: ص ۱۴۵، وتاریخ الطبری: ۵/ ۳۷۵، ۴/ ۱۳۰.
③ الامامة والسیاسة: ۱/ ۸۱، ۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معرکہ صفین میں جب اہل شام نے کتاب اللہ کو فیصل بنانے کی دعوت دی تو اشعث نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان پیغام رسانی کے فرائض انجام دیے۔① سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تحکیم کی منظوری کا مشورہ دینے والوں میں اشعث بھی شامل تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا مشورہ قبول کیا تھا۔② وہ ان لوگوں میں بھی شامل تھا جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے حکم بننے کا انکار کیا تھا۔ وہ ان لوگوں میں بھی شامل تھا جنھوں نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اس نقطۂ نظر کو صائب قرار دیا تھا کہ صحیفۂ تحکیم سے امیر المومنین کا لفظ مٹا دیا جائے۔③

عبدالرحمان کا والد محمد بن اشعث ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے مصعب بن زبیر کو مختار بن ابی عبید ثقفی کے قتال کے لیے پیش قدمی پر آمادہ کیا تھا جبکہ مختار بہت بڑا خطرہ بن چکا تھا۔ مصعب نے محمد بن اشعث کو فارس بھیج دیا تاکہ وہ مختار کے قتال کے لیے مہلب کو وہاں سے لے آئے۔ مہلب وہاں سے آنا نہیں چاہتا تھا لیکن جب محمد بن اشعث نے کہا تو وہ انکار نہ کرسکا۔ وہ آیا اور مہلب و محمد دونوں نے مختار سے جنگ کی۔ محمد بن اشعث نے اس معرکے میں جام شہادت نوش کیا۔④

حجاج جب عراق آیا تو اس نے اپنے بیٹے محمد کی شادی محمد بن اشعث کی بیٹی میمونہ سے کردی۔ وہ ایک شریف النسب خاتون تھی۔ اسے اس کی قوم کی حمایت حاصل کرنی بھی مقصود تھی۔ یوں میمونہ کے بھائی عبدالرحمان کے ساتھ حجاج کے تعلقات کا آغاز خاصے خوشگوار ماحول میں ہوا۔ حجاج نے اسے اپنے مصاحبانِ خاص اور حلقۂ احباب میں شامل کیا اور اس کا معقول وظیفہ مقرر کیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبدالرحمان بن محمد بن اشعث پر حجاج کی ان مہربانیوں کا سبب ان کا سسرالی رشتہ تھا جیسے کہ صاحب **الامامة والسیاسیة** نے کہا یا کچھ اور۔

اس سوال کا جواب جاننے کے لیے عبدالرحمان بن اشعث کے اخلاق سے آگاہی ضروری ہے۔ عبدالرحمان ایک خود پسند، اونچی ناک والا، متکبر شخص تھا۔ وہ ایک عہد شکن آدمی تھا اور کسی کے عہد و پیمان کی اسے پروا نہیں تھی۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ کسی والی یا حاکم کو اس کے اوپر اختیار و اقتدار حاصل نہیں۔

---

① تاریخ الطبری: ٦/ ٢٨، والکامل لابن الأثیر: ٣/ ١٦١.
② حوالہ مذکورہ: ٦/ ٢٨، وحوالہ مذکورہ: ٣/ ١٦١.
③ الکامل لابن الأثیر: ٣/ ١٦٢، وتاریخ الطبری: ٦/ ٢٩.
④ حوالہ مذکورہ: ٣/ ٣٨٢، ٣٨٤، وانساب الاشراف: ٥/ ١٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں اسے حجاج سے نفرت تھی۔ حجاج اس کی اس افتادِ طبع سے واقف تھا۔ وہ عبدالرحمان سے کہتا تھا: ’’عبدالرحمان، بخدا، تم فاجر (بدکردار، معصیت کار) چہرے کے ساتھ میرے پاس آتے ہو اور غادر (عہد شکن، بے وفا) گدی کے ساتھ واپس جاتے ہو۔‘‘①

ایک روز جبکہ عامر شعبی حجاج کے پاس بیٹھے تھے، عبدالرحمان آیا تو حجاج نے کہا: ’’دیکھو اس ناپسندیدہ چال کو۔ واللہ، میرا ارادہ بنا تھا کہ اس کی گردن مار دوں۔‘‘② یا یہ کہا: ’’میں نے اسے جب جب دیکھا، اس کے قتل کا ارادہ کیا۔‘‘③

عبدالرحمان نے آ کر حجاج کو سلام کیا تو حجاج نے کہا: ’’بڑے ٹھاٹ ہیں بھئی۔‘‘ عبدالرحمان نے کہا اور اچھی شہرت بھی، اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے۔ پھر وہ کہنے لگا: بڑے ٹھاٹ ہیں! بڑے ٹھاٹ ہیں؟!!④

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے کتنی نفرت کرتے تھے۔

حجاج کی باتیں جب عامر شعبی نے عبدالرحمان کو بتائیں تو اس نے کہا: ’’اگر میری عمر لمبی ہوئی اور وہ زندہ رہا تو میں اس کے اقتدار کے خاتمے کی کوشش کروں گا۔‘‘⑤

ہماری رائے میں حجاج نے عبدالرحمان بن اشعث کے لیے جو خاص وظیفہ مقرر کیا اور اسے بہت سا روپیہ دیا، اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ اسے اپنی طرف مائل کرے اور اس کے دل میں اپنے متعلق جو نفرت تھی، وہ نکال دے۔ لیکن جب یہ طریقہ سودمند ثابت نہ ہوا تو حجاج نے اسے مختلف جنگوں پر بھیجا تاکہ وہ اس سے چھٹکارا پائے۔ اگر وہ مر جاتا تو اللہ تعالیٰ حجاج کو اس کے شر سے نجات دیتا۔ اگر وہ فتح پاتا تو فتح کے نتائج بھی حجاج کے حق میں نکلتے۔ فائدہ دونوں صورتوں میں حجاج کو ہوتا۔ حجاج نے پہلے اسے شبیب کے مقابلے کی ذمہ داری سونپی، اس کے بعد اسے عتاب بن ورقا کے لشکر میں روانہ کیا، پھر جب کرمان میں ہمیان بن عدی سدوسی نے بغاوت کی تو اسے ہمیان کی سرکوبی کے لیے بھیج دیا۔ اب اس

---

①الامامة والسياسة: ٢/ ٢٩.
②انساب الاشراف: ١١/ ٣١٩.
③تاريخ الطبری: ٥/ ١٤٠، والکامل لابن الأثير: ٤/ ٧٤.
④انساب الاشراف: ١١/ ٣١٩.
⑤تاريخ الطبری: ٥/ ١٤٠، وانساب الاشراف: ١١/ ٣١٩، والکامل لابن الأثير: ٤/ ٧٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے عبدالرحمان کو ترکوں کے خلاف ایک بڑی مہم کی قیادت سونپ دی۔اس سلسلے میں حجاج کے طرز عمل پر حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ بڑے حکمران اپنے حریفوں سے چھٹکارے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرتے آئے ہیں۔دورِ جدید میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سلطان محمود ثانی جب محمد علی سے تنگ آ گیا اور اس کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ سے خائف ہو گیا تو اس نے محمد علی کو ایک مہم کی قیادت سونپ کر بلادعرب بھیج دیا۔اس مہم پر وہ اس کے سوا کسی بھی ترکی سپہ سالار کو بھیج سکتا تھا۔یوں انیسویں صدی کے سلطان کا نقطۂ نظر حجاج کے نقطۂ نظر سے مختلف نہیں تھا جو اس سے بارہ سو سال پہلے ہو گزرا تھا۔ یہ دونوں اپنے حریف سے چھٹکارا چاہتے تھے۔

پس حجاج نے عبدالرحمان کو اس مہم کی قیادت سونپ کر کوئی غلطی نہیں کی تھی۔اس کا طرز سیاست جس نوعیت کا تھا،اس کی کنہ وہ لوگ نہیں پا سکتے تھے جو سیاسی سوچ بچار میں اس کے ہم پلہ نہیں تھے۔

عبدالرحمان کو جب یہ مہم سونپی گئی تو اس کے خاندان والے گھبرا گئے۔وہ حجاج کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے،ہم اسے بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔آپ اسے نہیں جانتے۔آپ نے اسے ہر طرح کا ادب دیا ہے لیکن اس کی نرگسیت ختم ہونے میں نہیں آتی۔ہمیں ڈر ہے کہ وہ جماعت میں پھوٹ ڈالے گا یا کچھ ایسا کرے گا جس کی وجہ سے ہمیں آپ سے بری بھلی سننی پڑے گی۔

حجاج نے کہا:

''بات وہی ہے جو تم کہتے ہو اور رائے وہی ہے جو تم نے اختیار کی۔میں نے اسے یہ ذمہ داری بصیرت سے سونپی ہے۔اگر وہ سیدھے راستے پر گامزن رہا تو اپنی ہی بھلائی دیکھے گا۔ اگر اس نے حق کی بصیرتوں کے سوا اپنا راستہ نکالا تو اسے ان شاءاللہ سیدھے راستے پر ڈالا جائے گا۔''①

عبدالرحمان کے چچا اسماعیل نے حجاج سے کہا:

''آپ اسے نہ بھیجیے۔مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کے خلاف جائے گا۔بخدا،ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس نے فرات کا پل پار کیا ہو اور خود پر کسی حاکم کا اختیار و اقتدار باور کیا ہو۔''

① الامامة والسياسة:٢/٣٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے کہا:

''وہ مجھ سے ڈرتا ہے اور میں اسے جو کچھ روپیہ دیتا ہوں، اس کی اسے رغبت ہے۔ وہ میری مخالفت نہیں کرے گا نہ میری طاعت سے دستکش ہوگا''①۔

یوں حجاج یہ سمجھتا تھا کہ عبدالرحمان طاعت سے دستکش نہیں ہوگا اور وہ کوئی بغاوتی تحریک اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ بات اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آئی تھی کہ ابن اشعث کا دل اسے بغاوت پر آمادہ کرے گا۔ اگر وہ ایسا سمجھتا یا اسے یہ خیال آتا تو وہ عبدالرحمان کو اس مہم پر روانہ نہ کرتا۔ تاہم تاریخی ماخذ ہمیں بتاتے ہیں کہ ابن اشعث حجاج کی طاعت سے دست برداری پر مصر تھا۔ اس کے اور حجاج کے درمیان جو مراسلت ہوئی تھی وہ عبدالرحمان کی غضبنا کی اور بغاوت کی اکلوتی وجہ نہیں تھی۔ ابن شاکر کے بقول حجاج نے ان مراسلوں میں عبدالرحمان کو زنبیل کے ساتھ قتال اور اس کے علاقے میں پیش قدمی ہی کا حکم دیا تھا۔②

لیکن ابن اشعث نے ان خطوط کو دل میں چھپے ارادوں کے اظہار کا ذریعہ بنا لیا۔ اس نے جو پراپیگنڈا کیا اور حجاج کے نام سے جو خطوط گھڑے، ان کی مدد سے وہ عراقیوں کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ یوں وہ اس خطرناک بغاوت کی تحریک میں کامیاب ہوا۔ اس نے لوگوں سے اپنی بیعت بھی لے لی۔

اہل کوفہ میں سے یمنی بغاوت کے لیے سب سے زیادہ پر جوش تھے۔ وہ ایک قحطانی کے انتظار میں تھے جو ان کی بادشاہت واپس لائے گا۔ انھوں نے اس قحطانی منتظر سے امیدیں باندھ رکھی تھیں۔③

چنانچہ عبدالرحمان بن اشعث نے جب خروج کیا اور وہ اصطخر میں عبدالملک کی بیعت سے دستکش ہوا اور خود کو ناصر المومنین کا لقب دیا تو اہل یمن نے بڑے جوش و خروش سے اس کی حمایت کی۔ وہ

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۸، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۳۲.

② عیون التواریخ: ۵/ ۱۲۴.

③ التنبیه والاشراف: ص ۲۱۷، والبدء والتاریخ: ۶/ ۳۵، قحطانی منتظر اور مہدی منتظر کا تصور ان دنوں خاصا رواج پذیر تھا۔ جس طرح یمنی قحطانی کے منتظر تھے اسی طرح سفیانی سفیانی کے اور کلبی کلبی کے منتظر تھے۔ یوں یہ اسرائیلی روایات مشہور تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔① یمنیوں نے اسے بتایا کہ وہ ان کا قحطانی منتظر ہے۔ وہی ان کی بادشاہت انھیں واپس دلائے گا۔ جب اسے بتایا گیا کہ قحطانی کا نام تو تین حرفی ہے تو اس نے کہا: میرا نام عبد ہے جبکہ رحمان میرے نام کا حصہ نہیں۔② بنت سہم نے اپنے ایک قصیدے میں ابن اشعث کو المنصور کے لقب سے یاد کیا تھا، المنصور عبدالرحمان۔③

① التنبیہ والاشراف: ص ۲۷۱، والبداء والتاریخ: ۶/۳۵.
② حوالہ مذکورہ: ص ۲۷۱.
③ انساب الاشراف: ۱۱/۳۳۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۶ حجاج بمقابلہ ابن اشعث

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ فوج نے ابن اشعث کی بیعت اس شرط پر کی تھی کہ حجاج کی بیعت سے دست برداری کے بعد اس سے جنگ کر کے اسے عراق سے نکال باہر کیا جائے گا۔ سپاہیوں سے بیعت لینے اور ان کے ارادوں کے متعلق اطمینان حاصل کر لینے کے بعد ابن اشعث نے عراق کی طرف پیش قدمی کا عزم کیا۔ لیکن پیش قدمی کے آغاز سے پہلے اس نے کچھ ایسے کام کیے جن سے پتہ چلتا ہے کہ عبدالرحمان کے ارادے کچھ اور تھے اور اس کی نظر حجاج سے دست برداری تک محدود نہیں تھی۔ وہ بہت آگے دیکھ رہا تھا لیکن یہ آرزوئیں اس نے دل میں چھپا رکھی تھی اور ان کی برآوری کو حالات پر چھوڑ دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے زنبیل سے اس شرط پر صلح کر لی کہ اگر وہ کامیابی سے ہمکنار ہوا تو زنبیل کے ذمے کبھی کوئی خراج نہیں ہوگا۔ اگر اسے شکست ہوئی تو وہ اپنے رفقاء کے ہمراہ زنبیل کی پناہ میں جائے گا اور زنبیل انھیں تحفظ فراہم کرے گا۔ ①

عبدالرحمان نے مہلب کو بھی خط لکھ کر حجاج کے خلاف بغاوت پر اکسایا۔ مہلب نے کہا: ''ستر برس کی عمر کے بعد عہد شکنی نہیں کر سکتا۔'' اس نے عبدالرحمان کے بارے میں کہا: ''بڑا عجیب آدمی ہے۔ مجھے عہد شکنی کی دعوت دے رہا ہے حالانکہ میرے بیٹے اس سے بڑی عمر کے ہیں۔'' اس نے ابن اشعث کے قاصد سے کہا اس سے کہنا وہ مسلمانوں کے لہو کے بارے میں اللہ سے ڈرے۔ مہلب نے عبدالرحمان کا خط حجاج کو بھیج دیا۔ ②

حجاج نے مہلب کو لکھا:

''وہ مشورہ دے کہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟''

مہلب نے اسے لکھا:

---

① انساب الاشراف: ۱۱/۳۲۷، وتاریخ الطبری: ۵/۱۴۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/۷۸، وفوات الوفیات: ۵/۱۲۳، وعقد الجمان: ۱۱/۳۱۶، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/۳۶.

② حوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۲۹، وسرح العیون لابن نباتۃ: ص ۱۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اہل عراق بلندی سے بہتے ہوئے ایسے سیلاب کی صورت تمھاری طرف لڑھکتے آتے ہیں جسے نشیب میں پہنچنے سے کوئی شے روک نہیں سکتی۔ اس وقت وہ للچائے ہوئے ہیں۔ انھیں اپنی بیویوں اور اپنے بیٹوں سے ملنے کی تڑپ ہے۔ اس وقت وہ کسی کے روکے نہیں رکیں گے۔ وہ سیدھے اپنے گھروں کو آئیں گے۔ آپ ان کے سامنے مت آنا۔ ان کا راستہ چھوڑ دینا۔ وہ بصرہ آئیں گے۔ اپنی بیویوں سے مباشرت کریں گے، اولاد کی خوشبو سونگھیں گے تو ان کے دل نرم پڑ جائیں گے۔ وہ اپنے گھروں میں قیام کرنا چاہیں گے۔ یوں ان میں سے بیشتر ابن اشعث سے الگ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ان میں سے جو لوگ آپ کے خلاف برسر پیکار رہوں، ان پر ضرب لگایئے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے گا۔''①

حجاج نے مہلب کا یہ خط پڑھ کر اس کے مطابق کارروائی نہ کی۔ اس نے سمجھا مہلب نے اسے صحیح مشورہ نہیں دیا۔ اس نے کہا:

''مہلب نے میرا فائدہ نہیں دیکھا۔ اس نے بلکہ اپنے عم زاد کی خیر خواہی کی ہے۔''②

آئندہ ہم دیکھیں گے کہ مہلب کا نقطۂ نظر اس کے تجربات پر مبنی تھا۔ وہ اہل عراق کا سپہ سالار رہ چکا تھا اور ان کی نفسیات سے بخوبی واقف تھا۔ یوں ان کے بارے میں اس کا زاویۂ نگاہ مبنی بر حقیقت تھا۔ ابن اشعث ابھی سجستان میں تھا کہ مہلب نے اسے لکھا:

''ابن محمد! تم نے ایک ایسی رکاب میں پیر رکھ دیا ہے جو امت محمد ﷺ کو طویل گمراہی کی طرف لے جائے گی۔ میرے برادر زادے! اللہ سے ڈر، اللہ سے ڈر۔ خود کو دیکھ، خود کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ مسلمانوں کے لہو کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ مسلمانوں کی خونریزی مت کرنا۔ بیعت کو مت توڑنا۔ جماعت کو نہ چھوڑنا۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں لوگوں سے ڈرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ والسلام۔''③

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۶، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۳۶.

② انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۶، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۳۶، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۶، وسرح العیون: ص ۱۲۵.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۵، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۳۶، انساب الاشراف (۱۱/ ۳۳۲) میں بلاذری کی روایت ہے کہ مہلب نے ابن اشعث کو لکھا: تم نے مشرکین کا قتال چھوڑ دیا ہے اور مسلمانوں سے قتال کرنے چلے ہو۔ کیا تمھیں وہ وقت یاد نہیں جب حجاج نے تم پر اعتماد کرتے ہوئے دو لشکر تمھارے حوالے کر دیے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان نے عراق کی طرف پیش قدمی کے دوران میں مختلف علاقوں پر اپنے بھروسے کے عمال مقرر کر دیے۔ اس نے بست پر ہمیان بن عدی سدوسی کو اور زرانج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو عامل مقرر کیا۔①

پیش قدمی کے دوران ہی میں اس نے حجاج کے عامل کو کرمان کے تخت سے اتارا اور اپنے عامل عمرو بن لقیط عنبری کو اس پر بٹھا دیا۔ فارس پر اس نے حریثہ بن عمرو تمیمی کو عامل مقرر کیا۔②

یوں ابن اشعث نے شکست کی صورت میں واپسی کا راستہ محفوظ کر لیا۔ اس نے یہ اطمینان کر لیا کہ ان عمال کے پاس اس کی مدد کے لیے مطلوبہ مادی و افرادی قوت موجود ہے۔

اب عبدالرحمان نے پیش قدمی کا آغاز کیا۔ اس کے پرچارک لشکر کے آگے آگے چلتے تھے اور اس کے بارے میں رائے عامہ ہموار کرتے تھے۔ شعراء قصیدے پڑھتے جاتے تھے جن میں وہ حجاج اور اس کے عمال حکومت کی عیب جوئی کرتے اور لشکر کے سپاہیوں کو جوش و جذبہ دلاتے تھے۔ شعراء میں اعشیٰ ہمدان بھی تھا جس کے چند اشعار یہ تھے:۔

شَطَّتْ نَوَى مَنْ دَارُهُ بِالْإِيْوَانْ ... اِيْوَانِ كِسْرَى ذِي الْقُرَى وَالرَّيْحَانْ
مَنْ عَاشَ اَمْسَى بِزَابُلِسْتَانْ ... اَنَّ ثَقِيفًا مِنْهُمُ الْكَذَّابَانْ
كَذَّابُهَا الْمَاضِي وَكَذَّابٌ ثَانْ ... اَمْكَنَ رَبِّي مِنْ ثَقِيفٍ هَمْدَانْ
يَوْمًا اِلَى اللَّيْلِ يَسْلِي مَا كَانْ ... اِنَّا سَمَوْنَا لِلْكَفُوْرِ الْفَتَّانْ
حِيْنَ طَغَى فِي الْكُفْرِ بَعْدَ الْاِيْمَانْ ... بِالسَّيِّدِ الْغِطْرِيْفِ عَبْدِ الرَّحْمٰنْ
سَارَ بِجَمْعٍ كَالزُّبَى مِنْ قَحْطَانْ ... وَمِنْ مَعَدٍّ اَتَى ابْنُ عَدْنَانْ
بِجَحْفَلٍ جَمٍّ شَدِيْدِ الْاَرْكَانْ ... فَقُلْ لِلْحَجَّاجِ وَلِيِّ الشَّيْطَانْ
يَثْبُتُ لِجَمْعِ مَذْحِجٍ وَهَمْدَانْ ... وَالْحَيِّ مِنْ بَكْرٍ وَقَيْسِ عَيْلَانْ
اِنَّهُمْ سَاقُوْهُ كَاْسَ الذِّيْفَانْ ... وَمُلْحِقُوْهُ بِقُرَى ابْنِ مَرْوَانْ

ترجمہ: ''وہ شخص بہت دور ہو گیا جس کا گھر ایوان (چبوترے) پر ہے۔ ایوان کسریٰ پر جس

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۷، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۲۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۴۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۸۔
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴۸، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۳۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کئی بستیاں آباد ہیں اور جس پر پھولوں کی بہتات ہے۔ جو شخص زندہ رہا وہ زابلستان پہنچے گا۔ثقیف میں دو کذاب ہیں۔ایک کذاب جو ہو گزرا ہے اور دوسرا کذاب۔میرے رب نے ہمدان کو ثقیف پر قابو دے دیا۔جو کچھ ہوا تھا، تمام دن رات تک وہ اس کا غم بھلاتا رہا۔ ہم بڑے کافر اور بڑے فتنہ انگیز کے مقابلے میں آئے ہیں جب وہ ایمان کے بعد کفر میں حد سے بڑھ گیا ہے۔شریف سردار عبدالرحمان کے ہمراہ جو قحطان سے ایک بڑا لشکر لے کر چلا ہے۔اور عدنان کا فرزند جس کا تعلق معد سے ہے، مضبوط پہلوؤں والے لشکر جرار کو لے کر روانہ ہوا ہے۔تم شیطان کے دوست حجاج سے کہو کہ وہ مذحج، ہمدان، بکر اور قیس عیلان کے اس لشکر کے سامنے ثابت قدم رہ کر دکھائے۔ یہ اسے زہر کا پیالہ پلائیں گے اور اسے ابن مروان کے شہر میں پہنچا دیں گے۔''①

دیگر جوشیلے قصائد بھی پڑھے گئے جو ہمت بڑھاتے اور جذبات بھڑکاتے تھے۔②

یہ لوگ جب فارس میں داخل ہوئے تو انھوں نے صورت حال کے بارے میں مشاورت کی۔ اب انھیں یقین آ گیا کہ حجاج کے قضیے کو عبدالملک کے قضیے سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں ہوگا۔انھوں نے کہا: اگر ہم حجاج کی بیعت سے دستکش ہوں گے تو لامحالہ ہم عبدالملک کی بیعت سے بھی دستکش ہو جائیں گے۔ وہ عبدالرحمان کے پاس آئے تاکہ اس سے مشورہ کر سکیں۔

عبدالرحمان کو تو یہ منظور ہی منظور تھا۔وہ تو یہی چاہتا تھا۔اور کون جانے، اس نے یہ خیال اپنے دوستوں اور مصاحبوں کے ہاتھوں لوگوں میں پھیلا دیا ہو۔انھیں جب یہ خیال اچھا لگا تو وہ اسے عبدالرحمان کے پاس لے آئے۔چنانچہ سب سے پہلے تیجان بن ابجر نے بیعت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔اس نے کہا: لوگو! میں ابو ذبان کی بیعت اتارتا ہوں جیسے میں اپنی قمیص اتارتا ہوں۔اس پر سوائے چند ایک کے لوگوں نے بھی بیعت سے دستبرداری کا اظہار کر دیا اور کتاب وسنت پر اور ائمہ ضلالت کے خلاف جہاد پر عبدالرحمان بن اشعث کی بیعت کر لی۔③

①تاریخ الطبری: ۵/۲۴۸، وانساب الاشراف: ۱۱/۳۲۸، ۳۲۹، وتاریخ ابی الفداء: ۱/۱۹۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۷۸.

②حوالہ مذکورہ: ۵/۱۵۲، ۱۹۰، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۲۲، ۳۱۹.

③حوالہ مذکورہ: ۵/۱۴۸، وحوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/۷۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج کے ساتھ کچھ مخلص افراد کے ہاتھوں اس بغاوتی تحریک کی خبر اسے پہنچ گئی۔ ابی بن شقیق بن ثور حجاج کے پاس حاضر ہوا اور ابن اشعث کے ہاں جو کچھ دیکھا تھا، اسے کہہ سنایا۔ حجاج نے ابن اشعث کے متعلق خلیفہ عبدالملک کو خط لکھا اور وہ خط ابی بن شقیق کے ہاتھ بھیج دیا جو اس بغاوتی تحریک کا عینی شاہد تھا۔① حجاج نے ابی بن شقیق کے ہاتھ عبدالرحمان کا موصول شدہ خط بھی خلیفہ عبدالملک کو بھیج دیا۔ اس خط کے آخر میں یہ شعر لکھا تھا۔

خَلَعَ الْمُلُوْکَ وَسَارَ تَحْتَ لِوَائِهِ شَجَرُ الْقُرٰی وَعَرَاعِرُ الْاَقْوَامِ

ترجمہ: ''بادشاہوں کی بیعت و طاعت سے دستکش ہو گئے اور اس کے جھنڈے تلے چل پڑے، بستیوں کے درخت اور قوموں کے سردار۔''

عبدالملک نے حجاج کو جواب لکھا:

''امابعد! میں اللہ کی عطا کردہ قوت و طاقت کے بل پر عدو الرحمان کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ بخدا، اس نے صحیح کہا۔ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے اللہ کی طاعت اور اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے اقتدار سے دستکش ہو گیا اور بے لباس ہو کر دین سے نکل گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کی اور اس کے اہل خانہ کی ہلاکت اور بیخ کنی امیر المومنین کے ہاتھوں ہو گی۔ بیعت سے دستکش ہونے کا جواب میرے پاس یہی ہے۔

اَنَاةً وَحِلْمًا وَانْتِظَارًا بِهِمْ غَدًا فَمَا اَنَا بِالْوَانِی وَلاَ الْفَزِعِ الْغَمَرْ
اَظُنُّ صُرُوْفَ الدَّهْرِ بَيْنِی وَبَيْنَكُمْ سَتَحْمِلُكُمْ مِنِّی عَلٰی مَرْكَبٍ وَعِرْ
اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنِّی تُخَافُ عَزَائِمِی وَاَنَّ قَنَاتِی لاَ تَلِيْنُ عَلَی الْكَسَرْ

ترجمہ: ''ضبط و تحمل سے کل تک ان کا انتظار کرتا ہوں لیکن میں کمزور اور گھبرایا ہوا ناتجربہ کار آدمی نہیں ہوں۔ میرے اور تمھارے درمیان زمانے کے جو ہیر پھیر ہیں، یہ تمھیں میرے مقابلے میں بڑی مشکل سواری پر بٹھائیں گے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ لوگ میرے عزائم سے ڈرتے ہیں اور میرا نیزہ توڑنے سے نرم نہیں پڑتا۔''②

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۳۔
② مروج الذهب للمسعودی: ۲/ ۹۷، والأغانی: ۱۹/ ۱۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاش، میں جان لوں کہ عدو الرحمان دین کے ستون گرانے نکلا ہے یا خلافت حاصل کرنے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کی قوت کو کمزور کر دے گا۔ پس تم اللہ سے مدد چاہو اور یہ جان لو کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے اور نیکی پر کاربند رہتے ہیں۔''①

خلیفہ عبدالملک بن مروان اگرچہ مضبوط دل کے مالک تھے لیکن اس صورت حال نے انھیں پریشان کر دیا۔ وہ اپنے تخت سے اترے اور خالد بن یزید کو بلا کر اسے حجاج کا خط پڑھایا۔ خالد بن یزید نے عبدالملک کو پریشان دیکھ کر کہا:

''یا امیر المومنین! یہ بغاوت اگر سجستان سے اٹھی ہے تو آپ مت ڈریے۔ اگر یہ بغاوت خراسان سے اٹھی ہے تو آپ کو ڈرنا چاہیے۔''②

اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ خراسان میں عربوں کے خلاف بہت سے تعصبات تھے اور وہاں فارسی بھی رہتے تھے جو امویوں کے اقتدار کے خاتمے کی کوشش کر رہے تھے۔ خالد بن یزید عبدالملک سے جب یہ بات کہہ رہا تھا تو اس کے ذہن میں اس دور کی ایک مشہور پیش گوئی گھوم رہی تھی۔ وہ پیش گوئی یہ تھی کہ خراسان سے سیاہ پھریرے نکلیں گے جو امویوں کے اقتدار کا خاتمہ کر دیں گے۔③

اس کے بعد عبدالملک رحمہ اللہ لوگوں کے پاس آئے اور حمد و ثنا کے بعد کہا:

''اہل عراق کو میری عمر طویل معلوم ہو رہی ہے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ میری اجل جلدی آ جائے۔ یا اللہ، ان پر اہل شام کی تلواریں مسلط کر دے تاکہ وہ تیری رضا پالیں۔ جب وہ تیری رضا پالیں تو اس سے تجاوز کر کے پھر وہ تیری ناراضگی کی طرف نہ جائیں۔''④

خلیفہ عبدالملک حجاج کی طرف پے در پے فوجی دستے بھیجنے لگے۔ وہ ہر روز کبھی سو، کبھی پچاس اور کبھی دس کا دستہ بھیج دیتے۔ خود حجاج ابن اشعث سے مقابلے کا پختہ ارادہ لے کر بصرہ روانہ ہوا۔ مہلب کی رائے پر اس نے عمل نہ کیا جس کا کہنا تھا کہ وہ ابن اشعث کے مقابلے میں نہ آئے۔ اس نے

① الأغانی: ۱۹/ ۱۴۰، ومروج الذهب: ۲/ ۹۷، والکامل للمبرد: ص ۱۵۵ .
② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۶، والبدایة والنهایة: ۹/ ۳۶.
③ الکامل للمبرد: ص ۵۷۵، والبدایة والنهایة: ۱۰/ ۵۱، والعقد الفرید: ۲/ ۲۶۴.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۷، ومروج الذهب: ۲/ ۹۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن ابرد کی رائے پر عمل کیا اور اہل شام کے ہمراہ بصرہ سے گزر کر تستر میں پڑاؤ کیا۔①

ابن اشعث کی پیش قدمی کی خبر ہر روز حجاج کو ملتی تھی کہ آج وہ کہاں پہنچا اور آج اس نے کہاں پڑاؤ کیا ہے۔حجاج یہ خبر خط لکھ کر خلیفہ عبدالملک کو پہنچا دیتا تھا کہ آج اس نے کس پرگنے میں پڑاؤ کیا، آج کس پرگنے سے کوچ کیا اور کون کون لوگ اس کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔② لوگ پیش قدمی کے دوران میں ابن اشعث کے لشکر میں شامل ہوتے جاتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ اس کے لشکر میں گھڑ سواروں کی تعداد ۳۳ ہزار اور پیادوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچ گئی تھی۔③

حجاج نے تستر میں خیمہ زن ہونے کے بعد ایک ہراول دستہ روانہ کیا جو عبدالرحمان کے ہراول دستے سے ٹکرایا۔عبدالرحمان کے ہراول دستے نے اس جھڑپ میں شکست کھائی۔یہ خبر حجاج کو فوراً مل گئی کہ ابن اشعث کے ہراول دستے میں شامل بیشتر جنگجو مارے گئے ہیں۔④ ابن اشعث نے اپنے ہراول دستے کا انجام دیکھا تو اس نے اپنے جنگجوؤں کو اکٹھا کیا، انھیں کیل کانٹے سے لیس کیا اور دریا پار حجاج کے لشکر سے ٹکرانے کا حکم دیا۔اس کے شہ سواروں نے اپنے گھوڑے دجیل میں ڈال دیے اور دریا پار اپنی بڑی تعداد کے ساتھ حجاج کے ہراول دستے پر آگے اور پیچھے سے شدید حملہ کر دیا۔حجاج کے ہراول دستے نے بری طرح شکست کھائی اور اس کے جنگجوؤں کی بڑی تعداد کام آئی۔یہ معرکہ جمعہ دس ذی الحج ۸۱ھ کو لڑا گیا۔یہ معرکہ، معرکۂ تستر کہلایا۔⑤

ابن اشعث نے اس معرکے کے تمام قیدیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ان میں ایک ہمدانی بھی تھا۔اس نے ابن اشعث سے کہا: میں تمھارا ماموں ہوں۔ابن اشعث نے کہا: گردنیں اڑانے کا آغاز میرے ماموں سے کرو۔یوں اسے سب سے پہلے قتل کیا گیا۔⑥

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۷، تستر خوزستان کا ایک شہر تھا۔معجم الخریطۃ، امین واصف: ص ۳۸.
② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۹.
③ عقد الجمان: ۱۱/ ۳۱۶، وتاریخ الاسلام للذھبی: ۴/ ۶۲۳، والنجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ للاتابکی: ۱/ ۲۰۴.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۰، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۸، ۳۳۹.
⑤ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۵۰، وانساب الاشراف: ۱۱/ ۳۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۸، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۵.
⑥ انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۴۰، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج کو جب اس ہزیمت کی خبر پہنچی تو اس وقت وہ لوگوں کو ابن اشعث کے ہراول دستے کی شکست سے آگاہ کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

''لوگو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمھارے دشمن کو ہلاک کیا۔''

اس ہزیمت کی خبر پا کر اس نے کہا:

''لوگو! بصرہ کی طرف کوچ کرو جہاں چھاؤنی، جنگجو، کھانا اور دیگر اشیائے ضرورت ہیں۔ یہ جگہ جہاں اس وقت ہم موجود ہیں، لشکر کا بار اٹھانے کے قابل نہیں۔''

لوگوں نے اس ارشاد کا خیر مقدم کیا۔ حجاج نے کہا:

''مہلب کیا خوب جنگجو ہے۔ اس نے ہمیں صحیح مشورہ دیا تھا لیکن ہم نے قبول نہ کیا۔''①

یہ کہہ کر وہ واپس آ گیا اور سفیان بن ابرد کو لشکر کے آخری دستے کا سالار مقرر کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ وہ پل گرا دے اور چھوٹے پل کاٹ ڈالے تاکہ ابن اشعث اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب نہ کر سکے۔② ابن اشعث کے گھڑ سواروں نے البتہ حجاج کا تعاقب کیا اور جو شخص انھیں لشکر سے الگ ملا، اسے قتل کر دیا۔ حجاج نے سفر جاری رکھا اور ۲۳ ذی الحجہ ۸۱ھ کو اس نے بصرہ کے قریب زاویہ میں پڑاؤ کیا۔ ابن اشعث اپنے لشکر کے ہمراہ بصرہ میں داخل ہو گیا۔③ تمام اہل بصرہ نے حجاج کے خلاف جنگ اور خلیفہ عبدالملک کی بیعت سے دستبرداری پر ابن اشعث کی بیعت کر لی۔④

اہل بصرہ نے ابن اشعث کی بیعت کے سلسلے میں جو پھرتی دکھائی تھی، اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اس سے کچھ عرصہ پہلے حجاج نے بصرہ میں ایک فرمان جاری کیا تھا جس کے باعث رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی تھی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حجاج کے وزراء نے اسے لکھا تھا کہ خراج بند ہو گیا ہے اور اہل ذمہ مسلمان ہو کر اسلامی شہروں میں آ بسے ہیں۔ اس پر حجاج نے بصرہ اور دیگر شہروں میں یہ فرمان جاری کیا کہ جس شخص کا تعلق کسی گاؤں سے ہے اور وہ شہر میں آباد ہے، وہ اپنے گاؤں چلا جائے۔ یوں

---

① عقد الجمان: ۱۱/۳۱۸، و تاریخ الطبری: ۵/۱۵۰، و الکامل لابن الأثیر: ۴/۷۹.
② انساب الاشراف: ۱۱/۳۴۲.
③ تاریخ الطبری: ۵/۱۵۰، و انساب الاشراف: ۱۱/۳۴۲.
④ حوالہ مذکورہ: ۵/۱۵۱، و الکامل لابن الأثیر: ۴/۷۹، و تاریخ ابن خلدون: ۳/۴۸، و عقد الجمان: ۱۱/۳۱۸، و انساب الاشراف: ۱۱/۳۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگ شہروں سے نکل کر خیمہ زن ہو گئے۔ وہ حیران تھے کہ کہاں جائیں۔ وہ مارے اذیت کے ہائے محمد، ہائے محمد پکارتے تھے۔ بصرہ کے قراء ڈھاٹے اوڑھ کر ان کے پاس جاتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر روتے تھے۔ اس کے بعد ابن اشعث آیا تو انھوں نے فوراً اس کی بیعت کر لی اور حجاج کے خلاف لڑنے کا عزم کیا۔①

معرکۂ زاویہ

حجاج جب اپنے لشکر کے ہمراہ زاویہ میں خیمہ زن ہوا تو اس نے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ ابن اشعث نے بھی اپنی لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ دونوں طرف جنگ کی خوب تیاریاں کی گئیں۔ حجاج کو ہر روز شام سے کمک پہنچتی تھی۔ ادھر ابن اشعث کی دعوت پر لوگ بڑی تعداد میں اس کے ساتھ شامل ہو رہے تھے۔ ایک روز عبدالرحمان کے ایک ساتھی نے اسے مشورہ دیا کہ حجاج کے لشکر کی بڑھوتری سے پہلے اس پر حملہ کر دینا چاہیے۔ ابن اشعث نے یہ مشورہ قبول کیا اور لشکر کو ترتیب دے کر حملہ آور ہو گیا۔ ادھر حجاج نے بھی لشکر کی صفیں مرتب کر لی تھیں۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو ثابت قدمی پر آمادہ کیا اور یہ باور کرایا کہ وہ حق پر ہیں اور ابن اشعث باطل پر۔②

یکم محرم ۸۲ھ کو لڑائی کا آغاز ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ شامی عراقیوں کے وار سہتے سہتے تھک گئے اور ان کی ہمت جواب دے گئی۔ وہ اپنی خندق کی طرف پسپا ہو گئے۔ عراقیوں نے خندق پر بھی حملے جاری رکھے۔ وہ شامی لشکر گاہ میں داخل ہو گئے۔ بیشتر قریشی شکست سے دوچار ہوئے حالانکہ وہ عبدالملک کے دفاع میں لڑتے تھے۔ بیشتر ثقفی بھی شکست کھا گئے حالانکہ وہ حجاج کی مدد کر رہے تھے۔

---

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۳۷، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۲، طبری کے ہاں یہ روایت ابومخنف کی ہے۔ والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۸، طبری کے ہاں اس سلسلے کی ایک اور روایت ہے جس کے کچھ حصے ابن اثیر اور بلاذری کے ہاں بھی ملتے ہیں۔ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ حجاج رستقباد میں جبکہ ابن اشعث تستر میں خیمہ زن ہوا تھا۔ یہ معرکہ دس کے بجائے نو ذی الحج کو لڑا گیا تھا۔ یہ بات جب اہل بصرہ کے علم میں آئی کہ حجاج کو شکست ہو گئی ہے تو حجاج کی طرف سے بصرہ کی پولیس کے سربراہ عبداللہ بن عامر بن مسمع نے ارادہ کیا کہ وہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے پل کاٹ ڈالے لیکن حجاج کی طرف سے نماز اور زکات کے وزیر حکم بن ایوب نے اسے لاکھ درہم دے کر کہا کہ وہ ایسا نہ کرے، چنانچہ اس نے پل نہ کاٹا۔ حجاج نے اپنے لشکر میں پندرہ کروڑ درہم تقسیم کیے اور ان سے ضمانت بھی لی۔ عینی نے عقد الجمان (۱۱/ ۳۱۸) میں ذکر کیا کہ اس نے پانچ کروڑ درہم تقسیم کیے تھے۔

② انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۴۴، ۳۴۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نازک صورت حال میں حجاج کا شجاعانہ کردار نمایاں ہوا۔اس نے جب دیکھا کہ اہل شام شکست کھا کر پسپا ہو گئے ہیں، ان کی صفیں منتشر ہو گئی ہیں اور وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے قریب آ گئے ہیں تو وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اپنی تلوار بالشت بھر بے نیام کر کے کہنے لگا:

''مصعب کیا خوب آدمی تھا۔ جب اس پر وہ وقت آیا جو آیا تو وہ کتنا کشادہ دل اور عالی ظرف ثابت ہوا تھا''۔

اس پر حجاج کے سپاہیوں کو یقین ہو گیا کہ وہ بھاگنے پر آمادہ نہیں، چنانچہ وہ اس کے پاس لوٹ آئے، اپنی صفیں منظم کیں اور اپنے امیر کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔سفیان نے ابن اشعث کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی۔ اس کے بعد ابن اشعث کے تمام لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس کے سپاہیوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔ یوں اس نے بری طرح شکست کھائی۔① اس ہزیمت کے بعد ابن اشعث نے عبدالرحمان بن عباس بن حارث بن عبدالملک کو نائب بنایا اور خود کوفہ کی طرف چل پڑا۔اس نے عبدالرحمان بن عباس سے کہا:

''لوگوں کو ساتھ لے کر قتال کرو۔ یہ ابھی آمادہ قتال ہیں۔ میں کوفہ جاتا ہوں اور تمھیں کمک روانہ کرتا ہوں۔''②

یہاں ہم یہ سوال کرتے ہیں:

کیا ابن اشعث کا یہ اقدام درست تھا کہ وہ اپنے لشکر اور اپنے منتخب رجال حرب کو حجاج کے سامنے پسپا ہوتے اور شکست کھاتے چھوڑ کر کوفہ روانہ ہو گیا؟ کیا اس نے کوفہ روانگی کے سلسلے میں اپنے رفقاء سے مشورہ کیا تھا؟ کیا کوفہ میں ان دنوں ایسے حالات درپیش تھے جو ابن اشعث سے اس بات کے متقاضی تھے کہ وہ اپنے لشکر کو مشکل میں چھوڑ کر کوفہ روانہ ہو جائے؟

اس میں شک نہیں کہ ابن اشعث کا یہ فیصلہ درست نہیں تھا۔شکست خوردہ لشکر کے سپہ سالار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے لشکر کا ساتھ نہ چھوڑے۔ وہ اگرچہ اپنے لشکر کی قیادت اپنے کسی مخلص سالار کے سپرد کر دے تاہم سپہ سالار اعلیٰ کی عدم موجودگی لشکر کے حوصلے پست کر دیتی اور چہ میگوئیوں کو جنم دیتی

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۴۵، ۳۴۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۰، ۳۲۱، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۱.
② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ابن اشعث کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے ان سپاہیوں کے ساتھ کھڑا رہے جو اس کے اصولوں اور افکار کی ترویج کے راستے میں اپنی جانیں نچھاور کر رہے تھے۔ہیثم بن عدی کی روایت ہے کہ ابن اشعث نے کوفہ جانے سے پہلے اپنے خاص دوستوں کو بلایا اور انھیں بتایا کہ وہ کوفہ کا ارادہ رکھتا ہے۔①

اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن اشعث نے اپنے تمام ساتھیوں سے مشورہ نہیں کیا تھا اور انھیں حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔اس نے انھیں صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ کوفہ روانہ ہونے والا ہے۔یہ ابن اشعث کی غلطی تھی کہ اس نے ایک ایسی بات خود ہی طے کر لی جس کے لیے اسے اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں لینا ضروری تھا۔آخر وہ اس کے مفادات اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے دن رات جدوجہد کر رہے تھے۔جہاں تک یہ سوال ہے کہ ابن اشعث کے کوفہ چلے جانے کی وجہ کیا تھی تو دو میں سے ایک وجہ ہو سکتی تھی:

۱۔کوفہ میں مطر بن ناجیہ ریاحی نے بھی بغاوت برپا کر دی تھی۔ابن اشعث کو یہ گوارا نہیں ہوا کہ اس نے جو دروازہ کھولا تھا، اس میں سے مطر داخل ہو جائے اور وہ اس کے بل پر ایک نئی بغاوت اٹھائے، یوں اس کی ایک علیحدہ آواز سنائی دے۔ابن اشعث کا ارادہ تھا کہ وہ کوفہ پہنچ کر مطر کو اس کے ارادوں کی تکمیل سے روک دے گا۔②

۲۔ابن اشعث اہل کوفہ کو اپنا حامی بنانا چاہتا تھا تاکہ وہ ان کا لشکر ترتیب دے کر انھیں حجاج کے خلاف میدان جنگ میں اتار سکے۔عین ممکن ہے وہ حجاج کے خلاف فتح پائیں۔

جہاں تک مطر کے مسئلے کا تعلق تھا، ابن اشعث کو پہلے حجاج کو شکست دینی چاہیے تھی، پھر اسے مطر سے نمٹنا چاہیے تھا۔اسے بنیادی میدانِ کارزار چھوڑ کر ثانوی نوعیت کے مسئلے پر توجہ نہیں دینی چاہیے تھی جو اسے حجاج کے خلاف لڑائی میں کوئی فائدہ نہ دیتا۔جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ وہ کوفی لشکر ترتیب دینا چاہتا تھا تو یہ بات محل نظر ہے کیونکہ منتخب اہل کوفہ مدت سے اس کے لشکر میں شامل تھے اور دشمن سے برسر پیکار تھے۔

ابن اشعث کوفہ کے قریب پہنچا اور اسے اندازہ ہوا کہ اہل کوفہ اس کے استقبال کے لیے نکلیں

①انساب الاشراف :۱۱/ ۳۵۵.
②حوالہ مذکورہ :۱۱/ ۳۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے تو اس نے چاہا کہ لوگ اس کی عزت میں فرق نہ لائیں، نہ اس کی بغاوتی تحریک کے متعلق بدگمان ہوں۔ اس نے ابوزبیر ہمدانی سے جو زخمی تھا، کہا: اگر تم راستے سے ہٹ جاؤ تو مناسب ہے تا کہ لوگ تمھارے زخم نہ دیکھ سکیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کا سامنا زخمیوں سے ہو۔ چنانچہ ابوزبیر اس راستے سے ہٹ گیا جس پر چلتے ہوئے ابن اشعث شہر میں داخل ہوا۔① اہل کوفہ جب ابن اشعث کے استقبال کے لیے نکلے تو اس کے رفقاء کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے حجاج کو رسوا کیا اور اس کے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔②

اس بات نے اہل کوفہ کے دل پر فوری اثر کیا۔ وہ ابن ناجیہ کو چھوڑ کر ابن اشعث کے طرفدار ہو گئے۔ ان میں ابن اشعث کے ماموں بنوہمدان پیش پیش تھے۔ ابن اشعث فرات بن معاویہ کے گھر کے قریب سواری سے اترا۔ اس نے کہا: ''واللہ! میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا نہ اپنے گھر جاؤں گا، اس سے پہلے کہ میں مطر کو جالوں۔''③

مَطَر بن ناجیہ ریاحی کی بغاوت

یہاں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابن ناجیہ کی بغاوت کے متعلق کچھ گفتگو کریں۔

مطر حجاج کی طرف سے مدائن کا عامل تھا۔④ اسے جب یہ پتہ چلا کہ ابن اشعث نے تستر میں حجاج کو شکست دے دی ہے تو اس نے سوچا وہ اس موقع کا فائدہ اٹھائے گا۔ حجاج جب ابن اشعث کے مقابلے میں نکلا تھا تو اس نے عبدالرحمان بن عبداللہ حضرمی کو کوفہ میں اپنا نائب بنا دیا تھا۔ مطر کوفہ آیا۔ مسجد میں داخل ہوا، منبر پر چڑھا اور کہنے لگا: ''ابن اشعث نے اہل شام کو شکست دے دی ہے، اس لیے ہم اہل شام کو یہاں سے نکال باہر کرتے ہیں۔'' اس پر مطر کے بہت سے اعوان و انصار اور حمایتی اکٹھے ہو گئے۔ ابن حضرمی جس محل میں اقامت پذیر تھا، اس کا انھوں نے محاصرہ کر لیا۔ حضرمی کے رفقاء نے محل کی چھت پر سے مطر اور اس کے ہم نواؤں سے گفت وشنید کی کہ وہ انھیں کوفہ سے جانے دیں۔ یوں وہ کوفہ سے چلے گئے اور ابن ناجیہ کوفہ کا سردار بن گیا۔ جو لوگ اس کے اردگرد اکٹھے ہوئے تھے، ان میں

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۵۵، ۳۵۶، و تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۵۔
② حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۵۶۔
③ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۳۵۶، و تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۵، اور دیکھیے الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۰، و تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۸۔
④ حوالہ مذکورہ: ۱۱/ ۲۵۳، و تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہر ایک کو اس نے اپنی طرف مائل رکھنے کے لیے دو دو سو درہم دیے۔①

زاویہ میں جب ابن اشعث کو شکست ہوئی تو ابن ناجیہ نے اہل کوفہ سے کہا: ابن محمد کو شکست ہو گئی ہے۔ میں تمھارے لیے اس کا قائم مقام ہوں۔ اس پر اس کی قوم کے چند افراد نے اس کی بیعت کر لی۔ مطر نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ محل میں چلا گیا۔ رات کو وہ محل سے نکلا اور اہل کوفہ سے کہا: لوگو: ابن محمد بصرہ کے ایک طرف واقع زاویہ میں حجاج سے ٹکرایا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ بعد ازاں انھوں نے لڑائی روکی اور دیکھا تو ابن اشعث غائب تھا۔ نہ وہ زندوں میں تھا، نہ مقتولین میں۔ یہ دیکھ کر لوگ عبدالرحمان بن عباس کی طرف لپکے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس نے حجاج کا محاصرہ کیا اور اس پر غالب آ گیا۔ تم بھی اٹھو اور اس کے لیے بیعت کرلو۔ وہ تمھارے نبی کے اہل بیت، بنو ہاشم کا فرد ہے۔②

اس پر عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد وہ محل میں چلا گیا اور ابن ابی لیلیٰ سے کہا کہ وہ لوگوں سے بیعت لے لے۔ عبیداللہ بن حر جعفی کے بیٹوں صدقہ اور توبہ نے کہا کہ یہ کیسی بیعت ہے۔ ہم اپنی پہلی بیعت پر قائم ہیں جو ہم نے اپنے صاحب سے کی تھی۔ پہلے ہم دیکھ لیں کہ وہ کیا ہوا۔ بیشتر افراد نے ان کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

روایت ہے کہ صدقہ اور توبہ نے ابن ابی لیلیٰ کے کنکر مارے۔ ایک شور مچ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ منبر سے اتر جائے۔ وہ منبر سے اتر گیا۔ ابن ناجیہ کو یہ شور سنائی دیا تو اس نے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ اسے بتایا گیا کہ لوگوں کا اختلاف ہو گیا ہے۔ وہ ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے باہر آیا اور لوگوں سے کہا: ''میں تمھارا ہی ایک فرد ہوں۔ تم جس کے لیے ثابت قدم رہو گے، جسے پسند کرو گے اور جس کی بیعت کرو گے، میں بھی اسی کی بیعت کروں گا۔'' اس پر یہ طوفان تھم گیا۔③

اُدھر ابن ناجیہ اور اہل کوفہ کے درمیان یہ گفت و شنید ہو رہی تھی، اِدھر ابن اشعث کوفہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ وہ کوفہ پہنچا اور لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ گم نہیں ہوا تھا جیسے کہ ابن ناجیہ اور اس کے طرفداروں نے کہا تھا تو لوگوں کی اکثریت اس کے ساتھ جا ملی اور ابن ناجیہ کے ساتھ بنو تمیم کی ایک محدود تعداد رہ گئی جو اس کا دفاع نہیں کر سکتی تھی۔ عبدالرحمان نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ وہ لڑائی

①انساب الاشراف :۱۱/ ۳۵۳، وتاریخ الطبری :۵/ ۱۵۴، اور دیکھیے الکامل لابن الأثیر :۴/ ۸۰۔
②حوالہ مذکورہ :۱۱/ ۳۵۴، ۳۵۵۔
③حوالہ مذکورہ :۱۱/ ۳۵۴، ۳۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے باز رہیں اور ابن ناجیہ کو صحیح سلامت حاضر کریں۔ چنانچہ محل پر سیڑھیاں لگائی گئیں اور ابن ناجیہ کو وہ لوگ محل سے نکال لائے۔ ابن ناجیہ نے عبدالرحمان بن اشعث سے کہا: مجھے زندہ رہنے دو۔ میں تمھارا سب سے اچھا شہ سوار اور سب سے بڑا مددگار رہوں۔ ابن اشعث کے حکم سے اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ بعدازاں ابن اشعث نے اسے بلوایا اور معاف کر کے بیعت لے لی۔

یوں ابن ناجیہ کی بغاوتی تحریک انجام کو پہنچی جو طویل مدت تک جاری نہ رہ سکی اور بسہولت اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اب عبدالرحمان محل میں داخل ہو گیا اور لوگ ہر طرف سے اس کے پاس آنے لگے۔ ①

عبدالرحمان بن عباس اور حجاج

ابن اشعث کی کوفہ روانگی کے بعد ابن عباس نے حجاج سے تین دن ② اور بعض روایات کے مطابق پانچ دن تک لڑائی جاری رکھی۔ ③

آخری رات اس شدت کی لڑائی ہوئی کہ وہ رات لیلۃ الہریر (گھوڑوں کے ہنہنانے کی رات) کہلائی۔ حجاج بصرہ میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن اہل بصرہ اسے روکتے تھے۔ اس نے ایک طریقہ اختیار کیا جس نے ان کا شیرازہ بکھیر دیا اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ حجاج نے امان کا جھنڈا بلند کیا اور اپنے منادی سے ابن اشعث کے سپاہیوں کو یہ ندا کرائی: ارے تم کیوں لڑ رہے ہو جبکہ تمھارا صاحب قتال چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اس پر ان کی ایک بڑی تعداد امان میں آ گئی۔ حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ وہ پسپا ہونے والوں کا تعاقب نہ کریں۔ ④ یوں ابن عباس اور اس کے ساتھی پسپا ہو کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ابن اشعث سے جا ملے۔ ادھر حجاج بصرہ میں داخل ہو گیا۔ ⑤

حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ وہ شہر میں داخل نہ ہوں تاکہ عزتوں کی پامالی کا خدشہ نہ رہے۔ خود وہ مہلب بن ابی صفرہ کے گھر پر اترا۔ وہاں اسے کئی عورتیں دکھائی دیں۔ اس نے کہا: ''یہ

① انساب الاشراف: ۱۱/۳۵۶، ۳۵۷، وتاریخ الطبری: ۵/۱۵۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۰.
② تاریخ الطبری: ۵/۱۵۵.
③ انساب الاشراف: ۱۱/۳۴۹، ۳۵۵، وعقد الجمان: ۱۱/۳۲۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۰.
④ حوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۴۹.
⑤ حوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۵۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۰، وعقد الجمان: ۱۱/۳۲۱، وتاریخ الطبری: ۵/۱۷۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین میری پناہ میں آئی ہیں۔ انھیں ڈر ہے کہ مبادا ان سے دست درازی کی جائے۔ یہ اپنے گھروں کو چلی جائیں۔ ہم ان کے لیے ان کے شوہروں سے زیادہ غیور ہیں۔''①

اس نے اپنے لشکر سے خطاب کیا:

''اہل شام! اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمھارے دشمن کے خلاف اس لیے فتح نہیں دی کہ تمھاری تعداد زیادہ تھی یا تم زیادہ قوی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تم سے زیادہ ثروت منداور زیادہ قوی تھے۔ وہ اپنے علاقے میں تھے۔ ان کے شہر اور ان کے گھروں سے انھیں رسد پہنچتی تھی۔ یہاں سے انھیں پشت پناہی اور سہارا ملتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ تم اہل طاعت تھے اور وہ اہل معصیت۔ یوں اللہ تعالیٰ نے تمھاری کسی کاوش اور قوت کے بغیر تمھیں نصرت عطا فرمائی۔ سو تم اللہ کے انعامات پر اس کا شکر ادا کرو اور ظلم و زیادتی نہ کرو۔ تم میں سے کسی شخص کے متعلق مجھے یہ خبر نہ ملے کہ وہ کسی عورت کے گھر میں داخل ہوا ہے۔ میرے پاس اس کی سزا سوائے تلوار کے نہیں ہوگی۔ میں غیور باپ کا غیور بیٹا ہوں۔ مشکوک بات پر مداہنت نہیں کروں گا نہ بدکاری پر خاموش رہوں گا۔''②

طبری نے شیبانی سے ضمرہ بن ربیعہ کی ایک روایت کا ذکر کیا ہے جسے طبری سے ابن اثیر نے نقل کیا ہے۔ روایت یہ ہے کہ معرکہ زاویہ کے موقع پر حجاج نے منادی سے ندا کرائی کہ فلاں، فلاں اور فلاں کے لیے امان نہیں ہے۔ اس نے کچھ لوگوں کے نام لیے۔ لوگوں نے سمجھا کہ جن کے نام لیے گئے ہیں ان کے سوا باقی سب کو امان ہے۔ یوں بارہ ہزار کے قریب افراد حجاج کے پاس چلے گئے جن سبھوں کو اس نے قتل کرا دیا۔③

بلاذری نے بھی اعلان امان کا واقعہ روایت کیا ہے تاہم انھوں نے ایسا کچھ نہیں لکھا کہ حجاج نے اس امان کے ذریعے سے کسی کو دھوکا دیا تھا۔④ ہماری رائے میں حجاج نے زاویہ کے موقع پر امان کے ذریعے سے کسی کو دھوکا نہیں دیا تھا۔ وہ تمام ماخذ جن میں واقعۂ امان کا ذکر ہے اور جن میں ذکر نہیں،

①انساب الاشراف: ۱۱/۳۴۹، ۳۵۰۔
②حوالہ مذکورہ: ۱۱/۳۵۰۔
③تاریخ الطبری: ۵/۱۸۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۰۔
④انساب الاشراف: ۱۱/۳۵۷، ۳۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بھی ایسے شخص کا نام نہیں لیتے جو زاویہ کے موقع پر امان کے دھوکے سے قتل کیا گیا تھا۔حجاج نے اگر کسی کو قتل کیا بھی تھا تو وہ ایسے افراد تھے جن کی کوئی اہمیت نہیں تھی اور حالات جن کے قتل کا تقاضا کرتے تھے۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ وہ اس جم غفیر کا قتل کردے اور تاریخی ماخذ کم ازکم ان زعماء اور سرداروں کا بھی ذکر نہ کریں جو اس موقع پر مارے گئے تھے حالانکہ ماخذوں کا دستور یہ ہے کہ وہ ایسے نمایاں افراد کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔

مزید برآں، حجاج ابھی بھی ابن اشعث کے ساتھ حالت جنگ میں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوں۔ اگر وہ انھیں قتل کرتا تب تو وہ اس سے دور بھاگتے۔ مزید یہ کہ حجاج نے اپنے ایک خطاب میں ان لوگوں کے لیے عام معافی کا اعلان کیا تھا۔

بلاذری کی روایت کے مطابق اس نے جو خطاب کیا تھا، اس سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ اس نے کسی کو امان کے دھوکے سے قتل نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا تھا: بلاشبہ تم نے خلاف ورزی کی، نافرمانی کی اور خود سے بدعہدی کی لیکن میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے حالانکہ میں تمھیں سزا دے سکتا ہوں۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں تمھارے جنگجوؤں کو ضرور قتل کر ڈالوں گا اور تمھیں تمھارے اموال سے ماروں گا۔①

حجاج نے اس موقع پر اہل شام سے جس طرح خطاب کیا، جس کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ کیا اور جو قیمتی پند و نصائح کیں، وہ ہر فاتح کے لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ محقق ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حجاج نے اپنے سپاہیوں سے کہا تھا کہ وہ پسپا ہونے والوں کا تعاقب نہ کریں کیونکہ تعاقب فتح کا ایک مذموم پہلو ہے۔ اس نے انھیں یہ بھی حکم دیا کہ وہ اہل بصرہ کے گھروں میں داخل نہ ہوں تاکہ عزتوں کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ اس نے محض حکم دینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے سپاہی کو تلوار کی دھمکی بھی دی۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس حملے میں حجاج اور ابن اشعث کے رویے اور طرز عمل کا موازنہ کریں تاکہ پتہ چلے کہ دونوں سالاروں میں کیا فرق تھا۔

ابن اشعث نے جب خروج کیا تھا تو اس کے ہمراہ ابوحزابہ نامی ایک شخص تھا۔ راستے میں ان

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۳۵۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا گزر دستبی سے ہوا جہاں ایک طوائف رہتی تھی۔اس کے پاس جو شخص رات بسر کرتا اسے سو درہم دینے ہوتے تھے۔ابوحزابہ نے اس عورت کے ہاں رات بسر کی اور پیسوں کی ضمانت کے طور پر اپنے گھوڑے کی زین اس کے پاس رکھ دی۔صبح عبدالرحمان کو ابوحزابہ کے متعلق آگاہ کیا گیا تو اس نے ابوحزابہ کو ہزار درہم دے کر زین واپس لینے کا حکم دیا۔اس واقعے کی خبر حجاج کو ہوئی تو اس نے کہا کیا اس کے لشکر میں علی الاعلان بدکاری ہوتی ہے۔میں واللہ! اس پر غالب آ گیا۔①

بصرہ میں حجاج کی حکومت کو استحکام ملا تو اس نے وہاں حکم بن ایوب ثقفی کو اپنا وزیر مقرر کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ ابن اشعث کو کوفہ سے نکال سکے۔لیکن قادسیہ میں عبدالرحمان بن عباس کے زیر قیادت ابن اشعث کا لشکر اس کے راستے میں آیا جو اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔آخر حجاج اپنے لشکر کے ہمراہ دیر قرہ میں خیمہ زن ہوا اور ابن اشعث کا لشکر دیر جماجم میں خیمہ زن ہوا۔②

معرکہ دیر جماجم (سوروزہ جنگ)

اس مقام پر عبدالرحمان بن اشعث کے پاس ایک لاکھ ایسے جنگجو جمع تھے جو تنخواہ پاتے تھے اور ان کے ہمراہ اتنے ہی مَوَالی (آزاد کردہ غلام) بھی تھے۔③

عبدالرحمان کے لشکر کی تعداد روز افزوں تھی۔سرحدوں سے اور مختلف اطراف سے سپاہی اس کے پاس روزانہ کی بنیاد پر آ رہے تھے۔حجاج نے یہ صورت حال دیکھی تو عبدالملک کو خط لکھ کر مدد طلب کی۔عبدالملک نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے متواتر کئی مرتبہ کمک ارسال کی۔④

فریقین کے پاس سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد اکٹھی ہو گئی اور دونوں لشکر گاہوں کے گرد خندقیں نکال لی گئیں تو یکم ربیع الاول ۸۲ھ کو معرکہ دَیر جماجم کا آغاز ہو گیا۔ہر روز لڑائی ہوتی۔معرکہ طویل

---

① **الأغانی**: ۱۹/ ۱۵۴، بلاذری نے انساب الاشراف (۱۱/ ۳۵۵) میں اسی ابوحزابہ کے متعلق کرمان کا ایک واقعہ لکھا ہے۔وہ واقعہ ایک عورت ماہوش کے ساتھ تھا۔ابوحزابہ نے اس کے پاس اپنی زین پچاس درہم کے بدلے گروی رکھی تھی۔

② **تاریخ الطبری**: ۵/ ۱۵۵، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۱، دیر جماجم کوفہ کے باہر بصرہ کی طرف سات فرسخ (۲۱ عربی میل) کے فاصلے پر واقع تھا۔دیر قرہ دیر جماجم کے سامنے صحرا کے کنارے واقع تھا۔

③ **تاریخ الطبری**: ۵/ ۱۵۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۱.

④ **مروج الذهب**: ۲/ ۹۷، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرصے تک جاری رہا جس میں لوگوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔①

اس جنگ کی غیر معمولی طوالت کے پیش نظر دارالخلافہ دمشق میں صورت حال کی نزاکت کا احساس کیا گیا۔سردارانِ قریش اور سربرآوردگانِ شام نے اس خونریزی کے آگے بند باندھنے کا ارادہ کیا۔وہ خلیفہ کے پاس گئے اور کہا: اہل عراق اگر حجاج کی معزولی سے راضی ہوتے ہیں تو ہمیں حجاج کو معزول کر دینا چاہیے۔اس کی معزولی اس خونریزی سے بہتر ہے۔اس طرح یہ خونریزی رک جائے گی۔②

عبدالملک نے ان کا یہ مشورہ قبول کیا اور اپنے دو قریبی اعزہ یعنی اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک بن مروان اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور ان سے کہا: اہل عراق کو یہ پیشکش کرو کہ حجاج کو معزول کیا جاتا ہے۔ان کے لیے اہل شام جیسی تنخواہیں مقرر کی جاتی ہیں۔عبدالرحمان جس شہر میں رہنا چاہے، جب تک وہ رہے، والی کی حیثیت سے وہاں رہے اور عبدالملک بن مروان کو وہ خلیفہ تسلیم کر لیں۔اہل عراق یہ پیشکش اگر قبول کر لیں تو تم حجاج کو معزول کر دو اور محمد بن مروان عراق کا نیا والی ہو۔اگر اہل عراق یہ پیشکش قبول نہ کریں اور سمع و طاعت نہ کریں تو حجاج تمام جمعیت کا امیر ہوگا اور تم دونوں اس کی سمع و طاعت کرو گے۔③

یہ حکم حجاج کے لیے یقیناً ناگوار اور تکلیف دہ تھا۔اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی سیاست و سیادت ناکام ثابت ہوئی ہے اور وہ خلیفہ جس کے ساتھ اس کا بے پناہ اخلاص کا رشتہ تھا، اس سے خوش نہیں تھا۔ مزید برآں حجاج اہل عراق کو سبق سکھانا چاہتا تھا جنھوں نے عصائے طاعت چیر ڈالا تھا اور جو خلافت کے خلاف بغاوت کے مرتکب ہوئے تھے۔اس کی رائے یہ تھی کہ اگر ان کے مطالبات مان لیے گئے تو وہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے خلیفہ عبدالملک کو معزول کرنے کے درپے ہوں گے۔اہل عراق کی تاریخ اس کی شاہد تھی۔

بنابریں حجاج نے عبدالملک کو لکھا:

''واللہ، اگر آپ نے اہل عراق کے کہنے پر مجھے معزول کر دیا تو وہ اس کے بعد جلد ہی آپ

①② تاریخ الطبری : ۵/ ۱۵۵، ۱۵۶، والکامل لابن الأثیر : ۴/ ۸۱، وعقد الجمان : ۱۱/ ۳۲۲، وفوات الوفیات:۵/ ۱۲۷،والبدایةوالنهایة :۹/ ۴۱.

③ تاریخ الطبری : ۵/ ۱۵۶، والکامل لابن الأثیر : ۴/ ۸۱، والبدایة والنهایة : ۹/ ۴۱، وعقد الجمان : ۱۱/ ۳۲۲،وفوات الوفیات :۵/ ۱۲۶، ۱۲۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کی طرف پیش قدمی کریں گے۔ ان کے مطالبات کی منظوری انھیں آپ کے خلاف اور جری کر دے گی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں، اہل عراق اشتر کے ساتھ ابن عفان پر چڑھ دوڑے تھے؟ انھوں نے جب اہل عراق سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں تو اہل عراق نے کہا: سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی معزولی۔ اس کے بعد ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ انھوں نے ابن عفان کی طرف پیش قدمی کی اور انھیں شہید کر دیا۔ لوہا لوہے سے کاٹا جاتا ہے۔ آپ جس شے کے متعلق غور و فکر کر رہے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ آپ کے لیے خیر کا فیصلہ فرمائے۔ والسلام۔''①

حجاج کا یہ خط عبدالملک کو ملا لیکن انھوں نے اپنے فیصلے پر نظر ثانی ضروری نہ سمجھی اور تعمیل ارشاد کا حکم نامہ ارسال کر دیا۔ چنانچہ عبداللہ، محمد، اور حجاج اکٹھے ہوئے اور عبداللہ نے اہل عراق کو مخاطب کیا:

اے اہل عراق! میں عبداللہ ہوں، امیر المومنین عبدالملک بن مروان کا فرزند۔ وہ تمھیں یہ اور یہ پیشکش کر رہے ہیں۔ اس نے امیر المومنین کی پیشکشوں کا ذکر کیا۔ عبداللہ کے بعد محمد گویا ہوا: اور میں امیر المومنین کا پیغام بر ہوں۔ میں بھی تمھارے پاس ان کا یہی پیغام لایا ہوں۔②

امیر المومنین کی یہ پیشکش ان کے غور و فکر کی متقاضی تھی۔ چنانچہ انھوں نے کہا: ہم غور و خوض کے بعد شام کو واپس آئیں گے۔

ابن اشعث نے مجلس مشاورت منعقد کی اور حمد و ثنا کے بعد گویا ہوا:

''امابعد! آج تمھیں موقع میسر آیا ہے۔ ایسا نہ ہو، کل کو صاحب رائے پچھتائے۔ آج تم لوگ ان کے برابر کھڑے ہو۔ انھوں نے اگر زاویہ میں تمھیں نقصان پہنچایا تھا تو تم نے انھیں تستر میں نقصان پہنچایا تھا۔ اب تم غالب اور قوی ہو۔ وہ تم سے خائف ہیں۔ تم نے ان کا نقصان کیا ہے۔ سو یہ پیشکش تم قبول کر لو۔ اگر تم نے یہ پیشکش قبول کر لی تو تم تاحیات جری اور معزز رہو گے۔''

لیکن حاضرین نے انکار کیا اور کہا:

''اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاکت سے دوچار کیا ہے۔ اب وہ تنگ ہیں۔ بھوکے ہیں۔ کمزور اور

①② تاریخ الطبری: ۵/۱۵۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۱، والبدایة والنهایة: ۹/۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلیل ہیں۔ ہماری تعداد جبکہ زیادہ ہے۔ ہم خوشحال ہیں۔ رسد قریب ہے۔نہیں، اللہ کی قسم! ہم یہ پیشکش قبول نہیں کریں گے۔''

یہ کہہ کر انھوں نے عبدالملک کی بیعت سے ایک مرتبہ پھر دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ فارس میں کیے گئے دستبرداری کے اعلان کے مقابلے میں جماجم کا اعلان انھوں نے زیادہ جمعیت اور بھرپور اتفاق رائے سے کیا۔①

ابن اشعث کا یہ موقف کہ عبدالملک کی پیشکش قبول کر لی جائے، بظاہر حیران کن تھا۔ وہ جن دنوں فارس میں تھا، تب سے خلافت کا آرزومند تھا۔ اسے محض حجاج کی معزولی پر اکتفا نہیں تھا۔②

مزید برآں وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ بنومروان کے مقابلے میں حسب و نسب کے لحاظ سے ارفع ہے۔ یوں وہ ان سے زیادہ خلافت کا حقدار ہے۔③

اس رویے کے ساتھ اس پیشکش کی قبولیت حیران کن ہی تھی کیونکہ پیشکش کی ایک شق یہ تھی کہ عبدالملک کرسیِ خلافت پر فائز رہیں گے۔

یوں اس پیشکش میں ابن اشعث کی دیرینہ آرزو پوری نہیں ہوتی تھی۔ کیا وہ جانتا تھا کہ اہل عراق عبدالملک کی پیشکش قبول نہیں کریں گے؟ چنانچہ اس نے چاہا کہ اس پر انانیت کا الزام نہ آئے اور جنگ جاری رہنے کی صورت میں اہل عراق کو اگر شکست کا سامنا ہو تو اسے عبدالملک کی پیشکش مسترد کرنے کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔ اگر یہ دونوں یا ان میں سے ایک بات صحیح تھی تو ثابت ہوتا ہے کہ ابن اشعث دوراندیش آدمی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ برموقع عوام کے جذبات سے فائدہ کیسے اٹھانا ہے۔

ایک تیسرا احتمال بھی ہے۔ وہ یہ کہ ممکن ہے عبدالرحمان نے جو کچھ کہا، نیک نیتی سے کہا ہو۔ تب اہل عراق نے اس جنگ کے نتیجے میں جو کچھ حاصل کر لیا تھا، وہ اس سے مطمئن تھا۔ انھیں حجاج جیسے سخت گیر حکمران کی معزولی اور وظائف میں اہل شام کے وظائف جیسے اضافے کی یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ یوں ایک طرف اہل عراق پر ابن اشعث کا احسان ہو جاتا اور دوسری طرف اسے خلیفہ کے ہاں قدر و منزلت حاصل ہو جاتی۔ یہ سب ابن اشعث کی نظر میں اس اندھی جنگ سے بہتر تھا جس کے نتائج خدا

① تاریخ الطبری: 5/157، والکامل لابن الأثیر: 4/81، 82، والبدایة والنهایة: 9/42.
② حوالہ مذکورہ: 5/151، وعقد الجمان: 11/319، وفوات الوفیات: 5/125.
③ حوالہ مذکورہ: 5/157، والکامل لابن الأثیر: 4/82.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم کیا ہوتے۔

عبداللہ بن عبدالملک اور محمد بن مروان کو اہل عراق کے فیصلے کی خبر ہوئی تو انھوں نے حجاج سے کہا: ''اب آپ جانیں اور آپ کی فوج۔ آپ اب اپنی رائے بروئے کار لائیے۔ ہمیں اس کے بعد یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ کی سمع و طاعت کریں۔'' حجاج نے ان سے کہا: ''میں نے تم دونوں سے کہا تھا، ان کا ارادہ اس بغاوت سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ تمھارا (بنو مروان کا) اقتدار حاصل کر لیں۔ میں تو تمھاری ہی حکومت کے دفاع میں لڑتا ہوں۔ میری حکومت تمھاری حکومت ہی تو ہے۔''①

یہ کہہ کر وہ جنگ کے لیے نکل گیا۔ معرکے کی چکی چلنے لگی۔ فریقین دن بھر لڑتے رہے۔ جھڑپیں ہوتی رہیں لیکن یہ جھڑپیں فیصلہ کن نہیں تھیں۔ کبھی ایک فریق غالب آتا، کبھی دوسرا فریق۔② ان حملوں کے دوران میں جوش و خروش سے بھرپور رجزیہ اشعار حجاج کی زبان پر جاری رہتے۔

ایک شعر میں وہ خود کو اس معرکے کی ذمہ داری سے بری قرار دیتا اور کہتا ہے کہ وہ ظالم نہیں، مظلوم ہے۔

> وہ صرف اپنے دفاع میں لڑتا ہے۔ وہ تبھی حملہ کرتا ہے جب دوسری طرف سے حملہ کیا جاتا ہے۔ اور دفاع کرنا اس کا فرض ہے جس سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکتا۔③

معرکوں کا یہ سلسلہ طویل عرصے تک جاری رہا۔ اسّی (۸۰) سے زائد دفعہ فریقین ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ دشمن کی تعداد اگرچہ کثیر تھی اور اس کے پاس رسد کی کمی نہیں تھی، پھر بھی حجاج اپنی جگہ ڈٹا ہوا تھا۔ کوفہ اور سوادِ کوفہ (کوفہ کے آس پاس کے دیہی علاقے) سے عراقیوں کو برابر رسد پہنچ رہی تھی۔ اس کے برعکس لشکر حجاج کے پاس رسد کی کمی تھی۔ شامی اپنے وسائل کے مرکز سے دور تھے۔ یوں وہ تنگدست ہو گئے تھے۔ اشیائے خورونوش اور دیگر اشیائے ضرورت بے پناہ مہنگی ہو گئی تھیں۔ گوشت بالکل نایاب ہو گیا تھا۔④

حجاج نے جب دیکھا کہ رسد کی صورت حال بد سے بدتر ہو رہی ہے تو وہ کسی حیلے بہانے کے

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۱.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۵۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۱، والبدایة والنھایة: ۹/ ۴۲، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۳
③ تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر: ۴/ ۷۰، والامامة والسیاسة: ۲/ ۳۷.
④ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۲، والبدایة والنھایة: ۹/ ۴۲، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں سوچ بچار کرنے لگا تا کہ جنگ روکی جا سکے۔آخر اس نے سوچا کہ وہ ابن اشعث کے لشکر میں علماء و قراء کے دستے پر ایسا زبردست حملہ کرائے کہ وہ شکست کھا کر پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے۔ وجہ یہ تھی کہ ابن اشعث کے عام سپاہی علماء و قراء کے پیرو تھے۔وہی انھیں جہاد و قتال کی ترغیب دلاتے تھے۔علماء و قراء کا یہ دستہ بلند پہاڑ کی طرح اٹل تھا۔حملہ جیسا بھی شدید ہوتا، سارے دستے پلٹ جاتے، پسپا ہو جاتے لیکن قراء اپنی جگہ ڈٹے رہتے۔اور جب وہ حملہ کرتے تو ایسا زوردار حملہ کرتے کہ فریق مخالف کے قدم اکھڑ جاتے۔①

حجاج نے تین فوجی دستوں کو کیل کانٹے سے لیس کیا اور انھیں جراح بن عبداللہ حکمی کے زیر قیادت قاریوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔یہ تینوں دستے علماء و قراء کے دستے کی طرف بڑھے اور ہر دستے نے ایک ایک حملہ کیا لیکن قراء اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ان کے سردار نے قاریوں سے کہا: صدق دل سے حملہ کرو اور ان کی صفوں کو نقصان پہنچائے بغیر واپس مت آؤ۔قاریوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ جراح کے تینوں دستے اپنی جگہوں سے ٹل گئے اور چھوٹے چھوٹے دستوں میں بٹ گئے۔ان میں سے چند دستوں نے بڑی ہوشیاری سے قاریوں کے دستے کو گھیرے میں لے لیا اور زبردست حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ قراء کے سالار جبلہ بن زحر کا سر تن سے جدا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے حجاج کے پاس لے آئے۔②

جبلہ کے قتل پر حجاج اور اس کے رفقاء بہت خوش ہوئے۔حجاج نے انھیں فتح کی خوشخبری سنا دی اور کہا:

> ''اہل شام! خوش ہو جاؤ، یہ فتح کی ابتدا ہے۔اللہ کی قسم، جب کوئی فتنہ سر اٹھاتا ہے، اس کا سر تب تک نہیں کچلا جاتا جب تک یمن کا کوئی بڑا سردار نہ مارا جائے۔یہ ان کا بڑا سردار ہے۔''③

حجاج کی یہ بات اس کی زبردست معاملہ فہمی کا پتہ دیتی ہے۔اہل شام یہ بات سن کر بہت خوش

---

①تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۲، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۲.

②حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۶۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۹، ابن کثیر نے ذکر کیا کہ قراء کا سالار جبلہ بن زحر زاویہ کے معرکے میں قتل ہوا تھا۔

③حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۵۸، ۱۶۳، ۱۶۵، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۲، ۸۴، ۸۵ وحوالہ مذکورہ: ۳/ ۴۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔وہ اہل عراق کو آوازیں دینے لگے: او اللہ کے دشمنو! تم ہلاک ہوئے اور تمھارا طاغوت مارا گیا۔

اہل شام جبلہ کے قتل کی خوشی منا رہے تھے جبکہ اہل عراق اس طرح غمزدہ وافسردہ تھے گویا ان کا باپ یا بھائی مارا گیا ہو۔جبلہ کا اس موقع پر قتل ہونا ان کے لیے باپ اور بھائی کے قتل سے زیادہ سنگین تھا۔قراء کے منہ لٹک گئے اور وہ ہمت ہار کر بیٹھ رہے۔ان سے تو بات بھی نہیں ہو رہی تھی۔ایک قاری ابوبختری طائی نے ان کی افسردگی دیکھی تو ان کے حوصلے بڑھانے کے لیے کہا کہ جبلہ ان میں کا ایک فرد ہی تھا جس کی اجل آ گئی تھی۔ان میں سے ہر ایک کو موت کا سامنا تو کرنا ہی ہے۔① لیکن اس کی بات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔اس کے بعد بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی رَے سے آیا تاکہ وہ قراء کی صفوں میں شامل ہو کر حجاج سے لڑائی کرے۔بسطام کی آمد نے قاریوں کی ہمت بڑھا دی۔انھوں نے کہا: بسطام جبلہ کا قائم مقام ہوگا۔وہ اس کی کمی پوری کرے گا۔ابوبختری کو یہ بات ناگوار ہوئی۔اس نے ان سے کہا: برا ہو تمھارا! تمھارا ایک آدمی مارا گیا اور تم سمجھنے لگے اب تمھاری شامت آئی۔ابن مصقلہ بھی اگر مارا جائے گا تو تم خود کو ہلاکت میں ڈالو گے اور کہو گے اب کوئی نہیں رہا جس کے سہارے لڑائی کی جائے۔تم اسی لائق ہو کہ ہماری توقعات پر پورے نہ اترو۔②

اس کے بعد فریقین کے درمیان چند روز مبارزطلبی ہوتی رہی حتی کہ بدھ ۱۴ جمادی الثانی ۸۳ھ کا دن آ گیا۔لوگ مبارزطلبی سے اکتا گئے تھے۔اب ہمہ گیر جنگ کا آغاز ہوا۔اہل عراق اس بے جگری سے لڑے کہ انھیں محسوس ہوا، اب انھیں شکست نہیں ہو سکتی۔وہ اسی اطمینان میں تھے کہ حجاج کے میمنہ سالار سفیان بن ابرد کلبی نے ابن اشعث کے میسرہ سالار ابرد بن قرہ پر زور کا حملہ کر دیا اور دونوں دستوں کے درمیان کچھ دیر لڑائی ہوئی جس کے بعد ابرد بن قرہ نے شکست کھائی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ابن اشعث کے سپاہیوں نے سمجھا کہ مصالحت ہو گئی ہے، چنانچہ صفیں ٹوٹ گئیں اور سپاہی تتر بتر ہو گئے۔

ابن اشعث نے اپنے سپاہیوں کی بھگدڑ دیکھی تو وہ چیخا: ''اللہ کے بندو! میری طرف آؤ! میں ہوں ابن محمد۔'' چند ایک سپاہی اس کے پاس آئے۔اہل شام نے ان پر فاتحانہ حملہ کیا۔وہ ان کی لشکرگاہ میں گھس گئے اور فتح کے نعرے لگانے لگے۔اس موقع پر ابن اشعث کے ایک قریبی دوست نے اسے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۵.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۶۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشورہ دیا کہ وہ یہاں سے نکل چلے، کہیں وہ گرفتار نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے نکل بھاگا۔ یوں سو روزہ معرکہ جماجم اختتام کو پہنچا۔ یہ معرکہ یکم ربیع الاول ۸۳ھ کو شروع ہو کر ۱۴ جمادی الآخر ۸۳ھ کو ختم ہوا۔

حجاج نے ابن اشعث کے لشکر کو منتشر ہونے دیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ انھیں جانے دیں۔ اس نے منادی سے یہ اعلان کرا دیا:

''جو شخص لوٹ آئے، اسے امان ہے۔ اور جو رَے میں قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے اسے بھی امان ہے۔''①

ابن اشعث کی شکست کے بعد محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک کو وہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ انھوں نے عراق حجاج کے حوالے کیا کہ وہ وہاں جیسے چاہے، تصرف کرے۔ محمد بن مروان موصل واپس آ گیا اور عبداللہ بن عبدالملک شام لوٹ آیا۔ حجاج اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ کوفہ واپس آ گیا۔②

اس موقع پر کچھ ماخذ یہ روایت کرتے ہیں کہ حجاج نے اہل شام کو اہل کوفہ کے گھروں سے الگ ٹھہرایا تھا۔③ کچھ دیگر ماخذ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اہل شام کو اہل کوفہ کے گھروں میں ٹھہرایا تھا۔④ اس عمل کو ان مؤرخین نے حجاج کی ان بداعمالیوں میں شمار کیا ہے جن کی معافی اسے نہیں مل سکتی۔ ابن اثیر نے یہ کہہ کر اس کی شدید مذمت کی ہے: وہ پہلا شخص تھا جس نے فوجیوں کو غیروں کے ہاں ٹھہرایا۔ بلادِ عجم میں بالخصوص آج بھی یہی دستور ہے۔ جس شخص نے برا طریقہ ایجاد کیا، اس کا بوجھ اس پر اور ان لوگوں پر تا قیامت پڑتا رہے گا جنھوں نے اس طریقے پر عمل کیا۔⑤

ہماری رائے میں طبری ہی کی روایت حجاج کے اخلاق و کردار سے میل کھاتی ہے۔ اس سلسلے میں ہماری دلیل بلاذری کی یہ روایت ہے کہ زاویہ میں اہل عراق کی شکست کے بعد جب حجاج اپنے لشکر کے ہمراہ

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۵۔ ۱۶۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۶، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۹.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۶۹، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۹.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۷۰.
④ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴.
⑤ حوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصرہ میں داخل ہوا تو اس نے سپاہیوں کو اہل بصرہ کے گھروں میں ٹھہرنے سے منع کر دیا تھا۔

معرکہ دیر جماجم کے بعد حجاج کوفہ واپس آیا تو اس نے اہل کوفہ کے درمیان خطاب کیا جس میں ان کے سوء کردار اور ان کی متلون مزاجی کا ذکر کیا اور اہل شام کی سمع وطاعت پر ان کی تعریف کی۔ اس نے کہا:

''اے اہل عراق! شیطان تمھارے اندر گھس کر تمھارے گوشت، تمھارے خون، تمھاری سماعتوں، تمھارے ہاتھ پاؤں اور تمھارے اعضاء میں شامل ہو کر تمھارے نہاں خانہ دل میں پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد وہ تمھاری مخ اور تمھارے کانوں میں پہنچا، پھر وہ اوپر گیا جہاں اس نے گھونسلا بنا کر انڈے اور بچے دے دیے۔ اس نے تمھارے اندر نفاق وافتراق بھر دیا اور اختلاف تمھارے شعور میں داخل کر دیا ہے۔ تم نے اسے رہنما بنا لیا ہے جس کی تم پیروی کرتے ہو۔ تم نے اسے قائد بنا لیا ہے جس کا تم کہا مانتے ہو۔ تم نے اسے مشیر بنا لیا ہے جس سے تم مشورہ لیتے ہو۔ سو، تجربہ تمھیں کیونکر فائدہ دے۔ واقعہ تمھیں کیونکر سبق دے۔ اسلام تمھیں کیسے روکے۔ بیان تمھارے لیے کیسے سودمند ہو۔

کیا اہواز میں تم میرے ساتھ نہیں تھے، جب تم نے مکر وفریب کیا، عہد شکنی کی، تم کفر کے لیے اکٹھے ہوئے اور تم نے گمان کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنی خلافت کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ میں تم پر نگاہ ڈالتا تھا اور تم ایک دوسرے کی پناہ میں کھسک رہے اور تیزی سے پسپا ہو رہے تھے۔

پھر زاویہ کا دن آیا۔ اور کیا تھا زاویہ کا دن! اس روز تمھاری ناکامی، تمھارے باہمی اختلاف اور تمھاری بزدلی کا مظاہرہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ تم سے بری الذمہ ہو گیا۔ تمھارے مددگار تمھارا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور تم پیٹھ پھیر کر یوں بھاگے جیسے بھگوڑے اونٹ اپنے وطنوں کو واپس جاتے ہیں۔ جب ہتھیاروں نے تمھیں کاٹا اور نیزوں نے تمھارا سر پھوڑا تو تم اس طرح بھاگے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے بارے میں نہیں پوچھتا تھا نہ کوئی بڈھا مڑ کر اپنے بیٹے کو دیکھتا تھا۔

اس کے بعد دیر جماجم کا دن آیا۔ اور کیا تھا دیر جماجم کا دن! اس موقع پر بڑے معرکے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا کشت وخون ہوا۔

بِضَرْبٍ يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِه وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِه

''ایسی ضرب ماری جو دھڑ سے کھوپڑی اڑا دے اور دوست کو دوست سے غافل کر دے۔''

اے اہل عراق! تم نے بار بار بدعملی کی۔ لگا تار کفر کا ارتکاب کیا۔ ایک کے بعد ایک بدعہدی کی اور ایک کے بعد ایک مستی کی۔ تمھیں سرحدوں پر بھیجا گیا تو تم نے مالِ غنیمت میں خیانت کی۔ تم حالت امن میں افواہیں اڑاتے اور حالت خوف میں نفاق سے کام لیتے تھے۔ نہ تم کوئی اچھائی یاد رکھتے ہو، نہ کسی نعمت کا شکر کرتے ہو۔ جب کوئی عہد شکن تمھیں بے وقوف بناتا ہے، کوئی گمراہ تمھیں بہکاتا ہے، کوئی ظالم تم سے مدد چاہتا ہے یا کوئی بیعت شکن تم سے تقویت چاہتا ہے تو تم اس کی پیروی کرتے ہو، اسے پناہ دیتے ہو، اس کی مدد کرتے ہو اور اس کا خیر مقدم کرتے ہو۔

اے اہل عراق! جو شخص فساد کھڑا کرتا ہے، شور شرابا کرتا اور حلق سے بلند آوازیں نکالتا ہے، تم اس کے مددگار و پیروکار بن جاتے ہو۔

اے اہل عراق! کیا نصیحتیں تمھیں روکتی نہیں! کیا پیش آمدہ واقعات تمھیں ڈانٹ نہیں بتاتے؟''

اس کے بعد حجاج اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

''اے اہل شام! میں تمھارے لیے اس شترمرغ جیسا ہوں جو اپنے چوزوں کا دفاع کرتا ہے۔ وہ اینٹ، پتھر، روڑا ان سے دور کرتا ہے۔ ان کو بارش سے بچاتا ہے۔ دھند کہر سے ان کو محفوظ کرتا اور مکھیوں سے بچاتا ہے۔

اے اہل شام! تم ڈھال ہو۔ تم بدن ڈھانپنے والی چادر ہو۔ تم ضرورت کے وقت فوراً کام آنے والی تیار شدہ شے ہو۔ تم میرا بند جوتا ہو۔''①

''تم اور اہل عراق ایسے ہو جیسے نابغہ بنی جعدہ نے کہا تھا۔

وَاِنَّ تَدَاعِيَكُمْ حَظَّهُمْ وَلَمْ تَرْزُقُوْهُ وَلَمْ نَكْذِبْ

① البیان والتبیین للجاحظ: ۲/۱۱۷۔۱۱۹، ومروج الذھب: ۲/۹۷، ۹۸، وتاریخ دمشق لابن عساکر: ۴/۵۵، ۵۶، والعقد الفرید: ۲/۱۳۰، ونہایۃ الادب للنویری: ۷/۲۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَقَوْلِ الْيَهُوْدِ قَتَلْنَا الْمَسِيحَ وَلَمْ يَقْتُلُوْهُ وَلَمْ يُصَلِّبْ

ترجمہ: ''تمھاری طرف سے ان کے حصے کا دعویٰ حالانکہ تم نے اسے تشکیل نہیں دیا نہ ہم جھوٹ کہتے ہیں، یہود کے اس دعوے جیسا ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا حالانکہ نہ انھوں نے مسیح کو قتل کیا نہ انھیں سولی دی گئی۔''①

اس خطاب کے بعد حجاج نے ان سے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے لیے بیعت لینی شروع کی جو انھوں نے ابن اشعث کے ہمراہ خروج کر کے توڑ دی تھی۔ بیعت لیتے وقت اس نے اپنے ایک مصاحب خاص مصقلہ بن کرب عبدی کو اپنے پاس بٹھایا۔ وہ خطیب تھا۔ وہ ابن جارود کی بغاوت میں سب سے پہلے حجاج کی مدد کو آیا تھا۔ حجاج نے اس سے کہا: ''ہر اس شخص کو جس سے ہم نے حسن سلوک کیا تھا، اس کی غلطی کے موافق برا بھلا کہنا۔ اسے ناشکری، بدعہدی اور اس میں موجود عیب کا طعنہ دینا اور اسے ذلیل و حقیر بتانا۔''②

حجاج جس سے بیعت لیتا، اس سے پوچھتا:

''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ تم نے کفر کا ارتکاب کیا تھا؟''③

اگر وہ ہاں میں جواب دیتا تو اس سے بیعت لے لیتا ورنہ اسے قتل کر دیتا۔④⑤

---

①مروج الذہب للمسعودی: ۲/ ۹۸۔ ②تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۹۔

③یہاں کفر سے مراد جاہلیت کی پیروی وارتکابِ معصیت ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں صراحت ہے:

عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ قال: ''مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ، أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ'' (صحیح مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين، حديث: ۵۳.) ''جو شخص طاعت سے نکل گیا اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا، پھر وہ مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جس نے اندھی ضلالت کے جھنڈے تلے قتال کیا، کسی جتھے کے لیے جوش میں آتے ہوئے یا کسی جتھے کی طرف بلاتے ہوئے یا کسی جتھے کی مدد کرتے ہوئے، پھر وہ قتل ہو گیا تو اس کا قتل بھی جاہلیت والا ہے۔'' (محمد فہد حارث)

④تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۹، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۶۲۷، ابن عبدربہ نے العقد الفرید (۳/ ۱۸) میں لکھا: خلیفہ عبدالملک ہی نے حجاج کو دیر جماجم کے گرفتار شدگان کے متعلق لکھا تھا کہ وہ انھیں تلوار کے آگے کرے۔ ان میں سے جو شخص خروج کی وجہ سے کفر کا اقرار کر لے، اسے جانے دے۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ صاحب ایمان ہے، اس کی گردن مار دے۔

⑤عبدالملک و حجاج کے ان جملوں اور احکام کو درج ذیل احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی اصل تشریح و توضیح ہو ==>

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صاحب امامہ وسیاسہ کی رائے ہے کہ حجاج نے جب دیکھا، گرفتار شدگان بکثرت ہیں تو اس نے خوارج کو الگ کر لینا چاہا کیونکہ کوئی خارجی اپنے بارے میں کفر کا اقرار نہیں کرتا تھا۔ اس خاص فرقے کے کچھ لوگ ابھی باقی تھے۔ حجاج نے انھیں علیحدہ کرنے کے لیے کفر کی گواہی کا طریقہ اختیار کیا۔ جو شخص اپنے متعلق کفر کی گواہی دیتا وہ خارجی نہیں ہو سکتا تھا، اور جو گواہی نہ دیتا وہ خارجی ہوتا جو مذہبی اور سیاسی دونوں پہلوؤں سے سزائے موت کا مستحق تھا۔

مذہبی پہلو سے اس طرح کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے، خلیفۂ شرعی کے خلاف خروج جائز نہیں، اِلَّا

==> جاتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قال النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ رَأَىٰ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً"۔ (صحيح بخاري، الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، حديث: ۷۱۴۳.)

"نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے امیر میں ناپسندیدہ فعل دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ" (صحيح مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امیر کی اطاعت سے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا، پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص کسی اندھے (نشان) کے تحت لڑائی کرے، کسی جتھے کے لیے جوش میں آتے ہوئے یا کسی جتھے کی طرف بلاتے ہوئے یا کسی جتھے کی مدد کرتے ہوئے، پھر قتل کیا جائے تو وہ بھی جاہلیت کی موت مرا۔

وَعَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ (صحيح مسلم، الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو جميع، حديث: ۶۰.)

ترجمہ: عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر تمھارے معاملات کسی ایک شخص پر اکٹھے ہوں پھر کوئی شخص تمھاری قوت کو توڑنے یا تمھاری جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے تو اسے قتل کر دو۔

ان احادیث کی روشنی میں عبدالملک وحجاج کے مواقف واقدامات کے متعلق مؤلف کے قلم سے کی گئی وضاحتیں سمجھنے میں آسانی ہوگی جو آگے آرہی ہیں۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ وہ کفر کا ارتکاب کرے۔①

جس نے کفر کے بغیر خلیفۂ شرعی کے خلاف خروج کیا وہ باغی ہے اور اس کا قتل واجب ہے۔ اگر وہ جماعت اور اس خلیفہ کے دائرے میں لوٹ آئے جس کے خلاف اس نے خروج کیا تھا تو اس سے توبہ کروانی واجب ہے۔

امیر حجاج ان اصولوں سے ناواقف نہیں تھا۔ اس نے صاحب امامہ وسیاسہ کی روایت کے موافق سعید بن جبیر کے ساتھ مناظرے میں کہا تھا:

میں ایسے شخص کو قتل کروں گا جس نے عصائے طاعت شق کیا، جماعت سے الگ ہوا اور اس تفرقہ کی طرف مائل جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

حجاج نے ایک اور موقع پر کہا:

''وہ جب جمہور مسلمانوں کے زمرے سے نکل گئے تو وہ ظالم تھے۔''②

یہ بات ابن اشعث کے ایک شاعر کی زبان سے بھی نکل گئی۔ اس نے حجاج اور اس کے رفقاء کے متعلق کہا کہ وہ اہل حق ہیں اور ان کے حریف فاسق ہیں۔ حریفوں کے مقتولین ضلالت وفتنہ کے مقتولین ہیں اور وہ دائرۂ دین سے خارج ہیں۔③

سیاسی پہلو سے خوارج اس لیے قتل کے مستحق تھے کہ جن لوگوں نے ولایت عراق اور خلافت بنوامیہ کے خلاف باغیانہ تحریک اٹھائی تھی اور جو حجاج کے عہد ولایت میں جنگ وجدل پر آمادہ رہے تھے، ان سے سختی کے ساتھ نمٹنا ضروری تھا۔ ان باغیوں کا جرم اور بھی سنگین تھا۔ یہ کوفہ وبصرہ سے ولایت عراق کے استحکام اور اسلام کی سربلندی کے لیے نکلے تھے لیکن یہ خود باغی بن گئے۔ حجاج اگر اپنی طرف سے باغیوں کے قتل کی کارروائی انجام دیتا تو بھی اسے قصوروار نہیں ٹھہرایا جاسکتا تھا لیکن اس نے تو یہ سب خلیفہ کی تعمیل ارشاد میں کیا تھا۔ خلیفہ نے سعید بن جبیر کے سلسلے میں اسے لکھا تھا:

''میں نے تمھیں سفارش کنندہ بنا کر نہیں بھیجا۔ میں نے تمھیں اپنے فیصلوں کے نفاذ اور

①شرح عبدالسلام علی الجوهرة: ص ۱۴۵ .
②الامامة والسیاسة: ۲/۴۴.
③تاریخ الطبری: ۵/۱۷۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۶، وفوات الوفیات: ۵/۱۵۶، ۱۵۷، وعقد الجمان: ۱۱/۳۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفین اور نافرمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا ہے۔''①

معرکہ دیر جماجم کے بعد حجاج نے جن لوگوں کو قتل کیا تھا، ان میں سے بیشتر کے قتل پر اسے قصور وار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ان لوگوں کی تاریخ شاہد تھی کہ وہ خلافت بنوامیہ کے دشمن تھے۔ ان میں کمیل بن زیاد بھی تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاص آدمی تھا۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اس کی منفی اور ظالمانہ تگ وتاز معروف تھی۔ وہ اپنے قتل تک اسی رویے پر قائم رہا۔ وہ حجاج کی شدید مخالفت کرتا اور اسے سخت سست کہتا تھا۔②

ان میں ایک خارجی عمران بن عصام ضبعی تھا۔ حجاج نے اسے تکریم دی، اسے امیر المومنین کے قریب کیا اور اسے راضی رکھنے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ عمران نے اس کا صلہ خروج، بغاوت اور حد سے بڑھی ہوئی سرکشی کے ساتھ دیا۔ حجاج نے اس سے توبہ کرنے کو کہا لیکن اس نے یہ بات تسلیم نہ کی۔③

کوفہ میں حجاج یہ عمل انجام دے رہا تھا۔ ادھر ابن اشعث کے پسپا سپاہی آپس میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ان میں سے کچھ تو حجاج کے زیر طاعت آ گئے اور کچھ بدستور ابن اشعث کے پیرو رہے۔ جو ابن اشعث کے پیرو تھے، وہ بھی تقسیم ہو گئے۔ چنانچہ محمد بن سعد بن ابی وقاص ایک بڑے گروہ کو ہمراہ لے کر مدائن چلا گیا۔ عبدالرحمان بن ابوسمرہ بصرہ چلا گیا اور اسے حجاج کے نائب حکم بن ایوب سے چھین کر خود بصرہ پر قابض ہو گیا۔ ابن اشعث بعد ازاں وہاں پہنچا تو ابن ابوسمرہ نے اس سے کہا:

''میں تم سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے اسے تمھارے ہی لیے چھینا تھا۔''

کوفہ میں امن واستحکام کی صورت حال بہتر کرنے کے بعد حجاج کو ابن اشعث کے پسپا سپاہیوں پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانی تھی۔ اس عمل کا آغاز اس نے مدائن سے کیا۔ مدائن کوفہ کی کلید تھی۔ یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ ایسے لوگوں کو عقب میں چھوڑ کر بصرہ روانہ ہو جاتا جو اس کی عدم موجودگی میں کوفہ پر قابض ہو سکتے۔ عسکری حکمت یہی تقاضا کرتی تھی کہ وہ پہلے مدائن کی طرف جائے۔ چنانچہ وہ

①الامامة والسیاسة: ۲/۴۱.
②تاریخ الطبری: ۵/ ۱۶۹، ۱۷۰، والبدایة والنهایة: ۹/۴۶، ۴۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۶، والتنبیه والاشراف: ص ۲۷۵.
③العقد الفرید: ۳/ ۱۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۵۲، والاغانی: ۱۶/ ۵۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدائن کی طرف روانہ ہوا اور ابن ابی وقاص کے ہاں دریا پار اترنے کے لیے پل تیار کرائے۔حجاج ابھی راستے میں تھا کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن سے روانہ ہو کر بصرہ میں اپنے سردار ابن اشعث سے جا ملا۔اس پر حجاج نے پیش قدمی کا رخ بصرہ کی طرف کر دیا۔

معرکۂ مسکن

ابن اشعث دجیل کے کنارے واقع مسکن کی طرف روانہ ہو گیا۔اس کے انصار و اعوان جو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے، انھیں جب یہ خبر ہوئی کہ ابن اشعث ایک مرتبہ پھر حجاج سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔انھوں نے راہِ فرار اختیار کرنے پر ایک دوسرے کو ڈانٹ بتائی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ اس مرتبہ وہ مرتے دم تک لڑیں گے۔انھوں نے پانی کو پشت پر رکھا اور اپنے گرد خندق کا حصار باندھ لیا۔اب ان پر ایک ہی جہت سے حملہ ہو سکتا تھا۔بعد ازاں حجاج اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ آ گیا اور شعبان ۸۳ھ میں معرکۂ مسکن برپا ہوا۔یہ معرکہ پندرہ رات جاری رہا جس کے آخر میں حجاج کی سرحدی پولیس کے سربراہ زیاد بن غنیم قینی نے شہادت پائی۔اس کے قتل نے حجاجی سپاہ کے حوصلے پست کر دیے۔حجاج اس رات سویا نہیں۔وہ لشکر میں چل پھر کر سپاہیوں کے حوصلے بڑھاتا اور انھیں یہ یقین دلاتا رہا کہ فتح ان کے قریب ہے۔وہ اہل طاعت ہیں۔ابن اشعث اور اس کے ساتھی اہل معصیت ہیں۔حجاج نے انھیں یقین دلایا کہ ان کے متعلق اللہ کا دستور خیر پر مبنی ہے۔وہ جب جب صدق دل سے لڑے ہیں، اللہ نے انھیں فتح و نصرت عطا فرمائی ہے۔

حجاج نے وقت سحر لشکر کو لڑائی کے لیے تیار کیا اور صفیں ترتیب دیں۔صبح سویرے لڑائی چھڑ گئی اور گھمسان کا رَن پڑا۔اس وقت حجاج کے لشکر میں عبدالملک بن مہلب کی آمد ہوئی۔اس کے آتے ہی صورت حال بدل گئی۔حجاج کا پلڑا بھاری ہو گیا۔اس کے بعد جلد ہی حجاج نے فتح پائی اور ابن اشعث کو شکست ہوئی۔اس کے لشکر کے دو نمایاں سردار ابوبختری طائی اور عبدالرحمان بن ابو لیلیٰ مارے گئے۔بسطام بن مصقلہ چار ہزار خارجیوں کے ہمراہ ڈٹا رہا۔انھوں نے مرتے دم تک لڑنے کا اور پسپا نہ ہونے کا عزم کر رکھا تھا۔بسطام نے ان سے کہا:

”اگر ہم فرار ہو کر موت سے نجات پا گئے ہوتے تو ہم آج بھی فرار ہو جاتے۔لیکن ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے جان لیا ہے کہ موت تو آ کر رہنی ہے۔اس سے مفر کہاں ہے۔لوگو! تم حق پر ہو، سو حق پر رہتے ہوئے قتال کرو۔ واللہ! اگر تم حق پر نہیں بھی ہو تو بھی عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔''

چنانچہ یہ چار ہزار جنگجو بڑی بے جگری سے لڑے۔انھوں نے کئی مرتبہ حجاج کے لشکر کو منتشر کیا۔ آخر حجاج نے کہا: تیر اندازوں کو میرے پاس لاؤ۔ان سے تیر انداز ہی نمٹیں گے۔تیر اندازوں نے ہر طرف سے خارجیوں کو گھیر لیا اور انھیں مارنا شروع کیا۔ چار ہزار میں سے چند ایک ہی زندہ بچے۔یوں شعبان ۸۳ھ ہی میں معرکہ مسکن انجام کو پہنچ گیا۔①

ابن اشعث کا انجام

ابن اشعث معرکۂ مسکن میں شکست کھا کر حجاج کی قوت اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ دیکھ چکا تھا۔ اب اس نے قتال ترک کیا اور اپنے دوست شاہ ترک زنبیل کے پاس جانے کا ارادہ لے کر سجستان کی طرف روانہ ہو گیا۔حجاج اسے کب چھوڑنے والا تھا۔اس نے اپنے فرزند محمد اور عمارہ بن تمیم کو ایک لشکر دے کر جس کی قیادت عمارہ کے پاس تھی، ابن اشعث کے تعاقب میں روانہ کیا۔عمارہ نے کئی مرتبہ ابن اشعث کے پچھلے دستے کو جا لیا اور اس سے دو دو ہاتھ کیے۔②

یہ تعاقب جاری تھا کہ ابن اشعث کرمان پہنچ گیا۔کرمان میں اس کا اپنا عامل تھا جس نے اس کا اکرام کیا لیکن عبدالقیس کے ایک بڈھے نے جسے معقل کہتے تھے، بزدلی اور پست ہمتی پر اسے ڈانٹ بتائی③ جس پر وہ کرمان سے نکل گیا اور صحرا میں سفر کرتا ہوا زارنج جا پہنچا۔زارنج کے عامل نے شہر کے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۰، ۱۷۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۶، ۸۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۹، ۵۰، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۸، طبری اور ابن اثیر کے ہاں مسکن کی شکست کے متعلق ایک اور روایت ہے جو اس روایت سے مختلف ہے۔ اس روایت کی رو سے ابن اشعث کی شکست کی وجہ حجاج کی قوت نہیں تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک بڈھے نے انھیں چار ہزار درہم کے بدلے کرخ کے اوپر سے ایک راستہ بتایا تھا جو جنگل میں کم گہرے پانی سے گزرتا تھا۔حجاج نے چار ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ایک دستہ ان کی طرف بھیجا جس نے ان پر آدھی رات کے وقت حملہ کیا۔ابن اشعث کے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ انھوں نے دن میں حجاج کو پسپا ہونے پر مجبور کیا تھا، اس لیے اس رات وہ ہتھیار رکھ کر مطمئن ہو گئے تھے۔ان میں سے بیشتر پانی میں ڈوب مرے کیونکہ دجیل بائیں طرف تھا اور دجلہ سامنے۔ بہت سے مارے گئے۔ابن اشعث ایک قلیل تعداد کے ہمراہ جان بچانے میں کامیاب ہوا۔معرکہ مسکن مہینہ بھر یا اس سے کچھ کم مدت تک جاری رہا۔

②③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۱، ۱۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے بند کر دیے اور اسے اندر نہ جانے دیا۔ ابن اشعث دروازے کھلنے کی امید میں کچھ عرصے تک وہیں ٹھہرا لیکن وہ بہر کیف زارنج میں داخل نہ ہو سکا۔ اس نے بست کا رخ کر لیا۔ بست کے عامل نے اس کا استقبال کیا اور اپنے ہاں ٹھہرایا۔ بعد ازاں اس عامل نے حجاج کے نزدیک خود کو محفوظ کرنا اور اس کا تقرب پانا چاہا اور مناسب موقع دیکھ کر جبکہ ابن اشعث کے ساتھی ادھر ادھر گئے تھے، ابن اشعث کو گرفتار کر کے مشکیں کس دیں۔① زنبیل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بست کے عامل کو برے نتائج کی دھمکی دی۔ عامل ڈر گیا اور زنبیل سے امان کا طالب ہوا۔ زنبیل نے اسے امان دے دی۔ عامل نے ابن اشعث کو زنبیل کے حوالے کر دیا۔ زنبیل نے اس کا اکرام کیا اور اس سے وعدہ وفا کیا۔ ابن اشعث زنبیل کے ہاں مقیم رہا۔ بعد ازاں اس کے لوگوں نے اسے قتال کا سلسلہ جاری کرنے کے لیے زارنج بلایا۔②

یہ تو تھا ابن اشعث کا احوال۔ اس کا لشکر کیا ہوا، اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں۔ ابو مخنف کی روایت ہے کہ ایک قلیل جماعت ابن اشعث کے ہمراہ سجستان گئی تھی۔ اس کے پسپا ہونے والے بیشتر سپاہی، سردار اور سالار جنھوں نے سب جگہ حجاج سے دشمنی مول لی تھی، ابن اشعث کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ انھوں نے حجاج کی امان قبول نہیں کی تھی۔ یہ سب عبدالرحمان بن عباس③ کے زیر قیادت ابن

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۸۔

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۷۳، حوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۸، وحوالہ مذکورہ: ۹/ ۴۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۳۸، ۱۳۹، صاحب امامہ وسیاسہ نے اس سلسلے میں ایک روایت کا ذکر کیا ہے جسے صحیح ماننا مشکل ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن اشعث کی شکست کے بعد حجاج کو خبر ہوئی کہ ابن اشعث خراسان کی طرف بھاگ گیا ہے۔ حجاج نے اپنے ایک عم زاد کو بلا بھیجا جسے وہ مخلص جانتا تھا۔ حجاج نے اسے ابن اشعث کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا کہ یا تو ابن اشعث کا خاتمہ کر دینا یا اسے گرفتار کر لانا۔ ابن اشعث بھاگتا ہوا خراسان پہنچ گیا۔ اسے امید تھی کہ وہ حجاج سے نجات پائے گا لیکن اسے پتہ ہی نہ چلا اور حجاج کا عم زاد گھڑ سواروں کا لشکر لے اس کے سر پر جا پہنچا۔ ابن اشعث نے ایک محل میں پناہ لی۔ حجاج کے عم زاد نے محل کا محاصرہ کر کے اسے جلا ڈالنے کے لیے آگ کا انتظام کرایا۔ ابن اشعث نے جب دیکھا کہ کوئی مفر نہیں تو وہ محل پر سے کود گیا۔ اسے امید تھی کہ وہ لوگوں کی بھیڑ میں چھپ کر بچ نکلے گا اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ لیکن جب وہ گرا تو اس کی ٹانگ پنڈلی سے ٹوٹ گئی اور کمر بیکار ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ حجاج کے آدمیوں کو پتہ چلا تو انھوں نے ابن اشعث کو پکڑا۔ وہ قدرے ہوش میں آیا لیکن اٹھ نہ سکا۔ اسے وہ حجاج کے ابن عم کے پاس لے آئے۔ ابن عم نے اس کی حالت دیکھی تو یقین کیا کہ وہ حجاج تک پہنچنے سے پہلے مر جائے گا۔ چنانچہ اس کے کہنے پر ابن اشعث کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس لے جایا گیا۔ یوں ابن اشعث کا خاتمہ ہوا۔

③ یہ عبدالرحمان بن عباس نبی اکرم ﷺ کے سب سے بڑے تایا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں سے تھا۔ ابن کثیر نے اس کا پورا نام عبدالرحمان بن عباس بن ربیعة بن حارث بن عبدالمطلب لکھا ہے۔ (البدایة و النهایة: 9/ 198، بذیل ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشعث کے پیچھے گئے اور سجستان پہنچ گئے۔ اہل سجستان کی کثیر تعداد ان سے مل گئی۔ یوں ابن عباس کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار کو پہنچ گئی۔ اس لشکر نے زارنج کے عامل کو گھیر لیا جس نے ابن اشعث کو زارنج میں نہیں آنے دیا تھا۔ دوسری طرف ان خارجیوں نے ابن اشعث کو خط لکھ کر اپنی کثیر تعداد سے آگاہ کیا اور اسے آنے کو کہا تاکہ وہ سب خراسان جائیں جہاں ان کے ہم خیال و ہم نوا آباد تھے۔ اس دوران میں یہ لوگ زارنج کے عامل عبداللہ بن عامر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ وہ حصار سخت کرتے گئے اور اسے نیچے اتار لیا۔ ابن عباس کے ایما پر اسے زدوکوب کیا گیا اور پھر زندان میں ڈال دیا گیا۔①

اس موقع پر عمارہ لخمی کے زیر قیادت شامی لشکر ان کے سر پر جا پہنچا۔ انھوں نے سوچا وہ عمارہ کے لیے سجستان کو چھوڑ کر خراسان کی طرف روانہ ہو جائیں۔ یہ رائے انھوں نے ابن اشعث کو بتائی۔ ابن اشعث کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ اس نے ان سے کہا: خراسان میں یزید بن مہلب ہے جو ایک بہادر اور پختہ کار جوان ہے۔ وہ تمھارے لیے اپنا اقتدار نہیں چھوڑنے کا۔ اگر تم خراسان میں داخل ہوئے تو وہ دوڑا ہوا تمھارے مقابلے میں آئے گا۔ اہل شام بھی تمھارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ اہل خراسان اور اہل شام مل کر تمھیں گھیر لیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ اس طرح تم اپنا مقصد نہیں حاصل کر پاؤ گے۔

باغیوں نے ابن اشعث کے خدشات مسترد کرتے ہوئے کہا: خراسان وسیع خطہ ہے۔ ہم جس طرف چاہیں گے، نکل جائیں گے۔ ہمارے ساتھ چلنے والے ہمارے خلاف قتال کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ ہم وہیں ٹھہریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حجاج یا عبدالملک کو ہلاک کر ڈالے یا ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

ابن اشعث نے ان کی بات مان لی اور وہ سب خراسان کی طرف چل پڑے۔ وہ ہرات کے

==>احداث سن ۸۳ ھجری)

عبدالرحمان کے دادا ربیعہ صحابی رسول ﷺ اور نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے جو صحابی ابن صحابی تھے۔ عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ آخری عمر میں دمشق جا کر بس گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ علامہ ابن حزم نے **جمهرة الانساب** میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے **الاصابه** میں ان عبدالمطلب بن ربیعہ کے حالات میں لکھا ہے کہ انھوں نے مرتے ہوئے یزید بن معاویہ کو جو اس وقت امیر المومنین تھے، اپنا وصی بنایا تھا جس کو ابن معاویہ نے قبول کیا اور ان کی وصیت پوری کی۔ (**جمهرة الانساب تحت الترجمه عبدالمطلب بن ربیعه، والاصابه فی تمییز الصحابه تحت الترجمه عبدالمطلب بن ربیعه**) (محمد فہد حارث)

① تاریخ الطبری : ۵/ ۱۷۳، ۱۷۴، والکامل لابن الأثیر : ۴/ ۸۸، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستے پر تھے کہ عبید اللہ بن عبدالرحمان بن سمرہ دو ہزار باغیوں کا دستہ لے کر ابن اشعث سے علیحدہ ہو گیا اور دوسرے راستے پر چل نکلا۔ابن اشعث کو موقع مل گیا کہ وہ خود کو ان کی ذمہ داری سے سبکدوش کر لے اور اس ناپسندیدہ صورتِ حال سے نکل جائے۔اس نے خارجیوں پر واضح کر دیا کہ وہ ان کے ہمراہ نہیں جا سکتا۔وجہ یہ ہے کہ انھوں نے کئی موقعوں پر صدقِ دل سے اس کا ساتھ نہیں دیا اور اسے متعدد دفعہ موت کے حوالے کیا۔اب جبکہ وہ اپنے دوست زنبیل کے پاس محفوظ و مامون تھا، وہ عسا کر لے کر اس کے پاس پہنچ گئے اور اسے یہ دھوکا دیا کہ وہ متحد ہیں۔یوں اس نے واپس آنا منظور کر لیا۔اب ان کے اختلاف وافتراق کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں، سو وہ زنبیل کی طرف جائے گا۔جو اس کے ساتھ آنا چاہے، آ جائے اور جو خراسان جانا چاہے، چلا جائے۔وہ سب کے لیے خیریت اور توفیق کا متمنی ہے۔①

اس پر باغیوں کا ایک گروہ ابن اشعث کے ساتھ ہو لیا لیکن ان کی اکثریت پھر بھی عبدالرحمان بن عباس کے ہمراہ رہی۔ابن اشعث کے بعد اب وہی ان کا سرغنہ تھا۔باغیوں نے اس کی بیعت کر لی اور خراسان کا راستہ ناپا۔راستے میں انھیں یزید بن مہلب کا عامل رقاد ازدی ملا جسے انھوں نے تہ تیغ کر دیا۔اس پر یزید بن مہلب ان کی طرف چل پڑا۔②

مدائنی کی روایت اس سلسلے میں ابو مخنف کی روایت سے مختلف ہے۔اس کے مطابق:

۱۔ابن سمرہ ابن عباس کے ہمراہ سجستان نہیں گیا تھا۔مسکن کی ہزیمت کے فوراً بعد وہ ہرات کی طرف نکل گیا تھا۔اس نے ابن اشعث کی مذمت کرتے ہوئے اسے بھگوڑا قرار دیا تھا۔

۲۔ابن عباس بیس ہزار کا لشکر ہمراہ لے کر خراسان گیا تھا۔

۳۔ابن مہلب نے عبدالرحمان بن عباس کو خط لکھا جس میں اس سے کہا: تمھارے لیے دوسرے علاقے میں اس شخص کے پاس خاصی گنجائش تھی جو رعب و دبدبہ میں مجھ سے کم ہے۔تم کسی ایسے شہر چلے جاؤ جہاں میری عملداری نہ ہو۔میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔اگر تمھیں روپیہ درکار ہے تو وہ میں تمھیں ارسال کر دیتا ہوں۔ابن عباس نے جوابی پیغام میں کہا: ہم یہاں کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ہم ستائیں گے، پھر یہاں سے چلے جائیں گے۔اس نے ٹیکس کی وصولیابی شروع کر دی۔اس کی

①تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۴، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۲۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۸، ۴۹.
②تاریخ الامم والملوک للطبری: ۵/ ۱۷۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطلاع یزید① کو ہوئی تو اس نے کہا: جو شخص ستا کر جانا چاہتا ہو وہ ٹیکس اکٹھا نہیں کرتا۔ اس نے مفضل کی سرکردگی میں ایک فوجی دستہ ابن عباس کے پیچھے بھیجا۔ مفضل نے اس سے بار دگر کہا کہ وہ چلا جائے۔ یزید نے مفضل سے کہلایا: تم نے آرام کر لیا اور توانا ہو گئے۔ ٹیکس بھی اکٹھا کر لیا۔ جو کچھ تم نے اکٹھا کیا ہے، تمھارا ہوا۔ اگر کچھ اور چاہیے تو وہ بھی ہم تمھیں دیتے ہیں۔ اب تم یہاں سے چلتے بنو۔ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن ابن عباس لڑنے ہی آیا تھا۔ وہ سوائے لڑائی کے ہر بات کا انکاری تھا۔ اس نے یزید کے سپاہیوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے انھیں دعوتی پیغام بھیجا۔ کسی سپاہی نے یزید کو بتا دیا۔ یزید نے کہا: اب سرزنش سے کام نہیں چلے گا۔ بات اس سے آگے بڑھ گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ مجھے نقصان پہنچائے، میں ہی اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔②

ہماری رائے میں ابو مخنف کی روایت راجح ہے۔ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ عبدالرحمان بن عباس ایک ازدی کا قتل کر دے، جس پر دونوں ماخذ متفق ہیں، لیکن یزید، مدائنی کی روایت کے مطابق، چپکا ہو رہے۔ بقیہ روایت یزید کو بزدل بتاتی ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے لڑائی پر مجبور کیا گیا تھا۔ مزید برآں، اس روایت میں ابن اشعث کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا کہ آیا وہ اس وقت سجستان سے نکل آیا تھا جب اس کے پسپا سپاہی اسے لینے گئے تھے یا وہ نہیں نکلا تھا۔

یزید بن مہلب اور عبدالرحمان بن عباس کے درمیان ہلکی جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں ابن عباس کے کچھ سپاہی شکست کھا کر پسپا ہو گئے۔ ایک گروہ کچھ عرصے تک اس کے ہمراہ ڈٹا رہا، پھر وہ سب پسپا ہو گئے۔ عبدالرحمان بن عباس سندھ چلا گیا۔ یزید نے اپنی فوج کو اس کے تعاقب سے روک دیا۔ وہ ان کی لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ کچھ مال اور کئی قیدی ہاتھ آئے جو اس نے حجاج کو بھیج دیے۔③

یزید بن مہلب نے تمام قیدی جب حجاج کو بھجوانے چاہے تو اس کے بھائی حبیب نے اس سے

---

① یزید بن مہلب، مہلب بن ابی صفرہ کا بیٹا تھا۔ ۸۲ ہجری میں مہلب کی وفات کے بعد یہ اس کی جگہ خراسان کا گورنر بنا۔ حجاج نے اس کو سند گورنری لکھ کر دربارِ خلافت سے اس کے تقرر کی توثیق کروالی تھی۔
(تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۴۶۶، والبدایہ والنہایہ ۹ / ۸۸ ابذیل وفیات سن ۸۲ ھجری) (محمد فہد حارث)

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۴، ۱۷۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۹.

③ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰، عقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: موسیٰ بن طلحہ کو بھجوا کر تم یمنیوں کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ یزید نے کہا: وہ حجاج ہے۔اس کا سامنا کون کرے؟ حبیب نے کہا: خود کو معزولی پر آمادہ کر لو اور موسیٰ بن طلحہ کو مت بھجواؤ۔ہم پر اس کا ایک احسان ہے۔یزید نے پوچھا: وہ کیا؟ حبیب نے کہا: مسجد جماعت میں مہلب پر ایک لاکھ روپے عائد کیے گئے تھے جو طلحہ نے ادا کیے تھے۔①

یزید نے اس کی بات مان لی اور عبداللہ بن فضالہ کو بھی نہ بھجوایا کیونکہ وہ ازدی تھا۔دیگر قیدی اس نے بھجوا دیے۔②

حجاج کو ایک مرتبہ پھر اسی صورت حال کا سامنا تھا۔معرکہ دیر جماجم کے بعد اس نے اپنے بہت سے دشمنوں کو عبرتناک سزائیں دی تھیں۔قیدیوں کا ایک اور گروہ اسے درپیش تھا جو یزید بن مہلب نے اس کی طرف بھیجا تھا۔اس کا اب وہ کیا کرتا۔

وہ اسباب جن کا ہم نے ذکر کیا، معرکہ دیر جماجم کے بعد بھی قائم تھے۔حجاج کے حریف، اس کے اور خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے والے آج قیدی بنا کر لائے گئے تھے۔آیا حجاج کو ان سے درگزر کرنا چاہیے تھا؟

واقعاتی منطق اور حجاج کی نفسیاتی حالت اس امر کی اجازت نہیں دیتی تھی۔چنانچہ حجاج نے فتنے کی بیخ کنی کرتے ہوئے بغاوت کے سرغنوں، سہولت کاروں اور صاحب رائے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ حجاج نے ان کے علاوہ اور کسی کا قتل نہیں کیا تھا۔بیشتر ماخذوں نے ان کے نام دیے ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی حجاج سے جو بات چیت ہوئی تھی جس میں حجاج نے ان سے تکرار کی تھی، ابن اشعث کے کیمپ میں جانے کی وجہ سے انھیں شرم دلائی تھی اور ان کے ماضی کا ذکر کیا تھا جو اس بغاوت سے میل نہیں کھاتا تھا، یہ بات چیت اور یہ گفتگو بھی ماخذوں میں روایت ہوئی ہے۔③

اگر حجاج نے ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی قتل کیا ہوتا تو ماخذ بلا تامل ان کے نام درج کر

---

① الکامل لابن الأثیر: ۴/۸۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۱، طبری کی روایت دو لاکھ کی ہے۔
② تاریخ الطبری: ۵/۱۷۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۱۔
③ حوالہ مذکورہ: ۵/۱۷۸، ۱۸۲، والکامل لابن الأثیر: ۸۹۔۹۱، والکامل ص ۶۵۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے۔ان کی تو عادت ہے کہ وہ حجاج کو بے وقعت کرنے کے لیے اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ نقص کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ہمیں تو حیرت ہے کہ ماخذوں کے مطابق حجاج نے فتنہ ابن اشعث کے بعد سیکڑوں نہیں، ہزاروں افراد کو جکڑ کر اور باندھ کر موت کے گھاٹ اتارا تھا لیکن یہ ماخذ متعین طور پر دس بیس سے زائد مقتولین کے نام نہیں بتا سکتے۔

مزید برآں، جن افراد کو حجاج نے جکڑ کر قتل کیا تھا ان کی تعداد کے متعلق تاریخی ماخذ اضطراب کا شکار ہوئے ہیں۔صاحب بدء و تاریخ ① کے مطابق ان مقتولین کی تعداد تین ہزار تھی۔ابن کثیر اور عینی کے بقول ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔② طبری کی دو روایتیں ایک بیس اور ایک تیس کی ہیں۔③ مقتولین کی تعداد کے متعلق اس اضطراب سے ہی معلوم پڑ جاتا ہے کہ راوی حجاج کو بدنام کرنے اور اسے عیب دار بتانے کی کتنی رغبت رکھتے تھے۔اور کون جانے، انھوں نے ابن اشعث کے معرکوں میں ہونے والے تمام قتل حجاج کے کھاتے میں ڈال دیے ہوں۔کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ تعداد عراق کے ان تمام افراد کو اپنے اندر شامل کیے ہوئے ہو جو حجاج اور اس کے مخالفین کے مابین معرکہ آرائیوں میں قتل ہوئے تھے؟ جب ذہن یہ قبول کرتا ہے کہ افراد کی اتنی بڑی تعداد ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے فنا ہو سکتی ہے تو کیا یہ بات عقل میں آتی ہے کہ ابن خلدون اور ابن اثیر جیسے دو عظیم مؤرخ اس کے متعلق خاموشی اختیار کریں۔کیا یہ بات ابو مخنف کی نظروں سے اوجھل رہ گئی جو اس نے اس کا ذکر نہ کیا اور طبری نے کسی اور کے حوالے سے ایک بظاہر مشکوک روایت نقل کر دی؟! مزید برآں، جن مؤرخین نے حجاج کے ہاتھوں قتل ہونے والے افراد کی تعداد بتانے میں مبالغے سے کام لیا ہے، انھوں نے اس پر ایک اور حملہ یہ کیا ہے کہ خلیفہ عبدالملک سے ایک خط منسوب کر دیا جس میں وہ خونریزی اور اموال میں اسراف پر حجاج کو سخت سست کہتے ہیں۔یہ دوسرا حملہ انھوں نے غالباً پہلے حملے کی تائید میں کیا تھا۔خلیفہ عبدالملک سے منسوب اس خط پر ہم تبصرہ کر آئے ہیں۔

یزید بن مہلب نے جو گرفتار شدگان حجاج کے پاس بھیجے تھے ان میں سے جنھیں حجاج نے قتل کیا تھا، ان کا جب ہم ذکر کریں گے تو اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حجاج نے فتنے کے انھی سرغنوں کا

① ج ٦ ص ٣٥۔ ② البدایہ والنہایۃ: ۵۱/۹، وعقد الجمان: ۳۳۰/۱۱۔
③ تاریخ الطبری: ۱۸۳/۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کیا تھا جن سے خیر کی کوئی امید نہیں تھی۔ان زعماء کو اس نے معاف کر دیا تھا جن میں اسے خیر دکھائی دی تھی اور جن سے یہ امید تھی کہ آئندہ وہ دائرہ اطاعت میں رہیں گے اور جماعت سے علیحدگی اختیار نہیں کریں گے۔

عمرو بن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر

حجاج نے عمرو بن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر کو قتل کیا جو ابن اشعث کی پولیس کا سربراہ تھا۔اس نے حجاج سے کہا تھا: یہ ایک ایسا فتنہ تھا جس نے نیک و بد سب کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔یوں ہم بھی اس فتنے میں داخل ہو گئے۔اگر آپ معاف کریں گے تو اپنی بردباری اور فضیلت کی بنا پر معاف کریں گے۔اگر آپ سزا دیں گے تو ظالموں اور مجرموں کو سزا دیں گے۔حجاج نے کہا: جہاں تک یہ بات ہے کہ اس فتنے نے نیک لوگوں کو بھی لپیٹ میں لے لیا تھا تو یہ تمھارا جھوٹ ہے۔اس فتنے نے دراصل بدکاروں ہی کو لپیٹ میں لیا تھا۔نیکوکار اس سے محفوظ رہے تھے۔جہاں تک تمھارے اعترافِ جرم کا تعلق ہے تو شاید یہ تمھیں فائدہ دے۔اسے ایک طرف کر دیا گیا لیکن بعد ازاں قتل کر دیا گیا۔

ہلقام بن نعیم

حجاج نے ہلقام بن نعیم کو قتل کیا۔اس سے جب حجاج نے بغاوت کی وجہ پوچھی تو اس نے بنا جھجک کے کہا: اسے توقع تھی کہ وہ حجاج کا خاتمہ کر کے ابن اشعث کی طرف سے عراق کا والی بن جائے گا۔

عمرو بن قرہ کندی

حجاج نے عمرو بن قرہ کندی کو قتل کیا۔حجاج نے اسے عار دلائی کہ وہ تو کہتا تھا اسے ابن اشعث اور اشعث سے کوئی دلچسپی نہیں لیکن ابن اشعث کے ہمراہ اس نے خروج کر دیا۔①

محمد بن سعد بن ابی وقاص

حجاج نے محمد بن سعد بن ابی وقاص کو قتل کیا۔② حجاج نے اس کے قتل کی وجہ بتائی تھی۔اس نے قتل سے کچھ دیر پہلے اس سے کہا تھا:

① تاریخ الطبری: ۵/۱۷۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۰.

② الکامل لابن الأثیر: ۴/۸۹، وتاریخ الطبری: ۵/۱۸۱، ابومخنف کے علاوہ دوسری روایت، والبدایہ والنہایۃ: ۹/۴۹، ابن کثیر کے ہاں یہ دو میں سے ایک روایت ہے۔ان کے ہاں یہ ابومخنف کی بھی روایت ہے۔ان کے ہاں یہ دوسری روایت بھی ہے کہ ابن سعد بن ابی وقاص کو گرفتار شدگان کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ظل شیطان اور سب سے بڑے متکبر و مغرور! تم یزید کی بیعت سے انکار کرتے ہو، تم حسین اور ابن عمر جیسا بنتے ہو، پھر تم بنونصیر کے ہاں ابن کناز کے مؤذن بن جاتے ہو۔''

اس کی مراد عمر بن ابوصلت سے تھی۔ ①

عبداللہ بن عامر

حجاج نے عبداللہ بن عامر کو قتل کیا جس نے حجاج سے کہا تھا:

ابن مہلب نے جو کچھ کیا ہے اس کے بعد اگر وہ نکل گیا تو آپ کی آنکھیں جنت کا نظارہ نہ کریں۔

حجاج نے پوچھا کہ ابن مہلب نے کیا کیا ہے۔

ابن عامر نے کہا:

اس نے آپ کے لوگوں کو خطرے میں ڈال کر اپنے خاندان کو بچا لیا ہے۔

حجاج یہ سن کر کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا، گویا اس بات نے اس کے دل پر اثر کیا تھا۔ لیکن ابن عامر سے اس نے کہا: تمھیں اس سے کیا۔ ②

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۹، صاحب امامہ وسیاسہ (۹/ ۴۹) نے ذکر کیا کہ حجاج نے محمد بن سعد بن ابی وقاص سے کہا تھا:

''اے ظل شیطان! کیا تم ہی ہر موقع پر پیش پیش نہیں تھے؟ حرہ، زاویہ اور دیر جماجم کے مواقع پر تم ہی پیش پیش تھے۔''

ابن کناز کے لیے اذان کا قصہ یوں ہے کہ حجاج نے دیر جماجم میں عراقیوں کو شکست سے دوچار کیا تو ان میں سے بیشتر رَے میں عمر بن ابوصلت کے ہاں بھاگ گئے۔ اس نے فتنے کے دوران میں رَے پر قبضہ کر لیا تھا۔ رَے میں پناہ لینے والے عراقیوں نے سوچا وہ کوئی ایسا حیلہ اختیار کریں کہ انھیں حجاج کے ہاں کچھ قدر و منزلت حاصل ہو جائے اور ان پر سے دیر جماجم کی غلطی کا کلنک مٹ جائے۔ انھوں نے عمر بن ابوصلت سے اصرار کیا کہ وہ حجاج اور قتیبہ بن مسلم کی بیعت سے دستکش ہو جائے۔ عمر کے والد نے اس سلسلے میں ان کی مدد کی۔ قتیبہ کو یہ اطلاع ہوئی تو اس نے ابن ابوصلت کی طرف پیش قدمی کی۔ اس پر جن افراد نے اس سے یہ کام کرنے کو کہا تھا وہ اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ عمر اور اس کا باپ ابوصلت رَے سے نکلے اور طبرستان کی طرف بھاگ گئے۔ قتیبہ رَے میں داخل ہوا اور حجاج کو لکھا کہ ابن ابوصلت طبرستان کی طرف بھاگ گیا ہے۔ حجاج نے اصبہبد کو لکھا کہ وہ ان دونوں کو، ممکن ہو تو، زندہ گرفتار کر کے بھیجے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ان دونوں کو قتل کر کے ان کے سر ارسال کرے۔ اصبہبد نے عمر کو کھانے پر بلایا۔ اسے قتل کیا اور اس کے باپ کو زندہ بھیجا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس نے دونوں باپ بیٹے کا قتل کر کے ان کے سر حجاج کو بھیج دیے۔ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۲)

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۸۹، ۹۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے بعد ازاں آل مہلب کو معزول کر کے جس طرح زندان میں ڈال دیا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔

فیروز حصین

حجاج نے فیروز حصین کو بھی قتل کیا۔روایت ہے کہ حجاج نے اپنے دربان سے کہا:

''جب میں آواز دوں کہ ان کے سردار کو لاؤ تو تم فیروز حصین کو لے آنا۔''

اس نے آواز دی: ''ان کے سردار کو لاؤ۔''

دربان فیروز کو لے آیا۔حجاج نے اس سے کہا:

''ابوعثمان! واللہ، تمھارا ماس ان کے ماس میں سے نہیں، نہ تمھارا خون ان کے خون میں سے ہے۔''

فیروز نے کہا: ''ایک فتنہ تھا جو سب لوگوں پر چھا گیا تو ہم بھی اس میں پڑ گئے۔''

حجاج نے کہا: ''تمھارے پاس جتنا پیسہ ہے، اس کی تفصیل یہاں درج کردو۔''

فیروز کہنے لگا: ''اس کے بعد کیا؟''

حجاج نے کہا: ''پہلے تفصیل درج کرو۔''

''پھر کیا میری جان بخش دی جائے گی؟'' فیروز نے سوال کیا۔

''تم پیسوں کی تفصیل لکھو، پھر میں دیکھتا ہوں'' حجاج نے جواب دیا۔

فیروز نے کاتب سے کہا: ''لکھو، دس لاکھ، بیس لاکھ۔'' اس نے خطیر رقم کا ذکر کیا۔

حجاج نے پوچھا: ''یہ پیسہ کہاں ہے؟''

فیروز نے کہا: ''میرے پاس ہے''۔حجاج نے کہا: ''یہ پیسہ ادا کرو۔''

فیروز نے کہا: ''پھر کیا میری جان بخش دی جائے گی؟''

حجاج نے کہا: ''واللہ! یہ پیسہ تم ضرور دو گے، پھر میں تمھیں قتل کردوں گا۔''

فیروز نے کہا: ''تم میری جان اور میرا مال دونوں نہیں لے سکتے۔''

اسے حجاج کے حکم سے ایک طرف کر دیا گیا۔①

① تاریخ الطبری: ۵/۱۸۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں اسے لایا گیا۔حجاج نے اس سے کہا:

''وہ تمھی ہو جس نے حجاج کے سر کی قیمت ایک لاکھ درہم رکھی تھی؟''

فیروز نے کہا: ''میں نے ایسا کیا تھا۔''

حجاج نے کہا: ''میں تمھیں بچھاؤں گا، پھر تم پر بوجھ ڈالوں گا۔''① حجاج کے حکم سے فیروز حصین پر تشدد کیا گیا۔اس پر ایک تشدد یہ کیا گیا کہ فارسی بانس کاٹ کر اس کے جسم پر باندھا گیا۔پھر اسے اس کے جسم پر گزارا گیا۔جلد جا بجا سے کٹ پھٹ گئی۔پھٹی ہوئی جلد پر سرکہ اور نمک ڈالا گیا۔فیروز کو جب محسوس ہوا کہ وہ مرنے والا ہے تو اس نے جلاد سے کہا: لوگوں کو اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔لوگوں کے پاس میری امانتیں اور میرا روپیہ ہے جو تمھیں کبھی نہیں ملے گا۔مجھے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ انھیں پتہ چلے کہ میں زندہ ہوں اور وہ میری امانتیں اور میرا روپیہ لوٹا دیں۔

جلاد نے فیروز کی بات حجاج کو بتائی۔حجاج نے اسے شہر کے دروازے کے پاس لانے کا حکم دیا۔فیروز نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کیا:

''جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ جانتے ہیں۔جو نہیں جانتے وہ سن لیں کہ میں فیروز حصین ہوں۔ کچھ لوگوں کے پاس میرا روپیہ ہے۔جس کے پاس میرا کچھ روپیہ یا میری کوئی چیز ہے وہ اس کی ہوئی۔وہ اسے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔وہ ایک بھی درہم انھیں نہ دے۔موجود ناموجود کو یہ بات پہنچا دے۔''

اس پر اسے حجاج کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔②

---

① الکامل للمبرد: ص ٦٥٥، والمعارف لابن قتيبة: ص ١٤٧ ، اس کی وجہ یہ تھی کہ حجاج رستقباد میں جب ابن اشعث کے بالمقابل کھڑا ہوا تو اس نے اپنے منادی سے یہ ندا کرائی: ''جو شخص فیروز کا سر لائے گا اسے دس ہزار ملیں گے۔'' اس پر فیروز اپنی صف سے نکلا اور کہا: ''جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ مجھے جانتے ہیں۔جو نہیں جانتے وہ یہ سن لیں کہ میں فیروز حصین ہوں۔تم لوگ جانتے ہو کہ میں کتنا ثروت مند اور عہد کا پکا ہوں۔جو شخص حجاج کا سر لائے گا اسے ایک لاکھ ملیں گے۔'' (الکامل للمبرد: ص ٦٥٥)

② تاریخ الطبری: ٥/ ١٨٢، والکامل لابن الأثیر: ٤/ ٩٠، وتاریخ ابن خلدون: ٣/ ٥٠، مبرد نے ذکر کیا ہے کہ جب فیروز نے لوگوں کو اپنے اموال کی واپسی سے سبکدوش کیا تو اس کے بعد اسے فارسی بانس پر کسا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعشیٰ ہمدان

حجاج نے اعشیٰ ہمدان کو قتل کیا تھا۔ابن اشعث کے لشکر میں وہ مبلغ اور پرچارک کے فرائض انجام دیتا تھا۔وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھاتا اور لشکر کے آگے آگے جوشیلے اشعار گاتا ہوا چلتا تھا جن میں وہ ابن اشعث کی باغیانہ تحریک کو بڑھا تا چڑھاتا اور حجاج وعبدالملک کی مذمت کرتا تھا۔①

حجاج نے اعشیٰ ہمدان سے کہا: کیا تمھی نے ابن اشعث کے متعلق یہ نہیں کہا تھا؟

اَنْتَ الرَّئِیْسُ ابْنُ الرَّئِیْسِ وَاَنْتَ اَعْلَی النَّاسِ کَعْبَا
نُبِّئْتُ اَنَّ بَنِیَّ یُو سُفَ خَرَّ مِنْ زَلِقٍ فَتَبَّا

ترجمہ: ''تمھی ہو سردار، فرزند سردار اور تم رتبے میں سب لوگوں سے بلند ہو۔ مجھے خبر ملی ہے کہ یوسف کا گھٹیا بیٹا پھسلنی جگہ سے گرا اور زخمی ہوگیا۔''

حجاج نے کہا: ''ہرگز نہیں، او اللہ کے دشمن! عبدالرحمان ہی بلندی سے گرا، زخمی ہوا، کمزور ہوا اور اوندھے منہ پڑا۔'' یہ کہتے ہوئے حجاج کی آواز بلند ہوئی، کندھے ہلے اور رنگت بدلی۔②

اعشیٰ نے کہا: اے امیر! میں نے یہ بھی تو کہا ہے:

اَبَی اللّٰہُ اِلاَّ اَنْ یُتَمِّمَ نُوْرَہٗ وَیُطْفِئَ نَارَ الْفَاسِقِیْنَ فَتَخْمَدَا
وَیُنْزِلَ ذُلاًّ بِالْعِرَاقِ وَاَھْلِهٖ کَمَا نَقَضُوا الْعَھْدَ الْوَثِیْقَ الْمُؤَکَّدَا
فَقَتْلاَھُمْ قَتْلٰی ضَلاَلٍ وَفِتْنَةٍ وَجَیْشُھُمْ اَمْسٰی ذَلِیْلاً مُطَرَّدَا
وَمَا زَاحَفَ الْحَجَّاجُ اِلاَّ رَاَیْتَهٗ مُعَانًا وَمُلَقًّی لِلْفُتُوْحِ مُعَوَّدَا
لِیَھْنَأْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ظُھُوْرُہٗ عَلٰی اُمَّةٍ کَانُوْا بُغَاةً وَحُسَّدَا
وَجَدْنَا بَنِیْ مَرْوَانَ خَیْرَ اَئِمَّةٍ وَاَفْضَلَ ھٰذَا النَّاسِ حِلْمًا وَسُؤْدُدَا
وَخَیْرَ قُرَیْشٍ فِیْ قُرَیْشٍ اَرُوْمَةً وَاَکْرَمَھُمْ اِلاَّ النَّبِیَّ مُحَمَّدَا

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنا نور مکمل کر کے رہے گا اور فاسقوں کی بھڑکائی ہوئی آگ بجھا کر رہے

①تاریخ الطبری: ۵/۱۴۷،۱۴۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۷۸، والأغانی: ۵/۱۴۵۔
②فوات الوفیات: ۵/۱۵۵، والأغانی: ۵/۱۵۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گا، پھر وہ ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ وہ عراق اور اہل عراق پر ذلت اتارے گا جس طرح انھوں نے انتہائی پختہ عہد توڑا تھا۔ ان کے مقتول ضلالت وفتنہ کے مقتول ہیں۔ ان کا لشکر ذلیل اور شکست خوردہ ہے۔ حجاج جب بھی حملہ آور ہوتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ وہ منصور ہے، فتوحات کا عادی اور کامیابی سے ہمکنار ہے۔ امیر المومنین کو ایسے لوگوں پر فتح مبارک ہو جو باغی اور حاسد ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بنو مروان سب سے بہتر خلفاء ہیں۔ وہ خلفاء میں بردباری اور سرداری کے لحاظ سے افضل ہیں۔ وہ قریش کا سب سے بہتر اور سب سے معزز خاندان ہیں سوائے نبی محمد کے۔''

اس کے بعد اعشیٰ نے ابن اشعث اور اس کے دادا کی نحوست کے متعلق کہا۔

لَقَدْ شَأَمَ الْمِصْرَيْنِ فَرْخُ مُحَمَّدٍ   وَمَا لَاقٰی مِنَ الطَّيْرِ اَسْعَدَا
كَمَا شَأَمَ اللّٰهُ النُّجَيْرَ وَاَهْلَهٗ   بِجَدٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ اَشْقٰی وَاَنْجَدَا

ترجمہ: ''محمد بن اشعث کا چوزہ دونوں شہروں کی بدبختی کا باعث بنا ہے۔ اچھی قسمت اسے نہیں ملی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک دادا کی وجہ سے نجیر اور اہل نجیر کو منحوس کیا تھا۔ وہ اس سے بھی زیادہ منحوس اور دلیر تھا۔''①

اعشیٰ ہمدان یہ اشعار سنا چکا تو ایک آدمی نے حجاج سے کہا:

یا امیر! اس نے اچھی باتیں کہی ہیں، اسے جانے دیجیے۔

حجاج نے کہا: ''کیا تم سمجھتے ہو، اس کی نیت ہماری مدح کی تھی؟ نہیں، اللہ کی قسم! اسے بلکہ افسوس ہے کہ تم نے ان پر غلبہ پالیا تھا۔ یہ اپنے لوگوں کو معصوم قرار دے رہا ہے۔''

حجاج نے اعشیٰ سے کہا: ''ارے اللہ کے دشمن! تو مجھے ان شعروں کے ساتھ دھوکا دیتا ہے۔''②

---

① نجیر یمن میں حضر موت کے قریب ایک محفوظ قلعہ تھا جس میں مرتدین نے اشعث بن قیس کے ہمراہ پناہ لی تھی، معجم البلدان: ۸/ ۲۶۸۔ ان کے لیے اشعث کی نحوست یہ تھی کہ اس نے اپنی قوم سے غداری کرتے ہوئے قلعہ اور اہل قلعہ کو دشمن کے حوالے کر دیا تھا۔ کچھ افراد کو اس نے مستثنیٰ کرایا تھا جن میں اپنا نام شامل کرنا وہ بھول گیا۔ اس کا معاملہ خلیفہ کے سپرد کر دیا گیا۔ خلیفہ نے اس کی جان بخش دی۔

② تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۸، ۱۷۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۰، ۹۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۲۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۵۷۔۱۵۹، والأغاني: ۵/ ۱۵۱، ۱۵۲، والکامل لابن الأثیر: ۲/ ۲۵، ۲۵۹، ۲۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے تجھ سے ان شعروں کے متعلق نہیں پوچھا تھا۔ہمیں تو وہ سنا بین الاشج و بین قیس باذخ ۔اعشیٰ نے یہی شعر پڑھنے شروع کیے۔اس نے جب یہ کہا: بَخٍ بَخٍ لِوَلَدِهٖ وَلِلْمَوْلُوْدِ ارے واہ واہ، اس کا والد اور مولود۔حجاج نے کہا: واللہ! تو آج کے بعد کسی کے لیے واہ واہ نہیں کر سکے گا۔ یہ کہہ کر اس نے اعشیٰ کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔①

امام شعبی رحمہ اللہ سے حجاج کا عفو و درگزر

حجاج نے جہاں ان سرغنوں کا سر قلم کیا وہاں اس نے ان افراد کو معاف بھی کیا جن کے شر اور جن کی فریب کاری سے اب وہ مامون و محفوظ ہو گیا تھا اور جنھوں نے اس سے سچ بولا تھا۔اس نے فقیہ عراق عامر شعبی کو معاف کر دیا تھا جو ابن اشعث کے ہمراہ خروج کرنے والوں میں شامل تھے۔

ہم یہ بتا آئے ہیں کہ معرکہ دیر جماجم کے بعد حجاج نے اعلان کرا دیا تھا کہ جو شخص قتیبہ کے ہاں رَے چلا جائے اسے امان ہے۔شعبی بھی ان افراد میں شامل تھے جو رَے چلے گئے تھے۔ایک روز امیر حجاج نے ان کا ذکر کیا اور ان کے متعلق دریافت کیا۔معلوم ہوا کہ وہ رَے چلے گئے ہیں۔اس نے قتیبہ بن مسلم کو لکھا کہ وہ شعبی کو اس کے پاس بھیج دے۔شعبی جب حجاج کے ہاں آئے تو حجاج کے دربان یزید بن ابو مسلم سے ملاقات ہوئی جو شعبی کا دوست تھا۔شعبی نے اس سے کہا: مشورہ درکار ہے۔یزید نے کہا: شعبی! افسوس ہے اس علم پر جو تمھارے اندر محفوظ ہے۔اب سفارش کا وقت نہیں۔امیر کے روبرو مشرک و منافق ہونے کا اعتراف کر لو اور جہاں تک ہو سکے، معذرت کر لو۔②

ہم شعبی ہی سے اس ملاقات کا احوال سنتے ہیں۔وہ کہتے ہیں: میرے خیر خواہوں اور دیگر دوستوں نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا لیکن جب میں حجاج کی نشست گاہ میں داخل ہوا تو میرا ارادہ بدل گیا۔میں نے حجاج کو سلامِ امارت کیا اور کہا:

> ''یا امیر! دوستوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کے روبرو سچ کا اعتراف نہ کروں۔ اللہ کی قسم، میں اس موقع پر سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔بخدا، ہم نے آپ کے خلاف بغاوت کی تھی۔لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا تھا اور جدو جہد کی تھی لیکن ہم نہ تو طاقتور بدکار

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۱.
② مروج الذھب: ۲/ ۱۰۳، والامامة والسیاسة: ۲/ ۳۸، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۲، والبدایة والنھایة: ۹/ ۴۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن سکے نہ متقی نیکوکار۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف آپ کی مدد فرمائی اور ہمیں آپ کے قابو میں دے دیا۔اگر آپ سزا دیں گے تو ہمارے جرائم کی وجہ سے، اگر درگزر کریں گے تو اپنی بردباری کی بنا پر۔آپ کی حجت بہر حال ہم پر قائم ہو چکی ہے۔''

حجاج نے کہا: ''واللہ، تمھاری باتیں اس آدمی سے زیادہ اچھی ہیں جو بغل میں چھری لے کر منہ سے میٹھے بول بولتا ہے اور کہتا ہے میں نے کچھ نہیں کیا نہ میں وہاں موجود تھا۔میں تو صاحب ایمان تھا۔''①

''شعبی!تم نے ہمارے بعد لوگوں کو کیسا پایا؟''

شعبی نے کہا:

''اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے۔آپ کے بعد میں نے آنکھوں میں رتجگے کا سرمہ ڈالا۔سیدھا سادہ راستہ دشوار گزار معلوم ہوا۔مجھ پر خوف طاری رہا۔اچھے دوستوں کو میں نے کھو دیا اور امیر کا نعم البدل مجھے نہیں ملا۔''

تب حجاج نے کہا: ''شعبی!تم جا سکتے ہو۔''

شعبی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں واپس آ گیا۔

یوں شعبی نے بتا دیا کہ حجاج ویسا سخت گیر وحشی نہیں تھا جیسا لوگوں نے بتایا تھا۔سچ بولنے کی بدولت اس نے شعبی کو معاف کر دیا تھا۔②

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۷۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۳۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۴۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۱، والامامة والسیاسة: ۲/ ۳۹.

② محمد بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے بیان کیا امام شعبی رحمہ اللہ ان میں سے تھے جو قراء کی جماعت کے ساتھ حجاج کے خلاف نکلے تھے اور دیر جماجم کے معرکے کے بعد عرصے تک روپوش رہے۔انھوں نے یزید بن ابو مسلم کو خط لکھا کہ تم حجاج سے میری صلح کروادو۔انھوں نے جواب میں لکھا کہ واللہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔میرا مشورہ ہے کہ آپ ان کے پاس خود چلے جائیں اور جب وہ دربار عام کریں تو دفعتاً ان کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا عذر سامنے رکھ کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیں۔میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی بات کا گواہ بنائیں گے تو میں اس بارے میں آپ کی گواہی اور صفائی بیان کر دوں گا۔امام شعبی رحمہ اللہ نے اس مشورے پر عمل کیا اور ایک دن دفعتاً حجاج کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔انھوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اچھا آپ شعبی ہیں۔انھوں نے کہا اللہ امیر کی اصلاح فرمائے، جی میں ہی شعبی ہوں۔حجاج نے ان کے سامنے اپنے انعامات و احسانات بیان کیے۔آپ نے ہر ہر انعام و احسان کا اعتراف کیا۔حجاج نے کہا میں نے آپ کو جو مرتبہ و اعزاز بخشا اور کسی کو نہیں بخشا، شعبی رحمہ اللہ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے، اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، اے امیر۔حجاج نے کہا میں نے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعبی فقیہ عراق تھے لیکن حجاج کے عفو ودرگزر کا یہ سلسلہ شعبی تک محدود نہیں تھا۔ اس نے سچ بولنے پر عام لوگوں کو بھی معاف کیا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ اس کے پاس دو قیدی لائے گئے۔ اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا: آپ پر میرا ایک احسان ہے۔ حجاج نے پوچھا: وہ کیا؟ وہ بولا ابن اشعث نے ایک روز آپ کی والدہ کے متعلق بدگوئی کی تو میں نے اسے روکا تھا۔ حجاج نے پوچھا: اس کا کوئی گواہ؟ وہ بولا: یہ میرے ساتھ کا قیدی اس کا گواہ ہے۔ حجاج نے اس سے پوچھا تو اس نے تصدیق کی۔ حجاج نے اس دوسرے قیدی سے پوچھا: ''تم نے بھی ویسے کیوں نہ کیا جیسے اس نے کیا تھا؟'' وہ کہنے لگا: کیا مجھے سچ بولنے کا فائدہ ہوگا؟ حجاج نے کہا: ہوگا۔ وہ بولا: میں نے اس لیے منع نہ کیا کہ مجھے آپ سے اور آپ کی قوم سے نفرت ہے۔ حجاج نے سپاہیوں سے کہا: پہلے کو منع کرنے اور دوسرے کو سچ بولنے کی وجہ سے چھوڑ دو۔ ①

سعید بن جبیر ؒ کا قتل

ابن اشعث کی بغاوت کا ایک نتیجہ شعبان ۹۴ھ میں سعید بن جبیر کا قتل تھا۔ ② ابن جبیر کے قتل

==> آپ کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا، آپ کو آگے سے آگے بڑھایا۔ شعبی ؒ نے کہا بے شک صحیح کہا آپ نے۔ اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، اے امیر۔ حجاج نے کہا کہ میں نے آپ کے وظیفے میں اضافہ کیا اور آپ کی مانند کسی اور کو یہ انعام واکرام نہیں دیا۔ آپ کو اپنی قوم کا امام وسردار بنایا اور کسی اور کو یہ اعزاز نہ بخشا۔ آپ کو آپ کے قبیلے کا عریف بنایا۔ میں نے سرکاری وفود میں امیر المومنین ؒ کے پاس ہمیشہ آپ کو بھیجا۔ (اسی طرح) ایک مرتبہ زنبیل والی سجستان کے پاس وفد بنا کر بھیجا جہاں آپ کو انعام واکرام ملا۔ الغرض حجاج اپنے احسانات گنواتے جاتے اور امام شعبی ؒ اقرار کرتے جاتے تھے۔ آخر میں حجاج نے پوچھا کہ پھر آپ نے عدوالرحمٰن (عبدالرحمٰن) بن اشعث کا ساتھ کیوں دیا۔ اس پر امام شعبی ؒ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کیا جس پر حجاج نے آپ کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔ امام شعبی ؒ نے فرمایا کہ یہ خطائیں میرے لیے فتنہ تھیں۔ ہم نے ابن اشعث کے ساتھ نیک اور متقی لوگوں کو نہیں پایا۔ وہ چند شریر لوگ تھے جو آپ سے قوی نہ تھے۔ میں نے یہ سب باتیں یزید بن ابومسلم کو لکھ دی تھیں۔ میں نے ان باتوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان صلح صفائی کروا دیں مگر انھوں نے اس کی ہمت و جرأت نہ کی۔ حجاج نے کہا کہ آپ نے مجھے براہ راست کیوں نہ لکھا۔ امام شعبی ؒ نے فرمایا کہ کچھ ایسے عذر اور شرمندگی تھی کہ میں آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ غرض یہ کہ (اس کے بعد) حجاج اور امام شعبی ؒ میں صلح وصفائی ہوگئی اور آپ امن وامان کے ساتھ لوٹ گئے۔ (محمد فہد حارث)

① الكامل لابن الأثير: ۴/ ۹۲، وتاريخ ابن عساكر: ۴/ ۶۲، وعيون الاخبار: ۱/ ۹۸.

② تاريخ الطبرى: ۵/ ۲۶۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۵، وفوات الوفيات: ۵/ ۲۴۷، والبداية والنهاية: ۹/ ۹۶، وتاريخ أبى الفداء: ۱/ ۱۹۸، ومروج الذهبى: ۲/ ۱۱۱، والكامل لابن الأثير: ۴/ ۱۳۰، کچھ تاریخی ماخذوں ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے لوگوں کو بہت غصہ دلایا۔ ان کی نظر میں ابن جبیر رحمہ اللہ کا قتل حجاج کا ناقابل معافی جرم تھا۔ آج تک عالم اسلام کا نقطۂ نظر یہی ہے۔ مؤرخین نے ابن جبیر رحمہ اللہ کے قتل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا اور اس کے حوالے سے کئی واقعات گھڑے ہیں۔①

حجاج جب مکہ آیا تو ابن جبیر رحمہ اللہ مکہ میں تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد حجاج نے ان سے عبدالملک بن مروان کی بیعت لی۔ حجاج جب عراق آیا تو اس نے ابن جبیر رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ پھر بیعت لی اور پہلے نماز کی امامت ان کے سپرد کی، بعدازاں عہدۂ قضا بھی ان کے حوالے کر دیا۔ لیکن اہل کوفہ نے شور مچایا اور کہا کہ ایک عربی ہی عہدۂ قضا کے لائق ہے۔ اس پر حجاج نے ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر کر دیا لیکن انھیں حکم دیا کہ وہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے رائے لیے بغیر کوئی فیصلہ نہ کریں۔ حجاج نے اس موقع پر ابن جبیر رحمہ اللہ کو ایک لاکھ درہم دیے جو انھوں نے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیے۔ حجاج نے انھیں اپنے شبینہ ہم نشینوں کی محفل خاص میں مدعو کیا جس میں عرب کے سربرآوردہ حضرات شامل ہوتے تھے۔

یوں سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا تعلق اگرچہ مَوالی (آزاد کردہ غلاموں) کے طبقے سے تھا تاہم حجاج ان کے علم وفضل کا معترف تھا اور وہ انھیں غیر معمولی اہمیت دیتا تھا۔ ابن اشعث جب شاہِ ترک زنبیل کے خلاف فوجی مہم پر روانہ ہوا تو حجاج نے ابن جبیر رحمہ اللہ کو سپاہ کے اخراجات کا نگران مقرر کیا۔②

==> کی روایت ہے کہ ابن جبیر کا قتل شعبان ۹۵ھ میں ہوا تھا۔ العیون والحدائق: ۳/ ۱۳، ودول الاسلام للذهبی: ۱/ ۴۷.

① اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حجاج نے جب ابن جبیر کا قتل کیا تو اس کے بعد حجاج کا دماغی توازن خراب ہو گیا، البدایه والنهایة: ۹/ ۹۷، وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۵۳، ایک اور قصہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے حجاج کے مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھا۔ حجاج نے اسے بتایا کہ اللہ نے مجھے ہر مقتول کے بدلے ایک مرتبہ قتل کیا لیکن سعید بن جبیر کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا، تاریخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۸۴۷، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۸.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۸، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، صاحب امامه وسیاسه (۲/ ۳۰، ۳۲) کی روایت ہے کہ حجاج نے ابن اشعث کے خط کے جواب میں جو خط لکھا تھا وہ اس نے ابن جبیر رحمہ اللہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا جس میں اس نے اسے ڈانٹ بتائی اور اس کے عیوب ونقائص کا ذکر کیا تھا، الامامة والسیاسة، ۲/ ۳۲، سعید بن جبیر رحمہ اللہ خط لے کر ابن اشعث کے پاس پہنچے تو ابن اشعث گھبرایا اور ان سے خائف ہوا کیونکہ وہ فقیہ عراق تھے۔ وہ ابن جبیر رحمہ اللہ کو لوگوں کے سامنے نہ لایا اور خط کا معاملہ بھی مخفی رکھا۔ وہ ابن جبیر سے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب ابن اشعث حجاج کی بیعت سے دستکش ہوا تو ابن جبیر بھی خروج و بغاوت کرنے والوں میں اس کے ساتھ شامل تھے۔ وہ بھی حجاج کی بیعت سے دستکش ہو گئے تھے۔① ایک موقع پر سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس لایا گیا۔ حجاج نے ان سے کہا:

''سعید! تیرا ستیاناس ہو، کیا تمھیں مجھ سے حیا نہیں آتی۔ کیا تمھیں اس خدا سے حیا نہیں آتی جو میرا اور تمھارا نگہبان ہے۔''

ابن جبیر نے کہا: ''اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے اور ان کے ساتھ نفع دے، یہ ایک آزمائش آن پڑی ہے اور ایک عذاب نازل ہوا ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو امیر نے فرمائی ہے۔ ہوا یوں کہ مجھے ایک متکبر اور سرکش آدمی کے پاس لے جایا گیا جس پر فتنہ چھایا ہوا تھا اور شیطان جس کے کندھوں پر سوار تھا۔ اب اگر آپ سزا دیں گے تو بلاشبہ جرم ہوا ہے لیکن اگر آپ درگزر کریں گے تو یہ آپ کی عادت ہے۔''

حجاج نے کہا:

''ہم نے تمھیں معاف کیا۔ ہم تمھیں دوبارہ اس کے پاس بھیجتے ہیں۔''

اس نے ایک خط لکھوایا اور سعید کے ہاتھ بھیج دیا۔ سعید بن جبیر نے راستے میں حجاج کا خط جلا دیا اور عبدالرحمان کے پاس جا کر اسے سارا ماجرا سنایا۔②

اس کے بعد ابن جبیر رحمہ اللہ ابن اشعث کے ساتھ رہے۔ آخر معرکہ دیر جماجم لڑا گیا جس میں عبدالرحمان کو شکست ہوئی۔ اس کے کئی ساتھی مارے گئے، کئی فرار ہو گئے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو جان بچا کر اصفہان بھاگ گئے تھے۔ حجاج نے اصفہان کے والی کو لکھا کہ وہ ابن جبیر کو گرفتار کر لے۔ لیکن اسے یہ بات اچھی نہ لگی۔ اس نے ابن جبیر رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ حجاج

==> تنہائی میں ملتا اور انھیں حجاج کی بیعت سے دستکش ہونے کی ترغیب دلاتا تاکہ ابن جبیر اس کے ساتھ مل کر اس کی تقویت کا باعث بنیں۔ ابن جبیر رحمہ اللہ حجاج کے خلاف بغاوت کی رائے نہیں رکھتے تھے لیکن ابن اشعث ان سے اصرار کرتا اور حجاج کے خودساختہ عیوب و نقائص بیان کرتا رہا۔ یوں ابن جبیر رحمہ اللہ بدل نخواستہ بغاوت میں اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ صاحب امامہ وسیاسہ نے لکھا ہے کہ ابن جبیر رحمہ اللہ کو مجبور کر کے ابن اشعث کی بغاوتی تحریک میں شامل کیا گیا تھا۔ بذات خود وہ بغاوت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

① تاریخ الطبری: ۵/۲۶۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۰.
② الامامة والسیاسة: ۲/۳۳، ۳۴.

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا ہے، اس لیے وہ چپکے سے روانہ ہو جائیں۔ وہ اصفہان سے روانہ ہو کر آذربائیجان چلے گئے اور لمبے عرصے تک وہاں قیام کیا۔ وہ وہاں اداس ہو گئے اور چپکے سے مکہ کی طرف نکل گئے۔ مکہ پہنچ کر وہ وہیں رہنے لگے۔

خالد قسری جب مکہ کا والی بنا تو ایک آدمی نے سعید کو بھاگ جانے کا مشورہ دیا۔① سعید نے کہا: مجھے اب شرم آتی ہے۔ اللہ کی تقدیر سے کوئی مفر نہیں۔

مدینہ کی ولایت عمر بن عبدالعزیز کے بجائے عثمان بن حیان مری کے حوالے کر دی گئی تھی۔ اس نے عراقیوں کو حجاج کے پاس بھیجنا شروع کر دیا۔ خالد قسری نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔② اس نے عطا بن ابو رباح، سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، طلق بن حبیب اور مجاہد کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عطا بن ابو رباح اور عمرو بن دینار کو معاف کر دیا کیونکہ وہ مکی تھے۔ طلق راستے میں مر گیا اور مجاہد حجاج کی وفات تک زندان میں رہے۔③ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو قتل کر دیا گیا جس کی تفصیل آئندہ آتی ہے۔ روایت ہے کہ حجاج نے خط لکھ کر ولید کو آگاہ کیا تھا کہ عراق کے منافقوں اور فتنہ پردازوں نے مکہ میں پناہ لے لی ہے۔ اس پر خلیفہ ولید نے خالد قسری کو لکھا تھا کہ وہ ان عراقیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دے۔ خالد قسری نے انھیں گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔④ یہ بھی روایت ہے کہ خالد قسری نے اہل مکہ کو تین روز کی مہلت دی تھی کہ سعید بن جبیر جس کے ہاں پائے گئے، اس کا گھر اور اس کے ارد گرد کے گھر گرا دیے جائیں گے۔⑤

یہاں یہ سوال مناسب ہے کہ کیا حجاج سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی تلاش میں سنجیدہ تھا تاکہ وہ انھیں ابن اشعث کے ہمراہ خروج کی پاداش میں قتل کر ڈالے یا حالات ہی انھیں حجاج کے پاس لے گئے تھے اور ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو اس طور پر آگے بڑھی تھی کہ حجاج کے لیے ان کا قتل ضروری

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۰، ۲۶۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۶، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۶.
② عقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۶، ابن کثیر کے ہاں یہ دو میں سے ایک روایت ہے۔
③ تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، والبدایة ۹/ ۹۶، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴.
④ عقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۶، یہ ان دونوں کے ہاں دوسری روایت ہے۔ وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/ ۲۲۸.
⑤ الامامة والسیاسة: ۲/ ۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا؟

ہمارے رائے میں حجاج ابن جبیر رحمہ اللہ کی تلاش میں سنجیدہ ہی نہیں تھا۔①

وجوہات حسب ذیل ہیں:

ا۔ ۸۳ ھ میں بغاوت کا خاتمہ ہو چکا تھا جبکہ ابن جبیر کی گرفتاری ۹۴ ھ میں روبعمل آئی تھی۔ اس مدت کے دوران میں ابن جبیر سال میں دو مرتبہ عمرے کے لیے اور ایک مرتبہ حج کے لیے مکہ

① ابن اشعث کی ناکامی کے بعد جب سعید بن جبیر رحمہ اللہ روپوش ہو گئے تو حجاج نے جان بوجھ کر ان کے ڈھونڈنے میں تساہل برتا اور ان کے خلاف کسی انتقامی یا قانونی کارروائی سے حتی الامکان گریز کیا۔ ابن اشعث کی شکست کے بعد سعید بن جبیر رحمہ اللہ اصبہان چلے گئے۔ وہاں سے وہ کچھ عرصہ بعد آذربائیجان منتقل ہو گئے اور پھر آخر میں عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ آئے تو یہی کے ہو رہے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی مکہ آمد کے متعلق حجاج کو معلوم تھا لیکن پھر بھی اس نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کوئی تعرض نہ کیا۔ سعید رحمہ اللہ کی مکہ آمد کے کچھ عرصہ بعد امیر ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ نے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا گورنر بنا کر بھیجا اور خالد کو ہدایت کی کہ مکہ میں ایسا جو بھی شخص موجود ہو جس نے حکومت کے خلاف کسی بغاوت میں حصہ لیا ہو تو اسے گرفتار کر کے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ طبری لکھتے ہیں کہ اس حکم کی تعمیل میں خالد نے عطا رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ، طلق بن حبیب رحمہ اللہ اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ کو گرفتار کر لیا جن میں سے عطا رحمہ اللہ اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ کو بعد میں چھوڑ دیا گیا جبکہ باقیوں کو حجاج کے پاس عراق روانہ کر دیا گیا۔ (تاریخ طبری: ۶/ ۴۸۸)

حجاج کی نظروں میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ بڑی قدر و منزلت والے تھے، اسی لیے اس نے حتی الامکان کوشش کی کہ ابن اشعث کی بغاوت میں شریک ہونے کے باوجود وہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے باز پرس کی نوبت نہ آنے دے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ابن اشعث کی شکست کے بعد سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو ڈھونڈنے کی کوئی خاص تگ و دو نہ کی یہاں تک کہ ان کی مکہ میں موجودگی کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ طبری نے اپنی تاریخ میں صراحت سے کیا ہے۔ طبری لکھتے ہیں:

> ''جب سعید بن جبیر رحمہ اللہ امیر حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج نے انھیں دیکھ کر کہا کہ اللہ کی لعنت ہو نصرانیہ کے بیٹے پر اس سے اس کی مراد خالد بن عبداللہ قسری تھا کیونکہ اس نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو مکہ سے گرفتار کر کے بھیجا تھا، کیا خود مجھے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی مکہ میں سکونت کا علم نہ تھا؟ واللہ میں جانتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں بلکہ جس مکان میں وہ رہتے تھے وہ بھی مجھے معلوم تھا مگر میں جان بوجھ کر ڈھیل دے رہا تھا۔'' (تاریخ طبری: ۶/ ۴۹۰)

ابن جریر طبری کی اس صراحت سے اس باطل الزام کی قطعی نفی ہو جاتی ہے جو حجاج پر لگایا جاتا ہے کہ وہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قتل کے درپے تھا اور آخر کار اس نے سعید رحمہ اللہ کو قتل کر کے چھوڑا۔ حقیقت جبکہ یہ ہے کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے اپنے دربار میں پیش ہو جانے کے بعد بھی حجاج چاہتا تھا کہ سعید رحمہ اللہ اپنے موقف سے رجوع کر کے ندامت کا اظہار کر لیں تاکہ وہ سعید رحمہ اللہ کے ساتھ بھی اسی عفو و درگزر کا مظاہرہ کر سکے جو اس نے امام شعبی رحمہ اللہ کے ساتھ کیا تھا کہ امام شعبی رحمہ اللہ نے جب ایک دن اچانک حجاج کے دربار میں حاضر ہو کر ان سے اپنے خروج کی معافی مانگی تو حجاج نے کمال عفو و درگزر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا اور پوری عزت و اکرام کے ساتھ ان کو اپنے دربار سے رخصت کیا۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتے رہے۔ وہ روایت حدیث کے لیے کوفہ بھی آتے جاتے رہے۔① اگر حجاج اس دوران میں انھیں قتل کرنا چاہتا تو یہ اس کے لیے بہت آسان تھا۔

۲۔ جب سعید بن جبیر حجاج کے پاس پہنچے تو حجاج نے کہا: نصرانیہ کے بچے (خالد قسری) پر اللہ لعنت کرے! کیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ سعید بن جبیر کہاں ہے۔ کیوں نہیں، بخدا، مکہ میں وہ جس گھر میں مقیم تھا، مجھے اس کا بھی پتہ تھا۔②

۳۔ حجاج نے عبدالملک کو لکھا تھا کہ سعید بن جبیر خروج کا انکاری تھا۔ وہ اسے درست نہیں سمجھتا تھا۔

۴۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ حجاج نے خلیفہ ولید کو خط لکھ کر یہ بتایا تھا کہ عراقیوں نے مکہ میں پناہ لے رکھی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاص ابن جبیر ہی مطلوب تھے۔ یہ محض ایک ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو خط لکھ کر حجاج کے ظلم و جور کی شکایت کی تھی۔ حجاج نے ابن عبدالعزیز کے جواب میں ولید پر یہ ثابت کیا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز کا طرز حکومت ایک ناکام طرز حکومت ہے۔ اسی نرم پالیسی کا نتیجہ ہے کہ عراقی فوج میں بھرتی کے ڈر سے بھاگ گئے۔③

جب سعید بن جبیر کو حجاج کے پاس بھیجا گیا تو حجاج کو تکلیف ہوئی۔ اس نے ابن جبیر سے کہا: یا سعید! کیا میں نے مکہ میں تم سے بیعت نہیں لی تھی اور نماز کی امامت تمھارے سپرد نہیں کی تھی؟ ''ضرور کی تھی۔'' ابن جبیر کا جواب تھا۔

حجاج نے کہا:

''کیا ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں نے تمھیں عہدۂ قضا تفویض کیا تھا لیکن لوگوں نے شور مچایا اور کہا کہ کوئی عربی ہی عہدۂ قضا کا اہل ہو سکتا ہے۔ تب میں نے عہدۂ قضا ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری کو دے دیا اور اسے تاکید کی کہ وہ تمھارے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرے؟''

ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ''ایسا ہی ہوا تھا۔''

حجاج نے کہا:

---

① البدایة والنهایة: ۹/ ۹۸.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۷، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۵، والعیون والحدائق: ۳/ ۱۳.

③ الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۹، وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۶، والبدایة والنهایة: ۹/ ۸۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیا میں نے تمھیں شبینہ محفل کے ہم نشینوں میں شامل نہیں کیا تھا جو سب کے سب عرب سردار تھے؟''

ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ''ضرور کیا تھا۔''

''کیا میں نے تمھیں لاکھ درہم نہیں دیے تھے جو تم نے ضرورت مندوں میں تقسیم کیے تھے، پھر میں نے تم سے ان کے بارے میں پوچھا تک نہیں تھا؟''

''جی، ایسا ہی ہوا تھا۔'' ابن جبیر رحمہ اللہ نے جواب دیا۔①

یوں بقول ذہبی حجاج ابن جبیر کو یوں فہمائش کرتا رہا جیسے باپ بیٹے کو فہمائش کرتا ہے۔② اس پر سعید نے کہا:

''میں مسلمانوں میں کا ایک فرد ہوں۔ کبھی درست کام کرتا ہوں۔ گاہے مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔''

یہ بات سن کر حجاج خوش اور مطمئن ہو گیا اور اسے امید ہونے لگی کہ وہ اب اس صورت حال سے بسلامتی نکل جائے گا۔③

حجاج نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو دوبارہ مخاطب کیا:

''تو تم نے میرے خلاف بغاوت کیوں کی؟''

ابن جبیر رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت تھی۔ اس نے مجھے قسم دی تھی۔''

اس جواب پر حجاج غصے میں آ گیا۔ وہ بولا:

''اونہہ! تم نے خود پر عدو الرحمان (عبدالرحمان بن اشعث) کی قسم کا حق تو سمجھا لیکن تم نے یہ نہ سمجھا کہ اللہ کا، امیر المومنین کا اور میرا بھی تم پر کوئی حق ہے۔ تم دو بیعتیں توڑ کر اس

① عقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۴، والبداء والتاریخ: ۶/ ۳۹، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۶، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۶۲، والکامل للمبرد: ص ۲۸۵، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۸۴۵، اور دیکھیے تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۱، ۲۶۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰.

② تاریخ الاسلام: ۴/ ۸۴۷.

③ عقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۵، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۲۵۲، وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۷، والعیون والحدائق: ۳/ ۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جولاہے کے بچے کی بیعت پوری کر رہے تھے۔''①

اس نے جلادوں کو مخاطب کیا: ''جلادو! اس کی گردن مار دو۔'' جریر نے اپنے اس شعر میں اسی امر کا ذکر کیا تھا۔

یَا رَبَّ نَاکِثٍ بَیْعَتَیْنِ تَرَکْتَهُ وَخِضَابُ لِحْیَتِهِ دَمُ الْأَوْدَاجِ

ترجمہ: ''کسی دو بیعت توڑنے والے کو تم نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ لوگوں کا خون اس کی ڈاڑھی کا خضاب ہے۔''②

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قتل کی کیفیت کے بارے میں کئی روایات بیان کی گئی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ حجاج نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا:

''سعید! پسند کرلو کہ کس طرح قتل ہونا چاہتے ہو۔''

ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ''قصاص تمھارے سامنے ہے۔ واللہ، تم مجھے جس طرح قتل کرو گے، اللہ تعالیٰ آخرت میں تمھیں بھی اسی طرح قتل کرے گا۔''

حجاج نے کہا: ''تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں معاف کردوں؟''

ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ''معافی اگر اللہ کی طرف سے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمھارے لیے تو نہ کوئی براءت نہ کوئی عذر۔''

اس پر حجاج نے سپاہیوں سے کہا: ''اسے لے جاؤ اور قتل کردو۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ جب دروازے سے نکلے تو ہنس پڑے۔ حجاج کو بتایا گیا۔ اس نے کہا:

اسے واپس لاؤ۔ اور ہنسنے کا سبب پوچھا۔ ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا:

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۲، وخلاصة الذهب المسبوک: ص ۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۰، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۳۵، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۶، والعیون والحدائق: ۳/ ۱۳.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۶۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۵۳، روایات میں آتا ہے کہ حجاج نے سعید بن جبیر سے مناظرہ کیا اور ان سے رسول اللہ، خلفائے اربعہ اور عبدالملک بن مروان کے متعلق کئی سوال کیے اور ان کے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ حجاج نے بانسری اور سارنگی منگائی اور بانسری بجائی تو سعید رو پڑے۔ حجاج نے ان سے رونے کا سبب پوچھا۔ حجاج نے سونا، چاندی اور ریشم منگا کر ابن جبیر کے سامنے رکھ دیا اور ان سے اس کے بارے میں سوال کیے۔ ایسی تمام روایات ہم نے قلم انداز کردی ہیں کیونکہ ہم ان کو صحیح نہیں سمجھتے۔ دیکھیے الامامة والسیاسة: ۲/ ۴۲، ۴۳، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۴۹، ۲۵۰، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے تعجب ہوا تھا تمھاری جرأت پر اور تمھارے لیے اللہ کے تحمل پر۔① حجاج نے کہا:

''میں صرف اس شخص کو قتل کر رہا ہوں جس نے عصائے جماعت شق کیا اور اس تفرقے کی طرف مائل ہوا جس سے اللہ نے منا ہی فرمائی تھی۔ سپاہیو! اس کی گردن مار دو۔''

سعید نے کہا: میں دو رکعت پڑھ لوں۔ وہ یہ کہتے ہوئے قبلہ رو ہو گئے:

﴿ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾

حجاج نے کہا: ''اسے نصرانیوں کے قبلے کی طرف پھیر دو جنھوں نے سرکشی کی راہ سے تفرقہ و اختلاف کیا تھا۔ یہ انھی کے گروہ کا آدمی ہے۔

سعید کو قبلہ سے پھیر دیا گیا۔ سعید نے کہا:

﴿ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾

وہی اللہ جو نیتوں کے موافق بدلہ دیتا ہے۔ حجاج نے کہا: ''ہمیں نیتوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا۔ ہمیں صرف ظاہری حالت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے اس موقع پر دعا کی کہ وہ حجاج کے آخری مقتول ہوں۔②

ان دو روایات کے علاوہ اس سلسلے میں اور بھی کئی روایات بیان کی گئی ہیں جن کی حیثیت خرافات سے زیادہ نہیں۔③

ہماری رائے میں پہلی روایت صحیح ہے کیونکہ وہ واقعاتی منطق کے موافق ہے نیز اس پر جمہور مؤرخین کا اتفاق ہے۔ ابن کثیر نے ابن جبیر رحمہ اللہ کے قتل سے متعلقہ روایات کی کثرت اور قیل وقال دیکھ کر لکھا: ابن جبیر رحمہ اللہ کے قتل کے متعلق عجیب وغریب روایتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے بیشتر صحیح نہیں ہیں۔④ یوں یہ عیاں ہوتا ہے کہ حجاج نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کوئی زیادتی نہیں کی تھی اور اسی

---

① فوات الوفیات: ۵/ ۲۵۰، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۷.

② الامامة والسیاسة: ۲/ ۴۳، اور دیکھیے الطبقات لابن سعد: ۶/ ۱۸۴، والبدء والتاریخ: ۶/ ۳۹، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۵۷، ابن کثیر نے ذکر کیا کہ قبلہ سے پھیرنے کی بات ابن جبیر کے قتل کے موقع پر ہوئی تھی نہ کہ نماز کے موقع پر

③ دیکھیے تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۹۷، ابن کثیر کے ہاں یہ دوسری روایت ہے۔ وخلاصة الذهب المسبوک: ص ۸.

④ البدایة والنهایة: ۹/ ۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت انھیں قتل کیا تھا جب انھوں نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے ظالمانہ فیصلے کیے اور کہا کہ میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت تھی۔گویا وہ قریشی خلیفہ عبدالملک بن مروان سے زیادہ خلافت کا حقدار تھا۔①

یہ امر حجاج کو پسند نہیں تھا نہ وہ اسے برقرار رہنے دے سکتا تھا۔حجاج کا کہنا تھا کہ سعید بن جبیر نے دو بیعتیں توڑی ہیں۔اس نے سعید بن جبیر کے ارسال پر جس طرح خالد قسری پر لعنت بھیجی تھی، اس طویل عرصے کے دوران میں جس طرح سکوت اختیار کیے رکھا تھا اور معرکہ دیر جماجم کے بعد اس نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو جو خط لکھا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ سعید بن جبیر خروج کا انکاری تھا، ان سب باتوں سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ وہ سعید بن جبیر کو قتل کرنا نہیں چاہتا تھا۔

ابن اشعث کا انجام

ہم نے ان واقعات کا ذکر کیا جو ابن اشعث کے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ زنبیل کے ہاں چلے جانے کے بعد پیش آئے۔ہم نے دیکھا کہ حجاج نے عراق میں کچھ خارجیوں کو قتل کیا اور کچھ کو معاف کر دیا۔ہم نے اس سلسلے میں اس کے موقف کے متعلق اپنی رائے کا اظہار تفصیل سے کیا۔اس کے بعد ہم نے سعید بن جبیر کے بارے میں گفتگو کی اور یہ بتایا کہ ان کا قتل حجاج کی زندگی کے اواخر میں ہوا تھا۔

اب ہم واپس جا کر یہ معلوم کرتے ہیں کہ ناصر المومنین یا قحطانی منتظر کا انجام کیا ہوا تھا۔ابن اشعث خود کو ناصر المومنین کہتا تھا جبکہ یمنی اسے قحطانی منتظر کہتے تھے۔اس نے بغاوت کی وہ آگ بھڑکائی تھی جو شاید اموی سلطنت کو نگل جاتی، اگر حجاج کی پختہ کاری و ثابت قدمی اور عبدالرحمان ابن اشعث کی کمزوری اور پسپائی آڑے نہ آتی۔

مسکن میں شکست کھانے کے بعد اس نے مشرق کا رخ کیا تو علقمہ بن عمرو اَودی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ شاہِ ترک کے پاس نہ جائے۔حجاج لازماً ان کا تعاقب کرے گا۔وہ شاہِ ترک کو گاہے ترغیب

---

① حافظ ابن کثیر نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کی طرف سے قریشی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی بیعت سے دستبرداری اور ابن اشعث کندی کی بیعت پر یوں تبصرہ کیا:
''وہ ایک ایسے خلیفہ کی بیعت سے کیونکر دستکش ہو گئے جو قریش سے تعلق رکھتا تھا اور مسلمانوں نے اس کی بیعت خلافت بھی کر لی تھی۔اس کے بجائے انھوں نے ایک کندی کی بیعت کیسے کر لی جس پر اہل حل وعقد کا اتفاق بھی نہیں تھا۔یوں یہ ایک لغزش اور ایک ایسی غلطی تھی جو بے سوچے سمجھے کی گئی تھی جس سے بڑا فساد برپا ہوا اور کثیر خلقت نے جان سے ہاتھ دھوئے۔'' البدایة والنھایة :۹ / ۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائے گا، گاہے دھمکی دے گا تاکہ وہ انھیں حجاج کے حوالے کر دے۔ اس کی رائے تھی کہ ابن اشعث اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کسی شہر میں قلعہ بند ہو جائے۔ وہاں رہ کر وہ حملہ آوروں سے لڑیں۔ اس طرح اگر وہ مریں گے بھی تو عزت کی موت مریں گے۔

ابن اشعث نے انکار کیا اور علقمہ سے کہا: اگر تم میرے ساتھ زنبیل کے پاس چلو گے تو میں تمھارا اکرام اور تمھاری غمخواری کروں گا اور اپنے مال میں سے تمھارا حصہ نکالوں گا۔ علقمہ نے بھی انکار کیا اور پانچ سو خارجیوں کے ساتھ الگ ہو گیا جنھوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا تھا کہ وہ حجاج کے آڑے آئیں گے۔ انھوں نے مودود بصری کو اپنا امیر بنایا اور عمارہ بن تمیم لخمی کی آمد کا انتظار کرنے لگے جسے حجاج نے ابن اشعث کے تعاقب میں بھیجا تھا۔ وہ آیا تو انھوں نے اس سے لڑائی کی اور اس کا راستہ روکا۔ حجاج نے انھیں امان دے دی تو وہ حجاج کے پاس آ گئے۔ حجاج نے ان سے امان کا وعدہ پورا کیا۔ ①

ادھر ابن اشعث شاہِ ترک کے پاس چلا گیا۔ ظاہری بات ہے حجاج اسے چھوڑنے والا نہیں تھا۔ اس نے ابن اشعث کے متعلق زنبیل کو کئی خط لکھے جن میں زنبیل سے ابن اشعث کی حوالگی کا مطالبہ کیا اور اللہ کی قسم کھا کر کہا اگر اس نے ابن اشعث کو اس کے حوالے نہ کیا تو وہ دس لاکھ جنگجوؤں کا لشکر اس کی طرف روانہ کر دے گا۔ حجاج نے عمارہ بن تمیم لخمی کے زیر قیادت تیس ہزار شامی گھڑسواروں کو روانہ بھی کر دیا تھا جن کا وصف یہ تھا کہ انھوں نے کبھی حکومت کی خلاف ورزی نہیں کی تھی، نہ کبھی کسی خلیفہ کی بیعت سے دستبردار ہوئے تھے، نہ کسی امامِ ضلالت کے پیروکار بنے تھے۔ وہ جنگ کے لیے جنگ کرتے تھے۔ ②

ان دنوں بنو تمیم کا ایک شخص عبید بن ابی سبیع شاہِ ترک زنبیل کا مصاحب خاص تھا۔ زنبیل اسے پسند کرتا اور اس کے مشورے پر کان دھرتا تھا۔ اس نے زنبیل کو حجاج کا خوف دلایا اور کہا کہ میں حجاج سے تمھارا معاہدہ کرا دیتا ہوں۔ تم ابن اشعث کو اس کے حوالے کر دو۔ وہ سات برس تک تم سے خراج

---

① تاریخ الطبری: ۵/۱۸۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۹۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۲.

② حوالہ مذکورہ: ۵/۱۸۸، وحوالہ مذکورہ: ۴/۹۵، وعقد الجمان: ۱۱/۳۴۳، وفوات الوفیات: ۵/۱۶۴، وتاریخ الیعقوبی: ۳/۲۴۔ صاحب اخبار الطوال (ص ۳۰۹) کی روایت البتہ یہ ہے کہ عبدالملک نے، نہ کہ حجاج نے، شاہِ ترک کو خط لکھ عبدالرحمان ابن اشعث کی جماعت سے علیحدگی اور بیعت سے دستبرداری کی خبر دی اور کہا کہ وہ اسے حوالے کر دے۔ شاہِ ترک نے اپنے طرخانوں (وزیروں اور سپہ سالاروں) سے ابن اشعث کے بارے میں کہا کہ یہ آدمی بادشاہوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اسے پناہ دینا مناسب نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں لے گا۔① زنبیل نے کہا: ”اگر تم ایسا کر دو تو تمھیں منہ مانگا انعام دوں گا۔“

چنانچہ عبید نے حجاج کو لکھا کہ زنبیل اس کی بات کبھی نہیں ٹالتا۔ وہ اسے ابن اشعث کی حوالگی پر آمادہ کر لے گا۔ وہ چپکے سے عمارہ کی طرف روانہ ہوا، مبادا ابن اشعث کو پتہ چل جائے اور وہ خطرہ محسوس کر کے بھاگ لے۔ اس نے عمارہ سے ابن اشعث کی حوالگی کے متعلق بات چیت کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابن اشعث کی حوالگی پر ابن ابی سبیع کو دس لاکھ درہم انعام دیا جائے گا اور زنبیل سے بھی معاملات طے کر لیے جائیں گے۔②

عمارہ نے اس سلسلے میں حجاج کو لکھا تو حجاج نے اسے جواباً لکھا: عبید اور زنبیل کے مطالبات پورے کر دو۔ زنبیل نے یہ شرط عائد کی کہ اگلے دس سال تک اس کے ملک پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ دس سال بعد وہ ہر سال نو لاکھ درہم خراج ادا کرے گا۔③

زنبیل نے ابن اشعث کو اور اس کے تیس اہل خانہ کو بلوایا۔④

زنبیل نے ان کے لیے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں تیار کر رکھی تھیں۔ عبدالرحمان بن اشعث کو ہتھکڑیاں جبکہ باقیوں کو بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ ابن اشعث کے ہمراہ جو خارجی تھے، ان سے زنبیل نے کہا کہ وہ جہاں جانا چاہیں، چلے جائیں۔ ابن اشعث اور اس کے اہل خانہ کو اس نے عمارہ کے پاس بھیج دیا۔ ابن اشعث جب عمارہ کے پاس پہنچنے والا تھا، اس نے رخج کے ایک محل سے کود کر خودکشی کر لی۔⑤ مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا: میں حجاج کو اپنے ساتھ بلی چوہے کا کھیل نہیں کھیلنے دوں گا۔⑥ اس کا سرتن

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۴

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۸۹.

③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۸۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۴۴، بلاذری نے فتوح البلدان (ص ۴۰۷) میں روایت کیا کہ معاہدے کی مدت نو برس یا سات برس تھی۔

④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۸۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۴۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۵، ایک قول یہ ہے کہ یہ اٹھارہ افراد تھے۔ طبری کے ہاں یہ دوسری روایت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ چالیس افراد تھے، المختصر فی اخبار البشر: ۱/ ۱۹۶.

⑤ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۸۹ وعقد الجمان: ۱۱/ ۳۴۴، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۴، اور دیکھیے الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۲.

⑥ البدء والتاریخ: ۶/ ۳۵، ایک قول یہ ہے کہ ابن اشعث بیمار پڑا اور مر گیا۔ زنبیل نے اس کا سرتن سے جدا کر کے عمارہ کو بھیج دیا۔ لیکن ذہبی کہتے ہیں کہ ابومخنف نے یہ جھوٹ کہا تھا کہ اس نے ملیکہ بنت یزید سے یہ سنا تھا، ابن اشعث نے اس کی گود میں دم توڑا تھا، تاریخ الاسلام: ۴/ ۶۳۴.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے جدا کر دیا گیا۔ دیگر قیدیوں کی بھی گردنیں ماردی گئیں۔ عمارہ نے ان سب کے سر حجاج کو بھیج دیے۔ حجاج نے ابن اشعث کا سر عبدالملک کو اور عبدالملک نے اسے اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس مصر بھیج دیا۔

بعض شعراء کے قول کے مطابق:

ابن اشعث کی موت راجح روایت کے مطابق ۸۵ھ میں ہوئی تھی۔ ①

اس طرح بغاوت کے سرغنہ ابن اشعث کا خاتمہ ہوا اور عراق کے فولادی ارادوں کے حامل اس شخص کو اطمینان خاطر حاصل ہوا جو انتھک تھا۔ اسے خوارج کی پے بہ پے معرکہ آرائیوں ہی سے فرصت نہیں تھی کہ ابن اشعث کی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی جس نے خلیفہ عبدالملک کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس بغاوت میں، جیسے کہ ہم نے دیکھا، اہل عراق خلیفہ کی بیعت سے دستبرداری پر اتفاق رائے کر کے نکلے تھے اور کم و بیش تین برس تک عراق کے وزیر حجاج سے برسرِ پیکار رہے۔ اس دوران میں اسے ایک دفعہ بیعت کی دستبرداری کا سامنا رہا اور متعدد دفعہ اس نے موت کو بہت قریب سے دیکھا۔

باغیوں کی سرکوبی اور میدانِ معرکہ میں فتح سے ہمکنار ہونے کے بعد حجاج نے وہی کیا جو ایک تجربہ کار سپہ سالار کرتا ہے۔ اس نے سپاہیوں پر خوب روپیہ خرچ کیا اور انھیں آرام اور راحت کا احساس دلایا۔ اس پر کسی نے خلیفہ سے شکایت کر دی کہ حجاج اسراف سے کام لیتا ہے۔ خلیفہ نے اسے خط لکھ کر سرزنش کی: ''امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دن بھر میں اتنا روپیہ خرچ کر دیتے ہو جتنا روپیہ امیر المومنین ہفتے بھر میں خرچ نہیں کرتے اور تم ہفتے بھر میں اتنا روپیہ خرچ کر دیتے ہو جتنا روپیہ امیر المومنین مہینے بھر میں خرچ نہیں کرتے۔ تم تمام امور و معاملات کے سلسلے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور مسلمانوں کے روپیہ کے سلسلے میں بچت اور کفایت شعاری سے کام لو۔''

حجاج نے جواب میں کچھ شعر لکھ بھیجے۔ جن کا لب لباب یہ تھا کہ میرے بارے میں ایسی ہوائیاں میرے دشمن اڑاتے ہیں۔ حقیقت سے مگر ان کا کچھ تعلق نہیں۔ خلیفہ اس کا جواب پا

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۹، ۱۹۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۵، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۴، وتاریخ الاسلام للذھبی: ۴/ ۶۳۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۲، اور ایک روایت ہے کہ ابن اشعث کی موت ۸۴ھ میں ہوئی تھی، التنبیہ والاشراف: ص ۲۷۳، والنجوم الزاھرۃ للاتابکی: ۱/ ۲۱۸، طبری کے ہاں بھی ایک ضعیف روایت یہی ہے، تاریخ الامم والملوک: ۵/ ۱۹۱، اور ابن خلدون کے ہاں بھی ایسی ہی ایک روایت ہے، ۳/ ۲ھ، یعقوبی (۳/ ۲۴) کی روایت ہے کہ ابن اشعث کی موت ۸۳ھ میں ہوئی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر مطمئن ہو گئے اور کہا کہ تم اپنی رائے پر عمل کرو۔①

خلیفہ عبدالملک کے ہاں حاضری

ان معرکہ آرائیوں کے بعد حجاج دربار خلافت دمشق حاضر ہوا۔ اس طویل جنگ کے بعد یہ حاضری یقینی تھی تاکہ وہ مسلمانوں کے امام (خلیفہ) کے ساتھ اپنی وفاداری اور اپنے اخلاص کی تجدید کرے اور خلیفہ و وزیر کے درمیان اعتماد و یقین کی فضا برقرار رہے۔

خلیفۂ وقت کے ساتھ اس ملاقات میں حجاج کے ساتھ کوفہ و بصرہ کے اشراف بھی حاضر ہوئے تھے۔ انھیں ساتھ لانے سے حجاج کے پیش نظر دو مقاصد تھے:

پہلا مقصد یہ تھا کہ عراق کے سربرآوردہ افراد جن میں وہ افراد بھی شامل تھے جنھوں نے ابن اشعث کی باغیانہ تحریک میں حصہ لیا تھا، امیر المومنین کے پاس حاضر ہو کر طاعت گزاری کا اظہار کریں اور بیعت کی تجدید کریں۔

دوسرا مقصد یہ تھا کہ حجاج ایسے وزیر کے روپ میں امیر المومنین کے سامنے پیش ہو، عراق کے سیاسی حالات جس کے قابو میں ہیں اور اہل عراق جس سے راضی ہیں۔②

حجاج کے یہ دونوں مقاصد پورے ہوئے۔ زیاد بن عمرو عتکی جو وفد کا ایک ترجمان اور خطیب تھا، خلیفہ کے روبرو کہنے لگا:

> ''امیر المومنین! حجاج آپ کی وہ تلوار ہے جو اچٹتی نہیں، آپ کا وہ تیر ہے جو نشانے سے خطا نہیں ہوتا اور آپ کا وہ خادم ہے جو آپ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا شکار نہیں ہوتا۔③

روایت ہے کہ حجاج جب عراق آیا تھا تو اس کے لیے زیاد بن عمرو عتکی سے زیادہ ناگوار اور کوئی نہیں تھا۔ لیکن اس نے امیر المومنین کے سامنے جب یہ بات کی تو اس کے بعد حجاج کے لیے اس سے زیادہ خوشگوار اور کوئی نہیں تھا۔

---

① تاریخ ابن عساکر: ۴/۶۶، والبدایة والنهایة: ۹/۱۲۶، ۱۲۷، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۱۷، ۲۱۸.
② دیکھیے الأغانی: ۱۶/۱۵۶.
③ البیان والتبیین: ۲/۶۶، وانساب الاشراف: ۱۱/۲۰۰، والمستطرف للابشیهی: ۱/۲۳۱، والعقد الفرید: ۱/۱۷۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ عبدالملک نے وفد عراق کے ارکان سے بے تکلفانہ بات چیت کی۔ انھوں نے وفد کے ارکان سے کوفہ و بصرہ کے حالات دریافت کیے۔محمد بن عمیر نے کہا:

''کوفہ بصرہ کی گرمی اور اس کے نشیب کے مقابلے میں بلند سطح پر اور شام اور اس کی وبائی آب و ہوا کی نسبت قدرے نشیب میں واقع ہے۔فرات اس کے پڑوس میں بہتا ہے۔ یوں کوفہ کا پانی میٹھا اور پھل خوش ذائقہ ہے۔''

خالد بن صفوان اہتمی نے کہا:

''ہم اہل کوفہ کے مقابلے میں وسیع علاقے کے مالک ہیں۔ ہمارے گھڑسوار دستے ان کے مقابلے میں زیادہ برق رفتاری سے سفر کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں شکر، ہاتھی دانت اور ساگوان کی فراوانی ہے۔ ہمارے شہر کا پانی صاف ہے۔ ہمارے یہاں مویشی کی کثرت ہے۔ہمارے ہاں سے یا تو ہانکنے والا نکلتا ہے یا کھینچنے والا یا چرواہا۔''

حجاج نے بھی اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی صالحیت برقرار رکھے، میں ان دونوں شہروں سے بخوبی واقف ہوں۔ میں دونوں شہروں میں گیا ہوں۔'' عبدالملک نے کہا: ''بولو، تم ہمارے نزدیک سچے ہو۔'' حجاج گویا ہوا: ''بصرہ بڑے پیٹ اور بدبودار منہ والی بڑھیا ہے جس کے سر کے بال کھچڑی ہیں، جسے ہر طرح کے زیور اور زیب و زینت سے آراستہ کیا گیا ہے۔کوفہ نہایت خوبصورت جوان عورت ہے جس کے نہ زیور ہے نہ زیب و زینت۔'' عبدالملک نے کہا: ''تم نے کوفہ کو بصرہ کے مقابلے میں بہتر بتایا ہے۔''①

ابن اشعث کی باغیانہ تحریک اور مَوالی (غلام)②

اس امر پر تاریخی ماخذوں کا اتفاق ہے کہ مَوالی ابن اشعث کی بغاوت میں شریک ہوئے

① مروج الذهب: ۲/۱۰۶، والبلدان للهمداني: ص ۱۱۳، ۱۱۴.

② اس موضوع کے متعلق نہایت عمدہ کلام ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر نے اپنی کتاب ''عرب اور موالی'' کے باب ششم میں ''موالی: حکومتی ردعمل کی زد میں'' کی سرخی قائم کر کے کیا ہے۔کتاب کے صفحہ ۲۱۰ سے لے کر صفحہ ۲۵۹ تک پھیلی اس بحث میں ڈاکٹر نگار نے موالیوں کے ساتھ کیے گئے حجاج کے اقدامات بشمول ان پر جزیہ و خراج کی عائدگی پر مدلل و مفصل گفتگو کر کے حجاج کے اقدامات کا صائب الرائے ہونا ثابت کیا ہے۔اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ڈاکٹر نگار کی ۵۰ صفحات پر محیط یہ بحث مذکورہ کتاب میں سے لازمی مطالعہ کریں۔(محمد فہد حارث)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اپنی کثیر تعداد کے ساتھ اس کی صفوں میں شامل ہو کر لڑے تھے۔ان کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ بتایا جاتا ہے، دیر جماجم کے معرکے میں وہ ایک لاکھ کے قریب تھے۔① مؤرخین کا اختلاف صرف اس سلسلے میں ہے کہ مَوالی نے اس بغاوت میں کس حد تک حصہ لیا تھا۔مسلم مؤرخین کا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے ابن اشعث کی مدد کی تھی۔مطلب یہ ہے کہ وہ بغاوت اٹھانے والے بنیادی عوامل میں شامل نہیں تھے۔ وون کریمر اور وان ولوٹن نے البتہ موالی کی حجاج کے خلاف بغاوت کی کوششوں کو اس باغیانہ تحریک سے جوڑا ہے۔دراصل حجاج نے مَوالی پر کچھ ٹیکس اور کچھ معاشرتی پابندیاں عائد کی تھیں۔اس ٹیکس اور ان معاشرتی پابندیوں نے مَوالی کو عربوں سے کمتر کر دیا تھا۔یوں محسوس ہوتا تھا گویا موالی نے اسلام قبول نہیں کیا۔② لیکن ولہاؤزن نے وون کریمر کی اس بات کو رد کرتے ہوئے لکھا:

"درحقیقت شامی حکومت کی دشمنی میں موالی کا ایک خاص مفاد تھا، تاہم ان کی حیثیت ثانوی تھی۔باغیانہ تحریک ان کی اٹھائی ہوئی نہیں تھی۔یہ تحریک عراقی فوج نے سجستان میں برپا کی تھی جس کے ساتھ دیگر علاقوں کے لشکر آن ملے تھے۔"③

الغرض، امیر حجاج اور اُموی سلطنت کے خلاف ابن اشعث کی بغاوت میں موالی کی شرکت تاریخی طور پر ثابت ہے۔ہماری رائے میں موالی کے جو حالات تھے، ان کے پیش نظر نہ صرف ابن اشعث کی بغاوت میں بلکہ مرکزی حکومت کے خلاف برپا ہونے والی ہر ممکنہ بغاوت میں ان کی شرکت یقینی تھی۔ان کی واقعاتی منطق انھیں یہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی تھی۔④

اموی سلطنت سے پہلے مَوالی عربوں کے حلیف تھے اور وہ ان سے انتساب کرتے تھے۔ان میں سے ہر ایک اس قبیلے کا حامی تھا جس سے وہ انتساب کرتا تھا۔⑤ ہر قبیلہ اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کو اپنا فرد سمجھتا تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

((مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) قوم کا مولیٰ قوم میں سے ہے۔⑥ خلفاء و وزراء موالی پر بہت

① تاريخ الطبرى : ۵/ ۱۵۵، والكامل لابن الأثير : ۴/ ۸۱، وعقد الجمان : ۱۱/ ۳۲۲، وفوات الوفيات : ۵/ ۱۲۷، والبداية والنهاية : ۹/ ۴۱.
② تاريخ الثقافة: ص ۲۴، وحضارة الشرق : ۱/ ۱۷۲، والسيادة العربية: ص ۴۱، ۴۲.
③ الدولة العربية وسقوطها: ص ۱۵۲، ۱۵۳.
④ تاريخ الثقافة: ص ۲۴، وحضارة الشرق: ۱/ ۱۷۲، والسيادة العربية: ص ۴۱، ۴۲.
⑤ فجر الاسلام: ص ۲۲۲، ص ۲۲۳، والتمدن الاسلامى : ۴/ ۴۹.
⑥ العقد الفريد : ۲/ ۱۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتماد کرتے تھے۔ وہ اپنے امور و معاملات انھیں سونپ دیتے تھے۔ موالی بہت سے حکومتی عہدوں پر فائز تھے۔① جب اموی حکومت قائم ہوئی تو اس کو اپنے ملی استحکام کے لیے داخلی فتنوں کی سرکوبی میں مشغول ہونا پڑا جس کے سبب خارجی فتوحات میں کسی حد تک کمی آ گئی۔ چنانچہ غنائم بھی کم ہوگئیں۔ عربوں نے زمینیں یا تو خرید لیں یا ہبہ کے ذریعے سے حاصل کر لیں۔ اس طرح یہ زمینیں عشری بن گئیں اور خراجی نہ رہیں۔ زکات خراج سے کم تھی۔ مزید برآں، ان علاقوں کے اصلی باشندے خراج کی زیادتی یا سخت گیر وصولیابی کے باعث مسلمان ہو گئے۔ یوں ان کی زمینیں ان کی نظر میں عشری ہو گئیں اور خراجی نہ رہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکس کے محصل اس وقت اسی منطق پر عمل پیرا ہوئے تھے جس کے باعث ریاست کی آمدن اس ذریعے سے کم ہوگئی۔ مسلمان ہونے کے باعث ان لوگوں سے جزیہ بھی ساقط ہو گیا۔

ان تین عوامل نے بیت المال پر اثر ڈالا اور بیت المال کی آمدن غیر معمولی طور پر کم ہوگئی۔ یہ قلت یہیں تک رہتی تو بھی غنیمت ہوتی لیکن اسلامی ریاست کو داخلی فتنوں کی سرکوبی، فوج کی بھرتی اور دیگر انتظامات کے لیے روپے کی ضرورت پڑتی تھی جس کے باعث صورت حال مزید گھمبیر ہوگئی اور ریاستی بجٹ شدید طور پر متاثر ہوا۔ حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جاتے تھے۔ اتنے میں حجاج آ گیا جس نے اپنی عالی ہمتی کے بل پر حالات کو سنبھالا دیا۔ وہ زمینیں جو خرید کر یا ہبہ کے راستے حاصل کر لی گئی تھیں، حجاج نے ان پر ٹیکس لاگو کر دیا۔ جن زمینوں کے مالک مسلمان ہو گئے تھے، اس نے ان میں دوبارہ نظام خراج رائج کر دیا۔ نئے مسلمانوں پر اس نے جزیہ عائد کر دیا اور ان پر لازم کر دیا کہ وہ واپس دیہات میں جا کر آباد ہو جائیں۔②

یہ تمام اقدامات موالی کی نظر میں ان کی حق تلفی پر مبنی تھے۔ اس صورت حال نے انھیں اموی سلطنت کے خلاف غصہ دلایا اور وہ حکومت کے خلاف کسی بغاوت کا انتظار کرنے لگے تا کہ وہ بغاوت انھیں اس صورت حال سے نکال دے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ابن اشعث کی بغاوتی تحریک میں شامل ہو گئے تا کہ اگر اس کا پلڑا اس بغاوت میں بھاری رہے تو اس پر ان کا احسان رہے۔

① الأغانی: ۱۰/ ۱۶۳.

② تاریخ الطبری: ۵/ ۳۵۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۸۲، وفتوح مصر واخبارھا لابن عبدالحکم: ص ۱۵۲، اور دیکھیے العقد الفرید: ۲/ ۷۷، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۹، والکامل للمبرد: ص ۲۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اموی سلطنت اور حجاج کا نقطۂ نظر اس سلسلے میں یہ تھا:

ا۔اسلامی ریاست کا رقبہ وسیع ہوا جس کے باعث ریاستی اخراجات میں اضافہ ہوا۔موالی کا جزیہ وخراج ساقط ہوا جس کے باعث ریاستی آمدن کے دروازے بند ہو گئے۔یوں ریاست کو بڑی مشکل صورت حال کا سامنا ہوا کیونکہ موالی جن زمینوں میں کھیتی باڑی کر کے ان کا خراج ادا کرتے تھے، وہ ان میں کھیتی باڑی چھوڑ کر شہروں میں آبسے تھے۔

۲۔وہ موالی جو شہروں میں آبسے تھے، ان کا ذریعۂ آمدن سوائے اس کے نہیں تھا کہ وہ سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش کرتے۔یوں ان کا نام وظائف کے دفتر میں درج ہو جاتا۔حکومت کے پاس عرب ملازمین کی بہتات تھی۔اسے موالی کی ضرورت نہیں تھی۔یوں انھوں نے کاشتکاری چھوڑ کر حکومتی اخراجات میں اضافہ کر دیا جو آمدن کی کمی کے باعث پہلے ہی بہت زیادہ ہو چکے تھے۔

۳۔اہل فارس قبول اسلام کے لیے ٹوٹ پڑے تھے۔یوں یہ شک وشبہ پیدا ہوا کہ آیا یہ جم غفیر واقعی اسلام سے مخلص ہو کر مسلمان ہوا ہے یا یہ لوگ اتنی بڑی تعداد میں محض جزیے سے چھٹکارے کی خاطر مسلمان ہوئے ہیں۔

ان تمام عوامل کے مقابلے میں حجاج کے پاس ریاست کی آمدن بڑھانے کا اور کوئی طریقہ اس کے سوا نہیں تھا کہ وہ ان لوگوں کو دیہات واپس بھیج دے تاکہ شہروں میں ان کی بھیڑ نہ ہو اور ان بے روزگار افراد کے باعث امن وامان کی صورت حال خراب نہ ہو۔یوں دفتر وظائف کو بھی ان افراد کے وظائف جاری نہ کرنے پڑیں جن کی ضرورت فوج میں نہیں۔

یہ لوگ اگر دیہات کو واپس چلے جاتے تو دہرا فائدہ حاصل ہوتا۔ریاست کو زرعی زمینوں کا خراج ملتا۔یوں ریاست کی آمدنی میں اضافہ ہوتا۔خود موالی کو بھی فائدہ ہوتا۔شہروں میں آوارہ گردی سے بہتر تھا کہ وہ کھیتی باڑی کر کے کثیر منافع کماتے۔زمین کی آبادکاری میں بھی ریاست کا فائدہ تھا۔اس طرح زمین ضائع ہونے سے بچ جاتی تھی۔کاشتکاری بھی زندگی کا ایک ریشہ ہے جس کے بغیر انسانوں کی بودوباش ممکن نہیں۔زمیندار جب اچھے طریقے سے کاشتکاری کرتا ہے تو وہ بآسانی ٹیکس دینے کے قابل ہوتا ہے۔

حجاج نے موالی پر جو جزیہ عائد کیا تھا، اس کے متعلق ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ وہ جزیہ ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی پرکھ کے طور پر عائد کیا تھا۔ اس کا مطلب و مقصد یہ تھا کہ جو غلام جزیہ دے کر بھی اسلام پر قائم رہا وہ سچا مسلمان ہے۔ اور جو غلام مرتد ہو گیا وہ جزیے سے چھٹکارے کے لیے اسلام لایا تھا۔ تاہم حجاج کو اتنا وقت میسر نہ آیا کہ وہ اس تجربے کو اس کی انتہا تک پہنچائے۔ ہمارا اندازہ یہ ہے کہ ابن اشعث نے اگر بغاوت نہ اٹھائی ہوتی اور موالی نے اس کی بغاوت میں شرکت نہ کی ہوتی تو نومسلموں پر جزیہ عائد کرنے کے حوالے سے حجاج کی رائے دوسری ہوتی۔

حجاج نے ان زمینوں پر جو عرب مسلمانوں یا نومسلموں کے ہاتھ میں تھیں، جو خراج عائد کیا تھا، اس کی وجہ بھی ہمارے غالب گمان کے مطابق یہ تھی کہ حجاج کی نظر اس پہلو پر گئی تھی کہ یہ زمینیں بزور شمشیر فتح کی گئی تھیں۔ ان میں سے بعض اراضی کے مالک ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور وہ اراضی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی تھیں۔ یوں ان کی حیثیت اوقاف کی ہو گئی تھی جن پر خراج عائد ہوتا تھا اور ان کے زمینداروں کے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ ساقط نہیں ہوتا تھا۔ بعض زمینوں پر ان کے مالک مقیم تھے اور وہ زمینیں انھوں نے ازراہِ صلح مسلمانوں کے حوالے کی تھیں۔ ان پر بھی خراج عائد ہوتا تھا۔ یہ خراج مالکوں کے مسلمان ہونے سے ساقط نہیں ہوتا تھا۔ دونوں صورتوں میں ان زمینوں کی فروخت بھی جائز نہیں تھی۔ ① اس سلسلے میں حجاج کا استدلال شاید امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے سے تھا جس میں انھوں نے سوادِ عراق کو مسلمانوں کے لیے وقف کر کے اسے مقررہ خراج کے عوض اس کے مکینوں کے ہاتھ میں رہنے دیا تھا۔ یوں اس علاقے کی فروخت جائز نہیں تھی اور مکینوں کے اسلام لانے سے وہ خراج ساقط نہیں ہوتا تھا۔ ②

ابن اشعث کی بغاوت اور نجران کے یہود و نصاریٰ

حجاج نے نجرانیہ کے یہود و نصاریٰ پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ وہ ابن اشعث کے مددگار تھے۔ یوں اس نے ان پر وہی جزیہ عائد کر دیا جو وہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ادا کرتے تھے۔

دراصل ہوا یوں تھا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

---

① الاحکام السلطانیۃ للماوردی: ص ۲۴۰، ۲۴۱۔
② حوالہ مذکورہ: ص ۱۶۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور اہل نجران کی طرف سے صلح کی درخواست کی تھی۔ آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ وہ ملبوسات کے ہزار جوڑے صفر میں اور ہزار جوڑے رجب میں دیں گے۔ آپ نے ان پر دیگر شرائط بھی عائد کیں۔ ایک شرط یہ تھی کہ وہ سود نہیں کھائیں گے اور سودی معاملے نہیں کریں گے۔ ①

رسول اللہ ﷺ جب تک حیات رہے، صلح کا یہ معاہدہ اسی طرح قائم رہا۔ سیدنا ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے معاہدے کی تجدید فرمائی۔ سیدنا عمر کے عہد خلافت میں نجرانیوں نے سودی کاروبار نہ کرنے کی شرط توڑ دی۔ ان دنوں ان کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بارے میں ان سے خائف ہوئے تو آپ نے ان کی جائیدادیں خرید کر انھیں جلاوطن کر دیا اور اہل شام و عراق کو لکھا کہ وہ انھیں جگہ دیں۔ مزید یہ لکھا کہ اہل نجران جس زمین کو آباد کر لیں، وہ یمن میں ان کی زمین کے بدلے انھیں دے دی جائے۔ اہل نجران کوفہ کی طرف چلے گئے اور ایک مقام پر آباد ہو گئے جو 'نجرانیہ' کہلایا۔ وہ یہود جو نجران میں ان کے ساتھ رہتے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ معاہدۂ صلح میں شامل ہو گئے۔ وہ گویا انھی سے ملحق تھے۔ ②

سیدنا عثمان کے دورِ خلافت میں اہل نجرانیہ نے ان سے شکایت کی کہ ان کے جزیے کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ آپ نے جزیے میں سے دو سو جوڑے کم کر دیے۔ سیدنا علی نے ان پر پھر وہی جزیہ عائد کر دیا جو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ادا کرتے تھے۔ نجرانیہ کا سردار شام میں مقیم یہود نجران کے پاس اپنے آدمی بھیجتا تھا جو ان سے ان کے جزیے کا حصہ وصول کرلاتے تھے۔ جب سیدنا معاویہ یا امیر یزید خلیفہ ہوئے تو اہل نجرانیہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا امیر یزید سے شکایت کی کہ وہ بکھر گئے اور کمزور ہو گئے ہیں۔ ان میں سے کئی مر گئے اور کئی مسلمان ہو گئے ہیں۔ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ والا معاہدہ خلیفہ کو دکھایا۔ خلیفہ نے دو سو جوڑے مزید ساقط کر دیے۔ یوں اہل نجرانیہ سولہ سو جوڑے ملبوسات دینے لگے۔

① فتوح البلدان: ص ۷۰، ۷۱، ہر جوڑے کی قیمت ایک اوقیہ تھی۔ ایک اوقیہ کا وزن چالیس درہم تھا۔
② حوالہ مذکورہ: ص ۷۲، ۷۳، روایت ہے کہ ان کی تعداد چالیس ہزار ہو گئی تو وہ ایک دوسرے سے حسد اور نفرت کرنے لگے۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں جلاوطن کر دیجیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق پہلے ہی اندیشہ تھا۔ آپ نے انھیں جلاوطن ہونے کو کہہ دیا۔ وہ اپنی بات سے پھر گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن اشعث کی بغاوت تک صورت حال یہی رہی۔ بغاوت کے بعد حجاج نے ان پر ابن اشعث کی سہولت کاری کا الزام دھرا اور ان پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ والا جزیہ (اٹھارہ سو جوڑے ملبوسات) دوبارہ عائد کردیا۔ وہ یہ جزیہ ادا کرتے رہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو نجرانیہ والوں نے ان سے تعداد میں کمی اور حجاج کے ظلم و جور کی شکایت کی۔ عمر بن عبدالزیز کے حکم سے انھیں شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد ان کی اولین تعداد کے مقابلے میں صرف دسواں حصہ باقی رہ گئی ہے۔ ابن عبدالعزیز نے کہا کہ یہ جزیہ افراد کے لحاظ سے تھا نہ کہ زمین کے لحاظ سے۔ مرنے والوں اور اسلام لانے والوں کا جزیہ ان پر سے ساقط ہے۔ انھوں نے ان کا جزیہ محض دو سو جوڑے ملبوسات کردیا۔①

کُردوں اور دیلمیوں کے خلاف حجاج کی یلغار

ابن اشعث کی بغاوت کے ساتھ دو اور بغاوتیں بھی اٹھی تھیں: مشرق میں کردوں کی بغاوت اور شمال میں دیلمیوں کی بغاوت۔ کردوں نے ابن اشعث کے خلاف حجاج کی مصروفیت کا فائدہ اٹھایا اور اپنے علاقے میں فساد برپا کردیا۔ حجاج نے عمرو بن ہانی عبسی کی سرکردگی میں اہل دمشق کا ایک لشکر کردوں کی طرف روانہ کیا جس نے انھیں بڑی تعداد میں تہ تیغ کیا۔② اس بغاوت کی تاریخ کے متعلق ماخذوں میں اس سے زیادہ کچھ مذکور نہیں کہ یہ بغاوت ابن اشعث کی بغاوت کے زمانے میں اٹھی تھی۔

۹۰ھ میں کردوں نے دوبارہ بغاوت کردی اور فارس پر قبضہ کرلیا۔③

امیر حجاج نے انھیں اس طرح زیر طاعت کیا کہ ان کے ہر بالغ نوجوان کو فوج میں بھرتی کر لیا۔ اس نئے لشکر کا نام جیش ابی بیب رکھا گیا کیونکہ ان کے گھر والے اور ان کی مائیں ان سے ملنے آتیں تو ان نوجوانوں کے کپڑے اتروا لیے جاتے۔ وہ انھیں سینے سے لگا کر کہتے بَأَبِيْ میرا باپ فدا ہو۔ اس لشکر کی قیادت حجاج نے بلال ضبی کو سونپی④ اور اس مہم کی نگرانی خود کی جس کے لیے وہ رستقباد تک گیا۔⑤

جہاں تک دیالمہ کا تعلق ہے، ان کی طرف مسلمانوں کی سرحد قزوین تھی۔ مسلمان اس سرحد پر

①فتوح البلدان: ص ۷۴، ۷۳۔
②حوالہ مذکورہ: ص ۳۲۲۔
③تاریخ الطبری: ۵/۲۳۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۴۔
④عیون الاخبار لابن قتیبۃ: ۱/۲۷۴، والأغانی: ۴/۱۵۵۔
⑤تاریخ الطبری: ۵/۲۳۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گشتی پارٹیوں کی صورت میں ہمہ وقت پہرا دیتے تھے۔ایک پارٹی سوجاتی تو اس جگہ دوسری پارٹی پہرہ دیتی۔ یہ پہرے دار بڑے بہادر اور نڈر تھے جو شہادت پانے کے لیے پوری طرح تیار رہتے تھے۔ وہ اس سرحد پر پہرا دینے کے بارے میں مروی احادیث سے آگاہ تھے جن کی رو سے ان کا اجر وثواب شہدائے بدر کے اجر وثواب کے برابر تھا۔①

یہ سلسلہ ۸۱ھ تک اسی طریقے سے چلتا رہا۔ ۸۱ھ میں محمد بن ابوسبرہ جعفی پہرے کے لیے اس سرحد پر آیا۔ اس نے جب صورت حال دیکھی تو اس کی وجہ دریافت کی۔ لوگوں نے بتایا کہ دشمن کے شہر میں گھس آنے کا خطرہ ہے۔ ابن ابوسبرہ نے کہا کہ انھوں نے تمھارے ساتھ انصاف کر دیا ہے۔ ان کے لیے دروازے کھول دو اور ڈرو نہیں۔ لوگوں نے دروازے کھول دیے۔ یہ بات دیلمیوں کو معلوم ہوئی تو وہ دوڑے چلے آئے اور ان پر شب خون مارا۔ لوگ اشتعال میں آ گئے۔ ابن ابوسبرہ نے فوراً دروازے بند کرنے کو کہا۔ دروازے بند کر دیے گئے اور جنگ کی چکی چلنے لگی۔ ایک بھی دیلمی بچ نہ پایا۔ ابن ابوسبرہ نے اس رات اپنی بہادری کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔ اس کے نام کی خوب شہرت ہوئی اور اس کی قدر ومنزلت جانی گئی۔ وہ جب تک اس سرحد پر رہا، دیالمہ نے اپنا ملک چھوڑنے کی غلطی نہ کی۔ وہ اس سرحد کا مخدوم بن گیا۔②

ابن اشعث کی بغاوت اٹھی تو دیالمہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حجاج نے عمرو بن ہانی عبسی کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ وہ ان سے پہلے کردوں کی بغاوت فرو کر چکا تھا۔ ابن ہانی عبسی نے دیالمہ کے خلاف بھی فتح پائی اور خطے کا امن وسکون بحال کیا۔③

دیالمہ کا ایک وفد حجاج کے پاس حاضر ہوا۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اسلام اور جزیے میں سے ایک کا انتخاب کر لو۔ انھوں نے انکار کیا۔ حجاج نے حکم دیا کہ دیلم کے میدانوں، پہاڑوں اور گھاٹیوں کا نقشہ تیار کیا جائے۔ نقشہ بن گیا تو اس نے دیالمہ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ میں نے تمھارے ملک کا نقشہ بنوایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس پر حملہ کرنا آسان ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی فوج وہاں بھیجوں جو تمھارے جنگجوؤں کو مار ڈالے اور بال بچوں کو لونڈی غلام بنا لے، میری بات مان لو۔ دیالمہ نے حجاج

①البلدان للهمداني: ص ۲۸۳.
②الكامل لابن الأثير: ۴/۷۷، والنجوم الزاهرة للاتابكي: ۱/۲۰۳.
③فتوح البلدان: ص ۳۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے وہ نقشہ مانگا۔نقشہ دیکھ کر وہ کہنے لگے: نقشہ تو صحیح ہے لیکن اس میں وہ شہ سوار نہیں دکھائے گئے جو ان گھاٹیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر آپ نے زحمت کی تو آپ دیکھ بھی لیں گے۔

امیر حجاج نے ان کی دھمکی خاطر میں نہ لائی اور اپنے بیٹے محمد کو ایک لشکر دے کر دیالمہ کی طرف روانہ کر دیا لیکن اسے ان کے خلاف فیصلہ کن فتح حاصل نہ ہوئی۔ محمد نے اہل قزوین کے لیے ایک مسجد تعمیر کرائی جس پر اس نے اپنا نام لکھوایا۔①

حجاج نے جب واسط تعمیر کرایا تو اس نے واسط اور قزوین کے درمیان نگران چوکیاں بنوا دیں۔ اہل قزوین جب یہ بتانے کے لیے دھواں چھوڑتے تے کہ ان کا شہر خطرے میں ہے تو ان چوکیوں کے نگران بھی دھواں چھوڑتے، اگر دن ہوتا۔ اگر رات ہوتی تو آگ روشن کی جاتی اور گھڑسوار دستے ان کی مدد کو پہنچ جاتے۔②

---

①البلدان للهمداني: ص ۲۸۳، ومعجم البلدان: ۷/۸۱، والأغاني: ۵/۱۳۹، ۱۴/۴۱۔
②معجم البلدان: ۸/۳۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

عہد حجاج کی فتوحات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱ خراسان میں آل مہلب اور اس کی فتوحات

اس بات کا ذکر ہم کر آئے ہیں کہ مہلب جب ازارقہ کے قضیے سے عہدہ برآ ہوا تو امیر حجاج نے ۷۸ھ میں اسے خراسان کی وزارت دے دی اور ۷۹ھ میں وہ خراسان کی طرف روانہ ہو گیا۔① وہ جنگجو آدمی تھا۔ وزیر بن کر نچلا کیونکر بیٹھ رہتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے ۸۰ھ میں دریائے جیحوں پار کیا اور کش کو عسکری مرکز قرار دے کر وہاں سے لشکر بھیجنے شروع کر دیے تا کہ وہ فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھائیں۔ وہاں سے اس کے فرزندوں حبیب اور یزید کے زیر قیادت دو لشکر روانہ ہوئے۔

جیش یزید کی روانگی کا سبب یہ تھا کہ کش میں مہلب کے پاس شاہِ ختل کا عم زاد آیا اور ختل پر حملے کی دعوت دی۔ مہلب نے یزید کو اس کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ یزید وہاں پہنچ کر اپنے لشکر کے ساتھ ایک گوشے میں خیمہ زن ہوا اور شاہِ ختل کا عم زاد دوسرے گوشے میں۔ شاہِ ختل سبل نے جب یہ صورت حال دیکھی تو سوچا وہ کوئی ایسی چال چلے کہ دونوں اتحادی لشکروں میں پھوٹ پڑ جائے۔ یوں ممکن ہے وہ اپنے عم زاد کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائے۔ چنانچہ سبل نے اپنے عم زاد کے لشکر پر شب خون مارا اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے۔ عم زاد نے سمجھا کہ عربوں نے اسے دھوکا دیا ہے اور جب وہ ان کے لشکر سے علیحدہ ہو کر بیٹھا تھا تو وہ اس کی دھوکا دہی سے خائف تھے۔ یوں اس کی لشکر گاہ میں افراتفری مچ گئی۔ وہ سبل کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اپنے قلعے میں مارا گیا۔

یزید بن مہلب کو اس دھاوے کی خبر ہوئی تو وہ قلعے پر آیا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ سبل نے فدیہ دے کر اس سے مصالحت کر لی اور یہ شرط رکھی کہ وہ واپس چلا جائے۔ یزید نے یہ شرط منظور کی اور مہلب کے پاس واپس آ گیا۔

حبیب کو مہلب نے زنجن کی طرف روانہ کیا۔ وہ چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ حاکم بخارا سے ٹکرایا۔ ابتدا میں مبارز طلبی ہوئی جس میں عربوں کا پلڑا بھاری رہا۔ دشمن یہ صورت حال دیکھ کر

① تقدم ص ۱۹۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے علاقے کی طرف پلٹ بھاگا۔ دشمن کی ایک تعداد ایک بستی میں قلعہ بند ہوگئی۔ حبیب چار ہزار سپاہیوں کو ہمراہ لے کر ان کے تعاقب میں گیا اور لڑ بھڑ کر انھیں شکست سے دو چار کیا۔ ① خود مہلب نے خجندہ فتح کیا اور اہل خجندہ نے اسے فدیہ ادا کیا۔ ② اس نے دو برس کش میں قیام کیا۔ کسی نے اس سے کہا اگر آپ سندھ تک اور پھر سندھ سے آگے تک پیش قدمی کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ مہلب نے کہا: اس جنگ میں مجھے اتنا بہت ہے کہ میرے یہ سپاہی صحیح سلامت مرو واپس پہنچ جائیں۔ ③ اس نے پھر کچھ فدیے کے عوض اہل کش سے مصالحت کر لی۔ ④ وہ کش میں تھا کہ اسے ابن اشعث کا خط ملا جس میں اس نے مہلب کو حجاج کی بیعت سے دستبرداری کے بارے میں بتایا اور مدد کا مطالبہ کیا تھا۔ ⑤ یہیں رجب ۸۲ھ میں اسے اپنے بیٹے مغیرہ کے انتقال کی خبر ملی جسے اس نے مرو میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ مہلب نے اس کی جگہ یزید کو مرو بھیج دیا۔ مغیرہ کے انتقال پر حجاج نے مہلب کو تعزیت نامہ لکھا تھا۔ ⑥

کش میں ایک واقعہ یہ ہوا کہ مہلب نے مضر کے کچھ مشکوک افراد کو زندان میں ڈالا تھا۔ بعد ازاں اس نے جب اہل کش سے فدیہ لے کر مصالحت کی تو مضر کے افراد کو رہا کر دیا۔ اس پر حجاج نے اسے لکھا: ''اگر تو تم نے انھیں برحق زندان میں ڈالا تھا تو اب انھیں رہا کر کے ٹھیک نہیں کیا۔ اگر تم نے انھیں برحق رہا کیا ہے تو پہلے حبس بے جا میں رکھا تھا۔'' مہلب نے جواباً لکھ بھیجا: ''مجھے جب ان سے خطرہ محسوس ہوا تھا تو میں نے انھیں زندان میں ڈال دیا تھا۔ اب جبکہ میں انھیں بے ضرر دیکھ رہا ہوں تو رہا کر رہا ہوں۔'' ⑦

مہلب کا انتقال

مغیرہ کے بعد مہلب زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہا۔ وہ کش سے مرو کے لیے روانہ ہوا تھا کہ راستے میں مروروذ کے ایک مقام زاغول پر ذی الحج ۸۲ھ میں وفات پا گیا۔ ⑧ اس کے فرزند حبیب نے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۹، والفتوحات الاسلامیہ: ۱/ ۱۷۲۔
② فتوح البلدان للبلاذری: ۴۲۳۔
③ الفتوحات الاسلامیہ: ۱/ ۱۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۴، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۳۹۔
④ فتوح البلدان: ۴۲۳، و حوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۴، و حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۳۹۔
⑤ الفتوحات الاسلامیہ: ۱/ ۱۷۲، وتاریخ الطبری: ۵/ ۱۴۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۴۔
⑥ تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۸، ۱۵۹۔
⑦ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۴۰، ۱۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۷۴۔
⑧ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۶۱، و حوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۳، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یزید بن مہلب نے خط لکھ کر حجاج کو مہلب کے انتقال کی خبر دی اور بتایا کہ مہلب نے اسے اپنا نائب بنایا تھا۔حجاج نے یزید کو مہلب کے عہدے پر برقرار رکھا۔①

ابن اشعث کی بغاوت کے ضمن میں ہم نے دیکھا کہ عبدالرحمان بن عباس نے جب خراسان پر قبضے کی کوشش کی تھی تو یزید بن مہلب نے لڑ بھڑ کر اسے شکست سے دو چار کیا اور قیدیوں کو بازیاب کرا کر حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔

۸۴ھ میں اس نے بادغیس کا قلعۂ نیزک فتح کر کے اس کے اموال وذخائر حاصل کر لیے تھے۔ وہ نہایت مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ نیزک جب اسے دیکھتا تو مارے تعظیم کے سجدہ ریز ہو جاتا۔ یزید نے وہ قلعہ فتح کر کے حجاج کو فتح کی خبر دی تھی۔②

یزید بن مہلب حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل رہا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے اسے معزول کر دیا۔اس کی معزولی کا سبب کیا تھا، اس بارے میں راویوں کا اختلاف ہے۔علی بن محمد کی روایت مفضل بن محمد سے یہ ہے کہ حجاج ابن اشعث کی بغاوت کے خاتمے پر خلیفہ عبدالملک سے ملاقات کے لیے دربارِ خلافت آیا تو واپسی پر اسے ایک عیسائی راہب کی خانقاہ دکھائی دی۔ وہ اس خانقاہ (دَیر) کے قریب سواری سے اتر گیا۔اسے بتایا گیا کہ اہل کتاب میں کا ایک بوڑھا عالم اس خانقاہ میں رہتا ہے۔حجاج نے اسے بلا بھیجا اور دریافت کیا کہ کیا ہمارے اور تمھارے موجودہ حالات تمھاری کتابوں میں ملتے ہیں۔

راہب کہنے لگا:

''جی ہاں۔آپ کے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات ہماری کتابوں میں ملتے ہیں۔''

حجاج نے پوچھا:''کیا نام لے کر بتایا گیا ہے یا اوصاف بیان کیے گئے ہیں؟''

راہب نے کہا کہ کہیں نام لیے بغیر وصف بتایا گیا ہے اور کہیں وصف بتائے بغیر نام لیا گیا ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ امیر المومنین کا وصف کیا بتایا گیا ہے۔

① الكامل لابن الأثير : ۴/ ۸۴،طبری کی روایت کے مطابق اس نے مہلب کی وفات اور اپنی نیابت کی اطلاع خلیفہ عبدالملک کو دی تھی لیکن یہ بات دور از کار ہے کیونکہ یزید کا بلا واسطہ والی تو حجاج ہی تھا۔
② تاريخ الطبری : ۵/ ۱۸۶، والكامل لابن الأثير : ۴/ ۹۴، والفتوحات الاسلامية : ۱/ ۱۸۰، وتاريخ ابن خلدون: ۳/ ۵۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

راہب بولا:

''یہ بتایا گیا ہے کہ ہمارے دور میں ایک گنجا بادشاہ ہوگا۔ جو شخص اس کے راستے میں آئے گا، شکست کھائے گا۔''

حجاج نے کہا: ''ان کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟''

راہب نے کہا: ''اس کا نام ولید لکھا ہے۔''

حجاج نے کہا: ''اس کے بعد کون ہوگا؟''

راہب نے کہا: ''وہ ایک نبی کا نام ہے جس کے ہاتھوں لوگوں کے لیے خیر کے دروازے کھولے جائیں گے۔''

حجاج نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو؟''

راہب نے کہا: ''مجھے آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔''

حجاج نے راہب سے پوچھا کہ میرے بعد والی کون ہوگا۔

راہب نے کہا: ''ایک آدمی جسے یزید کہتے ہیں۔''

حجاج نے پوچھا: ''میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد؟''

راہب نے کہا: ''یہ میں نہیں جانتا۔''

حجاج نے یزید کا وصف پوچھا تو راہب نے کہا: ''وہ ایک مرتبہ عہد شکنی کرے گا۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔''

راوی ہمیں بتاتا ہے کہ حجاج کے دل میں یہ بات آئی، وہ یزید بن مہلب ہے۔ وہ بوڑھے راہب کی پیش گوئیوں سے خائف ہوکر آگے بڑھا۔ عراق پہنچا تو اس نے خلیفہ عبدالملک کو عراق کی وزارت سے استعفا لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے اسے جواب لکھا کہ وہ اس کا مطلب سمجھ گئے ہیں۔ اس نے استعفا اسی لیے دیا ہے کہ وہ جان سکے، اس کے بارے میں امیر المومنین کی رائے کیا ہے۔①

ایک روز جبکہ حجاج کو امورِ وزارت سے فراغت تھی، اس نے عبید بن موہب کو بلا بھیجا، راہب

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۹۱، ۱۹۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۴، وفوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۱۶۰، ۱۶۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۵۵، ووفیات الاعیان لابن خلکان: ۲/ ۳۵۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا واقعہ اسے سنایا اور بتایا کہ اس نے یزید بن ابو کبشہ، یزید بن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کے بارے میں غور کیا تھا۔ اس کی رائے کے مطابق یہ تینوں اس پائے کے نہیں کہ وزارت کے اہل ہوں۔ راہب نے جس یزید کا ذکر کیا تھا وہ یزید بن مہلب ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے یزید کی برطرفی کا تہیہ کر لیا لیکن اس سے پہلے اس نے مہلب کی فوج کے ایک شہ سوار خیار بن سبرہ کا انتظار کیا۔ خیار آیا تو حجاج نے اس سے یزید بن مہلب کے بارے میں دریافت کیا۔ خیار نے بتایا کہ یزید ایک نیک سیرت اور فرماں بردار جوان ہے۔ حجاج نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، یزید کے بارے میں سچ سچ بتاؤ۔ خیار بولا: اللہ سب سے جلیل اور سب سے عظیم ہے۔ اس نے کاٹھی تو ڈالی ہے لیکن لگام نہیں ڈالی۔

تب حجاج نے خلیفہ عبدالملک کو خط لکھا جس میں اس نے یزید اور آل مہلب کی مذمت کی کہ ان کا تعلق ابن زبیر کے شیعان وطرفداران سے ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ یہ ان کا نقص نہیں ہے۔ وہ آل زبیر کے وفادار ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ میرے وفادار ہیں۔ حجاج نے خط لکھ کر عبدالملک کو آل مہلب کی غداری کا خوف دلایا۔①

عبدالملک نے اسے لکھا کہ آل مہلب کے بارے میں تم نے میری ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ اب کوئی ایسا نام بتاؤ جو خراسان کی وزارت کا اہل ہو۔ حجاج نے مجاعہ بن سعد سعدی کا نام لیا۔ عبدالملک نے منظور نہ کیا۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام پیش کیا تو انھوں نے منظوری دے دی۔②

ایک روایت یہ ہے کہ حجاج نے یزید کو خط لکھ کر ہدایت کی تھی کہ وہ خوارزم پر حملہ کرے لیکن یزید نے یہ کہہ کر اس کا حکم ٹال دیا تھا کہ خوارزم کے اموال قلیل ہیں اور وہاں پہنچنا دشوار ہے۔ اس پر حجاج نے اسے لکھا کہ وہ اس کے پاس آجائے اور خراسان پر کسی کو اپنا نائب چھوڑ آئے۔ یزید نے جواباً لکھا کہ وہ تو خراسان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حجاج نے اس سے کہا کہ وہ خراسان پر حملہ نہ کرے لیکن یزید نے اس کی یہ بات بھی نہ مانی اور خراسان پر حملہ کر دیا۔ اہل خراسان نے اس سے مصالحت کر لی۔ یزید

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۹۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۶، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۱۔

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۹۲، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴، ابن کثیر اور ابن شاکر نے ذکر کیا کہ حجاج کی نظر انتخاب مفضل پر پڑی تھی جس کی منظوری عبدالملک نے دے دی تھی۔ البدایہ والنہایۃ: ۹/ ۵۶، وفوات الوفیات: ۵/ ۱۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سے قیدی ساتھ لیے مرو لوٹ آیا۔ وہاں مجاہدین کو شدید سردی نے لپیٹ میں لے لیا۔ انھوں نے سردی سے بچاؤ کے لیے قیدیوں سے کپڑے اتروا کر پہن لیے۔ ننگے قیدی سردی سے ٹھٹھر کر مر گئے۔ ①

حجاج نے یزید کو ایک اور خط لکھا کہ وہ اس کے پاس چلا آئے۔ یزید روانہ ہو گیا۔ وہ جس شہر سے گزرتا، لوگ اس کی راہ میں پھول بچھاتے۔ ② حجاج مارے رشک کے یزید سے نفرت کرنے لگا۔ یزید کے سلسلے میں حجاج اور امیر المومنین عبدالملک کے درمیان جو مراسلت ہوئی، اس کی وجہ یہی تھی۔

ابومخنف کی روایت ہے کہ حجاج جب ابن اشعث کے قضیے سے سبکدوش ہوا اور عراق و مشرق اس کے زیر نگیں آ گیا تو اس کے سامنے یزید بن مہلب کے سوا اب اور کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اب اشعث کے بعد وہ سوائے یزید کے اور کسی سے خائف نہیں تھا۔ چنانچہ وہ حیلے بہانے سے یزید کو خراسان سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا تاکہ یزید ابن اشعث کا کردار نہ نبھا سکے۔ وہ اسے روانگی کا پیغام بھیجتا رہا لیکن یزید خراسان پر حملے کے بہانے وہیں ٹھہرا رہا۔ آخر میں ابومخنف نے حجاج کے اس خط کا ذکر کیا ہے جو اس نے خلیفہ عبدالملک کو آل مہلب کی مذمت کے سلسلے میں لکھا تھا۔ ③

ہماری رائے میں راہب والی روایت موضوع (خود ساختہ) ہے۔ ہمارا ماننا یہ ہے کہ حجاج ان خرافات سے متاثر ہونے والا شخص نہیں تھا۔ مکہ میں ابن زبیر کے محاصرے کے دوران میں جب آسمانی بجلیاں گری تھیں تو حجاج نے جو موقف اپنایا تھا، ہم وہ دیکھ چکے ہیں۔ اس نے ابن اشعث سے بدھ کے روز دو دو ہاتھ کیے تھے حالانکہ بدھ کو لوگ منحوس سمجھتے تھے۔ ④ اس روز اس نے مرصع جوتا پہنا تھا۔ اس کے مصاحبوں نے کہا کہ عجمی ایسے موقع پر ایسا جوتا پہننا براشگون سمجھتے ہیں۔ لیکن حجاج نے پروانہ کی۔ ⑤ حجاج کے دیگر افعال سے بھی یہ عیاں ہوتا ہے کہ وہ مضبوط عقیدے کا مالک تھا اور اساطیری باتوں (افسانوں) سے وہ متاثر نہیں ہوتا تھا۔ یوں ہمیں نہیں لگتا کہ اس کے اور راہب کے درمیان وہ مکالمہ ہوا ہوگا جو روایت میں بیان ہوا ہے۔ مصنّفین کی یہ عادت ہے کہ وہ جب غیر معمولی واقعات

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۹۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۷، وفتوح البلدان: ص ۴۲۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۹۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۹۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۱.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۹۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۹۶.
④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۶۷، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۱.
⑤ شرح نهج البلاغة لابن أبی الحدید: ۹/ ۱۳۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشخصیات کا ذکر کرتے ہیں تو ایسے قصے گھڑ لیتے ہیں۔ یہ اعتراف البتہ کرنا پڑے گا کہ یہ واقعہ بڑی چابکدستی سے کاہنوں کے طرز کلام کے مطابق بنایا گیا ہے جو معماتی الفاظ ومعانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس طور پر گھڑا گیا ہے کہ جو سنے گا، یقین کرلے گا کہ واقعی یہ کسی راہب ہی کا اسلوب گفتگو ہے۔

خیر، راہب والا واقعہ صحیح ہے یا نہیں، ایسی متعدد وجوہات حجاج کے سامنے آگئی تھیں جن کے پیش نظر وہ یزید کی غداری سے خائف ہوگیا تھا۔ چنانچہ اس نے یزید کو معزول کردیا تاکہ وہ ابن اشعث کی بغاوت جیسی کسی بغاوت کا اعادہ نہ کرسکے جس نے حجاج کو تھکا مارا تھا اور اب وہ بیرونی ترکتازیوں کے لیے فرصت چاہتا تھا تاکہ اسلام اور اسلامی ریاست نئے فوائد سے بہرہ مند ہوسکے۔

جو وجوہات حجاج کے سامنے آئی تھیں ان کی تفصیل یہ ہے:

ا۔خوارزم پر حملے کے سلسلے میں یزید نے حجاج کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، پھر اس نے فوج کے لیے سردی سے بچاؤ کا مناسب بندوبست نہیں کیا تھا اور حجاج کے پے در پے خطوط کے جواب میں درست رویہ اختیار نہیں کیا تھا۔

۲۔ یزید نے عبدالرحمان بن عباس کے لشکر سے جتنے افراد کو گرفتار کرکے قیدی بنایا تھا، ان کے بارے میں اس نے اپنی مرضی کا تصرف کیا اور ان میں سے متعدد کو رہا کردیا تھا۔ یہ بیان گزر چکا ہے کہ ان میں سے ایک قیدی نے جب حجاج سے یہ شکایت کی تھی کہ یزید نے آپ کی قوم کے افراد کے بدلے اپنے خاندان کے افراد کو ہلاکت سے بچایا اور ان کی بیڑیاں مضر کے لوگوں کو پہنائی تھیں تو حجاج نے اس کا بہت اثر لیا تھا اور یہ بات حجاج کے دل میں بیٹھ گئی تھی۔

۳۔حجاج نے یزید کو خط لکھ کر بنو اہتم کے کچھ شرپسندوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ یزید نے جواباً لکھا تھا کہ بنو اہتم صرف کہتے ہیں، کرتے کچھ نہیں۔ یوں اس نے بنو اہتم کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا۔ حجاج اس کے اس رویے پر برافروختہ ہوا۔①

۴۔عدیل بن فرخ عجلی یزید بن مہلب کے پاس خراسان گیا۔ اس نے یزید کے روبرو اس کی مدح اور حجاج کی مذمت کہی جس پر یزید نے خوش ہوکر عدیل کو انعام سے نوازا۔②

①الأغانی: ۱۳/ ۵۸.
②حوالہ مذکورہ: ۱۳/ ۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھی باتوں نے حجاج کو غصہ دلایا اور وہ سمجھنے لگا کہ یزید بن مہلب کا خراسان کے تخت ولایت پر رہنا خطرے سے خالی نہیں۔اس نے یہ باور کر لیا کہ اب آل مہلب سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔وہ کچھ عرصے کے لیے خراسان کی ولایت مفضل کو دے گا، پھر اسے بھی معزول کر دے گا۔

خلیفہ عبدالملک نے جب یزید کو برطرف کرنے کی منظوری دے دی تو حجاج کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ وہ یزید کو معزولی کا خط لکھے۔اس کے بجائے اس نے یزید کو لکھا کہ وہ مفضل کو نائب بنا کر خود چلا آئے۔یزید نے حجاج کا خط پا کر حصین بن منذر سے مشورہ کیا۔ابن منذر نے اسے مشورہ دیا کہ وہ نہ جائے اور اس سلسلے میں خلیفہ عبدالملک کو خط لکھے جو اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں۔یزید نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور تیاری وروانگی میں دانستہ دیر کی۔یہ امر حجاج کے لیے تکلیف دہ تھا۔اس نے مفضل کو خراسان کا پروانہ ولایت لکھ بھیجا۔مفضل نے اپنے بھائی یزید کو جلد از جلد روانگی پر آمادہ کیا۔یزید ربیع الآخر ۸۵ھ میں خراسان سے روانہ ہو گیا۔یوں حجاج اسے خراسان سے نکالنے میں کامیاب رہا۔①

مفضل نے خراسان کی ولایت پانے کے بعد بادغیس پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل کیا۔مال غنیمت اس نے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ہر مجاہد کے حصے میں آٹھ سو درہم آئے۔بادغیس کے بعد اس نے آجرون اور شومان پر حملہ کر کے کثیر مال غنیمت حاصل کیا۔یہ مال غنیمت بھی اس نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔مفضل کا کوئی بیت المال نہیں تھا۔اسے جتنا مال غنیمت حاصل ہوتا، وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔②

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل

اس سے پہلے کہ ہم مفضل کے موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو قتل کرنے کے حوالے سے گفتگو کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے جا کر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے متعلق یہ جاننے کی کوشش کریں کہ وہ کون تھا۔

موسیٰ کا والد عبداللہ بن خازم ۶۵ ہجری سے خراسان پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا عامل تھا۔

جب مصعب بن زبیر مقتول ہوئے تو عبداللہ بن خازم خراسان کا خود مختار والی بن گیا۔بحیر بن ورقا تمیمی

① تاریخ الطبری: ۵/ ۱۹۲، ۱۹۳، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴، وعقد الجمان: ۱۱/ ۲۷۷، وتاریخ الاسلام ۴/ ۴۳۷، ابن شاکر کی روایت ہے کہ یزید کو ۸۴ھ میں معزول کیا گیا تھا۔
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۹۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۷، وفتوح البلدان: ص ۴۲۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ یوں ان دونوں کے درمیان خانہ جنگی ہوتی رہی۔

عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن خازم کو خط لکھا کہ وہ اگر ان کی بیعت کر لے تو وہ سات برس کے لیے خراسان اس کے نام کر دیں گے۔① عبداللہ بن خازم نے جوابی خط میں لکھا کہ میں ایسا تو نہیں کر سکتا کہ حواری رسول کے فرزند کی بیعت تو توڑ دوں اور ایسے شخص کے بیٹے کی بیعت کر لوں جسے رسول اللہ نے شہر بدر کر دیا تھا۔

اس پر عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو پروانۂ ولایت لکھ بھیجا جو مرو پر ابن خازم کا نائب تھا۔ بکیر نے ابن خازم کی بیعت اتار پھینکی اور اسلحہ خانہ و بیت المال اپنے قبضے میں کرنے کے بعد اہل مرو کو عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی۔ اہل مرو نے عبدالملک کے لیے بیعت کر لی۔ ابن خازم کو یہ خبر ملی تو اسے خدشہ ہوا کہ بکیر اہل مرو اور اہل نیشاپور کو لے کر اس پر چڑھ آئے گا۔ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے پاس ترمذ روانہ ہو گیا۔ بحیر بن ورقا تمیمی نے اسے راستے میں جا لیا اور مرو سے آٹھ کوس کے فاصلے پر ایک بستی میں تہ تیغ کر دیا۔② اب اس ولایت میں دو آدمی تھے۔ بحیر جو ابن خازم کے خلاف فتح کے نتیجے میں اس ولایت کا دعویدار تھا۔ دوسرا بکیر جس کے پاس خلیفہ کا پروانۂ ولایت تھا۔ یوں وہ بھی اس ولایت کا دعویدار تھا۔ ان دونوں کے بیچ کھینچا تانی ہونے لگی تو اہل خراسان نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ ولایت کا اہل کوئی قریشی ہی ہو سکتا ہے۔ اس پر خلیفہ عبدالملک نے خراسان کی ولایت امیہ بن عبداللہ بن خالد کو دے دی۔③ ادھر یہ معاملات طے پا رہے تھے، اُدھر عبداللہ بن خازم کے بیٹے موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کی بغاوت بدستور جاری تھی۔ امیہ اس کے خلاف برسرپیکار آیا۔ ترک بھی اس کے ساتھ آن ملے تا کہ اہل ترمذ اپنا شہر باز یاب کرا سکیں کیونکہ موسیٰ نے انھیں ترمذ سے نکال بھگایا تھا۔ لیکن موسیٰ ان اتحادیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا۔④

امیہ کو خراسان سے معزول کر دیا گیا اور خراسان حجاج کی ولایت میں شامل کر دیا گیا۔ حجاج

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۲۰، ۲۱.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۲۱، وفتوح البلدان: ص ۴۲۲.
③ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۳۸، ۳۹، وفتوح البلدان: ص ۴۲۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۳۰، ۳۱.
④ حوالہ مذکورہ: ۵/ ۱۹۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۸، ۹۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۵، والبدایة والنهایة: ۹/ ۵٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے خراسان پر مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا عامل مقرر کر دیا لیکن اس نے موسیٰ سے کچھ تعرض نہ کیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا اگر موسیٰ مقتول ہوتا ہے تو خراسان میں آل مہلب کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔حجاج نے تو مہلب کو اس کی عسکری سمجھ بوجھ کی وجہ سے عامل بنایا تھا۔حالات اگر مستحکم ہو جاتے تو اسے آل مہلب کی بھی ضرورت نہ رہتی۔اسے جونہی ابن خازم سے نجات ملتی، یہ ضروری تھا کہ وہ بنومہلب کو سبکدوش کر کے بنوقیس کے کسی شخص کو ان کی جگہ مقرر کرے۔مہلب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یزید خراسان کا عامل ہوا۔اس کے دور میں ماوراء النہر کے علاقے میں موسیٰ کا اثر ورسوخ بڑھ گیا۔قطبہ خزاعی کے بیٹوں حریث اور ثابت کے زیر قیادت ترکوں اور عربوں کی بڑی تعداد موسیٰ سے جاملی تھی کیونکہ حریث اور ثابت آل مہلب کے دشمن تھے۔①

یہ اتحاد لیکن زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا۔اتحادی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ سازشوں نے بھی کردار ادا کیا۔چنانچہ حریث جنگ میں اور ثابت ایک خفیہ حملے میں مارا گیا۔ترکوں کا بادشاہ طرخون اپنے ملک واپس چلا گیا۔②

اس کے بعد حجاج نے یزید بن مہلب کو معزول کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل کو مامور کر دیا۔مفضل نے سوچا ابن خازم پر حملے کا اچھا موقع ہے۔لوگوں کی بھیڑ اس کے اردگرد سے چھٹ گئی ہے اور وہ ماوراء النہر میں پناہ لیے بیٹھا ہے۔یوں حجاج کی نگاہ میں مفضل کی قدر بڑھ جائے گی۔چنانچہ اس نے عثمان بن مسعود کو موسیٰ کی طرف روانہ کر دیا اور اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو اس کے ساتھ بھیجا جسے اس نے بلخ سے بلایا تھا۔وہ بلخ کا والی تھا۔یہ دونوں پندرہ ہزار کا لشکر لے کر دریا پار موسیٰ کے سر پر جا پہنچے اور اس کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔وہ کچھ مدت تک ان کا محاصرہ جھیلتا رہا۔محاصرے نے طول پکڑا تو موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چلو، باہر نکل کر ابن مہلب اور اس کے ساتھ آئے ترکوں سے لڑ مریں۔اس نے اپنے برادر زادے نضر بن سلیمان کو شہر میں اپنا نائب بنایا اور اس سے کہا کہ اگر وہ مارا جائے تو شہر مدرک بن مہلب ہی کے حوالے کرنا۔یوں موسیٰ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ عثمان، مدرک اور ترکوں کے مقابلے میں آیا۔گھمسان کا رَن پڑا۔اتحادی غالب آئے اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم مارا

①تاریخ الطبری: ۵/۱۹۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/۹۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۵۵.

②الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۹۹، ۲۰۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۳۶، وتاریخ الطبری: ۵/۱۹۸، ۲۰۴، وفتوح البلدان: ص ۴۲۴، ۴۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔مفضل نے حجاج کو فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔①

اس کے بعد جلد ہی حجاج نے مفضل کو معزول کر دیا۔وہ نئے حملے کی تیاری کر رہا تھا۔②

حجاج نے اس کے بجائے قتیبہ بن مسلم کو والی بنا دیا۔قتیبہ نے مفضل اور اس کے بھائیوں مدرک اور عبدالملک کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔حجاج نے ان تینوں پر ستر لاکھ درہم جرمانہ عائد کر دیا۔وہ ۹۰ھ تک اس کے زندان میں قید رہے۔

اسی سال حجاج کرد حملے کی تیاری کے لیے رستقباد روانہ ہوا۔اس نے آل مہلب کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور انھیں اپنے قریب ایک خیمے میں ٹھہرا کر اہل شام کا پہرا بٹھا دیا۔اس نے پہریداروں سے کہا کہ ان تینوں پر تشدد کیا جائے تاکہ وہ جرمانے کی رقم ادا کر دیں۔اس پر آل مہلب نے تیس لاکھ درہم ادا کر دیے اور قید سے رہائی کا طریقہ ڈھونڈنے لگے۔آخر ایک حیلہ ان کے کام آیا اور وہ قید سے نکل کر شام کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔

شام پہنچ کر فرزندان مہلب نے سلیمان بن عبدالملک سے پناہ طلب کی۔سلیمان نے انھیں پناہ دے دی اور بڑی تگ و دو سے خلیفہ ولید کے ہاں ان کی سفارش کر کے انھیں امان دلائی۔حجاج نے ولید کو خط لکھا کہ آل مہلب کو اس کے حوالے کیا جائے۔

ولید نے جواباً لکھا:

''سلیمان کے ہوتے ہوئے میں یزید اور اس کے اہل خانہ تک نہیں پہنچ سکتا،لہٰذا آپ ان کا خیال چھوڑ دیں۔''

تب سے یزید بن مہلب سلیمان کا مقرب بن گیا۔سلیمان نے اسے اپنے دورِ خلافت میں عراق کا والی بنایا۔③

خلیفہ عبدالملک بن مروان کی بیماری اور وفات

اسی اثنا میں خلیفہ عبدالملک بن مروان بیمار پڑ گئے۔انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور انھیں حجاج کے بارے میں وصیت کی کہ حجاج کو عزت دینا۔وہی ہے جس نے منبروں کو تمھارے لیے تیار

①تاریخ الطبری:۵/۲۰۰۔۲۰۵،وفتوح البلدان:ص ۴۲۵،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۰۰.
②حوالہ مذکورہ:۵/۲۱۴،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۰۵.
③حوالہ مذکورہ:۵/۲۳۰۔۲۳۵،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۱۴۔۱۱۶،ووفیات الاعیان:۲/۳۵۶۔۳۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہموار کیا، شہروں کو تمھارے زیر فرمان اور دشمنوں کو تمھارے زیر نگیں کیا۔① وسط شوال ۸۶ھ میں خلیفہ عبدالملک کا انتقال ہو گیا۔②

① انساب الاشراف: ۱۱/ ۲۶۲، ومروج الذهب للمسعودی: ۲/ ۱۱۰، وتاریخ الخلفاء للسیوطی: ص ۱۴۷، وفوات الوفیات: ۵/۱۷۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۰۳.

② مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کا مفصل تعارف پیش کر دیا جائے۔ ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر محمود احمد غازی دونوں خلیفۂ ثامن (فی احد الاقوال) امیر عبدالملک بن مروان کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ بڑے پائے کے صاحب علم انسان اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد تھے۔ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتقال کے وقت ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد فتاویٰ کے لیے کس سے رجوع کیا جائے تو انھوں نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کا نام لیا۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی عبدالملک بن مروان کی بابت اپنے محاضرات سیرت کے تیسرے لیکچر میں بتاتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان علمی اور دینی اعتبار سے اس درجہ اور مقام و مرتبہ کے انسان تھے کہ امام مالک نے موطا میں کئی جگہ کسی چیز کا سنت ہونا عبدالملک کے طرز عمل کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ مثلاً کہا ہے کہ فلاں چیز سنت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل علم نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ گویا امام مالک نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے طرز عمل کو سنت کی دلیل قرار دیا۔ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سیرت و مغازی سے متعلق معلومات کے لیے اکثر و بیشتر عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کو سوالات بھیجا کرتے تھے اور عروہ ان سوالات کا تفصیلی جواب دیا کرتے تھے۔ الغرض عبدالملک رحمہ اللہ بن مروان رضی اللہ عنہ ایک صاحب علم خلیفہ تھے۔ اگر یہ مسند خلافت پر نہ بیٹھتے تو فقہائے سبعہ میں سے ہوتے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ مدینہ منورہ میں تحصیل علم میں گزارا اور ۶۳ھ یعنی ایام حرہ تک مدینہ میں ہی رہے۔ ایام حرہ میں جب باغیان مدینہ نے بنوامیہ کو شہر بدر کر دیا تو آپ بھی ان کے ساتھ مدینہ سے نکل گئے۔

علامہ ابن سعد نے طبقات کے حصہ پنجم میں تابعین کے ذیل میں آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ساتھ تھے کہ عبدالملک بن مروان ان دونوں کے پاس سے گزرے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالملک کو دیکھ کر کہا کہ یہ نوجوان کس قدر باادب اور مروت والا ہے۔ اس پر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نوجوان نے چار اچھی عادتیں اختیار کر لیں اور تین بُری خصلتیں ترک کر دی ہیں۔ یہ جب بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے کرتا ہے اور جب اس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔ جب ملاقات کرتا ہے تو خندہ پیشانی سے کرتا ہے اور اس کی مخالفت کی جاتی ہے تو بردباری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جو گفتگو قابل عذر ہوتی ہے اسے ترک کر دیتا ہے۔ کمینہ صفت لوگوں کی صحبت سے احتراز کرتا ہے اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کر دیتا ہے جس کی عقل و مروت پر بھروسا نہ کیا جا سکتا ہو۔

اسی طرح ابن سعد آگے جا کر ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمان بن ابوزناد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ وہ پہلے مسلمان خلیفہ تھے جنھوں نے مملکت اسلامیہ میں اسلامی کرنسی رائج کی اور ۷۵ھ میں درہم و دینار ڈھلوائے۔

ابن سعد نے طبقات میں آپ کے عمل کو بطور سنت پیش کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے کے دانت لگانے کے بارے میں ابن شہاب زہری سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے سونے کے دانت لگوائے تھے۔ یہی بات عمرو بن قیس سے بھی مروی ہے۔==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==> عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے علمی کمالات کا مختلف صاحب علم حضرات نے اعتراف کیا ہے جس کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ البدایۃ و النھایۃ (۹/۷۷۔۸۲) میں درج کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کا شجرہ لکھنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ

ان کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے سماع ثابت ہے اور وہ پہلے شخص ہیں جو لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ۴۲ ھ میں روم کے علاقوں میں چل پھر کر آئے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو امیر مدینہ مقرر کیا۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا فقہاء، علماء اور عابد و زاہد لوگوں میں ہوتا تھا۔ اپنے والد سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے علاوہ انھوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور بریرہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی سماعت اور روایت کی۔ خود ان سے ایک عظیم جماعت نے روایت حدیث کی جن میں خالد بن معدان، عروہ بن زبیر، امام زہری، عمرو بن حارث، رجا بن حیوہ اور جریر بن عثمان شامل ہیں۔

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی ولادت ۲۶ ھ میں ہوئی۔ خلیفہ بننے سے پہلے ان کا شمار عباد و زہاد میں ہوتا تھا اور وہ ان فقہاء میں شمار ہوتے تھے جو ہر وقت مسجد میں قائم اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتے تھے۔ امام نافع رحمہ اللہ مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ میں نے مدینہ میں عبدالملک بن مروان سے زیادہ چاق چوبند، سیر و سیاحت کرنے والا اور کتاب اللہ کا قاری کسی کو نہیں دیکھا۔ امام اعمش رحمہ اللہ ابو زناد سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے فقہاء چار اشخاص تھے، سعید بن مسیب رحمہ اللہ، عروہ رحمہ اللہ، قبیصہ بن زویب رحمہ اللہ اور عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ۔ دور خلافت میں یہ قبیصہ بن زویب عبدالملک بن مروان کے وزیر تھے۔

امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ اس پائے کے انسان تھے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے زاہد و عابد صحابی نے ان کے متعلق فرمایا کہ لوگوں نے بیٹے جنے ہیں جبکہ مروان رضی اللہ عنہ نے باپ جنا ہے یعنی عبدالملک۔ یہی وجہ تھی کہ ایک دن جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کا عبدالملک کی امارت میں اختلاف دیکھا تو کہا کہ کاش! اس لڑکے کی امارت پر سب کا اتفاق ہوتا۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے عبدالملک کی بابت فرمایا کہ میں نے کسی مجلس میں اپنے سے زیادہ فضیلت والا کسی کو نہیں پایا سوائے عبدالملک بن مروان کے، اس لیے کہ جب بھی میں کوئی بات کرتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے اور جب بھی کوئی شعر کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ ھ میں امیر مدینہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ

> معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کی معیت میں جو وفد مغرب کے شہروں کی طرف جا رہا ہے اس میں اپنے بیٹے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو بھی شامل کر دو۔

اس خط میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالملک بن مروان کی ان علاقوں میں مجاہدانہ صلاحیت و اہلیت کا بھی ذکر کیا تھا۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علم عنقریب اٹھ جائے گا۔ جس شخص کے پاس ہے جلدی سے پیش کرے، نہ خیانت کرے اور نہ پہلو تہی کرے۔ اس کے علاوہ عبدالملک کے خطبے میں وعظ و نصیحت کی باتیں ہوتی تھیں۔

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے امیر عبدالملک رحمہ اللہ کو خط لکھا جس میں خود کا خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا بتا کر فرمایا کہ مجھے حجاج نے تکلیف پہنچائی اور ایسا ایسا کیا ہے۔ عبدالملک رحمہ اللہ خط پڑھ کر رونے لگے اور غصہ ہوئے، پھر ایک سخت خط حجاج کو لکھا جس کی وجہ سے حجاج نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معذرت کی اور اپنے فعل پر نادم ہوا۔ ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا اور ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

==>ان سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہا تو عبدالملک نے فرمایا کہ جو چاہو کہو مگر تین باتیں مت کرنا: میری تعریف مت کرنا، مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور میری رعایا کے خلاف مجھے مت بھڑکانا۔

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے ان کے خلاف خروج کیا تھا۔ اس کی بابت قتل کا فیصلہ ہوا۔ اس شخص نے عبدالملک سے کہا کہ آپ کی طرف سے میرا یہ بدلہ ہے؟ عبدالملک نے اس سے پوچھا پھر کیا بدلہ ہونا چاہیے؟ اس شخص نے کہا کہ میں جس کے ساتھ بھی نکلا ہوں وہ ناکام ہوا اور شکست کھائی اور اس کا لشکر منتشر ہوا۔ یہ بات سن کر عبدالملک کو ہنسی آگئی اور اس کو چھوڑ دیا۔ عبدالملک سے کسی نے پوچھا کہ کونسا شخص سب سے بہتر ہے؟ فرمایا کہ جو بلندی کے بجائے تواضع اختیار کرے، ثروت کے باوجود زہد اختیار کرے اور انتقام پر قدرت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لے۔ بہترین مال وہ ہے جو قابل تعریف ہو یا مذمت کو دور کرے۔ یہ بھی نہ کہو کہ کون پالے گا کیونکہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ اور عیال ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک خطبہ روک کر رونے لگے اور پھر کہا: یارب!

إن ذنوبي عظيمة و إن قليل عفوك أعظم منها، اللهم فامح بقليل عفوك عظيم ذنوبي " اے میرے رب! میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور یقیناً تیرا تھوڑا سا عفو و درگزر ان گناہوں سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔ اے میرے اللہ! اپنے قلیل عفو سے میرے عظیم گناہوں کو معاف فرمادے۔

راوی کا کہنا ہے کہ جب حسن رحمہ اللہ کو یہ خبر ملی تو وہ رونے لگے اور کہا کہ

لو كان كلام يكتب بالذهب لكتب هذا الكلام " اگر کوئی کلام سونے سے لکھنے کے قابل ہوتا تو یہ کلام سونے سے لکھا جاتا۔"

حسن رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی اس دعا کے بارے میں یہی رائے دی۔

جناب عبدالملک بن مروان کی خلافت کی بیعت ۶۵ھ میں کی گئی جو مصر و شام تک محدود تھی جبکہ دوسرے علاقوں پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت قائم تھی لیکن ۷۳ھ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد تمام بلاد اسلامیہ میں ان کا اقتدار قائم ہوگیا۔ ۸۶ھ کے وسط شوال میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا جبکہ ان کی عمر ساٹھ برس کے آس پاس تھی۔ ان کے جانشین امیر ولید بن عبدالملک نے ان کی صلاۃ المیت ادا کی۔ ان کی ایک بیوی بنو مخزوم سے تھیں جن کے بطن سے ہشام بن عبدالملک پیدا ہوا تھا جو بعد میں جا کر خلیفہ بنا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی ایک صاحبزادی بھی عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ اس لحاظ سے یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے داماد اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بہنوئی تھے۔ امیر یزید بن معاویہ کی صاحبزادی عاتکہ بھی ان کی زوجیت میں تھیں۔ عبدالملک کی کل مدت خلافت اکیس سال تھی جس میں سے نو سال سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حکومت میں شامل تھے جبکہ تیرہ سال تین ماہ مستقل حکومت کی۔ (البداية و النهاية: ۹/ ۷۷ تا ۸۲۔)

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بابت لکھتے ہیں:

"بلاشبہ خلافت عبدالملک میں عمالِ حکومت زیادہ تر تابعی طبقہ کے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کا رویہ بہت احترام و عقیدت کا تھا۔ خلیفہ وقت خود ان سے دینی رہنمائی حاصل کرتے تھے حالانکہ وہ خود اپنے وقت کے ایک عظیم فقیہ تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سوال کے جواب میں لوگوں کو دین و شریعت اور فقہ و سنت ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد ان کا فرزند ولید تخت خلافت پر بیٹھا۔اس نے اسلامی شہروں میں اور عراق میں حجاج کو بیعت نامہ لکھ بھیجا۔سب لوگوں نے ولید کی بیعت کر لی۔کسی نے اختلاف نہ کیا۔حجاج نے ولید کو لکھا:

''امابعد! یا امیر المومنین، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کم عمری میں شہروں کے اندر وہ تمکنت، لوگوں پر وہ حکومت اور دشمنوں کے خلاف وہ نصرت عطا فرمائی ہے جو میرے علم کے مطابق آپ سے پہلے کسی خلیفہ کو عطا نہیں فرمائی۔پس آپ اسلام کو لازم تھام لیجیے اور اس میں در آنے والی کجی کو درست کر کے اسے قائم کر دیجیے۔اس کے احکامات اور اس کے حدود کا نفاذ یقینی بنائیے۔لوگوں کی پسند و ناپسند اور ناراضگی کی پروا نہ کیجیے۔لوگوں پر تو جو بھی اچھا یا برا وقت آئے وہ صرف تین دن ہی اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔والسلام۔①

ولید کے دور میں بھی حجاج کے پاس وہی ولایت رہی جو عبدالملک نے اس کے سپرد کی تھی۔ عبدالملک کی وفات سے اس کے طرز حکومت میں کوئی فرق نہ آیا۔ولید نے بھی حجاج کے متعلق جو وصیت

==> میں جناب عبدالملک رحمہ اللہ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا تھا۔خلیفۂ اموی کا عالم احترام وعقیدت یہ تھا کہ اپنے عظیم ترین و محبوب و معتمد ترین نائب الملک حجاج بن یوسف کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ لینے بلکہ ان کی پیروی و متابعت کرنے کا حکم دیا تھا۔'' (خلافت اموی، خلافت راشدہ کے پس منظر میں: ص ۲۵۰)

علامہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے پندرہ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔بیٹوں کے نام مروان اکبر، ولید، سلیمان، یزید، مروان اصغر، ہشام، ابوبکر، مسلمہ، عبداللہ، سعید، حجاج، محمد، منذر، عنبسہ اور قبیصہ تھے جبکہ بیٹیوں کے نام عائشہ و فاطمہ تھے۔'' (المعارف: ص ۱۵۶)

عائشہ بنت عبدالملک کی شادی خالد بن یزید بن معاویہ سے ہوئی تھی جبکہ فاطمہ بنت عبدالملک عمر بن عبدالعزیز کو بیاہی تھیں۔(المعارف: ص ۱۵۷، والمحبر: ص ۵۸)

لڑکوں میں ولید بن عبدالملک مشہور ہوا جو عبدالملک کا ولی عہد تھا اور ان کے بعد ۸۶ھ میں خلیفہ بنا۔اسی طرح سعید بن عبدالملک تھے جن کا لقب سعید الخیر تھا۔وہ نہر سعید نامی مقام میں رہتے تھے۔یہ نہر انھی کی جانب منسوب ہے۔یہ جگہ دلدلی جنگل تھی جس میں درندے رہتے تھے۔اس جنگل کو سعید نے درست کرا کے آباد کیا تھا۔(المعارف: ص ۱۵۷) جبکہ مسلمہ بن عبدالملک جن کی کنیت ابوسعید تھی، ان کو الجرادۃ الصفراء کہا جاتا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا رنگ زردی مائل تھا۔وہ بہادر تھے۔انھوں نے بلادِ روم کے بہت سے مقامات فتح کیے تھے۔انھی میں (سرحدی شہر) طوانہ بھی تھا۔وہ چند ماہ عراق کے والی بھی رہے۔(المعارف: ص ۱۵۷) (محمد فہد حارث)

①الامامۃ والسیاسۃ: ۲/ ۴۷، ۴۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باپ سے پائی تھی اس سے اس نے سر موانحراف نہ کیا۔ ہر چند اس کا بھائی سلیمان حجاج کی معزولی کے لیے برابر اصرار کرتا رہتا تھا۔①

ولید حجاج کے بارے میں سلیمان کی بات پر کان نہیں دھرتا تھا۔اس کی واحد وجہ خلیفہ عبدالملک کی وصیت ہی نہیں تھی بلکہ ولید خود بھی حجاج کے مقام ومرتبہ اور ریاست کے لیے اس کے کارہائے نمایاں سے بخوبی واقف تھا۔ وہ کہتا تھا کہ عبدالملک نے کہا تھا حجاج میری آنکھوں کے درمیان کی جلد ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ حجاج میرے پورے چہرے کی جلد ہے۔②

مزید برآں، حجاج ان لوگوں میں شامل تھا جو عبدالملک کے بعد ولید کو خلیفہ دیکھنا چاہتے تھے۔ روایت ہے کہ حجاج نے ابن اشعث کی بغاوت سے پہلے یہ بات عبدالملک کو لکھ بھیجی تھی۔اس نے عمران بن عصام غزی کی قیادت میں اپنا ایک نمایندہ وفد بھی عبدالملک کے پاس بھیجا تھا۔عمران نے خلیفہ عبدالملک کے روبرو ایک قصیدہ پڑھا تھا جس میں اس نے حجاج کی طرف سے اس دلچسپی کا اظہار کیا، ولید کی خوبیوں کا ذکر کیا اور خلیفہ کو ولید کی بطور ولی عہد نامزدگی کی ترغیب دلائی تھی۔③ یہی وجہ ہے کہ ولید نے حجاج کے طرز سیادت کو برقرار رہنے دیا اور اس سلسلے میں اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔

---

①الامامه والسیاسة: ۲/ ۴۷.
②عیون الاخبار: ۲/ ۴۹،والبیان والتبیین: ۱/ ۳۷،والعقد الفرید: ۳/ ۱۸.
③تاریخ الطبری: ۵/ ۲۰۷، ۲۰۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۱، والبدایة والنهایة: ۹/ ۵۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۰۳،وانساب الاشراف: ۱۱/ ۲۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲ قتیبہ بن مسلم خراسان میں، فتوحات اور انجام

قتیبہ خراسان آیا تو اس نے بلادِ ماوراء النہر کی فتح کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ اس نے مسلمانوں سے خطاب کیا جس میں اس نے مسلمانوں کو اعلائے دین اللہ، حرمتوں کے تحفظ اور دشمنوں کی شکست کے لیے جہاد کی ترغیب دلائی اور اس سلسلے میں قرآنی آیات کا ذکر کیا۔①

بعد ازاں اس نے فوج کا جائزہ لیا اور اسے ساتھ لے کر مرو سے روانہ ہوا۔ وہ طالقان پہنچا تو مرو کے فارسی سردار اس سے آن ملے اور اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے دریا پار کیا۔②

صغانیوں کا بادشاہ بیش اس سے ملا اور اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے بیش قیمت تحائف پیش کیے جن میں سونے کی چابیاں بھی شامل تھیں۔ اس نے اپنے ملک کی زمامِ اختیار قتیبہ کے حوالے کر دی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ پڑوسی ملک شومان و آخرون کے بادشاہ کے حملے سے خوفزدہ تھا۔ شومان کا بادشاہ اس سے پہلے بھی حملہ کر کے اسے پریشان کر چکا تھا۔ قتیبہ کی آمد ہوئی تو اسے اپنا تخت بچانے اور اپنے دیرینہ دشمن سے چھٹکارا پانے کا موقع ہاتھ آ گیا۔

چنانچہ بیش نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا، اپنا ملک اسے پیش کر دیا اور اسے شومان اور آخرون کے خلاف یلغار کی ترغیب دلائی۔ بیش کی امید بر آئی اور قتیبہ نے اپنی فوج کا رخ شومان و آخرون کی طرف موڑ دیا۔ لیکن وہ دونوں ملک قتیبہ کے مقابلے میں نہ آئے اور ان کے بادشاہ غیشتان نے فدیہ دے کر قتیبہ سے مصالحت کر لی۔ مسلمانوں نے مصالحت منظور کی اور قتیبہ فوج کی قیادت اپنے بھائی صالح بن عبدالرحمان کو سونپ کر مرو لوٹ آیا۔

فوج کی زمام قیادت صالح کے ہاتھ آئی تو اسے جہاد کا شوق چرایا۔ اس نے فرغانہ کے نواحی

① تاریخ الطبری: ۵/ ۳۱۴، ۳۱۵۔

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۱۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۵، روایت ہے کہ قتیبہ نے دریا پار کرنے سے پہلے سال ۸۶ھ کا باقی عرصہ بلخ میں قیام کیا۔ بلخ کے ایک حصے کے لوگ اس کے خلاف بغاوت کیے ہوئے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں سے دشمنی مول لے رکھی تھی۔ قتیبہ نے ان سے لڑائی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاقوں کا شان، اورشت اور اخشیکت پر یلغار کی اور ان شہروں پر فتح مبین سے ہمکنار ہوا۔①

قتیبہ نے مرو سے بادغیس کے سربراہ نیزک طرخان کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ وہ مسلمان قیدیوں کو رہا کر دے۔ نیزک ڈر گیا۔ اس نے قیدیوں کو رہا کر کے قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔ بعد ازاں قتیبہ نے نیزک کو دوسرا خط لکھا جس میں اسے صلح کرنے کو کہا اور کہا کہ وہ اسے امان دے گا۔ قتیبہ نے قسم کھا کر کہا کہ اگر وہ اس کے پاس نہ آیا تو وہ اس پر حملہ کرے گا اور اسے تلاش کرے گا، پھر یا تو وہ اسے شکست سے دوچار کرے گا یا لڑتے لڑتے جان دے دے گا۔

قاصد جب یہ خط نیزک کے پاس لایا تو نیزک نے اس سے مشورہ کیا اور کہا:

تمھارے صاحب کے پاس مجھے خیر نظر نہیں آتی۔ اس نے مجھے جیسا خط لکھا ہے ویسا خط میرے جیسے شخص کو نہیں لکھا جاتا۔ سلیم نے اسے مشورہ دیا وہ ایک مضبوط اور طاقتور حکمران ہے۔ اگر اس سے آسان معاملہ کیا جائے تو وہ ایک آسان شخص ہے۔ اگر اس سے مشکل معاملہ کیا جائے تو وہ ایک مشکل آدمی ہے۔ خط کا لہجہ سخت ہے لیکن تمھیں یہ لہجہ دیکھ کر رکنا نہیں چاہیے۔ تم اس کے ہاں اپنی پوزیشن بہتر کر لو۔ چنانچہ نیزک قاصد کے ہمراہ قتیبہ کے پاس چلا آیا اور ۸۷ھ میں دونوں کے درمیان اس شرط پر صلح ہوگئی کہ قتیبہ نیزک کے ملک میں داخل نہیں ہوگا۔②

اس کے بعد قتیبہ بیکند پر یلغار کے لیے روانہ ہوا۔ وہ مرو سے مرورود اور آمل سے ہوتا ہوا زم پہنچا جہاں اس نے دریا پار کیا اور بیکند کی طرف چل پڑا جو بخارا کا قریب ترین شہر تھا۔ وہ بیکند کے قریب پہنچا تو شہر کے لوگوں نے صغد سے مدد مانگی اور پڑوسیوں سے اعانت کا سوال کیا۔ ان کی پکار پر وہ ایک بڑا لشکر لے کر آ گئے اور قتیبہ کے راستے مسدود کر دیے۔ دو مہینے تک یہ صورت حال رہی کہ قتیبہ نہ کوئی قاصد بھیج سکتا تھا نہ باہر سے آتا کوئی قاصد اس تک پہنچ پاتا تھا۔ حجاج کو قتیبہ اور فوج کی فکر ہونے لگی۔ اس نے مسلمانوں سے کہہ دیا کہ مساجد میں قتیبہ اور اس کے ساتھی مجاہدین کے لیے دعائیں کی جائیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صورت حال واقعی گھمبیر تھی۔

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱۵، وفتوح البلدان: ص ۴۲۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۹، والفتوحات الاسلامیة لابن دحلان: ۱/ ۱۸۱.
② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱۷، ۲۱۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۹، والفتوحات الاسلامیة لدحلان: ۱/ ۱۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن قتیبہ ایک عالی ہمت سپہ سالار تھا۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھاتا اور ان میں جانبازی کی روح پھونکتا رہا۔ یوں مجاہدین کو دشمن کی کثرت تعداد کی کچھ پروا نہ رہی۔ موت کا خوف ان کے دل سے نکل گیا۔ وہ بڑی بے جگری سے لڑے۔ آخر اہل بیکند اور ان کے اتحادیوں نے عبرتناک شکست کھائی اور میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ایک بڑی تعداد کو تہ تیغ کرنے کے علاوہ بہتوں کو گرفتار کر کے قیدی کیا۔ وہی لوگ مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ سکے جو شہر میں جا قلعہ بند ہوئے۔ قتیبہ نے شہر کے قلعے گرانے کی کوشش کی لیکن شہر والے قتیبہ کے انکار اور اپنے پیہم اصرار کے بعد قتیبہ سے پروانۂ صلح حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

معاہدۂ صلح کے بعد قتیبہ نے بیکند پر اپنا نائب مقرر کیا اور مرو کی طرف واپسی کا سفر اختیار کیا۔ وہ شہر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہی پہنچا تھا کہ اہل بیکند نے معاہدہ صلح توڑ ڈالا اور قتیبہ کے مقرر کردہ عامل اور اس کے ساتھیوں کو بے دردی سے قتل کر کے ان کے ناک کان کاٹ کر ان کا مثلہ کر ڈالا۔ قتیبہ یہ اندوہناک خبر پا کر فوراً پلٹا اور جنگ کے بعد بیکند پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اب کے اس نے صلح سے انکار کر دیا اور مرو کی طرف واپسی سے پہلے بیکند کے شریر باغیوں کا صفایا کیا۔ شہر میں اس نے محافظ فوج تعینات کی اور بے فکر ہو کر مرو لوٹ آیا۔ بیکند میں کثیر غنائم مسلمانوں کے ہاتھ آئیں جن میں جنگی ہتھیاروں اور سونے چاندی کے برتنوں کی بڑی تعداد شامل تھی۔ اتنا کثیر مالِ غنیمت تو خراسان میں بھی نہیں ملا تھا۔①

اس فتح کے بعد مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی اور انھوں نے ایک دوسرے سے بڑھ کر اچھے ہتھیار اور عمدہ گھوڑے خریدے۔ اس موقع پر شاعر کیت نے کہا:

وَيَوْمُ بَيْكَنْد لَا تُحْصَى عَجَائِبُهُ

ترجمہ: ''اور بیکند کی جنگ کے عجائبات شمار سے باہر ہیں۔''

قتیبہ نے حجاج سے اجازت طلب کی کہ وہ ہتھیار سپاہیوں میں بانٹ دے۔ حجاج نے اجازت دی تو قتیبہ نے اسلحہ خانوں سے ہتھیار نکالے اور سپاہیوں کے حوالے کر دیے۔②

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱۸، ۲۲۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۹، وسرح العیون لابن نباتہ: ص ۱۱۴، والفتوحات الاسلامیۃ لدحلان: ص ۱۸۱، ۱۸۲ .
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتیبہ کے خلاف پہلا اتحاد

قتیبہ کی زبردست فتوحات پے بہ پے جاری تھیں۔ وہ ترکوں کے لیے مسلسل دردِ سر بنا ہوا تھا۔ ترکوں نے اس کے مقابلے کے لیے اپنے بادشاہ کوربغانون کے زیر قیادت دو لاکھ کی جمعیت اکٹھی کی جس میں اہل صغد اور اہل فرغانہ بھی شامل تھے۔ ترکوں کا یہ لشکر جرار آگے بڑھا اور عبدالرحمان بن مسلم کے لشکر سے ٹکرایا۔ گھمسان کا رَن پڑا۔ عبدالرحمان کو شکست ہونے والی تھی کہ اس نے اپنے بھائی قتیبہ بن مسلم سے مدد مانگی۔ قتیبہ اس سے میل بھر کے فاصلے پر موجود تھا۔ وہ تیزی سے عبدالرحمان کی مدد کو آیا۔ اس نے عبدالرحمان کے سپاہیوں کو حوصلہ دیا اور ان میں شجاعت کی نئی روح پھونک دی۔ قتیبہ کی شجاعت اور اس کی غیر معمولی عسکری سوجھ بوجھ کی بدولت مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور دشمن کے سپاہی شکست کھا کر تتر بتر ہو گئے۔ ان کا شیرازہ بری طرح بکھر گیا۔ اس معرکے میں نیزک نے جو قتیبہ کے لشکر میں شامل تھا، بہادری کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔ اس فتح کے بعد قتیبہ مرولوٹ آیا۔①

اس موقع پر حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ بخارا کی فتح ضروری ہے۔ قتیبہ یہ حکم نامہ ملتے ہی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا اور زم میں جا فروکش ہوا۔ وہاں سے اس نے دریا پار کیا۔ وہیں صغد، کش اور نسف کے لشکر اس سے ٹکرائے جنھیں اس نے شکست سے دوچار کیا۔ وہ آگے بڑھتا ہوا بخارا جا پہنچا اور اس کی فتح کے درپے ہوا لیکن وہ جس طرف سے بخارا پر حملہ آور ہوا تھا وہ جگہ فتح کے لیے سازگار نہیں تھی۔ وہ ناامید ہو کر مرولوٹ آیا اور حجاج کو خط لکھ کر بتا دیا۔ حجاج نے جواباً لکھا کہ وہ اسے شہر کا نقشہ بھیجے۔ نقشہ دیکھ کر حجاج نے کہا کہ مخصوص مقامات سے شہر کی فتح ممکن ہے۔ اس نے قتیبہ کو لکھا کہ اپنے مقصد کی طرف واپس جاؤ اور جس مایوسی کا تم شکار ہوئے تھے، اس سے اللہ کے حضور توبہ کرو۔ شہر فلاں اور فلاں مقام سے فتح ہو سکتا ہے۔②

اس موقع پر محقق حجاج کی عسکری صلاحیتوں کو حیرت اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ جس طرح میدانِ سیاست کا شہسوار تھا اسی طرح وہ میدان جنگ کا شناور بھی تھا۔ وہ عقابی نظروں کے ساتھ دور سے میدانِ جنگ کا جائزہ لیتا تھا۔ اس نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر بخارا کا نقشہ دیکھا اور اپنے سپہ سالار

① تاريخ الطبري: 5/218-220، والكامل لابن الأثير: 4/107، وتاريخ ابن خلدون: 3/59، والفتوحات الاسلامية: ص 181، 182.
② حوالہ مذکورہ: 5/225، والكامل لابن الأثير: 4/110.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو فتح کا لائحہ عمل دے دیا۔اس نے اپنی ذمہ داری پر اس لائحہ عمل کو بروئے کار لانے کا حکم دیا۔

آخر قتیبہ کو ۹۰ھ میں دوسری مرتبہ بخارا کی طرف روانہ ہونا پڑا۔اعلیٰ قیادت نے اسے فتح کا جو لائحہ عمل دیا تھا وہ اس کے پیش نظر تھا۔بخارا کے قریب پہنچ کر اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔شاہ بخارا وران خداہ نے ترکوں اور صغدوں کو مدد کے لیے پکارا۔ان کی طرف سے ایک بڑی کمک شاہِ بخارا کے پاس پہنچ گئی۔

فریقین کے درمیان معرکے کا آغاز ہوا۔گھمسان کا رَن پڑا۔ازدی مجاہدین نے ترکوں کے خلاف بڑی جاں نثاری کا مظاہرہ کیا لیکن انھیں شکست ہوئی اور سخت نقصان پہنچا۔قتیبہ دیگر مجاہدین کے ہمراہ ازدیوں کی مدد کو پہنچا اور یہ اعلان کیا کہ جو مجاہد اس کے پاس ترکی سرکاٹ کر لائے گا اسے انعام میں سو درہم دیے جائیں گے۔

ترک اونچی جگہ پر براجمان تھے۔قتیبہ انھیں وہاں سے ہٹانا چاہتا تھا۔اس مہم کے لیے اس نے جاں نثار طلب کیے لیکن قبائل میں سے کسی نے اس کام کا بیڑا نہ اٹھایا۔قتیبہ بنوتمیم کی طرف گیا،ان کی تعریف کی اور انھیں یہ مہم سونپ دی۔بنوتمیم آگے بڑھے اور بڑی بے جگری سے لڑے۔آخر ترکوں نے شکست کھائی اور مسلمان فتح سے ہمکنار ہوئے۔خاقان ترک اور اس کا بیٹا بھی زخمی ہوا۔①

قتیبہ نے حجاج کو خط لکھ کر بتایا کہ بخارا اس کے بھائی عبدالرحمان بن مسلم کے ہاتھوں فتح ہوا ہے۔شاید وہ چاہتا تھا کہ حجاج کی نظر میں عبدالرحمان کی قدر بڑھے لیکن حجاج کا ایک آزاد کردہ غلام بھی اس معرکے میں شامل تھا۔اس نے حجاج کو حقیقت بتادی۔حجاج برافروختہ ہوا۔حجاج کی ناراضگی کا علم قتیبہ کو ہوا تو اسے فکر لاحق ہوئی۔اس کے ساتھ کے لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ بنوتمیم کا ایک وفد روانہ کرے جو حجاج کو یقین دلائے کہ خط میں جو کچھ لکھا تھا وہی سچ ہے۔بنوتمیم حجاج کے ہاں پہنچے تو حجاج نے انھیں ڈانٹ بتائی اور سخت سست کہا۔اس نے حجام کو بلوایا جس کے ہاتھ میں قینچی تھی۔اس نے بنوتمیم سے کہا یا تو تم سچ سچ بتاؤ گے یا میں تمھاری زبانیں کاٹ ڈالوں گا۔بنوتمیم نے کہا کہ امیر قتیبہ نے ان کی قیادت عبدالرحمان کو سونپی تھی۔یوں فتح تو امیر اور قائد دونوں کی ہوئی۔اس طرح لگی لپٹی سے انھوں

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۲۷، والکامل لابن الأثیر : ۴/ ۱۱۱، وتاریخ ابن خلدون : ۳/ ۶۱، والفتوحات الاسلامیة :۱/ ۱۸۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے حجاج کو رام کر لیا اور حجاج کا غصہ فرو ہوا۔①

اس معرکے کے بعد شاہ صغد طرخون دوشہ سواروں کے ہمراہ مسلمانوں کی لشکر گاہ کے قریب آیا اور اس رغبت کا اظہار کیا کہ کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر گفت وشنید کرے۔ امیر قتیبہ نے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا جس نے اس سے مذاکرات کیے۔ مذاکرات میں طرخون نے یہ پیشکش کی کہ وہ مسلمانوں کو فدیہ ادا کرے گا۔ مسلم نمائندے نے اس کی یہ پیشکش منظور کر لی۔ طرخون جو ترکوں کا اتحادی بن کر مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑا تھا، اسے اندازہ تھا کہ اگلی باری اس کی ہے، مسلمان ترکوں کے بعد اس پر حملہ آور ہوں گے اور وہ ان کے حملے کی تاب نہیں لا سکے گا۔ یوں ظاہر سی بات تھی کہ اس نے مسلمانوں سے صلح میں اپنی عافیت سمجھی۔②

نیزک عربوں کی برق رفتاری سے پھیلتی ہوئی فتوحات دیکھ کر گھبرا اٹھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنے ملک لوٹ کر اسلامی فتوحات کے آگے بند باندھنے کے لیے موثر لائحہ عمل تشکیل دینا چاہتا ہے۔ اسلامی فتوحات کا دائرہ رفتہ رفتہ ترکوں کے تمام علاقوں میں پھیل رہا تھا۔ نیزک نے قتیبہ سے طخارستان واپس جانے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملتے ہی وہ واپس روانہ ہوا اور یہ سفر تیزی سے طے کیا کہ مبادا قتیبہ اسے اجازت دینے پر پچھتائے اور اپنے عامل کو بار دگر اس کی گرفتاری کا پیغام بھیج دے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ مغیرہ بن عبداللہ کے پاس امیر قتیبہ کا قاصد آ گیا جس نے امیر کا پیغام دیا کہ نیزک کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے۔ مغیرہ نیزک کے تعاقب میں گیا لیکن نیزک خلم کی گھاٹی میں جا گھسا اور مغیرہ اسے پکڑ نہ سکا۔ وہ وہیں سے لوٹ آیا۔

قتیبہ کے خلاف دوسرا اتحاد

نیزک نے فرماں برداری کا چولا اتار پھینکا اور عرب فتوحات کے خلاف ایک بڑا اتحاد تشکیل دیا۔ ترکوں نے اس کے اس عمل کو خراج تحسین پیش کیا۔ اصبہد بلخ، شاہ روم باذام، شاہ طالقان سہرک، شاہ فاریاب ترسل اور شاہ جوزجان نے اس کی پکار پر لبیک کہا۔ نیزک نے کابل شاہ کو خط لکھ کر اس سے مدد مانگی، اپنی قیمتی اشیاء اور اپنا اسباب اس کے پاس بھیج دیا اور کہا کہ نیزک کو اگر مجبوراً اس کی پناہ لینی

①تاریخ الطبری: ۵/ ۲۲۸.
②حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۲۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۴، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۱۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑی تو اس کے دروازے نیزک کے لیے کھلے ہوں گے۔ کابل شاہ نے اس کی یہ درخواست منظور کی۔

اتحادی قتیبہ کی بیعت سے دستکش ہو گئے اور ایک دوسرے سے موسم بہار کا وعدہ کیا۔ نیزک کو خدشہ تھا کہ اس کا بادشاہ جیغو یہ اپنا تخت بچانے کے لیے اس کی تدبیر کا ستیاناس کر دے گا۔ چنانچہ اس نے جیغو یہ کو گرفتار کر، سر سے پاؤں تک بیڑیاں پہنا، زندان میں ڈال دیا اور اس پر پہرے دار بٹھا دیے۔

قتیبہ کے عامل سلیم ناصح کو علاقے سے بھگا کر جنگ کا اعلان کیا گیا۔ قتیبہ مرو میں تھا جب اسے نیزک کے کارناموں کی خبر ملی۔ بیشتر سپاہی تو جا چکے تھے۔ اس وقت اس کے پاس صرف اہل مرو ہی تھے۔ اس نے عبدالرحمان کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا۔ اس سے کہا کہ جب تک سردی کا موسم ہے، وہ کوئی کارروائی نہ کرے۔ سردیاں گزرنے کے بعد وہ بے خوف ہو کر طخارستان کی طرف روانہ ہو جائے۔ تب وہ اس کے قریب ہوگا اور بآسانی وہاں پہنچ جائے گا۔ عبدالرحمان نے قتیبہ کی ہدایات پر عمل کیا۔ وہ گیا، اس نے صورت حال کا جائزہ لیا اور موسم سرما گزرنے پر قتیبہ کے پاس آ گیا۔ خود قتیبہ نے موسم سرما گزرنے پر ابیورد و سرخس اور اہل ہرات کو لکھا کہ وہ فوج لے کر آئیں۔ وہ فوراً چلے آئے۔ قتیبہ انھیں ہمراہ لیے حلف کے نواحی علاقے طالقان پر حملہ آور ہوا اور وہاں کے لوگوں کو بڑی تعداد میں تہ تیغ کیا۔①

قتیبہ نے اپنے بھائی عمرو بن مسلم کو طالقان کا عامل مقرر کیا۔ اس کا نام حلف کے دیگر حصوں میں پہنچ چکا تھا۔ یوں ان لوگوں کے حوصلے پہلے سے پست ہو چکے تھے۔ وہ فاریاب پہنچا تو وہاں کا بادشاہ خود اس کے استقبال کے لیے نکلا اور دوستی و زیردستی کا اقرار کیا۔ قتیبہ نے اس سے بھی تعرض نہ کیا۔ شاہِ جوزجان کو جب اس کی پیش قدمی کا پتہ چلا تو وہ الجبال کی طرف بھاگ گیا۔ اہل جوزجان نے شہر سے نکل کر قتیبہ کا استقبال اور دوستی و زیردستی کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد وہ بلخ گیا جہاں وہ ایک ہی دن ٹھہرا۔ اہل بلخ نے بھی فرماں برداری کا اقرار کیا۔

یہ کام نمٹانے کے بعد قتیبہ اپنے بھائی کی مدد کے لیے خلم گھاٹی کی طرف روانہ ہوا۔ باغی نیزک گھاٹی کے دہانے پر محافظ فوج چھوڑ کر بغلان چلا گیا تھا۔ گھاٹی کے عقب میں بھی ایک مضبوط قلعے کے

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۲۸۔۲۳۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۴، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۱۸۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۱، روایت ہے کہ شاہِ طالقان نے قتیبہ کے خلاف اعلانِ جنگ نہیں کیا تھا۔ یوں قتیبہ نے اس سے تعرض نہ کیا لیکن وہاں کچھ چور اور فسادی تھے جنھیں قتیبہ نے تہ تیغ کیا تھا۔ عرب راویوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ایسے مواقع پر 'کثیر تعداد' بتاتے ہیں، تاریخ الطبری: ۵/ ۲۳۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندر فوج تعینات تھی۔قتیبہ کچھ روز گھاٹی کے دہانے پر تعینات فوج سے لڑتا اور گھاٹی میں داخل ہونے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ گھاٹی میں داخل نہ ہو سکا۔نیزک تک پہنچنے کے دو ہی راستے تھے۔گھاٹی کا راستہ جس میں وہ داخل نہیں ہو سکا تھا اور ایک دشوار گزار دشت جس میں فوج کو اتارنا اسے یقینی ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔وہ حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے۔

قتیبہ اسی الجھن میں تھا کہ رؤب اور سمنجان کا بادشاہ رؤب خان آ گیا۔اس نے گھاٹی کے عقب میں واقع قلعے کا راستہ بتانے کے بدلے امان طلب کی۔قتیبہ نے اسے امان دے دی اور کچھ جنگجو اس کے ہمراہ روانہ کیے جو راتوں رات قلعے میں پہنچے،بعضوں کو تہ تیغ کیا اور بعضے بھاگ نکلے۔یوں قتیبہ گھاٹی میں داخل ہو کر قلعہ پہنچا جہاں سے وہ سمنجان روانہ ہوا۔سمنجان میں اس نے اور اس کی فوج نے کچھ روز آرام کیا،پھر وہ نیزک کی اُور روانہ ہوا۔عبدالرحمان کو پیش رو کے طور پر پہلے بھیج دیا۔

نیزک کو اس پیش قدمی کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔اس نے اپنا مال واسباب معاہدے کے مطابق کابل شاہ کے پاس بھیج دیا اور وادیٔ فرغانہ طے کر گیا۔①

عبدالرحمان اس کے تعاقب میں تھا۔اس کے برابر میں فروکش ہو گیا۔قتیبہ اس سے دو کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوا۔نیزک حصار باندھ کر بیٹھ گیا۔اس تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ تھا جو بہت دشوار گزار تھا۔جانور اس پر چل نہیں سکتے تھے۔قتیبہ دو مہینے تک اس کا محاصرہ کیے بیٹھا رہا۔نیزک کے پاس اشیائے خورونوش کی شدید کمی ہو گئی۔اس کے ساتھیوں کو چیچک نے آ لیا۔اس کے بادشاہ شذ کو بھی چیچک لاحق ہو گئی۔

موسم سرما بھی آن پہنچا۔قتیبہ کو خدشہ تھا کہ سردی بڑھ گئی تو سپاہ کو گزند پہنچے گا۔اس نے سلیم کو بلایا اور کہا کہ کوئی چال چلو اور نیزک کو لے آؤ۔اس نے تاکید کی کہ یہ کام اسے لازمی کرنا ہو گا۔اس میں تاخیر کی گنجائش بھی نہیں ہے۔سلیم نے کہا کہ عبدالرحمان کو لکھ دیجیے،جب تک یہ مہم سر نہیں ہوتی،وہ سلیم کا تابع فرمان ہو گا۔قتیبہ نے عبدالرحمان کو یہ فرمان لکھ بھیجا۔

سلیم ناصح آگے بڑھا۔عبدالرحمان کے پاس پہنچ کر اس نے سپاہ کا ایک دستہ گھاٹی کے دہانے

---

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۲۵، ۲۲۹، ۲۳۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۴، ۱۱۶، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۱۱۶، ۱/ ۱۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مامور کیا اور عبدالرحمان سے کہا کہ جب تک وہ نیزک کو لے نہیں آتا، وہ یہیں اس کا انتظار کریں گے۔ وہ جب نیزک کو ساتھ لیے گھاٹی سے باہر آئے گا تو سپاہی فوراً گھاٹی کا دہانہ بند کر دیں گے تاکہ وہ واپس بھاگ نہ سکے۔عبدالرحمان نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔

سلیم جب نیزک کی طرف روانہ ہوا تو اس نے اشیائے خورونوش کی بڑی مقدار بھی ساتھ لی۔ وہ جب نیزک کے پاس پہنچا تو نیزک نے اس سے کہا کہ سلیم، تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔سلیم نے کہا میں نے تمھارا ساتھ نہیں چھوڑا، تم نے بلکہ میری بات نہ مان کر خود پر ظلم کیا۔تم نے بیعت وطاعت کا چولا اتار پھینکا اور غداری کی۔اب نیزک کو احساس ہوا تو اس نے چاہا کہ اسے اس مشکل سے نکلنے کا راستہ مل جائے۔

سلیم نے اسے بتایا کہ قتیبہ موسم سرما وہیں گزارے گا۔ اسے بس یہ کرنا ہے کہ وہ بنا خبر کیے قتیبہ کے پاس پہنچ جائے۔عین ممکن ہے قتیبہ کو حیا مانع ہو اور وہ تمھاری معذرت قبول کر لے۔ نیزک کا ایک دل مانتا تھا اور ایک دل انکار کرتا تھا۔سلیم واپس آنے لگا تو نیزک نے کہا ہم تمھیں کچھ ناشتا واشتا کراتے ہیں۔سلیم نے کہا کہ کھانے پینے کا سامان میرے پاس وافر مقدار میں ہے لیکن مصروفیت کے باعث میں کھانا تیار نہیں کر سکا۔ یہ کہہ کر اس نے کھانے پینے کی اشیاء نکالیں۔ نیزک کے ساتھ والے بھوکوں مر رہے تھے۔ اشیائے خورونوش دیکھ کر وہ جھپٹ پڑے۔ نیزک کو ان کا ندیدہ پن بہت برا لگا۔سلیم نے موقع دیکھ کر نیزک کو اس کے سپاہیوں کی ابتر حالت کا احساس دلایا اور مشورہ دیا کہ اسے قتیبہ کے پاس ضرور چلے جانا چاہیے۔نیزک نے امان کا سوال کیا۔سلیم نے اسے امان دے دی اور کہا کہ قتیبہ نے بھی تمھیں امان دے دی تھی۔ اس پر نیزک کے ساتھی جانے کے لیے اصرار کرنے لگے۔ چنانچہ نیزک اپنی قوم کے عمائدین اور اپنی فوج کے ایک دستے کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔

نیزک اور اس کے ساتھ کے لوگ گھاٹی سے نکلے تو عبدالرحمان بن مسلم کے سپاہیوں نے سلیم کی ہدایات پر عملدرآمد کیا۔انھوں نے گھاٹی کو گھیرے میں لے لیا۔نیزک نے خطرہ محسوس کیا اور بھاگنے کی کوشش کی۔سلیم نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایسا نہ کرے۔اس فوجی طمطراق کے بغیر قتیبہ سے ملنا اس کے فائدے میں ہے۔ممکن ہے عزت کے ساتھ صلح کی کوئی سبیل نکل آئے۔

نیزک نے یہ مشورہ مان لیا اور فوجی دستے کو وہیں چھوڑ کر، اپنی قوم کے عمائدین کے ہمراہ آگے بڑھا۔نیزک اور سلیم دونوں عبدالرحمان بن مسلم کے پاس پہنچے۔عبدالرحمان نے قاصد بھیج کر قتیبہ کو خبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی۔قتیبہ نے عبدالرحمان کو کہلا بھیجا کہ انھیں لے آؤ۔

نیزک اپنے عمائدین کے ہمراہ قتیبہ کے پاس پہنچا تو اس نے انھیں زندان میں ڈال دیا اور حجاج کو خط لکھ کر خبر دی۔حجاج نے اس عہد شکن کے قتل کا حکم صادر کر دیا جس نے مسلمانوں کو خوفزدہ کیا اور فتوحاتِ اسلامیہ کے سدراہ کے لیے جمعیت اکٹھی کی تھی۔

قتیبہ نے نیزک کو بلوایا اور پوچھا کیا قتیبہ، عبدالرحمان یا سلیم نے اسے کوئی وعدہ دیا تھا۔وہ بولا سلیم نے مجھے وعدہ دیا تھا۔قتیبہ نے اسے جھٹلایا اور واپس زندان میں ڈال دیا۔

قتیبہ اس کے بارے میں اگلے تین دن مشاورت کرتا رہا۔مشیروں کے نقطہ ہائے نظر مختلف تھے۔کوئی کہتا تھا آپ نے نیزک کو امان دی ہے۔کوئی کہتا تھا کہ اسے قتل کر دیں۔ایک فریق کا کہنا تھا کہ نیزک سے کوئی عہد ہے یا نہیں، وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے خطرناک ہے۔

قتیبہ پھر بھی تذبذب کا شکار تھا۔آخر ضرار بن حصین ضبی آیا۔قتیبہ نے اس سے مشورہ مانگا تو وہ کہنے لگا کہ میں کیا کہوں۔کیا میں یہ کہوں کہ میں نے آپ کو اللہ سے یہ وعدہ کرتے سنا تھا کہ یہ شخص اگر آپ کے قابو میں آ گیا تو آپ اسے قتل کر کے رہیں گے۔قتیبہ کچھ دیر سر نہڑائے بیٹھا رہا۔پھر کہنے لگا: واللہ! میری اجل آنے میں صرف تین الفاظ باقی رہ جائیں تو بھی میں کہوں کہ اسے قتل کر دو۔اس نے تین مرتبہ یہی بات کہی اور پھر نیزک اور اس کے عزیز و اقارب اور کچھ ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

مقتولین کی تعداد کے متعلق راویوں کا اختلاف ہے۔علی بن محمد کی روایت ہے کہ قتیبہ نے نیزک کے ساتھ سات سو افراد کا قتل کیا تھا۔اس نے غالباً ان تمام افراد کو اس تعداد میں شامل کیا ہے جو گھاٹی میں رہ گئے تھے۔باہلہ کی روایت ہے کہ قتیبہ نے نیزک کے ہمراہ بارہ ہزار افراد کا قتل کیا تھا۔یہ روایت ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ہمارے خیال میں نیزک کے ہمراہ اتنے لوگ نہیں آئے تھے۔وجہ یہ ہے کہ وہ جنگ کے لیے نہیں نکلا تھا۔ہمیں تو سات سو کی تعداد بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ بطور فخر اور بیان قوت وسطوت کے مقصد سے مقتولین کی کثیر تعداد بتاتے تھے۔انھیں علم نہیں تھا کہ ان کی بیان کردہ یہ بڑی بڑی تعدادیں مستقبل میں بالخصوص دشمنانِ اسلام کی طرف سے نشانۂ تنقید بنائی جائیں گی۔

جہاں تک جیکو یہ کا تعلق ہے تو وہ اس سارے معاملے میں مجبور و مقہور اور بے بس تھا۔یوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے قتل نہ کیا گیا۔ اسے ولید کے پاس شام بھیج دیا گیا۔ ولید کی وفات تک وہ وہیں رہا۔ اس کے بعد معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا۔

قتیبہ اپنے بھائی عبدالرحمان کو بلخ میں چھوڑ کر مرو واپس چلا آیا۔① قتیبہ نے جس طرح نیزک کا قتل کیا تھا، اسے زیر تبصرہ آنا ہی تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ثابت قطنہ نے اپنے ایک قصیدے میں اس واقعے کا ذکر کیا اور قتیبہ کا یہ عیب بتایا کہ اس نے نیزک کو دھوکا دیا تھا۔② کچھ ہم عصر بھی اس عیب جوئی میں ثابت قطنہ کے شریک ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہاں، قتیبہ نے دھوکا دیا تھا۔

اس کے باوجود قتیبہ کے اقدام کو کئی لوگوں نے پسند بھی کیا تھا۔ چنانچہ مغیرہ بن جنبا اور نہار بن توسعہ نے اپنے قصائد میں قتیبہ کی مدح کی۔ خوش اسلوبی میں ان کے قصائد ثابت قطنہ کے قصیدے سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ نیزک کے سلسلے میں قتیبہ کے پاس یہی ایک راستہ تھا۔ اسے نیزک کے متعلق یہی فیصلہ کرنا تھا کیونکہ عرب فتوحات کا راستہ روکنے کے لیے وہ اتحاد نیزک ہی نے تشکیل دیا تھا۔ اس کی وہ بہت بڑی سازش اگر کامیاب ہو جاتی تو ماوراء النہر میں مسلمانوں کے اثر ورسوخ کا خاتمہ ہو جاتا۔ یوں مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا۔ نیزک اگر زندہ رہتا تو وہ عرب فتوحات کے لیے مستقل خطرہ بن کر رہتا۔ اسے رہا کر دیا جاتا یا وہ مسلمانوں کے ہاں اسیر رہتا، دونوں صورتوں میں ترکوں کی قوت کو بڑھاوا ملتا۔

نیزک نے اسلامی فتوحات کا راستہ روکنے کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ اس نے اس سلسلے میں جس طرح عسکری حربے استعمال کیے تھے اسی طرح اس نے بھرپور سیاسی حربے بھی استعمال کیے تھے۔ اس نے دھوکا دہی، فریب کاری اور نفاق کا حربہ بھی استعمال کیا۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ جھوٹ موٹ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلامی نام عبداللہ بھی اختیار کر لیا تھا۔③ قتیبہ شاید نیزک اور اس کے ساتھیوں کو ان دوسرے ترکوں کے لیے نشانِ عبرت بنانا چاہتا تھا جو مسلم فاتحین کے مقابلے میں آنے کے لیے

① دیکھیے تاریخ الطبری: ۵/۲۳۶۔۲۳۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۷، والفتوحات الاسلامیة لدحلان: ۱/۸۶۔۱۸۸.
② تاریخ الطبری: ۵/۲۳۹، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۷، ۱۱۸.
③ تاریخ الیعقوبی: ۳/۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر تول رہے تھے۔

نیزک کی دیکھا دیکھی دیگر شہروں نے بھی بغاوت کی راہ اپنا لی تھی۔شاہ شومان نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ کر قتیبہ کے مقرر کردہ عامل کو بھگا دیا اور جزیہ دینے سے انکار کر دیا۔قتیبہ نے اسے نرمی اور حکمت سے رام کرنا چاہا اور اس کے پاس دو نمایندے بھیجے جن میں ایک نمایندہ عرب تھا اور دوسرے کا تعلق خراسان سے تھا۔ان نمایندوں کے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ شومان کو سمجھائیں اور اسے بتائیں کہ معاہدہ شکنی کے نتائج اس کے حق میں اچھے نہیں ہوں گے۔جواب میں اہل شومان اکٹھے ہو کر آئے اور دونوں نمایندوں پر چڑھ دوڑے۔خراسانی تو بھاگ نکلا لیکن عربی نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

قتیبہ کو جب اس بہیمانہ اقدام کی خبر ملی جس میں عالمی جنگی قوانین کی بھی خلاف ورزی کی گئی تھی تو وہ سخت غصے میں آ کر شومان کی طرف روانہ ہوا۔اس نے اب کے اپنے بھائی صالح کو شومان کے ہاں بھیجا جو اس کا دوست تھا تاکہ وہ شومان سے بات کرے۔یوں ممکن ہے کہ خونریزی کی نوبت نہ آئے۔لیکن شومان خوش فہمی کا شکار ہو گیا۔اس نے سمجھا قتیبہ اس کے مقابلے میں آنے سے ڈرتا ہے، اسی لیے دوبارہ مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔ہر چند صالح اس کا دوست تھا لیکن اس نے صالح کی طرف سے صلح کی پیشکش ٹھکرا دی۔اب اس سے جنگ کیے بنا چارہ نہیں تھا۔چنانچہ قتیبہ نے اس سے دو دو ہاتھ کیے، اسے شکست سے دوچار کیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔① اس کے بعد قتیبہ نے اپنے عساکر کے ہمراہ کش اور نسف کا رخ کیا۔راستے میں اس کا گزر فاریاب سے ہوا۔اہل فاریاب نے مزاحمت کی اور زیرِ طاعت آنے سے انکار کیا تو قتیبہ نے فاریاب کو نذر آتش کر دیا۔تب سے فاریاب کا نام محترقہ (جلی ہوئی بستی) پڑ گیا۔②

کش اور نسف سے قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمان کو شاہِ صغد کے ہاں بھیجا جس سے اس نے جزیہ وصول کیا۔قتیبہ شاید شاہِ صغد کو آزمانا چاہتا تھا کیونکہ اسے یہ خبر ملی تھی کہ شاہِ صغد نے بھی بغاوت کا اظہار کر دیا ہے۔

ہمارے اس اندازے کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ عبدالرحمان کی واپسی کے بعد صغدوں نے

① تاریخ الطبری: ۵/۲۴۱، ۲۴۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۶۲.
② حوالہ مذکورہ: ۵/۲۴۲، وحوالہ مذکورہ: ۴/۱۱۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے بادشاہ سے کہا کہ تم تو ذلت پر راضی ہو گئے۔تم چونکہ بڑے بوڑھے ہو،سو تمھیں جزیہ دینا اچھا لگتا ہے۔ہمیں تمھاری ضرورت نہیں۔انھوں نے اسے گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا اور غوزک کو تخت شاہی پر بٹھا دیا۔

عبدالرحمان جزیے کی وصولی کے بعد قتیبہ کے پاس بخارا چلا گیا۔قتیبہ کش اور نسف سے کوچ کر کے بخارا پہنچا تھا۔اس کے بعد وہ مرو واپس آ گیا۔یہ ۹۱ ھ کے واقعات ہیں۔①

مسلمانوں نے جن دنوں خوارزم پر حملہ کیا تھا،شاہِ خوارزم اور اس کے چھوٹے بھائی کے درمیان اقتدار کی کشمکش جاری تھی۔اس کشمکش نے بھی مسلمانوں کے لیے فتح خوارزم کی راہ آسان کی۔چھوٹے بھائی نے بادشاہ کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔وہ اس کی پریشانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔مزید برآں ،خوارزم شاہ اور اس کے پڑوسی بادشاہ خام جرد کے درمیان بھی ہمیشہ کی عداوت تھی۔

خوارزم شاہ نے سوچا کہ ان دشمنوں سے نجات پانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ قتیبہ کو بلا بھیجے۔اس نے قتیبہ کو خفیہ پیغام بھیجا کہ وہ خوارزم آئے اور اسے تحفظ فراہم کرے۔قتیبہ تیزی سے خوارزم کی طرف بڑھا اور اعلان یہ کیا کہ وہ صغدوں کی طرف جاتا ہے۔اس نے خوارزم کے لوگوں کو بھی چکما دیا اور بادشاہ سے یہ کہلوایا کہ وہ بہار کے موسم میں سیر وتفریح اور شکار کے لیے نکلا ہے۔

یوں قتیبہ بآسانی ہزار اسپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔تب خوارزم کے لوگوں کو پتہ چلا کہ دشمن ان کے سر پر آن پہنچا ہے۔بادشاہ نے ان سے مشورہ مانگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔انھوں نے جنگ کا مشورہ دیا لیکن بادشاہ نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ ان سے زیادہ طاقتور تھے وہ بھی قتیبہ کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئے۔یوں ضروری ہے کہ وہ قتیبہ کے لیے اطاعت کا اظہار کریں اور اس کے روبرو اخلاص کا دم بھریں۔اس طرح خوارزم شاہ اور قتیبہ کے درمیان ان شرائط پر معاہدہ طے پایا کہ

۱۔خوارزم شاہ کا چھوٹا بھائی اس کے قابو میں دیا جائے گا۔

۲۔دشمن پڑوسی خام جرد کے خلاف خوارزم شاہ کی مدد کی جائے گی۔

۳۔خوارزم شاہ قتیبہ کو جزیہ ادا کرے گا۔

فریقین نے معاہدے کی شرائط پر عملدرآمد کیا۔قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمان کو خام جرد کی

---

①تاریخ الطبری:۵/۲۴۲،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۱۸،وتاریخ ابن خلدون:۳/۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

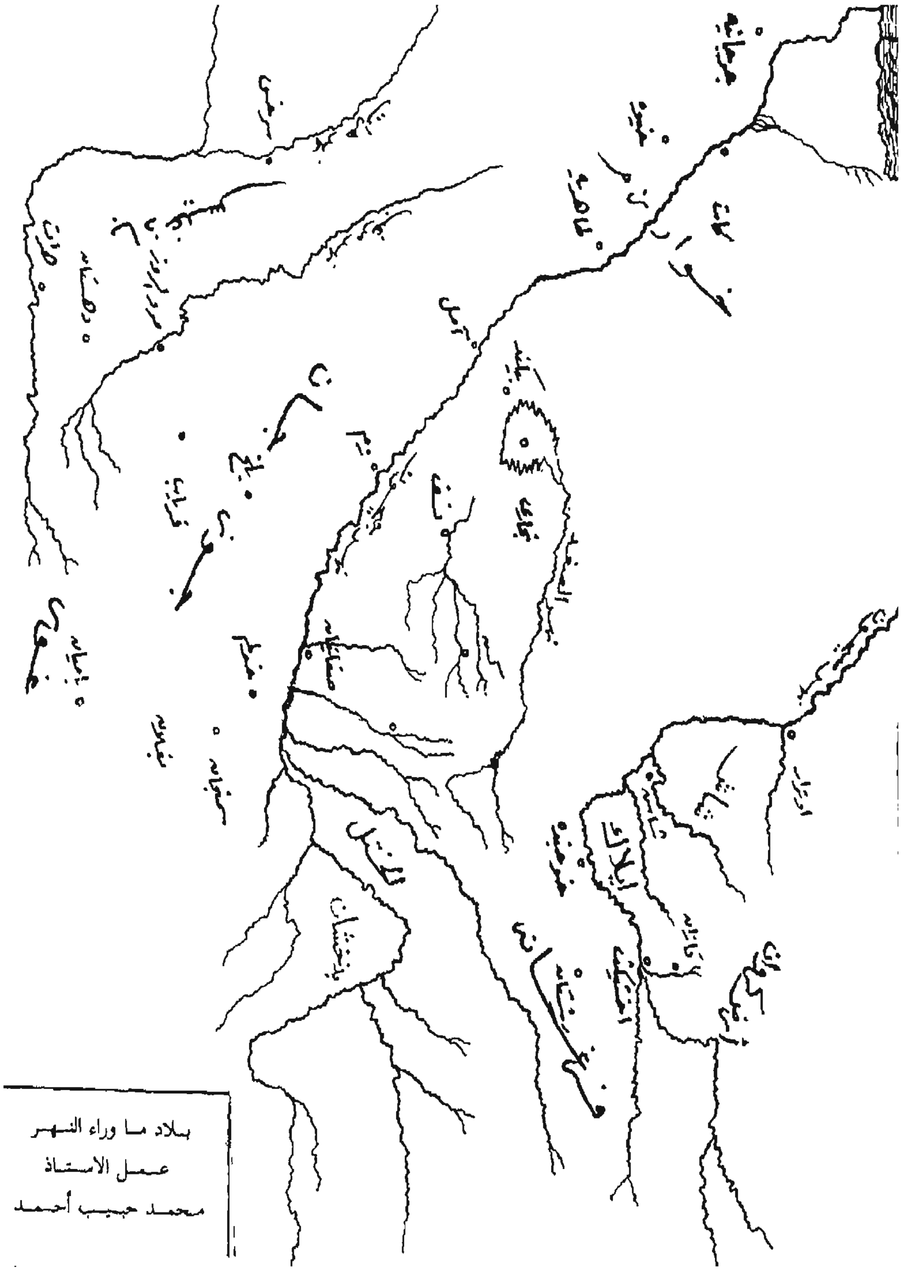

بلاد ما وراء النهر
عمل الأستاذ
محمد حبيب أحمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکوبی کے لیے بھیجا۔عبدالرحمان نے اسے قتل کر کے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور خوارزم شاہ کے بھائی اور اس کے ساتھ کے مخالفین کو گرفتار کر کے خوارزم کے حوالے کیا۔خوارزم شاہ نے انھیں قتل کرا دیا۔ان اقدامات کے عوض خوارزم شاہ نے نہایت خوشدلی سے قتیبہ کو جزیہ ادا کیا۔ یہ واقعات ۹۳ھ میں پیش آئے۔① اہل خوارزم کو لیکن یہ کارروائی ایک آنکھ نہ بھائی۔انھوں نے اسے بادشاہ کی کمزوری باور کیا اور اس پر حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔②

قتیبہ بن مسلم خوارزم کے قضیے سے فارغ ہوا تو اسے خبریں ملیں کہ صغدوں نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ ڈالا ہے۔امیر قتیبہ نے عساکر تیار کیے اور ان سے خطاب کر کے انھیں بہادری اور جاں نثاری پر انگیخت کیا۔اس نے کہا:

> ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے یہ محاذ اس وقت کھولا ہے جب جنگ ممکن ہے۔صغد ٹانگ اٹھا کر مُوت رہے ہیں۔انھوں نے وہ معاہدہ توڑ ڈالا ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان طے پایا تھا۔طرخون نے ہم سے جس جزیے پر مصالحت کی تھی اس کی ادائیگی بھی انھوں نے روک دی ہے۔اور اس کا وہی حشر کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔میں امید کرتا ہوں کہ صغد اور خوارزم کا حال بھی (بنو) قریظہ اور (بنو) نضیر جیسا ہوگا۔اور جو عہد توڑے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔سو تم اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔''

چنانچہ عبدالرحمان بن مسلم کے زیر قیادت بیس ہزار کا لشکر روانہ ہوا۔امیر قتیبہ تین دن بعد اس سے جا ملا۔خوارزم اور بخارا کی فوج اس کے ہمراہ تھی۔انھوں نے صغدوں کا محاصرہ کر لیا۔محاصرے کو جب ایک مہینہ گزرا تو صغدوں کو ڈر ہوا یہ محاصرہ اور طول پکڑے گا۔انھوں نے شاہِ شاش، خاقان ترک اور اخشاد فرغانہ کو لکھا کہ عرب اگر ہم پر غالب آ گئے تو وہ آگے بڑھ کر تم پر یلغار کریں گے۔سو دیکھو کہ تمھارا فائدہ کس میں ہے۔تمھارے پاس جس قدر قوت ہے، جھونک ڈالو۔انھوں نے غور و خوض کیا اور ایک دوسرے سے کہا کہ ہمارے جو نچلے طبقے کے لوگ ہیں وہ جب بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ہم پر

① فتوح البلدان: ص ۴۲۷، وتاریخ الطبری: ۵/۲۴۶۔۲۴۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۲۵، ۱۲۶، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۶۳، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۱۸۶، والفتوحات الاسلامیة: ۱/۱۹۶.

② حواله مذکوره: ص ۴۲۷، وتاریخ الطبری: ۵/۲۵۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۲۸، وتاریخ ابن خلدون: ۳/۶۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حملہ ہوتا ہے کیونکہ ان میں ہمارے جیسا احساس نہیں۔تم ایسا کرو، اونچے طبقے کے سورماؤں کا انتخاب کرو اور انھیں جنگ پر روانہ کرو۔

اس منتخب فوجی دستے کی قیادت انھوں نے خاقان کے ایک بیٹے کو سونپی اور اس سے کہا کہ وہ قتیبہ پر اس وقت شب خون مارے جب وہ سمرقند کے محاصرے میں مصروف ہو۔یوں چیدہ چیدہ سورماؤں کا یہ زبردست لشکر قتیبہ کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہوا۔

قتیبہ کو ان کے اس منصوبے کی خبر ہوئی تو اس نے ایسی چال چلی جس نے نہ صرف ان کا منصوبہ خاک میں ملا دیا بلکہ وہ قتل اور گرفتار بھی ہوئے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قتیبہ نے اپنے بھائی صالح کی سرکردگی میں دو جانباز دستے روانہ کیے جو دو کمین گاہوں میں چھپ گئے۔صغدوں کے مددگار آئے۔ انھوں نے صالح کو دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا۔لڑائی شروع ہوگئی۔اتنے میں دوسری کمین گاہ میں چھپے مجاہدین نکلے اور ترکوں پر عقب سے حملہ آور ہو گئے۔انھوں نے بڑی تعداد میں ترکوں کو تہ تیغ کیا اور کئی ایک کو زندہ گرفتار کیا۔ چند ایک ترک ہی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے۔کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

صغدوں کو اس شکست کی خبر ہوئی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔قتیبہ نے شہر کے گرد مجانیق نصب کر کے صغدوں پر پتھراؤ کیا اور فصیل میں شگاف ڈال دیے۔اس نے صغدوں پر شدید حملے کیے۔صغد لڑائی سے اکتا گئے تھے۔انھوں نے دیکھ لیا کہ عربوں سے مقابلے کی طاقت ان میں نہیں اور قتیبہ کو صلح کا پیغام بھیجا۔قتیبہ نے کہا کہ پہلے میرا لشکر فصیل کے شگاف تک پہنچ جائے۔اس نے یکبارگی زور کا حملہ کیا اور فصیل کے شگاف پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔اب اس نے صغدوں کی طرف سے صلح کی پیشکش منظور کی اور ان شرائط پر صلح کا معاہدہ طے پایا:

ا۔اہل صغد سالانہ بائیس لاکھ مثقال جزیہ ادا کریں گے۔①

۲۔دوسری شرط یہ تھی کہ امسال وہ اپنے تیس ہزار گھڑسوار مسلمانوں کے حوالے کریں گے۔

① الکامل لابن الأثیر :۴/۱۲۷،وتاریخ ابن خلدون :۳/۶۳،وتاریخ الطبری:۵/۲۵۱،والبدایة والنهایة : ۹/۸۵،والفتوحات الاسلامیة :۱/۱۹۸،فتوح البلدان (ص ۴۲۷) میں بلاذری کی روایت ہے کہ قتیبہ نے صغدوں سے بائیس لاکھ یا سات لاکھ درہم جزیہ کی شرط پر مصالحت کی تھی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۳۔تیسری شرط یہ تھی کہ امیر قتیبہ کے لیے شہر خالی کر دیا جائے گا۔کوئی جنگجو شہر میں نہیں رہے گا تا آنکہ امیر قتیبہ شہر میں مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھ لے۔①

۴۔آتش کدے اور مورتیوں کو پہنائے ہوئے زیور قبضے میں لے لیے جائیں گے۔②

صغدوں کو یہ شرائط ماننی ہی تھیں۔ چنانچہ قتیبہ نے مورتیوں کے زیور اتارے اور ان کو آگ میں جھونک دیا۔صغدوں کے بادشاہ غزوک نے اسے یہ کہہ کر مورتیوں کے جلانے سے منع کرنا چاہا کہ جو شخص ان کو جلائے گا، تباہ ہو جائے گا۔اسے خدشہ ہے کہ قتیبہ کے ساتھ بھی کچھ برا ہوگا۔لیکن قتیبہ نے اس بات کی پروانہ کرتے ہوئے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا دیا جس کے نتیجے میں صغدوں کی بڑی تعداد اسلام لے آئی۔③ مورتیوں کے جلانے کے بعد قتیبہ نے ان کے کیل اکٹھے کرائے جو سونے کے تھے۔ ان کا وزن کیا گیا تو وہ پچاس ہزار مثقال ہوئے۔ بعد ازاں اس نے شہر میں امن و امان کے استحکام اور نظم وضبط کے قیام کی غرض سے محافظ فوج تعینات کرنا چاہی۔ وہ جب شہر میں داخل ہوا تو صغدوں کو بلا بھیجا اور ان سے مسجد کی بنیاد ڈالتے ہوئے کہا کہ تم میں سے جو شخص اپنا مال و متاع لینا چاہے، لے لے۔ میں شہر سے ابھی نہیں جاؤں گا۔ میں تم سے وہی لوں گا جو معاہدے کی شرائط میں طے ہوا تھا۔ ہاں، فوج شہر میں قیام کرے گی۔④

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ قتیبہ نے کسی صغدی کو شہر سے نہیں بھگایا بلکہ اس نے کہا جو شخص محافظ فوج کے ساتھ شہر میں رہنا چاہے وہ رہے۔اسے کچھ نقصان نہیں پہنچے گا۔اور جو جانا چاہے، چلا جائے۔اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ وہ ان کے ساتھ طے کردہ شرائط کا پابند ہے کہ وہ ان سے وہی روپیہ وصول

---

①تاریخ الطبری :۵/۲۵۱،والکامل لابن الأثیر :۴/۱۲۷،وتاریخ ابن خلدون :۳/۶۳،والبدایۃ والنھایۃ: ۹/۸۵،والفتوحات الاسلامیۃ :۱/۱۹۸،یہ بھی کہا گیا ہے کہ قتیبہ نے ایک لاکھ افراد حوالے کرنے کی شرط پر صغدوں سے صلح کی تھی۔

②دیکھیے تاریخ الطبری :۵/۲۴۹۔۲۵۱،والکامل لابن الأثیر :۴/۲۶،۲۷،وتاریخ ابن خلدون :۳/۶۳، وفتوح البلدان : ص ۴۲۷، والفتوحات الاسلامیۃ :۱/۱۹۷،۱۹۸، والبدایۃ والنھایۃ :۹/۸۵، وعقد الجمان:۱۱/۳۸۶.

③حوالہ مذکورہ : ص ۴۲۷،۴۲۸،سرٹامس آرنلڈ،الدعوۃ الی الاسلام: ص ۲۱۳ .

④حوالہ مذکورہ : ص ۴۲۷، ۴۲۸،وتاریخ الطبری:۵/۲۵۱،والکامل لابن الأثیر :۴/۱۲۷،وعقد الجمان: ۱۱/۳۸۷،۳۸۸،والبدایۃ والنھایۃ:۹/۸۶،وسرح العیون: ص ۱۱۵ ،والفتوحات الاسلامیۃ:۱/۱۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا جو شرائط میں طے ہوا تھا۔

وان ولوٹن نے قتیبہ کے اس طرزِ عمل سے یہ استدلال کیا ہے کہ عربوں نے اس زمانے میں جو فتوحات کی تھیں وہ دینی محرک کے نتیجے میں نہیں کی تھیں۔ وہ محض یلغاریں اور لوٹ کھسوٹ کرنے کے شائق تھے۔ وہ معاہدوں کے پاسدار بھی نہیں تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ دوسرے ملکوں پر ان کے اعلانِ جنگ اور ان کی عہد شکنی سے پہلے ہی حملے کر دیتے تھے۔①

وہ لکھتا ہے: صغدوں نے سعید بن عثمان سے معاہدۂ صلح کیا تھا جس کی رو سے انھوں نے سات لاکھ درہم اسے ادا کیے تھے اور اپنے ایک لاکھ افراد گروی کے طور پر اس کے حوالے کیے تھے۔ اس معاہدے کے بعد انھوں نے شہر کے دروازے سعید بن عثمان کے لیے کھول دیے تھے۔ اس کے باوجود قتیبہ نے ان کے علاقے پر قبضہ کر کے انھیں شہر سے بھگا دیا اور اس کے سپاہیوں نے ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا، جیسے کہ عرب مؤرخین کی روایت ہے۔ درآنحالیکہ صغدوں نے سعید بن عثمان سے کیا ہوا معاہدہ نہیں توڑا تھا۔②

تاریخی ماخذوں سے رجوع کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وان ولوٹن نے ان تمام عبارات میں سخت غلط و غیر درست باتیں دہرائی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سمرقند نے سعید بن عثمان کے لیے اپنے دروازے نہیں کھولے تھے بلکہ شدید لڑائی ہوئی تھی جس میں سعید کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی۔ اہل شہر جب بزورِ شمشیر فتح اور اس کے نتائج سے خائف ہوئے اور ہتھیار ڈالنے کے سوا انھیں کوئی چارہ نظر نہ آیا تو انھوں نے صلح کی پیشکش کر دی۔ بعد ازاں انھوں نے معاہدۂ صلح توڑ دیا۔ تب امیر قتیبہ نے ان کی طرف پیش قدمی کی اور شہر کو دوبارہ فتح کیا تھا۔③ فتح کے بعد اس نے اہل شہر کو بھگایا نہیں، جیسے کہ بیان ہوا ہے۔ اس نے انھیں ٹھہرنے اور جانے کا اختیار دیا اور بتایا کہ وہ شہر میں محافظ فوج تعینات کرے گا۔

وان ولوٹن قتیبہ کے اس فیصلے کو اگر ایک غیر جانبدار مؤرخ کی نظر سے دیکھتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ شہر میں محافظ فوج کی تعیناتی حالات کا تقاضا تھا۔ اہل شہر نے ایک سے زائد مرتبہ عہد شکنی کی تھی۔ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر دیتے تھے لیکن جونہی فاتح لشکر شہر سے جاتا تھا، وہ عصائے طاعت شق کر ڈالتے

①② السيادة العربية: ص ۲۲، ۲۳.
③ فتوح البلدان: ص ۴۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔①

اب میں قاری کو زیادہ دور نہیں لے جاتا۔ ہم امیر قتیبہ کے دور میں واپس چلتے ہیں۔ ہم نے دیکھا تھا کہ ۹۰ ھ میں شاہِ بخارا اور دان خداہ نے قتیبہ کے خلاف شاہِ صغد سے مدد طلب کی تھی۔ طرخون نے اس کی پکار پر اسے مدد دی تھی۔ ظاہری بات ہے کہ طرخون نے قتیبہ کے دشمن کو مدد دے کر معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کی تھی۔ چنانچہ جب شاہِ بخارا نے شکست کھائی تو اس سے پہلے کہ قتیبہ طرخون پر حملہ آور ہو کر اسے دشمن سے اتحاد کرنے کی سزا دیتا، طرخون نے آگے بڑھ کر قتیبہ کو تجدید صلح کی پیشکش کر دی۔ امیر قتیبہ نے اس کی پیشکش قبول کر لی اور دشمن کا ساتھ دینے پر اسے سزا نہ دی۔ درحقیقت قتیبہ ایک سچا مسلمان تھا۔

اہل صغد کو اپنے بادشاہ طرخون کی تجدید صلح پسند نہ آئی۔ انھوں نے اس کی مذمت کی اور اسے گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا۔ اس کے بجائے انھوں نے غوزک کو تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ کیا اب بھی وان ولوٹن یہ کہنے میں حق بجانب ہے:

''درآنحالیکہ صغدوں نے سعید بن عثمان سے کیا ہوا معاہدہ نہیں توڑا تھا۔''

جبکہ انھوں نے امیر قتیبہ کے عہد میں دشمن کا ساتھ دے کر دو مرتبہ معاہدہ توڑا تھا اور ان کے بادشاہ نے جو تجدید معاہدہ کی تھی، اس پر وہ راضی نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے تجدید معاہدہ کی پاداش میں بادشاہ کو یہ کہتے ہوئے زندان میں ڈال دیا تھا کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو، اس لیے تم نے ذلت قبول کر لی اور جزیے کی ادائیگی تمھیں اچھی لگی۔ ہمیں تمھاری ضرورت نہیں۔

کیا اس کے بعد بھی قتیبہ پر یہ نکتہ چینی کی جائے گی کہ اس نے سمرقند میں محافظ فوج اس لیے تعینات کر دی تھی کہ اہل شہر وہاں سے بھاگ نہ سکیں اور مسلم فوج انھیں وقتاً فوقتاً مصروف رکھے؟② امیر قتیبہ کی تو یہ دیرینہ خواہش تھی کہ صغد مسلمان ہو جائیں۔ اس نے اس جنگ میں ان سے کہا تھا: اے سمرقند! شیطان آخر کب تک تمھارے اندر گھونسلے بنائے گا؟ صغدوں میں سے ایک جاریہ (لونڈی) قتیبہ کے ہاتھ آئی تھی جو ایرانی بادشاہ یزدگرد کی نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ نام اس کا شاہم فرید تھا۔ امیر قتیبہ

---

① ٹامس آرنلڈ، الدعوة الی الاسلام: ص ۲۱۳.
② تاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۲۷، والفتوحات الاسلامیة لدحلان: ۱/ ۱۹۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے اسے امیر حجاج کے پاس بھیج دیا۔حجاج نے اسے خلیفہ ولید کی خدمت میں پیش کیا۔اس کے بطن سے بعد ازاں ولید کے بیٹے یزید بن ولید نے جنم لیا۔①

شاعروں نے فتح سمرقند کی خوشی میں قصیدے بھی کہے۔امیر قتیبہ نے نہار بن توسعہ سے کہا کہ تمھارا وہ کہنا کیا ہوا۔

اَلاَ ذَهَبَ الْغَزْوُ الْمُقَرِّبُ لِلْغِنَى
وَمَاتَ النَّدَى وَالْجُوْدُ بَعْدَ الْمُهَلَّبِ

ترجمہ:''سنو، ویسی جنگ تو اب نہیں رہی جو آدمی کو دولتمند بنا دیتی تھی۔مہلب کے بعد جود وکرم کی وفات ہوگئی۔''

نہار! کیا اسے تم جنگ کہو گے؟ نہار نے کہا کہ یہ جنگ تو اور بھی زیادہ شدید ہے۔اب میں کہتا ہوں۔

وَمَا كُنَّا مُذْ كُنَّا وَلاَ كَانَ قَبْلَنَا
وَلاَ هُوَ فِيْمَا بَعْدَنَا كَابْنِ مُسْلِمِ
اَعَمَّ بِاَهْلِ الشِّرْكِ قَتْلاً بِسَيْفِهِ
وَاَكْثَرَ فِيْنَا مَقْسِمًا بَعْدَ مَقْسِمِ

ترجمہ:''جب سے ہم ہیں، ہم سے پہلے ابن مسلم جیسا کوئی نہیں ہوا، نہ ہمارے بعد ہوگا۔ اس نے مشرکین کو بڑے پیمانے پر تہ تیغ کیا اور ہمیں یکے بعد دیگرے کثیر مالِ غنیمت سے بہرہ یاب کیا۔''②

قتیبہ نے جب بخارا پر حملہ کیا تو ایاس بن عبداللہ کو وہاں کا سپہ سالار مقرر کیا اور خراج کی وصولیابی کی ذمہ داری مولیٰ بنی تمیم عبیداللہ بن ابی عبیداللہ کو سونپی۔اہل خوارزم نے ایاس کو کمزور پا کر اس کے خلاف فوج اکٹھی کر لی۔عبیداللہ نے قتیبہ کو خط لکھ کر صورتِ حال سے آگاہ کیا۔قتیبہ نے اپنے

① تاریخ الطبری:۵/۲۵۲،والکامل لابن الأثیر:۴/۱۲۷،والفتوحات الاسلامیۃ:۱/۱۹۸،وتاریخ ابن خلدون: ۳/۶۳،وعقد الجمان للعینی:۱۱/۳۸۸،والبلدان للهمدانی:ص ۲۰۹،وسرح العیون:ص ۱۱۵.

② حوالہ مذکورہ :۵/ ۲۵۴، ۲۵۵،وحوالہ مذکورہ :۴/ ۱۲۸،وتاریخ ابن خلدون :۳/ ۶۳،ووفیات الاعیان لابن خلکان :۱/۵۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی عبداللہ کو بطور عامل روانہ کیا اور اس سے کہا کہ وہ ایاس اور حیان نبطی کے سر مونڈ کر ان دونوں کو سو سو کوڑے مارے۔عبداللہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ایاس کو خبردار کر دیا۔ وہ وہاں سے کھسک گیا۔ عبداللہ اس کے بعد خوارزم پہنچا، حیان کو کوڑے مارے اور اس کا سر مونڈ دیا۔

اس کے بعد قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کے زیر قیادت خوارزم کی طرف فوج بھیجی۔مغیرہ نے اہل خوارزم سے دو دو ہاتھ کیے اور انھیں شکست سے دوچار کیا۔شکست کھا کر انھوں نے مغیرہ سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔①

اب قتیبہ نے شاش اور فرغانہ پر حملے کا ارادہ کیا کیونکہ ان دونوں شہروں نے عربوں کے خلاف شاہِ صغد کو مدد دی اور اس کی پیٹھ ٹھونکی تھی۔اس نے بخارا، کش، نسف اور خوارزم پر یہ بات عائد کر دی کہ وہ اس حملے کے لیے بیس ہزار جنگجو فراہم کریں گے۔ان جنگجوؤں پر مشتمل ایک لشکر جرار اس نے شاش کی طرف روانہ کر دیا اور خود فرغانہ کی طرف متوجہ ہوا۔وہ خجندہ کے قریب خیمہ زن ہوا۔فرغانہ کی فوج شہر سے باہر نکل کر مقابلے میں آئی۔زبردست معرکہ ہوا جس میں فتح قتیبہ کو ہوئی۔فتح کے بعد وہ فرغانہ کے صدر مقام کاسان کی طرف بڑھا۔کاسان کے قریب اس کی ملاقات اپنے اس لشکر سے ہوئی جو اس نے شاش کی طرف روانہ کیا تھا۔وہ بھی شاش کو فتح کر آیا تھا۔قتیبہ کی یہ ساری فوج اب کاسان پر حملہ آور ہوئی۔گھمسان کا رَن پڑا۔مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔یوں ۹۴ھ میں بلادِ فرغانہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔②

اس موقع پر امیر حجاج نے عراق سے مزید فوج بھیجی تاکہ قتیبہ بآسانی فتوحات کی تکمیل کر سکے۔ یہ فوج قتیبہ کے پاس پہنچ گئی اور وہ اسے ہمراہ لے کر فتوحات کے مرحلے طے کرتا رہا۔وہ شاش میں تھا جب شوال ۹۵ھ میں خبر آئی کہ امیر حجاج کی وفات ہو گئی ہے۔اس خبر نے اسے غمزدہ کر دیا۔وہ مرو لوٹ آیا اور انتظار کرنے لگا کہ آنے والے ایام اس کے لیے کیا پیغام لاتے ہیں۔

وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ اسے خلیفہ ولید کا خط ملا:

''امیر المومنین دشمنانِ اسلام کے خلاف تمھاری جدوجہد سے واقف ہیں۔امیر المومنین

①تاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۳، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۱۹۸، ۱۹۹.
②تاریخ الطبری: ۵/ ۲۵۷، ۲۵۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۴، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۱۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمھارے شایانِ شان تمھارا رتبہ بڑھانا چاہتے ہیں ۔سو اپنی فتوحات کی تکمیل کیجیے، رب تعالیٰ کے ثواب کا انتظار کیجیے اور امیر المومنین کو خط لکھ کر باخبر کرتے رہیے تاکہ میں آپ کے اور محاذِ جنگ کے حالات سے آگاہ رہوں ۔''①

امیر حجاج نے اپنے دونوں سپہ سالاروں قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کو لکھا تھا کہ تم دونوں میں سے جو سپہ سالار پہلے چین پہنچے گا وہ چین کا والی اور دوسرے سپہ سالار کا امیر ہوگا②۔

قتیبہ جب فتوحات کے مرحلے طے کرتا ہوا یہاں پہنچا تو وہ کاشغر کی فتح کے لیے پر تولنے لگا جو چین کا قریب ترین شہر تھا۔اس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اسے ہمراہ لیے دریائے بلخ عبور کر لیا۔دریا پر اس نے ایک چوکی بنادی تاکہ کوئی سپاہی قتیبہ کی تحریری اجازت کے بغیر واپس نہ جا سکے۔

قتیبہ نے کثیر بن فلاں کے زیر قیادت ایک فوجی دستہ کاشغر بھیجا۔کثیر کاشغر میں داخل ہوا اور ان کے کئی آدمی گرفتار کر، کثیر مالِ غنیمت لے، واپس آیا۔قتیبہ نے ان قیدیوں کی گردنوں پر مہریں ثبت کیں اور پیش قدمی جاری رکھی۔شاہِ چین کو اس یلغار کی خبر ہوئی تو وہ گھبرا اٹھا۔اس نے قتیبہ کو لکھا کہ

''وہ اشراف عرب کا ایک وفد اس کے پاس بھجوائیں تاکہ وہ ان سے ان کے حالات اور دین کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔''

قتیبہ نے دس اشراف کا ایک وفد ہبیرہ بن مشمرخ کے زیر قیادت خوشنما گھوڑوں پر خوب تیاری وخوش لباسی کے ساتھ بھیجا اور ان سے کہا:

''شاہِ چین کو جا کر بتادو کہ میں نے قسم کھائی ہے، میں واپس نہیں جاؤں گا تاآنکہ اس کے ملک کو روند ڈالوں، اس ملک کے بادشاہوں پر اپنی مہریں ثبت کروں اور ان سے خراج وصول کرلوں۔''

اشراف عرب کا وفد شاہِ چین کے دربار میں پہنچا۔چین کے سربرآوردہ اعیان وعمائدین دربار میں بیٹھے تھے۔بادشاہ نے وفد کے ارکان سے کہا: ''تم دیکھ رہے ہو کہ میرا ملک کتنا بڑا ہے۔تم میرے سامنے ہو۔یہاں تمھیں میری پکڑ سے بچانے والا کوئی نہیں ۔میں جانتا ہوں کہ تمھاری تعداد قلیل ہے۔

①تاریخ الطبری:۵/ ۲۶۳، ۲۶۴، والکامل لابن الأثیر:۴/ ۱۳۱، ۱۳۲۔
②تاریخ الیعقوبی:۳/ ۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے صاحب سے جا کر کہو کہ وہ واپس چلا جائے ورنہ میں تمھاری طرف ایسے جنگجو بھیجوں گا جو تمھیں نیست و نابود کر ڈالیں گے۔''

وفد کے ارکان نے شاہِ چین کو جواب دیا:

''ہماری تعداد قلیل کیسے ہوئی جبکہ ہمارے ہراول دستے تمھارے ملک میں اور آخری دستے زیتون کی سرزمین پر ہیں۔ جہاں تک قتل کا تعلق ہے، ہم قتل ہونے سے نہیں ڈرتے، نہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ موت کا وقت مقرر ہے جو آگے پیچھے نہیں ہوگا۔ ہمارے صاحب نے قسم کھائی ہے کہ وہ واپس نہیں جائے گا تا آنکہ وہ تمھارے ملک کو روند ڈالے، تمھارے بادشاہوں پر اپنی مہریں ثبت کرے اور تم سے جزیہ وصول کرلے۔''

اس پر بادشاہ نے کہا:

''ہم اس کی قسم پوری کیے دیتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی مٹی اس کے پاس بھیج دیتے ہیں، وہ اسے پاؤں تلے روند ڈالے اور اپنے بیٹوں کو اس کے قبضے میں دے دیتے ہیں کہ وہ ان پر اپنی مہریں لگا دے۔ ہم اسے راضی کرنے کے لیے تحفے تحائف بھیج دیتے ہیں۔''

یہ کہہ کر بادشاہ نے وفد کے ارکان کو بیش قیمت تحفے دیے۔ وفد قتیبہ کے پاس واپس آیا اور اسے شاہِ چین کے جواب سے آگاہ کیا۔ قتیبہ نے تحفے قبول کیے اور شہزادوں پر مہریں لگا کر انھیں واپس بھیج دیا۔ مالِ غنیمت اور تحفے تحائف سمیٹ کر اس نے مرو کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو ۹۶ھ میں خلیفہ ولید کی وفات کی خبر آ گئی۔ ①

قتیبہ بن مسلم کا انجام

بخارا، سمرقند، خوارزم اور کاشغر جیسے شہروں کے فاتح قتیبہ بن مسلم کا انجام وہی ہوا جو تاریخ کے عظیم کرداروں کا ہوتا آیا ہے۔ خلافت کا قلمدان جب سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ آیا تو قتیبہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسے خدشہ ہوا کہ وہ سلیمان کے انتقام کا شکار ہوگا کیونکہ وہ امیر حجاج بن یوسف کا پروردہ تھا جس سے سلیمان کو نفرت تھی۔ دوسرے، وہ ان افراد میں شامل تھا جنھوں نے خلیفہ ولید کے

① تاریخ الطبری : ۵/ ۲۶۸۔۲۷۱، والکامل لابن الأثیر : ۴/ ۱۳۵۔۱۳۷، وتاریخ ابن خلدون : ۳/ ۶۷، وفوات الوفیات :۵/ ۲۹۴۔۲۹۶، وسرح العیون: ص ۱۱۶، والفتوحات الاسلامیۃ :۱/ ۱۹۹، ۲۰۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس ارادے کی حمایت کی تھی کہ وہ سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد نامزد کردے۔①

قتیبہ کو قوی اندیشہ تھا کہ سلیمان خراسان کی ولایت حجاج اور اس کے تعلق داروں کے سخت دشمن یزید بن مہلب کے سپرد کردے گا۔ان خدشات کے پیش نظر اس نے سلیمان کو بیک وقت تین خط ارسال کیے۔ایک خط میں اس نے سلیمان کو خلافت کی مبارکباد دی۔ولید کی وفات پر تعزیت کی۔خلیفہ عبدالملک اور خلیفہ ولید کی طاعت میں اپنے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا اور لکھا کہ اگر سلیمان اسے معزول نہیں کرتا تو وہ اس کے زیر طاعت بھی ایسے ہی کارنامے انجام دے گا۔دوسرے خط میں قتیبہ نے اپنی فتوحات کا اور دشمن پر اپنی ضرباتِ کاری کا ذکر کیا اور لکھا کہ شاہانِ عجم کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اور وہ اس سے ڈرتے ہیں۔مہلب اور آل مہلب کی اس نے مذمت کی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر سلیمان نے یزید کو خراسان کا والی بنا دیا تو وہ سلیمان کی بیعت سے دستکش ہو جائے گا۔تیسرے خط میں اس نے لکھا کہ وہ سلیمان بن عبدالملک کی بیعت سے دستکش ہوتا ہے۔②

قتیبہ نے یہ تینوں خط ایک باہلی کے ہاتھ روانہ کیے اور اس سے کہا خلیفہ کو پہلا خط دینا۔اگر یزید وہاں موجود ہو اور خلیفہ خط پڑھ کر یزید کے حوالے کر دیں تو دوسرا خط خلیفہ کو دے دینا۔اگر وہ دوسرا خط پڑھ کر یزید کو دے دیں تو تیسرا خط خلیفہ کو دینا۔اگر پہلا خط پڑھ کر یزید کو نہ دیں تو باقی دونوں خط اپنے پاس رکھ لینا۔خلیفہ کو نہ دینا۔

قاصد خطوط لے کر روانہ ہوا۔وہ سلیمان کے دربار میں پہنچا تو یزید بھی وہیں تھا۔اس نے پہلا خط خلیفہ کو پیش کیا۔سلیمان نے خط پڑھا اور یزید کی طرف پھینک دیا۔قاصد نے یہ دیکھ کر دوسرا خط خلیفہ کو دے دیا۔خلیفہ نے وہ خط بھی پڑھ کر یزید کو دے دیا۔اب قاصد نے تیسرا خط سلیمان کو دیا جسے پڑھ کر

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۸، وفتوح البلدان: ص ۴۲۸، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۸۹، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۸، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۸، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۲۰۱.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۷۴، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۱۳۹، والعیون والحدائق: ۱/ ۲۳، وسرح العیون: ص ۱۱۷، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۸، والبدایة والنهایة: ۹/ ۳۲۷، روایت ہے کہ قتیبہ نے پہلے خط میں یزید کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ ناشکرا ہے۔دوسرے خط میں اس نے یزید کی تعریف لکھی تھی اور تیسرے میں خلیفہ کو دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے اسے معزول کیا تو وہ اس کی بیعت سے دستکش ہو جائے گا، تاریخ الطبری: ۵/ ۲۷۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ وہ خط اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور قاصد کو مہمان خانے بھجوا دیا۔ شام کو اسے بلوایا، انعام سے نوازا اور قتیبہ کے لیے خراسان کی ولایت کا عہد نامہ لکھ کر دیا۔ قاصد روانہ ہو گیا۔ وہ جب حلوان پہنچا تو اسے قتیبہ کے انجام کی خبر ملی۔ ①

قتیبہ کو سلیمان کے حوالے سے اطمینان نہیں تھا۔ اسے یقین تھا کہ آلِ حجاج کا جو حشر کیا گیا ہے وہی سلوک اس کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔ بالخصوص جبکہ اس کے ارسال کردہ خطوط بھی کھلی دھمکیوں سے بھرپور تھے۔ یوں اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوتے رہے۔ اس کے ایک بھائی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ سلیمان کے خلاف بغاوت کر دے۔ اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور قبائلیوں کو بھی بغاوت کی دعوت دی۔ اس نے ان کے سامنے اپنا اور خراسان کے پچھلے والی کا موازنہ کیا اور کہا کہ سلیمان سے خیر کی امید نہیں کی جا سکتی۔ لیکن لوگوں نے اس کی بات مان کر سلیمان کے خلاف بغاوت سے انکار کر دیا۔

جب کسی نے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہا تو وہ سخت طیش میں آ کر لوگوں کو دشنام دینے لگا۔ اس نے ایک ایک قبیلے کا نام لے کر اسے برا بھلا کہا۔ اس پر ان لوگوں نے قتیبہ کے خلاف ایکا کر لیا اور بنو تمیم کے سردار وکیع کے زیر قیادت قتیبہ پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے قتیبہ کو اس کے بھائیوں اور اکثر گھر والوں سمیت قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۹۶ھ میں پیش آیا۔ ②

یوں اس ناقابل شکست سپہ سالار کی زندگی کا اختتام ہوا جس نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے بل پر اپنا لوہا منوایا تھا۔ اس عظیم فاتح نے اپنی ناقابل فراموش فتوحات کی بدولت سلطنت اسلامیہ کے رقبے میں خاطر خواہ اضافہ کیا تھا۔ ترکی اور عجمی اس سے خائف رہتے تھے۔ اصبہبد نے ایک عرب مسلمان سے کہا تھا: عرب کے لوگو! تم نے قتیبہ اور یزید کو مار ڈالا جو عرب کے سردار تھے۔ عرب مسلمان نے اس سے پوچھا: تمھارے نزدیک ان دونوں میں سے زیادہ عظیم کون تھا اور تم کس سے زیادہ ڈرتے تھے؟ اصبہبد کہنے لگا: قتیبہ اگر مغرب کے کسی دور دراز علاقے میں پا بجولاں مقید ہو اور یزید ہمارے ملک میں ہمارا والی ہو تو بھی ہمارے دل میں قتیبہ کی ہیبت و عظمت یزید سے کہیں زیادہ ہو گی۔

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۷۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۹۱.

② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۷۵-۲۸۱، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۱۳۹-۱۴۱، وفتوح البلدان: ۴۲۸-۴۳۰، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۸، ۶۹، وفوات الوفیات: ۵/ ۳۹۲، والعیون الحدائق: ۳/ ۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک خراسانی نے ایک عربی سے کہا تھا: عرب کے لوگو! کیا تم نے قتیبہ کو مار ڈالا؟ قتیبہ اگر ہمارا آدمی ہوتا اور ہمارے درمیان وفات پاتا تو ہم اسے ایک تابوت میں محفوظ کر دیتے اور جب جنگ ہوتی تو اس کی برکت سے فتح پاتے۔ قتیبہ کے جو کارنامے ہیں، کسی خراسانی (عجمی) نے ویسے کارنامے انجام نہیں دیے، سوائے اس کے یہ کہ اس نے عہد شکنی کی تھی۔①

شاعروں نے قتیبہ کی موت پر اس کے مرثیے کہے جو اس کی عظمت اور قدر و منزلت کا پتہ دیتے ہیں۔②

شاید کوئی یہ کہے کہ قتیبہ نے ان خطوط میں خلیفہ کی بیعت سے دستکش ہو کر اور قبائل کو دشنام دے کر خود اپنی موت کو دعوت دی تھی۔ ہماری رائے میں قتیبہ کسی حد تک اس واقعے کا ذمہ دار تھا۔ اس نے خلیفہ کے خلاف جا کر پر خار راستے کا انتخاب کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے بہر حال معزول کر دیا جائے گا۔ اس نے سوچا بجائے اس کے کہ خلیفہ اس کے خلاف اقدام کرے، وہ پہل کرے اور خلیفہ پر حملہ آور ہو جائے۔ جو عرب اس کے ارد گرد کھڑے تھے، قتیبہ ان کے ارادے معلوم کرنے میں بھی ناکام رہا۔ وہ ان کے حوالے سے خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ وہ خلیفہ کے خلاف اس کی طرفداری کریں گے۔ جب انھوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کیا تو قتیبہ غصے میں آ گیا اور مارے طیش کے اس سے بے وقوفی سرزد ہو گئی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس نے قبائل پر دشنام طرازی کی اور انھیں جتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں ان پر کیسے کیسے انعامات کیے تھے۔ اس کی ان باتوں کے وہی نتائج سامنے آئے جو ہم نے ملاحظہ کیے۔

① تاریخ الطبری: ۵/ ۲۸۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۴۲، وفوات الوفیات: ۵/ ۲۹۴، والعیون والحدائق: ۳/ ۲۴، والفتوحات الاسلامیة: ۱/ ۲۰۱۔
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۸۳۔۲۸۵، وحوالہ مذکورہ: ۴/ ۱۴۲، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۶۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳ | محمد بن قاسم سندھ میں، فتوحات اور انجام

عربی ماخذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں نے سندھ کو متعدد مرتبہ فتح کیا تھا۔ سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات پر گفتگو سے پہلے یہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے سندھ میں جس سے قدیم عرب واقف ہوئے تھے اور آج کے سندھ میں جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے بہت فرق ہے۔ آج کا سندھ دریائے سندھ کے زیریں میدان پر مشتمل ہے جو ملتان سے کراچی تک پھیلا ہوا ہے۔ پہلی صدی ہجری کا سندھ حالیہ سندھ، پنجاب (پانچ دریاؤں کی سرزمین)، مغرب میں ہرات تک جو آج افغانستان کے علاقوں پر مشتمل ہے، اور جنوب میں بحیرۂ عرب تک حالیہ بلوچستان پر محیط تھا۔

قدیم عرب جس سندھ کو جانتے تھے وہ دو طبعی اقالیم پر مشتمل تھا۔ پہلی اقلیم میں جبالِ سلیمان کا مشرقی علاقہ آتا تھا جو قدیم زمانے سے زرخیز اور آباد تھا۔① دوسری اقلیم جو جبال سلیمان کے مغرب میں واقع تھی، بنجر، قحط زدہ اور نشیب و فراز پر مشتمل تھی۔②

وہ عرب فتوحات جن کا دائرہ بلادِ فارس کے مشرق میں پھیلا تھا، ان کا اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ عربوں نے مختلف مواقع پر سندھ کی مغربی اقلیم میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ وہ وقتاً فوقتاً جزوی فتح اور مالِ غنیمت بھی حاصل کرتے تھے۔ اس دوران میں گاہے عرب فوج کے لیے اس علاقے میں بود و باش دشوار ہو جاتی، گاہے مقامی باشندے اس کے خلاف بغاوت کر دیتے۔ یوں یہاں اسلام کا دائرۂ اثر و نفوذ سکڑ جاتا۔ مسلمان گاہے دوبارہ حملہ آور ہوتے اور نئے حملے کا انجام بھی سابقہ حملوں سے مختلف نہ ہوتا۔ اسی سبب ولایت عراق یا دربارِ خلافت کی روایت تھی کہ سندھ کی ولایت کسی سمجھ دار اور معزز عرب سردار کے سپرد کی جاتی تھی۔

ہم نے جن حالات کا ذکر کیا ہے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سندھ پر کسی عرب کو والی مقرر کرنے

① حالیہ سندھ اور پنجاب اسی اقلیم میں واقع تھے۔
② حالیہ افغانستان اور بلوچستان اسی اقلیم میں واقع تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

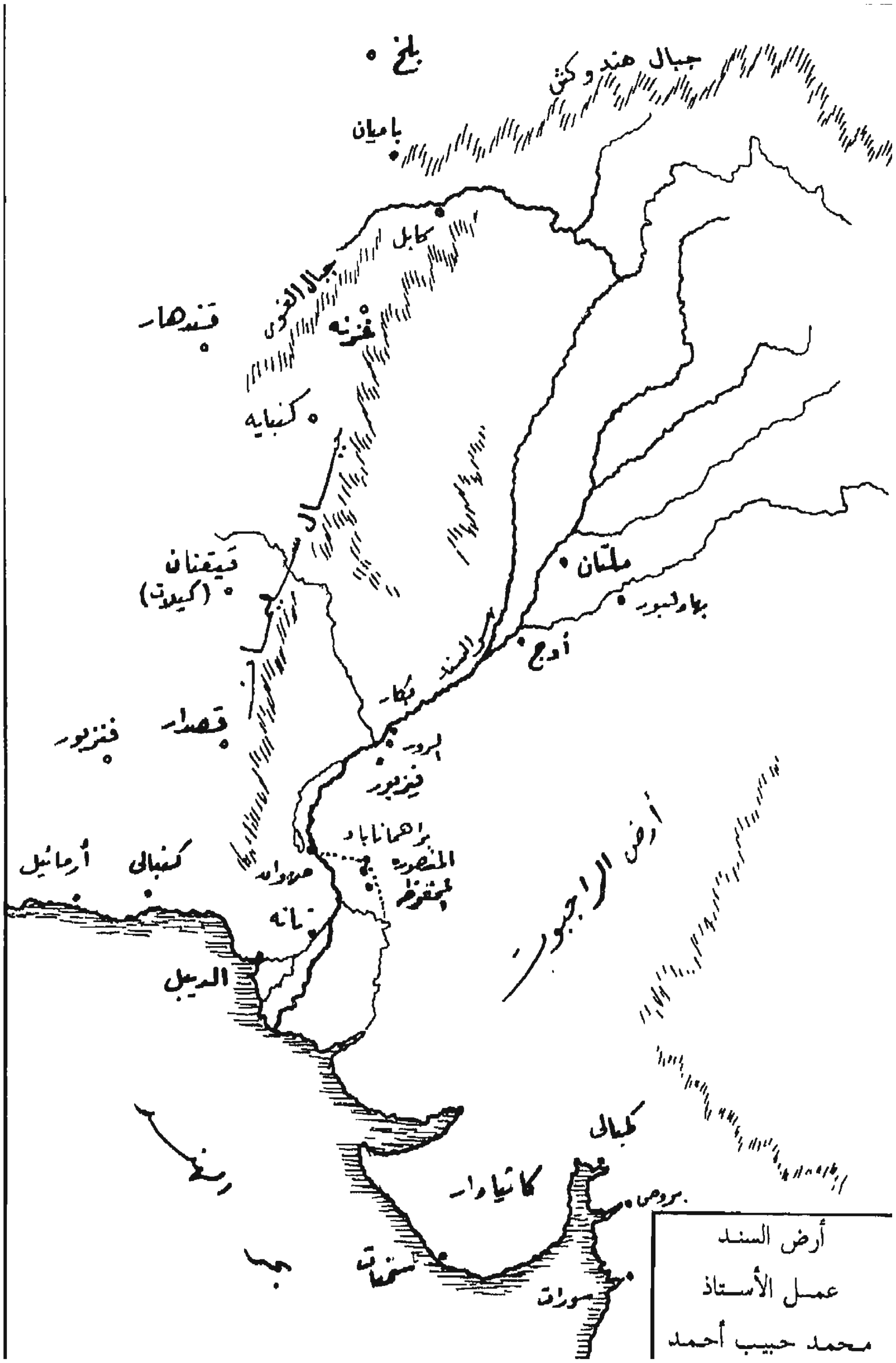

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا یہ مطلب قطعی نہیں تھا کہ سندھ اس طرح مکمل طور پر عربوں کے زیرنگیں آ گیا ہے کہ وہاں کوئی سیاسی حکمران مقرر کیا جائے۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ سندھ پر حاکم کے تقرر کا یہ مطلب بھی بہرحال نہیں تھا کہ وہ حاکم حالیہ سندھ کو بچشم خود دیکھ رہا تھا۔

چنانچہ حجاج جب ۷۵ھ میں عراق کا والی ہوا تو اس نے سندھ کی ذمہ داری اسلم بن زرعہ کلابی کو سونپی۔ اسلم نے مکران میں قیام کیا۔ عرب تاریخی ماخذ اس کے بارے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بتا سکے، سوائے اس کے کہ اس نے ہندوستان کے ایک گوشے پر یلغار کی تھی۔ جہاں تک اس دور کے سیاسی حالات کا تعلق ہے، یہ تاریخی مآخذ ان کے متعلق بہت سی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

یہ تاریخی مآخذ ہمیں بتاتے ہیں کہ حارث کے بیٹوں محمد علافی اور معاویہ علافی نے سعید کے خلاف بغاوت کی اور اسے قتل کر دیا تھا۔ حجاج نے ان دونوں کی گرفتاری کے لیے مجاعہ بن سعر تمیمی کو روانہ کیا تھا۔ مجاعہ نے قندابیل کے متعدد مقامات فتح کر لیے تھے۔ اس کی وفات مکران میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد حجاج نے اس کی ولایت محمد بن ہارون بن ذراع نمری کو سونپ دی۔ نمری مکران پہنچا اور ملک کے اطراف و اکناف میں جا بجا حملے کیے، اور پے بہ پے فتوحات حاصل کیں۔ ①

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرب مؤرخین ایسے اسباب کی بنا پر جو ان کے ارادے سے باہر تھے، اس علاقے میں ہونے والی اسلامی فتوحات کی حقیقی تفصیلات بیان نہیں کر سکے، اگر وہاں واقعی کوئی فتوحات ہوئی تھیں۔

یہ بات البتہ وہ وثوق سے کہتے ہیں کہ عربوں نے حجاج کے دور سے پہلے سندھ کو فتح کرنے کی حقیقی کوششیں نہیں کی تھیں۔ ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ کی کوشش ایک تحقیقاتی کاوش تھی جس میں وہ اس علاقے کا جائزہ لینے آیا تھا۔ وہ کابل کے مشرق سے اس علاقے میں داخل ہوا اور کابل اور ملتان کے درمیانی علاقے میں گھوم پھر کر واپس چلا گیا۔ ② حالات وواقعات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ مہلب نے دارالخلافہ میں جو جائزہ رپورٹ پیش کی تھی وہ اس نوعیت کی نہیں تھی کہ وہ عربوں کو ان علاقوں پر فوج کشی کے لیے آمادہ کرتی۔ ہمارے اندازے کے مطابق عربوں کی طرف سے کابل کے راستے فتح سندھ

① فتوح البلدان: ص ۴۴۱، والکامل لابن الأثیر: ۳۶/۴، وتاریخ ابن خلدون: ۴۲/۳.
② حوالہ مذکورہ: ص ۴۳۸، ۴۳۹، وحوالہ مذکورہ: ۲۲۱/۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مشرقی جبال سلیمان) کی کوشش خطرات سے بھرپور کوشش تھی۔اقلیم سندھ (مغربی جبال سلیمان) میں اسلام کے قدم ابھی جم نہیں سکے تھے۔اس علاقے کی نتیجہ خیز فتح بحیرہ عرب کے ساحلی میدان کے راستے ہی ممکن تھی جو ان دنوں مکران کہلاتا تھا۔امیر حجاج کے عساکر نے یہی راستہ اختیار کیا تھا۔

محمد بن ہارون بن ذراع نمری نے ساحلی میدان کے راستے سندھ میں داخل ہونے کی حقیقی کوشش کی تھی۔وہ دریائے سندھ کے ڈیلٹا میں پہنچ گیا تھا۔اس کا رخ دیبل کی طرف تھا۔دیبل کے راجا کو اس کی پیش قدمی کا علم ہوا تو اس نے لشکر اکٹھا کر لیا۔نمری اور دیبل کے لشکروں میں معرکہ ہوا جس میں محمد بن ہارون نے جام شہادت نوش کیا۔①

ان دنوں ایک ہندو راجا داہر سندھ کا حکمران تھا۔شہر الور اس کی راجدھانی تھا۔وہ سندھ اور پنجاب دونوں کا حکمران تھا۔آس پاس کے میدانی علاقے بھی غالباً اس کی عملداری میں تھے۔اس کی حکومت اس کے عزیز و اقارب کے درمیان منقسم تھی۔غالباً وہ ان کے درمیان جاگیردارانہ طرز پر منقسم تھی۔یہ طرز حکومت راجپوت قبائل میں ابھی تک رائج ہے۔

دیبل شہر پر داہر کے ایک بیٹے کی حکومت تھی۔اسی نے اولین عرب حملوں کا سامنا کیا تھا۔اسی کے دور میں حجاج نے سندھ کی طرف توجہ کی اور وہاں لشکر روانہ کیے تھے۔مؤرخین نے ان فتوحات کے سلسلے میں ایک واقعہ اخذ کیا ہے جس کی حقیقت کے متعلق ان کے درمیان اختلاف ہے۔بلاذری نے لکھا ہے کہ جزیرۂ یاقوت (سیلان) کے بادشاہ نے کچھ خواتین حجاج کی طرف روانہ کیں جو جزیرے میں پیدا ہوئی تھیں اور مسلمان تھیں۔ان کے باپ جو عرب تاجر تھے، وفات پا گئے تھے۔شاہ یاقوت کا خیال تھا کہ ان خواتین کو حجاج کے ہاں پہنچا کر اسے حجاج کا قرب حاصل ہوگا۔

وہ خواتین جس جہاز میں سوار تھیں، دیبل کے کچھ اوباش لٹیرے کشتیوں میں سوار اس کے آڑے آئے۔انھوں نے جہاز کو لوٹ لیا اور ان خواتین کو قبضے میں لے لیا۔ان میں سے ایک عورت نے جس کا تعلق بنو یربوع سے تھا، دہائی دی: ''یا حجاج''۔حجاج کو اس کی فریاد پہنچی تو وہ جواباً گویا ہوا: ''یا لبیک (میں حاضر ہوں۔)''

روایت ہے کہ جزیرۂ یاقوت کے بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ جہاز جسے دیبل کے

①تاریخ الیعقوبی: ۳/ ۲۲، بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ نمری مارا نہیں گیا تھا۔وہ محمد بن قاسم سے جا ملا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکوؤں نے لوٹا تھا، اس میں جزیرۂ یاقوت کا خراج امیر المومنین کو بھیجا گیا تھا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ خلیفہ عبدالملک نے ہندوستانی باندیوں اور ہندی مصنوعات کی خریداری کے لیے ایک وفد ہندوستان بھیجا تھا۔ یہ وفد جس جہاز میں سوار تھا، وہ جب دیبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو اسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا①۔

خیر، واقعہ جو کچھ بھی تھا، ہمیں اس کی تفصیل میں نہیں جانا۔ ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ داہر اور حجاج کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فتوحات اسلامیہ کا رخ سندھ کی طرف موڑ دیا گیا۔

امیر حجاج نے محمد بن ہارون کے ہاتھ داہر کو خط بھیجا کہ وہ معاملات کو معمول پر لائے اور اس مسئلے کو حل کرے۔ داہر نے جواب دیا کہ یہ کام چور ڈاکوؤں کا ہے جن پر میرا بس نہیں چلتا۔ اس پر حجاج نے خلیفہ ولید سے سندھ پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ ولید سے اجازت ملنے پر اس نے عبیداللہ بن نبہان کو روانہ کیا۔ وہ مارا گیا۔ حجاج نے اس کے بعد بدیل بن طہفہ البجلی کو لکھا جو عمان میں تھا کہ وہ دیبل کی طرف عازم سفر ہو۔ بدیل دیبل پہنچا اور ہندوؤں کے خلاف معرکے میں اس کا گھوڑا بدک گیا۔ ہندوؤں نے اسے گھیر کر شہید کر دیا۔②

محمد بن قاسم کی یلغار

۸۹ھ میں امیر حجاج نے سندھ کا محاذ مسلمانوں کے ایک بہادر سورما اور مایۂ افتخار جنگجو محمد بن قاسم ثقفی کے سپرد کر دیا۔ اس نے اپنی جرأت و ہمت اور غیر معمولی عزم و حزم کی بدولت چند سال میں سندھ فتح کر لیا۔ اس سے پہلے سات مسلم سپہ سالار اس محاذ پر ناکامی سے دوچار ہوئے تھے۔ درحقیقت ان سات سپہ سالاروں کے حملے تحقیقاتی اور اطلاعاتی نوعیت کے تھے۔ ان کا مقصد اس محاذ کا جائزہ لینا تھا۔ سندھ کی حقیقی فتح جس کے اثرات مدتوں باقی رہے، محمد بن قاسم کی فتح تھی۔ وہ اس سرزمین کو مسلمانوں کے زیر نگیں لانے میں کامیاب رہا تھا۔

اس حملے میں امیر حجاج نے بھی غیر معمولی دلچسپی لی تھی۔ وہ محمد بن قاسم کی نقل و حرکت کے متعلق پل پل کی خبر رکھتا تھا۔ اس کا اعتماد محض عراقی فوج پر نہیں تھا۔ اس نے چھ ہزار شامی بھی محمد بن قاسم کے لشکر میں شامل کیے تھے۔ عراق و شام کا جو سپاہی چاہتا، بخوشی اس لشکر میں شامل ہو سکتا تھا۔ حجاج نے اس لشکر کو

①② فتوح البلدان: ص ۴۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام تر اشیائے ضرورت سے آراستہ کیا یہاں تک کہ سوئی اور دھاگا بھی سامان میں شامل کیا۔①

حجاج چاہتا تھا کہ لشکر کے سپاہیوں کو کھانے پکانے اور سالن بنانے کے لیے سرکہ بھی وافر مقدار میں مہیا کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اس نے روئی کے گالے سرکے میں بھگوئے اور ان کو سائے میں خشک کرا کر لشکر کے سامان میں شامل کیا۔ لشکر جب سندھ پہنچا تو سپاہیوں نے ان روئی کے گالوں کو پانی میں بھگویا۔ پانی سرکہ بن گیا۔②

امیر حجاج نے فتح واستحکام کے ضامن تمام جنگی وسائل وذرائع محمد بن قاسم کے لشکر کو مہیا کیے تھے۔ اس نے محاصرے کے آلات بحری جہازوں میں روانہ کیے تھے۔ یہ بحری جہاز خلیج فارس میں سے گزرتے ہوئے دیبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے تھے۔ محمد بن قاسم کی بری فوج اس سے پہلے دیبل پہنچ چکی تھی۔ حجاج نے اس لشکر کی ترکتازیوں سے باخبر رہنے کے لیے محمد بن قاسم کو تاکید کی تھی کہ وہ اسے ہر تیسرے روز خط لکھتا رہے۔③

محمد بن قاسم فارس میں تھا جب حجاج نے اسے حکم دیا کہ وہ مکران روانہ ہو اور ساحل پر سفر کرتے ہوئے دیبل پہنچ جائے۔ ابن قاسم جمعہ کے روز دیبل پہنچا۔ بحری جہاز بھی آلات حرب لے کر دیبل کے ساحل پر آن لنگر انداز ہوئے۔ آلاتِ حرب میں عروس نامی مشہور منجنیق بھی تھی جسے پانچ سو آدمی کھینچتے تھے۔ عرب سپاہی دیبل کے دروازوں پر کھڑے تھے۔ شہر کے ایک جانب انھیں ایک مندر دکھائی دیا جس کے اردگرد پتھریلی فصیل ایستادہ تھی۔ اونچی ذات کے بہت سے ہندو اس مندر میں رہتے تھے۔ راجپوت سپاہیوں پر مشتمل ایک بڑا فوجی دستہ اس کی حفاظت پر مامور تھا۔ ابن قاسم شہر سے پہلے اس مندر کی طرف متوجہ ہوا تاکہ وہ اس میں رکھے بتوں کا قلع قمع کردے۔

کہا جاتا ہے کہ دیبل کے کچھ باشندوں نے محمد بن قاسم کو بتایا تھا کہ ان لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ مندر کا برج اگر تباہ ہو جائے تو وہ شکست تسلیم کر لیتے اور فاتحین کے لیے شہر کے دروازے کھول دیتے ہیں

① فتوح البلدان: ص ۴۴۱، وتاریخ الیعقوبی: ۳/۳۲، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱۱، والفتوحات الاسلامیة لدحلان: ۱/۱۸۸.

② حوالہ مذکورہ: ص ۴۴۲، بلاذری نے یہ بھی لکھا ہے کہ محمد بن قاسم جب سندھ پہنچا اور دیکھا کہ وہاں سرکہ کمیاب ہے تو اس نے حجاج کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔ جواباً حجاج نے سرکہ بھری روئی بھیجی۔

③ حوالہ مذکورہ: ص ۴۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔ابن قاسم نے منجنیق کا رخ مندر کے برج کی طرف کر دیا۔ جونہی برج گرا، دیبل کے باشندے گھبرا اٹھے اور مرعوب ہو گئے۔حاکم شہر شمال کی طرف بھاگ گیا۔اہل شہر نے شہر کے دروازے مسلمانوں کے لیے کھول دیے۔①

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل شہر نے فاتحین کے آگے اتنی سہولت اور سرعت سے ہتھیار نہیں ڈالے تھے۔انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے تھے۔یوں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے۔لیکن یہ بندوبست ان کے لیے کچھ زیادہ سودمند نہ رہا۔محمد بن قاسم نے فصیل کے ساتھ سیڑھیاں کھڑی کرائیں۔ مسلم سپاہی ان سیڑھیوں پر چڑھ کر شہر میں گھس گئے اور دشمنوں کو بڑی تعداد میں تہ تیغ کیا۔②

کچھ مؤرخین کی روایت ہے کہ محمد بن قاسم نے دیبل والوں کو اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ اسلام لانے کے بعد ظاہر ہے، انھیں ختنے بھی کرنے تھے۔برہمنوں نے اس کی یہ دعوت مسترد کر دی۔ دیگر ہندوؤں نے ان کی پیروی کی۔اس پر ابن قاسم نے دیبل کے ان تمام مردوں کو تہ تیغ کر دیا جن کی عمر سترہ برس سے اوپر تھی۔جن کی عمر سترہ برس سے کم تھی انھیں اس نے غلام بنالیا۔تمام ہندو عورتوں کو بھی لونڈیاں بنالیا گیا۔

مسلمانوں کو دیہات اور شہر سے اتنا مالِ غنیمت ہاتھ آیا جس کا کچھ شمار نہ تھا۔مالِ غنیمت کا خمس حجاج کو بھیج دیا گیا۔باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔بعدازاں ابن قاسم نے دیبل کی مرمت اور تعمیر وترقی پر توجہ دی اور شہر میں ایک مسجد بنوائی۔اس نے شہر میں محافظ دستہ تعینات کیا اور حاکم شہر کے تعاقب میں شمال کی طرف بڑھا۔③ محمد بن قاسم پیش قدمی کرتے ہوئے حیدرآباد پہنچ گیا۔حیدرآباد کے لوگوں نے البتہ مسلمانوں کو لشکر کشی کی فکر سے یوں آزاد کر دیا کہ انھوں نے حجاج کو خط لکھ کر امان طلب کر لی اور صلح کا معاہدہ کر لیا۔

یوں جب ابن قاسم حیدرآباد میں داخل ہوا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا پرتپاک خیر مقدم

① فتوح البلدان : ص ۴۴۲، والکامل لابن الأثیر : ۴/۱۱۱، وتاریخ الیعقوبی : ۳/ ۳۲، ۳۳، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۰، والفتوحات الاسلامیة : ۱/ ۱۸۸، ۱۸۹.
② حوالہ مذکورہ : ص ۴۴۲، وتاریخ الیعقوبی : ۳/ ۳۲، ۳۳، والکامل لابن الأثیر : ۴/۱۱۱، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۰.
③ حوالہ مذکورہ : ص ۴۴۳، والکامل لابن الأثیر : ۴/۱۱۱، والفتوحات الاسلامیة : ۱/ ۱۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔انھوں نے جانوروں کے لیے چارا پیش کیا اور معاہدۂ صلح کی پاسداری کی۔اس کے بعد ابن قاسم جس بھی شہر پہنچا، شہر والوں نے مسلمانوں کے لیے شہر کے دروازے کھول دیے۔آخر وہ صہوان پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔شہر کے باشندے اگرچہ مزاحمت کے لیے تیار تھے تاہم سات دن میں شہر مسلمانوں کے زیر قبضہ آ گیا۔①

فتوحات کا یہ مرحلہ طے کرنے کے لیے محمد بن قاسم کو زیادہ مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا۔وہ ابھی تک محدود اہمیت کی حامل زرعی وادی میں محوسفر تھا۔داہر کا اصلی علاقہ تو شمال تک پھیلا ہوا تھا۔محمد بن قاسم جوں جوں شمال کی طرف بڑھتا جاتا تھا، وہ ان مراکز کے قریب ہوتا جاتا تھا جو ملکی سالمیت کے لیے شدید مزاحمت پر آمادہ و کمربستہ تھے۔

داہر نے اپنے بیٹے کو دفاع کی تیاری کا حکم دے دیا۔دوسری طرف محمد بن قاسم کی فوج کو آرام کی ضرورت تھی تاکہ وہ تازہ دم ہو جائے اور اس دوران میں کمک بھی آ جائے۔اس وقت فارس کے دو ہزار گھڑسوار محمد بن قاسم کے پاس پہنچ گئے جنھیں ہمراہ لے کر وہ دریا کے مغربی ساحل پر چلتے ہوئے شمال کی طرف بڑھا اور الور کے قریب دریا کے مشرقی ساحل پر اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔الور میں ہندو، داہر کے بیٹے کے زیر قیادت قلعہ بند تھے۔ابن قاسم اور اس کی فوج نے کشتیوں کا پل باندھ کر دریا پار کیا۔ہندوؤں کو اس تیز رفتاری کی توقع نہیں تھی۔وہ محمد بن قاسم کی فوج سے سخت مرعوب و خوفزدہ ہو گئے۔دریا کے ساحل پر فریقین میں جھڑپ ہوئی جس کے بعد داہر نے پچاس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل اپنے بڑے لشکر میں جا پناہ لی۔

اس کے بعد جنگ کی چکی شدت سے چلی۔اس معرکے میں ہندوؤں کو عددی برتری حاصل تھی جس کے مقابلے میں مسلمانوں کا صبر و ثبات، شوقِ شہادت اور اللہ پر اعتماد تھا۔جنگ نے خاصا طول پکڑا۔کبھی مسلمانوں کا پلڑا بھاری رہتا اور کبھی کافروں کا۔آخر مسلمانوں کی منجنیق سے نکلا ہوا ایک پتھر اس ہاتھی کو جا لگا جس پر داہر سوار تھا۔ہاتھی بدک گیا اور داہر سمیت بھاگتا ہوا دریا میں جا گرا۔اس پر ہندو صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔داہر اگرچہ ایک گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں پہنچ گیا تھا لیکن تب تک عرب غلبہ پا چکے تھے۔داہر مارا گیا اور اس کے لڑکے نے راہِ فرار اختیار کی۔یوں یہ زبردست

① ونسٹن، تاریخ ہند (عربی ترجمہ): ص ٢٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معرکہ مسلمانوں کی فتح مبین پر منتج ہوا۔①

داہر کے لڑکے کے فرار کے بعد داہر کی بیوی نے حیرت انگیز طور پر بچے کھچے سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور فتح مندوں کے مقابلے میں آ گئی۔مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور ہندوؤں کی رسد کاٹ دی۔ ہندوؤں نے تا دم آخر لڑنے کا عزم کیا۔انھوں نے آگ کے الاؤ جلائے اور بچوں عورتوں کو زندہ آگ میں جھونک دیا۔اس کے بعد انھوں نے شہر کے دروازے کھول دیے اور فریقین کے درمیان خوفناک لڑائی ہوئی۔اس لڑائی میں اکثر و بیشتر ہندو موت کے گھاٹ اتارے گئے۔جو چند ایک بچے، انھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور مسلمانوں کے زیر دست آ گئے۔

اس فیصلہ کن معرکے کے بعد محمد بن قاسم نے شمال کی طرف پیش قدمی جاری رکھی اور وادی پنجاب کے قریب پہنچ گیا۔اس پیش قدمی کے دوران میں اسے کسی قابل ذکر مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ملک کا حکمران داہر تو مارا گیا تھا۔اس کا بڑا بیٹا جنوب میں واقع برہمن آباد کی طرف بھاگ گیا تھا۔ یوں ابن قاسم ملتان میں داخل ہو گیا۔②

محمد بن قاسم ہر تیسرے روز امیر حجاج کو خط لکھتا تھا اور غنائم کا خمس بھی اسے بروقت ارسال کر دیتا تھا۔حجاج نے محمد بن قاسم کی مہم پر خرچ کیے گئے روپے کا تخمینہ لگایا تو وہ چھ کروڑ درہم ہوا۔محمد بن قاسم کی طرف سے جو خمس اسے موصول ہوا تھا اس کا تخمینہ بارہ کروڑ درہم ہوا۔اس پر حجاج نے کہا:

''ہمارا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ہم نے انتقام لے لیا۔چھ کروڑ کا منافع حاصل ہوا اور داہر کا سر بھی۔''③

محمد بن قاسم کو جب حجاج کے انتقال کی خبر ہوئی تو وہ ملتان سے الور واپس آ گیا اور انتظار کرنے

---

① ونسٹن، تاریخ ہند: ص ۲۶۲، ۲۶۳، وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۳۳،وفتوح البلدان: ص ۴۴۳، ۴۴۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۱.

② حوالہ مذکورہ: ص ۲۶۱، ۲۶۴، اور دیکھیے حوالہ مذکورہ: ۳/ ۳۳، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۱، وفتوح البلدان: ص ۴۴۴، ۴۴۵، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۶۱.

③ فتوح البلدان للبلاذری: ص ۴۴۵، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۱۲، والفتوحات الاسلامیۃ لدحلان: ۱/ ۱۸۹۔ہم نے اس سلسلے میں ونسٹن کی تحقیقات پر اعتماد کیا ہے کیونکہ فتوحات سندھ کے متعلق عرب ماخذوں میں کچھ اختلاف واضطراب پایا جاتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ یہ روایات اور ان سے وابستہ شہروں کے نام عربوں کے لیے نامانوس تھے۔یہ روایات ان دنوں ترتیب دی گئی تھیں جب عربوں کو سندھ میں قابل ذکر اقتدار و نفوذ حاصل نہیں تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگا کہ اب اسے کیا حکم دیا جاتا ہے۔خلیفہ ولید نے اسے لکھا: تمھارے عزم وہمت سے میں واقف ہوں۔ تم اپنے راستے پر گامزن رہو اور مجھے خط لکھتے رہو تا کہ میں محاذ کے حالات سے باخبر رہوں۔

اس پر محمد بن قاسم نے سندھ کے مختلف مقامات کی طرف فوجی مہمات روانہ کیں۔ یہ مہمات کامیابی سے ہمکنار ہوئیں اور ان مقامات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔تاہم یہ فتوحات مقامی فتوحات تھیں اور ان فتوحات سے مختلف تھیں جو ابن قاسم نے حجاج کے دور میں انجام دی تھیں۔حجاج کے دور میں وہ تیزی سے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔شاید اسے توقع تھی کہ وہ سندھ اور پنجاب کی تکمیل فتح کے بعد کشمیر جائے گا اور کشمیر سے ہوتا ہوا چین پہنچ جائے گا، جیسے کہ دوسری طرف ماوراء النہر کی فتوحات میں قتیبہ بن مسلم کی یہی کوشش تھی۔حجاج نے ان دونوں کمانداروں سے کہا تھا: تم دونوں میں سے جو سپہ سالار پہلے چین پہنچے گا وہی چین کا عامل ہوگا۔یوں دونوں میں سے ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ دوسرے سے پہلے چین پہنچے۔①

حجاج کی وفات دونوں سپہ سالاروں کے لیے شدید صدمے کا باعث بنی۔اس کے بعد تیز رفتار فتوحات کا سلسلہ تھم گیا اور دونوں فاتحین نے مقامی فتوحات پر اکتفا کر لیا۔

خلیفہ ولید کی وفات پر مقامی فتوحات کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ یوں فتوحات اسلامیہ کا ایک درخشاں باب اختتام کو پہنچا۔امیر حجاج کی زندگی نے کچھ اور برس وفا کی ہوتی یا خلیفہ ولید ہی مزید کچھ سال زندہ رہتا تو ان علاقوں میں اسلامی تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

امیر محمد بن قاسم کا انجام

سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا تو وہ آل حجاج سے انتقام لینے لگا۔اس نے محمد بن قاسم کو سندھ کی ولایت سے معزول کیا اور اس کے بجائے یزید بن ابو کبشہ سکسکی کو عامل مقرر کر دیا۔ سلیمان کے حکم سے ابن قاسم کو گرفتار کر کے عراق لایا گیا۔اس موقع پر ابن قاسم نے یہ شعر پڑھا۔

أَضَاعُوْنِيْ وَأَيَّ فَتًى أَضَاعُوْا
لِيَوْمِ كَرِيْهَةٍ وَسِدَادِ ثَغْرِ

ترجمہ: ”انھوں نے مجھ کو ضائع کر دیا اور کیسا نوجوان انھوں نے ضائع کر دیا، جو کام آتا تھا

① تاریخ الیعقوبی: ۳/ ۳۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گھمسان کی لڑائی میں اور سرحد کی حفاظت میں۔“

اہل سندھ محمد بن قاسم کے لیے روئے۔ انھوں نے ابن قاسم کے زریں عہد کی یاد میں اور اس کے کارناموں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے کرج میں اس کی مورتی بنائی۔

ابن قاسم جب عراق پہنچا تو صالح بن عبدالرحمان نے اسے واسط کے زندان میں ڈال دیا۔

تب ابن قاسم نے کہا۔

فَلَئِنْ تَوِيْتُ بِوَاسِطٍ وَبِأَرْضِهَا
دَهْنَ الْحَدِيْدِ مُكَبَّلاً مَغْلُوْلاً

فَلَرُبَّ فِتْيَةِ فَارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا
وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ قَتِيْلاً

ترجمہ: ”اگر میں واسط کی سرزمین پر پا بجولاں وطوق بگردن مرتا ہوں تو یہ بھی سنو کہ کتنے ہی گھڑسوار جوانوں کو میں نے مرعوب کیا اور کتنے ہی مدمقابل سورماؤں کو مقتول کر کے چھوڑا تھا۔“

صالح بن عبدالرحمان نے زندان میں ابن قاسم کو آلِ عقیل کے کچھ دیگر گرفتار شدگان کے ساتھ سخت اذیتوں سے دوچار کیا اور ابن قاسم سمیت ان سب کو مار مار کر جان سے مار ڈالا۔ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو مارا تھا جو خوارج کے مسلک پر تھا۔ حمزہ بن بیض حنفی نے ابن قاسم کے مرثیے میں کہا تھا۔

اِنَّ الْمُرُوءَةَ وَالسَّمَاحَةَ وَالنَّدَى
لِمُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ

قَادَ الْجُيُوْشَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً
يَا قُرْبَ ذٰلِكَ سُؤْدُدًا مِنْ مَوْلِدِ

ترجمہ: ”شرافت، اعلیٰ ظرفی اور سخاوت محمد بن قاسم کے اوصاف ہیں۔ اس نے سترہ برس کی عمر میں لشکروں کی قیادت کی۔ اسے کتنی کم عمری میں سرداری مل گئی تھی۔“①

---

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۳، ۱۳۴، وفتوح البلدان: ص ۴۴۵، ۴۴۶، بعض یورپی ماخذوں میں ابن قاسم کے انجام کے متعلق یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ فتح رور کے بعد ابن قاسم نے سندھ کے راجا داہر کی دو بیٹیاں جو قیدیوں میں آئی==>

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یوں بہادری اور جانبازی کا ایک تابناک صحیفہ لپیٹ دیا گیا اور اسلام کی ایک تیز دھار تلوار نیام میں واپس چلی گئی جو اللہ تعالیٰ نے کافروں کی گردنوں پر سونت رکھی تھی۔ ابن قاسم کی ترکتازیوں کی بدولت ہندوستان میں مسلمانوں کے قدم ہمیشہ کے لیے جم گئے۔ اس وسیع وعریض ملک کی فتح کے سلسلے میں اس کے کارہائے نمایاں خلیفہ سلیمان کے ہاں اس کی قدرومنزلت میں اضافہ اور اس کے حق میں سفارش نہ کر سکے۔ یہی سلوک فاتح اندلس موسیٰ بن نصیر سے روا رکھا گیا۔ اس کے بھی کسی کارنامے کا پاس نہ کیا گیا۔ یوں نجی مسائل ومحرکات مفادِ عامہ پر غالب آ گئے اور سلیمان نے عرب کے دو بہترین سپہ سالار اپنے ہاتھوں کھو دیے۔ اگر وہ اسلام کی ان تلواروں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا تو یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے یقیناً بہت سودمند عمل ہوتا۔

محمد بن قاسم جس طرح ایک مضبوط اور ناقابل شکست سپہ سالار تھا، اس کی فوج جس طرح اس کی فرمانبردار تھی اور اس کے اردگرد جس طرح ہندوستانی عوام کا جمگھٹ تھا، وہ اگر چاہتا تو خلیفہ سلیمان کے خلاف کامیاب بغاوت کر سکتا اور بڑی آسانی سے ہندوستان کا خودمختار حکمران بن سکتا تھا لیکن اس نے خلیفہ کا حکم مانتے ہوئے صلح جوئی اور بقائے امن کو ترجیح دی۔ اس اخلاص ووفا کے صلے میں لیکن اسے جان کی قربانی دینی پڑی۔

==> تھیں، ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیں۔ ولید نے ان دونوں کو دیکھا تو ان کی خوبصورتی دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اس نے چاہا کہ ان میں سے ایک کو اپنی باندی بنا لے تو اس نے کہا: امیر المومنین! میں آپ کے قابل نہیں ہوں۔ ابن قاسم نے آپ کے پاس بھیجنے سے پہلے میرے ساتھ کھلاڑ پن کیا تھا۔

اس پر ولید طیش میں آ گیا۔ اس نے ایک سورما ابن قاسم کی طرف بھیجا کہ وہ اسے بیل کی بے رنگی کھال میں لپیٹ کر خلیفہ کے پاس حاضر کرے۔ اس سورما نے ایسا ہی کیا۔ لیکن ابن قاسم اس تشدد کی تاب نہ لا کر راستے میں ہی وفات پا گیا۔ خلیفہ کے پاس لا کر کھال کو کھولا گیا تو اس میں ابن قاسم مردہ پایا گیا۔

ہماری رائے میں یہ ایک خرافات ہے جس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ عرب ماخذوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ابن قاسم زندہ واسط آیا تھا جبکہ وہ پابند سلاسل تھا۔ اس نے سلیمان کے عہد میں اپنی حالت زار پر افسردہ شعر کہے تھے۔ لوگوں نے بھی سلیمان ہی کے عہد میں اس کے مرثیے کہے تھے۔ یوں یورپی ماخذوں کے بیان کردہ واقعے کو درست ماننا مشکل ہے۔ ونسٹن، تاریخ ہند، ص ۲۶۴، سرایلیٹ: ص ۲۱۱، بحوالہ تاریخ شاشنامہ وسرویلزلی، تاریخ کیمبرج: ۳/ ۷، اس نے بھی انھی ماخذوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس واقعے کو دوراز کار قرار دیا ہے جن پر اعتماد کرتے ہوئے ہم نے تصریح کی ہے کہ ابن قاسم کا المیہ سلیمان کے دور میں پیش آیا تھا کیونکہ سلیمان کو آل حجاج سے عداوت تھی۔ یہ افسوسناک سانحہ ولید کے دور کا نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب
امیر حجاج کی نجی زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ا حجاج کا ادبی ذوق، حجاج کا شعری ذوق، حجاج بحیثیتِ خطیب ولکھاری

بالخصوص ولایت عراق کے دور میں حجاج کی قساوتِ قلبی نے شہرت پائی۔مؤرخین نے اس سلسلے میں جو منہ میں آیا، کہہ ڈالا۔ تاریخ کی کوئی ایسی کتاب اور کوئی ایسا ماخذ نہیں جس میں حجاج کی قساوتِ قلبی کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

مؤرخین نے اس سلسلے میں جتنا بھی قلم گھسیٹا ہو، اس امر کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حجاج نجی زندگی میں قساوت قلبی کے اس وصف سے کوسوں دور تھا۔عراق کے حالات ہی ایسے تھے کہ حجاج کو عراقیوں سے نمٹنے کے لیے سخت گیری کو بروئے کار لانا پڑا جسے اس کی قساوت قلبی کا نتیجہ قرار دیا گیا۔عراقیوں سے نمٹنے کا یہ انداز ان شاعروں کے ہاں حجاج کی مدح کا موضوع تھا جو حجاج کے ساتھ رہے اور اس کے دربار سے منسلک ہوئے۔

جہاں تک امیر حجاج کی نجی زندگی کا تعلق ہے، وہ زندگی جس کا کوئی تعلق سیاست اور امورِ حکومت سے نہیں تھا، اس زندگی میں حسن معاملہ، خوش گفتاری، بذلہ سنجی اور دریا دلی کا راج تھا۔حجاج سے متعلق تاریخ میں اس کی سیاسی اور نجی زندگی میں جو اختلاف پایا جاتا ہے، اس کا ایک حیران کن پہلو یہ ہے کہ وہ آدمی جس کے متعلق تاریخی ماخذوں کا اتفاق ہے کہ وہ خونریزی میں بڑے اسراف سے کام لیتا تھا، وہی آدمی موسیقی کا بھی دلدادہ تھا اور نجی محفلوں میں آلاتِ موسیقی پر خود بھی دادِ طرب دیتا تھا۔①

حجاج کے قریبی مصاحبوں میں شعراء بھی شامل تھے۔وہ ان کے شعر سنتا اور اکثر و بیشتر ادبیانہ مہارت کے ساتھ ان شعروں پر تنقید بھی کرتا تھا۔کتنے ہی منتخب اشعار اس کے نوکِ زباں رہتے تھے۔وہ تقریروں میں اشعار کا برموقع استعمال کرتا تھا۔حجاج نے اتنے زیادہ شعر نہیں کہے کہ ان کی تدوین کی نوبت آتی۔ ہمارا غالب گمان اس سلسلے میں یہ ہے کہ اسے اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ وہ زیادہ شعر کہتا۔

① دیکھیے الامامة والسیاسیة : ۲/ ۴۲، ۴۳، وشذرات الذهب فی اخبار من ذهب : ۱/۱۱۰، ووفیات الاعیان : ۱/۲۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود وہ امیر المومنین کے نام لکھے گئے اپنے خطوط کا اختتام اکثر اپنے اشعار سے کرتا تھا۔

اس نے شعر کے بدلے اسلوبِ نگارش اور طرزِ خطابت کی نیرنگی ادا سے کام لیا تھا۔تحریر میں اس کے دونوں طرح کے خطوط شامل تھے۔وہ خطوط جو اس نے دارالخلافہ دمشق بھیجے تھے اور وہ خطوط جو وہ والیانِ شہر اور سپہ سالارانِ جنگ کو لکھتا تھا۔خطابت میں بھی دونوں طرح کی تقریریں شامل تھیں۔ سیاسی تقریریں اور مذہبی مواعظ۔

ادب وفن میں جس شخص کا یہ پایہ تھا اور شعروشاعری سے جس کا یہ شغف تھا، یہ دیکھ کر تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ وہ شعراء کو اپنے قریب کرتا تھا۔ان کی تلاش میں آدمی بھیجتا تھا۔اچھا شعر سن کر سر دھنتا اور **هَل من مزید** کا نعرہ بلند کرتا تھا۔

امیر حجاج کے دربار سے منسلک ایک نغز گو شاعر جس نے حجاج کی مدح کے سلسلے میں بڑی طویل النفسی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کا نام نامی جریر بن عطیہ تھا۔

جریر پہلے پہل حاکم بصرہ حکم بن ایوب کے دربار سے منسلک ہوا اور اس کی مدح کہی۔حکم اس کے شعر سن کر بہت خوش ہوا۔① اس نے حجاج کو لکھا: ''میرے یہاں ایک اعرابی آیا ہے جو شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے۔'' حجاج نے جواباً لکھا کہ اسے بھجوایا جائے۔حکم نے اسے دیدہ زیب پوشاک دی اور حجاج کی طرف روانہ کر دیا۔وہ واسط میں حجاج کے ہاں پہنچا تو اس نے شاعر کا خیر مقدم کیا اور اسے خلعت پہنایا۔جریر نے اس موقع پر اپنا ایک شاہکار قصیدہ حجاج کی نذر کیا جس کے چند نمایاں شعر یہ ہیں۔

مَنْ سَدَّ مُطَّلَعَ النِّفَاقِ عَلَيْهِمُ
أَمْ مَنْ يَصُولُ كَصَوْلَةِ الْحَجَّاجِ

أَمْ مَنْ يَغَارُ عَلَى النِّسَاءِ حَفِيظَةً
إِذْ لَا يَثِقْنَ بِغَيْرَةِ الْأَزْوَاجِ

إِنَّ ابْنَ يُوسُفَ، فَاعْلَمُوا وَتَيَقَّنُوا
مَاضِي الْبَصِيرَةِ، وَاضِحُ الْمِنْهَاجِ

① دیکھیے الکامل للمبرد: ص ۳۰۰، والأغانی: ۷/۴۱، ودیوان جریر: ص ۵۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَاضٍ عَلَى الْغَمَرَاتِ يُمْضِي هَمَّهُ
وَاللَّيْلُ مُخْتَلِفُ الطَّرَائِقِ دَاجِي

وَإِذَا رَأَيْتَ مُنَافِقِيْنَ تَخَيَّرُوا
سُبُلَ الضَّجَاجِ، أَقَمْتَ كُلَّ ضَجَاجِ

دَاوَيْتَهُمْ وَشَفَيْتَهُمْ مِنْ فِتْنَةٍ
غَبْرَاءَ ذَاتِ دَوَاخِنٍ وأُجَاجِ

وَلَقَدْ كَسَرْتَ سِنَانَ كُلِّ مُنَافِقٍ
وَلَقَدْ مَنَعْتَ حَقَائِبَ الْحُجَّاجِ

ترجمہ: ''لوگوں پر چڑھائی کرتے نفاق کا راستہ کس نے بند کیا اور حجاج کی طرح کون حملہ آور ہوتا ہے۔ عورتوں پر غصے میں آ کر غیرت کون کرتا ہے، جب انھیں اپنے شوہروں کی غیرت پر اعتماد نہیں ہوتا۔

سو تم جان لو اور یقین کر لو کہ ابن یوسف بصیرت مند ہے اور اس کا منہج واضح ہے۔ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے مشکلات و مصائب کا خاتمہ کرتا ہے جبکہ رات تہ در تہ تاریک ہوتی ہے۔ جب تم نے کچھ منافقین کو دیکھا کہ انھوں نے جبر و قہر کے راستے اختیار کیے ہیں تو تم نے بھی جبر و قہر برپا کر دیا۔ تم نے انھیں دوا دی اور شفا دی انھیں آگ والے فساد انگیز فتنے سے۔ توڑ ڈالا تم نے ہر منافق کے نیزے کا پھل اور حفاظت کی تم نے حاجیوں کے سامان کی۔''①

جریر نے ایک اور قصیدے میں بھی حجاج کی مدح کہی جو اس کے درخشاں شعروں پر مبنی تھا۔ اس کا مطلع یہ تھا۔

سَئِمْتُ مِنَ الْمُوَاصَلَةِ الْعِتَابَا
وَأَمْسَى الشَّيْبُ قَدْ وَرِثَ الشَّبَابَا

دَعَا الْحَجَّاجُ مِثْلَ دُعَاءِ نُوْحٍ

① دیوان جریر: ص ۹۰، ۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاسْمَعْ ذَا الْمَعَارِجِ فَاسْتَجَابَا
صَبَرْتَ النَّفْسَ يَا ابْنَ أَبِي عَقِيلٍ
مُحَافَظَةً فَكَيْفَ تَرَى الثَّوَابَا
وَلَوْ لَمْ يَرْضَ رَبُّكَ لَمْ يُنَزِّلْ
مَعَ النَّصْرِ الْمَلَائِكَةَ الْغِضَابَا
إِذَا سَعَرَ الْخَلِيفَةُ نَارَ حَرْبٍ
رَأَى الْحَجَّاجَ أَثْقَبَهَا شِهَابَا
تَرَى نَصْرَ الْإِمَامِ عَلَيْكَ حَقًّا
إِذَا لَبِسُوا بِدِينِهِمُ ارْتِيَابَا
عَفَارِيتُ الْعِرَاقِ شَفَيْتَ مِنْهُمْ
فَأَمْسَوْا خَاضِعِينَ لَكَ الرِّقَابَا
وَقَالُوْا: لَنْ يُجَامِعَنَا أَمِيرٌ
أَقَامَ الْحَدَّ وَاتَّبَعَ الْكِتَابَا

ترجمہ:''وقت وصال اظہارِ ناراضگی سے اکتا گیا ہوں۔ اب بڑھاپا جوانی کا وارث بن گیا ہے۔ حجاج نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا جیسی دعا کی۔ اس نے اپنی فریاد آسمان والے کو سنائی جو اس نے قبول فرمائی۔ اے ابن ابوعقیل! تم نے پیہم صبر کیا تو تم نے کیسا ثواب دیکھا۔ اگر تیرا رب راضی نہ ہوتا تو وہ نصرت کے ہمراہ غضبناک فرشتے نازل نہ کرتا۔

جب خلیفہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو وہ حجاج کو اس کا سب سے زیادہ دہکتا شعلہ دیکھتے ہیں۔ تم خلیفہ کی مدد کو خود پر فرض سمجھتے ہو، جب وہ لوگ اپنے دین میں شکوک وشبہات کی ملاوٹ کرتے ہیں۔

عراق کے عفریتوں (جن بھوتوں) سے تم نے نجات دلائی۔ وہ اب تمھارے روبرو گردنیں جھکائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا تھا: کوئی ایسا امیر ہمارے درمیان نہیں رہ سکتا جو حدیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاری کرے اور کتاب اللہ کی اتباع کرے۔①

اس پر حجاج نے جریر کو وہ باندی عطا کر دی جو اسے حاکم یمامہ نے تحفے میں بھیجی تھی۔ وہ باندی اس کے بچوں بلال، حرزہ اور حکیم کی والدہ بنی اور اپنے بیٹے حکیم کی نسبت سے ام حکیم کہلائی۔②

اس سلسلے میں ایک لطیفہ یہ ہے کہ جریر جب پہلی مرتبہ حجاج کے ہاں آیا تو حجاج کی اہلیہ ہند بنت اسماء نے حجاج سے یہ اجازت چاہی کہ وہ پردے کی اوٹ سے جریر کو سننا چاہتی ہے۔ حجاج نے اسے اجازت دی تو وہ پردے میں بیٹھ گئی۔ حجاج بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جریر گھر میں آیا اور اتنے فاصلے پر بیٹھ گیا کہ وہ ہند کی آواز تو سنتا تھا لیکن اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہند نے اس سے کہا ابن خطفی تم نے عورتوں کے بارے میں جو عشقیہ شعر کہے ہیں، وہ تو ذرا سناؤ۔ جریر نے کہا میں نے کبھی کسی عورت کے متعلق عشقیہ شعر نہیں کہے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی شے پیدا نہیں کی جو مجھے عورتوں سے زیادہ ناپسند ہو۔

ہند کہنے لگی ارے اللہ کے دشمن! تمھارا وہ شعر کیا ہوا ؎

طَرَقَتْکَ صَائِدَةُ الْقُلُوْبِ وَلَیْسَ ذَا
وَقْتَ الزِّیَادَةِ فَارْجِعِي بِسَلَامِ

ترجمہ: ''دلوں کی شکارن تیرے پاس رات کو آئی ہے۔ یہ ملاقات کا وقت نہیں۔ بسلامت لوٹ جا۔''

جریر بولا یہ شعر میرا نہیں۔ میں نے تو بلکہ یہ کہا ہے ؎

لَقَدْ جَرَّدَ الْحَجَّاجُ لِلْحَقِّ سَیْفَهُ
أَلَا فَاسْتَقِیْمُوْا، لَا یَمِیْلَنَّ مَائِلُ
وَمَا یَسْتَوِي دَاعِي الضَّلَالَةِ وَالْهُدٰی
وَلَا حُجَّةُ الْخَصْمَیْنِ حَقٌّ وَبَاطِلُ

ترجمہ: ''حجاج نے حق کی خاطر اپنی تلوار بے نیام کر دی ہے۔ خبردار، سیدھے ہو جاؤ۔ کوئی ٹیڑھا ہونے والا ٹیڑھا نہ ہو۔ ضلالت اور ہدایت کے داعی برابر نہیں۔ نہ فریقین کی حجت حق

① دیوان جریر: ص ۱۶۔۱۸۔
② الأغاني: ۷/ ۶۶، الکامل میں مبرد کی روایت ہے کہ ام حکیم کا تعلق رے سے تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اور باطل بھی۔''

ہند کہنے لگی: اسے چھوڑو، تمھارا وہ شعر کیا ہوا۔

خَلِيْلَيَّ لَا تَسْتَغْزِرَا الدَّمْعَ فِي هِنْدٍ
أُعِيْذُكُمَا بِاللّٰهِ أَنْ تَجِدَا وَجْدِي

ترجمہ: ''میرے دوستو، ہند کے لیے اتنے زیادہ آنسو مت بہاؤ۔ میں تم دونوں کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تم میرے جیسا دکھ پاؤ۔''

جریر نے کہا یہ شعر بھی میرا نہیں۔ میں نے تو بلکہ یہ کہا ہے۔

وَمَنْ يَأْمَنُ الْحَجَّاجَ؟ أَمَّا عِقَابُهُ فَمُرٌّ
وَأَمَّا عَقْدُهُ فَوَثِيْقُ
يُسِرُّ لَکَ الْبَغْضَاءَ كُلُّ مُنَافِقٍ
كَمَا كُلُّ ذِیْ بِرٍّ عَلَيْکَ شَفِيْقُ

ترجمہ: ''اور حجاج سے کون محفوظ ہے۔ اس کی سزا کڑوی اور اس کا وعدہ پکا ہے۔ تیرے لیے ہر منافق دشمنی چھپائے پھرتا ہے اور ہر نیکوکار تیرے لیے فکرمند ہے۔''

ہند نے کہا: یہ بھی رہنے دو۔ تمھارا وہ شعر کدھر ہے؟

يَا عَاذِلَيَّ، دَعَا الْمَلَامَةَ وَاقْصِرَا
طَالَ الْهَوٰی وَأَطَلْتُمَا التَّفْنِيْدَا

ترجمہ: ''اے میرے ملامت گرو! ملامت کو چھوڑو اور بس کرو۔ عشق نے طوالت اختیار کر لی اور تم بھی لمبے عرصے سے مجھے خبطی قرار دیتے رہے۔''

جریر نے کہا کہ یہ غلط ہے، اللہ آپ کی اصلاح فرمائے۔ میرا تو یہ کہنا ہے کہ۔

مَنْ سَدَّ مُطَّلَعَ النِّفَاقِ عَلَيْهِمُ
أَمْ مَنْ يَصُوْلُ كَصَوْلَةِ الْحَجَّاجِ
أَمْ مَنْ يَغَارُ عَلَى النِّسَاءِ حَفِيْظَةً
إِذْ لَا يَثِقْنَ بِغَيْرَةِ الْأَزْوَاجِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''کس نے بند کیا لوگوں کے خلاف چڑھے آتے نفاق کا راستہ؟ اور کون حملہ آور ہوتا ہے حجاج کی طرح؟ کون غیرت کرتا ہے عورتوں پر غصے میں آ کر؟ جب وہ اعتماد نہیں کرتیں اپنے شوہروں کی غیرت پر۔''

اس پر حجاج نے جریر سے کہا: ارے اللہ کے دشمن! کیا تو عورتوں کو میرے خلاف بھڑکاتا ہے؟

جریر نے کہا: نہیں اے امیر، قسم اس کی جس نے آپ کو عزت دی، یہ شعر مجھے ابھی ابھی سوجھا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس قصور کی معافی چاہتا ہوں۔

حجاج نے کہا: معاف کیا۔ اس کے بعد جریر نے جانے کی اجازت چاہی تو ہند نے اسے ایک باندی اور چند پوشاکیں انعام میں دیں۔ ①

جریر نے حجاج کی مدح میں ایک اور کمال کا قصیدہ کہا جس کا مطلع یہ تھا۔

شُعِفْتَ بِعَهْدٍ ذَكَّرَتْهُ الْمَنَازِلُ
وَكِدْتَ تَنَاسَى الْحِلْمَ وَالشَّيْبُ شَامِلُ

ترجمہ: ''تمھارے نہاں خانۂ دل میں جاگزیں ہے وہ دورِ جوان اجڑے گھروں نے تمھیں یاد دلا دیا۔ اس دور کو یاد کرنے کے بعد شاید تم ضبط و تحمل کھو دیتے جبکہ بڑھاپا بھی پورے سر پر چھا گیا تھا۔''

حجاج کے متعلق اس قصیدے کے چند نمایاں شعر یہ تھے۔

وَلَوْلَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَّهُ
إِمَامٌ وَعَدْلٌ لِلْبَرِيَّةِ فَاصِلُ

وَبَسْطُ يَدِ الْحَجَّاجِ بِالسَّيْفِ، لَمْ يَكُنْ
سَبِيلُ جِهَادٍ وَاسْتُبِيحَ الْحَلَائِلُ

دَعُوا الْجُبْنَ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فَإِنَّمَا
يُبَاعُ وَيُشْرَى سَبْيُ مَنْ لَا يُقَاتِلُ

ترجمہ: ''اگر امیر المومنین خلیفۂ انصاف پرور نہ ہوتے اور حجاج کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار

① مروج الذهب للمسعودی: ۲/۱۰۶، ۱۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتی تو جہاد کا کوئی راستہ نہ ہوتا اور شادی شدہ خواتین کی عزت پامال کر دی جاتی۔اے اہل عراق! بزدلی چھوڑ دو کیونکہ جو شخص لڑائی نہیں کرتا اس کی عورتیں باندیاں بنا کر خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔''①

اس قصیدے کے اور بھی متعدد شعر حجاج کی مدح میں کہے گئے۔یوں جریر حجاج کی شان میں شہکار قصیدے کہتا رہا اور مدت تک اس کے دربار سے وابستہ رہا۔حجاج کو خدشہ ہوا کہ اس راستے اس کے خلاف کہیں کوئی سازش نہ بنی جائے۔اس نے سوچا وہ جریر کو خلیفہ عبدالملک کے ہاں دمشق بھیج دے۔ اس نے جریر سے کہا: تمھارے اشعار کا معاوضہ دینے کی طاقت اب مجھ میں نہیں رہی۔میں تمھیں امیر المومنین کے پاس بھیجتا ہوں۔میرا یہ خط لے کر روانہ ہو جاؤ۔

جریر محمد بن حجاج کے ہمراہ دربارِ خلافت روانہ ہو گیا۔خلیفہ عبدالملک شعرائے مضر کا کلام نہیں سنتے تھے کیونکہ شعرائے مضر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے طرفدار تھے۔محمد بن حجاج نے سفارشیں کرائیں۔ آخر جریر کو خلیفہ کے روبرو شعر خوانی کی اجازت مل گئی۔تب اس نے خلیفہ کے سامنے ایک قصیدہ پڑھا جس میں یہ شعر تھے۔

تَعَزَّتْ أُمُّ حَزْرَةَ ثُمَّ قَالَتْ
رَأَيْتُ الْوَارِدِيْنَ ذَوِي امْتِنَاحِ
ثِقِي بِاللهِ لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ
وَمِنْ عِنْدَ الْخَلِيْفَةِ بِالنَّجَاحِ

ترجمہ:''ام حزرہ غم بھول کر کہنے لگی: میں دیکھتی ہوں کہ پنگھٹ پر جو لوگ اونٹوں کو پانی پلانے آئے ہیں، بڑے دریا دل اور سخی ہیں۔میں نے اس سے کہا: اللہ پر بھروسہ رکھ جس کا کوئی شریک نہیں اور خلیفہ کے ہاں سے کامیابی کی امید رکھ۔''

آخر میں جب اس نے کہا۔

أَلَسْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا
وَأَنْدَى الْعَالَمِيْنَ بُطُوْنَ رَاحِ

---

① دیوان جریر: ص ۴۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''کیا آپ ان لوگوں میں بہترین نہیں ہیں جو سواری کے جانوروں پر سوار ہوئے اور کیا آپ سب لوگوں سے بڑھ کر ہاتھوں کے سخی نہیں ہیں۔''①

تو عبدالملک بہت مسرور ہوئے۔ وہ ٹیک لگائے تھے۔ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا:

''جو شخص ہماری مدح کرے وہ ایسی مدح کرے یا خاموش رہے۔''

یہ کہہ کر انھوں نے جریر کو بڑے انعام سے نوازا۔②

اموی دور کی مثلث شعری کا دوسرا نامور شاعر فرزدق بھی حجاج کے دربار سے وابستہ رہا اور اس سے انعام و اکرام پاتا رہا۔ اس نے اپنے ایک طویل قصیدے میں حجاج کی مدح کہی اور ابن اشعث اور اس کے ساتھیوں کی مذمت کی جس کا مطلع یہ تھا۔

لَبِئْسَتْ هَدَايَا الْقَافِلِيْنَ اَتَيْتُمْ

بِهَا اَهْلَكُمْ يَا شَرَّ جَيْشَيْنِ عُنْصَرَا

ترجمہ: ''اہل قافلہ کے وہ ہدیے بہت برے ہیں جو تم اپنے گھر والوں کے پاس لائے، اے جوہر کے اعتبار سے دو لشکروں میں سے برے لشکر!''

اس نے اسی قصیدے میں کہا۔

رَمَاكُمْ بِمَيْمُوْنِ النَّقِيْبَةِ حَازِمٍ

① دیوان جریر: ۹۶۔۹۹، والتاج فی اخلاق الملوک: ص ۱۳۳ .

② الأغانی للاصفهانی: ۷/ ۶۲، ۶۳، والعقد الفرید: ۱/ ۱۵۱، والشعر والشعراء لابن قتیبة: ص ۱۸۰، ذیل الامالی والنوادر (ص ۴۲) میں ابوعلی قالی کی روایت ہے کہ جریر نے جب حجاج کی مدح کہی تو اس نے جریر کو دس غلام دیے اور کثیر مال و متاع سے نوازا۔ اس کے بعد اس نے جریر کو اپنے فرزند محمد کے زیر قیادت دس افراد کے وفد میں خلیفہ عبدالملک کے پاس دمشق بھیج دیا۔ جریر نے دربار خلافت میں تقریر کی جس کے بعد عبدالملک نے اسے اپنے تخت کے پائیدان پر بٹھایا اور وفد کے تمام ارکان کو فرداً فرداً بلایا۔ ان میں سے جو تقریر کرتا، جریر اسے ٹوکتا اور خود بات کرتا۔ عبدالملک نے محمد بن حجاج سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ جریر ہے۔

عبدالملک نے پوچھا: ''حجاج کا مدح سرا؟''

جریر نے فوراً کہا: ''اور امیر المومنین کا مدح سرا۔ اجازت ہو تو کچھ اشعار پیش کروں۔''

خلیفہ نے کہا: ''حجاج کی مدح میں تم نے جو شعر کہے تھے، وہ پیش کرو۔''

جریر نے صَبَرَتَ النَّفْسَ سے شعر خوانی شروع کی۔ جب اس شعر پر پہنچا: إِذَا سَعَرَ الْخَلِيفَةُ نَارَ حَرْبٍ: رَأَى الْحَجَّاجَ اَثْقَبَهَا شِهَابَا تو عبدالملک کہنے لگے: تم نے ٹھیک کہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذَا لَمْ يَقُمْ بِالْحَقِّ لِلّٰهِ نَكَّرَا

لَقِيْتُمْ مَعَ الْحَجَّاجِ قَوْمًا اَعِزَّةً

غِلاَظًا عَلَى مَنْ كَانَ فِي الدِّيْنِ اَجْوَرَا

جُنُوْدًا دَعَا الْحَجَّاجُ حِيْنَ اَعَانَهُ

بِهِمْ، اِذْ دَعَا رَبَّ الْعِبَادِ لِيَنْصُرَا

بِشَهْبَاءَ لَمْ تُشْرَبْ نِفَاقًا قُلُوْبُهُمْ

شَآمِيَةٍ تَتْلُو الْكِتَابَ الْمُنَشَّرَا

ترجمہ: ''اس نے ایک مبارک رائے اور دور اندیش شخص کو تم پر حملہ آور کیا ہے۔ جب وہ اللہ کے لیے حق کو لے کر نہ اٹھے تو اسے برا لگتا ہے۔ حجاج کے ہمراہ تمھاری ملاقات ایسے خوددار لوگوں سے ہوئی ہے جو سخت گیر ہیں ایسے لوگوں پر جو دین کے معاملے میں ظلم و جور کریں۔ یہ وہی لشکر ہیں کہ حجاج نے جب رب تعالیٰ سے مدد مانگی تو اس نے انھی لشکروں کی کمک اسے فراہم کی۔ یہ شامی لشکر ہیں جن کے دل نفاق سے پاک ہیں اور جو کتاب عزیز کی تلاوت کرتے ہیں۔''①

ایک روز لوگ حجاج سے اس کے بیٹے اور بھائی کی وفات پر تعزیت کر رہے تھے۔ فرزدق بھی حاضر تھا۔ حجاج نے اس سے کہا کیا تم محمد اور محمد کا مرثیہ نہیں کہو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں، اے امیر۔ اور یہ شعر کہے۔

لَئِنْ صَبَرَ الْحَجَّاجُ مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ

تَكُوْنُ لِمَرْزُوْءٍ اَجَلَّ وَاَوْجَعَا

مِنَ الْمُصْطَفَى وَالْمُصْطَفَى مِنْ ثِقَاتِهِ

خَلِيْلَيْهِ اِذْ بَانَا جَمِيْعًا فَوَدَّعَا

جِنَاحَا عَتِيْقٍ فَارَقَاهُ كِلاَهُمَا

وَلَوْ كُسِرَا مِنْ غَيْرِهِ لَتَضَعْضَعَا

① دیوان الفرزدق: ص ۲۰۷۔۲۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمِيَّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَمَّاهُمَا بِهِ
اَبٌ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الْمُصِيْبَاتِ اَخْضَعَا

ترجمہ: ''اگر حجاج نے صبر کیا ہے تو کوئی ایسی مصیبت نہیں جو کسی مصیبت زدہ کے لیے مصطفی اور مصطفی سے زیادہ بڑی اور زیادہ تکلیف دہ ہو، جو اس کے قابل اعتماد دوست تھے جبکہ وہ دونوں ایک ساتھ بچھڑ گئے اور الوداع کہہ کر چل دیے۔ وہ ایک عزت دار شخص کے دو بازو تھے۔ اگر کسی اور کے ٹوٹے ہوتے تو وہ ڈھے جاتا۔ وہ دونوں رسول اللہ کے ہم نام تھے۔ رسول اللہ کے نام پر ان دونوں کا نام ایک ایسے باپ نے رکھا تھا جو مصائب کے آگے ہتھیار نہیں ڈالتا۔''

حجاج کو فرزدق کا یہ مرثیہ پسند آیا جس پر اس نے فرزدق کو انعام دیا۔①

حجاج کے دربار میں مقام و مرتبہ پانے کے لیے جریر اور فرزدق کا مقابلہ رہتا تھا۔ جریر اس مقابلے میں فرزدق پر غالب رہتا تھا۔② اس کے باوجود فرزدق نے بھی حجاج سے بڑے انعامات اور تحفے تحائف حاصل کیے تھے۔③

حجاج کی وفات پر بھی فرزدق نے اس کا مرثیہ کہا تھا۔ اس مرثیے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

لِيَبْكِ عَلَى الْحَجَّاجِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
عَلَى الدِّيْنِ اَوْ شَارٍ عَلَى الثَّغْرِ وَاقِفِ

وَاَيْتَامُ سَوْدَاءِ الذِّرَاعَيْنِ لَمْ يَدَعْ
لَهَا الدَّهْرُ مَالاً بِالسِّنِيْنِ الْجَوَالِفِ

وَمَا ذَرَفَتْ عَيْنَانِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ
عَلَى مِثْلِهِ، اِلاَّ نُفُوْسَ الْخَلاَئِفِ

لَهُ اَشْرَقَتْ اَرْضُ الْعِرَاقِ لِنُوْرِهِ

① العقد الفرید: ۳/۱۶، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۲۷۰، ۲۷۱۔
② الأغانی: ۴/۵۲۔
③ حوالہ مذکورہ: ۱۹/۱۸، و۷۱/۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاُوْمِنَ، اِلاَّ ذَنْبُهٗ، كُلُّ خَائِفِ

ترجمہ:''روئے حجاج کو جو دین کو رونے والا ہو۔ وہ شخص جس نے خود کو جنگ وجدل کے لیے وقف کر رکھا تھا اور جو سرحد پر کھڑا ملک کی حفاظت کرتا تھا۔ اس سیاہ کلائیوں والی عورت کے یتیم بچے بھی حجاج کو روئیں جس کے پاس قحط سالیوں نے کچھ نہیں چھوڑا۔ دو آنکھوں نے حضرت محمد ﷺ کے بعد سوائے خلیفاؤں کے اس جیسے شخص پر آنسو نہیں بہائے۔

عراق کی سرزمین اس کے باعث منور ہوئی اور مجرم کے سوا ہر شخص محفوظ و مامون ہو گیا۔''①

حجاج کے معاصر شعراء میں ایک اہم شاعر اخطل تھا۔ وہ اموی دربار سے وابستہ تھا اور دمشق میں اقامت پذیر تھا۔ ایک روز خلیفہ نے اس سے کہا کہ تم حجاج کو نہیں دیکھو گے لیکن وہ اپنے خطوط میں تمھارا مطالبہ کرتا ہے۔ اخطل نے معذرت کر لی اور کہا کہ کہاں گدھا اور کہاں اصیل گھوڑا۔ عبدالملک اس کے اس جواب پر مسرور ہوئے اور اسے دس ہزار درہم عطا کیے۔

اخطل نے اسی پر اکتفا کیا کہ ایک قصیدہ حجاج کی مدح میں کہہ کر اپنے لڑکے کے ہاتھ اسے بھیج دیا جس کے بارے میں اصفہانی نے لکھا ہے کہ وہ اس کے عمدہ شعر نہیں تھے۔②

حجاج شعراء کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتا تھا۔ اس کا ایک ثبوت شاعرہ لیلیٰ اخیلیہ سے اس کا حسن سلوک تھا۔ لیلیٰ اس کے دربار میں آئی تو حجاج نے سر نہڑائے اس کے اشعار سنے۔ لیلیٰ نے اس موقع پر اپنا مشہور قصیدہ پڑھا۔

اَحَجَّاجُ لَاَ يُغْلَلْ سِلاَحُکَ اِنَّهَا الْـ
مَنَايَا بِكَفِّ اللهِ حَيْثُ يَرَاهَا
وَلاَ اللهُ يُعْطِي لِلْعُصَاةِ مُنَاهَا
اِذَا هَبَطَ الْحَجَّاجُ اَرْضًا مَرِيْضَةً
تَتَبعُ اَقْصَی دَائِهٖ فَشَفَاهَا
شَفَاهَا مِنَ الدَّاءِ الْعُضَالِ الَّذِیْ بِهَا

①دیوان الفرزدق: ص ۲۱۲۔
②الأغانی: ۷/۱۶۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غُلاَمٌ اِذَا هَزَّ الْقَنَاةَ سَقَاهَا

ترجمہ: ''اے حجاج! تیرا ہتھیار کند نہ ہو۔ موت تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے جہاں وہ اسے دیکھتا ہے۔ اے حجاج، نافرمانوں کی آرزوئیں پوری مت ہونے دینا۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کی آرزوئیں پوری نہیں کرے گا۔ حجاج جب کسی بیمار علاقے میں جاتا ہے جو بیماری کے آخری مرحلے میں ہو تو وہ اسے نجات دیتا ہے۔ اسے نجات دیتا ہے اس پیچیدہ بیماری سے وہ جوان جو نیزہ لہراتا ہے تو اسے سیراب کرتا ہے۔''

آخر میں جب اس نے کہا۔

فَمَا وَلَدَ الْاَبْكَارُ وَالْعُوْنُ مِثْلَهُ

بِبَحْرٍ وَلاَ اَرْضٍ يَجِفُّ ثَرَاهَا

ترجمہ: ''نہیں پیدا کیا جوان عورتوں نے اس جیسا، نہ سمندر میں، نہ زمین پر۔''①

تب حجاج نے حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا: ''اللہ اسے مارے، جب سے میں عراق میں آیا ہوں، مجھے اس سے زیادہ بہتر کسی شاعر نے بیان نہیں کیا۔''

یہ کہہ کر لیلیٰ اخیلیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

''بس کافی ہے۔'' لیلیٰ کہنے لگی: میں نے اور بھی شعر کہے ہیں لیکن حجاج نے تاکید کی: ''ارے، بس کافی ہے۔'' خادم سے کہا: ''فلاں سے کہو، اس کی زبان کاٹ ڈالے۔'' خادم لیلیٰ کو ساتھ لے گیا اور فلاں کو امیر کا حکم سنایا۔ اس نے حجام کو بلوایا۔ لیلیٰ کہنے لگی: ''تیری ماں تجھے گم پائے، امیر نے حکم دیا ہے کہ تم انعام دے کر میری زبان کاٹو (زبان بند کرو۔)''

اس نے حقیقت معلوم کرنے کے لیے امیر کے پاس آدمی بھیجا۔ حجاج کو سخت غصہ آیا اور خزانچی کی زبان کٹوا ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس نے لیلیٰ کو واپس بلوایا۔ لیلیٰ نے آکر کہا کہ یہ تو بخدا، میری زبان کٹوا ہی ڈالتا۔ اب اس نے یہ اشعار پڑھے۔

حَجَّاجُ، اَنْتَ الَّذِیْ مَا فَوْقَهُ اَحَدٌ

اِلاَّ الْخَلِيْفَةُ وَالْمُسْتَغْفَرُ الصَّمَدُ

①زهر الآداب: ۴/۷۶، وعیون التواریخ: ۵/۶۱، ۶۲، والامالی: ۱/۸۶، ۸۷، وفوات الوفیات: ۲/۱۴۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَجَّاجُ اَنْتَ شِهَابُ الْحَرْبِ اِنْ لَقِحَتْ
وَاَنْتَ لِلنَّاسِ نُوْرٌ فِي الدُّجَى يَقِدُ

ترجمہ: ''حجاج،تم وہ ہو جس سے اوپر کوئی نہیں سوائے خلیفہ کے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
حجاج،تم جنگ کا شعلہ ہو جبکہ وہ بھڑک اٹھے اور تم لوگوں کے لیے تاریکی میں جگمگاتا نور رہو۔''

حجاج نے اپنے مصاحبوں کو لیلیٰ اخیلیہ کے بارے میں بتایا کہ یہ وہی عورت ہے جس کی محبت میں توبہ خفاجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔حجاج نے اسے وہ شعر سنانے کو کہا جو توبہ خفاجی نے اس کے بارے میں کہے تھے۔لیلیٰ نے توبہ کا ایک شعر پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ لیلیٰ اگر مجھے سلام کہے تو میں قبر میں بھی پڑا ہوا اس کے سلام کا جواب دوں گا۔لیلیٰ نے توبہ خفاجی پر جو مرثیے کہے تھے،ان میں سے ایک مرثیہ بھی اس نے سنایا۔

حجاج کے ایک مصاحب کو لیلیٰ کی یہ باتیں بہت غیر معمولی معلوم ہوئیں۔اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ جھوٹ بکتی ہے۔توبہ خفاجی کوئی ایسا غیر معمولی نہیں تھا کہ اس کے متعلق ایسے اشعار کہے جاتے۔اس پر لیلیٰ اس مصاحب کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: ''اے امیر! اگر اس نے توبہ کو دیکھا ہوتا تو یہ چاہتا کہ اس کے گھر کی ہر کنواری توبہ سے حاملہ ہو۔''

حجاج بول اٹھا: ''قسم سے، یہ ہے اس بات کا جواب۔تمھیں لیکن یہ بات نہ سننی پڑتی اگر تم نے لیلیٰ کو نہ چھیڑا ہوتا۔''

حجاج نے لیلیٰ اخیلیہ سے کہا کہ وہ جو چاہے، مانگے۔

لیلیٰ نے کہا: ''میں نہیں مانگوں گی۔آپ خود ہی عطا کیجیے۔آپ جیسے جب دینے پر آئیں تو بہت نوازتے ہیں۔''

حجاج نے حکم دیا کہ لیلیٰ کو بیس دی جائیں۔لیلیٰ اپنی نزاکت بیانی سے یہ تعداد بڑھواتی رہی۔تعداد جب سو ہوئی تو حجاج نے کہا: تمھیں معلوم ہو کہ یہ بکریاں ہیں۔لیلیٰ نے لیکن اپنی فصاحت لسانی سے ان بکریوں کو اونٹوں میں بدلوا لیا، اونٹ بھی سمیت چرواہوں کے۔حجاج نے اس کے بعد لیلیٰ سے کہا کہ کوئی اور ضرورت ہو تو بتاؤ۔اس نے کہا: ''نابغہ جعدی کو میرے حوالے کر دیجیے۔'' وہ اس کی ہجو کہتا تھا اور لیلیٰ اس کی ہجو کہتی تھی۔حجاج نے کہہ دیا کہ اسے لیلیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔نابغہ کو اس معاملت کا علم ہوا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تو وہ بھاگ کر خلیفہ عبدالملک کے ہاں دمشق جا پہنچا۔ لیلیٰ نے اس کا وہاں تعاقب کیا۔ وہ وہاں سے بھاگا اور قتیبہ بن مسلم کے پاس خراسان پہنچ گیا۔ لیلیٰ نے ڈاک کے گھوڑے پر اس کا تعاقب کیا۔ قتیبہ کے نام حجاج کا خط اس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن وہ قومس یا حلوان پہنچی تھی کہ موت نے اسے آلیا۔①

لیلیٰ کی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد حجاج نے اس کی مہمان نوازی کرنی چاہی۔ اس نے لیلیٰ سے کہا کہ وہ اس کی کس اہلیہ کے ہاں مہمان بن کر رہنا چاہے گی۔ لیلیٰ نے کہا کہ مجھے اپنی بیویوں کے متعلق بتایئے۔ حجاج نے اپنی زوجات کے نام لیے، ہند بنت مہلب اور ہند بنت اسماء بن خارجہ۔ لیلیٰ نے ہند بنت اسماء کو منتخب کیا۔ چنانچہ اسے بنت اسماء کے ہاں ٹھہرایا گیا۔ بنت اسماء اسے پا کر بہت مسرور ہوئی اور اپنے انتخاب کے بدلے اسے زیور سے لاد دیا۔② جس طرح حجاج نے لیلیٰ کا اکرام کیا تھا، اس کی اہلیہ بنت اسماء نے بھی لیلیٰ کو بڑی عزت دی اور اس سے بے تکلف ہوگئی۔

لوگوں کا کہنا تھا کہ لیلیٰ اخیلیہ جس روز حجاج کے ہاں آئی، اس روز حجاج جتنا خوش اور ہشاش بشاش تھا اتنا خوش و خرم اسے کبھی نہیں دیکھا گیا۔③

حجاج کے مدح سراؤں میں ایک شاعر ابو نجم بن فضالہ بھی تھا جسے حجاج نے ایک قطعہ ارضی انعام میں دیا تھا۔④ ایک اور شاعر عبید بن موہب تھا جس نے حجاج کے خلاف کہی گئی ہجو کا جواب دیا تھا۔⑤

یہ ان بہت سے شعراء میں سے چند شعراء کا تذکرہ تھا جنھوں نے اپنے شہکار قصیدوں میں حجاج کی مدح کی اور اس سے انعام و اکرام پایا۔ یہ نجی زندگی میں امیر حجاج کی افتادِ طبع کا ایک نمایاں پہلو تھا کہ اسے شعروں میں اپنی مدح پسند تھی اور وہ مدح سرا شاعروں کو انعام دے کر خوشی محسوس کرتا تھا۔

عام زندگی میں امیر حجاج حزم و عزم کا استعارہ تھا۔ حزم و عزم کے اظہار کے لیے جو شدت اور صلابت درکار ہوتی ہے وہ حجاج میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

بعض شاعروں کو حجاج کی ہجو کہنے کے وسیع مواقع میسر آئے۔ یہ شعراء حجاج کی غیر موجودگی میں

---

①عیون التواریخ لابن شاکر: ۵/ ۶۳۔ ۷۰، والامالی: ۱/ ۸۸، ۸۹.
②زھر الآداب: ۴/ ۷۶، والعقد الفرید: ۱/ ۱۲۳.
③حوالہ مذکورہ: ۴/ ۱۰۱، والکامل للمبرد: ص ۲۹۱ .
④الأغانی للاصفھانی: ۹/ ۷۸.
⑤حوالہ مذکورہ: ۳/ ۱۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی ہجو کہتے تھے۔ یوں ان کے شعروں میں حجاج کے طرز حکومت پر علانیہ تنقید کی جاتی تھی۔ ان شعروں میں حجاج کے درشت رویے کی تشہیر بھی ہوتی تھی۔ حجاج ہجو و تنقید کے اس سلسلے کو بہت ناپسند کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان شاعروں کی گھات میں بیٹھتا اور انھیں اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا تھا۔

ان میں ایک شاعر عدیل بن فرخ عجلی تھا جو حجاج کے دروازے پر آیا لیکن دربان نے اسے اندر داخل نہ ہونے دیا۔ عدیل یزید بن مہلب کے پاس چلا گیا جہاں اس نے یزید کی مدح اور حجاج کی مذمت کہی۔① اس جرم کے علاوہ عدیل پر قتل کا بھی الزام تھا۔ مقتول کے وارث نے اس کے خلاف حجاج سے مدد مانگی تھی۔ حجاج نے اس کی تلاش و طلب کے سلسلے میں مزید سرگرمی دکھائی۔ عدیل کو ڈر ہوا کہ کہیں یزید اسے حجاج کے حوالے نہ کر دے۔ وہ اس کے دربار سے نکلا اور قبائل میں پناہ مانگتا مارا مارا پھرا۔ آخر اسے بنوبکر بن وائل نے پناہ دے دی۔ بعد ازاں بنوبکر نے حجاج سے معافی کی درخواست کی تو حجاج نے انھیں معاف کر دیا۔②

اصفہانی اور ابن قتیبہ کی روایت ہے کہ عدیل بھاگتا ہوا بازنطینی دربار جا پہنچا۔ حجاج نے قیصر روم کو خط لکھا اور کہا کہ یا تو تم عدیل کو میرے پاس بھیج دو یا میں اتنا بڑا لشکر تمھاری طرف بھیجوں گا جس کا اگلا سرا تمھارے ہاں اور پچھلا سرا میرے ہاں ہوگا۔ اس پر قیصر نے عدیل کو بھجوا دیا۔ وہ جب حجاج کے سامنے پیش ہوا تو حجاج نے کہا تم ہی نے کہا تھا نا ۔

وَدُوْنَ يَدِ الْحَجَّاجِ مِنْ اَنْ تَنَالَنِيْ
بِسَاطٌ لِاَيْدِي الْيَعْمَلَاتِ عَرِيْضُ

ترجمہ: ''حجاج کے ہاتھ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان اونٹوں کے سفر کی لمبی چوڑی بساط حائل ہے۔''

''عدیل، کیا اس لمبی چوڑی بساط نے تمھیں نجات دی؟''

عدیل بولا: ''اے امیر، یہ بھی تو میں نے ہی کہا تھا ۔

وَلَوْ كُنْتُ بِالْعَنْقَاءِ اَوْ بِاَسْوُمِهَا

① الأغاني للاصفهاني: ۲۰/ ۱۳۔
② حوالہ مذکورہ: ۲۰/ ۱۲۔۱۴، والشعر والشعراء لابن قتيبة: ص ۱۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكَانَ لِحَجَّاجٍ عَلَيَّ دَلِيلُ

خَلِيلُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيْفُهُ

لِكُلِّ اِمَامٍ مُصْطَفًى وَخَلِيلُ

ترجمہ: ''اگر میں عنقا کے ساتھ بھی ہوتا تو حجاج مجھ تک پہنچ جاتا۔ وہ امیر المومنین کا دلی دوست اوران کی تلوار ہے۔ ہر خلیفہ کا ایک چنیدہ وزیر اور ایک دلی دوست ہوتا ہے۔''

حجاج نے کہا: ''اپنی جان بچا لو تو اچھی بات ہے۔ میرے اور تمھارے قتل کے درمیان حباری کے انگوٹھے سے بھی کم فاصلہ تھا۔''①

حجاج کی ہجو کہنے والوں میں ایک شاعر عبداللہ بن حبیب اعشیٰ تھا جس نے ایک قصیدے میں ابن جارود کا مرثیہ کہا تھا۔ وہ حجاج کے خلاف ابن اشعث کی بغاوتی تحریک میں شامل تھا۔ اس کے باوجود جب اس نے حجاج سے معذرت کی تو حجاج نے اسے معاف کر دیا۔ اس نے حجاج کو بتایا کہ اس کے خلاف لڑائی میں کوفہ و بصرہ دونوں شہروں کے باشندوں نے بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کیا تھا۔ دونوں میں سے کسی نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔②

حجاج کا ایک ہجوگر کعب بن معدان اشعری تھا جو ازارقہ کے خلاف برسرپیکار مہلب کے لشکر کا سپاہی تھا۔ اس نے ایک روز حجاج کی ہجو میں کہا۔

اِنَّ ابْنَ سَيفٍ غَرَّهُ مِنْ غَزْوِكُمْ

خَفْضُ الْجَنَاحِ بِجَانِبِ الْأَمْصَارِ

لَوْ شَاهَدَ الصِّفِّيْنَ حِيْنَ تَلَاقَيَا

ضَاقَتْ عَلَيْهِ رَحِيْبَةُ الْأَقْطَارِ

وَرَأَى مَعَاوَدَةَ الدِّبَاغِ غَنِيْمَةً

اَيَّامَ كَانَ مُحَالِفَ الْإِقْتَارِ

ترجمہ: ''ابن سیف کو شہروں کے مضافات و اطراف میں نرم روی اور عجز و انکسار نے تمھاری

---

① الأغانی للاصفهانی: ۲۰/۱۳، والشعر والشعراء لابن قتیبة: ص ۱۵۵، والبیان والتبیین للجاحظ: ۱/ ۲۹۹، ۳۰۰.

② حواله مذکوره: ۱۶/ ۱۵۶، ۱۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ کے متعلق غلط فہمی میں ڈالا ہے۔ اگر اس نے صفین کا منظر دیکھا ہوتا جب فریقین گتھم گتھا ہوئے تھے تو کھلے علاقے بھی اس کے لیے تنگ پڑ جاتے۔ اور ان دنوں جبکہ وہ غربت کا مارا تھا، دباغت ہی کو غنیمت جان کر اس میں مصروف کار رہتا۔''

ان اشعار کی خبر جب حجاج کو ہوئی تو اس نے مہلب کو پیغام بھیجا کہ وہ کعب کو اس کے ہاں بھیج دے۔ مہلب نے کعب سے کہا کہ وہ خلیفہ عبدالملک کی پناہ میں چلا جائے۔ وہ دمشق پہنچا اور خلیفہ سے پناہ مانگی۔ عبدالملک نے اسے پناہ دے دی۔ انھوں نے حجاج کو خط لکھ کر قسم دی کہ وہ کعب کو معاف کر دے اور اسے اس کے امیر شہر کے پاس بھیج دے۔ کعب جب حجاج کے پاس پہنچا تو حجاج نے کہا: کعب، اب کہو:

وَرَأَى مُعَاوَدَةَ الدِّبَاغِ غَنِيمَةً.

''دباغت کو ہی غنیمت جان کر اس میں مصروف کار رہتا۔''

کعب نے کہا: واللہ اے امیر، میں نے جب ان جنگوں کی ہولناکیاں دیکھی تھیں تو یہ آرزو کی تھی کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو نائی یا جولاہا بن جاؤں گا۔ حجاج نے کہا: ''تو تباہ ہو۔ اگر امیر المومنین نے قسم نہ دی ہوتی تو یہ باتیں جو تم کر رہے ہو، تمھیں کچھ فائدہ نہ دیتیں۔ جاؤ، اپنے امیر کے پاس چلے جاؤ۔''[1]

حجاج کی ہجو کہنے والے شاعروں میں ایک شاعر عمران بن حطان سدوسی تھا جو اپنے دور کا ایک بڑا شاعر اور خارجی سردار تھا۔ حجاج نے مدتوں اس کا پیچھا کیا۔ حجاج کے متعلق اسی نے کہا تھا۔

اَسَدٌ عَلَيَّ وَفِي الْحُرُوْبِ نَعَامَةٌ فَتْخَاءُ تَنْفِرُ مِنْ صَفِيرِ الصَّافِرِ
هَلاَّ بَرَزْتَ اِلَى غَزَالَةَ فِي الْوَغَى؟ بَلْ كَانَ قَلْبُكَ فِي جَنَاحَيْ طَائِرِ

مجھ پر شیر ہے اور جنگوں میں کمزور بڑھا شتر مرغ جو شکاری کی سیٹی سن کر بھاگ جاتا ہے۔ تم جنگ میں غزالہ کے سامنے کیوں نہ آئے۔ دراصل تمھارا دل چڑیا جیسا ہے۔''

حجاج نے اس کا پیچھا کرتے کرتے آخر اسے جالیا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا:

''اس بدکار عورت کے بچے کی گردن ماردو۔''

[1] الأغاني: ۱۳/ ۵۸، وسرح العیون لابن نباتة: ص ۱۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمران نے اس پر کہا: ''حجاج، تمھارے گھر والوں نے تمھاری بہت بُری تربیت کی ہے۔کیا موت کے بعد بھی کوئی ایسا مقام ہے جس کے لیے میں تمھاری منت سماجت کروں۔ میرے ساتھ تم نے جیسا سلوک کیا ہے، اس کے باوجود مجھ پر لازم نہیں کہ میں تمھارے ساتھ ویسا رویہ رکھوں جیسا رویہ تم نے میرے ساتھ رکھا ہے۔''

حجاج نے کہا: ''یہ ٹھیک کہتا ہے۔اسے چھوڑ دو۔''

عمران جب خوارج کے پاس واپس پہنچا تو انھوں نے اس سے کہا کہ حجاج کے خلاف جنگ کے لیے چلو۔ اس نے تمھیں آزاد نہیں کیا۔ تمھیں تو اللہ تعالیٰ نے آزاد کیا ہے۔ عمران نے کہا:

''دور ہٹو۔ ہاتھ کھولنے والے نے دراصل ہاتھ باندھ دیے ہیں۔ گردن آزاد کرنے والے نے دراصل گردن کو غلام بنا لیا ہے۔ اس موقع پر اس نے چند شعر کہے۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ میں حجاج سے اب کیسے لڑوں کہ میرے ہاتھ اس کے غلام ہیں۔ اس نے مجھ سے جو حسن سلوک کیا ہے اس کے بعد میں اس کے خلاف نہیں لڑ سکتا۔ ①

جہاں تک شاعر یزید بن حکم ثقفی کا تعلق ہے تو حجاج نے اسے فارس کی وزارت دی تھی۔ جب وہ وزارت کا پروانہ لینے آیا تو حجاج نے اس سے کہا کہ وہ اپنے کچھ شعر سنائے۔ مقصود حجاج کا یہ تھا کہ یزید

① فوات الوفیات لابن شاکر: ۵/ ۲۰۳، وزھر الآداب: ۴/ ۵، وتاریخ دمشق لابن عساکر: ۴/ ۶۷، مبرد (ص ۵۳۰) کی روایت ہے کہ وہ مختلف قبائل میں گھومنے پھرنے لگا۔ وہ جس قبیلے میں قیام کرتا، خود کو اسی سے منسوب بتاتا۔ چلتے چلتے وہ رَوح بن زِنباع کے ہاں ٹھہرا اور ایک مدت تک اس کے پاس قیام پذیر رہا۔ وہ دونوں شبانہ مجلسوں میں تا دیر گفتگو کرتے۔ روح اس سے مختلف مسائل پوچھتا۔ عمران ان مسائل کا جواب دیتا۔ رَوح کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ درحقیقت کون ہے۔ ایک مرتبہ رَوح بن زِنباع اور خلیفہ عبدالملک کچھ گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران میں رَوح نے ایک حدیث کا ذکر کیا۔ عبدالملک کو حدیث سن کر یاد آیا کہ یہ تو عمران بن حطان کی حدیث ہے جسے حجاج تلاش کر رہا ہے۔ عبدالملک نے رَوح سے کہا کہ اس کا دوست کچھ وقت کے لیے میری شبانہ مجلس میں حاضر ہو اور مجھ سے باتیں کرے۔ رَوح نے عمران بن حطان سے خلیفہ عبدالملک کی اس خواہش کا اظہار کیا تو عمران موقع پا کر وہاں سے بھاگ نکلا اور قبائل میں گھومتا گھامتا عمان جا پہنچا جہاں اسے موت نے آلیا۔

اصفہانی کی روایت یہ ہے کہ حجاج کو جب پتہ چلا کہ عمران بن حطان رَوح کے ہاں قیام پذیر ہے تو اس نے عبدالملک کے روبرو عمران کی حقیقت کھول دی۔ عمران کو جب اس کا علم ہوا تو وہ وہاں سے بھاگ نکلا اور کوفہ کے ایک محلے میں جا چھپا۔ آخر اس کے ٹھکانے کا پتہ چلا کر اسے گرفتار کر لیا گیا اور حجاج کے پاس لے جایا گیا۔ ہر چند عبدالملک عمران سے راضی تھے لیکن حجاج نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اصفہانی ہی کی ایک روایت یہ ہے کہ اس کے ٹھکانے کا پتہ نہیں چل سکا تھا اور وہ موت تک کوفہ ہی کے ایک گوشے میں قیام پذیر رہا تھا، الأغانی: ۱۶/ ۱۴۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی مدح میں شعر سنائے لیکن اس نے جو قصیدہ سنایا اس میں خود پر اور اپنے باپ پر فخر کا اظہار کیا۔

وَاَبِی اَلَّذِیْ سَلَبَ ابْنَ کِسْرَی رَایَةً

بَیْضَاءَ تُخْفِقُ کَالْعِقَابِ الطَّائِرِ

ترجمہ: ''میرا باپ وہ ہے جس نے کسریٰ کے لڑکے سے سفید جھنڈا چھینا تھا جو اڑتے ہوئے عقاب کی طرح لہراتا تھا۔''

حجاج کو غصہ آ گیا۔اس نے وزارت کا عہد نامہ واپس رکھ لیا اور دربان سے کہہ دیا کہ یزید بن حکم سے کہہ دو کہ۔

وَرِثْتُ جَدِّی مَجْدَهُ وَفَعَالَهُ

وَوَرِثْتَ جَدَّکَ اَعْنُزًا بِالطَّائِفِ

ترجمہ: ''میں نے اپنے دادا سے اس کی عظمت اور اس کے کارنامے ورثے میں پائے۔تم نے جبکہ طائف میں اپنے دادا سے بھیڑ بکریاں ورثے میں پائیں۔''①

امیر حجاج کے خلاف بغاوت کرنے والے شاعروں میں سے ایک شاعر ابوعبداللہ بن حجاج ابواُقرع بھی تھا جو بغاوتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔وہ کبھی عمرو بن سعید کے ساتھ ہوتا، کبھی نجدہ بن عامر حنفی کے ساتھ اور کبھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ۔حجاج نے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن وہ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں پہنچ کر عطیہ اور معافی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔عبدالملک کو پتہ نہ چلا کہ وہ دراصل ہے کون۔②

ایک اور شاعر جو حجاج کی ہجو کہتا تھا، حارث بن خالد مخزومی تھا۔صاحب اغانی نے اس کے اور ابان بن عثمان کے درمیان ایک مکالمہ ہمارے لیے محفوظ کیا ہے جس میں اس نے حجاج کی ہجو کہی تھی۔وجہ اس کی یہ تھی کہ عبدالملک بن مروان جن دنوں ابن اشعث کے خلاف جنگ میں مصروف تھے، وہ حج کا امیر مقرر نہ کر سکے۔حارث بن خالد ان دنوں مکہ کا عامل (وزیر) تھا۔ظاہری بات ہے حج کی امارت بھی اسی کو ملنی چاہیے تھی۔ابان بن عثمان نے لیکن یہ امارت اس سے لینے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ

---

①الأغانی:۱۱/ ۹۶.

②حوالہ مذکورہ:۱۲/ ۲۴۔۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب رہا۔تب خالد نے اس گمان پر حجاج کی ہجو کہی کہ ابان کو حج کی امارت اسی نے سپرد کی ہوگی۔ بعدازاں اس کی ملاقات حجاج سے ہوئی تو حجاج نے اس سے شکوہ کیا کہ تم نے میری ہجو کہہ ڈالی۔خالد نے کہا: میرا گمان تھا کہ تم نے ابان کو یہ لکھا تھا کہ وہ حج کی امارت لے لے۔حجاج نے قسم کھائی کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔تب خالد نے اس سے معذرت کر لی۔

عمران بن عصام عنزی وہ شاعر تھا جس نے اول حجاج کی مدح کہی، بعدازاں وہ اس کے خلاف بغاوت میں شریک ہوا۔ یہ وہی شاعر ہے جسے حجاج نے خلیفہ عبدالملک کے پاس اس مقصد سے بھیجا تھا کہ وہ انھیں ان کے فرزند ولید کی ولی عہدی اور ان کے بھائی عبدالعزیز کی ولی عہدی سے معزولی کو خوشنما کر کے دکھائے۔

ابن اشعث نے بغاوت کی تو عمران بن عصام عنزی بھی اس کی بغاوت میں شریک ہو گیا۔ وہ حجاج کی گرفت میں آ گیا تو حجاج نے اسے قتل کر دیا۔خلیفہ عبدالملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی شان میں کہے گئے عمران بن عصام کے مدحیہ شعروں کا ذکر کیا اور کہا کہ حجاج اس کے ان شعروں کی ہی رعایت کر لیتا۔①

حجاج، خطیب اور لکھاری کی حیثیت سے

حجاج ایک فصیح و بلیغ شخص تھا۔وہ اپنی تحریر اور اپنے خطاب میں انوکھی تعبیریں استعمال کرتا تھا۔ الفاظ چن چن کر بولنے کا وہ بہت شائق تھا۔ وہ عربی زبان کا ایک پرجوش حامی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب وہ کوئی فصیح عربی مقولہ سنتا تو جھوم اٹھتا۔ اس کا شاہی وقار اسے صاحب مقولہ کی علانیہ تعریف سے نہ روکتا۔بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے سرکاری دواوین (دفتری ریکارڈ) کو جس طرح فارسی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا تھا، یہ بھی اس کی عربی زبان سے والہانہ محبت کا ایک خوبصورت پہلو تھا۔لیکن ہماری رائے میں اس کا اولین محرک یہ تھا کہ حجاج اپنی عرب قومیت پر فخر کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ریاست کے تمام خدوخال اور تمام پہلو عربی کے رنگ میں رنگے ہوں۔

حجاج جن حالات میں عراق کا والی بنا تھا، ان کا جہاں یہ تقاضا تھا کہ وہ ایک دوراندیش منتظم اور ایک کامیاب قائد ثابت ہو، وہیں وہ حالات یہ تقاضا بھی کرتے تھے کہ وہ ایک باصلاحیت خطیب کی

① البیان والتبیین للجاحظ: ۱/ ۵۶، ۵۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت میں نمایاں ہو۔

اہل عراق خوارج کے مقابلے میں ہمیشہ متردد و متذبذب رہتے تھے۔ دوسری طرف خوارج اپنی بغاوت میں بڑے پرجوش تھے جس کا محرک ان کا مذہبی اعتقاد تھا۔ یہ جوش اور یہ مذہبی اعتقاد ان کی زبانوں سے نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کراتا تھا جن کے اقتباس آتے جاتے مسافر دوسرے علاقوں میں روایت کرتے تھے۔ یوں ان کا مذہبی نقطۂ نظر ہر طرف پہنچ جاتا تھا اور چہار سوان کی فصاحت و بلاغت کے چرچے ہوتے تھے۔ اس طرح یہ ضروری تھا کہ والیٔ عراق بھی مذہبی و سیاسی اعتبار سے ایک باصلاحیت اور فصیح و بلیغ خطیب ہو جو عسکری میدان کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کے میدان میں بھی خوارج کا مقابلہ خم ٹھونک کر کر سکے۔ حجاج ایسا ہی مردِ جلیل تھا۔ اس زمانے کے سب سے بڑے واعظ حسن بصری کا کہنا تھا کہ حجاج تو ازارقہ جیسا موثر وعظ کہتا ہے۔ ①

حجاج اپنے دور کا ایک نمایاں قاری قرآن تھا۔ وہ کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ قرآنی الفاظ و معانی اس کے نہاں خانۂ دل میں جاگزین تھے اور دورانِ گفتگو میں بکثرت اس کی نوک زباں پر آتے تھے۔ اس کی گفتگو قرآنی اقتباسات و شواہد سے بھرپور ہوتی تھی۔ وہ جب عراق کا والی بنا تب اس نے کوفہ میں جو تقریر کی اور جو تقریر اس نے معرکہ دیر جماجم کے بعد کی تھی، ان تقریروں کو دیکھ کر یہ اعتراف کیے بنا چارہ نہیں کہ حجاج ایک فی البدیہہ مقرر تھا جو بنا کسی تیاری کے تقاضائے حالات کے مطابق نہایت فصیح و بلیغ گفتگو پر قادر تھا۔ وہ جب دھمکی سے بھرپور خطاب کرتا تو اس کے الفاظ توپ کے گولے بن کر برستے۔ ② وہ جب وعظ کہتا تو عوام الناس کی زمامِ قیادت ہاتھ میں لے کر انھیں جدھر چاہتا موڑ دیتا۔ حسن بصری جو اس زمانے کے شیخ الوعظ تھے، انھوں نے ایک مرتبہ کہا:

> ''حجاج نے ایک دفعہ ایک جملہ ایسا کہا تھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ منبر پر بیٹھا کہہ رہا تھا: جس آدمی کی زندگی کی ایک ساعت بے مقصد ضائع ہوگئی وہ اس لائق ہے کہ روزِ قیامت اس کی حسرت و ندامت طول پکڑ جائے۔'' ③

مالک بن دینار نے کہا تھا کہ میں نے حجاج سے بڑا زبان آور نہیں دیکھا۔ وہ منبر پر چڑھتا

---

① البیان والتبیین: ۳/۱۰۸.

② العقد الفرید: ۳/۱۰، والکامل للمبرد: ص ۱۷۳ .

③ البیان والتبیین: ۲/۱۵۵، ۱۵۶، الکامل للمبرد: ص ۹۲، والبدایة والنهایة: ۹/۱۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اہل عراق سے ان کی بدسلوکی اور اپنے حسن سلوک کا کچھ اس طرح ذکر کرتا کہ میں دل میں کہتا میرا خیال ہے کہ یہی سچا اور وہی جھوٹے ہیں۔①

حجاج کی بہترین تقریروں میں ایک تقریر وہ ہے جو اس نے ارادۂ حج کے موقع پر کی تھی۔ اس نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا نائب بنایا تھا اور کہا تھا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ، وَقَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمُ ابْنِي هٰذَا وَأَوْصَيْتُهُ بِخِلَافِ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللهِ فِي الْأَنْصَارِ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَوْصَى أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ، وَإِنِّيْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِكُمْ وَلَا يَتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيْئِكُمْ، أَلَا وَإِنَّكُمْ سَتَقُوْلُوْنَ بَعْدِي مَقَالَةً مَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ إِظْهَارِهَا إِلَّا مَخَافَتِيْ، أَلَا وَإِنَّكُمْ سَتَقُوْلُوْنَ بَعْدِيْ لَا أَحْسَنَ اللهُ لَهُ الصَّحَابَةَ، أَلَا وَإِنِّيْ مُعَجِّلٌ لَكُمُ الْإِجَابَةَ، لَا أَحْسَنَ اللهُ الْخِلَافَةَ عَلَيْكُمْ.

"لوگو! میں اپنے بیٹے کو نائب بنا کر حج پر جاتا ہوں۔ میں نے اسے جو وصیت کی ہے وہ اس وصیت کے برعکس ہے جو رسول اللہ ﷺ نے انصار کے لیے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ وصیت فرمائی تھی کہ انصار کے نیکوکار کی نیکی اور اچھائی قبول کی جائے اور ان کے خطا کار سے درگزر کیا جائے۔ میں نے اس لڑکے سے یہ کہا ہے کہ یہ تمھارے نیکوکار کی نیکی قبول نہ کرے اور تمھارے خطا کار سے درگزر نہ کرے۔ سنو، تم میرے بعد وہ بات ضرور کرو گے جس کا اظہار تم میرے ڈر سے نہیں کرتے۔ تم کہو گے کہ اللہ تعالیٰ اس کا سفر اچھا نہ کرے۔ سنو، میں تمھیں اس بات کا ابھی جواب دیے دیتا ہوں۔ اللہ کرے، میرے بعد یہ نیابت بھی تمھارے لیے اچھی ثابت نہ ہو۔"

یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر گیا۔②

جمعے کی صبح محمد بن حجاج مر گیا۔ شام کو ڈاکیا یمن سے حجاج کے بھائی محمد کی سناؤنی (موت کی خبر)

---

① تہذیب التہذیب: ۲/۲۱۱، والبیان والتبیین: ۱/۳۰۱، ونہایة الارب للنویری: ۷/۲۴۴، وسرح العیون لابن نباتة: ص ۱۰۰.

② العقد الفرید: ۳/۱۶، عیون الاخبار: ۲/۲۴۴، والبیان والتبیین للجاحظ: ۲۹۷، ومروج الذہب للمسعودی: ۲/۱۰۴، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۲۶۱، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۶۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے آ گیا۔ اہل عراق مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ کہنے لگے: حجاج کی تو کمر ہی ٹوٹ گئی۔ اس کا بازو الگ ہو گیا۔ اتنے میں حجاج گھر سے نکلا اور منبر پر چڑھ کر تقریر کا آغاز کیا۔ اس نے کہا:

أَيُّهَا النَّاسُ، مُحَمَّدَانِ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ! أَمَا وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنَّهُمَا مَعِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِمَا أَرْجُو مِنْ ثَوَابِ اللّٰهِ لَهُمَا فِي الآخِرَةِ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ الْبَاقِي مِنْكُمْ وَمِنِّيْ أَنْ يَفْنٰى، وَالْجَدِيْدُ أَنْ يَبْلٰى وَالْحَيُّ مِنْكُمْ وَمِنِّيْ أَنْ يَمُوْتَ وَأَنْ تُدَالَ الْأَرْضُ مِنَّا كَمَا أَدَلْنَا مِنْهَا، فَتَأْكُلُ مِنْ لُحُومِنَا وَتَشْرَبُ مِنْ دِمَائِنَا كَمَا مَشَيْنَا عَلٰى ظَهْرِهَا وَأَكَلْنَا مِنْ ثِمَارِهَا وَشَرِبْنَا مِنْ مَائِهَا، ثُمَّ نَكُوْنُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِهٰذَيْنِ الْبَيْتَيْنِ:

عِزَائِي رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مَيِّتٍ
وَحَسْبِيْ ثَوَابُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ هَالِكٖ
اِذَا مَا لَقِيْتُ اللّٰهَ عَنِّي رَاضِيًا
فَاِنَّ سُرُوْرَ النَّفْسِ فِيْمَا هُنَالِكٖ

''لوگو! ایک ہی دن دو محمد رخصت ہوئے۔ مجھے دونوں کے لیے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے جس ثواب کی امید ہے، اس کے پیش نظر بخدا، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دنیا میں میرے ساتھ رہیں۔ اللہ کی قسم، تم بھی فنا ہو جاؤ گے، میں بھی فنا ہو جاؤں گا۔ ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی۔ ہمارے اور تمھارے سب زندہ لوگ موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ یہ زمین ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گی جو ہم نے اس کے ساتھ کیا۔ یہ ہمارے اجساد کھا جائے گی، ہمارا لہو پی جائے گی جیسے ہم اس پر چلتے رہے، اس کے پھل کھاتے اور اس کا پانی پیتے رہے۔ اس کے بعد ہماری حالت وہی ہو گی جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾

ترجمہ: ''اور صور میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ لوگ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل بھاگیں گے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہہ کر اس نے یہ شعر پڑھے۔

عِزَائِی رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ مَیِّتٍ
وَحَسْبِیْ ثَوَابُ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ ھَالِکٖ

اِذَا مَا لَقِیْتُ اللّٰہَ عَنِّی رَاضِیًا
فَاِنَّ سُرُوْرَ النَّفْسِ فِیْمَا ھُنَالِکٖ

ترجمہ: ''ہر مرنے والے شخص کے بارے میں میری تسلی رسول اللہ ہیں (کہ جب رسول اللہ ﷺ ہی نہ رہے تو اور کوئی رہے نہ رہے، کیا فرق پڑتا ہے۔) ہر جاں بحق ہونے والے شخص کے لیے اللہ کا اجر و ثواب مجھ کو کافی ہے۔ جب میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں گا کہ وہ مجھ سے راضی ہوگا تو دل کی اصل خوشی تو اسی وقت ہوگی۔''①

ایک مرتبہ اہل عراق نے حجاج کے مرنے کی افواہ اڑا دی جس پر حجاج نے تقریر کی اور کہا:

إِنَّ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، أَهْلِ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ، نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمْ فَقَالُوْا مَاتَ الْحَجَّاجُ، مَاتَ الْحَجَّاجُ، فَمَهْ، وَهَلْ يَرْجُو الْحَجَّاجُ الْخَيْرَ إِلاَّ بَعْدَ الْمَوْتِ؟ وَاللهِ مَا يَسُرُّنِيْ أَلاَّ أَمُوتَ وَأَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَمَا رَأَيْتُ اللهَ رَضِيَ بِالتَّخْلِيدِ إِلاَّ لِأَهْوَنِ خَلْقِهِ عَلَيْهِ: إِبْلِيْسِ. وَلَقَدْ دَعَا اللهَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ فَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ فَأَعْطَاهُ ذٰلِکَ إِلاَّ الْبَقَاءَ، فَمَا عَسَى أَنْ يَكُونَ أَيُّهَا الرَّجُلُ۔ وَكُلُّكُمْ ذٰلِکَ الرَّجُلُ۔؟؟ كَأَنِّي وَاللهِ بِكُلِّ حَيٍّ مِنَّا مَيِّتًا وَبِكُلِّ رَطْبٍ يَابِسًا وَنُقِلَ فِي ثِيَابِ أَكْفَانِهِ ثَلاثَةَ أَذْرُعٍ طُولاً فِي ذِرَاعٍ عَرْضاً وَأَكَلَتِ الْأَرْضُ لَحْمَهُ وَمَصَّتْ صَدِيدَهُ وَانْصَرَفَ الْحَبِيبُ مِنْ وَلَدِهِ يَقْسِمُ الْخَبِيثُ مِنْ مَالِهِ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَعْقِلُوْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا أَقُوْلُ.

''اہل عراق جو اہل نفاق و افتراق ہیں، شیطان نے ان کے ایک طائفے کے وسوسہ ڈالا اور انھوں نے شور مچا دیا کہ حجاج مر گیا، حجاج مر گیا۔ بکواس بند کرو۔ حجاج اگر کسی خیر اور کسی بھلائی کی امید رکھتا ہے تو وہ مرنے کے بعد ہی اس کی امید رکھتا ہے۔ واللہ، مجھے یہ بات

① العقد الفرید: ۳/۱۶، وسرح العیون: ص ۱۲۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خوشی نہیں دیتی کہ میں نہ مروں اور اس کے بدلے مجھے دنیا و مافیہا مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہمیشہ کی زندگی اپنی اس مخلوق کو دی ہے جو اس کے ہاں سب سے زیادہ حقیر و ذلیل اور سب سے زیادہ معمولی ہے۔ وہ ابلیس ہے۔ مردِ صالح نے اللہ سے دعا کی تھی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے عطا کر ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی تھی مگر بقا اسے بھی نہیں دی تھی۔

تو اے شخص! عنقریب کیا ہونے والا ہے؟ تم میں سے ہر آدمی وہ شخص ہے۔ بخدا، میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ ہم میں سے ہر زندہ شخص موت کے گھاٹ اتر جائے گا اور ہر تر و تازہ سڑ جائے گا۔ اسے تین ہاتھ کے کفن میں لپیٹ کر مٹی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ زمین اس کا جسد کھا جائے گی، اس کا لہو چوس لے گی اور اس کے محبوب بچے واپس جا کر اس کا خبیث مال باہم تقسیم کر لیں گے۔ جو بات میں کہہ رہا ہوں، عقل مند اسے جانتے ہیں۔''①

امیر حجاج کا اسلوبِ گفتگو تشبیہات و استعارات کی کثرت سے آراستہ تھا۔ یہ طریق کار دِل کے اندر مطالب و معانی کی صورت گری کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حجاج نے کوفہ میں جو تقریر کی تھی اس میں اس نے کہا تھا:

''میں تمھیں ایسے باندھوں گا جیسے سلمہ درخت کو باندھا جاتا ہے اور ایسے ماروں گا جیسے بگڑے ہوئے اونٹوں کو مارا جاتا ہے۔''

اور جو تقریر اس نے معرکہ دیر جماجم کے بعد کی تھی، اس میں کہا تھا:

''اہل عراق، شیطان تمھارے اندر گھس کر تمھارے گوشت، خون، پٹھوں اور مساموں میں مل گیا۔ اس کے بعد وہ اوپر اٹھا، گھونسلا بنایا، انڈے اور بچے دیے اور تمھارے اندر نفاق و افتراق کا بھوسا بھر دیا۔''

① عیون الاخبار لابن قتیبة : ۲/ ۲۴۳، ومروج الذھب: ۲/ ۱۰۲، وتاریخ ابن عساکر : ۴/ ۸۲، والعقد الفرید: ۲/ ۱۳۲، وسرح العیون: ص ۱۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس حجاج ایک نہایت فصیح و بلیغ عرب تھا۔ وہ جاندار اسلوب کا مالک تھا۔ امام لغت وقراءت ابو عمرو بن علا کا کہنا تھا:

''میں نے حجاج اور حسن بصری سے زیادہ فصیح اور کوئی نہیں دیکھا۔''①

خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ خالد بن سلمہ مخزومی سے پوچھا کہ سب سے بڑا خطیب کون ہے۔ وہ بولا: ''میں۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''تمھارے بعد؟'' وہ کہنے لگا: ''میرے بعد سب سے بڑا خطیب سید جذام (روح بن زنباع) ہے۔''

''اس کے بعد؟'' خلیفہ نے مزید پوچھا

''اُخیفش ثقیف (حجاج۔)'' ابن سلمہ نے جواب دیا۔

''اس کے بعد؟''

''اس کے بعد امیر المومنین۔''

عبدالملک نے کہا: ''بیڑا غرق! تم نے مجھے چاروں میں چوتھے نمبر پر رکھا۔''②

جس زمانے میں حجاج خطابت کی اوجِ کمال پر پہنچا تھا، اس دور میں چار افراد کی فصاحت وبلاغت مشہورِ خلائق تھی۔ حجاج، عبدالملک بن مروان، حسن بصری اور ابن قریہ۔ قدماء ان چاروں میں حجاج اور حسن بصری کو پہلے درجے پر رکھتے تھے۔ حسن بصری لیکن مذہبی خطیب تھے۔ وہ سیاسی خطیب نہیں تھے۔ حجاج کو بھی ان کی خطابت کا اعتراف تھا۔ اس نے کہا تھا:

''خواص بصرہ میں سب سے بڑا خطیب سیاہ پگڑی والا ہے۔''③

جہاں تک حجاج کا تعلق ہے، وہ بیک وقت ایک مذہبی اور سیاسی خطیب تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد ویسی خطابت سوائے حجاج کے اور کسی کو میسر نہ آسکی جو دل پر قابو پالے اور عقل کو اپنی گرفت میں لے لے۔ یہ دونوں جب تقریر میں دھمکاتے تو ان کی زبانیں شعلے اگلتیں، آگ برساتیں، جھنجھوڑتیں اور اٹھاتی پٹختیں۔ جب یہ ڈھارس بندھاتے تو ان کے تسلی آمیز الفاظ سینہ ٹھنڈا کرتے اور دشت دل پر

---

①البیان والتبیین: ۱/۱۴۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۳۲، والبدایة والنهایة: ۹/۴۱۹، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۴۹، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/۴۰۱.
②البیان والتبیین: ۱/۲۷۳.
③حوالہ مذکورہ: ۱/۳۰۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حیات آفریں بارش برساتے ۔ایسی خطابت عام طور پر تکلف و تصنع کی پیداوار نہیں ہوتی ۔ جب دہکتے وجدان کے زیر اثر معانی و مطالب کا بحر بے کراں سینے میں جوش مارتا ہے تو الفاظ کا سیل رواں زبان سے آپ ہی آپ جاری ہو جاتا ہے۔

دیر جماجم کے موقع پر کی گئی حجاج کی تقریر میں خوبصورت مترادفات کا پرکیف سلسلہ ملاحظہ کیجیے جو مبتذل سجع کلامی سے پاک ہے۔دیکھیے کہ اس نے اہل عراق کو کس انداز سے ٹھوکا بجایا اور ان کے روبرو انھی کے طرز عمل کی مذمت کی ۔ آپ دیکھیں گے کہ حجاج ایک ایسا خطیب تھا جو یہ جانتا تھا کہ گفتگو کیسے کرنی ہے۔حجاج کے اس خطاب کا جائزہ لیجیے جو اس نے شام کی فوج سے کیا تھا ۔ اس میں کیسی فصاحت و بلاغت اور کیسی غیر معمولی سمجھ داری کی باتیں تھیں ۔آپ دیکھیں گے کہ حجاج ایک ایسا آدمی تھا جو اپنی گفتگو سے دل و دماغ کو اپنا گرویدہ کر لیتا اور عقل کو ہاتھ کا کھلونا بنا لیتا تھا۔ بحث و تکرار کے موقع پر حجاج کی گفتگو ملاحظہ کیجیے۔آپ پر عیاں ہوگا کہ وہ اپنی حجت قائم کرنے میں ایسا ماہر تھا کہ محسوس ہوتا تھا مسئلے کی اصل توجیہ وہی ہے جو اس نے بیان کی ۔

مختلف مواقع پر حجاج کی گفتگو اور اس کی تقریروں کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیشتر معانی و مطالب قرآن و حدیث،عربی اشعار اور اپنے پیشرو جاہلی و اسلامی خطیبوں کے کلام سے اخذ کرتا تھا۔ وہ جب وعظ کہتا تو اس کا کلام خلفائے راشدین کے کلام اور ان کے اس طرز عمل کا عکاس ہوتا جس میں وہ دین سے حکمت بھرے مطالب اخذ کرتے ۔مثلاً اس نے ایک وعظ میں کہا تھا:

امْرُؤٌ حَاسَبَ نَفْسَهُ، امْرُؤٌ رَاقَبَ رَبَّهُ، امْرُؤٌ نَظَرَ فِيمَا يَقْرَؤُهُ غَدًا فِي صَحِيفَتِهِ وَيَرَاهُ فِي مِيزَانِهِ امْرُؤٌ كَانَ عِنْدَ هَمِّهِ آمِرًا وَعِنْدَ هَوَاهُ زَاجِراً، امْرُؤٌ أَخَذَ بِعِنَانِ قَلْبِهِ كَمَا يَأْخُذُ الرَّجُلُ بِخِطَامِ جَمَلِهِ، فَإِنْ قَادَهُ إِلَى حَقٍّ تَبِعَهُ وَإِنْ قَادَهُ إِلَى مَعْصِيَةِ اللهِ كَفَّهُ، إِنَّنَا وَاللهِ مَا خُلِقْنَا لِلْفَنَاءِ وَإِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْبَقَاءِ وَإِنَّمَا نَنْتَقِلُ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ.

''ایک آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کا محاسبہ کرتا ہے۔ایک آدمی وہ ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ رب تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ایک آدمی وہ ہے جو یہ دیکھتا ہے کہ کل کو وہ اپنے نامۂ اعمال میں کیا پڑھے گا اور اپنے میزان میں کیا مشاہدہ کرے گا۔ایک شخص وہ ہے جو اپنے دل کو اس وقت آگے بڑھنے کا حکم دیتا ہے جب وہ نیک کام کا ارادہ کرتا ہے اور جب اس کے اندر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہش نفس سر اٹھاتی ہے تو وہ اسے ڈانٹ کر بٹھا دیتا ہے۔ایک صاحب وہ ہے جو اپنے دل کی لگام تھامے ہوئے ہے جیسے ساربان اونٹ کی لگام تھامے ہوتا ہے۔اگر دل اسے حق کی طرف کھینچ لے جائے تو وہ اس کے پیچھے چلتا ہے۔اگر وہ اسے اللہ کی نافرمانی کی طرف کھینچے تو وہ دل کو روک دیتا ہے۔ہم بخدا، فنا ہونے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ہم باقی رہنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ہوگا صرف یہی کہ ہم ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل ہو جائیں گے۔''①

اس نے ایک اور موقع پر کہا:

أَيُّهَا النَّاسُ اقْدَعُوا هٰذِهِ الْأَنْفُسَ فَإِنَّهَا أَسْأَلُ شَيْءٍ إِذَا أُعْطِيَتْ وَأَعْطٰى شَيْءٍ إِذَا سُئِلَتْ، فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا جَعَلَ لِنَفْسِهِ خِطَاماً وَزِمَاماً فَقَادَهَا بِخِطَامِهَا إِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ وَعَطَفَهَا بِزِمَامِهَا عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ الصَّبْرَ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ أَيْسَرَ مِنَ الصَّبْرِ عَلٰى عَذَابِ اللّٰهِ.

''لوگو، ان نفسوں کو سختی سے ڈانٹ کر روکو۔جب ان کو کچھ دیا جائے تو یہ سب سے بڑے بھکاری بن جاتے ہیں۔جب ان سے کچھ مانگا جائے تو یہ سب سے بڑے سخی بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس (دل) کے لگام ڈالی، پھر اسے طاعت الٰہی کی طرف موڑا اور معصیت الٰہی سے روک لیا۔میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محرمات سے باز رہ کر صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب پر صبر کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔''②

حجاج کی روحانی گفتگو کا ایک نمونہ دیکھیے:

إِنَّ امْرَءًا أَتَتْ عَلَيْهِ سَاعَةٌ مِّنْ عُمُرِهِ لَمْ يَذْكُرْ فِيْهَا رَبَّهُ وَيَسْتَغْفِرْ مِنْ ذَنْبِهِ وَيُفَكِّرْ فِي مَعَادِهِ لَجَدِيْرٌ أَنْ يَطُولَ حُزْنُهُ وَيَتَضَاعَفَ أَسَفُهُ، إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى الدُّنْيَا الْفَنَاءَ وَعَلَى الْآخِرَةِ الْبَقَاءَ، فَلَا بَقَاءَ لِمَا كُتِبَ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ، وَلَا قَضَاءَ لِمَا كُتِبَ عَلَيْهِ الْبَقَاءُ، فَلَا

① عیون الاخبار: ۲/۲۵۱، والعقد الفرید: ۲/۱۳۲، والبیان والتبیین: ۲/۱۴۰، وشرح ابن ابی الحدید: ۱/۱۵۰.
② حوالہ مذکورہ: ۲/۲۴۷، وسرح العیون: ص ۱۲۱، والکامل للمبرد: ص ۹۱، والبیان والتبیین: ۱/۲۰۶، وشرع ابن ابی الحدید: ۱/۱۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَغُرَّنَّكُمْ شَاهِدُ الدُّنْيَا عَنْ غَائِبِ الآخِرَةِ، وَاقْهَرُوا الْأَمَلَ بِقِصَرِ الْأَجَلِ.

''ایک آدمی جس پر زندگی کی ایک ساعت ایسی آئی جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا، گناہوں کی معافی نہ مانگی اور آخرت کے بارے میں غور نہ کیا، وہ اس لائق ہے کہ اس کے غم واندوہ کا عرصہ طویل ہو جائے اور اس کا افسوس کئی گنا بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے فنا اور آخرت کے لیے بقا لکھ دی ہے۔ جس کے لیے فنا لکھ دی گئی ہے اسے بقا نہیں اور جس کے لیے بقا لکھ دی گئی ہے اس کا اختتام نہیں۔ جو دنیا تمھارے روبرو ہے وہ تمھیں اس آخرت کے متعلق دھوکے میں نہ ڈالے جو اس وقت تمھارے سامنے نہیں۔ آرزوؤں کو یہ کہہ کر دباؤ کہ مہلت تھوڑی ہے۔''①

ایک مرتبہ حجاج نے تقریر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح راستہ دکھائے۔ اس نے کہا:

اَللّٰهُمَّ أَرِنِی الْغَيَّ غَيًّا فَأَجْتَنِبَهُ وَأَرِنِی الْهُدٰى هُدًى فَأَتَّبِعَهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي فَأَضِلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا، وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مَا مَضَى مِنَ الدُّنْيَا بِعِمَامَتِي هٰذِهِ وَلَمَا بَقِيَ مِنْهَا أَشْبَهُ بِمَا مَضَى مِنَ الْمَاءِ بِالْمَاءِ.

''یا اللہ، مجھے گمراہی کو گمراہی دکھا اور ہدایت کو ہدایت دکھا تاکہ میں گمراہی سے بچوں اور ہدایت کی راہ اپناؤں۔ مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر کہ میں دور کی گمراہی میں جا پڑوں۔ واللہ، مجھے یہ پسند نہیں کہ جتنی دنیا گزر چکی ہے وہ مجھے میری اس پگڑی کے بدلے مل جائے۔ جتنی دنیا باقی ہے وہ بھی ویسی ہی ہے جیسی گزر چکی ہے جیسے ایک پانی دوسرے پانی جیسا ہوتا ہے۔''②

حجاج کی خطیبانہ صلاحیتوں کے متعلق یہ تفصیل مشتے نمونہ از خروارے تھی۔ اس کے خطبات کے مفصل تنقید و تجزیہ کے لیے دفتر درکار ہے۔ ہم نے یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے اس کی تقریروں کے چند نمونے پیش کیے ہیں جن سے یہ بات آئینہ ہو جاتی ہے کہ حجاج کا شمار تاریخ انسانی کے چند بڑے خطیبوں میں ہو سکتا ہے۔

---

① مروج الذهب: ۲/۱۰۶، وسرح العيون: ص ۱۲۱، والكامل للمبرد: ۲/۶۹.

② العقد الفريد: ۲/۱۳۰، وسرح العيون: ص ۱۲۲، والكامل للمبرد: ۱/۲۹۶، ۲/۱۱۳، وشرح ابن ابی الحديد: ۱/۱۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک حجاج کی لکھنے کی صلاحیت کا تعلق ہے، اس کا اسلوبِ تحریر رواں دواں تھا۔ معانی اور تعبیرات اس کے سامنے صفیں باندھے کھڑے ہوتے۔ وہ انھیں جیسے چاہتا، استعمال میں لاتا۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ اسے ایک خطرناک خط لکھا جس میں خلیفہ نے بڑی سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔ وہ خط خلیفہ نے اپنے غلام نباتہ کے ہاتھ حجاج کو بھیجا۔ حجاج نے جونہی خط پڑھا، دوات اور کاغذ منگوایا اور تیزی سے لکھنے لگا۔ اس دوران میں وہ صرف روشنائی لینے کے لیے قلم اٹھاتا۔ جوابی خط لکھ کر اس نے نباتہ کے حوالے کر دیا۔ وہ خط ایسے معانی ومطالب اور ایسے اسالیب گفتگو پر مشتمل تھا جس سے بہتر معانی ومطالب حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتے۔ خط پڑھ کر خلیفہ عبدالملک نے کہا:

إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

''کسی بیان میں واقعی جادو ہوتا ہے۔''

حجاج کی فصاحت و بلاغت ان خطوط تک محدود نہیں تھی جس میں وہ خلیفہ کے لیے اپنا مافی الضمیر بیان کرتا تھا۔ اس کی فصاحت و بلاغت کا جوہر بیان کیفیت میں بھی کھل کر سامنے آیا تھا۔ عبدالملک نے اسے ایک مرتبہ خط لکھ کر فتنے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواباً لکھا:

''فتنہ فتنہ ہے۔ وہ سرگوشی نہیں کہ سنائی نہ دے۔ وہ بڑے اصرار سے شکایت کرتا اور مصائب کو جنم دیتا ہے۔''

عبدالملک یہ جواب پا کر بہت خوش ہوئے۔① انھوں نے ایک اور موقع پر حجاج کو خط لکھ کر گزشتہ کل، آج اور آئندہ کل کے بارے میں پوچھا۔ حجاج نے جواباً لکھا:

''گزشتہ کل مہلت تھا۔ آج کا دن عمل ہے اور آئندہ کل آرزو اور امید۔''②

ایک مرتبہ حجاج نے امیر المومنین کے نام خط میں بارش کا حال بیان کیا۔ اس نے لکھا:

''امابعد، ہم امیر المومنین کو یہ خبر دیتے ہیں کہ میں نے جب سے انھیں خط لکھ کر بارش کے بارے میں آگاہ کیا ہے تب سے ہمارے یہاں موسلا دھار بارش نہیں ہوئی۔ تب سے اب تک صرف چھینٹے پڑے ہیں اور پھوار برسی ہے۔ بارش نہ ہونے کے باعث زمین کے

①مروج الذهب: ۲/ ۹۲.
②البدايه والنهاية: ۹/ ۱۲۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رونگٹے کھڑے ہو گئے، وہ غبار آلود ہوگئی اور اس کے اطراف و جوانب آندھیاں چلیں جنھوں نے زمین کی گرد اڑا دی۔ تب کسانوں نے ہاتھ روک لیے کیونکہ زمین سخت اور ناممکن الحصول ہوگئی تھی۔ وہ خود کو طاقتور باور کرتی تھی۔ ہماری زمین تیزی سے رنگ بدلتی ہے۔ بارش نہ ہوتو اس علاقے کے لوگ زمین سے بدگمان رہتے ہیں۔

صورت حال یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جمعے کے روز بادِصبا بھیج دی جس نے سرخی مائل پتلا، ٹوٹا ہوا تھوڑا بادل اٹھایا۔ ہفتے کے روز بادِشمال چلی جس نے بے پانی کا بادل اس سے الگ کر دیا، ٹوٹا ہوا بادل پھینک دیا اور تھوڑا بادل اکٹھا کر کے تہ بہ تہ کر دیا۔ وہ سیاہ بادل پانی سے بھر کر بلند ہوا اور پھیل گیا۔ وہ مسلسل بارش برساتا تھا۔ بجلیاں قریب ہی کڑکتی تھیں۔ رہ رہ کر بارش کی جھڑی لگتی تھی۔ بارش کا ایک ڈونگرا آتا تھا، اس کے بعد دوسرا آتا تھا۔ سارے میں تیز پانی برس رہا تھا۔ اس بارش نے زمین کو روئی کی طرح دھنک ڈالا۔ جل تھل ایک ہو گیا۔ خلق خدا خوب سیراب ہوگئی۔ پس شکر ہے اللہ کا جس نے اپنی رحمت کی برکھا برسائی بعد اس کے کہ لوگ ناامید ہو گئے تھے۔ وہی کفیل ہے، بہت تعریف والا ہے۔‘‘①

حجاج کو اچھی شہرت اس قدر پسند تھی کہ اس سے تنقید برداشت نہیں ہوتی تھی، چاہے وہ کیسی ہی معمولی ہوتی۔ وہ تنقید کرنے والے شخص کو سزا دینے کے درپے ہوتا، چاہے وہ کیسا ہی مخلص اور بے ضرر ہوتا۔ روایت ہے کہ یزید بن مہلب نے جب بادغیس میں قلعہ نیزک فتح کیا تو حجاج کو اس کا خط ملا:

’’دشمنوں سے ہمارا ٹاکرا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کندھے ہمارے قابو میں دے دیے۔ ہم نے ان کے ایک گروہ کو گرفتار کیا اور ایک گروہ پہاڑوں کی چوٹیوں، وادیوں کے بالائی حصوں، نشیبی کھیتوں اور دِن کے پہروں میں تتر بتر ہوکر چھپتا پھرا۔‘‘

حجاج نے خط پڑھ کر دریافت کیا کہ یزید کا کاتب (منشی) کون ہے۔

بتایا گیا کہ یحییٰ بن یعمر۔

حجاج نے یزید کو لکھا کہ وہ اسے بھیج دے۔

یحییٰ بن یعمر جب حجاج کے دربار میں پہنچے تو حجاج نے دریافت کیا کہ تم کہاں پیدا ہوئے تھے۔

① البیان و التبیین: ۳/ ۲۸۲، ۲۸۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بولے: ''اہواز میں۔''

حجاج نے کہا: ''پھر یہ فصاحت؟''

یحییٰ نے کہا: ''مجھے میرے والد کا طرزِ گفتگو یاد ہے۔وہ فصیح تھے۔''

حجاج نے کہا: ''اچھا، مجھے یہ بتاؤ کہ کیا عنبسہ بن سعید زبان کی غلطی کرتا ہے۔''

یحییٰ نے کہا: ''جی ہاں۔بہت۔''

حجاج نے ایک اور شخص کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ بھی زبان بولنے میں غلطی کرتا ہے۔یحییٰ نے اثبات میں جواب دیا۔اس پر حجاج نے پوچھا کہ کیا میں زبان بولنے میں غلطی کرتا ہوں۔یحییٰ نے کہا: ''آپ کبھی کبھار تھوڑی بہت غلطی کرتے ہیں۔کوئی حرف زائد کرتے ہیں، کوئی حرف کم کر دیتے ہیں۔کبھی اِنَّ کے بجائے اَنَّ بول جاتے ہیں۔''

حجاج نے کہا: ''میں تمھیں تین روز کی مہلت دیتا ہوں۔تین روز کے بعد تم عراق میں دکھائی دیے تو جان سے جاؤ گے۔''

یحییٰ بن یعمر فوراً خراسان کی طرف واپس ہوئے۔①

---

①تاریخ الطبری: ۵/ ۱۸۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۹۴، وتاریخ ابن خلدون: ۳/ ۵۳، وشذور العقود: ص ۵۶، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۶۵، والکامل للمبرد: ص ۱۵۸، ومعجم الادباء: ۲/ ۴۲، ۴۳، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۵۲) ابن عبد ربہ (العقد الفرید: ۱/ ۱۹۳) کی روایت ہے کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر سے پوچھا کیا تم نے مجھے غلط بولتے دیکھا ہے۔یحییٰ نے کہا: ''آپ سے کبھی کبھار اِنَّ اور اَنَّ کے معاملے میں سبقت لسانی ہو جاتی ہے۔حجاج نے کہا: ''جب ایسا ہو تو مجھے آگاہ کرنا۔'' ابن خلکان (وفیات الاعیان: ۲/ ۲۹۹) کی روایت ہے کہ یحییٰ نے حجاج کے جواب میں کہا جس شے کو نیچے رکھنا ہوا سے آپ اوپر اٹھا دیتے ہیں اور جسے اوپر اٹھانا ہوا سے آپ نیچے رکھ دیتے ہیں۔(جسے رفع دینا ہوا سے نصب و جر دیتے ہیں اور جسے نصب و جر دینا ہوا سے رفع دیتے ہیں۔) اس پر حجاج نے یزید بن مہلب کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو قاضی بنا دو۔جہشیاری نے تنہا یہ روایت کی ہے کہ یہ خط اور یہ مکالمہ یزید بن مہلب کے ہاتھوں عبدالرحمان بن عباس کی شکست کے بعد ہوا تھا۔عبدالرحمان بن عباس ابن اشعث کا نائب سپہ سالار تھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲ حجاج کے اخلاق واوصاف اور دین داری

جب حجاج کا نام لیا جاتا تھا تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور دل خوف کے احساس سے معمور ہو جاتے تھے۔ اس کا نام سننے والے یہ تصور کرتے تھے گویا حجاج تلوار تانے ان کے سروں پر کھڑا ہے، جیسے اس نے ان کے اسلاف پر تلوار سونتی اور یہ کہا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں، سروں کی فصلیں پک گئی ہیں اور ان کی کٹائی کا وقت آن پہنچا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ حجاج ان کی نظر میں خونریزی کا دلدادہ تھا۔ وہ لوگوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر شاد کام ہوتا تھا۔ کبھی تلوار سے میدانِ کارزار میں اور کبھی زبان سے میدان بحث وجدال میں معرکہ آرائی اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ لوگ اس کے رعب اور دبدبے تلے دبکے رہتے تھے۔ کوئی اس کی رائے سے اختلاف نہیں کرتا تھا نہ کوئی اسے جواب دینے کی ہمت کرتا تھا۔ ان میں سے بعض کا تو یہ تک کہنا تھا کہ میدانِ کارزار میں موت کا سامنا کرنا میدانِ بحث وجدال میں حجاج کا سامنا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

یہ ہے حجاج کی وہ تصویر جو ان لوگوں کے ذہن میں مرتسم ہے جنھوں نے حجاج کے متعلق مؤرخین کی روایات اور ان کے بیانات پڑھ رکھے ہیں۔ یہ ملی جلی روایات ہیں۔ ان میں صحیح روایات بھی ہیں اور خود ساختہ بھی۔ انھی روایات کے درمیان ایسی روایات بھی ملتی ہیں جو ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ حجاج بعض ایسی نفسیاتی وسیاسی خوبیوں کا مالک تھا جو نہ صرف اسے ہم عصر وزراء میں نمایاں حیثیت دیتی ہیں بلکہ وہ اسے دنیا کے چند مشہور حکمرانوں اور چنیدہ سپہ سالاروں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔

یہ خیالی باتیں نہیں ہیں نہ یہ ہماری دیدہ دلیری ہے۔ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کی واضح مثالیں تاریخ کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

شجاعت

’شجاعت‘ حجاج کی ایک نمایاں صفت تھی۔ زندگی میں وہ جس بلند مقام پر پہنچا تھا، اس کا گہرا تعلق حجاج کی اس صفت سے تھا۔ ابن اشعث کے مقابلے میں حجاج کے دلیرانہ کردار کو تاریخ فراموش

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرسکتی۔ جب اس کے ایک مصاحب خاص نے اسے بتایا کہ شامی فوج عراقیوں سے شکست کھا رہی ہے تو نہ اس کے اوسان خطا ہوئے نہ وہ مضطرب ہوا اور نہ پریشان۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ تلوار نیام سے باہر کی اور ایک عزت دار وغیور آدمی کی طرح باوقار طریقے سے موت کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے کہا: مصعب کیا ہی خوب آدمی تھا۔ جب اس پر مصیبت آئی تو وہ کتنا باوقار ثابت ہوا تھا۔

مشکل کی گھڑی میں حجاج کے اس رویے نے اس کی فوج کے حوصلے بڑھا دیے۔ اس کے سپاہی بڑی بے جگری سے لڑے اور بالآخر فتح سے ہمکنار ہوئے۔ ابن اشعث کو عبرتناک شکست ہوئی۔ ①

ابن جارود کے مقابلے میں بھی حجاج کا شجاعانہ کردار نا قابل فراموش تھا۔ اس کے محافظ دستے کے اکثر سپاہی تتر بتر ہو گئے تھے۔ ایسے میں ابن مسمع اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے آپ کے لیے امان لے لی ہے۔ حجاج نے لیکن یہ امان قبول نہ کی۔ اسے خود پر اعتماد تھا۔ اس نے جلد ہی کایا پلٹ دی اور کہا: بخدا، میں انھیں کبھی امان نہیں دوں گا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے آواز بلند کی تا کہ اس کے اَعوان وأنصار کے حوصلے بلند ہو جائیں۔

غیر معمولی عقل وخرد

امیر حجاج غیر معمولی عقل وخرد کا مالک تھا جس کے بل پر وہ چارہ جوئی میں طاق تھا۔ عبدالرحمان بن حارث بن ہشام نے ایک مرتبہ کہا تھا:

''لوگوں کی عقل میں نے پرکھی تو دیکھا کہ ان کی عقل ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے، سوائے حجاج اور ایاس بن معاویہ کے۔ ان دونوں کی عقل سب لوگوں کی عقل پر بھاری ہے۔'' ②

یوں حجاج عقل وخرد کے اعتبار سے اپنے دور کے دو فائق تر عقلمندوں میں سے ایک تھا۔ مصعب بن زبیر کے قاتل عبداللہ بن ظبیان کا بیان ہے کہ میں حجاج کے دروازے پر کھڑا تھا۔ وہ اکیلا دروازے پر نکلا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ دروازے پر میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میرے دل میں آیا کہ اسے قتل کر ڈالوں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کیا تم یزید بن ابومسلم سے ملے تھے؟ یزید بن ابومسلم حجاج کا منشی تھا۔ میں نے کہا: نہیں۔ وہ بولا: اس سے ملو۔ اس کے پاس رَے پر تمھاری نئی وزارت کا

①تاریخ الطبری: ۵/ ۱۵۲.
②البیان والتبیین: ۱/ ۱۵۲، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۴۹، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۱۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروانہ ہے۔ مجھے لالچ ہوا۔ میں اپنا ارادہ ترک کر کے یزید کے پاس چلا گیا۔ اس کے پاس میرے لیے نہ کوئی پروانہ تھا نہ کوئی اور چیز۔ حجاج نے دراصل میرا ارادہ بھانپ لیا تھا۔ اس نے مجھ سے بچنے اور میرا دھیان بٹانے کو مجھے یزید کے پاس بھیج دیا تھا۔

ایک مرتبہ حجاج اور عبدالملک نے دو دروازے بنوائے۔ عبدالملک کے دروازے پر آسمانی بجلی گری اور وہ جل گیا۔ انھیں حجاج پر رشک آیا تو حجاج نے ایک رقعے میں لکھ بھیجا:

''میری اور امیر المومنین کی مثال آدم کے دو بیٹوں جیسی ہے جنھوں نے قربانی پیش کی تو ایک کی قربانی قبول کر لی گئی (اور آگ نے اسے اچک لیا) جبکہ دوسرے کی قربانی قبول نہ کی گئی۔''

رقعہ پڑھ کر خلیفہ عبدالملک خوش ہو گئے اور دِل کا غصہ کافور ہو گیا۔①

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف لڑائی میں حجاج کی دانشمندی نمایاں ہو کر سامنے آئی۔ جب اہل شام پر بجلی گری اور ان میں سے متعدد جاں بحق ہوئے تو حجاج نے ان سے کہا: فتح آیا چاہتی ہے۔ خوشخبری کے منتظر رہو۔ جیسی مصیبت تم پر آئی ہے، تمھارے مدمقابل پر بھی آئے گی۔②

بعدازاں جب حجاج کی کہی بات سچ نکلی تو اہل شام کے حوصلے بلند ہو گئے۔

فتنہ ابن اشعث میں جب جبلہ بن زحر مقتول ہوا اور اس کا سَر حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے اسے دو نیزوں پر نصب کرایا اور اپنے سپاہیوں سے کہا:

''اہل شام، یہ فتح کا آغاز ہے۔ بخدا، فتنے کی آگ جب بھی بھڑکائی گئی، وہ اس سے پہلے ٹھنڈی نہیں ہوئی کہ یمن کا کوئی بڑا آدمی مقتول ہو۔ یہ یمن کا ایک بڑا آدمی تھا۔''③

قسمت نے حجاج کی یاوری کی اور اس کے بعد زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ابن اشعث اور اس کی فوج کو عبرتناک شکست ہوئی۔

---

① سرح العیون لابن نباتة: ص ١٠٨.
② تاریخ الیعقوبی: ٣/١٣، والکامل لابن الأثیر: ٤/٢٣، اور دیکھیے الرسالة: ص ٤٢.
③ تاریخ الطبری: ٥/١٦٥، والکامل لابن الأثیر: ٤/٨٥، اور دیکھیے: الرسالة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخاوت و دریا دلی

امیر حجاج ایک دریا دل سخی تھا۔ اس کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا تو وہ چاہتا کہ کوئی شخص اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائے۔① وہ کہتا تھا کہ کھانا کھلانے کے معاملے میں کنجوسی بدن پر پھلبہری سے زیادہ بدنما ہے۔② وہ جب عراق کا والی ہوا تو اس کے ہاں ہر روز ہزار دسترخوان بچھائے جاتے۔③ ہر دسترخوان پر دس افراد کھانا کھاتے۔ ان شاہی دسترخوانوں پر دسیوں طرح کے پکوان رکھے جاتے تھے جن میں ثرید، بھنا گوشت، مچھلی اور شکر چاول نمایاں تھے۔ حجاج بنفس نفیس ان دسترخوانوں کے درمیان چلتا اور دیکھتا کہ آیا مدعوین کو کھانا بھرپور مل رہا ہے۔④ وہ کسی دسترخوان پر دیکھتا کہ چاولوں پر شکر ختم ہوگئی ہے اور باورچی کو شکر لانے میں دیر ہوئی ہے، اتنے میں چاول کھائے گئے ہیں تو باورچی کو دو سو کوڑے پڑتے۔ چنانچہ حجاج کے خادم کھانے کے دوران شکر کے چرمی تھیلے بغل میں دبائے پھرتے تھے۔⑤ حجاج اہل شام سے کہتا تھا کہ روٹی توڑ رکھو تاکہ بار بار ایسا نہ کرنا پڑے۔⑥ حجاج کے دو ساقی تھے۔ ایک شہد کا شربت پلاتا تھا اور دوسرا دودھ۔⑦

حجاج ہر روز اپنے ہرکارے بھیجتا جو لوگوں کو کھانے پر بلاتے۔ یہ عمل جب گراں بار ہوا تو اس نے لوگوں سے کہہ دیا: ''لوگو! اب سے سورج میرا پیغام رساں ہے۔ سورج جب طلوع ہو تو صبح کے کھانے پر آ جاؤ اور جب غروب ہو تو رات کے کھانے پر آ جاؤ۔'' چنانچہ لوگ ان اوقات میں کھانے پر آنے لگے۔

ایک روز کھانے پر لوگوں کی تعداد کم تھی۔ حجاج نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا:

''آپ نے لوگوں کو گھروں میں ہی اتنا ثروت مند کر دیا ہے کہ انھیں یہاں آنے کی حاجت

---

① العقد الفرید: ۲/۱۰۶.　② الکامل للمبرد: ص ۱۷۳ .

③ فوات الوفیات لابن شاکر: ۵/۲۷۲، وسرح العیون: ص ۱۰۸، والکامل للمبرد: ص ۱۷۳، ابن عبد ربہ کی روایت ہے کہ رمضان میں ہزار دسترخوان ہوتے تھے جبکہ سال کے باقی مہینوں میں ہر روز پانچ سو دسترخوان بچھائے جاتے تھے۔

④ فوات الوفیات: ۵/۲۷۲، والعقد الفرید: ۳/۶، والکامل للمبرد: ص ۱۷۳ .

⑤ العقد الفرید: ۳/۶.

⑥ تاریخ ابن عساکر: ۴/۶۱، وسرح العیون: ص ۱۰۸.

⑦ التاج فی اخلاق الملوک للجاحظ: ص ۱۱، والمستطرف للابشیھی: ۱/۱۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہی۔''

یہ خوبصورت جواب حجاج کو پسند آیا۔ اس نے اس صاحب سے کہا: ''بیٹھ جاؤ، اللہ تمھیں برکت دے۔''①

یوں حجاج نے قسم قسم کے کھانوں پر مبنی عوامی دستر خوانوں کے اہتمام کے حوالے سے شہرت پائی۔ مؤرخین نے اس کا شمار اسلام کے ان مشاہیر میں کیا ہے جو زیادہ کھانے کے شوقین تھے۔ ان میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اور عبیداللہ بن زیاد نمایاں تھے۔②

دستر خوان پر کبھی دوستوں کی بے تکلف محفل بھی جمتی۔ مدعوین میں ایک مرتبہ محمد بن عمیر بھی تھا۔ حجاج کی نظر اس پر پڑی تو اس سے کہا:

''محمد، کیا تمھیں یاد ہے جب قتیبہ بن مسلم نے تمھیں رستقباد میں میرے ساتھ آ ملنے کی دعوت دی تھی اور تم نے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اس معاملے میں نہ اونٹ میرا نہ ناقہ (مجھے کیا حاصل؟!) اللہ تعالیٰ تمھیں نہ اونٹ دے نہ اونٹنی۔''

محافظ سے کہا: ''تلوار نکال اور اس کی گردن مار دے۔''

مڑ کر دیکھا تو حجار بن ابجر تیار کھڑا تھا۔ اس سے کہا:

''تلوار روک لے۔'' (حجاج نے مذاق کیا تھا۔) اتنے میں خانساماں مٹھائی لے آیا۔ حجاج نے اس سے کہا: ''مٹھائی محمد کے قریب کرو۔ یہ میٹھے کا شوقین ہے۔''③

حق پرستی و راست گوئی

حجاج ایک صاف گو آدمی تھا۔ وہ سچ کو پسند کرتا تھا اور سچ کی طرف رجوع اس کے نزدیک باعث عار نہیں تھا۔ ایک روز سلیک بن سلکۃ اس کے دفتر آیا اور گویا ہوا:

''اللہ تعالیٰ امیر صاحب کی اصلاح فرمائے، میری بات غور سے سنیں، اگر میری بات غلط ہو تو سزا دینا آپ کا استحقاق ہے۔''

حجاج نے کہا: کہو۔ وہ بولا: قبیلے کے پرلے کنارے ایک مجرم نے جرم کیا لیکن (اس جرم

① فوات الوفیات: ۵/ ۲۷۲، وسرح العیون: ص ۱۰۸، والکامل للمبرد: ص ۱۷۳.
② حوالہ مذکورہ: ۵/ ۲۷۲، والکامل للمبرد: ص ۱۷۳.
③ الکامل للمبرد: ص ۱۷۴، والامثال للمیدانی: ص ۱۴۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے) میرے نام پر دائرہ کھینچ دیا گیا (مجھے سزا دی گئی اور) میرا گھر منہدم کر دیا گیا اور مجھے وظیفے سے محروم کر دیا گیا۔

حجاج نے کہا: پرے ہٹ۔ کیا تو نے شاعر کا وہ شعر نہیں سنا۔

وَلَرُبَّ مَأْخُوذٍ بِذَنْبِ عَشِيرَةٍ
وَنَجَا الْمُقَارِفُ صَاحِبُ الذَّنْبِ

ترجمہ: ''کتنے ہی ماخوذ خاندان کے گناہ میں دھر لیے جاتے ہیں اور اصل مجرم فرار ہو جاتا ہے۔''

سلیک نے کہا: اللہ امیر کی اصلاح فرمائے، اللہ تعالیٰ تو کچھ اور فرماتا ہے۔

حجاج نے پوچھا: وہ کیا؟ سلیک نے سورۂ یوسف کی یہ آیات (۷۸، ۷۹) پڑھیں:

﴿يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ﴾

ترجمہ: ''اے عزیز! اس کا تو بڑا بوڑھا باپ ہے، لہٰذا تو ہم میں سے ایک کو اس کی جگہ رکھ لے۔ بے شک ہم دیکھ رہے ہیں کہ تو نیکوکاروں میں سے ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی پناہ کہ ہم رکھیں سوائے اس کے جس کے پاس ہم نے اپنی متاع پائی۔ تب تو ہم بلاشبہ ظالم ہوں گے۔''

یہ آیتیں سن کر حجاج نے کہا کہ یزید بن ابومسلم کو بلاؤ۔ وہ جب آیا تو اس سے کہا کہ وہ سلیک کے نام پر سے دائرہ ہٹا دے، اسے وظیفے کا چیک دے دے اور اس کا مکان تعمیر کر دے۔ اس کے بعد حجاج نے منادی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے درمیان ندا کر دے: ''اللہ نے سچ فرمایا اور شاعر نے جھوٹ کہا۔''①

حجاج اہل عراق سے بھی یہ صاف صاف کہتا تھا کہ وہ انھیں ناپسند کرتا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ

① العقد الفريد: ٣/٦، وتهذيب تاريخ دمشق: ٤/٦١، والبداية والنهاية: ٩/ ١٣٣، وعيون التواريخ لابن شاكر: ٥/٢٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے خطاب کیا اور کہا: اے اہل عراق، میرے پاس تمھاری بیماری کی اس سے بہتر دوا اور کوئی نہیں کہ تمھیں جنگوں میں جھونک رکھوں اور مہمات پر بھیجتا رہوں۔ جس رات لشکر لوٹ آتا ہے، اس رات کی حلاوت اور واپسی کی خوشی اگر نہ ہو مجھے تو (تمھیں بھیج کر) راحت ہی راحت ہو۔ میں تمھارے پاس خوشی اور تمھارے ساتھ راحت نہیں چاہتا۔ مجھے معلوم ہے کہ میری یہ باتیں تمھیں ناگوار ہوں گی۔ تمھیں دیکھنا بخدا، مجھے اس سے زیادہ ناگوار ہے۔ اگر تمھارے بارے میں امیر المومنین کے احکامات کی تعمیل کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں خود کو اس بات پر آمادہ نہ کر پاتا کہ تمھیں جھیلوں اور تمھیں دیکھنے کی تکلیف برداشت کروں۔ اللہ ہی سے دعا ہے کہ وہ تمھارے خلاف میری مدد فرمائے۔ ①

امیر المومنین کو لکھے گئے جوابی خط میں بھی حجاج کی صاف گوئی نمایاں تھی۔ یہ اسی خط کا جواب تھا جو امیر المومنین نے اسے اپنے غلام نباتہ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ ② حجاج چونکہ ایک صاف گو شخص تھا اس لیے وہ مکر و فریب اور لگی لپٹی کے بجائے سچی بات پسند کرتا تھا۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ ایک ہٹے کٹے شخص کو حجاج کے پاس حاضر کیا گیا جسے یقین تھا کہ حجاج اسے مار ڈالے گا لیکن اس نے جب اعتراف جرم کر لیا تو یہی اعتراف اس کی نجات کا باعث بن گیا۔

ان میں سے ایک فقیہ عراق عامر شعبی تھے۔ وہ ابن اشعث کی بغاوت کے بعد حجاج کے دربار میں آئے اور سچ بولا تو حجاج نے انھیں معاف کر دیا۔ ③

حجاج نے اس شخص کو بھی معاف کر دیا تھا جس نے حجاج کے منہ پر کہا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ ابن اشعث نے جب اس کے سامنے ام حجاج کے متعلق بد گوئی کی تھی تو اس نے حجاج کے دفاع میں کچھ نہیں کہا تھا۔ ④

حجاج نے ربعی بن خراش کے دو مجرم بیٹوں کو بھی معاف کر دیا تھا کیونکہ ان کے باپ نے سچ بولا تھا۔ ⑤

---

① العقد الفرید: ۲/۱۳۱.

② حوالہ مذکورہ: ۳/۹، ۱۰.

③ حوالہ مذکورہ: ۳/۱۱، ۱/۱۸۶، وابن قتیبة: ۱/۱۰۶.

④ حوالہ مذکورہ: ۱/۱۸۴، والکامل للمبرد: ص ۳۴۵، وابن قتیبة: ۱/۹۸، وتاریخ دمشق لابن عساکر: ۴/۶۲، والبدایة والنهایة: ۹/۱۲۵.

⑤ وفیات الاعیان ۲/۲۳۳، والنجوم الزاهرة للاتابکی: ۱/۲۵۳، ۲۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے کی اور بھی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

سیدھی بات اور ماہرانہ نکتہ آفرینی کی پذیرائی

حجاج کو سیدھی بات اور ماہرانہ نکتہ آفرینی پسند تھی۔ ایک مرتبہ چند قیدی لائے گئے۔ ان میں سے بعض کی گردن ماردی گئی۔ ایک نے کہا: واللہ! اگر ہم نے جرم کر کے برا کیا ہے تو آپ نے بھی کون سا اچھا بدلہ دیا ہے۔ یہ سن کر حجاج کہنے لگا: افسوس ہے ان مرداروں پر، کیا ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو ایسی اچھی بات کرتا۔ یہ کہہ کر اس نے تلوار رکوادی۔①

حجاج نے ایک مرتبہ ایک آدمی کے قتل کا حکم دیا تو اس آدمی نے التجا کی: میں اس ذات کے واسطے سے آپ سے سوال کرتا ہوں جس کے روبرو آپ اس سے کہیں زیادہ بے بس اور بے وقعت ہوں گے جتنا میں آپ کے روبرو بے بس اور بے وقت ہوں، کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔ حجاج نے اسے معاف کر دیا۔②

ایک خارجی عورت حجاج کے دربار میں لائی گئی۔ اس نے حجاج کو صاف جواب دیا جس میں لطیف نکتہ آفرینی تھی۔ اس نے حجاج کو مخاطب کر کے کہا: حجاج، تمھارے صاحب کے وزراء تمھارے وزراء سے اچھے تھے۔ حجاج بولا:

''میرا صاحب کون؟''

وہ کہنے لگی: فرعون جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے وزیروں سے مشورہ مانگا تو انھوں نے کہا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو مہلت دو۔ تمھارے وزراء جبکہ قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اس پر حجاج نے اسے معاف کر دیا۔③

حجاج ایک مرتبہ شکار پر گیا۔ ایک موقع پر وہ اکیلا رہ گیا جہاں اسے ایک بدو دکھائی دیا۔ (وہ حجاج کو پہچانتا نہیں تھا۔) حجاج نے اس سے پوچھا کہ حالیہ امیر کیسا ہے۔ وہ بولا: بڑا ظالم اور بڑا جابر

---

① البیان و التبیین: ۱/ ۲۱۴، و المستطرف: ۱/۱۹۱، و ابن قتیبة: ۱/ ۱۰۳، و العقد الفرید: ۱/ ۱۸۵، نهایة الأدب فی فنون الادب للنویری: ۶/ ۶۴.

② المستطرف: ۱/۱۹۱، و تاریخ ابن عساکر: ۴/۶۱، و البدایة و النهایة: ۹/ ۱۰۷.

③ العقد الفرید: ۱/ ۱۸۵، و المستطرف: ۱/ ۵۵، حافظ ابن عساکر نے یہ واقعہ خوارج کے ایک آدمی کے بارے میں بیان کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اللہ اسے زندہ نہ رکھے۔حجاج نے کہا: لوگ خلیفہ عبدالملک سے اس کی شکایت کیوں نہیں کرتے۔ بدو بولا: وہ تو اس سے بڑا ظالم و جابر ہے۔اللہ کی لعنت ہو اس پر۔

دونوں ابھی یہ گفتگو کر رہے تھے کہ شاہی گھڑسوار آ گئے اور حجاج کو گھیرے میں لے لیا۔حجاج نے بدو کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔بدو نے معصومیت سے کہا:

''حجاج، میرے اور تمھارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں وہ راز رہنی چاہئیں۔''

حجاج کھلکھلا کر ہنس پڑا اور بدو کو چھوڑ دیا۔①

امیر حجاج ایک متحمل مزاج اور بردبار شخص تھا۔حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا جب انجام ہو گیا تو وہ شہر میں آیا۔ایک بوڑھے سے اس کی ملاقات ہوئی جو شہر سے نکل رہا تھا۔حجاج نے اس سے پوچھا کیا تم شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو حجاج نے پوچھا کن لوگوں سے تعلق ہے تمھارا؟ بوڑھا بولا: بنوفزارہ سے۔حجاج نے اہل شہر کا حال دریافت کیا۔بوڑھے نے کہا: ابن زبیر کے قتل کی وجہ سے برا حال ہے۔

حجاج نے قاتل کے بارے میں پوچھا۔بوڑھے نے قاتل کی مذمت کی اور کہا کہ اسے خدا کا خوف نہیں۔حجاج نے اسے اپنا تعارف کرایا اور قتل کی دھمکی دی۔بوڑھے کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔وہ ذرا سنبھل کر بولا:

حجاج، اللہ کی قسم، اگر تم مجھے پہچان لیتے تو ایسا نہ کہتے۔میں عباس بن ابو ثور ہوں۔مجھ پر دن میں پانچ مرتبہ پاگل پن کا دورہ پڑتا ہے۔

اس پر حجاج نے اسے چھوڑ دیا۔②

بعض تاریخی ماخذوں میں یہ روایت اس موقع کی ہے جب حجاج اکیلا بیرون کوفہ کی طرف گیا تھا اور بنو عامر کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے امیر کا حال پوچھا تھا۔مولیٰ نے جواب میں حجاج پر لعنت بھیجی تھی۔حجاج نے جب اسے اپنا تعارف کرایا تو مولیٰ نے گھبرا کر کہا کہ اس پر مہینے میں تین مرتبہ پاگل پن کا دورہ پڑتا ہے۔آج وہ انتہائی شدید دورے کا شکار ہے۔اس پر حجاج ہنس پڑا اور اسے

①عیون التواریخ لابن شاکر: ۵/۲۶۲.
②تاریخ ابن عساکر: ۴/۶۵، والبدایة والنهایة: ۹/۱۲۱، وعقد الجمان: ۱۱/۴۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاف کر دیا۔①

جھوٹ اور خیانت سے نفرت

جس طرح حجاج سچ کو پسند کرتا اور اسے اہمیت دیتا تھا اسی طرح وہ جھوٹ اور خیانت کو ناپسند کرتا تھا۔ اس کے سالے مالک بن اسماء نے جب ریاست کے مال پر ہاتھ ڈالا تو اس نے مالک کو زندان میں ڈال دیا جہاں اسے بطورِ سزا نمک اور راکھ ملا پانی پلایا جاتا۔②

جماف بنوتغلب کی مطلوبہ دیتوں کی ادائیگی کے سلسلے میں مدد لینے حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اسے دربار میں آنے کی اجازت نہ دی۔ جماف حجاج کے سسر اسماء بن خارجہ فزاری کے پاس گیا اور دربار میں باریابی کی سفارش کرنے کو کہا۔ حجاج نے اسماء کی سفارش قبول کر لی۔ جماف دربار میں آیا تو حجاج نے اسے مخاطب کر کے کہا: تم نے مجھے خیانت کرتے کب دیکھا ہے؟ جماف نے کہا: (کبھی نہیں!) بلکہ آپ اپنی قوم کے سردار، عراقین (کوفہ وبصرہ) کے امیر اور قریتین (مکہ وطائف) کے بڑے آدمی کے فرزند ہیں۔ آپ ہر سال پانچ لاکھ درہم دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی طرف سے کیا خیانت باقی رہ جاتی ہے۔ اس پر حجاج نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں صحیح بات کی توفیق دی اور تم نے اللہ کے نور سے دیکھا۔ جبکہ تم نے سچ بولا ہے، تمھیں نصف رقم دی جاتی ہے۔ باقی تم ادا کر دو۔③

غیرت وحمیت

حجاج کو لوگوں کے احساب وانساب (نسلی تحفظ) کے متعلق اپنی غیرت مندی پر فخر تھا۔ اس نے معرکہ زاویہ کے بعد لوگوں سے خطاب کیا جس میں انھیں میانہ روی کا درس دیا اور خبردار کیا کہ کوئی آدمی کسی عورت کے گھر میں داخل نہ ہو۔ جس نے ایسا کیا اس کی سزا قتل ہے۔ اس نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا: ''میں غیور ابن غیور ہوں۔''④

ایک مرتبہ ایک شامی ایک عورت کے گھر میں گھسا جسے اس کے شوہر نے قتل کر دیا۔ حجاج کو خبر

① سرح العیون: ص ۱۰۰، ابشیھی (۱/۵۹) کی روایت ہے کہ اس نے کہا: بنوعجل کا پاگل ہوں۔ مجھ پر ہر روز دو مرتبہ دورہ پڑتا ہے۔

② الاغانی: ۱۶/۴۱، ابوعلی قالی کی روایت ہے کہ حجاج نے جسے زندان میں ڈالا تھا وہ اس کا بھائی عیینہ تھا، الامالی والنوادر: ۲/۱۹۵۔

③ حوالہ مذکورہ: ۱۱/۵۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/۹، ابن اثیر کے بقول حجاج نے جماف کو لاکھ درہم دیے تھے۔

④ انساب الاشراف: ۱۱/۳۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی گئی تو اس نے کہا:

''اپنے مقتول کی لاش لے جاؤ۔ نہ اس کا قصاص ہے نہ دیت۔ اسے اللہ نے مار کر جہنم بھیج دیا ہے۔''

اس کا اس سے بڑا ثبوت اور کوئی نہیں کہ حجاج کا بھتیجا واسط کا حکمران تھا جو وہاں کی ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ اس عورت نے متعدد مرتبہ انکار کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر اس نے اکتا کر اپنے بھائیوں کو بتا دیا۔ بھائیوں نے عورت سے کہا کہ وہ اسے رات میں بلائے۔ وہ جب رات کے اندھیرے میں عورت کے گھر گھسا تو اس کے بھائیوں نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور لاش کے ٹکڑے کر کے بیچ راستے میں پھینک دی۔ حجاج کو معاملے کی خبر ہوئی اور دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اس کا بھتیجا اس عورت کی عزت لوٹنا چاہتا تھا۔ حجاج کے حکم سے اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی گئی اور اس کا تمام ترکہ حجاج نے اس عورت کو دے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے جیسی باعصمت عورتوں میں اضافہ کرے۔ ①

غیرت مندی ہی کے باعث فحش گوئی اسے ناپسند تھی۔ معرکہ دیر جماجم کے بعد ابن اشعث کی عورت کو لایا گیا تو حجاج نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ اس سے پوچھو: اری اللہ کی دشمن، اللہ کا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اپنے دامن تلے چھپا لیا تھا؟ خادم نے عورت سے کہا: اللہ کا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اپنی گانڈ تلے چھپا لیا تھا۔ حجاج کو غصہ آ گیا۔ کہا: جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ایسے تو نہیں کہا۔ خادم کو حکم دیا کہ عورت کو چھوڑ دیا جائے۔ ②

عفو و درگزر

حجاج کی شہرت مجرمان کے لیے اگرچہ سخت گیری کی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض مجرمان کو ان کے مقام و مرتبہ، اعترافِ جرم، اچھے جواب یا شجاعت کے سبب معاف کر دیا تھا۔

جحدر بن مالک جو ایک بہادر لڑاکا، شاعر اور زور آور ڈاکو تھا، حجاج نے اسے معاف کر دیا تھا لیکن معافی کی شرط یہ رکھی تھی کہ جحدر کو اقلیم کسکر کے ایک خونخوار شیر سے لڑنا ہو گا۔ جحدر نے جب مقابلے میں شیر کو مار ڈالا تو حجاج نے اسے اختیار دے دیا کہ وہ چاہے تو اپنے وطن یمامہ لوٹ جائے اور چاہے تو

① عیون التواریخ: ۵/ ۸۳، ۸۴، و نهاية الادب في فنون الادب: ۲/ ۱۹۷، ۱۹۸.
② العقد الفريد: ۳/ ۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج کا خادم بن کر اس کے پاس رہے۔ جحدر نے حجاج کے پاس رہنے کا فیصلہ کیا۔ حجاج نے اس کا معقول وظیفہ مقرر کیا۔①

حجاج کی رحمدلی اور شفقت اس وقت بھی نمایاں ہو کر سامنے آئی جب خلیفہ عبدالملک نے اس سے اسلم بن عبید البکری کا سر مانگا تھا۔ خلیفہ کو اس کے کسی جرم کی شکایت کی گئی تھی۔

اسلم کو حاضر کیا گیا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو عزت دے۔ وہ غائب ہیں اور آپ حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾②

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق کوئی خبر تمھارے پاس لائے تو حقیقت معلوم کرلو، مبادا تم کسی قوم کو نقصان پہنچاؤ جہالت سے، پھر تم اپنے کیے پر نادم ہو جاؤ۔''

انھیں میری جو شکایت پہنچی ہے وہ غلط ہے۔ آپ انھیں لکھیں کہ میں ۲۴ عورتوں کا کفیل ہوں جن کا اللہ کے بعد میرے سوا کوئی کفالت کرنے والا نہیں۔ امیر حجاج نے کہا کہ اس کی تصدیق کون کرے گا۔ اسلم نے کہا: وہ عورتیں دروازے پر ہیں۔ حجاج نے حکم دیا کہ انھیں حاضر کیا جائے۔ حجاج نے ان سے پوچھ گچھ کی تو کسی نے کہا کہ یہ میرا چچا ہے۔ کوئی کہتی یہ میرا ماموں ہے۔ کوئی کہتی یہ میرا شوہر ہے۔ ایک لڑکی جو دس سال سے کم عمر تھی، اس کی باری آئی تو حجاج نے اس سے پوچھا کہ تم اس کی کیا لگتی ہو۔ وہ لڑکی کہنے لگی: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے۔ وہ پھر گھٹنوں کے بل بیٹھی اور چند درد بھرے شعر پڑھے۔ جن کا مفہوم یہ تھا کہ اے حجاج، اگر آپ نے اس شخص کو مار ڈالا تو دراصل آپ ان ۲۴ عورتوں کو مار ڈالیں گے۔ یا تو آپ اسے چھوڑ دیجیے یا ہمیں بھی اس کے ساتھ قتل کر ڈالیے۔

اشعار سن کر حجاج آبدیدہ ہو گیا اور ان خواتین کی حالت زار پر رو دیا۔ اس نے کہا:

''واللہ، میں تم خواتین کے مصائب میں اضافہ نہیں کروں گا اور تمھیں مزید کمزور نہیں کروں گا۔''

---

① المحاسن والاضداد للجاحظ: ص ۷۷، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۶۳، ۶۴، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۲۵، وعیون التواریخ لابن شاکر: ۵/ ۲۶۰، والمستطرف للابشیهی: ۱/ ۲۲۴.

② الحجرات: ۴۹:۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس نے عبدالملک کو تمام ماجرا لکھ بھیجا۔ وہ راضی ہو گئے اور حجاج کو لکھ بھیجا کہ وہ ان خواتین سے بہت اچھا سلوک کرے اور اس لڑکی کی بطور خاص خبر گیری کرتا رہے۔ ①

حجاج ایک روز بصرہ جا رہا تھا کہ راستے میں ایک عورت اس سے ملی اور کہنے لگی کہ حجاج، اللہ سے ڈر، ہمارے شوہر چھ مہینے سے ابن ابی بکرہ کے ساتھ غائب ہیں۔ حجاج کو اس پر ترس آیا۔ اس نے اس کے شوہر اور اس کے ساتھ کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا۔ ②

خلافت اسلامیہ سے غیر مشروط و مخلص وفاداری

امیر حجاج خلافت کا حد درجہ وفادار تھا۔ ہر چند ریاست کے نصف رقبے پر اس کی حکمرانی تھی، اس نے کبھی کسی خلیفہ کے خلاف بغاوت کی کوشش نہیں کی، نہ کبھی بغاوت کا خیال ہی اس کے دل میں آیا۔ اس کی وفاداری کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرتا رہا اور اس کی طرف سے انھیں ہر مہینے باقاعدگی سے وظیفے کی رقم پہنچتی رہی۔ ③

مالک بن شرحبیل خولانی جو مکہ کے محاصرے میں حجاج کے ہمراہ تھا، حجاج اسے ہر سال ایک جوڑا لباس اور تین ہزار درہم ارسال کرتا تھا۔ ۸۰ھ میں حجاج نے اسے قاضی کے عہدے پر فائز کر دیا تھا۔ ④⑤

① تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۶۱، ۶۳، و البدایة و النهایة: ۹/ ۱۲۴، و الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲، ۱۳۳.
② عیون التواریخ لابن شاکر: ۵/ ۲۶۰.
③ العقد الفرید: ۱/ ۱۴۶، و المستطرف: ۲/ ۲۲۱.
④ القضاة للکندی: ص ۳۲۰، ۳۲۱، و فتوح مصر و اخبارها: ص ۲۳۶، و کنز الدرر: ۴/ ۱۶۰.
⑤ خلافتِ اسلامیہ کے ساتھ حجاج بن یوسف کی وفاداری کا سب سے بڑا ثبوت معرکۂ ابن اشعث میں نظر آتا ہے۔ ابن اشعث اور امیر حجاج کے درمیان کئی معرکے ہوئے جس میں کبھی ابن اشعث کو فتح ملتی تو کبھی امیر حجاج کی فوج کو، تاہم شروع میں پلڑا ابن اشعث کی فوج کا ہی بھاری رہا۔ جب قتال کافی بڑھا اور قریشی و غیر قریشی سارے لوگ اس سے متاثر ہونے لگے تو اہل الرائے امراء کی ایک جماعت امیر المومنین عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے پاس پہنچی اور ان سے استدعا کی کہ اگر اہل عراق آپ سے اس بات پر راضی ہو جائیں کہ آپ امیر حجاج کو معزول کر دیں تو ہمارے خیال میں امیر حجاج کی معزولی لوگوں کا خون بہانے اور مزید فساد سے بہتر ہے۔ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے اس بابت اپنے بھائی بشر بن مروان رحمہ اللہ اور بیٹے عبداللہ بن عبدالملک رحمہ اللہ سے صلاح و مشورہ کیا اور اس کے بعد اہل عراق کی طرف ان حضرات کو خط دے کر بھیجا جس میں اہل عراق کو پیشکش کی:

"اہل عراق! اگر تم راضی ہو تو میں حجاج کو معزول کرنے کو تیار ہوں اور اہل شام کی طرح تمھیں بھی عطایا دینے ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین داری

امیر حجاج میں ہمارے بیان کردہ تمام محاسن اور ہماری ذکر کردہ تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دینی تعلیمات پر بخوبی عمل پیرا تھا۔ ہمارے اس بیان پر قاری کو کچھ تعجب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حجاج حقیقتاً ایک دین دار شخص تھا اور اس کا تدین صحیح بنیادوں پر استوار تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ حجاج کا عقیدہ خالص تھا اور وہ ایک متقی اور صاحب زہد انسان تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جب وعظ کہتا تو اس کی باتیں نہاں خانۂ دل میں جاگزیں ہو جاتیں اور قلب و روح پر اثر انداز ہوتیں۔ اپنے

==> کو تیار ہوں اور یہ بھی اختیار دیتا ہوں کہ ابن اشعث جس جگہ کو پسند کرے اس کو وہاں کا عامل بنا دیا جائے گا اور جب تک اس کی اور میری زندگی ہے وہ امارت پر متمکن رہ سکتا ہے۔ عراق میں محمد بن مروان کو گورنر بنا دیا جائے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ اگر اہل عراق اس پر راضی نہ ہوئے تو حجاج اپنے عہدے پر قائم رہے گا اور امارتِ حرب بھی اسی کے پاس رہے گی اور محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک اسی کے ماتحت رہیں گے اور جنگ وجدال کی صورت میں اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکیں گے۔'' (البدایۃ النہایۃ: ۹/۴۱۔)

امیر حجاج کو جب اس پیشکش کا پتہ چلا تو اس کو سخت دکھ ہوا۔ وہ چاہتا تو مفسد اور غدار ابن غدار ابن اشعث کی طرح امیر عبدالملک رحمہ اللہ سے ناراض ہو کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتا جیسا کہ حجاج سے ناراض ہونے پر ابن اشعث نے کیا کہ اس کی اطاعت سے باہر نکل گیا اور بعد میں اپنے ذاتی اقتدار کے لالچ میں خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کی بیعت بھی توڑ دی جبکہ حجاج کا اقتدار اس وقت پورے عراق پر تھا اور اس کے متعین کردہ عمال مشرقی سرحدوں کی توسیع میں مشغول تھے۔ وہ چاہتا تو نہایت آرام سے خلیفہ کے خلاف بغاوت کر سکتا تھا لیکن نہ تو حجاج ابن اشعث کی طرح مفسد تھا اور نہ اس کو اپنے ذاتی اقتدار سے کوئی غرض تھی۔ اس کا اصل مقصد خلافت بنو امیہ کا استحکام تھا اور اسی میں وہ کوشاں تھا۔ سو اسی غرض سے اس نے پورے اخلاص کے ساتھ خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کو ان کے اس ارادے سے منع کیا۔ اس کے متعلق امیر حجاج نے امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو جو خط لکھا تھا وہ اس کی سیاسی بصیرت اور حالات و واقعات پر گہری نظر کا بین ثبوت ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب امیر حجاج کو عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی اس پیشکش کا پتہ چلا تو اس کو دلی رنج ہوا اور اس نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ اے امیر المومنین! واللہ اگر آپ نے اہل عراق کو یہ اختیار دے دیا تو میری معزولی کے بعد وہ فوراً آپ پر چڑھ دوڑیں گے اور یہ اقدام ان کی جرأت میں مزید اضافہ کر دے گا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اہل عراق مالک اشتر نخعی کے ساتھ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے دار الخلافہ پہنچ گئے تھے اور جب انھوں نے سوال کیا کہ تم کیا چاہتے ہو تو ان کا جواب سعید بن العاص کی معزولی تھا جب ان کا یہ مطالبہ پورا ہو گیا تو وہ اس پر بھی قانع نہ ہوئے اور خلیفہ کی طرف چل پڑے اور ان کو قتل کر کے دم لیا۔ لوہا ہی لوہے کو کاٹتا ہے۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو، اللہ کی مدد اس میں آپ کے شامل حال ہو۔ والسلام'' (البدایۃ و النہایۃ: ۹/۴۱)

حجاج بن یوسف کے اس خط کا ایک ایک لفظ اس کی حکومت بنو امیہ سے وفاداری اور اس کے استحکام کے لیے اس کے اخلاص پر شاہد ہے۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دور میں واعظین کے امام حسن بصری کا کہنا تھا کہ حجاج کی ایک تقریر میں نے ایسی سنی تھی جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے حجاج کے چند ایسے وعظ دیکھے جن میں اخلاص کا سیل رواں جاری تھا اور جو حجاج کے ایمانِ صحیح کے آئینہ دار تھے۔ایک مرتبہ اس نے ایک وعظ میں قبر اور اس کی ہولنا کیوں کا ذکر کیا۔خود بھی رویا اور حاضرین کو بھی رلایا۔①

ایک موقع پر حجاج نے ایک محفل میں کہا: جس آدمی کی زندگی میں ایک ساعت ایسی آئے جس میں وہ اپنے گناہ یاد نہ کرے، رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگے اور اپنے انجام کے متعلق غور وفکر نہ کرے، وہ اس لائق ہے کہ اس کا عرصۂ غم طویل ہو جائے اور اس کا افسوس کئی گنا بڑھ جائے۔②

قرآن سے شغف

حجاج ایسی رقت انگیز باتیں کیوں نہ کرتا جبکہ وہ ہمیشہ اپنے دل کا محاسبہ کرتا اور اس کا نگران رہتا تھا۔اس سلسلے میں وہ اس درجے پر پہنچا تھا کہ بعد ازاں صوفیا نے اس کا یہ کلام اخذ کیا اور اپنے احوال وشطحات میں اسے استعمال کیا۔یہی وجہ ہے کہ جب ہم یہ سنتے ہیں تو ہمیں تعجب نہیں ہوتا کہ حجاج ایک رات میں ختم قرآن کر لیتا تھا۔③

قرآن مجید کے سلسلے میں تو عمر بن عبدالعزیز نے بھی حجاج پر رشک کیا تھا۔ان کا کہنا تھا: اللہ کے دشمن حجاج کے اس وصف پر میں جتنا رشک کرتا ہوں، اس کی اور کسی بات پر نہیں کرتا کہ وہ قرآن سے محبت کرتا ہے اور قرآن کے حافظوں اور قاریوں کو مال ومنال سے نوازتا ہے۔④ حجاج کی محبت قرآن ہی کا نتیجہ تھا کہ اس نے جب دیکھا کہ لوگ قرآن کی تلاوت میں غلطیاں کرنے لگے ہیں تو اس نے قرآن پر نقطے اور اعراب لگانے کا عظیم عمل سرانجام دیا۔تاریخ اس کے اس کارنامے کا ذکر فخر اور پسندیدگی سے

①الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲،وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۴۸.
②البیان والتبیین: ۱/ ۶۹،ومروج الذھب: ۲/ ۱۰۶.
③تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۴۹، والبدایۃ والنھایۃ: ۹/ ۴۱، مختصر صفوۃ الصفوہ لابن الجوزی کی روایت ہے کہ حجاج کعبہ کے اندر ایک رکعت میں ختم قرآن کرتا تھا۔رمضان میں وہ مغرب اور عشاء کے درمیان ختم قرآن کرتا تھا۔
④تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۸۲،وتاریخ الاسلام للذھبی: ۴/ ۸۱۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے۔

حجاج زیادہ ہنستا نہیں تھا۔ وہ جب ہنستا تو ساتھ ہی استغفار بھی کرتا۔①

وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس قدر روتا تھا کہ اس کی نظر کمزور ہوگئی تھی۔② اسے اپنے بچوں کے لیے اتالیق درکار تھا۔ اسے دو اتالیق بتائے گئے جن میں ایک نصرانی تھا جو عالم تھا۔ دوسرا مسلمان تھا جو علم میں کم تھا۔ اس نے مسلمان اتالیق کو ترجیح دی اور یہ وجہ بتائی کہ بچہ جب رب تعالیٰ کو بھولے گا تو وہ اسے رب تعالیٰ کی یاددہانی کرائے گا اور اسے شریعت سکھائے گا۔③

علم اور اہل علم کی قدردانی

حجاج علماء سے محبت کرتا اور انھیں عزت دیتا تھا۔ تاہم اس کی رائے تھی کہ علماء کو سیاست میں دخل نہیں دینا چاہیے نہ انھیں بغاوتوں میں شریک ہونا چاہیے۔ ہم نے دیکھا کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ جب تک ابن اشعث کی بغاوت میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان سے حجاج کا کیسا حسن سلوک تھا کہ اس نے انھیں مختلف عہدے دیے اور اپنی شبانہ محفلوں کا حصہ بنایا تھا۔ بغاوت میں شرکت کے بعد بھی وہ انھیں معاف کر ہی دیتا اگر وہ اسی رویے کا اظہار نہ کرتے جو انھوں نے کیا۔

حجاج علم اور اہل علم کا اس طرح قدردان تھا کہ اس نے یحییٰ بن وثاب کو لوگوں کی امامت پر مامور کر دیا تھا باوجودیکہ وہ ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔④ اگر کوئی عالم کسی جرم کا ارتکاب کرتا اور بعدازاں حجاج کے پاس آجاتا تو حجاج اسے معاف کرنے کے بہانے ڈھونڈتا، جیسے کہ اس نے فقیہ شعبی سے درگزر کیا تھا۔

حجاج ایک ایسا عالم وفقیہ تھا جسے اپنے علم وفقہ پر مان تھا، نیز وہ ایک انتہائی مصروف حکمران تھا، اس کے باوجود وہ وقت نکال کر علماء کے پاس بیٹھتا، ان کی نصیحت کان لگا کر سنتا اور ان کی پیروی کرتا تھا۔ مناسک حج کی ادائیگی کے سلسلے میں اس نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کی تھی۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ نوعمر تھا، اس نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی مسجد میں نماز پڑھی۔ اس نے نماز صحیح طریقے

①الکامل للمبرد: ص ۱۷۳، والعقد الفرید: ۳/۱۰، والمستطرف للابشیھی: ۱/۵۰.
②مختصر صفوۃ الصفوۃ: ص ۱۵۱ .
③الاغانی للاصفھانی: ۱۸/۷۸.
④العقد الفرید: ۱/۲۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نہ پڑھی۔ نماز کا اختتام ہوا تو سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اس کی چادر کا پلو پکڑ لیا اور صحیح طریقے سے نماز نہ پڑھنے پر ڈانٹ بتائی۔ انھوں نے کہا: میرا ارادہ تھا کہ یہ چھڑی تمھارے منہ پر مار دوں۔ حجاج نے کوئی جواب نہ دیا اور چپکا ہو رہا۔

کچھ برسوں بعد جب حجاج حجاز کا والی ہوا تو وہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی مجلس علمی میں حاضر ہوا اور ان کے روبرو دوزانو بیٹھ کر کہنے لگا: آپ جیسے معلم اور اتالیق کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اس کے بعد میں نے جب بھی نماز پڑھی، آپ کی بات یاد آئی۔ ①

حجاج حسن بصری کی مجالس علم و وعظ میں بھی شریک ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو حسن بصری سے کہا: لوگوں کو اکتاہٹ میں مت ڈالا کرو۔ حسن نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائے، اب تو وہی رہ گئے ہیں جنھیں کچھ حاجت ہے۔ ② حجاج کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو وہ علماء سے استفسار کرتا تھا۔ وہ فقیہ عامر شعبی اور یحییٰ بن یعمر وغیرہ سے استفسار کرتا تھا۔

منکرات سے اجتناب

اس پر تاریخی ماخذوں کا اتفاق ہے کہ حجاج شراب نہیں پیتا تھا۔ روایت ہے کہ خلیفہ عبدالملک ③ یا خلیفہ ولید ④ نے حجاج کو تاکیداً حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ نبیذ پیے۔ حجاج نے انکار کر دیا اور کہا کہ

﴿وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾

میں اپنے عملے کو یہ پینے سے منع کرتا ہوں۔ پس میں اس عبد صالح کے قول کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا جس نے کہا تھا: ''اور میں نہیں چاہتا کہ میں خود اس کا ارتکاب کروں جس سے تمھیں منع کرتا ہوں۔''

① تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۲، و تاریخ الاسلام للذہبی: ۴/ ۷۹۹، و البدایة و النہایة: ۹/ ۱۱۹.
② حوالہ مذکورہ: ۴/ ۷۱، و حوالہ مذکورہ: ۴/ ۸۱۳.
③ ابن نباتة ص ۱۰۸ .
④ المبرد ص ۳۲۳ و ابن کثیر ۹/ ۱۲۷ و غرر الخصائص الواضحة ص ۸۹ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متکبروں اور سرکشوں کے لیے ناپسندیدگی

امیر حجاج سرکش متکبروں کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ وہ جب عراق آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ عراق میں قیام کرنا آپ کو کیسا لگا۔ اس نے کہا: یہ بہترین قیام گاہ ہے۔ اگر میں چار لوگوں کو یہاں پاؤں تو ان کا قتل کر کے اللہ کا تقرب حاصل کروں۔ پوچھا گیا کہ وہ چار لوگ کون ہیں۔ حجاج بولا:

ایک، مقاتل بن مسمع ۔ وہ جب سجستان کا والی ہوا تو لوگ اس کے پاس آئے۔ اس نے ان پر اموال لٹائے۔ وہ جب بصرہ آیا تو لوگوں نے اپنی چادریں اس کے لیے فرش راہ کیں۔ اس پر وہ کہنے لگا:

''محنت کرنے والوں کو ایسا مقام و مرتبہ پانے کے لیے محنت کرنی چاہیے۔''

دوسرا، عبیداللہ بن ظبیان، اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور فصاحت سے بھرپور مختصر کلام کیا۔ لوگوں نے مسجد کے اطراف سے آوازے بلند کیے: ''اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان آپ جیسے لوگوں کا اضافہ کرے۔'' ابن ظبیان نے اس پر کہا: ''تم نے اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ مانگ لیا ہے۔''

تیسرا، سعید بن زرارہ جو ایک روز راستے میں بیٹھا تھا۔ ایک عورت نے گزرتے ہوئے پوچھا: ''اللہ کے بندے! فلاں جگہ کا راستہ کیا ہے؟'' وہ غصے میں آ گیا۔ کہنے لگا: ''کیا میرے جیسے آدمی کو اب، اللہ کے بندے، کہہ کر مخاطب کیا جائے گا؟''

چوتھا، ابوسماک حنفی جس کی اونٹنی گم ہوگئی تو وہ کہنے لگا: ''اگر اللہ نے میری اونٹنی واپس نہ کی تو میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا۔'' اونٹنی جب اسے مل گئی تو کہنے لگا: ''اسے پتہ تھا کہ میری قسم پکی ہے۔''①

اہل بیت سے تعلق خاطر

حجاج اہل بیت سے محبت کرتا اور ان کا احترام و اکرام کرتا تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا جو اسی محبت و احترام کا ایک پہلو تھا۔ اس نکاح کا مقصد اہل بیت کے قریب ہونا اور ان سے تعلق قائم کرنا تھا۔ ہر چند، اس نے ابن جعفر کی بیٹی کو بعد ازاں طلاق دے دی تھی تاہم عبداللہ بن جعفر سے اس کا حسن سلوک اور حسن تعلق بدستور قائم رہا۔ اس کی طرف سے ہر مہینے چند اونٹ ابن جعفر کی طرف جاتے جن پر کپڑے، تحفے تحائف اور مہینے بھر کا راشن لدا ہوتا۔②

① العقد الفرید: ۱/۲۴۲، ۳/۱۷، وعیون الاخبار: ۱/۳۶۹.

② حوالہ مذکورہ: ۱/۱۴۶، والمستطرف: ۲/۲۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت سے حجاج کی محبت کا ایک ثبوت یہ واقعہ ہے۔اس نے ایک مرتبہ ایک محفل میں کہا: ہر آدمی کھڑا ہو کر اپنے کسی کارنامے کا ذکر کرے تاکہ ہم اسے انعام دیں۔ایک آدمی کھڑا ہوا اور بولا: میں حسین کا قاتل ہوں۔حجاج نے کہا: تم نے انھیں کس طرح قتل کیا تھا؟ وہ بولا: میں نے پہلے اس کے اندر زور سے نیزہ گھسایا، پھر تلوار کی کاری ضرب سے اس کو کاٹ ڈالا۔اس پر حجاج کہنے لگا:

''اللہ کی قسم، حسین اور اس کا قاتل جنت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔'' اور اسے کوئی انعام نہ دیا۔①

دعاؤں پر اعتقاد

حجاج دعاؤں پر بہت یقین رکھتا تھا۔اس نے اس سلسلے میں ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔② بلادِ ماوراء النہر سے جب عرصے تک قتیبہ بن مسلم کی کوئی خیر خبر نہ آئی تو اس نے مسجدوں میں دعا کرانے کا حکم دیا۔③

الغرض، امیر حجاج تلوار وہیں استعمال کرتا تھا جہاں اس کا استعمال ضروری ہوتا۔اسی طرح اس کی سخاوت بھی ہمیشہ موقع و محل کے مطابق ہوتی۔اس کے متعلق یہ کہا گیا کہ حجاج جب وعظ کہتا ہے تو ازارقہ کا سا موثر وعظ کہتا ہے اور جب پکڑنے پر آتا ہے تو جباروں جیسی زبردست پکڑ کرتا ہے۔④

اس کے باوجود حجاج تاریخ کے دیگر عظیم آدمیوں کی طرح لوگوں کے حسد، غم و غصہ اور نفرت سے محفوظ نہ رہ سکا۔بعض نے تو اسے کافر تک قرار دے دیا۔⑤ حجاج کو اس کی بھنک پڑ گئی تھی، چنانچہ اس نے ایک مرتبہ تقریر میں کہا: ہاں ہاں، حجاج کافر ہے۔یہ کہہ کر سر نہڑایا، پھر بائیں طرف دیکھ کر کہا: ہاں ہاں، حجاج کافر ہے لات و عزیٰ کا یا بدھ کے دن اور سیاہی مائل سفید خچر کا۔⑥

حجاج کی جب وفات ہوئی تو لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آیا وہ جنتی ہے یا

---

① الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۴/ ۸۱۲، وسرح العیون: ص ۱۰۸.
② تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۴۸.
③ تاریخ الطبری: ۵/ ۲۱۸، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۰۷، وسرح العیون ص ۱۱۴.
④ العقد الفرید: ۳/ ۱۶، والبیان والتبیین: ۳/ ۱۰۷، ۱۰۸.
⑤ حوالہ مذکورہ: ۳/ ۱۷، ومروج الذہب: ۲/ ۱۰۳، ۱۰۴، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۲۹، ۱۳۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۳، وعیون التواریخ: ۵/ ۲۶۲، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وکنز الدرر: ۴/ ۱۴۵.
⑥ عقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۴، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۳۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جہنمی۔بعضوں نے فتویٰ جڑ دیا کہ وہ جہنمی ہے۔یوں انھوں نے اس کی آخرت پر حکم لگایا۔بعض دوسروں نے حکم لگانے سے احتراز کیا اور کہا کہ سبحان اللہ! کیا میں اللہ پر حکم عائد کروں۔①

لوگوں نے پوچھا کیا حجاج پر سب وشتم کرنا چاہیے، اسے دشنام دینی چاہیے۔ان عالم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔②③ عمر بن عبدالعزیز کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ انھوں نے حجاج کو خواب میں دیکھا، اسے جہنم میں عذاب دیا جاتا ہے۔④ کچھ معاصر اہل قلم نے جب حجاج کی یہ خوش اعمالیاں دیکھیں، پھر دیکھا کہ مؤرخین اس پر اور اس کے اعمال پر کیسے کیسے حکم لگاتے ہیں اور دیکھا کہ ایسے متضاد اعمال ایک شخص سے صادر نہیں ہو سکتے تو انھوں نے کہہ دیا کہ حجاج دوہری شخصیت کا مالک تھا۔اس کی ایک شخصیت دین دار و متشرع تھی۔اس شخصیت سے جو اعمال صادر ہوتے تھے وہ جذبہ نفع رسانی اور ایمان صحیح پر مبنی تھے۔حجاج کی دوسری شخصیت ظالم و جابر، سخت گیر اور خونخوار تھی جو خونریزی کی دلدادہ تھی۔⑤

ان اصحاب علم نے اپنی رائے سے ایک بات فرض کر لی ہے۔ہمیں ان کی اس فرضی بات کو غلط قرار دینے کی حاجت نہیں۔ہمارے نزدیک حجاج کی وہی شخصیت تھی جو ایک مومن کی شخصیت ہوتی ہے۔

---

① یہ عالم امام ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ تھے، جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے:

قال: أخبرنا قبيصة بن عقبة، قال: حدثنا سفيان عن بن عون، قال: ذهب بي رجل إلى أبي وائل، فقال: يا أبا وائل، أي شيء تشهد على الحجاج؟ قال: أتأمرني أن أحكم على الله ـ (طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۱۹)

ابن عون کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ابووائل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کی حجاج کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ کے فیصلے کے بارے میں حکم لگاؤں۔(اس معاملے میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔) (محمد فہد حارث)

② علامہ ابن کثیر کے بقول یہ عالم بھی امام ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ تھے جیسا کہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

زبیر کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز ابووائل رحمہ اللہ کے سامنے حجاج کو برا بھلا کیا۔انھوں نے کہا کہ اسے برا بھلا مت کہو۔ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ سے رحم کی درخواست کرے تو اللہ اس پر رحم فرمائے۔(البداية و النهاية: ۹/ ۱۲۵) (محمد فہد حارث)

③ عقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۴، والعقد الفرید: ۳/ ۱۶، وعیون التواریخ: ۵/ ۲۶۲، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۸۱، وتاریخ الاسلام للذہبی: ۴/ ۸۱۸۔

④ مناقب عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی: ص ۱۳۹، ووفیات الاعیان: ۱/ ۲۰۸، والعقد الفرید: ۳/ ۱۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۷، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/ ۱۳۹۔

⑤ الثقافة_العدد ۱۷۰ من السنة الرابعة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ شخصیت نیکو کار کو جزا دیتی تھی اور مجرم و بدکار کو سزا۔

ذاتی اوصاف، چہرہ مہرہ، ڈیل ڈول

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ حجاج جب پیدا ہوا تو وہ بدنما، بدشکل، بھدا اور بھونڈا تھا۔ تاہم جب وہ بڑا ہوا اور مورخین نے اس کے عیب گنوانے چاہے تو انھوں نے ایسے کسی وصف کا ذکر نہیں کیا۔ اتنا البتہ انھوں نے بتایا ہے کہ وہ چھوٹے ڈیل ڈول کا مالک تھا۔ اس کا چوڑا سر کندھوں میں دھنسا ہوا تھا۔ آنکھیں تنگ اور نظر کمزور تھی۔ اس کے بعض مصاحبوں نے نظر کی اس کمزوری کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ ہمیشہ سرکاری دستاویزات کا مطالعہ کرتا تھا۔① ایک بڑی اقلیم کا حکمران ہونے کی حیثیت سے اس کو ہر چھوٹے بڑے معاملے کی خبر رکھنی ہوتی اور امور سلطنت کی نگرانی کرنی ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک محنتی حکمران تھا۔ یوں وہ اکثر اوقات سرکاری دستاویزات پر جھکا ان کے مطالعے میں غرق رہتا تھا۔

کچھ مؤرخین نے حجاج کی کمزور نظر کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کے خوف سے اکثر زار و قطار روتا تھا۔② خیر، اس کی وجہ کچھ بھی رہی ہو، حجاج کے دشمن اسے اس کی اس کمزوری کا طعنہ دیتے تھے۔ امام بن ارقم نمیری جسے حجاج نے ابان بن مروان کی پولیس کے ایک حصے کا افسر مقرر کیا تھا اور بعد ازاں اسے کسی وجہ سے زندان میں ڈال دیا تھا، اس نے اپنے ایک شعر میں کہا تھا۔

وَلِلْحَجَّاجِ عَيْنُ بِنْتُ مَاءٍ
تَقَلِّبُ طَرْفَهَا حَذَرَ الصُّقُوْرِ

ترجمہ: ''حجاج کی آنکھ سے پانی بہتا ہے۔ اس کی پتلی عقابوں کے خوف سے گھومتی ہے۔''③

حجاج کی پنڈلیاں چھوٹی اور کمزور تھیں۔ جب وہ چلتا تو پنڈلیاں آپس میں ٹکراتیں۔④

حجاج کی آواز باریک تھی۔⑤ وہ بالوں میں کنگھی کر کے رکھتا تھا۔ ہاتھوں پیروں میں مہندی لگاتا تھا۔⑥

---

①العقد الفرید: ۳/۱۵.

②مختصر صفوة الصفوة: ص ۱۵۱.

③انساب الاشراف: ۵/۱۶۶، والبیان والتبیین: ۱/۲۹۶.

④العقد الفرید: ۳/۱۹، والبدء والتاریخ: ۶/۲۷.

⑤المعارف: ص ۱۷۳.

⑥العقد الفرید: ۳/۱۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳ حجاج کا خاندان، بنو امیہ سے رشتے داری، بیویاں، اولاد کی تعلیم و تربیت، بیماری، وفات

ہم نے دیکھا کہ حکمران خاندان کے بیشتر امراء حاکم عراق کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود اس کے خاندان اور حکمران خاندان کے درمیان سسرالی رشتے داریاں استوار ہوئیں۔ حجاج اور اموی خاندان کے باہمی تعلقات کے ضمن میں اس سلسلے کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔

حجاج اپنے خاندان سے محبت اور حسن سلوک کرتا اور اہل خاندان کی خوشحالی کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہوتا، وہ انھیں بڑے مناصب کے لیے نامزد کرتا۔ خلفاء بڑی خوشدلی سے آلِ حجاج کو خدمات اور عہدوں پر مامور کرتے تھے۔ خلیفہ عبدالملک نے حجاج کے بھائی محمد کو یمن کا حاکم بنایا تھا جس نے کئی سال تک بڑی مہارت سے اس اقلیم کا نظم و نسق چلایا۔ اس نے اہل یمن پر مقررہ مقدار میں خراج عائد کیا۔ انھیں اس کی یہ کارروائیاں ناگوار ہوئیں تو انھوں نے حجاج سے اس کی شکایت کر دی۔ حجاج نے لیکن اسے معزول نہ کیا۔ وہ اس کے طرزِ حکومت سے مطمئن تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک یمن کا خراج اسی وضع پر رہا۔ عمر نے اسے کالعدم قرار دے کر عشر اور نصف عشر پر اکتفا کیا۔ یزید بن عبدالملک والی ہوا تو اس نے خراجِ یمن کو اسی وضع پر لوٹا دیا جس پر وہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد سے پہلے تھا۔①

ایک مرتبہ ایک یمنی نے عبدالملک کو محمد بن یوسف کے خلاف نفرت دلانے کی کوشش کی تھی۔ اس نے ان کے دربار میں کھڑے ہو کر کہا: محمد بن یوسف ناحق خون بہاتا اور ناحق مال ہتھیاتا ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ پھر کھڑا ہوا اور یہی بات دوبارہ کہی۔ اس مرتبہ عبدالملک نے کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ تمھیں قتل کر ڈالوں۔②

اہل یمن نے جہاں تک ممکن ہو سکا، حجاج کے سینے میں بھی اس کے بھائی محمد کے خلاف نفرت

①فتوح البلدان: ص ۸۰، والکامل لابن الأثیر: ۴/۱۶۶، والنجوم الزاھرۃ للاتابکی: ۱/۲۳۹.
②انساب الاشراف: ۱۱/۱۹۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھرنے کی کوشش کی۔ حجاج مکہ میں تھا۔ یمن کا ایک آدمی آیا جس سے حجاج نے اپنے بھائی کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: وہ تو بڑا ظالم و جابر ہے۔ وہ خالق کا نافرمان اور مخلوق کا فرماں بردار ہے۔ ①

محمد بن یوسف نے اپنی حکومت میں کچھ مال و متاع اپنے لیے خاص کر لیا تھا۔ ② جب اس کی وفات ہوئی، اس کی تجوریوں میں ۱۵۰۰۰۰ دینار پائے گئے۔ حجاج نے ولید کو بتایا کہ محمد بن یوسف نے ۱۵۰۰۰۰ دینار اپنی جیب میں ڈال لیے تھے۔ اگر تو یہ دینار اس نے حلال طریقے سے حاصل کیے تھے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اگر حلال طریقے سے حاصل نہیں کیے تھے تو اللہ اس پر رحم نہ فرمائے۔ ولید نے جواب دیا: وہ دینار اس نے تجارت سے حاصل کیے تھے جس کی اجازت ہم نے اسے دی تھی۔ سو آپ اس کے لیے دعائے رحمت کریں۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ ③

گذشتہ تفصیلات میں ہم نے دیکھا کہ امیر حجاج کا عم زاد اور بہنوئی حکم بن ایوب بن ابو عقیل بصرہ میں اس کا نائب تھا اور اس کا برادر زادہ محمد بن قاسم اس فوج کا سپہ سالار تھا جو سندھ روانہ کی گئی تھی۔ محمد بن قاسم اس محاذ پر کامیاب ہوا تھا جس پر دوسرے سپہ سالار ناکام ہوئے تھے۔ حجاج کا فرزند محمد اس لشکر کا سپہ سالار تھا جو دیلم پر حملہ آور ہوا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے تینوں بیٹے بھی امراء (وزراء) تھے۔ عروہ کوفہ کا امیر تھا، مطرف امیر مدائن جبکہ حمزہ ہمدان کا امیر تھا۔

امیر حجاج کا ایک عم زاد بادیہ (صحرائے عرب) سے حجاج کے دربار میں آیا اور اس سے کوئی وزارت مانگی۔ حجاج نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ بدوی کی لیکن تسلی نہ ہوئی۔ اس نے اصرار کیا تو حجاج نے اس کا امتحان لیا اور کہا تین درہم چار افراد میں تقسیم کرو۔ بدو سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ کچھ سوچ کر تجویز دی کہ وہ تین افراد کو تین درہم دے گا اور چوتھے کو ایک درہم اپنی گرہ سے دے گا۔ یہ حل جب اس نے حجاج کو بتایا تو حجاج اور اس کے مصاحبین ہنسنے لگے۔ بدو اب بھی اپنے مطالبے پر مصر تھا۔ حجاج نے غور کیا تو اسے خیال آیا کہ اہل اصبہان نے تین سال سے پورا خراج ادا نہیں کیا۔ ان پر جو والی مقرر ہوتا ہے وہ اسے بے بس کر ڈالتے ہیں۔ واللہ! میں اس بدوی کی بدویت اور روکھے پن سے ان پر وار کروں گا۔ یہ آدمی ضرور کارآمد ثابت ہوگا۔

① العقد الفريد: ۲/ ۶۷.
② فتوح البلدان: ص ۸۰.
③ الكامل للمبرد: ص ۲۹۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے اس بدو کو اصبہان کا پروانۂ ولایت دے دیا۔ وہ اصبہان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ جب وہاں پہنچا تو اہل اصبہان نے اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ انھوں نے سوچا ایک نیا کھلونا ہاتھ آیا۔ بدو لیکن اس پرتپاک استقبال سے ذرا بھی متاثر نہ ہوا۔ وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ لمحے بھر کے لیے بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوا۔ اس نے دارالامارت میں آتے ہی لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے خطاب کیا: تمھیں کیا مسئلہ ہے جو تم رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو، امیر کو غصہ دلاتے ہو اور خراج پورا نہیں دیتے۔ لوگوں نے حکام کے ظالمانہ رویے کی شکایت کی۔ بدو نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ خراج کو آٹھ مہینے کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ بدو نے انھیں دس مہینے کی مہلت دیتے ہوئے دس ضمانت دہندگان کا مطالبہ کیا۔ دن پر دن گزرتے رہے اور مقررہ مدت اختتام کو آئی۔ اہل اصبہان کو لیکن کچھ پروا نہیں تھی۔ بدو نے ان سے کہا کہ مال لاؤ۔ انھوں نے سنی ان سنی کر دی۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ ٹال مٹول کرتے ہیں تو ضمانت دہندگان کو بلایا اور مال کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے بہانہ کیا کہ فصل کو بیماری پڑ گئی ہے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ بدو نے قسم کھائی، اس سے پہلے وہ ان سے مال حاصل کر لے یا ان سب کی گردنیں اڑا دے، وہ افطار نہیں کرے گا۔ ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا۔ بدو نے تلوار کے وار سے اس کی گردن اڑا دی۔ اس کا سر ایک تھیلے میں ڈالا۔ اس پر مہر کی اور رجسٹر میں لکھا کہ فلاں بن فلاں نے اپنا خراج جو اس پر عائد ہوتا تھا، ادا کر دیا۔ بدو نے دوسرے آدمی کے ساتھ بھی یہی کیا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ سر کاٹ کاٹ کر تھیلے میں ڈالے جاتے ہیں تو انھوں نے دست بستہ عرض کیا: اے امیر، ٹھہریے۔ ہم ابھی مال حاضر کیے دیتے ہیں۔ بدو نے ہاتھ روک لیا تو لوگوں نے جلدی سے خراج کا روپیہ بے کم و کاست حاضر کر دیا۔

یہ ماجرا حجاج کو سنایا گیا تو وہ خوش ہو کر کہنے لگا: ہم جو آلِ محمد ہیں، ہم ہونہار ہیں۔ تم نے دیکھا کہ بدو کے بارے میں میری فراست کیسی تھی۔① وہ بدو حجاج کی وفات تک اصبہان کا والی رہا۔②

بیویاں اور بچے

حجاج نے پانچ شادیاں کی تھیں۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر، ام جلاس بنت عبداللہ بن خالد

① 'محمد' حجاج کا جدامجد تھا۔
② مروج الذہب للمسعودی: ۲/ ۱۱۴، ۱۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن اسید، ام سلمہ بنت عبدالرحمان بن عمرو، فارعہ بنت ہبار اور ام ابان بنت نعمان بن بشیر اس کی بیویاں تھیں۔ان میں سے ام ابان اس کے پاس زیادہ عرصہ نہ رہی۔وہ چاہتی تھی کہ حجاج اس کے اشاروں پر ناچے اور ہر آن اس کی محبت کا دم بھرتا رہے۔حجاج دراصل عورتوں پر فریفتہ نہیں تھا۔وہ عورت کو صرف بچوں کی ماں کے طور پر دیکھتا تھا۔اس کا مزاج کام کاج والا تھا۔عورتوں سے محبت بگھارنے کا وقت اس کے پاس نہیں تھا۔چنانچہ اس نے ام ابان کو طلاق دے دی۔①

حجاج کی مشہور بیویاں دو تھیں: ہند بنت مہلب اور ہند بنت اسماء بن خارجہ فزاری۔ہند بنت مہلب کو اس نے اس روز طلاق دے دی تھی جب اس نے اس کے بھائی یزید کو زندان میں ڈالا تھا۔ یزید پر تشدد ہوتا تو وہ چیختا چلاتا۔اس کی چیخ پکار سن کر ہند واویلا کرتی۔②

دوسری بیوی ہند بنت اسماء بن خارجہ بھی کچھ زیادہ خوش نہیں تھی۔اس کی شعوری زندگی کا آغاز عبیداللہ بن زیاد کی محبت سے ہوا تھا جو یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں عراق کا والی تھا۔اس سے لیکن ہند کی شادی نہ ہوسکی اور وہ زبردستی بشر بن مروان سے بیاہ دی گئی جس سے اس کے دولڑکے ہوئے اور وہ اس کی بیوہ ہوئی۔بشر کے مرنے کے بعد حجاج جب عراق کا والی ہوا تو اس نے چاہا کہ وہ ننھے شہزادوں کو اپنے گھر لے آئے اور اپنے بچوں کی طرح ان کی پرورش کرے۔اس مقصد کے لیے اس نے ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری کو ہند بنت اسماء کے پاس بھیجا۔ہند نے ابو بردہ کو بچے لے جانے سے منع نہ کیا کیونکہ یہ خواہش حاکم عراق کی تھی جس کے خلاف اس کی ہر کوشش ناکام ہوجاتی۔

قاصد نے حجاج کے روبرو جب ہند کی خوبصورتی و دلکشی کے قصیدے پڑھے تو حجاج نے اسے نکاح کا پیغام دے کر واپس بھیج دیا۔ہند کے والد نے پیغام نکاح منظور کرلیا۔اس پر حجاج نے بیش بہا مہر اور بیش قیمت ملبوسات خادموں اور باندیوں کے ہاتھ بھیج دیے۔ہند رخصت ہوکر حجاج کے ہاں آ گئی۔ رخصتی سے پہلے اس کے والد نے اسے خیر کی وصیت کی لیکن ہند کا دل جوانی کی محبت سے وابستہ تھا۔اس کی تو آرزو تھی کہ وہ قیامت کو بھی اٹھے تو عبیداللہ بن زیاد کا چہرہ دیکھنے کے لیے اٹھے۔اس کے دل میں عبیداللہ کے سوا اور کسی کے لیے جگہ ہی نہیں تھی۔حجاج اسے بصرہ لے کر گیا تو اس کا قصر امارت ہند کی نظر

①الاغانی :۸/ ۱۳۵.
②تاریخ الطبری :۵/ ۱۳۰،والکامل لابن الأثیر :۴/ ۱۲۵،ووفیات الاعیان :۲/ ۳۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عبید اللہ کے قصر امارت جیسا خوبصورت نہیں تھا (ہوتا بھی کیسے۔) چنانچہ زندگی اس کے لیے بے کیف ہوگئی اور نتیجتاً حجاج کی زندگی بھی بے مزہ ہو کر رہ گئی۔①

روایت ہے کہ حجاج ایک مرتبہ ہند کے پاس اس کے کمرے میں گیا۔ وہ آئینے میں اپنا سراپا دیکھ رہی اور اپنے حسن و جمال پر اترا رہی تھی۔ وہ یہ اشعار گنگنا رہی تھی۔

وَمَا هِنْدُ اِلاَّ مُهْرَةٌ عَرَبِيَّةٌ
سَلالَةُ اَفْرَاسٍ تَحَلَّلَهَا بَغْلُ
فَاِنْ وَلَدَتْ فَحلاً فَلِلّٰهِ دَرُّهَا
وَاِنْ وَلَدَتْ بَغْلاً فَجَاءَ بِهِ الْبَغْلُ

ترجمہ: ''ہند تو ایک عربی گھوڑی ہے جو گھوڑوں کی نسل سے ہے۔ اسے ایک خچر نے حلال کر رکھا ہے۔ اگر وہ طاقتور نر کو جنم دیتی ہے تو اس کی خوبی یہی ہے۔ اگر وہ خچر کو جنم دیتی ہے تو اس کا باعث وہی خچر ہوگا۔''②

حجاج یہ سن کر واپس آگیا اور اس کے قریب نہ گیا۔ ہند کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ حجاج نے ابن قریہ کو یہ کہہ کر اس کے پاس بھیج دیا کہ اسے دو لفظی طلاق کہہ دو۔ حجاج کے ذمہ جو کچھ عائد تھا وہ بھی اس نے ابن قریہ کے ہاتھ بھیج دیا۔③

---

① الاغانی: ۱۸/۱۲۹، ۱۳۰۔ مبرد اور ابن خلکان کی روایت ہے کہ حجاج نے ایک ہی وجہ سے دونوں ہندوں ہند بنت مہلب اور ہند بنت اسماء کو طلاق دی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے خواب دیکھا تھا، اس کی دونوں آنکھیں جڑ سے اکھاڑ دی گئی ہیں۔ اس نے اس خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ وہ اپنی دونوں بیویوں کو طلاق دے گا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کو طلاق دے ڈالی۔ بعد ازاں یمن سے محمد بن یوسف کے مرنے کی خبر آئی۔ اسی روز محمد بن حجاج کی بھی وفات ہوئی تھی۔ اس پر حجاج نے کہا: دونوں محمد ایک ہی روز چل بسے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

② اصفہانی: الاغانی: ۱۸/۱۲۹، جاحظ: المحاسن والاضداد: ص ۱۸۴۔ ابن تغری بردی (النجوم الزاهرة: ۱/۲۰۵) کی روایت ہے کہ یہ اشعار ہند بنت نعمان نے رَوح بن زنباع کے لیے کہے تھے۔ ابشیہی کی روایت ہے کہ یہ اشعار ہند بنت نعمان کی طرف سے حجاج کے لیے تھے لیکن یہ صحیح نہیں۔ حجاج نے ہند بنت نعمان سے شادی نہیں کی تھی۔ اس نے بلکہ اس کی بہن ام ابان سے شادی کی تھی۔ صاحب اغانی کے بقول روح بن زنباع کے بعد فیض بن محمد ثقفی نے ہند بنت نعمان سے شادی کی تھی۔ وہ شراب کے نشے میں دھت آتا اور ہند کی گود میں قے کر دیتا تھا۔ ہند نے یہ اشعار اسی کے متعلق کہے تھے۔ اسی سے ہند نے ایک بیٹی کو جنم دیا تھا جس سے بعد ازاں حجاج نے شادی کی تھی۔

③ المحاسن والاضداد للجاحظ: ص ۱۸۴، وعیون الاخبار: ۲/۲۰۹، ابشیهی کی روایت ہے کہ قاصد ==>

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن قریہ ہند کے کمرے میں گیا اور کہا حجاج تم سے کہتا ہے کہ تم تھیں اور تم الگ ہو گئیں کُنْتِ فَبِنْتِ اور یہ رہے دو لاکھ درہم جو تمھارے لیے اس کے ذمہ عائد تھے۔①

اس پر ہند نے کہا ابن قریہ، یہ بات جان لو کہ ہم واللہ جب تھے تو ہم نے حمد نہ کی اور اب جبکہ ہم الگ ہو رہے ہیں تو ہمیں ندامت نہیں۔ یہ لاکھ درہم تمھارے لیے میری طلاق کی خوشخبری لانے کا انعام ہے۔②

اولاد

امیر حجاج کی اولاد کا جہاں تک سوال ہے تو اس کا ایک لڑکا محمد تھا جو حجاج کی زندگی ہی میں وفات پا گیا تھا۔ مؤرخ ابن قتیبہ کے دور میں دمشق کے اندر محمد کی اولاد آباد تھی۔ حجاج کا دوسرا لڑکا عبدالملک تھا جس کی اولاد بصرہ میں آباد تھی۔ ابان اور ولید لاولد فوت ہوئے تھے۔③ حجاج کے دو لڑکیاں بھی تھیں جن میں سے ایک کی شادی خلیفہ عبدالملک کے ایک لڑکے اور دوسری کی شادی خلیفہ ولید کے لڑکے مسرور سے ہوئی تھی۔④

حجاج نے اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا تھا جو انھیں سعادت مند بنائے۔ اس نے ان کے لیے مسلم اتالیقوں کا انتخاب کیا تاکہ ان کے اندر اسلامی مبادیات کا بیج بویا جائے۔ اصفہانی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ اسے اپنے ایک بچے کے لیے اتالیق درکار تھا۔ اسے دو اتالیق بتائے گئے جن میں سے ایک نصرانی تھا جو صاحب علم تھا اور دوسرا مسلمان تھا جو علم کے لحاظ سے نصرانی کے مقابلے میں کمتر تھا۔ حجاج نے مسلم اتالیق کو منتخب کیا۔ اسے جب حجاج کے روبرو پیش کیا گیا تو حجاج نے اس سے کہا: دیکھو، ہمیں ایک نصرانی کے بارے میں بھی بتایا گیا تھا۔ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ تم سے بڑا عالم ہے لیکن میرا دل نہیں چاہا کہ اپنے بچے کو اس اتالیق کے حوالے کر دوں جو نماز کے وقت اسے خبردار نہ کرے اور

==> عبداللہ بن طاہر تھا۔

① المحاسن والاضداد: ص ۱۸۴، ابشیھی کے بقول دو لاکھ درہم تھے۔ ابن قتیبہ کی روایت ہے کہ دس ہزار درہم تھے اور یہ متعہ تھا، یعنی وہ مال تھا جو عورت کو طلاق کے بعد دیا جاتا ہے۔

② عیون الاخبار: ۲/۲۰۹.

③ المعارف: ص ۱۷۳.

④ الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۸۱، ۴/۲۵۶، والعقد الفرید: ۲/۲۳۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے احکامات اور طریقوں سے آگاہ نہ کرے ①۔ حجاج کو یہ بھی فکر تھی کہ بچوں کی ورزشی تربیت ہو تاکہ وہ جسمانی طور پر انتھک اور مضبوط ہوں۔ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ اس کے لڑکے کشتیوں اور بحری جہازوں پر بے خوف ہو کر سواری کیا کریں گے۔ چنانچہ اس نے لڑکوں کے اتالیق سے کہا کہ وہ انھیں لکھت پڑھت سکھانے سے پہلے تیرنا سکھائے۔ اس نے اتالیق سے کہا کہ انھیں وہ شخص تو مل جائے گا جو ان کی طرف سے لکھ دیا کرے لیکن وہ شخص نہیں ملے گا جو ان کی طرف سے تیرے۔ ②

بیماری اور وفات

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو خط میں لکھا کہ اس نے اپنی عمر کے بارے میں غور کیا تھا۔ اسے اندازہ ہوا کہ اس کی عمر ۵۳ برس ہو چکی ہے۔ جو شخص پچاس سال کا ہو جاتا ہے وہ انجام کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ ③

معلوم ہوتا ہے حجاج نے یہ بات ان دنوں لکھی تھی جب اسے اندازہ ہوا کہ بیماری کے ابتدائی اثرات اس کے جسم میں سرایت کر رہے ہیں۔ حجاج کو معدے کا سرطان لاحق تھا۔ ④ اس کا طبیب تیاذوق اس کے علاج معالجہ کی نگرانی کرتا تھا۔ ⑤ حجاج کے دیگر دو طبیب بھی تھے: فرات بن سحنا ثا اور ثاذون۔ ⑥ تاہم علاج معالجہ کا نگران تیاذوق ہی تھا جو جوانی میں کسراؤں سے وابستہ رہا تھا۔ طب پر اس نے کئی کتابیں تحریر کی تھیں جن میں کتاب ادویہ اور کناشہ کبریٰ نمایاں تھیں۔ ⑦ علاج معالجہ بے سود رہا۔ وقت رخصت قریب آ گیا۔ حجاج کو اس کا اندازہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے خلیفہ ولید کے لیے اپنی مشہور وصیت لکھوا دی۔ تیمارداروں سے کہا کہ مجھے ٹیک دے کر بٹھا دو۔ انھوں نے بٹھا دیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ لوگ اندر آ گئے۔ حجاج نے موت اور اس کے کرب، قبر اور اس کی وحشت، دنیا اور اس کے زوال اور آخرت اور اس کی دشواریوں کا ذکر کیا۔ اس نے بڑی دردمندی سے کہا ۔

---

① الاغانی: ۱۸/ ۷۸.

② عیون الاخبار: ۲/ ۱۶۶، والبیان والتبیین: ۲/ ۱۴۵.

③ الاغانی: ۱۸/ ۱۱۹، وذیل الامالی والنوادر: ص ۱ .

④ شذرات الذھب: ۱/ ۱۰۷، ومرآۃ الجنان: ۱/ ۱۹۵، ومختصر التواریخ للسلاحی: ص ۲۲، صاحب بدء وتاریخ کے بقول اس کی موت تپ دق کے سبب ہوئی تھی۔

⑤ اخبار العلماء باخبار الحکماء: ص ۷۴، وعیون الانباء فی طبقات الاطباء: ۱/ ۱۲۱، ۱۲۲.

⑥ اخبار العلماء باخبار الحکماء: ص ۱۶۹، ص ۷۶، وعیون الانباء فی طبقات الاطباء: ۱/ ۱۶۲، ۱/ ۱۲۳.

⑦ العلماء باخبار الحکماء: ص ۷۴ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ ذَنْبِیْ وَزْنُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْ
ضِ وَظَنِّیْ بِخَالِقِیْ اَنْ یُحَابِیْ

فَلَئِنْ مَنَّ بِالرِّضَا فَهُوَ ظَنِّیْ
وَلَئِنْ مَرَّ بِالْکِتَابِ عَذَابِیْ

لَمْ یَکُنْ ذَاکَ مِنْهُ ظُلْمٌ وَهَلْ یَظْلِمُ
رَبٌّ یُرْجٰی لِحُسْنِ الْمَآبِ

ترجمہ: ''میرے گناہ آسمان وزمین کے وزن برابر ہیں لیکن اپنے خالق کے بارے میں میرا گمان یہ ہے کہ وہ میری طرفداری کرے گا۔ اگر اس نے مجھ پر اپنی رضامندی کا احسان کیا تو میرا گمان اس کے بارے میں یہی ہے۔لیکن اگر اس نے مجھ پر عذاب لکھ دیا تو یہ بھی اس کا ظلم نہیں ہوگا۔جس رب سے اچھے انجام کی توقع کی جاتی ہو وہ بھلا ظلم کرے گا؟''

حجاج کے بیمار پڑنے پر اہل عراق ایسے خوش ہوئے جیسے کوئی دشمن کے بیمار پڑنے پر خوش ہوتا ہے۔اس خوشی کا اظہار انھوں نے بڑے ہی گھٹیا طریقے سے کیا۔ابومنذر یعلی بن مخلد مجاشعی اس کے کمرے میں آیا اور کہنے لگا:

''حجاج،موت کی شدتیں اور سختیاں جو تم پر طاری ہیں،کیسی محسوس ہو رہی ہیں؟''

حجاج نے کہا: ''یعلی، شدید غم میں مبتلا ہوں۔سخت مشقت جھیل رہا ہوں۔ المناک وورد محسوس کر رہا ہوں۔گلوگیر نزع طاری ہے۔طویل سفر درپیش ہے لیکن زادِراہ قلیل ہے۔ میری ہلاکت یقینی ہے اگر اس جبار نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔''

یعلی نے شدتوں سے بھرپور اس نازک گھڑی میں کہا:

''حجاج،اللہ تعالیٰ اپنے انھی بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود اس کے بندوں اور اس کی مخلوق کے لیے رحمدل، دریا دل اور مہربان ثابت ہوتے اور ان پر ترس کھاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم فرعون وہامان کے ساتھی ہو کیونکہ تمھاری سیرت بُری تھی۔تم نے شریعت کو ترک کیا۔ راہ راست اور صالحین کے نقوش قدم سے انحراف کیا۔تم نے صالح افراد کا قتل کر کے انھیں فنا کر دیا۔تم نے تابعین کی اولاد کو جڑ سے کاٹ کر ہلاک کیا۔تم نے خالق کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی میں مخلوق کی فرماں برداری کی۔تم نے خون بہائے، چمڑیوں پر ضربیں لگائیں، عزتوں کے پردے تارتار کیے۔تم نے ایسی حکومت کی کہ نہ تو تم نے دین کو باقی رکھا نہ تم دنیا ہی پا سکے۔تم نے بنومروان کو عزت دلائی لیکن خود کو ذلیل کرلیا۔تم نے ان کے گھروں کو آباد کیا لیکن اپنا گھر خراب کرلیا۔آج وہ تمھیں نجات نہیں دلا سکتے نہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں۔تم نے آج کے دن پر اور آج کے بعد جو کچھ تمھیں پیش آئے گا، اس پر غور وخوض نہیں کیا تھا۔تم اس امت کے لیے باعث رنج والم تھے۔تم اس امت کے لیے ایک آزمائش تھے۔شکر ہے اللہ کا جس نے تمھیں موت دے کر اس امت کو راحت بخشی اور تمھیں ذلیل ورسوا کر کے اس کی آرزو پوری کی۔"

حجاج یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ٹھنڈی آہ بھری۔آنسو حلق میں اٹک گئے۔

یعلی کی طرف دیکھا اور کہا۔

رَبِّ اِنَّ الْعِبَادَ قَدْ اَیَاَسُوْنِیْ
وَرَجَائِي لَکَ الْغَدَاۃَ عَظِیْمُ

ترجمہ: "اے میرے رب! لوگوں نے تو مجھے مایوس کر دیا ہے لیکن مجھے کل کو تجھ سے بڑی امید ہے۔"①

اس نے دعا کی: "اے اللہ، مجھے معاف فرما دے۔لوگ تو سمجھتے ہیں کہ تو معاف نہیں کرے گا۔"②

اس کے بعد وہ یہ اشعار پڑھنے لگا۔

یَا رَبِّ قَدْ حَلَفَ الْاَعْدَاءُ وَاجْتَهَدُوا
اَیْمَانَهُمْ اَنَّنِیْ مِنْ سَاکِنِی النَّارِ
اَیَحْلِفُوْنَ عَلَی عَمْیَاءَ وَیْحَهُمْ
مَا ظَنُّهُمْ بِعَظِیْمِ الْعَفْوِ غَفَّارِ

① ذیل الامالی والنوادر: ص ۱۷۱.
② تاریخ ابن عساکر: ۴/۸۲، والبدایۃ والنہایۃ: ۹/۱۳۸، واخبار الدُّوَل: ص ۱۳۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اے میرے رب! دشمنوں نے بڑی پختہ قسمیں کھائی ہیں کہ میں جہنمی ہوں۔ کیا وہ اَن دیکھی بات کی قسم کھاتے ہیں۔ ستیاناس ہو ان کا، بہت درگزر اور بہت معاف کرنے والے کے متعلق ان کا کیا خیال ہے!''①

روایت ہے کہ اس موقع پر حجاج نے ایک نجومی بلایا اور اس سے پوچھا: کیا تم اپنے علم میں کوئی بادشاہ دیکھتے ہو جو وفات پائے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں لیکن وہ آپ نہیں ہیں۔ وہ کیسے؟ حجاج نے دریافت کیا۔ نجومی نے کہا: کیونکہ جو مرے گا اس کا نام کلیب ہے۔ اس پر حجاج نے کہا: واللہ، میری والدہ نے میرا نام یہی رکھا تھا۔② اس کے بعد حجاج نے وصیت کر دی کہ اس کا فرزند عبدالملک لوگوں کو نماز پڑھائے۔ سپہ سالاری کے فرائض یزید بن ابو کبشہ انجام دے اور خراج کا ذمہ دار یزید بن ابو مسلم ہو۔③ خلیفہ نے ان تعیناتیوں کی منظوری دے دی، حجاج کی وصیت پر عملدرآمد کرایا اور اس کے عمال کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا۔

اغلب روایت کے مطابق حجاج ۲۵ رمضان ۹۵ھ کو④ اور ایک روایت کے مطابق شوال⑤ ۹۵ھ⑥ میں وفات پا گیا۔

حجاج کی عمر ۵۳ یا ۵۴ برس تھی۔ اس کی وفات سرطانِ معدہ کے باعث ہوئی تھی۔ نپولین بونا

---

① تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۸۲، وعیون التواریخ: ۵/ ۲۷۱، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۷، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۸۱۹، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۶۔

② المعارف: ص ۱۷۴، والبدء والتاریخ: ۶/ ۱۳۹، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۷، وشذرات الذهب: ۱/ ۱۰۷، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۵۔

③ المعارف: ص ۱۷۴، وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲۔

④ تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲، والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۸، طبری اور ابن خلکان کی ایک اور روایت میں ہے کہ حجاج نے ۲۱ رمضان کو جمعہ کے روز وفات پائی۔ شذرات الذهب اور ابن کثیر کی ایک اور روایت کے مطابق اس نے ۲۷ رمضان کو وفات پائی۔ ابن شاکر کی روایت ہے کہ وہ ۱۵ رمضان کو فوت ہوا۔ المعارف، العیون والحدائق اور التنبیه والاشراف کے مصنفین یہ لکھتے ہیں کہ وہ رمضان میں فوت ہوا۔ لیکن وہ کوئی دن متعین نہیں کرتے۔

⑤ وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲، ووفیات الاعیان: ۱/ ۱۵۷، وعیون التواریخ: ۵/ ۲۷۲، یہ ان کی دوسری روایت ہے۔ والبدایة والنهایة: ۹/ ۱۳۱، یہ ابن کثیر کی تیسری روایت ہے۔

⑥ وتاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴، والتنبیه والاشراف: ص ۲۷۴، وتاریخ الیعقوبی: ۳/ ۳۴، وتاریخ ابی الفداء: ص ۱۹۸، والمعارف: ص ۱۷۴، تاریخ الاسلام (۴/ ۷۷۷) میں ذہبی کی روایت ہے کہ حجاج کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی۔ ابن عساکر جبکہ یہ لکھتا ہے کہ اس کی وفات ۹۵ھ یا ۹۶ھ میں ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پارٹ بھی اسی بیماری سے مرا تھا۔اس کی عمر بھی اتنی ہی تھی۔حجاج اپنے اسی شہر واسط میں مدفون ہوا جس کا وہ بانی تھا۔اس کی قبر کا نشان مٹا کر اس پر پانی پھیر دیا گیا تھا۔①

اس کی قبر کا نشان اگرچہ مٹا دیا گیا تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے ایک نام چھوڑا تھا جو تاریخ اسلام کے چند عظیم ناموں میں سے ایک ہے۔جو لوگ اس سے نفرت کرتے تھے وہ اس کے مرنے پر مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔عمر بن عبدالعزیز کو جب یہ خبر ملی تو وہ سجدے میں گر گئے۔② یہی حال حسن بصری کا ہوا۔③

ابراہیم نخعی فرط مسرت سے رو پڑے۔④

خلیفہ ولید البتہ دل گرفتہ و غمگین ہوا اور تعزیتیں وصول کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔شاعر فرزدق نے حجاج کا مرثیہ کہا۔مسلمانوں میں یہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ آخرت میں حجاج کا ٹھکانا کیا ہوگا۔انھوں نے یہ بھی کہا کہ حجاج کی قبر سے چیخیں سنی گئی ہیں۔یہ بات انھوں نے یزید بن ابومسلم کو بتائی تو وہ کہنے لگا:

"ابومحمد! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے،تم نے جیتے جی اور مر کر بھی قرآن کی تلاوت نہ چھوڑی۔"⑤

حجاج کے ترکے میں محض تین سو درہم،ایک مصحف،ایک گھوڑے کی زین،ایک اونٹ کی کاٹھی اور سو زرہیں شامل تھیں۔زرہیں وقف تھیں۔⑥

حجاج کے خاندان کا انجام

خلیفہ ولید نے حجاج کی وصیت پر عملدرآمد کرایا اور اس کے عمال و وزراء کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا۔اس نے قتیبہ بن مسلم کو لکھا کہ وہ اسے برابر خط لکھتا رہے جس میں وہ اسے فوج کی نقل و حرکت

① وفیات الاعیان :۱/ ۱۵۷، والبدایة والنهایة :۹/ ۱۳۹، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳ ، ومختصر التواریخ للسلامی: ص ۲۲ .
② العقد الفرید: ۳/ ۱۸.
③ تاریخ الاسلام للذهبی : ۴/ ۸۲۱، ووفیات الاعیان :۱/ ۱۵۷، وتاریخ ابن عساکر : ۴/ ۸۲، وتهذیب التهذیب: ۲/ ۲۱۲.
④ تاریخ ابن عساکر :۴/ ۸۲.
⑤ العقد الفرید :۳/ ۱۹، والوزراء والکتاب للجهشیاری: ص ۲۶، وعیون التواریخ :۵/ ۲۷۴.
⑥ البدایة والنهایة :۹/ ۱۳۹، وتاریخ ابن عساکر :۴/ ۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور محاذ کے حالات و واقعات سے آگاہ رکھے۔①

لیکن ولید حجاج کے بعد محض آٹھ یا نو مہینے ہی زندہ رہا۔ وسط جمادی الثانی ۹۶ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا جو حجاج کا دشمن تھا۔ اس نے حجاج کے خاندان والوں سے اور قتیبہ بن مسلم سے بہت بدسلوکی کی۔ اس نے عراق کی وزارت یزید بن مہلب کو سونپ دی اور صالح بن عبدالرحمان کو خراج عراق کا افسر بنا کر آل حجاج کی ایذا رسانی اور ان کے قتل عام کی ذمہ داری سپرد کر دی۔

صالح نے یہ ذمہ داری پوری کی۔ عبدالملک بن مہلب اس سلسلے میں اس کا مدد و معاون تھا۔②
اس نے آلِ حجاج کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس سلسلے میں حکم بن ایوب بن ابوعقیل کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔ وہ وحشیانہ تشدد کی تاب نہ لا کر آلۂ تعذیب تلے جان ہار گیا۔③

ابن مہلب نے دمشق کے مضافات میں بلقاء کی طرف اپنے آدمی بھیجے جو وہاں مقیم حجاج کے اہل و عیال کو ان کے اسباب سمیت اٹھا لائے۔ ان میں حجاج کی والدہ بھی تھی جو یزید بن عبدالملک کی اہلیہ تھی۔ ابن مہلب نے اسے بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔④

حاکم مکہ خالد قسری نے جب ایک روز جمعہ کے خطبے میں حجاج کی تعریف کی اور خلافت کے لیے اس کی طاعت و فرماں برداری کو سراہا تو اگلے جمعے اسے سلیمان کا حکم ملا کہ وہ برسر منبر حجاج پر لعنت بھیجے۔ چنانچہ اسے حجاج پر لعنت بھیجنی پڑی۔⑤

مؤرخین نے ایسے ایک ہی آدمی کا ذکر کیا ہے جو حجاج کے جانے کے بعد بھی اس کا وفادار رہا اور اس کا ذکر خیر کرتا رہا۔ وہ تھا یزید بن ابومسلم۔ اسے پکڑ کر جب سلیمان بن عبدالملک کے پاس لایا گیا تو سلیمان نے اس سے پوچھا: ہاں بھئی، حجاج جہنم کے پیندے میں پہنچ گیا یا ابھی تک گر رہا ہے؟ یزید

①تاریخ الطبری: ۵/ ۲۶۴، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۲.
②الکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۸.
③مرآۃ الزمان: ۹/ ۴، ۳۱.
④تاریخ الطبری: ۵/ ۳۱۷، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۶۰، ایک روایت یہ ہے کہ حجاج کی والدہ کے بجائے اس کی بہن تھی۔
⑤العقد الفرید: ۳/ ۱۰، وزھر الآداب: ۲/ ۴۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا امیر المومنین، ایسا مت کہیے۔ حجاج نے آپ کے دشمن سے دشمنی رکھی، آپ کے دوست سے دوستی کی اور اپنی جان آپ کے لیے کھپا دی۔ وہ روزِ قیامت آپ کے والد کے دائیں اور آپ کے بھائی کے بائیں کھڑا ہوگا۔ اب آپ اسے جہاں چاہیں، رکھیے۔①

① البیان والتبیین: ۱/ ۲۱۰، ۲۱۱، والکامل للمبرد: ص ۳۴۷، وعیون التواریخ: ۵/ ۴۰۲، ووفیات الاعیان: ۲/ ۳۶۶، وحیاۃ الحیوان: ۱/ ۸۲، وشذرات الذھب: ۱/ ۱۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختتامیہ: حجاج کے طرز حکومت پر ایک نظر

اس سے پہلے کہ ہم حجاج کے طرز حکومت اور طریق سیاست پر گفتگو کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس دور میں وہ پروان چڑھا، ہم اس کا جائزہ لیں اور جن لوگوں پر اس نے حکومت کی تھی، ان کا نفسیاتی تجزیہ کریں۔

حجاج بنوامیہ کے دور میں پروان چڑھا تھا۔ اس دور میں چونکہ باہم مخالف سیاسی گروہوں کی کثرت تھی، اس لیے وہ دور بغاوتوں اور گوناگوں فتنوں سے بھرپور تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کے سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ گروہ شیعہ ① کہلاتا تھا۔ دوسرے گروہ کے سردار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ امویوں ② کا گروہ تھا۔

خلافت کے حوالے سے ③ ان دونوں جماعتوں کی کشاکش کے نتیجے میں مسلمانوں کی باہمی جنگیں ہوئیں جن کا اختتام تحکیم پر ہوا۔ تحکیم کے نتیجے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت فتح یاب ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت مزید دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک گروہ ان کے ہمراہ ان کا ممد ومعاون رہا جبکہ دوسرے گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس گروہ کے لوگوں نے خود کو شراۃ (خوارج) کہا۔ انھوں نے تمام امت مسلمہ کو کافر کہہ کر مسلمانوں کے قتل اور ان کے خلفاء کے خلاف بغاوت کو مباح (جائز) قرار دے دیا۔

معرکۂ نہروان کے بعد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان لڑا گیا تھا، خوارج کے ایک

---

① شیعہ سے یہاں مراد شیعانِ علی رضی اللہ عنہ یعنی طرفدارانِ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (محمد فہد حارث)

② امویوں کا گروہ عثمانی کہلاتا تھا یعنی طالبین قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ۔ (محمد فہد حارث)

③ یہاں مؤلف سے تسامح ہوا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نزاع قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت تھا نہ کہ امرِ خلافت سے متعلق۔ اسی بات کی وضاحت جملہ مؤرخین کرتے آئے ہیں، جیسا کہ البدایہ والنہایہ میں صاف مذکور ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ ہم ان کی خلافت کی بیعت کرنے میں پہل کریں گے اگر وہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے از خود قصاص لیں یا پھر ان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ (محمد فہد حارث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریق نے حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کے قتل کی خفیہ منصوبہ بندی کی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ تینوں حضرات ان تمام فتنوں کی بنیادی وجہ ہیں جن کے حشرات الارض مسلمانوں کے درمیان رینگتے پھرتے ہیں۔ اس خفیہ سازش کا انجام یہ ہوا کہ ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے ان کے فرزند حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی لیکن وہ خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ وہ جبراً دست بردار ہوئے یا اپنی مرضی سے، بہرحال ۴۱ھ میں بطور خلیفہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی۔ یوں اموی گروہ جیت گیا اور خلافت بنوامیہ کے پاس آ گئی۔

اموی خلافت دمشق میں قائم ہوئی جہاں چند طاقتور عرب قبائل اس کے پشت پناہ تھے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والی اسلامی فتوحات کے بعد شام میں آباد ہو گئے تھے۔ یہ قبائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے مانوس تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی متحمل مزاجی اور فراخدلانہ سخاوت سے ان کے دل جیت لیے تھے۔ یوں یہ قبائل امویوں کے ارادوں کے پابند اور ان کے اشارۂ ابرو کے غلام تھے۔

جہاں تک بڑے اسلامی شہروں کا تعلق تھا، ان کے حالات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ مصر میں ایک جماعت فرزندانِ علی کی طرفدار تھی اور ایک جماعت بنوامیہ کی حامی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مصر میں فتنے سر اٹھاتے رہتے تھے اور لوگوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت بنتی رہتی تھی۔ بالخصوص جب ایک خلیفہ کی وفات ہوتی اور دوسرا خلیفہ تخت پر بیٹھتا تو فتنوں میں غیر معمولی تیزی آ جاتی۔

حجاز میں مہاجرین و انصار کے ایک فریق نے پناہ لے رکھی تھی جس کے وابستگان سیاست کے جھمیلوں سے دور درس و تدریس میں مصروف تھے۔ انھوں نے حکومت کے آرزومندوں اور دیگر اہل حرص و طمع کی معاونت کے بجائے علم و تعلّم کو ترجیح دے رکھی تھی۔ معاویہ اہل حرص و طمع کے لیے وہ ڈنڈا تھا جو ان سے حسب منشا ٹیڑھا نہیں ہوتا تھا۔ سو وہ موقع کے انتظار میں تھے۔

ان دونوں فریقوں کے پہلو میں ایک تیسرا فریق بھی رہتا تھا۔ یہ فریق بگڑے ہوئے رئیسوں کا تھا جو شعر و شاعری، موسیقی اور ساز و آواز کے زیر سایہ بے فکری کی زندگی گزارتے تھے۔ سیاست اور اس کے مصائب و آلام سے انھیں کچھ واسطہ نہیں تھا۔ عراق سیاست کے معاملے میں سب سے زیادہ گرم جوش علاقہ تھا۔ وہاں دو بڑی مخالف قوتیں صف آرا تھیں۔ علوی شیعہ جن کا مرکز کوفہ تھا اور خوارج جو کوفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وبصرہ کے علاوہ عراق کے دیگر شہروں اور قریوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ یوں اس علاقے میں ایسے واقعات بکثرت پیش آتے تھے جو امویوں کو وقتاً فوقتاً پریشان کرتے تھے۔ انھیں یہاں شیعہ و خوارج کی پھیلائی ہوئی دہشت کے خاتمے اور قیامِ امن کی خاطر بہت سا روپیہ اور بڑی افرادی قوت صرف کرنی پڑتی تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک طرف عراق میں خوارج نے لوگوں کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے اور شہروں اور قریوں کا امن و امان غارت کیا ہوا ہے تو دوسری طرف شیعانِ علی رضی اللہ عنہ بنو امیہ کے خلاف جھوٹی افواہیں پھیلاتے، منبروں پر کھڑے ہو کر معاویہ پر لعنت بھیجتے، ان کے وزیروں کو تنگ کرتے اور بھگا دیتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے اس ساری صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے ان دونوں گروہوں کے علاج کی ذمہ داری عرب کے دو انتہائی معاملہ فہم اور زیرک سرداروں کو سونپ دی جو سیاست اور حرب وضرب دونوں میں طاق تھے۔ عرب ایسے سردار کو 'داہیہ' کہتے تھے۔ پہلے داہیہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تھے جنھیں کوفہ کی وزارت دی گئی۔ دوسرا داہیہ زیاد بن ابیہ تھا جسے بصرہ وخراسان اور سجستان کی وزارت سونپی گئی۔

حضرت مغیرہ کا طرز حکومت عافیت پر مبنی تھا۔ مدمقابل جب مبارز طلبی کرتا تو وہ مقابلے میں آتے ورنہ خاموش رہتے۔ وہ اپنی طرف سے ڈور ڈھیلی رکھتے۔ لوگ اسے کھینچ کر قطع کرنا چاہتے تو وہ آگے بڑھ کر ایک ضرب لگاتے، لوگ اپنی اوقات میں آ جاتے۔ وہ بعض دفعہ حضرت معاویہ کی طرح دشمن کو روپے سے رام کرتے۔ لیکن یہ نرم سیاسی رویہ اہل کوفہ کے لیے سود مند نہیں تھا۔ پس حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کئی دفعہ تلوار بے نیام کرنی پڑی۔ تاہم ۵۰ ہجری میں ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت معاویہ نے کوفہ بھی زیاد کی عملداری میں دے دیا۔

زیاد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ زور آور اور سخت گیر تھا۔ اس کے طرزِ حکومت کا اندازہ اس کے خطاب کی اس شق سے ہوتا ہے:

''نرمی ہو گی لیکن کمزوری کے بغیر۔ شدت ہو گی لیکن تشدد کے بغیر۔ اچھے کو اس کی اچھائی کی جزا دی جائے گی اور برے کو اس کی برائی کی سزا۔''

زیاد کے عہد امارت میں عراق کے اندر امن و سلامتی کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ ۵۳ھ میں زیاد کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات ہوگئی۔اس کے بعد اس کی وزارت اس کے فرزند عبیداللہ کو ملی۔

عبیداللہ کے عہد امارت میں کوفیوں نے جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تاکہ بنوامیہ کو حکومت سے بے دخل کر کے حسین کی بیعت کر لی جائے۔کوفیوں نے حسین کو یہ معاملہ بہت مزین ومرصع کر کے دکھایا۔حسین حجاز سے کوفہ روانہ ہوگئے۔جب وہ کربلا پہنچے تو کوفیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا جیسے انھوں نے اس سے پہلے حضرت علی اور حضرت حسن کا ساتھ چھوڑا تھا۔کربلا کا معرکہ ہوا جس میں حسین اور ان کے گھرانے کے بیشتر افراد قتل کر دیے گئے۔

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل نے علاقے کی سیاست پر گہرے اور اہم اثرات مرتب کیے۔تشیع محض ایک نقطۂ نظر تھا جو اس حادثے کے بعد عملی تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔شیعہ بکھرے ہوئے تھے۔اس واقعے کے بعد وہ حسین اور ان کے گھرانے کا ساتھ چھوڑنے پر پچھتائے اور اکٹھے ہوگئے۔اس پکار پر جو ندامت وتوبہ کی پکار تھی، بالعموم شیعوں نے اور بالخصوص فارس کے موالیوں نے لبیک کہا۔یہ ندامت شعار جو توابین کہلائے، ان کی ایک بڑی تعداد سلیمان بن صرد کے زیر قیادت قاتلین حسین سے جنگ کے لیے روانہ ہوئی۔ربیع الثانی ۶۵ھ میں وہ الجزیرہ کے ایک مشہور چشمے وردہ کے قریب فروکش ہوئے جہاں وہ عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے ٹکرائے۔جنگ کی چکی شدت سے گھومی۔اس معرکے میں سلیمان بن صرد اور اس کے لشکر کے بیشتر جنگجو مارے گئے۔جو باقی بچے وہ تتر بتر ہوگئے۔

۶۶ھ میں مختار بن ابوعبید ثقفی میدانِ سیاست میں نمودار ہوا۔اس نے توابین شیعہ کو اپنے گرد اکٹھا کیا اور قاتلین حسین کے خلاف آمادۂ پیکار ہوا۔ان میں سے بیشتر اس کے ہاتھوں مارے گئے۔۶۷ھ میں وہ خود امیر عراق مصعب بن زبیر کے ہاتھوں مارا گیا۔تب سے شیعہ تحریک باطنی ہوگئی اور شیعہ خفیہ طور پر کام کرنے لگے۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو امویوں کے ایک طاقتور حریف تھے، انھوں نے قتل حسین کو موقع غنیمت جان کر بنوامیہ اور ان کے طرز حکومت کی شدید مذمت وعیب چینی کی اور خود کو خلیفہ شرعی کے طور پر نامزد کر دیا۔یہ ان کی وہ دیرینہ آرزو تھی جس کا اظہار وہ حسین کے جیتے جی نہیں کر سکے تھے۔۶۳ھ میں وہ اپنی بیعت لینے میں کامیاب ہوگئے۔ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تحریک کو بلادِ حجاز، عراق اور مصر میں بڑی کامیابی ملی۔یوں عرب کے سیاسی افق پر چوتھی سیاسی جماعت ظاہر ہوئی۔یہ زبیریوں کی جماعت تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر معاویہ ثانی کے خلافت سے دست بردار ہو جانے کے بعد بنو امیہ میں اختلاف رونما ہوا۔ اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ خلافت اب کسے ملنی چاہیے۔ ۶۵ھ میں مرج راہط کے مقام پر معرکہ ہوا جس میں جناب مروان بن حکم اور ان کا فریق فتح سے ہمکنار رہوا۔ یوں خلافت بنو امیہ کی سفیانی شاخ سے مروانی شاخ کو منتقل ہو گئی۔

حجاج نے تاریخ کے اسی دور میں اپنا بچپن گزارا اور ان واقعات وحوادث کے بارے میں سنا اور ان کا مشاہدہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ سیاسی معاملات اور معاشرتی حالات آدمی کی ذہنیت اور اس کے اخلاق و کردار کی تشکیل پر گہرائی سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان واقعات وحوادث نے حجاج کے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔ اس کا پیشہ معلّمی بھی اس کی شخصیت پر اثر انداز ہوا۔ اس پیشے نے اس کے اندر تجربہ اور مردم شناسی کا جوہر پیدا کیا۔ اسے معلوم ہوا کہ کن اوقات میں سختی فائدہ دیتی ہے اور کن اوقات میں نرمی نفع بخش ہوتی ہے۔ اس کی مضبوط شخصیت، خود اعتمادی اور مؤثر بیانی اس پر مستزاد تھی۔

اس فضا میں جہاں بغاوتوں کا گرد و غبار چہار سو اڑتا تھا اور افراتفری پر پھیلائے ہر طرف لہراتی تھی، حجاج کو اس لشکر کی قیادت سونپ دی گئی جو عبداللہ بن زبیر کے خلاف حجاز بھیجا گیا تھا۔ ابن زبیر کے خلاف حجاج کی فتح کے بعد حجاز کی حکومت ہی اس کے سپرد کر دی گئی۔ یوں یہ تقدیر کا فیصلہ تھا کہ حجاج کو ابتدا ہی میں بڑی ذمہ داری مل گئی۔ اس کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ سخت گیری اور پختہ کاری سے کام لے ورنہ وہ آغازِ سفر ہی میں گر پڑتا جس کے بعد دوبارہ اٹھنے کا موقع اسے کبھی نہ ملتا۔

حجاج اس حقیقت سے آگاہ تھا، چنانچہ اس نے آستینیں چڑھائیں اور انتشار پھیلانے والوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اس نے ایسے کام کیے جو اس کی دور اندیشی اور غیر معمولی سیاسی اہلیت کا پتہ دیتے ہیں۔ اس نے کعبہ کو اسی نقشے پر دوبارہ تعمیر کیا جس پر وہ رسول اللہ ﷺ کے ایام میں قائم تھا۔ روپیہ تقسیم کیا۔ مسجد بنائی اور کنووں کی مرمت کرائی۔ اس کے باوجود حجاز میں حجاج کا قیام زیادہ عرصے تک نہ رہا۔ خلیفہ عبدالملک نے اسے عراق کی وزارت کے لیے منتخب کر لیا۔ وہی عراق جو بغاوتوں کا گڑھ تھا۔ عراق پر جونہی کوئی وزیر مقرر کیا جاتا، اہل عراق کچھ ہی عرصے میں اس کی برطرفی کا مطالبہ کر دیتے۔ ان کے بارے میں احنف بن قیس نے کیا ہی خوب کہا تھا کہ

”جس طرح طوائف کو ہر روز نیا خاوند چاہیے ہوتا ہے اسی طرح اہل عراق کو ہر روز نیا امیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے ہوتا ہے۔''①

اگر ان کا مطالبہ پورا نہ کیا جاتا تو وہ بغاوت اٹھا دیتے۔عظیم داھیۃ العرب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا تھا۔انھوں نے اپنے فرزند یزید کو جو وصیت کی تھی، اس میں یہ بھی فرمایا تھا:

''اور اہل عراق کو دیکھنا! اگر وہ ہر روز ایک عامل کی برطرفی کا مطالبہ کریں تو عامل کو برطرف کر دینا۔ایک عامل کی برطرفی تمھارے لیے معمولی بات ہوگی بجائے اس کے کہ ایک لاکھ تلواریں تمھارے خلاف بے نیام ہو جائیں۔''②

عراق وہ اقلیم تھی جس کے باشندوں کی سرشت میں غداری اور بے وفائی تھی۔انھوں نے یزید بن معاویہ کے دور میں حسین بن علی سے خط کتابت کی تھی کہ وہ ان کے ہاں آ جائیں تاکہ وہ ان کی مدد اور بیعت کر لیں لیکن جب وہ آئے تو اہل عراق نے ان سے قتال کیا۔قتل حسین کے بعد جب حسین کی آل کوفہ میں داخل ہوئی تو حسین کی بہن سیدہ زینب نے وہاں ایک تقریر کی جس میں انھوں نے اہل عراق کو غدار اور منافق قرار دیا۔③

اہل عراق جب مصعب بن زبیر کے ساتھ تھے تو انھوں نے عبدالملک بن مروان سے خط کتابت کی کہ وہ اپنا لشکر لے کر آئیں۔وہ جب آئے تو اہل عراق نے مصعب کو دھوکا دیا اور انھیں میدانِ کارزار میں تنہا چھوڑ دیا۔④ مصعب کے قتل کے بعد ان کی زوجہ سیدہ سکینہ بنت حسین عراق سے روانہ ہونے لگیں تو اہل عراق نے انھیں رخصت کرتے ہوئے کہا: اے بنت رسول اللہ، اللہ تعالیٰ تمھارا سفر اچھا کرے۔جواباً سکینہ نے کہا: تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر نہ دے۔نہ مصعب کے بعد تمھیں اچھا حاکم ملے۔تم نے میرے والد، میرے دادا، میرے تایا اور میرے شوہر کو قتل کیا۔جب میں چھوٹی تھی، تم نے مجھے یتیم کیا۔جب بڑی ہوئی تو مجھے بیوہ کر ڈالا۔⑤

①الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۱.
②تاریخ الطبری: ۴/۲۳۸، و الکامل لابن الأثیر: ۳/۲۵۹.
③عقد الجمان للعینی: ۱۱/۵۲.
④انساب الاشراف: ۵/۳۳۸، و الکامل لابن الأثیر: ۴/۱۲، و الاخبار الطوال: ص ۳۰۳.
⑤تاریخ الکوفۃ: ص ۲۴۷، و العقد الفرید: ۳/۲۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراق وہ علاقہ تھا جس کے رہنے والے کبائر کا ارتکاب کرتے اور صغائر کے متعلق فتوے پوچھتے پھرتے تھے۔ان کے بارے میں ایک شخص نے کہا تھا:

''وہ صغیرہ گناہوں کے متعلق سب سے زیادہ سوال کرنے والے اور کبیرہ گناہوں کا سب سے زیادہ ارتکاب کرنے والے تھے۔ یہ لوگ ٹڈی کو مارنے کے متعلق فتویٰ پوچھتے تھے جبکہ انھوں نے اپنے نبی ﷺ کے نواسے کو قتل کر ڈالا تھا۔''①

حجاج نے عراق روانگی سے پہلے ان تمام حالات کا جائزہ لیا اور سوچا کہ اگر اس نے یہ ذمہ داری قبول نہ کی تو اس کا نام امویوں کے بہی کھاتے سے ساقط ہو جائے گا۔اس کے بعد وہ دوبارہ کبھی اٹھ نہیں سکے گا۔ چنانچہ اس نے جان کی بازی لگانے کا ارادہ کیا اور یہ بڑی ذمہ داری قبول کر لی۔ کچھ مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ خود اسی نے عبدالملک سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسے عراق کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔

خیر،عراق کی امارت حجاج کو دی گئی یا اس نے خود لی،اس میں شک نہیں کہ یہ بہر حال جان کی بازی تھی۔ یہ بازی حجاج جیسا جرأت مند شخص ہی لگا سکتا تھا۔ چنانچہ حجاج نے جان جوکھوں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کیا اور عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔عراق پہنچ کر اس نے اپنی وزارت کا آغاز بڑے ڈرامائی انداز میں کیا۔ وہ جس ہیئت کذائی میں وہاں پہنچا تھا،اہل عراق نے اسے حقارت کی نظروں سے دیکھا اور بنوامیہ پر ترس کھایا تھا کہ بیچاروں کے پاس عراق کا والی بنانے کو یہی بے نام بچا تھا۔ وہ تلوار گلے میں اور کمان کندھے سے لٹکائے،ڈھاٹے سے منہ لپیٹے مسجد کوفہ میں داخل ہوا اور دیر تک خاموش رہا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ اس نے حاضرین کو خاصا حیران کر دیا ہے اور وہ اب پوری طرح متوجہ ہیں تو اس نے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ اس نے پھر ایسی تقریر کی کہ لوگوں کے کان بجنے لگے اور ان کے چہروں پر مرعوبیت کے آثار دکھائی دینے لگے۔اس نے کہا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ سروں کی فصلیں پک گئی ہیں اور ان کی کٹائی کا وقت آن پہنچا ہے۔''

اور کہا:

''امیر المومنین نے اپنے ترکش کے تیر اپنے سامنے پھیلائے تو دیکھا کہ میری لکڑی شستہ ہے

① انساب الاشراف:۵/۳۷۷،اور دیکھیے العقد الفرید:۳/۳۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تجربے کے بعد مضبوط ثابت ہوئی ہے۔سو انھوں نے مجھے تمھاری طرف پھینک دیا۔"

یہ زبردست تقریر اہل کوفہ کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی تھی۔ انھیں اندازہ ہو گیا کہ اس مرتبہ خلیفہ واقع میں سنجیدہ ہیں اور یہ مذاق نہیں ہے۔

اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہیں ہو گا کہ حجاج نے جب سے عراق میں قدم رکھا تھا، کامیابی اس کے ہمرکاب رہی تھی۔ اس نے جو افسر مقرر کیے وہ اپنے عہدوں کے پوری طرح اہل تھے۔ ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ اسے وزارت کے آغاز میں خاص شرائط اور اوصاف کے حامل پولیس افسر کی تلاش تھی۔ اسے عبدالرحمان بن عبید تمیمی کے بارے میں بتایا گیا۔ اس افسر نے کمال کر دیا۔ جرائم کی شرح میں نمایاں کمی آئی اور امن وامان کا دور دورہ ہو گیا۔

امیر حجاج نے ازارقہ کے مقابلے کے لیے مہلب بن ابوصفرہ کا انتخاب کیا اور اسے صراحت سے بتا دیا کہ اسے اس کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ اس نے مہلب سے کہا:

> "بشر نے تو، اللہ اس پر رحم کرے، تمھیں مجبوراً سپہ سالار بنایا تھا لیکن میں برملا اظہار کرتا ہوں کہ مجھے تمھاری ضرورت ہے۔ سو تم بھی دشمن کے خلاف لڑائی میں اپنی جدوجہد کا مظاہرہ کرو۔"①

بصرہ میں اپنی نیابت کے لیے حجاج نے حکم بن ایوب کا انتخاب کیا۔ فاتح بخارا وسمرقند قتیبہ بن مسلم اور فاتح سندھ محمد بن قاسم بھی دو انتہائی باصلاحیت سپہ سالار تھے۔ یہ دونوں بھی حجاج کا انتخاب تھے۔ حجاج ہمیشہ اچھے اور صالح رجالِ کار کی تلاش میں رہتا تھا تاکہ وہ انھیں مختلف ذمہ داریاں سونپ سکے۔②

عمال کے انتخاب کے سلسلے میں وہ قبائل کے درمیان امتیاز نہیں کرتا تھا۔ وہ صرف قابل عہدیدار کا انتخاب کرتا تھا، اس کا قبیلہ چاہے جو ہو۔ قتیبہ بن مسلم باہلی تھا جسے حجاج نے ملک کا ایک اہم عہدہ دیا تھا۔ حجاج کے مصاحب قبیلہ قیس سے تھے لیکن اس کے پیش نظر ان کا قیسی ہونا نہیں تھا۔ اس نے ان کی اہلیت، صلاحیت اور حسن انتظام کو دیکھتے ہوئے ان کا انتخاب کیا تھا۔

اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ جب اہلیت یکساں ہوتی تو حجاج بنو قیس کو ترجیح دیتا تھا تو یہ کوئی ایسی

① الکامل للمبرد: ص ۲۶۷، وشرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۱/۳۹۷.
② دیکھیے تاریخ ابن عساکر: ۶/۳۳۶، وعیون الاخبار: ۲/۲۱۱، والعقد الفرید: ۱/۱۸۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قابل مذمت شے نہیں۔

حجاج کی بیداری مغز کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ اپنے عمال کے بارے میں ابتدا میں بدگمانی رکھتا تھا تا کہ وہ ان کی وجہ سے کسی مشکل میں نہ پڑے۔ مہلب جب ازارقہ کے خلاف برسر پیکار تھا تو حجاج اس کی طرف برابر قاصد بھیجتا تھا تا کہ وہ دیکھے کہ مہلب کیا کرتا ہے، کہیں وہ بغاوت کا ارادہ تو نہیں رکھتا۔ یزید بن مہلب کے متعلق جب اسے خبر ملی کہ وہ سرکشی پر مائل ہے، اپنی بڑائی چاہتا ہے، وہ شاعروں پر اورلوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے بے دریغ روپیہ خرچ کرتا ہے اور حجاج کے احکامات ٹال دیتا ہے تو حجاج نے اسے برطرف کردیا۔①

کوئی مجرم حجاج کا کیسا ہی مقرب ہوتا، حجاج اس کو سزا دینے میں دیر نہ کرتا۔ اس کے برادر نسبتی مالک بن اسماء نے جب خیانت کا ارتکاب کیا تو حجاج نے اسے زندان میں ڈال دیا۔②

یوں ریاست کا مفاد اور اس سے متعلقہ احکامات کی تعمیل حجاج کی نظر میں ہر حیثیت سے بالاتر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے ماتحت عہد یداران اس سے بہت ڈرتے اور اس کی بات کو غیر معمولی اہمیت دیتے تھے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق کام کرتے تھے کیونکہ وہ اچھے کو اس کی اچھائی کی جزا اور برے کو بے دریغ اس کے جرم کی سزا دیتا تھا۔ اس سلسلے میں یہاں تک کہا گیا کہ

> ''جو شخص حجاج کی بات مانے تو اس جیسا قدردان کوئی نہیں اور جو شخص اس کی حکم عدولی کرے تو اس جیسا سخت گیر کوئی نہیں۔''③

حجاج کے حسن انتظام کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ اہل شام کو اہل عراق کے ساتھ اکٹھا نہیں کرتا تھا۔ اگر یہ دونوں گروہ اتفاق سے اکٹھے ہوجاتے تو وہ انھیں ملنے نہیں دیتا تھا تا کہ اہل عراق میں حکم عدولی اور سرکشی کے جو جراثیم تھے وہ کہیں اہل شام میں بھی سرایت نہ کرجائیں۔ شہر واسط کی تعمیر کا ایک سبب یہ بھی تھا۔④

اس کے حسن سیاست کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ ان علماء کا پشت پناہ اور مدد ومعاون بن جاتا تھا جو سیاسی معاملات میں دخل نہیں دیتے تھے۔ وہ انھیں وظائف وعطیات دیتا تھا۔ کئی ایک علماء کے ساتھ اس

---

①الاغانی: ۱۳/ ۵۶۔

②حوالہ مذکورہ: ۱۶/ ۴۰، ابوعلی قالی کی روایت ہے کہ حجاج نے عیینہ بن خارجہ کو زندان میں ڈالا تھا۔

③تاریخ الاسلام للذہبی: ۴/ ۸۱۱۔

④البیان والتبیین: ۲/ ۱۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہی رویہ اختیار کیا تھا۔سعید بن جبیر جب تک ابن اشعث کی بغاوت میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان کے ساتھ اور عامر شعبی کے ساتھ بھی اس کا رویہ دوستانہ تھا۔ وہ نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر بھی کان دھرتا تھا بالخصوص جبکہ اسے یہ اندازہ ہوتا کہ نصیحت اخلاص پر مبنی ہے۔①

حجاج کے حسن اسلام کا ایک خوبصورت پہلو یہ تھا کہ وہ فتوحات پر خصوصی توجہ دیتا تھا۔ چنانچہ وہ جونہی خوارج کے قضیے سے فارغ ہوا، اس نے فتوحات کے لشکر روانہ کیے اور ان پر روپیہ خرچ کیا۔ اس سلسلے میں اس کا بنیادی مقصد مالِ غنیمت اکٹھا کرنا یا جزیہ عائد کرنا نہیں تھا جیسے کہ دوزی نے لکھا ہے،② بلکہ یہ اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں اس کی غیرت دینی کا تقاضا تھا۔ اسے مال غنیمت کا لالچ نہیں تھا۔حجاج تمام اقالیم سے باخبر رہتا اور ان کے حالات و واقعات سے آگاہ رکھتا تھا۔ اس کی خبر رساں ایجنسی بڑی سرعت اور دقت نظری سے کام کرتی تھی۔ واقعے کے پیش آنے کے کچھ ہی عرصے میں اسے اس کی تمام جزئیات کی خبر ہو جاتی تھی۔صدر مقام واسط اور قزوین کے درمیان پولیس چوکیاں قائم ہونے کے بعد معلومات کی فراہمی اس کے لیے اور بھی آسان ہو گئی تھی۔③

حجاج نے اہل عراق کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا تھا وہ اہل عراق کی نفسیات کے عین مطابق تھا جس کا جائزہ اس نے پہلے سے لے رکھا تھا۔عمرو بن تمیم کے کچھ ڈاکوؤں نے رہزنی کی تو حجاج نے انھیں خط لکھا:

> ''امابعد، تم لوگوں نے فتنے کا انتخاب کر لیا ہے۔ نہ تو تم حق کے دفاع میں لڑتے ہو نہ کسی برائی سے باز آتے ہو۔ اللہ کی قسم، میرا ارادہ ہے کہ میری طرف سے جو شے تم پر سب سے پہلے وارد ہو گی وہ گھڑ سواروں کا ایک دستہ ہو گا جو تمھارے نئے پرانے اموال کو اڑا کر رکھ دے گا، جو تمھاری عورتوں کو بیوہ، تمھارے بچوں کو یتیم، تمھارے گھروں کو ویران اور تمھارے ہرے بھرے کھیتوں کو چٹیل میدان بنا کر رکھ دے گا۔ سو جو مسافر ایک پانی سے گزریں، اس پانی پر رہنے والے لوگ ان کے ضامن ہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے پانی پر پہنچ جائیں۔ یہ میری طرف سے تم لوگوں کو ایک پیشکش ہے۔ خوش بخت وہی ہے جو دوسرے

①تاریخ الامم والملوک: ۵/۸۶.
②تاریخ مسلمانانِ ہسپانیہ: ص ۱۲۳.
③عیون الاخبار: ۲/۴۸، ومعجم البلدان: ۸/۳۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حال سے عبرت پکڑے۔ والسلام۔''①

مؤرخین کا یہ معروف قول ہے کہ حجاج کے لیے یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ کوئی اس کی مخالفت کرے، اس کی بات نہ مانے یا اس کے دائرۂ طاعت سے نکل جائے۔ اسی واسطے انھوں نے حجاج پر یہ الزام دھرا ہے کہ وہ ایک مطلق العنان طاغی حکمران تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ حجاج ان رِجال کار میں سے تھا جن میں طاعت اور فرماں برداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔② سو اس کے لیے یہ بہت مشکل تھا کہ وہ دوسروں کی طرف سے نافرمانی برداشت کرے۔ مزید برآں، اس نے کبھی کسی جرم یا منکر کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔③

یہی وجہ تھی کہ وہ یہ سمجھتا تھا، وہ اس کا مستحق نہیں کہ اسے ہدف ملامت بنایا جائے یا اس کی حکم عدولی کی جائے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ وہ ہر اس شخص سے سختی برتتا تھا جو جرم، بدی یا حکم عدولی پر آمادہ ہوتا تھا۔

مؤرخین نے حجاج کے کشتگان کی تعداد بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اس نے ایک لاکھ افراد کا قتل کیا تھا۔④ یا یہ لکھا ہے کہ اس نے پوری زندگی میں ایک لاکھ بیس ہزار افراد کو باندھ کر قتل کیا تھا۔⑤ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اتنے افراد تو اس نے معرکہ دیر جماجم کے بعد مار ڈالے تھے۔

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ مؤرخین نے 'ایک لاکھ' کا ہندسہ اس زمانے میں رائج مبالغہ آرائی کے دستور کے موافق لکھا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہ نے اپنے فرزند یزید سے فرمایا تھا: اگر اہل عراق تم سے ہر روز ایک عامل کی برطرفی کا مطالبہ کریں تو عامل کو برطرف کر دینا۔ یہ کام تمھارے لیے اس سے کہیں زیادہ آسان ہوگا کہ 'ایک لاکھ' تلواریں تمھارے خلاف بے نیام ہو جائیں۔ مؤرخین نے ابن اشعث کے لشکر کی تعداد بھی 'ایک لاکھ' کے ہندسے سے بیان کی ہے۔ یزید بن مہلب نے یزید بن عبدالملک کو دھمکی دی کہ واللہ، میں تمھیں 'ایک لاکھ' تلواروں سے ماروں گا۔ یوں شاید 'ایک لاکھ' کا ہندسہ ان دنوں زبان زد عام تھا۔ مؤرخین نے حجاج کی بکثرت خونریزی کے بیانات شاید اس کی دھمکی

---

① البیان والتبیین: ۱/ ۳۰۴، والعقد الفرید: ۱/ ۲۰.
②③ البدایة والنهایة: ۹/ ۱۲۸.
④ سرح العیون لابن نباتة: ص ۱۰۹ .
⑤ العقد الفرید: ۳/ ۱۶، والکامل لابن الأثیر: ۴/ ۱۳۳، وعیون التواریخ: ۵/ ۳۷۲، وعقد الجمان للعینی: ۱۱/ ۴۰۵، ومعجم البلدان: ۸/ ۳۸۱، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۸۰، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۸۱۷، ومختصر التواریخ للسلامی: ص ۲۲، وحیاة الحیوان للدمیری: ۲/ ۲۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھرپور تقریروں کے پیش نظر لکھ دیے ہیں۔ حقیقت جبکہ یہ ہے کہ اس نے اپنی تقریروں میں اہل عراق کو جتنی دھمکیاں دی تھیں، اگر وہ ان سب پر عملدرآمد کرتا تو وہ صرف ایک لاکھ نہیں بلکہ تمام اہل عراق کو موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حجاج کی جب وفات ہوئی تو اس کی جیلوں میں تیس ہزار عورتیں اور پچاس ہزار مرد پڑے سسک رہے تھے جن میں سے ۳۳ ہزار افراد ایسے تھے جن پر قتل یا سولی کی سزا لاگو نہیں ہوتی تھی۔①

مؤرخین اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حجاج لوگوں کو انتہائی معمولی جرائم کے سبب جیلوں میں ڈال دیتا تھا۔ ثبوت کے طور پر وہ اس شخص کا ذکر کرتے ہیں جس نے حجاج کے شہر واسط کی بنیاد میں پیشاب کر دیا تھا اور حجاج نے اسے زندان میں ڈال دیا تھا۔②

ایک اور شخص نے قراءت میں غلطی کی تو حجاج نے اسے زندان میں ڈال دیا۔③

حقیقت یہ ہے کہ حجاج لوگوں کو معمولی جرائم پر زندان میں ڈال دیتا تھا لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ جب وہ عراق آیا تھا تو عراق کے حالات کیسے تھے۔ عراق میں لاقانونیت کا دور دورہ تھا اور لوگ حکومتی اختیارات کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ مزید برآں، جرائم اور سزاؤں کے درمیان تناسب کا مسئلہ اندازوں پر مبنی ایک قیاسی مسئلہ ہے۔ یہ اندازہ اور یہ قیاس تغیر پذیر حالات کے تحت بدلتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر منشیات اندوزی چند سال پیشتر ایسا سنگین جرم نہیں سمجھا جاتا تھا جس پر کڑی سزا دی جائے۔ محض جرمانے پر اکتفا کیا جاتا تھا۔ تاہم یہ مسئلہ جب گھمبیر ہو گیا اور قوموں کا وجود اس کے باعث خطرے میں پڑنے لگا تو اس کی سزا اب چند کڑی سزاؤں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ کڑی سزاؤں کے نفاذ اور قید خانوں کی آبادکاری کے سلسلے میں حجاج کی دور اندیشی کا اندازہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب ہم اس کے دور میں عراق کے سیاسی و معاشرتی حالات کو پیش نظر رکھیں۔

---

① العقد الفرید: ۳/ ۱۵، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۶، ومعجم البلدان: ۸/ ۳۸۱، وتاریخ ابن عساکر: ۴/ ۸۰، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وحیاۃ الحیوان: ۲/ ۲۰۸، دمیری کی یہ ایک روایت ہے۔ دوسری روایت اس کی یہ ہے کہ تین لاکھ افراد جیلوں سے نکالے گئے۔

② حیاۃ الحیوان: ۲/ ۲۰۸، یہ دمیری کی ایک روایت ہے۔ اس کی دوسری روایت میں اور ابن شاکر، ابن کثیر اور ابن عساکر کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اس شخص نے مکانوں کے درمیان کھلی جگہ پیشاب اور مسجد میں پاخانہ کیا تھا۔

③ سرح العیون: ص ۱۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اندازے کے مطابق حجاج اگر اہل عراق کی نصف تعداد کو بھی قید خانوں کی نذر کر دیتا تو یہ زیادتی نہ ہوتی۔ اور جیلیں ایسے مجرموں کی پناہ گاہیں کب تھیں جن پر موت یا سولی کی سزا عائد ہوتی تھی کہ حجاج پر یہ مواخذہ کیا جاتا: ''جیلوں میں قید کسی شخص پر موت یا سولی کی سزا لاگو نہیں ہوتی تھی۔''

جہاں تک یہ شکایت ہے کہ حجاج کی جیلیں چھتوں سے عاری تھیں جن میں قیدی گرمیوں کی تمازت اور زمستان کی ٹھنڈ سے محفوظ نہیں رہتے تھے،① اس شکایت کا جواب یہ ہے کہ جیلیں وقت کے ساتھ ساتھ ترقی پاتی رہی ہیں۔ آج بھی غیر ترقی یافتہ ممالک کی جیلوں کا موازنہ ترقی یافتہ ممالک کی جیلوں سے کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ حجاج کی جیلیں غیر ترقی یافتہ ممالک کی جیلوں سے بہر حال بہتر تھیں۔ مصری جیلوں اور برطانوی و امریکی جیلوں کا فرق ہی دیکھ لیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ دورِ حجاج کے اہل عراق ایسے نفیس اور بھلے مانس کب تھے جو وہ بہتر جیلوں کے مستحق ہوتے۔

حجاج کے قید خانوں کی ایک اور خامی مؤرخین نے یہ بتائی ہے کہ ان میں مرد و زن کا اختلاط ہوتا تھا۔② ہم اس سلسلے میں پورے اطمینان اور قطعیت سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ حجاج کی جیلوں میں ایسا کچھ نہیں تھا۔ عورت چاہے وہ کوئی بھی ہو، اس کی عزت کے معاملے میں وہ بہت غیور تھا۔ مزید برآں، یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ قیدیوں کو ایسی تفریح فراہم کرنے کی اجازت دیتا۔

ہمارا اندازہ یہ ہے کہ حجاج مؤرخین کی دیدہ دلیریوں اور دروغ گوئیوں کا شکار ہوا ہے جو اپنے دور کی عام روش کے مطابق اس پر مختلف الزامات دھرتے رہے۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ مؤرخین کے بقول خلیفہ عبدالملک نے ایک مرتبہ جب حجاج سے کہا کہ وہ اپنی شخصیت کو بیان کرے تو حجاج نے کہا: ''میں ضدی، حاسد اور سنگدل ہوں۔'' اس پر عبدالملک نے کہا: ''ابلیس میں بھی اس سے زیادہ برے اوصاف تو نہیں ہوں گے۔'' حجاج ترکی بہ ترکی بولا: ''ابلیس بھی مجھے دیکھ لے تو میرے شر سے بچنے کے لیے میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دے۔''③

① عیون التواریخ: ۵/ ۲۷۳، والجوهر الثمين لابن دقماق: ص ۲۱، ومختصر التواريخ للسلامي: ص ۲۲، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وحیاة الحیوان للدمیری: ۲/۲۰۸.

② عیون التواریخ: ۵/ ۲۷۳، والجوهر الثمين: ص ۲۱، ومختصر التواريخ: ص ۲۲، واخبار الدول للقرمانی: ص ۱۳۳، وحیاة الحیوان للدمیری: ۲/۲۰۸.

③ العقد الفريد: ۳/۱۷، والكامل لابن الأثير: ۴/ ۱۳۳، وتاريخ الاسلام للذهبی: ۴/ ۸۱۳، وعقد الجمان: ۱۱/ ۴۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین کے اس بیان پر کون یقین کرے گا کہ حجاج اور ابلیس کے درمیان خونی رشتہ تھا اور حجاج ابلیس سے اپنی تشبیہ دیے جانے پر فخر کا اظہار کرتا تھا۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ حجاج خود کو اہل عراق کے لیے قساوتِ قلبی کی تہمت سے بری قرار دیتا تھا۔نہیں، حجاج اس سلسلے میں نہایت صاف گو تھا۔ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں اس کی ملاقات اپنے سب سے سخت ناقد خالد بن یزید بن معاویہ سے ہوئی۔خالد نے اس سے کہا:

''یہ درازدستیاں اور یہ قتل و غارت آخر کب تک چلے گا؟''

حجاج نے جواب دیا:''جب تک عراق میں خلافت کا ایک بھی دعویدار باقی ہے۔''

ہم حجاج کے دور سے جس قدر دُور آتے جاتے ہیں، ان الزامات اور ان بے بنیاد باتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔متاخر روایات میں پائی گئی نفرت اس کی بڑی قدرومنزلت کا پتہ دیتی ہے۔یزید بن مہلب جیسے افراد جو حجاج پر نکتہ چینی کرتے تھے، انھیں جب عہدے سونپے گئے تو وہ بھی حجاج ہی کے طریقے پر چلے۔اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ انھیں کارگر دکھائی نہ دیا۔چنانچہ یزید بن مہلب نے شامی فوج کو عراق میں رکھا۔محصولات کا وہی نظام برقرار رکھا جو حجاج کے دور میں رائج تھا تاکہ آمدن میں کمی نہ آئے۔اس نے خود کو مالیات کی ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھنے کے لیے صالح بن عبدالرحمان کو تحصیل دار مقرر کر دیا۔تحصیل دار تیز طرار تھا۔وہ خود مختار بن بیٹھا۔یزید اسے جو رسیدیں بھیجتا وہ ان پر دستخط نہ کرتا۔یہی وجہ تھی کہ یزید عراق کو ناپسند کرتا تھا۔اس نے خراسان کی وزارت کے لیے کوشش کی تاکہ وہ وہاں کسی کی دخل اندازی نہ ہونے کے باعث اپنے اغراض و مقاصد بخوبی حاصل کر سکے۔اسے خراسان کی وزارت مل گئی لیکن وہ وہاں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔① عجیب بات یہ ہے کہ حجاج کے دشمن ہمیشہ اس کی خامیوں کا ذکر کرتے رہے اور ان میں اپنی طرف سے اضافے بھی کرتے رہے لیکن اس کی خوبیوں کا ذکر کوئی نہیں کرتا تھا۔

بہر، کیف حجاج آسمان سے اترا کوئی فرشتہ نہیں تھا۔وہ بھی ایک انسان ہی تھا جس سے غلطیاں بھی ہو جاتی تھیں اور جو صحیح فیصلے بھی کرتا تھا۔منصفانہ طرز عمل یہ ہے کہ جس طرح کسی آدمی کی غلطیاں بیان کی جائیں اسی طرح اس کی درستیاں اور اس کے صحیح فیصلے بھی بیان کیے جائیں۔

①تاریخ الطبری:۵/ ۲۸۶۔۲۸۸،والکامل لابن الأثیر :۴/ ۱۴۴۔۱۴۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ ایک مجلس میں حجاج کا تذکرہ برے لفظوں میں کیا گیا۔مجلس میں عبدالوہاب ثقفی بھی بیٹھا تھا۔وہ غصے میں آ گیا۔کہنے لگا:

''تم لوگ حجاج کی صرف خامیاں بیان کرتے ہو۔کیا تم نہیں جانتے وہ پہلا حاکم تھا جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا درہم ڈھالا تھا۔وہ پہلا حاکم تھا جس نے صحابہ کے بعد اسلام کا ایک شہر تعمیر کیا تھا۔وہ پہلا حاکم تھا جس نے پالکی کا رواج ڈالا تھا۔ایک عورت جو ہندوستان کے قید خانے میں ڈال دی گئی تھی ، اس نے فریاد کی تھی: یَا حَجَّاجَاهُ ! ہائے ، حجاج۔یہ فریاد جب حجاج کو پہنچی تو وہ بے ساختہ پکارا اٹھا:''لبیک ، لبیک۔'' حاضر ہوں ، حاضر ہوں۔اس نے ستر لاکھ درہم خرچ کر کے اس عورت کو بازیاب کرایا تھا۔اس نے واسط اور قزوین کے درمیان نگران چوکیاں بنوائی تھیں۔دن ہوتا تو اہل قزوین دھواں چھوڑتے اور نگران چوکیوں سے بھی دھواں چھوڑا جاتا۔رات ہوتی تو آگ روشن کی جاتی اور گھڑ سوار دستہ فوراً ان کی مدد کو پہنچ جاتا۔واسط اور قزوین کے درمیان رابطے کا ذریعہ نگران چوکیاں ہی تھیں۔''①

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور حجاج کے اخلاص کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس کا مطمح نظر اسلامی ریاست کی خدمت ، اس کے ارکان کی مضبوطی اور پرچم اسلام کی سربلندی تھا۔②

حجاج نے اسلامی ریاست کے ستون مضبوط کیے ، اسے عظمت کی بلندیوں پر پہنچایا اور اپنی غیر معمولی قوت اور پختہ کاری سے اس میں موجود شر پسند عناصر کا قلع قمع کیا۔

حجاج بن یوسف ، ایک بہترین منتظم

حجاج جس طرح ایک کامیاب حکمران تھا اسی طرح وہ ایک کامیاب منتظم بھی تھا۔اس نے دورِ جدید سے سیکڑوں سال پہلے یہ نظام نافذ کیا تھا کہ شہری علاقوں میں رات کو کس وقت تک چہل پہل جاری رہ سکتی ہے۔اس نظام کے نفاذ کے سلسلے میں جو عوامل آج کی حکومتوں کے پیش نظر ہیں ، یہ وہی عوامل ہیں جو حجاج کے پیش نظر تھے۔ہر چند ، حجاج کے ہاں اس نظام کے نفاذ کے اسباب دوسرے بھی تھے جیسے

① معجم البلدان : ۸/۳۸۱.
② مروج الذهب للمسعودی: ۲/۱۰۸ ، وتاریخ ابن عساکر: ۴/۶۸ ، وانساب الاشراف: ۱۱/۱۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ چاہتا تھا کہ لوگ بے خوف اور مطمئن ہو کر سوئیں۔ انھیں کوئی پریشان نہ کرے نہ کوئی ان کے اطمینان وسکون میں خلل انداز ہو۔ ساتھ ہی حجاج کے پیش نظر اس نظام کے نفاذ کا اصل مقصد یہ اطمینان حاصل کرنا تھا کہ شبینہ محفلوں میں حکومت کے خلاف کوئی خفیہ سازش نہیں کی جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی خفیہ ایجنسی کے جاسوس رات بھر گشت کرتے تھے۔ وہ جب کسی شخص کو ہدایات کی خلاف ورزی کا مرتکب دیکھتے تو اسے تحقیق و تفتیش کے لیے حجاج کے پاس لے جاتے۔①

حجاج نے کئی ایک ایسے انتظامی طور طریقے متعارف کرائے تھے جن کے بارے میں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جدید دور کی دریافتیں ہیں۔ اس نے شہروں کی صفائی ستھرائی پر خاص توجہ دی تھی۔ وہ تاریخ کا پہلا حکمران تھا جس نے گلیوں بازاروں میں گندڈالنے اور شہری آداب کی خلاف ورزی پر قید کی سزائیں مقرر کی تھیں۔②

حجاج نے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک صوبے سے دوسرے صوبے جانے کے لیے پروانہ راہداری (Passport) کا نظام بنایا تھا۔ اگر کوئی شہری بین الاضلاعی یا بین الصوبائی سفر کرنا چاہتا تو اس کے لیے متعلقہ افسر سے پروانۂ راہداری حاصل کرنا ضروری ہوتا تھا۔ اس افسر کا دفتر 'قصر مجیز' کہلاتا تھا۔③ صدر مقام واسط چونکہ خاص اہمیت کا حامل شہر تھا، سو اس میں داخلے کے لیے خصوصی اجازت نامے کی ضرورت پڑتی تھی۔④ حجاج شاید وہ پہلا حکمران تھا جس نے آوارہ کتوں کے خاتمے کا منصوبہ متعارف کرایا تھا تاکہ وہ شہریوں کو ایذا نہ دیں اور امراض کے پھیلاؤ کا باعث نہ بنیں۔⑤

عرب گائے کا گوشت رغبت سے کھاتے تھے۔ حجاج کو اندیشہ ہوا کہ اس طرح گائے کی نسل ختم ہو جائے گی اور دودھ بہت مہنگا ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے گائے کے ذبح پر پابندی عائد کر دی۔ جدید دور کی اقوام نے بھی یہ طریقہ استعمال کیا۔ عوامل وہی تھے جو حجاج کے پیش نظر تھے۔

---

①الجوهر الثمین لابن دقماق: ص ۲۱، وتاریخ ابن عساكر: ۴/۶۷، کچھ تاریخی ماخذوں نے اس موقع پر ایک واقعے کا ذکر کیا ہے جس کا صادر ہونا حجاج کی طرف سے ممکن نہیں، دیکھیے تاریخ ابن عساكر: ۴/۷۷، وتاریخ الاسلام للذهبی: ۴/۸۱۶.

②المعارف لابن قتیبه: ۱/۲۳۶، والبداية والنهاية: ۹/۱۳۶، وعیون التواریخ: ۵/۲۷۲.

③انساب الاشراف: ۱۱/۲۷۹.

④الاغانی: ۷/۶۶.

⑤عیون الاخبار: ۱/۲۶۳، وتاریخ ابن عساكر: ۴/۷۹، ۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاج سے پہلے اسلامی فوج کے سپاہی ملی جلی صلاحیتوں کے حامل ہوتے تھے۔حجاج چاہتا تھا کہ فوج کے سپاہی یکساں صحت وصلاحیت کے مالک ہوں۔اس مقصد کے لیے اس نے فوجی خدمت لازم قرار دی۔فوج میں سپاہیوں کی بھرتی طبی معائنے کی دستخط شدہ رپورٹ کے بعد ہی عمل میں لائی جاتی تھی۔دورِ جدید کی ترقی یافتہ اقوام کا طرزِ عمل بھی یہی ہے۔①

حجاج چاہتا تھا کہ لین دین کے معاملات کے سلسلے میں بھی اس کی حکومت خصوصی اہمیت کی حامل ہو۔چنانچہ اس نے کرنسی سکے ڈھالنے کے لیے ایک ٹکسال بنوائی جہاں اس نے ڈھلائی کے ماہر ٹکسالیے بھرتی کیے اوران پر نگران افسر مقرر کیے تاکہ کھوٹے سکوں کی ڈھلائی ناممکن بنائی جاسکے۔

حجاج بازاروں میں خرید وفروخت کے عمل پر بھی نظر رکھتا تھا۔ایک مرتبہ اس نے بازار میں دیکھا کہ ایک شخص عیب دار جانور بیچ رہا ہے۔اس نے جب اس سے دریافت کیا کہ وہ جانور کیسے بیچ رہا ہے تو اس نے کہا کہ وہ جانوروں کے عیب بتا کر انھیں بیچ رہا ہے۔②

الغرض،حجاج انتظامی معاملات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا تھا اور کوئی چھوٹی بڑی شے اس کی عقابی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہتی تھی۔اہل عراق انتظامی سطح پر اس کی یہ دریافتیں اور یہ سرگرمیاں دیکھ کر مبہوت رہ گئے تھے۔یہی وجہ تھی کہ وہ کہتے تھے حجاج تو کوئی جن یا کوئی جادوگر ہے۔③

امیر حجاج نے بیس سال عراق پر حکومت کی۔وہ اسلام کی ایک قاطع تلوار اور اموی سلطنت کا ایک اہم ستون تھا۔بعض مصنّفین ④ نے جو یہ لکھا ہے کہ وہ سلطنت بنوامیہ کے زوال وسقوط کی ایک وجہ تھا،اس میں کوئی سچائی نہیں۔حجاج کے اقدامات صحیح تھے لیکن دشمنوں نے اسے بدنام کیا اور اس کی بدنامی کو بنوامیہ کے خلاف پروپیگنڈے میں بطورِ ہتھیار استعمال کیا۔عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ڈھیلے ڈھالے طرزِ حکومت سے اس منفی پروپیگنڈے کی راہ ہموار کی اور سازشی عناصر کو کھلی چھوٹ دی جنھوں نے اموی حکومت کے خلاف خفیہ تنظیم سازی کی اور مختلف غلط فہمیاں پھیلائیں۔ابن عبدالعزیز ہی کی ناکام سیاست کی بدولت موالی اور دیگر دشمنانِ اسلام کو شہ ملی اور انھیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کا موقع ہاتھ آیا۔

①الاغانی: ۴/ ۱۲۴.
②عیون الاخبار: ۱/ ۱۶۰.
③تاریخ ابن عساکر: ۴/ ۷۱،وشرح ابن ابی الحدید: / ۱۱۵.
④وان ولوٹن،عرب سیادت: ص ۵۹،وتاریخ الامم الاسلامیۃ للخضری بک: ۲/ ۲۲۱، ۲۶۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیرونی فتوحات کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا تھا۔ یہ صورتِ حال بھی موالی کے لیے سازگار تھی۔ فتوحات کے انقطاع کی وجہ سے فوج سیاست میں دخیل ہوگئی اور حکومتی آمدن کے ذرائع محدود ہو گئے۔ یوں ملکی خزانے پر منفی اثر پڑا۔ ابن عبدالعزیز کے بعد آنے والے خلفاء نے صورتِ حال پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ عوام اکتائے ہوئے تھے۔ وہ حکومتی اقدامات پر مسلسل تنقید کرتے تھے۔ ریاست اگر حجاج کے مقرر کردہ نظام پر چلتی رہتی تو اموی سلطنت کا عرصہ حیات طویل ہو جاتا لیکن وہ نظام برباد ہوا جس کے باعث اسلام کو بالعموم اور اموی سلطنت کو بالخصوص ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک آدمی کی وجہ سے اگر ریاست اٹھ کھڑی ہوتی ہے تو دوسرے آدمی کی وجہ سے وہ ڈھے بھی جاتی ہے۔ ریاستوں میں کام کے آدمی ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں۔

اموی سلطنت جب حجاج، خالد قسری اور موسیٰ بن نصیر جیسے سچے خدمتگاروں سے محروم ہوئی تو وہ اپنا وقار کھو بیٹھی اور اپنی اصلی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ تب وہ آمادۂ زوال ہوگئی۔ یوں حجاج کی موت دراصل اموی سلطنت کے زوال کا نقطۂ آغاز تھی۔ وہ سلطنت بنوامیہ کا دست راست تھا جس سے وہ دشمنوں پر کاری ضرب لگاتی تھی۔ وہ سلطنت بنوامیہ کا دیدۂ بینا تھا جس سے وہ دشمنوں پر عقابی نظر رکھتی تھی۔ اس نے جب فتنہ ابن زبیر کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھائی تو اسے کوفہ اور خراسان کی ولایت سونپ دی گئی۔ یہ دونوں علاقے فتنوں کی آماجگاہ اور امامیہ کا گڑھ تھے۔ ان مشکلات و مسائل کے باوجود حجاج نے ان علاقوں میں نظم و ضبط قائم کیا۔ اس کی سخت گیری نے حکومت مخالف فتنہ پروروں کی سٹی گم کر ڈالی۔ اس نے زبردست صلاحیتوں کے مالک عمال اور بہادر سپہ سالاروں کا انتخاب کیا۔ یوں اس کے عہد میں امویوں کا دائرۂ اقتدار مشرق میں کابل تک اور شمال میں چینی ترکستان تک پھیل گیا۔ حجاج کے بعد اموی سلطنت کو حجاج جیسا ایک اور مخلص، مضبوط اور پختہ کار حکمران مل جاتا تو تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمیمے

ضمیمۂ اول: اہم واقعات مع ہجری و عیسوی تواریخ

اہم واقعات	تواریخ
حجاج اور اس کا باپ مروان بن حکم کے ہمراہ مصر روانہ ہوئے۔	رجب ۶۵ھ/ فروری ۶۸۵ء۔
حجاج اور اس کے باپ کی ابن دلجہ قینی کے لشکر میں مدینہ روانگی اور معرکۂ ربذہ۔	شعبان ۶۵ھ/ مارچ ۶۸۵ء۔
مختار ثقفی کا قتل۔	۱۴ رمضان ۶۷ھ/ اپریل ۶۸۷ء۔
مسکن میں مصعب بن زبیر کا قتل۔	۱۳ جمادی الثانی ۷۲ھ/ ۱۱ نومبر ۶۹۱ء
لشکر حجاج عبداللہ بن زبیر کے محاصرے کے لیے طائف سے مکہ روانہ ہوا۔	اوائل ذیقعد ۷۲ھ/ ۲۵ مارچ ۶۹۲ء
محاصرے کے دوران میں ابن زبیر کے لشکر پر آسمانی بجلی گری۔	۱۵ ذی الحج ۷۲ھ/ ۹ مئی ۶۹۲ء
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل۔	۱۷ جمادی الاول ۷۳ھ/ ۱۴ اکتوبر ۶۹۲ء
بطور والی حجاج کی مدینہ روانگی۔	صفر ۷۴ھ/ جون، جولائی ۶۹۳ء
بشر بن مروان کی وفات۔	رجب ۷۴ھ/ نومبر، دسمبر ۶۹۳ء
حجاج عراق میں داخل ہوا۔	رجب ۷۵ھ/ نومبر دسمبر ۶۹۴ء
حجاج رستقباد میں فروکش ہوا۔	یکم شعبان ۷۵ھ/ ۲۳ دسمبر ۶۹۴ء
حجاج نے مہلب کو خط لکھا کہ وہ خوارج کے مقابلے میں جائے۔	۲۰ شعبان ۷۵ھ/ جنوری ۶۹۵ء
مہلب نے خوارج کو رامہرمز سے بھگا دیا۔	۲۰ رمضان ۷۵ھ/ فروری ۶۹۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن جارود کی بغاوت۔	ربیع الثانی ۷۶ھ/ جولائی ۶۹۵ء
صالح بن مسرح خارجی کی بغاوت۔	یکم صفر ۷۶ھ/ ۲۱ مئی ۶۹۵ء
صالح بن مسرح کا قتل	۱۷ جمادی الاول ۷۶ھ/ ۲ ستمبر ۶۹۵ء
ایک طرف حجاج کی ازارقہ سے لڑائیاں، دوسری طرف شبیب سے لڑائیاں اور دونوں کے خلاف فتح یابی۔	۷۷ھ/ ۶۹۶ء
خراسان و سجستان حجاج کی ولایت میں شامل ہوئے۔ حجاج نے خراسان پر مہلب کو اور سجستان پر عبیداللہ بن ابوبکرہ کو نائب مقرر کیا۔	۷۸ھ/ ۶۹۷ء
عبیداللہ بن ابوبکرہ سجستان روانہ ہوا اور لڑائی میں زنبیل سے شکست کھائی۔	۷۹ھ/ ۶۹۸ء
مہلب نے بلادِ ماوراء النہر پر حملہ کیا اور ابن اشعث زنبیل کے پاس گیا۔	۸۰ھ/ ۶۹۹ء
حجاج کے خلاف ابن اشعث کی بغاوت۔	۸۱ھ/ ۷۰۰ء
معرکہ تستر کا اختتام اور حجاج کی شکست۔	۱۰ ذی الحج ۸۱ھ/ اواخر جنوری ۷۰۱ء
حجاج زاویہ میں فروکش ہوا۔	۲۳ ذی الحج ۸۱ھ/ ۷ فروری ۷۰۱ء
معرکہ زاویہ کا آغاز۔	یکم محرم ۸۲ھ/ ۱۵ فروری ۷۰۱ء
معرکہ زاویہ کا اختتام اور حجاج کی فتح یابی۔	آخر محرم ۸۲ھ/ ۱۵ مارچ ۷۰۱ء
مغیرہ بن مہلب کی وفات۔	رجب ۸۲ھ/ اگست ۷۰۱ء
معرکہ دیر جماجم کا آغاز۔	۳ ربیع الاول ۸۳ھ/ ۱۶ اپریل ۷۰۲ء
معرکہ دیر جماجم کا اختتام اور حجاج کی فتح یابی۔	۱۴ جمادی الثانی ۸۳ھ/ ۱۵ جولائی ۷۰۲ء
معرکہ مسکن۔	شعبان ۸۳ھ/ ستمبر ۷۰۲ء
واسط کی تعمیر۔	۸۳ھ/ ۷۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خراسان میں یزید بن مہلب کی فتوحات۔	۸۴ھ/ ۷۰۳ء
ابن اشعث کی ہلاکت۔	۸۵ھ/ ۷۰۴ء
خراسان سے یزید بن مہلب کی برطرفی اور مفضل کی تعیناتی۔	ربیع الثانی ۸۵ھ/ اپریل ۷۰۴ء
قتیبہ بن مسلم کی خراسان آمد۔	۸۶ھ/ ۷۰۵ء
خلیفہ عبدالملک کی وفات۔	وسط شوال ۸۶ھ/ اکتوبر ۷۰۵ء
بلادِ ماوراء النہر میں قتیبہ کی فتوحات۔	۸۷ھ/ ۷۰۶ء
بلادِ ماوراء النہر میں قتیبہ کی فتوحات۔	۸۸ھ/ ۷۰۷ء
بلادِ ماوراء النہر میں قتیبہ کی فتوحات، محمد بن قاسم کی ولایت سندھ اور داہر کا قتل۔	۸۹ھ/ ۷۰۸ء
بلادِ ماوراء النہر اور سندھ میں فتوحات، حجاج کے قید خانے سے آل مہلب کا فرار۔	۹۰ھ/
فتوحات کا تسلسل، سعید بن جبیر کا قتل اور بعض روایات کے مطابق حجاج کی وفات۔	۹۱ھ، ۹۲ھ، ۹۳ھ، ۹۴ھ/ ۷۱۰ء، ۷۱۱ء، ۷۱۲ء
اکثر روایات کے مطابق حجاج کی وفات۔	۲۵ رمضان ۹۵ھ/ ۱۳ جون ۷۱۴ء
خلیفہ ولید کی وفات، قتیبہ بن مسلم کی بغاوت اور اس کا قتل۔	۹۶ھ/ ۷۱۴ء، ۷۱۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمیمۂ دوم

حروب خوارج میں مذکور اہم مقامات، عہد حجاج میں فتح ہونے والے اہم مقامات:

اِخسیکث: یہ ماوراء النہر میں واقع ایک شہر ہے۔ یہ فرغانہ کا صدر مقام ہے۔ یہ دریائے شاش (سیحوں) کے ساحل پر آباد ہے۔

آذر بائیجان: یہ ایک وسیع خطہ ہے۔ اس کا قدیم نام اتروباتان تھا۔ یہ جنوب میں بلادِ جبال، مغرب میں کردستان، شمال میں دیلم اور بحیرۂ قزوین اور مشرق میں آرمینیا وموقان تک پھیلا ہوا ہے۔

ارّجان: فارس کا ایک شہر ہے۔

اصبہان: یہ ایک بڑا اور مشہور شہر ہے۔ یہ الجبل کے نواح میں واقع ہے۔

اصطخر: یہ فارس کا ایک شہر ہے جو پرسی پولس کے قریب واقع ہے۔ پرسی پولس فارس کا قدیم دارالحکومت تھا۔ اصطخر آج کل شیراز کے شمال مشرق میں ۳۵ میل کے فاصلے پر برلب شاہراہ اصفہان واقع ہے۔ اس کا موجودہ نام چہل مینار ہے جس کے معنی ہیں چالیس ستونوں والا۔

الور: یہ ملتان کے جنوب میں پکار کے قریب واقع ہے۔

آمد: موجودہ شہر دیار بکر۔ عثمانی فتح کے بعد سے اس کا نام یہی ہے۔

انبار: یہ شہر بغداد کے نواح میں دریائے فرات کے کنارے واقع ہے۔

اہواز: یہ خوزستان کا ایک پرگنہ ہے۔ اس کے شہر کا نام اہواز منڈی ہے۔

بابل مہروز: یہ بغداد کا نواحی علاقہ ہے۔ یہاں ایک دریا ہے جس کے کنارے بستیاں آباد ہیں۔ بابل غالباً انھی میں کا ایک قریہ ہے۔

بادغیس: یہ ہرات اور مروروذ کے نواح میں واقع بستیوں کا ایک مجموعہ ہے۔

برودبار: یہ متعدد موضع ہیں۔ یہ اصفہان کا نواحی علاقہ ہے جس میں کئی قریے شامل ہیں۔

بخارا: ماوراء النہر کے سب سے بڑے شہروں میں سے ایک شہر بخارا ہے۔ اس کے اور جیحوں کے درمیان ایک روز کی مسافت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغلان: بلخ کے نواح میں ایک شہر۔

بلخ: یہ خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔اس کا قدیم نام بقطر ہے۔ یہ جوز جان اور طخارستان کے درمیان واقع ہے۔

پنجاب: یہ سندھ کا ایک بڑا شہر تھا جسے محمود غزنوی نے ۱۰۰۵ء میں فتح کیا تھا۔

بہرشیر: یہ سواد بغداد کے نواح میں مدائن کے قریب واقع ہے یا یہ مدائن ہی کا ایک شہر ہے۔

بیاس: یہ سندھ کا ایک بڑا دریا ہے جو ملتان کی طرف بہتا ہے۔

بیرون: یہ ہندوستان میں واقع ہے۔اسے دریائے مہران یا تکران سندھ سے جدا کرتا ہے۔

بیکند: بخارا اور جیجوں کے درمیان واقع ایک شہر۔

ترمذ: دریائے جیجوں کے مشرقی ساحل پر واقع ایک بڑا شہر۔

تکریت: دجلہ کے ساحل پر واقع الجزیرہ کا ایک شہر۔

حربی: دجیل کے آخر میں بغداد اور تکریت کے درمیان واقع ایک قصبہ۔

الجزیرہ: شمالی عراق کی ایک اقلیم جہاں دجلہ وفرات کے سرچشمے ہیں۔

جلولا: قادسیہ کے مشرق میں واقع ایک شہر۔

جوخی: خانقین اور بغداد کے درمیان واقع ایک بڑا صوبہ۔

جوزجان: خراسان میں واقع بلخ کا ایک وسیع پرگنہ۔

جیرفت: کرمان کا سب سے بڑا شہر۔

حمام عمر: کوفہ کے قریب ایک مقام۔

حیرہ: یہ شہر کوفہ کے جنوب میں ایک کوس پر واقع تھا۔

خانقین: سوادِ بغداد میں شاہراہ ہمدان پر واقع ایک شہر۔

ختل: کئی شہروں پر مشتمل ایک وسیع وعریض پرگنہ۔

اصطخری نے لکھا ہے کہ دریائے ختل کے پار جیجوں کے ساحل پر واقع یہ پہلا پرگنہ ہے۔

خجندہ: ماوراء النہر میں جیجوں کے ساحل پر واقع ایک شہر۔سمرقند سے اس کا فاصلہ دس روز ہے۔

خوارزم: یہ ایک بڑا علاقہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارا: نصیبین اور ماردین کے درمیان پہاڑ کے دامن میں واقع ایک شہر۔
دارابجرد: پرگنہ اصطخر کا ایک قریہ۔ نیشاپور کی ایک موضع بھی دارابجرد کہلاتی ہے۔
دسکرہ: شاہراہِ نہروان وجلولا پر واقع ایک شہر۔
خوزستان میں ایک قریہ بھی دسکرہ ہے۔
دقوقا: موصل اور حلوان کے درمیان واقع ایک شہر۔
دیبل: بحیرۂ ہند کے ساحل پر واقع ایک مشہور شہر۔
رامثنہ: بخارا کا مضافاتی قریہ۔
رامہرمز: خوزستان کا ایک مشہور نواحی شہر۔
زاغول: مروروذ کا ایک قریہ۔
زرارہ: کوفہ کا ایک محلہ۔
شاپور: فارس کا ایک وسیع پرگنہ جس کا صدر مقام نوبندجان ہے۔ بشاری نے لکھا کہ یہ شہرستان ہے۔
سبخہ: کوفہ کے قریب ایک مقام۔
سرجان: سمیساط کے قریب ساحل فرات پر واقع ایک موضع۔
سردان: فارس اور خوزستان کے درمیان واقع مضافاتی شہر۔
سمرقند: اس کا قدیم نام مرقند تھا۔ یہ بلادِ صغد کا ایک بڑا شہر ہے جسے قتیبہ نے ۹۳ھ میں فتح کیا۔
سمنجان: بلخ و بغلان کے پار طخارستان کا ایک شہر۔
سنجار: الجزیرہ کے نواح میں واقع ایک مشہور شہر۔ اس کے اور موصل کے درمیان تین روز کی مسافت ہے۔
سندھ: ہندوستان، سجستان اور کرمان کا درمیانی خطہ سندھ کہلاتا ہے۔ یہ پانچ پرگنوں پر مشتمل ہے جن میں کرمان کی طرف سے پہلا پرگنہ مکران ہے۔ دوسرا طوران ہے۔ عرب اس نام کا اطلاق تین اقالیم پر کرتے ہیں۔ ایک بڑا دریا سندھ کو ہند سے الگ کرتا ہے جسے مکران یا مہران کہتے ہیں۔ وہ تین اقالیم یہ ہیں: بلسکان (موجودہ افغانستان) جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا تھا۔ طوران۔ اور مکران (جو قدیم زمانے میں جدروسیا کہلاتا تھا۔) آخرالذکر دونوں اقالیم اب بلوچستان کہلاتے ہیں۔
ان اقالیم کے اہم شہر غزنہ، کابل اور قندھار ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورا: بابل (عراق) میں واقع ایک موضع۔

سوق حکمہ: کوفہ کی نواحی بستی۔

سیلحین: قادسیہ کے قریب کھلی جگہ۔

شہروزر: بلادِ جبال کا ایک وسیع پرگنہ جسے عوام عراقِ عجم کہتے ہیں۔ یہ موصل اور ہمدان کے درمیان واقع ہے۔

شومان: دریائے جیجوں کے پار صغانیان کا ایک شہر۔

صرات: سوادِ حلہ زیدیہ میں بستیوں کا ایک مجموعہ۔

صغانیان: ماوراء النہر کا ایک بڑا صوبہ جو ترمذ کے مضافات سے متصل ہے۔

صغد: ایک علاقہ جس کا صدر مقام سمرقند ہے۔ یہ سمرقند اور بخارا پر مشتمل ہے۔

طالقان: طخارسان کا ایک گوشہ۔ اسی نام کا ایک علاقہ بلادِ قزوین میں بھی ہے۔

طبرستان: فارس میں جرجان اور دیلم کے درمیان بحیرۂ قزوین کے ساحل پر واقع ایک وسیع علاقہ۔ اس کی نسبت سے بحیرہ قزوین کو بحیرہ طبرستان بھی کہتے ہیں۔

عقرقوف: بغداد کے قریب واقع ایک قریہ۔

عین التمر: کوفہ کے مغرب میں انبار کے قریب واقع ایک قریہ۔

فارس: فارس ایک وسیع وعریض ریاست ہے۔ عراق کی طرف اس کی سرحد ارجان، کرمان کی طرف شیرجان، ساحل بحیرۂ ہند کی جانب سیراف اور سندھ کی طرف اس کی سرحد مکران ہے۔

فاریاب: یہ ماوراء النہر کی ایک اقلیم ہے جو جیجوں کے کنارے واقع ہے۔

فرغانہ: ایک شہر اور ایک وسیع پرگنہ ہے جس کی سرحد ترکستان سے متصل ہے۔

فسا: پرگنہ دارابجرد کا سب سے بڑا شہر۔

قندابیل: سندھ کا ایک شہر جو ریاست ندہہ کا صدر مقام ہے۔ ندہہ سندھ میں طوران، مکران، ملتان اور منصورہ کی حدود کے مابین واقع ایک وسیع خطہ ہے۔ یہ دریائے مہران کے مشرق میں اور قنادیل سے منصورہ تک آٹھ مراحل پر مشتمل ہے۔ (مرحلہ: ایک دن کا سفر۔) قنادیل سے ملتان تک دشت ہے جو بیس مرحلے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومس: آج کل یہ مملکت اتران میں ماژندان (طبرستان) کی ایک اقلیم ہے۔

کابل: یہ ایک علاقہ ہے جس کا سب سے بڑا شہراو ہند ہے۔ ابن فقیہ نے لکھا: کابل طخارستان کی سرحد ہے۔

کازرون: فارس کا ایک شہر ہے جو شیراز کے مغرب میں واقع ہے۔

کاشان: یہ ماوراء النہر کا ایک شہر ہے جس کے دروازے پر وادی اخسیکث ہے۔ قاشان یا کاشان اصبہان کے شمال میں الجبل کا ایک شہر ہے۔

کاشغر: یہ شہر، قریوں اور دیہاتوں پر مبنی ایک علاقہ ہے۔ یہاں براستہ سمرقند پہنچتے ہیں۔ یہ ماوراء النہر کا ایک شہر ہے جس سے آگے کا علاقہ مسلمانوں نے فتح نہیں کیا تھا۔ آج کل یہ چین میں واقع ہے۔

کرمان: یہ فارس، مکران، خراسان اور سجستان کے درمیان واقع ایک وسیع ریاست ہے۔ اس کے مشرق میں مکران اور دشت مکران، مغرب میں فارس، شمال میں دشت خراسان اور جنوب میں بحیرۂ فارس واقع ہے۔

کش: سمرقند کا مضافاتی شہر۔

کلواذا: بغداد کا مشرقی علاقہ۔ یہ 'کھنڈروں' پر مشتمل ہے۔ بغداد سے اس کا فاصلہ ایک کوس ہے۔

ماردین: الجبل کی چوٹی پر واقع ایک مشہور قلعہ جس کے دامن میں دنیستر اور نصیبین واقع ہیں۔

ماہ بہرذان: میرے خیال میں یہ راذنین کا علاقہ ہے۔

مدائن: قریے جیسا ایک چھوٹا شہر جس کا بغداد سے فاصلہ چھ کوس ہے یا یہ دجلہ کے بائیں ساحل پر واقع ہے۔ اس کے کھنڈر بغداد کے جنوب میں ۲۶ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔

مدبج: موصل اور عراق کے درمیان واقع ایک قریہ جہاں صالح بن مسرح قتل ہوا تھا۔

مردمہ: کوفہ کے قریب واقع ہے۔

مرو یا مروِشاہ جہاں: یہ خراسان کا صدر مقام ہے جو دریائے مرغاب پر واقع ہے۔ مرو کا ذکر جب بھی کیا جائے، مراد مروشاہ جہاں ہوتا ہے۔

مرورِوذ: یہ مروشاہ جہاں کے قریب واقع ایک شہر ہے۔ دونوں کے درمیان پانچ یوم کا فاصلہ ہے۔ یہ ایک بڑے دریا کے کنارے واقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی سے منسوب ہے۔ (روذ یا رود: دریا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مروشاہ جہاں کے مقابلے میں چھوٹا شہر ہے۔

مکران: مکران ایک ریاست ہے۔اس کے مغرب میں کرمان،شمال میں سجستان،جنوب میں سمندر اور مشرق میں ہندوستان واقع ہے۔

ملتان: نصف منصورہ جتنا شہر ہے۔اسے فرج بیت الذہب بھی کہتے ہیں۔یہ اقلیم پنجاب کا ایک شہر ہے جسے غزنوی نے ۱۰۰۵ء میں فتح کیا تھا۔

موصل: دجلہ کے مغربی ساحل پر واقع الجزیرہ کا ایک شہر۔یہ ایک بڑا اور مشہور شہر ہے۔یہ باب عراق اور باب خراسان کی کنجی ہے۔یہیں سے آذربائیجان جاتے ہیں۔

نسا: ابیورد اور سرخس کے درمیان واقع ایک شہر۔

نسف: جیحوں اور سمرقند کے درمیان واقع ایک بڑا شہر۔

نصیبین: الجزیرہ کا ایک آباد شہر جو **موصل** سے شام جانے والی قافلوں کی شاہراہ پر واقع ہے۔

نفر: یہ قدیم دور کے فارس میں دریائے فارس کے کنارے واقع ایک شہر یا قریہ تھا۔آج کل یہ بلادِ کوفہ (ارض بابل) میں شامل ہے۔

نہروان: یہ مشرقی جانب واسط اور بغداد کے درمیان واقع ایک وسیع و عریض پرگنہ ہے۔اس کے تین حصے ہیں: بالائی،وسطی اور زیریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حجاج بن یوسف، عہد بنو امیہ کا وہ گورنر ہے جس پر بہت زیادہ لکھا گیا۔ اس کی ملازمت ابتدائی سے لے کر اس کے حکم امارت تک، داخلی طور پر خوارج کی شورشوں سے لے کر خارجی طور پر فتوحات تک، عراقی اصلاحات سے لے کر اس کے سیاسی ادارات تک ہر موضوع پر بہت لکھا گیا کہ کسی دوسرے اموی والی پر اس طرح صفحات سیاہ نہیں کیے گئے اور حجاج سے زیادہ شاید ہی کوئی اموی شخصیت آئی غیر معتبریت کا شکار ہوئی۔ عصر اموی کی تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے قارئین اس بات کو تسلیم کریں گے کہ پورے عصر اموی اور اموی عہد کی شخصیات کو شدید تعصبات کا نشانہ بنایا گیا۔ حجاج بن یوسف کے ساتھ بھی ادب اور تاریخ کی بیشتر کتب میں انصاف نہیں برتا گیا۔

زیر نظر کتاب "الحجاج بن یوسف الثقفی۔ المفتری علیہ" ڈاکٹر محمود زیادہ کا وہ مقالہ ہے جس پر انہیں جامع ازہر کے کلیۃ اللغۃ العربیۃ نے ۱۹۳۶ء (۱۳۵۵ھ) میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی تھی۔ یہ کتاب دار السلام (قاہرہ، مصر) سے شائع کی گئی۔ ۲۰۱۰ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن طبع ہوا جو کتاب کی مقبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ محمد طیب حارث صاحب کی کوششوں سے پہلی بار منظر عام پر آیا ہے۔ کتاب کے مترجم حافظ قمر حسن ہیں جو ۲۰۰۶ء سے ترجمے کے فن سے وابستہ ہیں۔ اب تک تیس کے لگ بھگ کتابیں ترجمہ کر چکے ہیں، بیشتر شائع ہو چکی ہیں جب کہ دیگر طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ امید ہے فن کے معیاری ترجمے کے ساتھ زیر نظر کتاب علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کرے گی۔

ڈاکٹر [illegible]

حارث پبلیکیشنز

Email: haris.publications@gmail.com